TIGHT BINDING BOOK

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_226109

UNIVERSAL
LIBRARY

مجبوب الارب

یعنے

ترجمۂ صناجۃ الطرب فی تقدمات العرب

مترجمۂ

جناب مولوی سید جلال صاحب ملازم دفتر معتمد عدالت وکوتوالی وامور عامۂ سرکار عالی

جسکو

فدا حسین خان وکیل درجۂ اول ومالک مطبع نے ترجمہ کراکے اپنے

مطبع آئین دکن واقع حیدرآباد دکن میں طبع کرایا

طبع اول ۵۰۰ جلد　　قیمت فی جلد　　صہ حالی

مجبوب الالباب

یعنے

ترجمۂ صناجتہ الطرب فی تقدمات العرب

مترجمۂ

جناب مولوی سید جلال صاحب ملازم دفتر معتمد عدالت وکوتوالی وامور عامۂ سرکار عالی

جسکو

فدا حسین خان وکیل درجۂ اول وممالک مطبع نے ترجمہ کرا کر اپنے

مطبع آئین دکن واقع حیدرآباد دکن میں طبع کرایا

فہرست ترجمہ کتاب صناجۃ الطرب فی تقدمات العرب

مقالہ	فصل	مضمون	از صفحہ تا صفحہ
		دیباچہ از طرف مترجم	۱ - ۶
اول		زمانہ حال کے عربون کا وطن - اسمین پانچ فصلین ہین	۱ - ۳۹
〃	فصل اول	ملک عرب کا بیان جو جزیرۃ العرب کے نام سے موسوم ہے	۱ - ۱۶
〃	〃 دوم	بلاد جزیرہ کا بیان جو دیار بکر - دیار ربیعہ اور دیار مضر کے نام سے موسوم ہے	۱۶ - ۱۸
〃	〃 سیوم	بلاد عراق کا بیان	۱۸ - ۲۳
〃	〃 چہارم	اراضی شام کا بیان	۲۳ - ۳۹
〃	〃 پنجم	بلاد مصر کا بیان	۳۹ - ۳۹
مقالہ دوم		اصلی عربون کے اقسام کا بیان - اسمین چار فصلین ہین	۴۰ - ۵۳
〃	〃 اول	اصلی عربون کے اقسام کا بیان	۴۰ - ۴۵
〃		عرب بائدہ کا بیان	۴۰ - ۴۵
〃	〃 دوم	عرب کے قبیلون اور اُن امور کا بیان جوان سے متفرع ہوتے ہین	۴۵ - ۴۶
〃	〃 سیوم	اشراف عرب کا بیان	۴۶ - ۴۹
〃	〃 چہارم	علم انساب (نسب) کا بیان	۴۹ - ۵۳
مقالہ سیوم		عربون کی جسامت - اُنکے رنگ - اُنکے اوصاف اور اُن کے منکوحات وغیرہ کا بیان - اسمین چار فصلین ہین	۵۳ - ۸۴
〃	〃 اول	عربون کی جسامت اور اُن کے اوصاف کا بیان	۵۳ - ۵۹
〃	〃 دوم	عربون کے یہان جو حسن ممدوح ہے اُسکا بیان	۵۹ - ۶۶
〃		نبذہ یعنی بقیہ بعض اُن عورتونکا بیان جو حسن وجمال اور ادب مین مشہور رہوئی ہین	۶۶ - ۷۲

مقالہ	فصل	مضمون	از صفحہ تا صفحہ
مقالہ سیوم	فصل سیوم	اہل عرب کے عشق کا بیان	۶۶ - ۷۰
〃	〃 چہارم	عربون کی شادی بیاہ اور اولاد وغیرہ کے حالات جو ولادت سے ممات تک متعلق ہین	۷۰ - ۸۴
〃	〃 〃	بندہ یعنے بقیہ اُن امور کا بیان جو اولاد سے متعلق ہین	۷۷ - ۸۰
〃	〃 〃	بندہ یعنی بقیہ جنازون کے بیان مین	۸۰ - ۸۴
مقالہ چہارم		عرب کے مذاہب، معابد اور طریقہ عبادات وغیرہ کا بیان اس مین چھ فصلین ہین	۸۴ - ۱۶۳
〃	فصل اول	عرب کے مذاہب کا بیان	۸۴ - ۹۲
〃	〃 دوم	عرب کے معابد کا بیان	۹۲ - ۹۸
〃	〃 〃	بقیہ کعبہ کی مجاوری (تولیت) کا بیان	۹۶ - ۹۸
〃	〃 سیوم	مناسک (طریق عبادت) عرب کا بیان	۹۸ - ۱۰۵
〃	〃 چہارم	مدارک غیب کا بیان	۱۰۵ - ۱۱۴
〃	〃 〃	کہانت کا بیان	۱۱۴ - ۱۲۲
〃	〃 〃	ریاضات کا بیان	۱۲۲ - ۱۲۵
〃	〃 〃	صناعات یعنی بعض علوم وفنون کا بیان	۱۲۵ - ۱۳۴
〃	〃 〃	تنجیم یعنے نجوم کا بیان	۱۲۵ - ۱۳۴
〃	〃 〃	خط رمل کا بیان	۱۲۸ - ۱۲۹
〃	〃 〃	حساب نیم کا بیان	۱۲۹ - ۱۳۲
〃	〃 〃	کشف دفائن مین مغربی لوگون کا حال	۱۳۲ - ۱۳۳
〃	〃 〃	طلسم کا بیان	۱۳۳ - ۱۳۳
〃	〃 〃	سحر یعنے جادو کا بیان	۱۳۳ - ۱۳۴
〃	〃 پنجم	اسمائے شریفہ وغیرہ کا بیان جو عالم روحانی سے ہین	۱۳۴ - ۱۴۷
〃	〃 〃	اللہ تعالی کی ذات وصفات کے ننانوے (۹۹) نام	۱۳۴ - ۱۳۴

مقالہ	فصل	مضمون	از صفحہ تا صفحہ
مقالہ چہارم	فصل پنجم	جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسماء کا بیان۔	۱۳۴-۱۳۵
〃	〃 〃	صحابہ۔ تابعین۔ انصار اور مہاجرین کی تعریف	۱۳۵-۱۳۶
〃	〃 ششم	عرب کی وحشی عادات جو اسلام میں لغو ہوگئیں	۱۴۷-۱۶۴
〃	〃 〃	بحیرہ کا بیان	۱۴۸-۱۵۱
〃	〃 〃	سائبہ کا بیان	
〃	〃 〃	وصیلہ کا بیان	
〃	〃 〃	حام کا بیان	
〃	〃 〃	خمر کا بیان	
〃	〃 〃	میسر اور ازلام کا بیان	۱۵۱-۱۵۴
〃	〃 〃	انصاب کا بیان	۱۵۴-۱۵۴
〃	〃 〃	ازلام کا بیان	
〃	〃 〃	وأد البنات کا بیان	۱۵۴-۱۵۵
〃	〃 〃	رفادہ کا بیان حج میں	۱۵۵-۱۵۶
〃	〃 〃	رتم کا بیان	۱۵۶-۱۵۶
〃	〃 〃	ربیمہ کا بیان	
〃	〃 〃	قیعہ اور تفقیعہ کا بیان	۱۵۶-۱۵۷
〃	〃 〃	دوار العرکا بیان	۱۵۷-۱۵۷
〃	〃 〃	نوق نافرہ کی تسکین کا بیان	
〃	〃 〃	سقی البقر یعنے گائے کو پانی پلانے کا بیان	۱۵۷-۱۵۸
〃	〃 〃	ہامہ کا بیان	۱۵۸-۱۵۸
〃	〃 〃	صفر کا بیان	۱۵۸-۱۵۹
〃	〃 〃	جنات کا بیان	۱۵۹-۱۵۹
〃	〃 〃	حفظ الاسنان یعنی دانتوں کی حفاظت کا بیان	

مقالہ	فصل	مضمون	از صفحہ تا صفحہ
مقالہ چہارم	فصل ششم	وبا سے بچنے کا بیان	۱۵۹-۱۵۹
〃	〃 〃	دوار المقلات کا بیان	
〃	〃 〃	ابتدا دیہ راستہ پانے کا بیان	
〃	〃 〃	استسقا کا بیان	۱۵۹-۱۶۰
〃	〃 〃	صدحۃ المطر کا بیان	۱۶۰-۱۶۰
〃	〃 〃	تمائم کا بیان	۱۶۰-۱۶۱
〃	〃 〃	تولہ کا بیان	
〃	〃 〃	تجزبالحری کا بیان	۱۶۱-۱۶۱
〃	〃 〃	سعلاۃ کا بیان	
〃	〃 〃	فطرب کا بیان	
〃	〃 〃	غول کا بیان	۱۶۱-۱۶۲
〃	〃 〃	عنقا کا بیان	۱۶۲-۱۶۳
〃	〃 〃	خیلان کا بیان	۱۶۳-۱۶۳
〃	〃 〃	حرقوص کا بیان	
〃	〃 〃	ہوا تف کا بیان	۱۶۳-۱۶۴
〃	〃 〃	اکلۃ الشیطان کا بیان	
مقالہ پنجم		عرب کے مساکن۔ عمارات۔ لباس۔ کھانے اور طریقہ مخاطبات وغیرہ کا بیان۔ اسمین چار فصلین ہین	۱۶۴-۲۶۵
〃	〃 اول	مساکن عرب کا بیان	۱۶۴-۱۹۵
〃	〃 〃	زمانہ جاہلیت کی عمارات کا بیان	۱۶۴-۱۷۲
〃	〃 〃	اندلس مین بنی امیہ کی خلافت	۱۷۲-۱۷۴
〃	〃 〃	رصافہ	۱۷۴-۱۷۴
〃	〃 〃	حمص	۱۷۴-۱۷۵

مقالہ	فصل	مضمون	از صفحہ تا صفحہ
مقالہ پنجم	فصل اول	قصر الشراجیب	۱۷۵-۱۷۵
〃	〃 〃	قصر سرور اور مجلس ذہب	
〃	〃 〃	قصر طلیطلہ	۱۷۵-۱۷۶
〃	〃 〃	مدن مشہور یعنی دوسرے مشہور شہر	۱۷۶-۱۷۷
〃	〃 〃	مدینۃ الزہرا	۱۷۷-۱۸۱
〃	〃 〃	فاطمیہ خلافت کا بیان افریقیہ میں	۱۸۱-۱۸۵
〃	〃 〃	شہر مہدیہ کا بیان	۱۸۵-۱۸۵
〃	〃 〃	مسیلہ یا محمدیہ کا بیان	
〃	〃 〃	قاہرہ کا بیان	۱۸۵-۱۸۶
〃	〃 〃	سلطنت مراکش کا حال	۱۸۶-۱۸۹
〃	〃 〃	مراکش کا بیان	۱۸۷-۱۸۸
〃	〃 〃	مغاورکا بیان	۱۸۸-۱۸۸
〃	〃 〃	مکناسہ کا بیان	۱۸۸-۱۸۹
〃	〃 〃	جنگلیوں کے مساکن کا بیان	۱۸۹-۱۹۵
〃	〃 دوم	عربوں کا لباس اور اُن کے زیور	۱۹۵-۲۱۶
〃	〃 〃	تفصیل اسمائے لباس بترتیب حروف تہجی	۱۹۸-۲۰۴
〃	〃 سیوم	عربوں کے کہانوں کے اقسام اور اُنکے آداب کا بیان	۲۱۶-۲۳۵
〃	〃 چہارم	تحیۃ یعنے سلام کے آداب اور مخاطبات یعنے باہمی گفتگو کے اقسام کا بیان	۲۳۶-۲۶۵
〃	〃 〃	ندا کا بیان	۲۳۶-۲۳۶
〃	〃 〃	القاب کا بیان	۲۳۶-۲۴۲
〃	〃 〃	کنیتوں کا بیان	۲۴۲-۲۴۳
〃	〃 〃	تحیۃ یعنے آداب وسلام کا بیان	۲۴۳-۲۴۶

مقالہ	فصل	مضمون	از صفحہ تا صفحہ
مقالہ پنجم	فصل چہارم	استقبال یعنی پیشوائی کا بیان - - - - - - - - - -	۲۴۶-۲۴۶
〃	〃 〃	جلوس یعنے نشست کا بیان - - - - - - - - - -	۲۴۶-۲۴۸
〃	〃 〃	زائرون کے سامنے جو چیز لائی جاتی ہے اسکا بیان - - -	۲۴۸-۲۴۸
〃	〃 〃	زوار کی مشایعت کا بیان - - - - - - - - - -	۲۴۸-۲۴۹
〃	〃 〃	کوچ کرنے والون کی رخصت کا بیان - - - - - - -	۲۴۹-۲۶۹
〃	〃 〃	آداب جمعیت یعنی مجلس کے آداب کا بیان - - - -	۲۴۹-۲۶۵
		الجزء الثانی	۲۶۵-۵۲۵
مقالہ ششم		عربون کے اخلاق اور انکی شجاعون اور انکی فصیحون کے بیان مین اسمین تین فصلین ہین - - - - - - - - - - -	۲۶۵-۳۱۷
〃	فصل اول	عربون کے اخلاق اور انکی طبعیتون کے بیان مین - - -	۲۶۵-۲۹۶
〃	〃 دوم	شجاعان عرب کا بیان - - - - - - - - - - - -	۲۹۶-۳۰۱
〃	〃 سیوم	عربون کے شاعرون اور فصیحون کے بیان مین - - - -	۳۰۱-۳۱۷
〃	〃 〃	شعر کا بیان - - - - - - - - - - - - - -	۳۰۴-۳۰۵
〃	〃 〃	معلقات کا بیان - - - - - - - - - - - -	۳۰۵-۳۰۷
〃	〃 〃	مجمہرات کا بیان - - - - - - - - - - - -	۳۰۷-۳۰۹
〃	〃 〃	منتقیات کا بیان - - - - - - - - - - - -	۳۰۹-۳۱۰
〃	〃 〃	مذہبات کا بیان - - - - - - - - - - - -	۳۱۰-۳۱۰
〃	〃 〃	مراثی یعنے مرثیون کا بیان - - - - - - - - -	۳۱۰-۳۱۲
〃	〃 〃	مشویات کا بیان - - - - - - - - - - - -	۳۱۲-۳۱۴
〃	〃 〃	ملحمات کا بیان - - - - - - - - - - - -	۳۱۴-۳۱۷
مقالہ ہفتم		عربون کے گھوڑون اور اونٹون کی تربیت کرنے کا اور بلاد عرب کی محصولات اور تجارت کا بیان - اسمین چار فصلین ہین	۳۱۷-۳۶۰

مقالہ	فصل	مضمون	از صفحہ تا صفحہ
مقالہ ہفتم	فصل اول	عرب کے عام اور مشہور گھوڑوں کا بیان ------	۳۱۷-۳۲۷
〃	〃 دوم	اونٹوں کی تربیت اور اُن کے فوائد کا بیان ------	۳۲۷-۳۳۶
〃	〃 〃	حلب یعنے دودھ دوہنے کا بیان ----------	۳۲۷-۳۳۴
〃	〃 〃	نحول یعنے نر اونٹوں کا بیان ----------	۳۳۴-۳۳۶
〃	〃 سیوم	اُن باقی حیوانات کا بیان جو عربوں میں مشہور ہیں ---	۳۳۶-۳۵۲
〃	〃 〃	حیوانات کے بچوں کے نام ----------	۳۴۰-۳۴۱
〃	〃 〃	حیوانات کی کنیتیں ----------	۳۴۱-۳۴۴
〃	〃 〃	لاحقہ یعنے اوپر کے بیان سے ملحق چیزوں کا بیان ---	۳۴۴-۳۴۵
〃	〃 〃	اصوات کا بیان ----------	۳۴۵-۳۴۶
〃	〃 〃	حیوانات کو ہانکنے کی آواز ----------	۳۴۷-۳۵۱
〃	〃 〃	صید یعنے شکار کا بیان ----------	۳۵۱-۳۵۲
〃	〃 چہارم	عربستان کی معدنیات مصنوعات اور تجارت کی محصول کا بیان	۳۵۲-۳۶۰
مقالہ ہشتم		عربوں کی افواج - اُن کے ہتیار - اُنکی لڑائیاں اور اُنکی فتوحات بری اور بحری کے بیان میں - اسمیں تین فصلیں ہیں	۳۶۱-۳۹۷
〃	فصل اول	عربوں کی افواج اور اُنکی لڑائیوں کے بیان میں ---	۳۶۱-۳۶۹
〃	〃 دوم	اصلی عربوں کے ہتیاروں کا بیان ----------	۳۷۴-۳۹۷
〃	〃 سیوم	عربوں کے وقائع اور اُنکی بری و بحری فتوحات کی بیانمیں -	۳۷۴-۳۹۷
مقالہ نہم		عربوں کی قدیم وجدید دولتیں (سلطنتیں) اور اُنکے ممالک (مقبوضات) اور مومنین کی امارت یعنی امیر المومنوں کا حال اور اُن امارتوں کی خصوصیات اور روداد میں دفاتر کی ترتیب اور بعض مالی امور کا بیان - اسمیں تین فصلیں ہیں	۳۹۷-۴۲۱
〃	فصل اول	دول عرب اور اُن کے مقبوضات ممالک کا بیان ----	۳۹۸-۴۰۹
〃	〃 دوم	امارت مومنین اور اُنکی خصوصیات کے بیان میں ---	۴۰۹-۴۱۵

مقالہ	فصل	مضمون	از صفحہ تا صفحہ
مقالہ نہم	فصل سیوم	دفاتر کی تدوین اور بعض مالی ترتیبات کے بیان مین۔	۴۱۵-۴۲۱
״ دہم		عربون کے آداب عربی لغت کے وضع کرنے مین اور بعد اسلام کے اُنکا قدیم فلسفی علوم کو طلب کرنے کا بیان۔	
		اسمین چھ فصلین ہین ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۴۲۱-۵۰۹
״	فصل اول	لغت عربی کے وضع کرنیکے آداب اور اُسکے اسباب کا بیان	۴۲۲-۴۳۷
״	״ ״	علم نحو کا بیان۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۴۲۴-۴۲۵
״	״ ״	مناظرات کا بیان۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۴۲۵-۴۲۶
״	״ ״	انشاء کا بیان۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۴۲۶-۴۲۶
״	״ ״	لغت کا بیان۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	
״	״ ״	متن لغت کا بیان۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۴۲۶-۴۲۷
״	״ ״	علم صرف کا بیان۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۴۲۷-۴۲۷
״	״ ״	عروض کا بیان۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	
״	״ ״	قوافی کا بیان۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	
״	״ ״	بدیع کا بیان۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۴۲۷-۴۲۸
״	״ ״	معانی و بیان کا ذکر۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۴۲۸-۴۲۸
״	״ ״	باقی فنون کا ذکر۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	
״	״ ״	علم کلام کا ذکر۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۴۲۸-۴۳۰
״	״ ״	تاریخ کا بیان۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۴۳۰-۴۳۷
״	״ دوم	فن طرب یعنی موسیقی کے بیان مین۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۴۳۸-۴۴۰
״	״ سیوم	اسلام کے بعد عربون کا فلسفی علوم کی طلب مین متنبہ ہونا۔	۴۴۰-۴۴۵
״	״ چہارم	قدیم کتابون کے جمع کرنے اور اُن کے ترجمہ کرنے کا بیان۔	۴۴۵-۴۵۲
״	״ پنجم	اُن علوم کا بیان جن کے یونان سے حاصل کرنے مین عربون نے بڑی تکلیف گوارا کی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۴۵۳-۵۰۲

مقالہ	فصل	مضمون	از صفحہ تا صفحہ
مقالہ دہم	فصل پنجم	منطق اور عرب کے فلاسفروں کا ذکر	۴۷۳-۴۵۹
〃	〃 〃	علم فلک اور طبیعیات کا بیان	۴۵۹-۴۶۰
〃	〃 〃	عربوں کے فلکی اور طبیعی معارف کا بیان	۴۶۰-۴۷۴
〃	〃 〃	علم ہیئت کا بیان	۴۷۴-۴۸۶
〃	〃 〃	علم نبات کا بیان	۴۸۶-۴۸۷
〃	〃 〃	ہندسہ وغیرہ کا بیان	۴۸۷-۴۸۸
〃	〃 〃	عربوں کی طب کا بیان	۴۸۸-۵۰۲
〃	〃 ششم	عرب کے مدارس۔ اُنکی شہرت اور اُنکے انجام کا بیان۔	۵۰۲-۵۰۹
〃	خاتمہ	خلفاء اور سلاطین کے نوابوں وغیرہ کے سن جلوس کی تاریخوں کا بیان	۵۱۰-۵۲۵
〃	〃	خلفائے راشدین کے نام مع سنہ جلوس	۵۱۰-۵۱۰
〃	〃	خلفائے بنی عباس کے نام مع سنہ جلوس	۵۱۰-۵۲۵
〃	〃	بنی امیہ کے اندلس کے بادشاہوں اور اُن کے خلفاء کے نام اور تاریخ جلوس کی جدول	۵۱۲-۵۱۴
〃	〃	اُن کے نامون اور تاریخ جلوس کا یہ تختہ ہے	۵۱۴-۵۱۷
〃	〃	علوی۔ فاطمی اور عبیدی خلفاء کے نام کا تختہ	۵۱۷-۵۱۷
〃	〃	مصر کے خلفاء کے نام کا تختہ	۵۱۷-۵۱۷
〃	〃	بقیہ افریقہ کے خلفاء کے نام کا تختہ	۵۱۷-۵۱۸
〃	〃	مصر کے سلاطین کردیہ کے نام کا تختہ	۵۱۸-۵۱۹
〃	〃	مصر کے سلاطین ایوبیہ کا تختہ	۵۱۹-۵۱۹
〃	〃	ملوک اتراک کے نامون کا تختہ	۵۱۹-۵۲۰
〃	〃	سلاطین بنی بویہ کے نام کا تختہ	۵۲۰-۵۲۱

دیباچہ از طرف مترجم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔ وبعد لما کان علم التاریخ اشرف العلوم لما فیہ من انباء من مضی منانی سالف الدہر وعبر وکیف عاش وسکن وسفر وما قال وما نظر فانہ ان کان من الملوک یعلم من احکامہ انہ کیف ساس الناس وملک ودبر وجبر وقہر وان کان من طبقۃ الفقرا یعلم من حالات فقرہ انہ کیف توکل وشکر ورضی وصبر وان کان من الاغنیاء یعلم من سخائہ وبخلہ ما انفق فی حیاتہ وجمع وادخر ان کان من الفرسان والشجعان یعلم من توغنہ انہ کیف اباد الفیلق والجحفل برمحہ وسیفہ البائر وان کان من العلماء یعلم من نبائہ انہ کیف وعظ الناس بموعظتہ ونذ ونہی وامر فترجمت ہذا الکتاب الفرید فی التاریخ لیعم نفعہ علی اہل الہند من صغر وکبر۔

ذکر محامد امیر المسلمین ظل اللہ فی الارضین اعلی حضرت بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک آصفجاہ نواب میر محبوب علی خان بہادر خلد اللہ ملکہ وافاض علی العالمین بطول حیاتہ برہ واحسانہ

تبنی کایہ شعر ذات قدسی صفات اعلی حضرت پر صادق آتا ہے۔ ؎

مضت الدہور وما اتین بمثلہ
ولقد اتی فعجزن عن نظرائہ

ترجمہ۔ یعنی زمانے تو بہت گزرے مگر اُسکا نظیر نہین پیدا کرسکے اور جب وہ (عالم وجود مین) آگیا تو وہ اُسکی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہوگئے۔

تاریخ عالم ایسے با اقبال بادشاہ کے ذکر مین خاموش نظر آتی ہے کہ اُس کے نام کا سکہ اُس کے عالم شیر خوارگی مین چلا ہوا و رمنابر پر اُس کے نام کا خطبہ پڑہا گیا ہو اور بڑے سردارون اور جبابرون نے اُس کے سامنے سر اطاعت خم کیا ہو بفضل خدا ان اوصاف مین کوئی بادشاہ حضرت کی ملکی صفات کا شریک نہین بن سکیگا۔ شاید عمر بن کلثوم تغلبی یہہ شعر ہمارے ہی بادشاہ کے لیئے موزون کرگیا ہے ؎

اذا بلغ الفطام لنا صبی
تخر لہ الجبابر ساجدینا

ترجمہ۔ یعنی وہ کہتا ہے کہ جب ہمارا بچہ زمانہ فطام (دودھ چھڑائی) کے قریب پہونچتا ہے تو بڑے بڑے سرکش اُس کے سامنے سر (اطاعت) جھکا کر گرتے ہین۔

ہمارے جہان پناہ سایہ لطف الٰہی نے اپنی کمال عبدیت کا اظہار جس شکر گزاری کے ساتھ کیا ہے اس سے زیادہ بلیغ پیرایہ خیال مین نہین آتا وہ فرماتے ہین۔

شکر اللہ کا کرتا ہے یہ آصف[1] ہر دم
مجھ سے ناچیز کو یک چیز بنایا اُس نے

حضرت اقدس کی یہ شکر گزاری خداوند عالم کے فرمان لئن شکرتم لازیدنکم کی تعمیل ہے اور یہہ ظاہر ہے کہ اس حکم کی تعمیل موجب مزید نعمت ہے۔

اب مجھے اپنا عرض حال بھی واجب ہے اور وہ یہ ہے کہ جب یہ ترجمہ حضرت ظل اللہ کے عہد معدلت مہد مین تیار ہوا تو اس کے ساتھ مجھے یہہ بھی خیال آیا کہ اسکا نام ایسا تجویز کیا جائے کہ اُسکو حضرت اقدس کے مبارک نام سے کسیطرح کی مناسبت ہو پس مین نے محض اس نیت اور امید سے کہ یہہ ترجمہ بھی حضرت ظل سبحانی کے مبارک نام کی برکت سے محبوب الخلائق بنے اس کا نام **محبوب الارب** رکھا ہے۔

---

[1] آصف اعلی حضرت کا تخلص ہے۔ منہ ۱۲

ذکر ولیعہد شاہزادۂ جہان نواب میر عثمان علیخان بہادر ادام اللہ اقبالہ و اجلالہ

یہ اللہ تعالیٰ کی ہم پر نعمت مزید ہے کہ اس نے اپنے فضل ربانی سے حضرت ظل سبحانی کو ایسا فرزند سعادت مند ارزانی فرمایا ہے کہ جس کے ناصیہ ہوش مندی سے بحکم الولد سر لابیہ۔ شجاعت عدالت۔ حلم۔ شفقت اور رعایا پروری کے آثار نمایاں ہین اور ہم کو امید ہے کہ اُن کا قدم بھی بحکم الولد الحر لقندی بآبائہ الغر حضرت خدایگانی کے قدم بقدم ہوگا۔

یہ کتاب صناجۃ العرب فی تقدمات العرب جس کے ترجمہ کا مین دیباچہ لکھہ رہا ہون نوفل افندی ابن نعمۃ اللہ ابن جرجس نوفل الطرابلسی کی تالیف ہے۔

یہ کتاب ملک عرب کی تاریخ مین ایسی بیش بہا اور نادر ہے کہ مشکل سے کوئی دوسری کتاب اس خاص ترتیب اور مضامین کی جامعیت سے مرتب ہوئی ہوگی۔ جس قسم کی ترتیب یا جن امور کی تفتیش زمانہ حال کے لائق مصنفین نے اختیار کی ہے انہین اوصاف سے یہ کتاب مرتب ہوئی ہے۔ اسکی زیادہ تعریف کرنی اس لیے غیر ضروری ہے کہ ناظرین صرف اسکی فہرست پر ایک نظر ڈالنے سے اس کے مضامین کی خوبی اور حسن ترتیب اور جامعیت کو اچھی طرح سمجھ جائینگے۔ لائق مؤلف نے بہت سی ایسی باتون کو جن کے بیان کرنے سے بڑی بڑی ضخیم تاریخ کی کتابین ساکت ہین اسمین نہایت خوبی سے جمع کیا ہے۔ اور ان امور کو اس نے اپنی محققانہ نظر سے خاص عرب کے اشعار اور محاورات اور امثال سے استنباط اور استخراج کیا ہے۔

مثلاً اس امر کے بیان کی طرف کسی کا خیال بھی نہ گیا ہوگا کہ دوستون کے ملنے کی فال اہل عرب کن حرکات سے لیتے تھے۔ وہ بیان کرتا ہے کہ آنکھ کے پھڑکنے سے دوستون کے ملنے کی فال لی جاتی ہے اور وہ اس امر کو شاعر کے اس شعر سے استنباط کرتا ہے

ظلت بتشرلی عینی اذا اختلجت

بان اراک وقد کنا علی حذر

یا مثلاً یہ بیان کہ عربون مین جب کوئی شخص پانی پی کر الحمد للہ کہتا ہے تو حاضرین مین سے کسی ایک کو آداب مجلس کے قاعدہ پر رعایت کر کے ہینا کہنا پڑتا ہے اور پھر وہ شخص ان سب کو اپنا سیدھا ہاتھ سر پر رکھ کر ہینا کم اللہ کہتا ہے۔ اور اسمین بھی یہ ادب ملحوظ رکھا گیا ہے کہ صغیر السن کا

اپنے سے سن اور اعلیٰ درجہ کے آدمی کو ایسا کہنا خلاف ادب ہی۔
یا مثلاً یہ امر کہ ان بیاہے ملاقاتی سے جو دوسرے شہر کا رہنے والا ہو ملاقات متبادلہ مین کیا کہا جاتا ہے وہ کہتا ہے کہ ایسے ملاقاتی سے یہ کہتے ہین فی السنۃ القادمۃ نشوفک عربیاً یعنی خدا ایسا کرے کہ ہم آپ کو سال آیندہ دولہا بنا ہوا دیکھین۔
یا مثلاً یہ امر کہ جس شخص کے حکم اور سوال کو قبول کرنا لازمی ہوتا ہے تو اُس کے جواب مین کیا کہنا چاہیئے وہ کہتا ہے کہ ایسے شخص کے حکم اور سوال کے جواب مین جباً و کرامۃً کہتے ہین یعنے مین تجھ سے بہت محبت کرتا ہون اور مجھے تیری تعظیم و تکریم بجان و دل منظور ہے۔
یا یہ امر کہ جب کسی شخص کی عزت مین مبالغہ کرنا مقصود ہوتا ہی تو اُسکی عزت کی تمثیل کس شخص کی عزت سے دینی چاہیئے وہ کہتا ہے کہ اس باب مین اہل عرب یہ مثال دیتے ہین اعز من الزبا یعنی زباء سے زیادہ معزز۔
یا کسی شخص کے جود و کرم مین مبالغہ کرنا منظور ہوتا ہے تو اُسکی سخاوت کی نظیر کس کے جود و کرم سے دیجاتی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ ایسے شخص کی نسبت یہ مثالین دیجاتی ہین۔ اجود من کعب بن مامۃ اور اجود من ہرم اور اکرم من حاتم طی یعنے کعب بن مامہ سے زیادہ سخی اور ہرم بن سنان سے زیادہ سخی۔ اور حاتم طی سے زیادہ کریم۔
بہرحال یہ کتاب ملک عرب اور اہل عرب کے حالات مین ایسی جامع ہے کہ اس سے زیادہ جامع کتاب شاید بہت کم ہوگی۔ ہر ایک ادنی سے ادنی امر کا بیان جو عربون کی اخلاق۔ عادات۔ عبادات۔ معاملات اور اُن کے لباس۔ اُن کے زیور۔ اور اُن کے ماکل و مشارب۔ اُن کے قد و قامت۔ اور اُن کے رنگ روغن اور اُن کے چال چلن اور اُنکی طرز معاشرت وغیرہ سے تعلق رکھتا ہو کم و بیش اسمین موجود ہے۔
چونکہ اس کتاب کا مؤلف مذہب اسلام کا پیرو نہین معلوم ہوتا ہے اور غالباً وہ عیسائی یا یہودی ہے اس لیے وہ عام مسلمانون کی طرح جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ سے مخاطب نہین کرتا۔ بلکہ ان الفاظ کے بجائے وہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو بالالتزام صاحب شریعت اسلامیہ کے لقب سے یاد کرتا ہے یا دو تین مقام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو محمد بن عبد اللہ لکھا ہے۔ لیکن مین نے ترجمہ مین مؤلف کے الفاظ کی پابندی نہین کی۔

مین نے یہ ترجمہ لفظی رعایت سے نہین کیا ہے بلکہ مین نے اس کو بامحاورہ کرنے مین جہان تک کہ میری ناقص استعداد مدد دے سکتی تھی کوشش کی ہے لیکن یہ ظاہر امر ہے کہ جس زبان مین مین نے یہ ترجمہ کیا ہے اسکی نسبت میرا اتنا ہی عذر کافی ہے کہ مین اہل زبان نہین ہون اور اس ترجمہ مین مجھ سے غلطیون کا ہونا ممکن اور قرین قیاس ہے مگر مجھ کو کریم النفس اور وسیع حسن اخلاق کی ذی علم اور اہل زبان مترجمین اور مصنفین سے یقینی امید ہے کہ وہ میری غلطیون پر نکتہ چینی کی نظر نہین ڈالینگے ع

العذر عند کرام الناس مقبول

اس کتاب مین جابجا موقع پر سیکڑون اشعار ہین مین نے اُن سب کا ترجمہ حاشیہ مین اس لئے لکھا ہے کہ اُن مین بعض ایسے اشعار ہین کہ اُن کا ترجمہ پڑھنے سے قاری کتاب کا ذہن مضامین کے سلسلہ سے تھوڑی دیر تک جدا ہوجاتا ہے اور بعض ایسے بھی اشعار ہین کہ وہ خاص زبان عربی کے علم ادب کے ذوق سلیم سے تعلق رکھتے اردو زبان والے کو اُس سے کوئی لطف حاصل نہین ہوتا اور بعض اشعار ایسے بھی ہین کہ ایک خاص مضمون یا واقعہ ایک شعر سے یا اُس کے ایک لفظ سے استنباط کیا گیا ہے۔ پس مین نے بلا تفریق تمام اشعار کتاب کے ترجمہ کو حاشیہ مین لکھنا مناسب جانا۔

سبب ترجمہ مجھے یاد ہے کہ ۱۳۱۱ھ کے اوائل مین میرے قدیم عنایت فرما جناب مولوی محمد عزیز مرزا صاحب بی۔ اے۔ حال منصرم معتمد عدالت دکوتوالی و امور عامہ سرکار عالی نے جو علم اور اہل علم کے سچے دوست ہین اور جن کو ملک اور قوم مین اشاعت علوم کا صرف خیال ہی نہین بلکہ عشق ہے اور جس کے وہ بڑے حامی اور معاون ہین کتاب صناجۃ الطرب کی خوبی مضامین پر نظر کرکے مجھ سے ارشاد فرمایا تھا کہ اگر تم اردو زبان مین اس کتاب کا ترجمہ کردو تو اس سے ملک اور قوم کو بہت بڑا فائدہ پہونچنے کی امید ہے۔ اس ارشاد کی تعمیل مین مین اپنے سواد ناقص پر نظر کرکے اس کام کے انجام دینے سے اپنے کو قاصر سمجھا مگر ایسے محسن کے ارشاد کی تعمیل اور رجا آوری مجھ پر لازمی تھی پس مین نے اس کام کو شروع کردیا اور دو تین مقالون کا ترجمہ کر بھی لیا لیکن اسکے بعد کچھ ایسے اسباب پیش آئے کہ مجھے مجبوراً اپنے کئے ہوئے کام کو ادھورا چھوڑنا پڑا۔ اور یہ فضل خدا اب جو یہ کام انجام کو پہونچا ہے تو اس کو بھی مین انہین کی مبارک تحریک کا نتیجہ سمجھتا ہون۔

خدا کا شکر ہے کہ ۱۳۱۵ھ کے اواخر یعنے ماہ ذی الحجہ مین جب مین نے اس کا تذکرہ اپنے مہربان دوست مولوی فدا حسین خان صاحب وکیل درجہ اول سے کیا تو اُن کے دل مین اسکا

ترجمہ کرانے اور بغرض نفع خلائق اس کے شائع کرنے کا خیال بہت زور سے جاگزین ہوا اور انہوں نے مجھ کو اس کام پر ایسا آمادہ کیا کہ چار ناچار مجھے اس کام کو پورا کرنا پڑا واللہ خیر موفق ومعین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

الراقم

عبدہ ربہ المتعال السید جلال غفرلہ ولوالدیہ ملازم دفتر معتمد عدالت وکوتوالی امور عامہ سرکار عالی

مقام دارالسلطنت حیدرآباد دکن
دوم شہر رمضان المبارک ۱۳۱۲ھ یوم الخمیس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقالہ اوّل

زمانہ حال کے عربون کا وطن

اس مین پانچ فصلین ہین

فصل اوّل

ملک عرب کا بیان جو جزیرۃ العرب کے نام سے موسوم ہے

یہ ظاہر ہے کہ قوم عرب ایک جزیرہ نما مین رہتی ہے - ایشیا عربون ہی کی طرف منسوب ہے اور یہہ اون کے یہان جزیرۃ العرب کے نام سے مشہور رہے - مگر یہ لوگ جزیرہ اور جزیرہ نما مین فرق نہین کرتے - غرض کہ یہ جزیرہ نما افریقہ اور ایشیا کے وسط مین واقع ہے اور اسکے پانچ قطعہ حسب ذیل علحدہ علحدہ نامون سے موسوم ہین -

(۱) یمن جسمین حضرموت - مہرہ - عمان - شحر[1] اور نجران داخل ہین - چونکہ یہ قطعہ ملک جبکہ کعبہ کو مشرق کی طرف سے جائین تو سمت یمین (سیدہی جانب) مین رہتا ہے اسلئے اسکا نام یمن رکھا گیا جیسا کہ ملک شام کعبہ کی سمت شمال مین ہے اور کبھی شحر عمان کی طرف منسوب کیا جاتا ہے - چنانچہ ایک شاعر

[1] شحر کو کبھی عمان مین داخل سمجھتے ہین -

کہتا ہے۔

دار سعدی لشجر عمان　　قد کسا ہا البلی الملوان[1]

(۲) حجاز حسبین مکہ اور یثرب (مدینہ یا مدینۃ الرسول) داخل ہے اسکا نام حجاز اس لیے رکھا گیا کہ وہ نجد اور تھامہ کے درمیان واقع ہوا اور ان دونوں کو علیحدہ کئے ہوئے ہے۔ مکہ کے سمت جنوب مین جبل ثور ہے جسمین غار حرا واقع ہے۔ شیخ محمد بوصیری اپنے قصیدہ مین جو بُردہ کے نام سے موسوم ہے اس کے نسبت کہتا ہے۔

وما حوی الغار من خیر ومن کرم　　وکل طرف من الکفار عنہ عمی[2]

فالصدق فی الغار والصدیق لم یریا　　وہم یقولون ما بالغار من ارم

مدینہ کے مشرق مین ملی کے دو پہاڑ یعنی اجا و سلمی واقع ہین۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہ دونون دو آدمیونکے نام ہین جنمین سے ایک کا نام اجا تھا جو سلمی پر عاشق تہا۔ اور عجاد (جو ایک ٹیلہ کا نام ہے) ان دونونکو ملاتا تھا یعنے اجا و سلمی کے درمیان واقع تھا۔ اجا اور سلمی کو ان دونون پہاڑون پر پہانسی دی گئی اسی وجہ سے یہ دونون پہاڑون کے نام سے موسوم ہوئے۔ جابرین رألان السنبسی کے قول مین اسی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

ونحن غلبنا بالجبال وغیرہا　　ونحن ورثنا غیثا وبدینا[3]

اس شعر مین پہاڑون سے مراد اجا و سلمی ہے۔ غیث اور بدین اہل عرب مین بڑے عالی نسب اور شریف قبیلہ گنے جاتے ہین۔ حسان بن حنظلۃ الطائی کے قول مین اسی کے طرف اشارہ کیا گیا ہے

غضبت علی ان اقصلت لبطی　　وانا امرؤ من ملی الاحیال[4]

جبل حودی بھی ملی کے پہاڑون مین شمار کیا جاتا ہے اور شاعر ابوصعرۃ البولانی کے اشعار مین بھی

---

[1] ترجمہ۔ سعدی کا گہر جو ساحل عمان مین ہے وہ ایسا بوسیدہ اور پرانا ہو گیا ہے کہ بوسیدگی نے بھی رحم کہا کر اوسکو شب و روز کا لباس پہنا دیا ہے۔

[2] ترجمہ۔ غار (جبل ثور) کتنی خیر و برکت سے بھر گیا ہے کہ ہر کافر کی آنکھ اس سے اندہی ہوگئی ہے چونکہ صدق (لقب آنحضرت صلعم) اور صدیق (لقب ابوبکر صدیق) جب غار مین نظر آئے تو اسپر وہ یہ کہنے لگے کہ غار مین کوئی نہین ہے

[3] ترجمہ۔ ہم بسبب پہاڑون اور انکی بلندی کے تمپر غالب ہین اور قبیلہ غیث اور بدین کے بھی ہم وارث ہین۔

[4] ترجمہ۔ میری بی بی مجھ پر صرف اس سے خفا ہو گئی ہے کہ مین قبیلہ ملی کے طرف منسوب ہون حالانکہ مین پہاڑی آدمی ہون جو اجا اور سلمی پر رہتے ہین یعنی ہی غوث سے ہون جو بڑا معزز قبیلہ ہے۔

مرادلی جاتی ہے ۔

قما نطفتہ من حب مزن تقاذفت　　بہا جنبتا الجودی واللیل دامس
باطیب من فیہا وما ذقت طعمہ　　ولکننی فیما تری العین فارسی[1]

(۳) تہامہ جو حجاز اور یمن کے درمیان ہے اسکے جنوب مین یمن اور شمال مین حجاز ہے ۔

(۴) نجد اس قطعہ کو مشرق سے عراق عرب سے حجاز شمال سے شام جنوب سے یمامہ گھیرے ہوے ہین ۔ تمام عرب مین یہ ملک بہترین خیال کیا گیا ہے ۔ قیس بن الملوح اسکے نسبت کہتا ہی

اقول لصاحبی والعیس تہوی　　بنا بین المنیفۃ فالضمار
تمتع من شمیم عرار نجد　　فما بعد العشیۃ من عرار[2]

ایک اور شاعر یہ کہتا ہے ۔

سقی اللہ نجدا والسلام علی نجد　　ویا حبذا نجد علی القرب والبعد[3]

(۵) یمامہ ۔ یہ ملک نجد اور یمن کے درمیان واقع ہے اسکو عروض بھی کہتے ہین کیونکہ وہ نجد اور یمن کے درمیان عارض یعنی حائل ہے ۔

یہان کے مشہور پہاڑون اور جنگلون مین جبل سینا اور جبل حوریب (جہان اللہ تعالی نے موسی علیہ السلام پر شریعت نازل کی) اور جبس فاران اور جبل ہارون (حضرت موسی علیہ السلام کے بھائی کا مدفن) ہین اسکے مشرقی سمت مین وادی موسی ہے ۔ قدیم شہر پیترا کا یہی مقام بتایا گیا ہی ۔ رومی اور یونانی اسکو قصبۃ العربیۃ الصخریۃ کہتے تھے ۔

---

[1] ترجمہ ۔ اولے کا وہ تہوٹا اور صاف پانی جسکو جودی پہاڑ کے دو طرفون دامن پہاڑ نے اندہیری رات مین پہنچایا ہے اوس (معشوق) کے آب دہن سے زیادہ بامزہ اور شیرین نہین ہے اگرچہ مین نے اسکے آب دہن کا مزہ چکہا نہین ہی مگر میری آنکہہ جس چیز کو دیکہہ رہی ہے اوسکو خوب جانتی ہے ۔

[2] ترجمہ ۔ جبکہ سفید اونٹ ہمین منیفہ اور ضمار کے چشمون سے لیکر تیز چل رہے تھے مین اپنے ساتہی سے کہہ رہا تہا کہ نجد کے پہولون کی نگہت اور بہار کا مزہ اٹہالو کیونکہ اس شام کے بعد اس (نجد) کا پتہ بھی نہین ملیگا ۔

[3] ترجمہ ۔ خدا شہر نجد کو سیراب کرے اور ای نجد تجہہ پر سلام ہے اور ای نجد تو قریب اور بعید دونون کے لئے بہت اچھا ہے ۔

جزیرہ نمائے عرب کے مشہور شہرون مین ایک شہر تھا جو زمانہ قدیم مین باسہ - باسہ - اور بساسہ کے نام سے موسوم تھا لیکن اب وہ شہر مکہ کے نام سے موسوم اور مشہور ہے اور اسکو بکہ اور ام القریٰ بھی کہتے ہین - ابتک اس شہر مین وہ شخص جو مخالف دین اسلام ہو داخل نہین ہوسکتا کیونکہ یہان مسجد حرام ہے جو کعبہ کے بیچ مین واقع ہے - اس شہر کا طول تقریباً دو میل اور عرض ایک میل ہی چاہ زمزم کے سوائے یہان کوئی تالاب یا چشمہ نہین ہے - لیکن خلیفہ مقتدر باللہ عباسی نے بہت دور سے زمین کے اندر ہی اندر ایک نہر کھود وایا تھا - اس شہر کے مشہور مقامات مین صفا اور مروہ ہین جو جبل ابوقبیس کے دامن مین واقع ہین اور وادی منیٰ اور جبل عرفات - مزدلفہ - محسر وغیرہ مقامات بھی ہین شیخ عمر والعارض (مشہور شاعر) نے ان مواضع اور نیز حجاز کے دوسرے مواضع کا اپنے اشعار مین تفصیل سے ذکر کیا ہے

سقی بالصفا الربعی ربعاً بہ الصفا — وجاد یا حیا وثری منہ ثروتی
علی فائت من جمع جمع تاسفی — دو د علی وادی محسر حسرتی[1]

وله

یا راکب الوعثاء تبغت المنی — عج بالمحلی ان جزت بالجرعاء
تیمما تلعات وادی ضارج — تیما منا عن قاعتہ الوعساء
واذا وصلت اثیل سلع فالنقا — فارقمتین فلعلع فشظاء
وکذا عن العلمین من شرقیہ — مل عادلا للمحلتہ الغبراء
فلنازلی سرح المریع فالشبیکہ — م تہ فالثنیتہ بین شعاب کداء
ولحاضری البیت الحرام وعامر — تلک الخیام ذرائری الحسناء
ولفیتہ الحرم المریع وجیرتہ الحر — م ی المنیع تلضنی وعنائی[2]

[1] ترجمہ - موسم بہار کی بارش نے مقام صفا کو نہایت صفائی سے سیراب کیا اور نیز اسنے ارض مکہ کی مٹی کو سیراب کیا جس سے مجکو تونگری حاصل ہوئی ہے میرا تاسف مقام مزدلفہ پر عرفات سے واپس ہوکر نہ پہونچنے کے باعث ہوا اور میری حسرت وادی محسر پر مزدلفہ سے واپس ہوکر نہ جانیکی وجہ سے ہے

[2] ترجمہ - ای زبردست اونٹنی کے سوار خدا تجکو تیری مراد پر پہونچائے جب تو چٹیل زمین سے گذر کر جبل مین پہونچ تو وہان ٹہیر جا اور جب وادی ضارج کے ٹیلو کا قصد کرے اور میدان وعساء کی سیدہی راہ اختیار کرے اور جب تو جبل سلع کے درختون (جو مدینہ مین واقع ہین) اور ریگ کے ٹیلو سے ہوکر مقامات رقمتین - سلع شظا اور علمین کی مشرقی جانب سے پہونچ تو علہ فیحا سے تجا وز کرکے ان مقامات مین ٹہیر جا اور جبل کداء (جو مکہ مین ہی) کی گہاٹیو سے اترکر مقام شبیکہ اور ثنیہ کے درختون فروکش ہونیوالون اور بیت الحرام مین حاضر رہنے والون اور ان خیمون مین بسنے والون اور حسناء کے زائرین اور نوجوانان حرم مریع کے ساکنین قبیلہ محفوظ کو لوگونسے میرا سلام کہدینا اور کہدینا کہ مجکو تمہارے ساتھ نہ ملنے کے باعث نہایت رنج اور تکلیف ہے -

وله

عمرک اللہ ان مررت بوادی ... ینبع فالدہنا فقید رعاد
وسلکت النقا فادوان دوا م ن الی رایغ الردی الثماد
وقطعت الحرار عمداً الخیما م ت قدید مواطن الامجاد
وتدانیت من خلیص فعسفا م ن قر النظہران ملقی البوادی
دوردت الجموم فالقصر فالدکنا ... طرا من اہل الوردادی
واتیت التنعیم فالزہر الزام م ہر نورا الی ذری الاطواد
وعبرت الجحون واجتزت فاخر م ت از دیاد مشاہد الاوتاد
وبلغت الخیام فابلغ سلامی ... عن حفاظ غریب ذاک النادی
یارعی اللہ یومنا بالمصلے ... حیث ندعی الی سبیل الرشاد
وقباب الرکاب بالغلیمین م ... للمازمین غوادی
وسقی جمعنا بجمع ملثا ... ولیبلات الخیف صوب عہاد
من تمنی مالا وحسن مآل ... فمنای منی واقصی مرادی

ترجمہ - ای اونٹ کے سوار خدا تجکو کامیاب کرے جب تو وادی ینبع اور دہنا اور بدر میں روز روشن میں پہونچے اور اسیطرح جب تو نقا اور ادوان اور ودان اور وادی رایغ میں (جو کہ مکہ میں ہے) اور جس کا تہوڑا سا پانی بھی پیاسوں کو سیراب کر دیتا ہے پہونچے اور جبکہ تو حرار کو قطع کرکے خیمات قدید میں جو کہ اولیاء اللہ کا مقام ہے پہونچے اور جب تو خلیص اور عسفان اور مر الظہران سے جو کہ اہل بادیہ کے ملنے کا مقام ہے قریب ہو جائے اور جب تو جموم اور قصر اور دکنا میں آئے جہان کہ وارد ہونیوالون کو پانی کے چشمے ملتے ہین اور جب تنعیم اور زہران کے بلند پہاڑون پر جہان کہ خوشنما پہولون کے درخت ہین تیرا گذر ہو اور جب تو مجون سے گذر کرے تو اولیاء اللہ کی زیارت کر اور جب تو خیام میں پہونچے تو انکے ساکنین کو ہر دم میرا سلام پہونچا دینا - ای اللہ ہماری حفاظت اور رعایت کر یہان تک کہ ہم مقام مصلی میں پہونچین - جس کے طریقہ ہدایت آمیز پر ہم بلائے گئے ہین - حالانکہ ہمارے سواری غلیمین کی گہاٹیون پر سے نور کے تڑکے گذر رہے ہین اور ای اللہ تو ہماری جماعت کو اور ہماری خیف (مجرائے سیل) کی راتون کو زور کی بارش سے سیراب کر - اگر کوئی شخص مال اور حسن مآل کی آرزو کرتا ہو تو میری آرزو اور منتہائی مراد مقام منی مین پہونچنا ہے -

عرب کے اشعار مین علاوہ مقامات مذکورہ بالا کے اور بہت سے پہاڑون جنگلون اور میدانون کے خاص خاص نام ہین جہان کہ عرب اکثر فروکش ہوتے تھے لیکن اس اخیر کے زمانہ مین اونمین سے بہت سے نام بھولے گئے ہین - غرض کہ ہر ایک مقام کو بہ لحاظ اوسکی حالت اور اوس کے حاکم وغیرہ کے مختلف نامون سے پکارتے تھے مثلاً برقار اوس زمین کو کہتے ہین جو پھر ملی ہو - اسی بنا پر وہ کسی جگہ کو برقار جندب کے نام سے پکارتے ہین اور کسیکو برقا شمالیل اور برقاء اجدبین - اسیطرح سولہ مقام برقار کے نام سے موسوم ہین اور برقہ شہد - برقہ احواز - برقہ الاجداد وغیرہ کے نام نو تک شمار کئے گئے ہین[1] کمیت بن معروف شاعر کہتا ہو -

وقد فاض غرب عند برقا جندب لعینیک من عرفان ما انت تعرف[2]

---

[1] صاحب قاموس کہتا ہے کہ برق دیار عرب (یعنے ملک عرب کے وہ مقامات جن کے نام کا ایک جزو برقہ ہے) کی تعداد سو سے متجاوز ہے - اور وہ یہ ہین -

برقۃ الاثماد - برقۃ الاجاول - برقۃ الاجداد - برقۃ اجول - برقۃ اجار - برقۃ احدب - برقۃ احواذ - برقۃ احزم - برقۃ ازماد - برقۃ اروی - برقۃ اظلم - برقۃ اعیار - برقۃ افعی - برقۃ الاماليح - برقۃ الاتهار - برقۃ الثقد - برقۃ الاوجر - برقۃ ذی الاوداۃ - برقۃ ایر - برقۃ بارق - برقۃ ثشم - برقۃ الثور - برقۃ شہد - برقۃ الجبا - برقۃ الجنینۃ - برقۃ حارب - برقۃ الحرض - برقۃ حسلۃ - برقۃ حسمی یاحسی - برقۃ الحضار - برقۃ حلیت - برقۃ الحمی - برقۃ حورۃ - برقۃ خاخ - برقۃ الخال - برقۃ الخبینۃ - برقۃ الخرجاء - برقۃ خزخز - برقۃ خشنیر - برقۃ خنیف - برقۃ الدآث - برقۃ دخ - برقۃ رامتین - برقۃ ذخرحان - برقۃ رعم - برقۃ الرکاء - برقۃ رواۃ - برقۃ الروحان - برقۃ سعد - برقۃ سعر - برقۃ سکران - برقۃ سلمانین - برقۃ سمنان - برقۃ شماد - برقۃ الشواجن - برقۃ صادر - برقۃ الصراط - برقۃ الصفا - برقۃ ضاحک - برقۃ ضارج - برقۃ طحال - برقۃ عاذب - برقۃ عاقل - برقۃ عالج - برقۃ عسعس - برقۃ ذی علقی - برقۃ العناب - (مثل غراب) برقۃ عوہق - برقۃ العیرات - برقۃ عہل - برقۃ عیہم - برقۃ ذی غان - برقۃ الغضا - برقۃ غضور - برقۃ قادم - برقۃ ذی قار - برقۃ الفلاح - برقۃ الکیوان - برقۃ لفلف - برقۃ لعلع - برقۃ اللکیک - برقۃ اللوے - برقۃ ماسل - برقۃ مجول - برقۃ مروراۃ - برقۃ مکیل - برقۃ منشد - برقۃ ملحوب - برقۃ النجد - برقۃ نغنی - برقۃ نفاح - برقۃ النیر - برقۃ واجف - برقۃ واسط - برقۃ واکف - برقۃ الودار -

برقہ ہارب - برقہ ہجین - برقہ ہولی - برقہ یثرب - برقہ الیمامہ - مترجم -

[2] ترجمہ - عرفان کی بارش مین برقا جندب مین تیرے آنکھون نے بہت آنسو بہائی کیا تو اسباب کو نہین جانتا -

نعمان بن منذر یہ کہتا ہے ۔

وما اعتذار ک منہ بعد ما جزعت ایدی المطی ببرقا شملیلا[۱]

ایک اور شاعر کہتا ہے ۔

ویوما ببرقاء الاجدین لو اتے ابیا مقامی لانتہی او بحر با[۲]

طرفہ بن عبد البکری کہتا ہے ۔

لخولۃ اطلال ببرقۃ شہمد تلوح کباقی الوشم فی ظاہر الید[۳]

ابن مقبل کہتا ہے ۔

طربت الی الحی الذین تحملوا ببرقۃ اخواز وانت طروب[۴]

ایک اور شاعر کہتا ہے ۔

لمن الدیار ببرقۃ الاجداد عفت سوار سمہا وخوار[۵]

اسیطرح لفظ ثبیر بھی کئی ناموں کے ساتھ مرکب ہے مثلاً ثبیر مکہ معظمہ کے قریب چند پہاڑوں کے سلسلہ کا نام ہے اور یہ علاوہ اوس ثبیر کے ہے جو امرء القیس کندی کے اس شعر مین ہے ۔

کان ثبیرا فی عرانین ویلہ کبیر اناس فی بجاد مزمل[۶]

ثبیر الزنج ۔ ثبیر الاعرج ۔ ثبیر النصع ۔ ثبیر غینا ۔ اور ثبیر الاحدب اور ثبیر الاشبرہ[۷]

---

[۱] ترجمہ ۔ جبکہ سواریان برقا شملیل سے گذر چکے ہین اب تیرا کیا عذر ہے ۔

[۲] ترجمہ ۔ اگر وہ کسی روز میرے مقام پر برقاء اجدین مین بغیر رضامندی کے آتا تو وہ اپنے فعل سے باز آجاتا یا اوسکو تجربہ ہوجاتا ۔

[۳] ترجمہ ۔ خولہ کے پرانے کھنڈر جو مقام برقۃ شہد کی تپہریلی زمین مین واقع ہین ایسے نظر آتے ہین جیسے گودنے کے باقی ماندہ نشان کلائی اور پہونچہ پر نظر آتے ہین ۔

[۴] ترجمہ ۔ اُس قبیلہ کے روانگی کے وقت مقام برقۃ اخواذ مین تو بہت خوش ہوا ۔

[۵] ترجمہ ۔ برقۃ اجداد مین بھی کس کے مکان ہین کہ اون کے آثار اور نشان مٹ گئے ہین ۔

[۶] ترجمہ ۔ تہوڑی سی مینھ برسنے سے ثبیر ایسا دکھائی دیتا ہے کہ گویا قوم کا سردار دھاریان کملی اوڑہے ہوے کہڑا ہے ۔

[۷] یہ نام قاموس سے دیکھ کر اضافہ کیا گیا ہے ۔ مترجم

اسی قبیل کے نام ہین اور یہ سب ملکر اشہر حرم کے نام سے پکارے جاتے ہین -

صاحب الاصل علامہ ڈاکٹر فان ولیک کہتا ہے کہ اہل عرب بہت سے مقامات اور جگہونکو مختلف ناموں سے موسوم کرتے ہین - مثلاً ذی سلم - ذی الغضا - ذی قار - ذی طلوح اور اسیطرح ذات الشیح ذات حرمل اور ذات عرق چنانچہ صاحب قصیدہ بردہ کہتا ہے -

امن تذکر جیران بذی سلم مزجت دمعا جری من مقلة بدم[۱]

فارض کہتا ہے -

انا را لغضا ضارت وسلمی بذی الغضا ام ابتسمت عما حکتہ المدامع[۲]

بکیر بن الاصم التغلبی کہتا ہے -

ہم یوم ذی قار وقد حمس الوغی خلطوا الہا ما محفلا بلہام[۳]

ایک اور شاعر کہتا ہے -

اذا نزل الخیام بذی طلوح سقیت الغیث ایتہا الخیام[۴]

فارض کہتا ہے -

وبذات الشیح عنی ان مرر م ت بحی من عریب الجزع حی[۵]

---

[۱] ترجمہ - کیا تو اپنے دوستون کی یاد سے جو ذی سلم مین رہتے تھے درد چشم سے اشک خونین بہاتا ہے -

[۲] ترجمہ - آیا درخت غضا مین آگ لگی ہے یا جس حال مین کہ سلمی نے مقام مذکور مین مسکرایا ہے کیونکہ اسکی حکایت آنسو کر رہے ہین -

[۳] ترجمہ - جنگ ذی قار کے دن جبکہ بازار جنگ گرم ہوا تو انہون نے فوج کے بڑے بڑے حصونکو اکہٹا کر دیا -

[۴] ترجمہ - ای خیمہ کے لوگو سمجھ لو کہ جب مقام ذی طلوح مین ڈیرے لگائے جاتے ہین تو بسبب بارش کے بھیگ جاتے ہین -

[۵] ترجمہ - ای راہ رو جب تو ذات الشیح مین پہونچے تو پیارے عربون کے قبیلون کو میرا اسلام کہدینا -

غرۃ العبسی کہتا ہے۔

طال الثواء علی رسوم المنزل بین الکلیل وبین ذات الحرمل[1]

بطن تو۔ بطن انف۔ بطن مر۔ بطن اباد اور بطن حراسی قبیل کے نام ہین بطن کے لفظ سے جو نام مرکب ہین اونکی تعداد بیس تک بیان کی گئی ہے۔ امرالقیس کہتا ہے۔

تمالک شوق بعد ما کان اقصرا وحلت سلیمی بطن قو فعرعرا[2]

حجر یمامہ۔ حجر الراشدہ۔ حجر بنی سلیم۔ اور حجر دوس اسی قبیل کے نام ہین اور نیز بلاد عذرہ وغطفان کے علاقہ مین ایک وادی کا نام بھی حجر کے لفظ کی ترکیب سے بیان کیا گیا ہے اور یمن کے علاقہ مین بھی حجر کے نام سے ایک جگہ مشہور رہے۔

دار اور دارہ کا لفظ بھی بہت سے مقامات کے نام کا جزو ہے جنکی تعداد چالیس اور ستر تک بیان کی گئی ہے۔ اور شیخ ابو الحسین احمد بن فارس نے ایک کتاب لکھی ہے جسمین اونہین مقامات کا ذکر ہے جن کے نام کا یہ لفظ جزو ہے۔

شہر جدہ بحر احمر پر واقع ہے اور یہ شہر مکہ کی بندرگاہ ہے۔ مقام حدیبیہ کچھ تو حرم مین داخل ہے اور کچھ حل مین اور مقام ہتوک جہان کہ مسلمانون اور رومیون مین لڑائی ہوئی تھی مدینہ اور دمشق کے مابین وسط مین واقع ہے۔

دومۃ الجندل ایک جگہ کا نام ہے اسکی وجہ تسمیہ کی نسبت یہ روایت کی جاتی ہے کہ ایک شخص جس کا نام اکیدر تھا وہ عین التمر کے قریب جو عراق مین ہے اور جو مقام دومۃ العراق کے نام سے بھی مشہور رہے رہتا تھا۔ قبیلہ بنی کلب کا ایک شخص جسکا نام بزور اور وہ اطراف شام مین رہتا تھا اس کا مامون تھا اثنائے سفر مین اوس نے ایک اجڑا ہوا شہر دیکھا جو اوس مقام پر تھا جس کا نام جندل تھا اکیدر نے اوسکی تعمیر کی اور وہان انگور کے درخت لگائے اور اوس کا نام دومۃ الجندل اس لحاظ سے رکھا کہ دومۃ العراق مین اور اوسمین فرق ہو جائے۔ خالد بن ولید نے بزمانہ غزوہ تبوک اسکو فتح کیا۔ قبیلہ بنی کلب کے لوگ اکثر اوس زمانہ مین یہان اترتے تھے۔ زہیر بن جناب الکلبی اسی قبیلہ سے تھا۔ بنی بکر و تغلب مین بمقام مارالحنی جو لڑائی ہوئی تھی اسکی

---

[1] ترجمہ رسوم۔ آثار، منزل پر جو مقام کلیل اور ذات حرمل مین ہے قیام بہت مدت تک رہا۔

[2] ترجمہ۔ تیرا شوق گھٹ جانے کے بعد اور بڑھ گیا کیونکہ سلیمی بھی بطن قو مین فروکش ہوئی ہے۔

نسبت زہیر بن جناب الکلبی یہ کہتا ہے۔

این ابن الفرار من حذر الموت واذ تتقون بالاسلاب
اذ اامرنا مہلہلا واخاہ وابن عمرو فی القید وابن شہاب
وسبینا من تغلب کل بیضار رقود الضحی برد والرضاب[۱]

زہیر بن شریک الکلبی بھی اسی قبیلہ سے تہا وہ اپنی زوجہ اسمار کی نسبت کہتا ہے۔

الا اصبحت اسمار فی الحی تعذل وتزعم انی بالسفاہ موکل
فقلت لہا کفی عتابک تصطبح والا فبینی فالتغرب امثل[۲]

اور حجر بکسر الحاء ودمتہ الجندل کے جنوب مین ایک مقام ہے اس مقام پر حجاج شامی آکر رہتا تھا یہ بھی کہا گیا ہے کہ دیار ثمود یہین واقع تھا اور حجر فتح حا کے ساتھ ایک مقام ہے جو شہر یمامہ کے قریب ہے مذکورہ بالا دونون مقام قبیلہ بنی حنیفہ اور بعض قبیلہ مضر کے لوگون کے رہنے کے مقام ہین اور یہ بنی حنیفہ بکر بن وائل کی اولاد سے ہین مسیلمۃ الکذاب بھی انہین مین سے تھا اور ان کو عرب مستعربہ کہتے ہین[۳]۔ اور یہ قبیلہ ربیعۃ الفرس سے ہین امام ابو القاسم حریری مصنف مقامات اسی قبیلہ سے تھا۔ ابو القاسم حریری ایک قریہ مین رہتا تھا جس کا نام مشان تھا۔ اسکی نسبت بعض نے یہ کہا ہے جبکہ دیوان الانشا مین عاجز ہوا۔

شیخ لنا من ربیعۃ الفرس نتیف عثنونہ من الہوس
انطقہ اللہ بالمشان کما رماہ وسط الدیوان بالخرس[۴]

---

[۱] ترجمہ۔ ابن فرار کہان ہے جو موت سے ڈرتا تہا اور وہ اپنے اسباب کو بچاتے تھے۔ پس ایک ہم نے مہلہل کو اور اوس کے بہائی کو قید کر لیا اور ابن عمرو اور ابن شہاب کو بہی قید کرنے کے بعد بیڑیان پہنادی گئین۔ تغلب کی قوم کے سب افسرون کو ہم نے قید کر لیا جو بوجہ دولت مندی کے دن چڑہے تک سوتے رہتے ہین چونکہ وہ حسین اور خوبصورت بھی ہین اس لئے اون کا آب دہن ٹہنڈا ہے۔

[۲] ترجمہ۔ دیکھنا بوقت صبح اسمار نے مجکو شراب پینے پر ملامت کی اور اسکا خیال ہو کہ مین نادان ہون مین نے اس سے کہا کہ تو اپنے عتاب سے باز آجا اور ہم ملکر صبحکی شراب پی لینگے اگر تو ایسا نکرگی تو مجہ مین اور تجہ مین بوجہ میرے چلا جانیکی جدائی ہو جائیگی

[۳] عرب عاربہ یا عرب عرباء اور عرب مستعربہ کا بیان مقالہ دوم کی فصل اولیٰ مین کیا گیا ہے۔ مترجم

[۴] ترجمہ۔ ہمارا شیخ جو قبیلہ ربیعۃ الفرس سے ہے وہ جوانی کی ہوس سے اپنی ڈاڑہی نوچتا ہے۔ خدا نے اوسکو مشان مین جو ایک قریہ ہے پیدا اور گویا کیا جیسا کہ اوسکو وسط دیوان مین گونگا بنا دیا۔

خدام جدلیہ ایک اسی مقام کی رہنوالی عورت تھی جسکو جو کہتے ہین آیندہ یہ مقام زرقا رجو کے نام سے ملقب ہوا کیونکہ اسکی زمین کے رنگ مین سفیدی اور چمک تھی یہ وہ عورت ہے کہ اوسنین سے ایک شاعر اسکی نسبت یہ کہتا ہے۔

اذا قالت خدام فصدقوها فان القول ماقالت خدام[1]

یتما قبیلہ طی کے قیام کا نام ہے یہان ایک قلعہ ہے جو ابلق الفرد کے نام سے مشہور ہے سموأل بن عادیا اسکی نسبت کہتا ہے۔

اذا المرء لم یدنس من اللوم عرضه فکل رداء یرتدیه جمیل[2]

اس کے بعد پھر وہ یہ کہتا ہے۔

لنا جبل یحتله من نجیره منیع یرد الطرف وهو کلیل
هوالابلق الفرد الذی شاع ذکره یعز علی من رامه ویطول
رسا اصله تحت الثری وسماه الی النجم فرع لاینال طویل[3]

کنارہ سمندر کے قریب حجر کے غربی سمت مین مائل بہ سمت جنوب شہر مدین ہے جو اُجڑا ہوا ہے اوسکی نسبت کثیر عزہ کہتا ہے۔

رهبان مدین والذین عهدتهم یبکون من حذر العذاب قعودا
لو یسمعون کما سمعت کلامها خروا لعزة رکعا وسجودا[4]

---

[1] ترجمہ۔ جب خدام کوئی بات کہا کرے تو سچ سمجھو کیونکہ خدام جو بات کہتی ہے وہ ہو کر رہتی ہے۔

[2] ترجمہ۔ آدمی وہی ہے جو اپنی عزت اور آبرو مین بٹا نہ لگائے اور ایسا شخص ہر ایک لباس مین خواہ وہ پرانا اور میلا کچیلا ہو خوبصورت اور صاف معلوم ہوگا۔

[3] ترجمہ۔ ہم جس پہاڑ کے مالک ہین اوسپر وہی شخص اُترتا ہے جسکو ہم اجازت دیتے ہین اور وہ پہاڑ بسبب بلندی کے دیکھنے والے کی نظر کو تھکا کر لوٹا دیتا ہے اور وہ پہاڑ ابلق فرد ہے جسکا حال مشہور ہے جو شخص اوسپر چڑھنے کا قصد کرتا ہے وہ اپنی بزرگی کے وجہ سے طول ہو جاتا ہے اسکی اصل تحت الثریٰ تک پہونچی ہوئی ہے اور اوسکی چوٹی ثریا تک بلند ہے جسکی وجہ سے کوئی اُسپر پہونچ نہین سکتا۔

[4] ترجمہ۔ مدین کے رہبان اور وہ لوگ جنکی مین نے ملازمت اور صحبت اختیار کی ہے خوف خدا سے کہڑے ہو کر رویا کرتے ہین اگر وہ اسکی باتین سینگے جسطرح سے کہ مین نے سُنی ہین تو وہ رکوع اور سجود مین گر پڑینگے۔

صـ ۹

اس مقام پر وہ کنوان بھی ہے جسکی نسبت کہا گیا ہے کہ موسی علیہ السلام نے سائتہ رعویل کو جو مدین کا ایک کاہن تھا پانی پلایا تھا۔

ینبع ایک شہر ہے سمندر کے قریب کیوقت مین یہ شہر حسن بن علی بن ابی طالب رض کا مسکن رہا ہے یہان سے ایک منزل کے فاصلہ پر لنگرگاہ ہے اسکے قریب جبل رضوی ہے یہان کا پتھر دور دور جاتا ہے اور اسکو حجر حسن کہتے ہین صفی الدین الحلی اسکے طرف اپنے شعر مین اشارہ کرتا ہے۔

وحقک انی قانع بالتی تہوے ورا ض ولو حملتنی فی الہوی رضوے[1]

مدینہ منورہ کے طرف فارض اپنے اس شعر مین اشارہ کرتا ہے۔

تیقنت ان لا واہ من بعد طیبۃ تطیب وان لا عزۃ بعد عزۃ[2]

شہر خیبر مدینہ منورہ کے قریب ہے یہان یہودیون کے بہت سے قبیلہ رہتے تھے جو بڑے مکار اور دغاباز تھے سموال مین عادیا یہودی یہین کا باشندہ تھا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہان قوم عالقہ بھی کسی زمانہ مین رہی ہے۔ اس قوم کے بعد بنی قرۃ بن اسد بن ربیعہ کا قبیلہ یہان رہتا تھا۔ اگرچہ خیبر بہ لحاظ آب وہوا کے نہایت خراب جگہ ہے اور اوسکی آب وہوا کی تاثیر سے جو بخار پیدا ہوتا ہے وہ نہایت شدید ہوتا ہے اخفش کہتا ہے۔

فمن یک امسی فی بلاد مقامہ یسائل اطلالاً بہا لاتجاوب
وقفت بہا ابکی واشعر سختہ کما اعتاد محموما بخیبر صالب[3]

ان ابیات کے چوتھے مصرعہ مین صالب کا جو لفظ ہے اوس کے معنی اوس بخار کے ہین

---

[1] ترجمہ۔ قسم ہے تیرے حق کی کہ مین اوس چیز پر قانع نہ ہونگا جسکو تو محبوب جانتا ہے اگر تو محبت مین مجھکو جبل رضوی پر بھی اٹھا لیجائے تو مین راضی ہون۔

[2] ترجمہ۔ مین نے یقین کر لیا ہے کہ کوئی مکان مدینہ طیبہ کے سوا سے خوش کرنیوالا نہین ہے اور مین نے یہ بھی جان لیا ہے کہ اس عزت (اسلام) کے بعد اور کوئی عزت اچھی نہین ہے۔

[3] ترجمہ۔ جو شخص کہ اون مقامات مین شام کرتا ہے وہ اون کے کنہڈرون سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ جواب نہین دیتے۔ مین وہان روتا ہوا ٹھیرا رہا اور گرمی کو محسوس کیا جیسا کہ شدید بخار والا خیبر مین عادتاً پاتا ہے۔

جس کے ہاتھ سر مین درد بھی ہو۔

صفحہ ۱۰ تا [redacted] ان بہت سے نخلستان (کھجورین) ہین اور اس لئے یہان کے کھجورین دور دور جاتے ہین خالد بن جبہ بن ضرار المری کہتا ہے۔

اخالد ہلا اذ سفہت عشیرۃ ۔۔۔ کففت لسان السوء ان تتیمرا
فانک واستبضاعک الشعر نحونا ۔۔۔ کمستبضع تمرا الی ارض خیبرا[1]

ان اشعار کا جو تھا مصرعہ عربون مین ضرب المثل کے طور مستعمل ہوتا ہے۔

مدینہ کے سمت جنوب و شرق مین ایک رات دن کی راہ پر مقام جار ہے جو مدینہ کے بندرگاہ سمجھا جاتا ہے عبدالملک بن الحسن الجاری احول یہین کا رہنے والا تھا اور اسی کے جنوب و شرق مین ایک منزل کی راہ پر ایک چشمہ ہے جسکو بدر کہتے ہین اور اسکے قریب بدر کی آبادی ہی جہان کہ ابتدائے اسلام مین مسلمانون اور مشرکین قریش کے باہم سخت جنگ ہوئی تھی جسمین آخر کار مسلمان فتحیاب ہوئے۔ اس جنگ کو بدر القتال اور بدر الموعد بھی کہتے ہین اس جنگ مین جو لوگ قتل ہوئے اون مین بدر بن الاسود بن زمعۃ بن المطلب بن نوفل القرشی بھی قتل ہوا یہ شخص مشرک تھا اوس کے باپ نے مرثیہ مین یہ اشعار کہے ہین۔

ابتکی ان یفصل لہا بعیر ۔۔۔ ویمنعہا من النوم السہود
فلا تبکی علے بکر ولکن ۔۔۔ علی بدر تقاصرت الجدود[2]

مجحفہ کے (جواب ویران ہے) اور مکہ کے وسط مین مقام عسفان واقع ہے جسکا دوسرا نام مدرج عثمان ہے غترۃ العبسی اسی کے طرف اشارہ کرتا ہے۔

کانہا یوم صدت مالکلمنا ۔۔۔ ظبی بعسفان یاجی الطرف مطروف[3]

---

[1] ترجمہ۔ ای خالد جبکہ تو نے ہمارے کنبہ کو سفاہت سے منسوب کر چکا تو تو نے اپنی زبان کو خباثت سے کیون نہین روک لیا کیونکہ تیرا ہمارے طرف اپنے شعر کو سرمایہ بنا کر بھیجنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص کھجور کو بغرض تجارت خیبر بھیجتا ہے جہان کہ کھجور بہ کثرت ہوتی ہے۔

[2] ترجمہ۔ کیا یہ (عورت) اپنے اونٹ کے گم ہو جانیسے رونی ہی اور کیا بجز اپنی اسکو سونے روک سکتی ہی (ای عورت) اپنے جوان کے گم ہونے پر مت رو بلکہ (مقتول) بدر پر رونا چاہیے کیونکہ اس دن تمام کوششین بیکار گئین۔

[3] ترجمہ۔ جس دن سے کہ اوس (محبوبہ) نے ہم سے اعراض کیا ہی ہم دیکھتے ہین کہ عسفان کی کوئی ہرنی جسکی نظر قابل ہی ہم سے برگشتہ ہے یعنی ہم سے کوئی بات تک نہین کرتا۔

شہر طائف مکہ کے شرق اور جبل غزوان کے دامن مین واقع ہے یہ شہر نہایت سرد ہے یہان میوہ جات کثرت سے پیدا ہوتے ہین کیونکہ اوس کے اطراف مین باغات بہت ہین - یہ باغ [redacted] چشمون اور پہاڑی نہرون سے سیراب ہوتے ہین - طائف کے لغوی معنی طواف کرنے والے یعنی چکر گھومنے والے کے ہین چونکہ اسکے اطراف مین پانی کثرت سے ہے اسلئے اسکا نام طائف رکھا گیا اور اس وجہ تسمیہ کے نسبت یہ بھی روایت بیان کیجاتی ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے اس مقام پر جبکہ وہ ملک شام مین واقع تھا طواف کیا تھا یعنی یہان گشت لگائے تھے اور خدای تعالے نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا سے اسکو یہان منتقل کر دیا - یہان کے لوگ قبیلہ ثقیف کے ہین حجاج بن یوسف الثقفی بھی اسی قبیلہ سے ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ لوگ قیس عیلان یا ابادیا قبیلہ ثمود کے ہین -

یمامہ اور تھامہ کے قریب بازار عکاظ ہے اور ہر سال یہان بازار بھرتا تھا - اسکا ذکر آئندہ کیا گیا ہے -

صنعا یمن بلاد عرب کے مشہور اور سرسبز و شاداب شہرون مین شمار کیا گیا ہے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ نہرون اور درختون کی کثرت کے سبب سے دمشق کے مشابہ ہے - آب و ہوا نہایت معتدل ہے بازارات نہایت خوبصورت اور وضعدار ہین تجارت بھی اچھی حالت مین ہے - اگلے زمانہ مین یہ شہر شاہان یمن کا تخت گاہ رہا ہے اور اونکی عظیم الشان عمارتون مین سے اس زمانہ تک بھی ایک عمارت باقی ہے جس کا نام غمدان ہے اس کا ذکر بھی آگے آئیگا -

صنعا کے سمت جنوب و شرق مین شہر مارب ہے جو سبا کے نام سے بھی مشہور ہے اور یہ نام غالباً عبدالشمس الملقب بہ سبا کی نام پر رکھا گیا ہے - یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس نے یہان ایک بہت بڑی سد (دیوار) بنائی تھی اور دور دور سے نہرین کاٹ کر لائی گئی تھین اور اس سد کے سامنے ایک اور کنارہ یعنی کٹا بنایا تھا ایک سال اسقدر بارش ہوئی کہ یہ سد وغیرہ سب کٹ کر بہ گئی اور اسکی وجہ سے بہت سے آدمی ڈوب کر مر گئے اس حادثہ کا نام سیل عرم ہے - اس واقعہ کے بعد عرب کے بہت سے قبیلہ یہان سے پراگندہ ہو گئے - اس کے اطراف مین خط مسند مین کتبے ہین اس خط کو خط حمیری بھی کہتے ہین اس سے پہلے یہ کتبے پڑھے نہین گئے تھے - مگر ۱۸۷۵ء مین فرانس اور انگلینڈ کے بعض سیاحون نے پڑھا جو اس ملک کے اطراف

وجوانب مین گشت کرتے پھرتے تھے - اور جو حبشی - کوفی - فینیقی اور عبرانی خطوط کے پڑھنے میں دست رکھتے تھے ان خطوط سے مقابلہ کرکے اون کتبون کو پڑھا - ان مین سے بعض کا یہ خیال ہے کہ یہ کتبے قوم عاد اور ثمود کے زمانہ کے ہین اور یہ قبیلہ حمیر کی طرف منسوب ہین - حمیریون نے ثمود کو یمن سے نکال دیا جس کے بعد مقام حجر مین اون کا قیام ہوا -

صنعا کے سمت شمال و مغرب مین مقام صعدہ ہے - ابوالقاسم الحریری نے اپنی کتاب مقامات کے مقام صعدیہ مین اسکا ذکر کیا ہے اور یہ کہتا ہے -

من ضامہ اور ضارہ دہرہ ۔۔۔ فلیقصد القاضی فی صعدہ
سما حہ از رے بمن قبلہ ۔۔۔ وعدلہ اتعب من بعدہ[1]

صـ ۱۲

اور نیز صنعا کے سمت غرب مین ایک منزل پر ساحل بحر احمر کے پاس شہر زبید ہے اسکی بندرگاہ کا نام علافقہ ہے اور جنوب مین ساحل سمندر پر شہر مخا ہے جہان بون یعنی قہوہ پیدا ہوتی ہے - شہر مخا سے چار منزل کے فاصلہ پر بیت الفقیہ ہے یہان کثرت سے قہوہ ہوتی ہے جسکو تاجر خرید کرلے جاتے ہین -

شہر عدن بحر ہند کے کنارہ پر واقع ہے یہان جہازون کی جو لنگرگاہ ہے اوس سے مشرقی اور مغربی تجارت مین بہت مدد ملتی ہے لیکن فی الحال اس کا وہ اعتبار نہین رہا - عدن کی زمین خشک اور پتھریلی ہے اور بالفعل انگریزون کے قبضہ مین ہے جہان سے اون کے جہاز نہر سویز سے ہوکر ہندوستان آتے ہین -

یمن کے پاس ہی جزیرہ سقطرہ ہے جہان صبر سقطری دجو ایک دوائی کا نام ہے) پیدا ہوتی ہے اور سب جگہ وہ فروخت ہوتی ہے جزیرہ سقطرہ علاقہ یمن کی سرحد کی انتہا ہے - لیکن شہر مسقط بلاد عمان مین داخل ہے -

احساء بحرین کے علاقہ کا ایک قصبہ ہے یہان بہت چشمہ ہین جنمین سے بعض گرم پانی کے چشمہ بھی ہین - احساء مین کھجور کے درخت غوطہ دمشق کی طرح کثرت سے ہین یہان جو کھجور پیدا ہوتی ہے وہ یمامہ جاکر گیہون کے بدلہ فروخت ہوتی ہے -

---

[1] ترجمہ - جسکو کہ زمانہ نے نقصان پہونچایا ہو یا اسپر ظلم کیا ہو اسکو چاہیئے کہ قاضی کے پاس صعدہ مین جائے انکی سخاوت نے اگلون کو ذلیل اور انکے عدل نے پس ماندون کو سست کردیا -

احسار کے شمال مین خلیج عجم کے کنارہ پر مقام قطیف ہے جہان سے موتی نکالا جاتا ہے اور شہر کاظمہ سے چار منزل کے فاصلہ پر ہے اسکے قریب خلیج عجم مین جزائر بحرین ہین اور [redacted] بے بہا موتی نکلتا ہے اوسکی نظیر بہت کم پائی جاتی ہے۔

شہر کاظمہ جس کا اوپر ذکر ہوا خلیج عجم کے ساحل پر ابلہ سے جنوب کی طرف ہے۔ یہ شہر بعض اوقات عراق مین بھی شمار کیا جاتا ہے صاحب قصیدہ بردہ نے بھی اپنے ایک شعر مین اسکا ذکر کیا ہے۔

ام ہبت الریح من تلقاء کاظمۃ اوادمض البرق فی الظلماء من اضم[1]

شہر یامہ احسار سے مائل بغرب سمت جنوب مین واقع ہے۔

بلاد عرب کے قدیم شہرون مین مجہم ہے جو زبیر سے سمت شمال و شرق مین واقع ہے زبیر کے جنوب مین قلعہ تعزہے جو کسی زمانہ مین شاہان یمن کا تخت گاہ تھا یہ قلعہ ایک پہاڑ پر واقع ہے جو ارافی زبیر اور تہایم سے نظر آتا ہے۔

صنعار کے مشرق مین کنارہ جون پر داخل البحر (داخل سمندر) شہر طفار ہے جو بلاد شحر کا ایک قصبہ ہے ہند وستان کی اشیاء کی طفار مین اور طفار سے ہندوستانی اشیاء کی یمن مین تجارت ہوتی ہے اور اس کے علاقہ مین ہندوستان کے علاقہ کے اکثر درخت ہین مثلاً ناریل اور تنبول (پان) طفار کے شمال مین ریگ کے تودے ہین جو بلاد عاد کے نام سے موسوم ہین۔ ١٣

بحران صعدہ کے شمال سمت مین اون پہاڑون پر جو یمن کے شمال مین ہین واقع ہے جو صنعار سے دس منزل کے فاصلہ پر ہے اور یہ قبیلہ ہمدان کے قبضہ مین ہے۔ ہمدان سے مراد کہلان بن سبا ہے۔

فصل دوم

بلاد جزیرہ کا بیان جو دیار بکر۔ دیار ربیعہ اور دیار مضر کے نام سے موسوم ہے کہا گیا ہے کہ سیل عرم کے بعد جس کا پہلے ذکر ہوا یمنی عربون کے تین قبیلہ یعنے ربیعہ بکر اور

[1] ترجمہ۔ تو کیون روتا ہے کیا شہر کاظمہ سے (جو دوست کی گلی ہے) صبا آئی ہے یا اندھیری رات مین اضم کی طرف سے بجلی چمکی ہے۔

مضر دوابہ یعنی دجلہ اور فرات کے مابین جسکو جزیرہ کہتے ہین فروکش ہوئے اُسیوقت سے علاقہ دیار بکر۔ دیار ربیعہ۔ اور دیار مضر کے نام سے موسوم ہے صفی الدین الحلی کہتا ہی۔

ہوی یقتادنی من دیار بکر — واخر نحو ارض الجامعین
سامرع نحو راس العین خطوا — واقصد ہا علی راسی وعینی[1]

اسی علاقہ مین نہر خابور بہتی ہے جس کے دونون طرف درخت لگے ہوئے ہین۔ خارجیہ نے ابن طریف کے مرثیہ مین اسکی طرف اشارہ کیا ہے۔

ایا شجرا الخابور مالک مورقا — کانک لم تجزع علی ابن طریف[2]

بنی مضر کی اولاد مین سے عرب طائیہ ہین اور طی حاتم بن عبد اللہ کا قبیلہ ہے یہ شخص سخاوت مین نہ صرف ملک عرب مین بلکہ ہر جگہ مشہور رہے اوس بن حبیب جو ابو تمام طائی کے نام سے مشہور ہے اسی قبیلہ سے ہے۔

شہر سروج اسی علاقہ کے شہرون مین ہے اور ابو زید السروجی یہین کا باشندہ تھا۔

رحبہ جسکو رحبہ مالک بھی کہتے ہین اسی کے علاقہ کی ایک جگہ ہے اور یہ مالک بن طوق کی طرف جو خلیفہ رشید عباسی کا ایک فوجی کمینڈنگ تھا منسوب ہے۔ ص ۱۴

قرقیسیا ہند بنت ابان کا شہر ہے جس نے جذیمۃ الابرش کو قتل کیا اور یہ شہر دیار مضر مین گنا جاتا ہے۔

شہر وارا بھی اسی علاقہ کا ایک شہر ہے اس کے نسبت ایک شاعر کہتا ہے۔

ولقد قلت لرحلی — بین حران ووارا
اصبری یا رحل حتی — یرزق اللہ حمارا[3]

شہر نصیبین دیار ربیعہ مین شمار کیا گیا ہے اور اس شہر مین سفید گلاب پیدا ہوتا ہے اور سرخ گلاب کا

---

[1] ترجمہ۔ محبت مجکو دیار بکر مین کہینچکر لے جارہی ہے اور پھر ارض جامعین کی طرف اور پھر مین قریب مین راس العین کی طرف جانے والا ہون اور مین بسر و چشم اوسکا قصد کرتا ہون۔

[2] ترجمہ۔ ای خابور کے درختو تم مین یہہ برگ و بار کیون ہے معلوم ہوتا ہے کہ تم نے ابن طریف پر رویا نہین ہے۔

[3] ترجمہ۔ حران اور وارا مین مین نے اپنے ساتھی سے کہا کہ ای دوست صبر کر خدا اپنی عنایت سے گدھا بھی دیگا۔

یہان نشان تک نہین ملتا ۔

جزیرہ ابن عمر یہ ایک چھوٹا سا شہر دجلہ کے سمت غرب مین واقع ہے یہ نہایت مردم خیز شہر ہے یہان کثرت سے صاحب علم پیدا ہوئے چنانچہ نواشیر سے مبارک نامی مصنف کتاب جامع الاصول فی احادیث الرسول اور نصر اللہ مصنف انشاء بلاغت اور علی مصنف تاریخ اسی شہر کے اہل علم ہین اسی وجہ سے یہ لوگ جزری کے نام سے پکارے جاتے ہین ۔

شہر عانہ قدیم بابل کے قریب مین ہے یہان شراب نہایت عمدہ ہوتی ہے ۔ ایک شاعر کہتا ہو

امن بابل ام من لواخطاک السحر ومن عانۃ ام من مراشفک الخمر

وہل ماراہ الموت ام حاث النوی وہل ہو شوق بین جنبی ام جمر [1]

تکریت بھی ایک مشہور شہر ہے یہان بھی بہت سے عالم ہوئے ہین اور یہ شہر تکریت بنت بابک کے نام سے موسوم ہوا ہے اب یہ شہر ویران ہے ۔

فصل سوم

بلاد عراق کا بیان

ص ۱۵

ابو الفداء کہتا ہے کہ ملک عراق کو عراق اس لئے کہتے ہین کہ وہ نجد سے نیچے اور سمندر سے قریب ہے اور یہ نام عراق قریہ سے ماخوذ ہے جسکے معنی کنارہ مشک کے ہین جو نیچے سے پہنچی ہوئی ہو غرض کہ عراق دجلہ کے دونون کنارون پر واقع ہے جیسا کہ مصر دریائے نیل کے دونون کنارون پر واقع ہے ۔

ابن خلدون مغربی کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل عراق عربون کے تیسرے طبقہ مین داخل ہین جنکو عرب تابعہ کہتے ہین اور یہ بدوی (جنگلی) عرب ہین جنکا کوئی مکان نہین تھا بلکہ یہ لوگ مارے مارے پھرتے تھے اور جہان کچھ دنون رہتے تھے وہ وہان خیمہ نصب کر لیتے تھے ۔

یہ لوگ چھٹپنے سے آزاد ہے اور اون کا گروہ بہت بڑا تھا جب اونکی نسل بڑھی اور اور اوسکی

---

[1] ترجمہ ۔ یہ نسیم سحر جو آرہی ہے کیا شہر بابل سے آرہی ہے یا تیرے آنکھ کے اشارہ سے آئی ہے اور یہ شراب جو موجود ہے کیا شہر عانہ کی ہے یا تیرے لب نیلگون کی ہے کیا مین موت کو دیکھ رہا ہون یا کوئی نیا امر حادث ہوا ہے اور کیا میرے پہلو مین شوق ہے یا آگ کا شعلہ ہے ۔

کثرت ہوئی تو یہ لوگ بہت سے ملکون اور شہرون پر قابض ہو گئے اور جب ان مین کثرت مال و دولت سے عیش و عشرت کی طرف میلان ہوا تو پھر اور قومون نے اون کو زیر کیا اور یہ پھر اپنے قدیم طریقہ کے بموجب جنگلون مین مارے پھرنے لگے اور اب اونکی قوت بسری اور زندگی کا مدار لوٹ مار اور رہزنی پر ہے۔

عرب کے طبقہ اولی مین قوم عمالقہ شمار کی گئی ہے اور دوسرے طبقہ مین تبابعہ۔ شاہ بابل یعنی بخت نصر مین اور اُن مین بہت لڑائیان ہوئی ہین اسی بادشاہ نے ان مین سے بعض کو نکال کر مقام حیرہ مین مقیم کیا اور اوس کے مرنے کے بعد یہ لوگ انبار کو چلے گئے اور وہان سے پھیل کر عراق اور شام مین رہنے لگے۔

مقام حیرہ جسکا ابھی ذکر ہوا عراق کے کنارہ پر واقع ہے یہ بیان کیا جاتا ہے کہ جب تبع یمن سمرقند خراسان کو گیا اور رات کو ایک ایسے مقام پر اوسکا گذر ہوا جس سے اوسکو حیرت ہوئی اور وہ یہان فروکش ہوا اور حکم دیا کہ یہان مکانات بنائے جائین اسیوجہ سے اس کا نام حیرہ رکھا گیا پھر بھانشاہان لخمیین رہنے لگے جو نعمان بن منذر کی آل سے تھے یہان منذر بن امرالقیس عیسائی ہو گیا اور اوس نے بہت سے عالیشان گرجا تعمیر کرائی اور نیز ایک عالیشان قصر بنوایا اور اوسکا نام زدرار رکھا شاعر نابغۃ الذبیانی اپنے اس شعر مین اسی کے طرف اشارہ کرتا ہے۔

وتسقی اذا ماشئت غیر مصرد بزورار فی اکنافہا المسک کالع[1]

غرضکہ یہ بہت بڑا شہر تھا زراعت بھی اچھی خاصی ہوتی تھی زمانہ اسلام مین حضرت ابوبکر الصدیق رض خلیفہ اول نے اسکو صلح سے فتح کیا تھوڑے دنون تک یہ شہر اسلام کا دارالخلافت رہا پھر یہان سے منتقل ہوا اور انبار تخت گاہ قرار پایا۔ ص ۱۶

انبار عراق مین ایک شہر ہے جو نھر فرات کے سمت شرق مین واقع ہے اور بغداد سے دس فرسخ کے فاصلہ پر ہے اس شہر کا نام انبار اسلئے رکھا گیا کہ شاہان اکاسرہ یعنے خسروان ایران یہان غلہ وغیرہ سامان جمع کرتے تھے اہل علم کی بھی ایک بڑی جماعت یہان گذری ہے جو ہر ایک فن مین

---

[1] ایک اور روایت مین اسطرح سے مروی ہے بزورارنی حافاتہا المسک کالغ - ترجمہ - اس کا ترجمہ یہ ہے جس حال مین کہ تو پورے طور پر سیراب نہ ہو تو مقام زورار مین اچھی طرح سے سیراب ہوگا کیونکہ اوسکے اطراف مین پانی تو کیا چیز ہے مشک کی بو کی ہوا مہکتی رہتی ہے

کامل تھے۔

انہین امور کے لحاظ سے حضرت عمر بن الخطاب رض (خلیفہ ابوبکر الصدیق) اور اون کے عمال نے اسی علاقہ مین ایک جگہ منتخب کرکے اپنے رہنے کے لئے ایک شہر کی بناڈالی جسکی آبادی بڑہنے سے علوم وفنون مین بھی ترقی ہوتی گئی اور آیندہ چلکر یہ شہر دارالخلافت قرار پایا۔

ہم نے بیان کیا ہے کہ مسلمانون نے پہلے جو شہر بسایا وہ بصرہ ہے حضرت عمر بن الخطاب رض کے زمانہ خلافت مین اسکی بناڈالی گئی بصرہ کے معنی نرم پتھر کے ہین۔ علماء اور راویون کا ایک گروہ اسی شہر سے منسوب ہے جنمین سے شیخ محمد ابوالقاسم الحریری مصنف مقامات بھی ہے۔ اسکے جنوب مین ایک جنگل ہے جسکا نام وادی النسار ہے کیونکہ عورتین اکثر یہان آتی ہین اور چتہریان[1] جو بکثرت پیدا ہوتی ہین وہ اکہاڑ کرلے جاتی ہین اور مربد بصرہ بھی یہین واقع ہے جسکا ذکر اوس کے مقام پر کیا جائیگا۔

شہر کوفہ جسکو سعد بن ابی وقاص رض نے عہد خلافت حضرت عمر رض مین آباد کیا اور اہل حیرہ نے یہان بود وباش اختیار کی فرات کے پاس ایک نہر ہے جو خورنق کے نام سے مشہور ہے شعرا نے بھی اپنے اشعار مین اس نہر کا ذکر کیا ہے ابوالعتاہیہ کہتا ہے۔

لہفی علی الزمن القصیر ۔۔۔ بین الخورنق والسدیر[2]

اسود بن یعفر کہتا ہے۔

اہل الخورنق والسدیر وبارق ۔۔۔ والقصر ذی الشرفات من سنداد[3]

شاعر منخل الیشکری کہتا ہے۔

ولقد شربت من المدا م ۔۔۔ متہ بالصغیر وبالکبیر
واذا انتشیت فانتی ۔۔۔ رب الخورنق والسدیر
واذا صحوت فانتی ۔۔۔ رب الشویہتہ والبعیر[4]

---

[1] یہ ایک قسم کی نبات ہے جسکی شکل بالکل چتہری کی سی ہوتی ہے۔ اسکا طول کم وبیش چہہ انچ ہوتا ہے اور مثل دوسرے ترکاریون کے اسکو پکاکر کہاتے ہین فارسی مین اسکو سماروغ کہتے ہین۔ مترجم

[2] ترجمہ۔ خورنق اور سدیر مین لطف اٹھانے کے لئے بہت کم زمانہ ملتا ہے اسیوجہ سے مین افسوس کرتا ہون

[3] ترجمہ۔ خورنق اور سدیر اور بارق اور قصر ذی شرف کے لوگ جو کہ سنداد سے ہین۔

[4] ترجمہ۔ مین نے چہوٹے بڑے ہر طرح کے پیالون سے شراب پی ہے جب مجکو نشہ خوب ہوتا ہے تو مین اپنے کو مالک خورنق اور سدیر خیال کرتا ہون اور جب مین ہوش مین ہوتا ہون تو بھی بکریون اور اونٹون کا مالک ہوتا ہون۔

کوفہ اور قادسیہ کے مابین عرب نمیں اور اہل فارس مین ایک مقام پر جنگ ہوئی تہی جو یوم قادسیہ کے نام سے مشہور ہے چنانچہ شاعر مذکور اسکے طرف اشارہ کرتا ہے۔ ص ۱۷

ویوم القادسیۃ قد دعتنا الی تبدید شملہم دواعی [1]

کوفہ اور واسط کے مابین کئی لڑائیان ہوئی ہین بکیر بن اصم التغلبی ان لڑائیون کے طرف اشارہ کرکے کہتا ہے۔

ہم یوم ذی قار وقد حس الوغی خلطوا لہاماً مجفلا بلہام
ضربوا بنی الاحرار یوم لقوہم بالمشرفی علی صہیم الہام [2]

احمد بن حسین شاعر جو متنبی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے ۳۰۳ ہجری م ۹۱۵ عیسوی مین کوفہ مین پیدا ہوا۔ اسکے قریب مین علی بن ابی طالب رضی کی مسجد ہے اور علی اختلاف الروایات حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا مدفن بھی یہی ہے۔ فارس سے اکثر شیعہ زیارت کے لئے یہان آتے ہین۔

باطنیہ اور قرامطہ کے گروہ کا بھی اسی مقام سے ظہور ہوا۔

مدینہ واسط جسکو حجاج نے عبدالملک بن مروان کی خلافت مین ۷۸ھ م ۶۹۷ عیسوی مین بسایا اور اسکا نام واسط اس لئے رکہا کہ وہ بصرہ اور کوفہ کے مابین واقع ہے۔

شہر بغداد ابوجعفر منصور خلیفہ عباسی کا آباد کیا ہوا ہے اسکی نسبت اور حالات اس کتاب مین آئندہ بیان ہون گے۔

شہر سرمن راے جسکو تخفیف کے ساتھ سامری [3] بھی کہتے ہین اسی نواح مین ہے یہان کے ایک کاتب کی نسبت جو سیف الدولہ العدوی کے پاس تھا شاعر متنبی کہتا ہے۔

اسامری ضحکۃ کل دار ظننت وکنت انبی الانبیاء [4]

---

[1] ترجمہ۔ جنگ قادسیہ کے روز ہم دشمنون کی جماعت کے پراگندہ کرنے کے لئے بلائے گئے تھے۔

[2] ترجمہ۔ اس بیت کے پہلے بیت کا ترجمہ اسی مقالہ کے پہلی فصل مین کردیا گیا ہے اسلئے اسکے ترجمہ کی ضرورت نہین ہے دوسری بیت کا ترجمہ یہ ہے۔ انہون نے بنی الاحرار کو جبکہ اون سے مقابلہ ہوا تو شرشر کی تلوار ونسے انکی سخت کہوپڑیون پر زخم لگائے

[3] امامیہ کا اعتقاد ہے کہ امام مہدی آخر الزمان اسی شہر کے ایک غار مین بحکم خدا پوشیدہ ہوئے ہین۔ مترجم

[4] ترجمہ۔ اے سرمن راے کے رہنے والے تجکو لوگ ایک سحرہ کی حیثیت سے دیکہتے ہین تو تو بہت بڑا نبی ہے میرے اشعار کو کیونکر تو نے سمجہا۔

ملک عراق مین ایک نہر ہے جو عیسی کے نام سے مشہور ہے اور اوسکا نام عیسی بن عبداللہ عباسی کے نام پر رکھا گیا ہے۔

شہر حلہ جو صفی الدین بن سرایا الحلی مصنف دیوان کا مولد ہے اوسکی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ وہ قدیم بابل کے پتھرون سے بنایا گیا ہے اور شہر حلہ سے بابل سمت شرق مین واقع ہے اور یہ خود بغداد کی سمت جنوب وغرب مین واقع ہے۔ صـ ۱۸

شہر قطربل بغداد کی جانب بلیدہ کے قریب واقع ہے جسکو عکبری کہا جاتا ہے۔ اس شہر مین کسیوقت خلفاء کا مجمع رہا ہے اور اہل قصف (کھیلنے کودنے والون) کے لیئے بھی نہایت مالوف مقام تھا۔

محمد بن جعفر الحلی کہتا ہے۔

یقولون ہا قطربل فوق دجلۃ ۔۔۔ عدمتک الفاظا بغیر معانی

اقلب طرفی لا اری القصف دونہا ۔۔۔ ولا النخل بادٍ من قری البردان[۱]

یہان جو شراب ہوتی ہے وہ نہایت عمدہ خیال کیجاتی ہے یہان تک کہ ہر ایک عمدہ شراب کو یہین کی سمجھتے ہین۔ تنی کھتا ہے۔

بلاد اذا زار الحسان بغیرہا ۔۔۔ حصی تربہا ثقبنہ للخمانق

سقتنی بہا القطربلی ملیحۃ ۔۔۔ علی کاذب من وعدہا ضوء صادق[۲]

ابو نواس الحکمی بھی شراب کی نسبت یہ کہتا ہے۔

قطربل مربعی ولی بقری الکر م ۔۔۔ خ مصیف دامی العنب[۳]

---

[۱] ترجمہ۔ لوگ قطربل کو جو دجلہ پر واقع ہے زور سے بادکر کے ہاے قطربل کہتے ہین اور یہ بھی کہتے ہین کہ ہم نے تیری تعریف مین الفاظ کو معدوم المعانی پایا مین اپنی دونون آنکھون کو پھیر لیتا ہون کیونکہ مین تو قصف کو اور نہ بردان کے کھجورون کو اوس سے بڑھ کر نہین پاتا ہون۔

[۲] ترجمہ۔ یہ ایسے شہر ہین کہ اگر یہان کی مٹی کے سنگریزے دوسرے جگہ جاتے ہین تو حسین عورتین اُن سنگریزون کے ہار بنا لیتے ہین اس سرزمین مین ایک حسین عورت نے مجکو قطربلی شراب پلائی یہ عورت ایسی خوش بیان تھی کہ اوسکے جھوٹے وعدون پر بھی صداقت کی چمک پائی جاتی تھی

[۳] ترجمہ۔ قطربل میرا چچا محلہ ہے اور مین قریہ کرخ مین گرمیون کے موسم مین رہتا ہون اور میری مان انگور ہے یعنی مین شراب پیا کرتا ہون۔

شہر ہ این بغداد سے ایک منزل کی مسافت پر جنوب مین واقع ہے اسکا قدیم نام طیسیفون تھا یہان ایوان کسریٰ کی شکستہ عمارت موجود ہے۔ اس عمارت کی وسعت کی نسبت یہ بیان کیا گیا ہے کہ اس کے ایک ستون سے دوسرے ستون تک کی مسافت پچانوی ذراع اور ارتفاع اسّی ذراع ہے۔

بغداد اور واسط کے مابین ایک شہر ہے جسکا نام جبل ہے یہان بہت سے صاحب علم ہوئے ہین منجملہ اون کے ابوالخطاب شاعر جبلی ہے اسمین اور شیخ ابوالعلاء معری مین اکثر مشاعرے ہوئے تھے۔ اسیکی نسبت معری نے اپنا مشہور قصیدہ کہا ہے۔

غیر مجدی ملتی واعتقادی نوح باک ولا ترنم شادٍ[1]

فصل چہارم

صہ ۱۹

اراضی شام کا بیان

ابوالفدا رکا بیان ہے کہ ملک شام کو شام اس لیے کہتے ہین کہ بنی کنعان کی ایک قوم کعبہ کی بائین جانب ہوتی ہوئی یا اوس حال مین جبکہ کعبہ ان کے بائین جانب واقع تھا آکر یہان آباد ہوئے اور زیزیہ کہ یہ شہر کعبہ کے بائین سمت مین واقع ہے۔ عبرانی اور سریانی زبان مین اسکا نام شام ہے۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس علاقہ کی اراضی کے قطعات چونکہ سرخ وسفید اور سیاہ رنگ کے تھے اسی مناسبت اور تشبیہ سے شام کہنے لگے ۶۲۲ء مین مسلمانون نے جب اسکو فتح کیا تو اس کا نام شام مشہور ہوا کیونکہ اس سے پہلے اس کا نام سوریہ تھا۔ اور جبکہ سلطنت عثمانیہ کے عہد مین اسمین اور علاقہ شامل ہوئے تو پھر اسکو پہلے نام سے یعنی سوریہ کے نام سے پکارنے لگے۔

ملک عراق کے بیان مین ہم نے ابن خلاون مغربی کے بیان کو لکھدیا ہے کہ عربون کے یہان آباد ہونے کا کیا سبب تھا اور یہ بھی بیان کر دیا گیا ہے کہ بادشاہ بابل یعنی بخت نصر کے سبب سے یہ لوگ یہان آباد ہوئے۔ لیکن ابوالفدا رکہتا ہے کہ اہل یمن سے ایک قوم بنی ازد بن غوث بن نبت بن مالک بن ادد بن زید بن کہلان بن سبا کی اولاد سے واقعہ سیل عرم کے بعد خانہ بدوش ہو کر شام کے ایک چشمہ پر آباد ہوئے جو غسان کے نام سے مشہور رہے۔

---

[1] ترجمہ۔ میرے مذہب اور اعتقاد مین خوف زدہ کی طرح رونا اور شعر پڑہنے والیکی طرح خوشی کرنا بزرگی کی بات نہین ہے

اور یہ غسان جس کا ذکر ہوا حوران کے علاقہ کا ایک گاؤن دمشق کے جنوب و شرق مین ہے یہان ایک اور گاؤن ہے جسکو بصری کہتے ہین - ابوالفدا رکا بیان ہے کہ یہ گاؤن دیار فزارہ و بنی عامر کے علاقہ کا ہے -

حوران کے علاقہ مین اذرع بھی ایک گاؤن ہے جس کا ذکر تورات مین کیا گیا ہے - اہل عرب اس کو اذرعات بھی کہتے ہین - امرؤالقیس کہتا ہے -

تنورتھا من اذرعات واہلہا بیثرب ادنی دارہا نظر عالی[1]

سویدا بھی اسی علاقہ کا ایک گاؤن ہے اس مقام پر نعمان بن عمرو بن منذر کی اولاد نے جو شاہان غسان سے تھے ایک عالیشان عمارت بنوائی - اسکی نسبت نابغہ کہتا ہے -

لہم شیمۃ لم یعطہا اللہ غیرہم من الناس والاحلام غیر عوازب
ولا عیب فیہم غیر ان سیوفہم بہن فلول من قراع الکتائب
تحیرن فی ازمان یوم علیمۃ الی الیوم قد جربن کل التجارب[2]

انہین اشعار مین نابغہ کا ایک شعر عمرو مذکور کی نسبت یہ ہے -

علی لعمرو نعمۃ بعد نعمۃ لوالاہ لیست بذات عقارب[3]

حوران کے مشرقی پہاڑ کے پاس ایک گاؤن ہے جو ثبینہ کے نام سے موسوم ہے اور کتب

---

[1] ترجمہ - مین نے اوسکی آگ کو (عالم خیال مین) اذرعات سے دیکھا حالانکہ اوسکے باشندے یثرب مین تھے جس کے گھر نہایت شان دار اور بلند ہین -

[2] ایک روایت مین بیت ثالث کا مصرعہ اول اسطرح سے مروی ہے "تورثن من ازہار یوم علیمۃ" مترجم - ترجمہ ان ابیات کا یہ ہے - خدا نے اون کو ایسے عمدہ خصلتین دی ہین جو کسی کو نہین عطا ہوئین کیونکہ اون کی عقلین حاضر رہتی ہین اون مین کوئی عیب نہین ہے صرف اتنا عیب ہے کہ اون کی تلوارین فوجون کے کانٹے سے ارہ کی طرح مونڈ ہوگئی ہین جنگ علیمہ کے روز وہ ان تلوارون کے وارث ہوتے ہین چنانچہ آج تک اس کا تجربہ ہو رہا ہے -

[3] ترجمہ - میرے لیے عمرو کا وجود نعمت بعد نعمت ہے یعنی اسکا باپ میرے لیے پہلے نعمت تھا تو اب بجائے اسکے نعمت ہی اور یہ ایسی نعمت ہی کہ ذات عقارب نہین ہے یعنی ایسی نعمت کہ اوس مین کسیطرح کی منت رکھنے کی یا تکلیف دینے کی کدورت نہین ہے -

مقدسہ مین اسکا نام ارض باسان ہے لیکن ابو الفدا اسکو تبنیہ کے نام سے یاد کرتا ہے اور اوسکا
قول ہے کہ یہ زمین حضرت ایوب ع کی ملک تھی اسکے علاقہ کے گاؤن مین ایک قریہ صلخد کے نام سے موسوم
ہے اور اسکو صرخد بھی کہتے ہین یہان ایک نہایت بلند قلعہ ہے جسمین بنی ہلال رہتے تھے زمانہ قدیم مین اسکے اکثر مقامات
آباد تھے گو اب یہ مقامات کھنڈر ہوگئے ہین تاہم اُنکے نام اتبک یاد ہین یہان عمارتین سنگ سیاہ (غالباً سنگ موسی) کی
ہین یہ پتھر تمام ملکون مین چکیان وغیرہ بنانے کے لئے جاتا ہے۔ مکانون کی چھتین بھی عموماً اسی پتھر کی سلون کی
ہوتے ہین چنانچہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ بصری مین سرکیس الراہب (بحیرا) کا ایک مکان ہے جو کل پانچ
پتھرون سے بنایا گیا ہے۔ چار دیوارین چار پتھرون کی ہین اور ایک پتھر کی چھت ہے دروازہ بھی پتھر ہی کا
ہے جو نہایت آسانی سے کھولا اور بند کیا جا سکتا ہے۔ عموماً یہان مکانون کے نیچے تہ خانے بھی ہین۔

شاہان غسان جنکا ذکر اوپر گذر چکا قیصرون کی طرف سے شام کے اہل عرب پر عامل تھے اور ظہور اسلام کے
قبل دمشق اون کا پایہ تخت تھا انہین کی نسبت حسان بن ثابت انصاری فرماتے ہین۔

اولاد جفنۃ حول قبر ابیھم — قبر ابن ماریۃ المعمم المفضل
یسقون من وَرَدَ البریص علیھم — بَرَدَیْ یصفق بالرحیق السلسل[۱]

صـ۲۱ اور بردی جو اس کے اخیر کنارہ پر ہے یہ ایک نہر ہے جس سے غوطہ دمشق سیراب کیا جاتا ہے اور یہان
خاص شہر کی آبادی ہے۔ یہ ایک نہایت پر فضا اور سرسبز و شاداب مقام ہے۔ تمام دنیا مین چار مقام
نہایت سرسبز خیال کیے جاتے ہین منجملہ اون چار کے یہ بھی ایک مقام ہے۔ دوسرا مقام شعب بوان اور
تیسرا نہر ابلہ اور چوتھا سغد سمرقند ہے شیخ برہان الدین القیراطی وادی بردی کی تعریف مین کہتا ہے۔

اشتاق فی وادی دمشق معہداً — کل الجمال الی حماہ نسب
مافیہ الا روضۃ او جوسق — او جدول او بلبل او برب
وکان ذاک النہر فیہ معصم — بید النسیم منقش ومکتب[۲]

[۱] ایک اور روایت مین بیت اول کے مصرعہ اول کے یہ الفاظ ہین قبر ابن ماریۃ الکریم المفضل۔ مترجم ترجمہ۔ ان ابیات کا
یہ ہے جفنہ کی اولاد جن کے باپ کی قبر کے اطراف ابن ماریہ کی قبر ہے جو نہایت کریم اور فضیلت و الاتحاد وہ اس
وادی مین آنے والے کو نہایت عمدہ اور خوشگوار شراب پلاتے ہین۔

[۲] شعب بوران بلاد فارس کا غوطہ ہے جسکو ارجان بھی کہتے ہین یہان ایک اور مقام بھی ہے جسکا نام نوبندجان ہے
سغد سمرقند بلاد بخارا مین ہے اور نہر ابلہ دجلہ کی ایک شاخ ہے جس سے اراضی بصرہ سیراب ہوتی ہے۔

[۳] ان شعرون کا ترجمہ صفحہ ۲۶ کے نوٹ مین درج ہے مترجم

فاذا تکسر ماءُ البصرۃ — فی الحال بین ریاضۃ تشعب
وشدت علی العیدان ورق اطرت — بغنائہا من غاب عنہ المطرب
فالورق تشدو والنسیم مشیب — والنہر یسقی والحدائق تطرب
وحلت بقلبی من اعالی جنتہ — فیہا لارباب الخلاعۃ ملعب
ولکم طربت علی السماع بجنکہا — وعذا بر بوتہا اللسان یشبب[1]

شہر دمشق جو دنیا کے قدیم شہرون مین شمار کیا جاتا ہے اوسکی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے بانی کے نام سے موسوم ہوا ہے جسکا نام دمشاق بن کنعان یا دامشقیوس تھا ۱۴ھ م ۶۳۵ء مین بعہد امیر المومنین عمر ابن الخطاب رضہ بہ ماتحتی خالد بن الولید رضہ مسلمانون نے اسکو فتح کیا - معاویہ بن ابی سفیان کے زمانہ مین دار الخلافت کوفہ سے منتقل ہو کر دمشق مین اوس زمانہ تک قایم رہی جبکہ بنی امیہ کا دور ختم ہو کر عباسیون کا زمانہ شروع ہوا - دمشق مین بہت سے اہل علم وادب پیدا ہوئے منجملہ اون کے شیخ محمد بن مالک اندلسی مصنف الفیہ نحو اور شیخ محمد الحریری جس نے قطر کی شرح فاکہی پر حاشیہ لکہا ہے اور شیخ حسن بورینی شارح دیوان ابن الفارض اور شیخ عبد الغنی نابلسی اور عائشہ باعونیہ مصنفہ بدیعیہ ہین یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہان کے پانی مین دفع جذام کی خاصیت ہے اگر کوئی مجذوم مسافر یہان آتا ہے تو عموماً اوسکا جذام جاتا رہتا ہے یا کم سے کم اوس درجہ سے ترقی نہین پاتا مگر یہ سب وہمی اعتقادات ہین[2] -

[1] ترجمہ مین بدت سے وادی دمشق کا مشتاق ہون اور اسبات کا اقرار کرتا ہون کہ ہر طرح کا جمال اوسکی چراگاہون سے منسوب ہے اوس مین سوائے باغ یا عالی شان عمارت یا نہر یا ٹہنڈی ہوا اور جنگلی کایون کے ریوڑ کے اور کچہ نہین ہے گویا اس نہر کی کلائی نسیم سحر کے ہاتہہ مین ہے جو کہ منقش ہے جب اوس سے پانی ٹوٹ کر نکلتا ہے تو مین دیکہتا ہون کہ باغ مین جا بجا پہرتا ہے اوسکی ٹہنیون پر پتے گویا گا گا کر نال دے رہے ہین اور غائب ہونے والون کو سنا رہے ہین - اور اق شجر شعر پڑہ رہے ہین اور نسیم غزل گا رہی ہے اور نہر پانی کو حرکت دے رہی ہے اور باغ طرب کر رہے ہین - میرے دل مین خیال آیا کہ محفل والون کے لئے باغ کے بلند حصہ مین کہیل کود کا لطف خوب حاصل ہوتا ہے - ای دوستو مین نے چنگ کے راگ پر تمہین بہت یاد کیا کیونکہ کل کے روز اوس کے اونچے مقام پر زبان غزل گا رہی تہی -

[2] لیکن مجہے مصنف کی راے سے اتفاق نہین ہے کیونکہ آب وہوا کو دفع امراض مین بڑا دخل ہے مترجم -

نہر بردی کے ایک وادی مین جسکا ذکر اوپر ہوا بہت سے سرسبز و شاداب گانون آباد ہین منجملہ اون کے مقامات ذیل ہین - فیجہ - بلودان - زبدانی - اور صالحیہ - شیخ عبد الغنی النابلسی اس کی نسبت کہتا ہے

الصالحیۃ جنۃ ۔۔۔ والصالحون بہا اقاموا[1]

مقام قارہ اور بنک اپنی عمدہ آب و ہوا کے لحاظ سے ضرب المثل ہین اور جنکی تعریف مین شعرا نے بہت سے اشعار کہے ہین ایک شاعر کہتا ہے -

اذا ہاجت الرمضاء ذکراک بردت ۔۔۔ حشائی کانی بین قارۃ والبنک[2]

نیرب - ربوہ - اور منشار بھی نہایت پرفضا مقام ہین چنانچہ صلاح الدین مقام ربوہ کی تعریف مین کہتا ہے

انہض الی الربوۃ مستمتعا ۔۔۔ تجد من اللذہ ما یکفی

فالطیر قد غنی علی عودہ ۔۔۔ فی الروض بین الجنک والدف[3]

مقام بیت راس جہان کہ یزید بن عبد الملک اموی کی لونڈی حبابہ نے انتقال کیا اور جس کے غم مین چند روز کے بعد وہ بھی مر گیا اسی علاقہ مین ہے - اس کا واقعہ اسطرح پر ہے کہ وہ ایک روز بیت الراس مین عیش و عشرت کی حالت مین بیٹھا ہوا کہہ رہا تھا کہ لوگ یہ کہا کرتے ہین کہ کسی کو دنیا مین ایک دن بھی آرام و خوشی کا نصیب نہین ہوتا مین اسکا تجربہ کرونگا - اس کے بعد اوس نے حکم دیا کہ آج شام تک میری پیشی مین جہات ملکی کا کوئی کام نہ لایا جائے - یہ کہکر وہ ایک مغنیہ لونڈی کے ساتھ بیٹھا اوس کا گانا سنتا رہا جب دسترخوان بچھایا گیا وہ کہانے کے لئے بیٹھا مغنیہ لونڈی بھی اوس کے ساتھ تھی - بیت راس کے انار کے درختون مین سے ایک انار بھی دسترخوان پر موجود تھا لونڈی نے اوسکو توڑکر چکھا اور دوپہر سے پہلے وہ مر گئی اوس کے مرنے سے یزید بن عبد الملک کو اسقدر رنج ہوا کہ وہ

---

[1] ترجمہ - مقام صالحیہ گویا جنت ہے اور وہان جو لوگ رہتے ہین وہ بھی صالح (نیک) ہین -

[2] ترجمہ - دھوپ کی تپش کے وقت جبکہ ریتی خوب گرم ہوتی ہے تو تیرا ذکر میرے دل کو ٹھنڈا کر دیتا ہے اور مین یہ خیال کرتا ہون کہ مین مقام قارہ اور بنک مین ہون جو نہایت سرد مقام ہین -

[3] ترجمہ - یعنی شاعر سیاح کو مخاطب کرکے کہتا ہے کہ مقام ربوہ مین فروکش ہوکر اوس سے فرحت حاصل کر کیونکہ تجکو یہان کافی لذت حاصل ہوگی - بلبلین باغ کے درختون کی ٹہنیون پر چنگ و دف بجا کر یہی نغمہ گا رہے ہین -

اس رنج سے ایک مہینہ کے عرصہ مین مرگیا -

بعلبک اس شہر کی حالت اس زمانہ مین چند ان قابل ذکر نہین ہے لیکن اوسکی قدیم زمانہ کی عمارتین قابل ذکر ہین اور وہ اسی سبب سے زیادہ تر مشہور بھی ہے - قدیم زمانہ مین یہ ایک بہت بڑا شہر تھا ۱۳۳۸ء تک جبکہ مسلمانون نے اسکو فتح کیا اوسی حالت پر قایم رہا - یہان بہت سے بازار - جامع مسجدین اور دوکانین تھین اسکی فصیل یعنی شہر پناہ نہایت عمدہ استوار اور بلند تھی - جنوب کی طرف سے جو نہرین آئی ہین اونکی سیلان نے اسکو جابجا سے رخنہ ڈال کر توڑ دیا بلکہ ایک بار طغیانی سے تمام شہر پانی سے بھر گیا تھا - اس واقعہ مین (۱۵۰۰) مکانون سے زیادہ غرق ہوگئے اور ہزارون آدمی مرگئے لیکن اب تک یہ قلعہ باقی ہے جسکی بنا تعجب خیز ہے - اسکے سنگین ستونون پر عجیب وغریب مختلف اشکال کے نقوش کندہ ہین - بعض ستونون کے جوف سے کاٹ کر فوارہ بھی نکالے گئے ہین ان آثار کا نام قصر بنت الملک ہے - ان عمارات کی تعمیر مین پتھر اس خوبی وصناعی کے ساتھ نصب ہوئے ہین کہ وہ سب ملکر ایک ہی پتھر معلوم ہوتے ہین - اور بعض لوگ جو یہان بار بار بغرض سیاحت آتے رہتے ہین اونکا بیان ہے کہ یہان آنے مین ہر دفعہ کوئی نہ کوئی نادر اور عجیب چیز دیکھی جاتی ہے بظاہر اسکا سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ نوادرات وعجائبات کی یہان کثرت ہے جنکا ایک دفعہ مین دیکھنا دشوار ہے لیکن اب اسکی آثار بہت کم باقی ہین -

اکثر لوگون کا خیال ہے کہ یہ سلیمان بن داود علیہما السلام کا بنایا ہوا ہے اور اہل روم نے انہین قدیم آثار پر حضرت مسیح علیہ السلام کی ولادت کے دوسری صدی مین بزمانہ بادشاہ انطونینوس بیوس عمارتین بنوائین -

شہر بعلبک شہبار کی وجہ تسمیہ کی نسبت یہ روایت کیجاتی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کی ایک سفید گائی تھی آپ ایک ٹیلہ پر جسپر کہ اب قلعہ بعلبک موجود ہے اوسکا دودھ دوہا کرتے تھے اور ایک آدمی آپکی طرف سے فقیرون اور مسکینون کو آواز دیکر بلاتا تھا کہ ابراہیم نے شہبار کا دودھ دوہا ہے اس عطیہ کی صدا سنکر لوگ آپ کے پاس جمع ہوتے تھے اور آپ اون سب کو بمقدار مناسب فی سبیل اللہ دودھ تقسیم فرماتے تھے - یہ وجہ زیادہ صحیح نہین معلوم ہوتی البتہ اوس کے لقب کی نسبت یہ کہا جاسکتا ہے کہ اوسکی بنا سفید پتھر کی ہے یا سفید زمین پر اوسکی بنا قایم ہوئی ہے ابن وردی اسکی نسبت کہتا ہے -

علیک بصہوۃ الشہبار تکفی ۔۔۔ بجوشنہا محاربۃ الزمان [1]

[1] اس کا ترجمہ صفحہ ۲۹ کے نوٹ مین درج ہے مترجم

فللغرفات فی الفردوس سیب یفوح شذاہ من باب الجنان[1]

اس کے جنوب مین قنسرین واقع ہے جو اوائل اسلام مین حلب سے بدرجہا بڑا شہر تھا مگر اب وہ ویران ہے اور اوس کے قریب مین حاضر قنسرین ہے جسکی نسبت عکرشہ یہ کہتا ہے ۔

سقی اللہ اخوانا ورائی ترکتہم بحاضر قنسرین من سیل القطر[2]

اس کے قریب ایک اور مقام ہے جسکا نام فرادیس ہے جہان کثرت سے شیر اور موذی جانور رہتے ہین ۔ ابوالطیب متنبی کا ایک وقت یہان گذر ہوا اور اوسپر شیر نے حملہ کیا تو اوس نے یہ اشعار کہے

اجارک یا اسد الفرادیس مکرم تشکن نفسی ام مہان فسلم[3]
ورائی وقدامی عداۃ کثیرۃ احاذر من لصن ومنک ومنہم[4]

اور نیز قنسرین کے قریب ایک اور شہر ہے جسکا نام خناصرہ ہے خلیفہ عمر بن عبدالعزیز یہان رہتے تھے متنبی نے اسکا بھی ذکر کیا ہے ۔

احب حمصاً الی خناصرۃ وکل نفس تحب محیاہا[5]

مقام معرہ نعمان نعمان بن بشیر انصاری کے نام سے منسوب ہے جب وہ یہان آکر مقیم ہوئے تو اون کا ایک لڑکا مرگیا اس کے بعد اونہون نے یہان کی بود و باش اختیار کر لی اسی وجہ سے وہ مقام اون کے نام سے مشہور ہوگیا آخر مین اسی مقام پر نعمان بھی اہل حمص کے ہاتھ سے ۶۵ھ ۶۸۴ء مین قتل کئے گئے ۔ ابوالعلا احمد بن عبداللہ بن سلیمان التنوخی معری مشہور شاعر جو اندھا تھا

---

[1] ترجمہ ۔ صہوہ شہبار کو تو اختیار کرلے وہ تیرے لئے اپنے جوشن یعنی شہر پناہ کے سبب سے تمام زمانہ کی چڑھائی کرنے مین کافی محافظ ہے یعنی اگر سارا زمانہ تجھسے جنگ کرے تو تیرا کچھ نہین بگڑتا ۔ اگرچہ فردوس (جنت) کے دریچون مین خوشبو ہے لیکن اسکی بوئے خوش کو بھی سمجھنا چاہیئے کہ جنت ہی کے دروازون سے آرہی ہے ۔

[2] ترجمہ ۔ خدا میرے اُن بھائیون کو جنکو مین نے اپنے پیچھے حاضر قنسرین مین چھوڑا ہے اونپر آب رحمت برسائے ۔

[3] ترجمہ ۔ یعنی مقام فرادیس کے شیرون کی طرف خطاب کرکے کہتا ہے کہ ای شیران فرادیس کیا تمہارے پڑوسی کی عزت کی جاتی ہے اگر یہ بات سچ ہے تو یا تو مجھکو اطمینان ہو جائے یا وہ ذلیل دشمنون کے حوالہ کیا جائے

میرے ارد گرد دشمن پلٹے ہوئے ہین مجھکو چورون کا اور تیرا اور اون دشمنون کا خوف ہے ۔

[4] ترجمہ ۔ مجکو شہر حمص خناصرہ تک اچھا معلوم ہوتا ہے کیونکہ میری معشوقہ وہان رہتی ہے اور وہ میری جان ہے اور ہر شخص کو اپنی جان پیاری ہوتی ہے اور وہ اسکی زندگی چاہتا ہے

یہین کا رہنے والا تھا وہ ۶۴۹ھ مین فوت ہوا - اسکی نسبت وہ کہتا ہے -

یا ماء دجلۃ ما اراک تلذلی شوقاً کماء معرۃ النعمان [1]

شہر حماۃ نہر عاصی کے کنارون پر واقع ہے - ابو الفدا رکا بیان ہے کہ علاقۂ شام مین یہ ایک نہایت سرسبز ملک ہے جو بہ لحاظ اپنی شادابی کے شیراز کے مشابہ ہے جہان کہ چشمون اور بادلیونمین دولاب یعنی پانی کھینچنے کے چرخ لگے ہوئے ہین اسکی فصیل یعنے شہر پناہ بہت اونچی اور شان دار ہے چنانچہ شہاب الدین مارزی نے اس فصیل کی نسبت تعریفی الفاظ کہے ہین یہان بہت سے اہل علم و ادب ہوئے ہین جیسے کہ یاقوت - ابو الفدا رمورخ - شیخ تقی الدین حجہ مصنف بدیعیہ اور شیخ الشیوخ وغیرہ - اسکی نسبت ابن حجہ مذکور کہتا ہے -

مرج حماۃ انوا عیرہ زادت علی المقیاس فی روضتہ [2] ص ۲۵

واغتاظ غور دمشق لذا قلت لا افکر فی غیضتہ [3]

شہر حمص نہر عاصی کے قریب ہے - بدر الدین حسین بن حبیب اسکی نسبت کہتا ہے -

جزیرۃ حمص کعبۃ اللہو اصبحت یطوف بہا دان ویسعی لہا قاصی

لہا حلۃ من بنتہا سندسیۃ تعلق فی ذیل استہا العاصی [4]

شیخ تقی الدین حجہ اس کے جواب مین کہتا ہے -

جزیرۃ حمص لم تکن قط کعبۃ یطوف بہا دان ویسعی لہا قاصی

ولکنہا للہو والقصف حانۃ الم تنظر وہا کیف جاورہا العاصی [5]

---

[1] ترجمہ - ای دجلہ کے پانی مین تجھ مین کچھ مزہ نہین پاتا حالانکہ مین تیرا ایسا ہی شائق ہون جیسا کہ معرہ نعمان کے پانی کا

[2] روضہ اور مقیاس جزیرہ نیل کے وسط مین دو نزہت گاہین ہین جس مین روضہ مقیاس سے اسی کے طرف اشارہ ہے

[3] ترجمہ - چراگاہ حماۃ چشمون دولاب مقیاس اور روضہ پر فوقیت رکھتے ہین جس کے پر فضا ہونے پر غور دمشق (جو ایک نزہت گاہ ہے) رشک کرتا ہے اور مین اس کے رشک سے کچھ متفکر نہین ہوتا -

[4] ترجمہ - جزیرہ حمص بازی گاہ کا کعبہ ہے جس کے اطراف ہر روز دور و نزدیک والا طواف کرتا ہے اوسکا سندسی (ریشمی) لباس اوسکے سبزہ لون کا ہے جسکے دامن سے ہر عاصی تعلق رکھتا ہے یعنی وہان پہونچکر اپنی رنج و تعب کو دور کرتا ہے

[5] ترجمہ - جزیرہ حمص کبھی کعبہ نہین رہا ہے جسکے اطراف دور و نزدیک والا طواف کرتا ہو لیکن وہ لہو و لعب کے لئے قرین ہے یعنی موزون ہے جب واقعہ یہ ہے تو یہ کیونکر سمجھا جا سکتا ہے کہ عاصی لوگ اوسکی مجاورت کر سکتے ہین -

شہر حماۃ سے چار گھنٹہ کی راہ پر سمت شرق مین ویران شہر سلمیہ ہے جو یونانیون کے زمانہ مین شہور شہر تھا اوائل اسلام مین بھی یہ شہر آباد تھا شاعر متنبی نے بھی اس کا ذکر ذیل ایک واقعہ کے جو سیف الدولہ کے ساتھ ۳۴۳ھ م ۹۵۵ء مین گذرا تھا اپنے اشعار مین کرتا ہے اور وہ اشعار یہ ہین۔

فاقبلها الدوج متومات ضوامر لا هزال ولا شيا
تنشر على سلمية مسيطرا تناكر تحته لولا شعاب[1]

اور حمص کے سمت شرق مین تدمر ہے یہ لفظ عبرانی ہے جس کے معنی تمر یعنے کھجور کے درخت کے ہین۔ اسکی نسبت کہا جاتا ہے کہ یہ شہر سلیمان بن داود علیہما السلام کا بنایا ہوا ہے لیکن شاید اس سے یہ مراد ہے کہ حضرت سلیمان ؑ نے اسکو نہایت آراستہ و مزین کیا اور اوسکی آبادی بڑہائی متنبی نے بھی اسکا ذکر بضمن اوس واقعہ کے جبکہ قبیلہ بنی عامر اور بنی کلاب ۳۴۴ھ م ۹۵۵ء مین سیف الدولہ کے مقابلہ سے بھاگ کر یہان پناہ گزین ہوے اسطرح پر کرتا ہے۔

ص ۲۶

الیس بغیر تدمر مستغاث وتدمر کا سمها لهم دمار
اراد هوان یدیر والرای فیها فصبحهم برائے لا یدار[2]

عربون کا خیال ہے کہ جنات نے اسے تعمیر کیا ہے نابغہ ذبیانی اپنے اشعار مین اسی کے طرف اشارہ کرتا ہے۔

الا سلیمان اذ قال الالہ لہ قم فی البریۃ فاحدوہا عن الفند
وخیش الجن انی قد اذنت لهم یبنون تدمر بالصفاح والعمد[3]

بلکہ زینب کے زمانہ مین یہ شہر آباد اور سرسبز تھا جسکو فرانسیس زنوبیا کہتے ہین زنیب کے بعد

[1] ترجمہ۔ سیف الدولہ نے اُن گھوڑون کو جو بسبب دائمی سفر کے دبلے اور بدصورت ہو گئے تھے مقام سلیمی کے سبزہ زارونکی طرف متوجہ کر دیا اور وہ گھوڑے ان مقامات مین پھیلا ہوا غبار اڑا رہے تھے اگر اونکا دریس اور وردی خاص قسم کی نہ ہوتی تو فوجی لوگ پہچانے نہ جاتے۔

[2] ترجمہ۔ اون لوگون کو سواے تدمر کے اور کوئی مقام پناہ کا نہ تھا اور وہ اوسکو امن کی جگہ خیال کرتے تھے حالانکہ مقام تدمر اپنے نام کے موافق اونکے لئے باعث ہلاکی تھا اونہون نے چاہا کہ اس مقام مین مشورہ کرکے اپنی نجات کے لئے کوئی راے سوچین مگر ممدوح (سیف الدولہ) نے بوقت صبح اونکو قبل اسکے کہ وہ اپنی راے پھیر لین جا مارا۔

[3] ترجمہ۔ معلوم کرنا چاہیئے کہ جب اللہ تعالی نے سلیمان ؑ سے کہا کہ جا اور میدان کو پہاڑون سے محدود کر جنات کی فوج (وقوم) کو مین نے حکم دیا ہے کہ وہ ستون اور سیلون سے قلعہ تدمر بنائین۔

اوس کا شوہر جسکو فرانسیس رو دونا توس کہتے ہین بادشاہ ہوا کیونکہ وہ بنی عذنیہ سے تھا۔ یہہ زمانہ تیسری صدی مسیحی یعنی اسلام سے تین سو برس پہلے کا ہے۔ جب اس سلطنت پر قیصر اورلیانوس رومی نے فتح پائی تو اوس وقت سے شہر ندمر کی آبادی گھٹنے لگی اب اس وقت صرف وہان کے قدیم مکانون اور چرچون کے اور کوئی آثار باقی نہین ہین۔

ریف بحر متوسط کے شہرون مین ہے اسکے سمت شمال مین شہر لذقیہ ہے جسکو بادشاہ سلوقس غالب نے آباد اور تعمیر کیا اور اپنے مان کے نام سے موسوم کیا یہ شہر قدیم مشہور شہرون مین شمار کیا گیا ہوا اور تنوخیین کا مقام و مسکن ہے یہان کے اطراف کے امرا کو تنوخی کہتے ہین۔ امیر محمد بن اسحق التنوخی نے یہین وفات کی۔ تبنی نے اوس کے مرثیہ مین اشعار کہے ہین منجملہ اون کے یہ اشعار ہین۔

فرجوابہ ولکل باک خلفہ　　صعقات موسی یوم دک الطور
والشمس فی کبد السماء مریضۃ　　والارض واجفۃ لکاد تمور
وخفیف اصخۃ الملائک حولہ　　وعیون اہل اللذاقیۃ سور[1]

سنہ ۱۲۱۱ھ م سنہ ۱۷۹۶ء مین یہ شہر بہ سبب زلزلہ کے تباہ و ویران ہوا۔

شہر جبلہ مین اب سوائے جامع مسجد کے جو سلطان ابراہیم ادہم کی بنائی ہوئی ہے اور نیز اس عمارت بازی گاہ کے جسکو رومیون نے تعمیر کیا تھا اور جسکو اس زمانہ مین تھیٹر کہتے ہین کوئی آثار باقی نہین ہین اس بازی گاہ کی عمارت عجیب طرح سے بنائی گئی ہے اسکی شکل قوس کی سی ہے اوس کے اوپر بیٹھنے کی صفین ہین جو پلیٹ فارم کے اطراف مین ہین اور ہر صف اپنے سامنے والی صف سے کسیقدر اونچی ہے۔ اس کے دائرہ کا قطر ایک سو پچاس قدم اور محیط کا دورہ باہر سے چار سو پچاس قدم ہے۔ نشست گاہ کی صفون کے نیچے اون جانورون کے رہنے کی جگہ ہے جو اس بازی گاہ مین لائے جاتے تھے۔

شرقی طرطوس مین ایک قریہ ہے جسکا نام سفیط ہے اس کے جنوب مین ایک ٹیلہ پر رومیون کے　　ص۲۷

[1] ترجمہ جو لوگ اوسکی فاش کو لیکر نکلے تو اوسکے پیچھے چورونے والے تھے تو انکا حال موسیٰ کا سا تھا جس روز کہ کوہ طور ریزہ ریزہ ہو گیا تھا اور موسیٰ بیہوش ہو گئے تھے۔ فرطغم سے آفتاب وسط آسمان مین مریض یعنی بے نور ہو گیا تھا اور زمین کی حالت اضطراب مین تھی جس سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ اب وہ چلنے لگیگی۔ رحمت کے فرشتون کی پرون کی سنسناہٹ اوسکے گرد تھی اور اہل لاذقیہ کی آنکھین نہایت محبت سے اوسکو دیکھ رہی تھین۔

زمانہ کا ایک برج بنا ہوا ہے اور جنوب و شرق مین دیر حمیرا رہے جو قدیس جاور جیوس کی طرف منسوب اور عین دوریہ کے قریب ہین واقع ہے۔ اس چشمہ کا پانی کبھی جاری اور کبھی بند ہو جاتا ہے اس کے بند رہنے اور جاری ہونے کا زمانہ بہ لحاظ موسم کے مختلف ہوا کرتا ہے اسی نہر کا نام سبتی ہے چنانچہ یوسیفوبن کریون جو زلیفس یہودی مورخ نے اسکے طرف اپنی کتاب مین اشارہ کیا ہے۔

اس دیر کے جنوب مین ایک قلعہ ہے جو قدیم سے حصن اکرا دکے نام سے مشہور رہے قبل فتح طرابلس کے یہ مقام دار السلطنت تھا۔ نیز اس کا نام حصن عکار بھی ہے ملک ظاہر نے بیبرس پر اسکا محاصرہ کیا[1] کچھ دنون تک تو وہ ناکامیاب رہا اس زمانہ مین اوس کے پاس قاضی محی الدین عبد اللہ بن عبد الظاہر تھا قاضی مذکور کہتا ہے۔

حصن عکار ما صفا قط یوماً من الکدر[2]
کیف یصفو الذی ثلاثۃ ارباعہ عسکر

اس کے بعد اوس نے چند دنون تک قلعہ عکار پر اپنا فوجی کیمپ قایم رکھا اس دفعہ بھی کچھ کامیابی نہوئی مگر اس کے تھوڑے ہی دنون بعد فتح حاصل ہوئی قاضی مشار الیہ نے یہ بھی اشعار کہے ہین

یا ملیک النصر قد ہنئت فالبشر بالاراد
ان عکار لعمری ہی عکا وزیادہ[3]

عکار جسکا ابھی ذکر ہوا منجملہ طرابلس کے اضلاع کے ایک ضلع ہے یہ مقام امرا بنی سیف کا مقام تھا اس کے قریون مین عرقا بھی ایک قریہ ہے جو قدیم زمانہ مین ایک مشہور شہر تھا لیکن اب اسی کے علاقہ کا ایک قریہ ہے (دیکھو ہماری کتاب سیاحۃ المعارف صفحہ ۳۷)

طرابلس کی بنیاد کی نسبت یہ روایت کی جاتی ہے کہ اگلے زمانہ مین صور۔ صیدا اور روداد سے کچھ لوگ نکل کر یہان آئے اون مین سے ہر ایک قوم کے لوگون نے ایک ایک محلہ بسایا یا بالآخر یہ تینون محلے

---

[1] دیکھو تاریخ ابو الفدا مجلد ۵ صفحہ ۲۸۔

[2] حصن عکار کسی زمانہ مین بکدورت سے صاف نہین ہوا وہ کیونکر صاف ہو سکتا ہے جس کے تین ربع (حصہ) مین بارش اور سردی ہے۔

[3] ترجمہ۔ ای بادشاہ ظفر یاب تجکو مبارک بادی دی گئی ہے پس تو اس بشارت سے خوش ہو اور ارادہ کر میری جان کی قسم ہے کہ یہی عکار عکا ہے مع زیادتی کے۔

ملکر ایک ہی آبادی ہوگئی اور یہہ سب طرابلس کے نام سے پکارے جانے لگے ص۲۸
اور نیز زبان یونانی مین اس کے معنی تین شہرون کے ہین۔ لیکن ابو الفدا کا قول
ہے کہ طرابلس ایک رومی شہر ہے داخل بحر جس کو مسلمانون نے ۶۸۸ھ ہجری م
۱۲۸۹ء مین عیسائیون سے لے لیا اور اونہون نے اوس کو تباہ و ویران کردیا
اور ایک میل کے فاصلہ پر دوسرا شہر بسایا اور اوسی نام سے اوس کو موسوم
کیا۔ یاقوت حموی کا بیان ہے کہ بعض لوگون نے اس شہر کو دوسرے ایک شہر سے
جو اسی نام کا شمالی افریقہ مین ہے فرق کرکے شام کے علاقہ کے شہر کو طرابلس اور
دوسرے کو طرابلس کے نام سے موسوم کیا لیکن تبنی کو اس سے اختلاف ہے
اور وہ طرابلس شام کی نسبت کہتا ہے۔

اکارم سد الارض السماء برہم وقصرت کل مصر عن طرابلس[1]

اور بعض لوگ اس فرق کو اس طرح سے بیان کرتے ہین یعنے طرابلس شام
اور طرابلس غرب جو کہ مشہور رہے۔ قدیم طرابلس مین جہان کہ اب مینا ہے
ایک لائبریری (کتب خانہ) تھی ان کتابون کے جمع کرنے مین قاضی ابو طالب حسن
سرگرم رہا تھا۔ اس مین عربی اور فارسی اور یونانی زبان کی تین لاکھ کتابین
تھین جب کہ عیسائیون نے اس شہر کو ۴۹۶ھ ہجری م ۱۱۰۲ء مین فتح کیا تو اس
وقت یہہ کتابین جلادی گئین۔ لیکن ڈاکٹر کرنیلیوس فان ڈیک امریکن حکیم
اپنی کتاب "مرآۃ الوضیہ فی الکرۃ الارضیہ" مین جس سے ہم نے اس
مقالہ مین اکثر امور لیے ہین کہتا ہے کہ طرابلس کی دو قسمین یعنے دو ٹکڑے ہین
مدینہ اور مینا۔ مدینہ تو نہر ابو علی کے کنارون پر واقع ہے اس
نہر کا پانی راستون اور مکانون مین بھی آجاتا ہے اور بعض اوقات تو مکانونکے
تیسرے درجہ تک چڑھ جاتا ہے۔ اور مینا ایک جھیل پر واقع ہے جو کہ

[1] ترجمہ۔ وہ ایسے سخی لوگ ہین کہ آسمان زمین پر حسد کرتا ہے کیونکہ وہ اوس زمین پر
رہتے ہین اور ہر شہر بہ سبب اون کی اقامت اور شرف کے طرابلس سے گھٹا
رہے گا۔

داخل بحر ہے قدیم شہر کا یہی مقام ہے۔ طرابلس کے لوگ اکثر جری اور
اور مغرور ہوتے ہین مگر ساتھ ہی اس کے علم اور اہل علم کی قدر بھی کرتے ہین۔
اس شہر مین کثرت سے باغات ہین جن مین اقسام کے پھل اور میوہ جات ہین
یہان کا سفرجل (بہی) اور گلاب خاصکر مشہور ہے۔ اس شہر کو بہ لحاظ اوس
کے خوشبودار پھولون کے فیخار بھی کہتے ہین جنکی خوشبو موسم بہار مین جا بجا
پھیلی رہتی ہے۔ لیمون وغیرہ میوہ جات کچھ خاص باغات ہی مین نہین ہوتے
ہین بلکہ قریب قریب ہر ایک مکان مین ہوتے ہین ابن امتیہ الرومی اس کی
تعریف مین کہتا ہے۔

الا غنّنی من قول زید ومن عمرو ... وقم نتہب اللذات فی فرصۃ العمر
فان اللیالی تسرق العمر خلسۃً ... من الغافل المغتر من حیث لم یدر ص۲۹
فیا قلب لا تاسف علی کل فائت ... وخلّ عن الخلّ الذی زاد فی الہجر
فحی کل یوم تلتقی الف موطن ... فعش خالی الافکار والبال والنشر
وان کان وادی الشام سار بعلیم ... طرابلس الفیحاء باسمۃ الثغر
حکت جنۃ الفردوس حسنا ومنظراً ... وسکانہا الولدان تسمو علی البدر
لہا قصبات السبق بالقصب الذی ... حلا رشفۃ طعماً علی السکر المصری
وہو لم نکن تحکی الجنان لما حوت ... فواکہ رمان یجل عن النبر
بواوی بواویہا حنین رحائہا ... حکی انہ المشتاق من لوعۃ الہجر
وابراجہا عد الکواکب سبعۃً ... وتحمی حمی الاسلام من عصبۃ الکفر
وکم ظمئت عین العدا بقلعۃ ... حماہا الہ العرش بالعز والنصر
باربعۃ سادت وساد مقامہا ... علی سائر الامصار فی البحر والبر
بابیض ثلج واحمر ارکیثہا ... وخضرۃ مرج قد حلا زرقۃ البحر
بنو ہا بنوا فی المجد رکناً مشیداً ... لہ فی الملا ذکر وناہیک من ذکر
وناہیک من قوم واہل مروۃ ... غرتہم لم یشک من ضیعۃ الصدر
کرام الحیا شیخہم وفتاہم ... وملقاہم بالطیف ان جار بالبشر
وفیہم اماری للامارۃ اہلہم ... اذا امروا بالخیر وا فوک بالبر

وفیہم تجار تربح الکسب والثنا　　وقد ینفقوا اموالہم لذوی الفقر
ایارب قاصرھم لعین عنایۃ　　بخاتم رسل اللہ من ساد بالفخر[1]

شہر بیروت دمشق کی بندرگاہ ہے اسکے جنوب مین ایک گھنٹہ کی راہ پر امام اوزاعی فقیہ ابوعمرو عبدالرحمن بن عمرو بن یحمد الاوزاعی امام شام کا مکان ہے جنہون نے ۷۷۴ھ م ۷۷۳ء مین وفات پائی بعض شعرا نے اون کے مرثیہ مین یہ اشعار کہے ہین

جاد الحیا بالشام کل عشیۃ　　قبر تضمن لحدہ الاوزاعی
قبر تضمن فیہ طود شریعۃ　　سقیا لہ من عالم نفاع

[1] ترجمہ - ای دوست ہوشیار رہو زید اور عمرو کی باتون کا تذکرہ چھوڑ دو اٹھو اپنی فرصت عمر مین لذتین اٹھاؤ کیونکہ راتین غافل آدمی سی سے پوشیدہ طور پر عمر کو چرا لیتی ہین اور اسکی اسکو خبر تک نہین ہوتی - ای دل باغات پر افسوس مت کر اور اس خلل اور رنج کا خیال نکر جو ہجر مین ہوتا ہی ہر روز ہزار مقام پیش آتے ہین اسمین خوشی سی بسر کرنا چاہیے اگرچہ وادی شام اپنے نقاب کے سبب سی طرابلس کے کشادہ میدان پر جو نہایت شہانا ہی فوقیت رکھتا ہی یہ مقام جنۃ الفردوس کے حسن اور منظر کی نقل بیان کرتا ہی اور اسمین جو لڑکے رہتے ہین وہ حسن مین بدر پر فوقیت رکھتے ہین - اسکو اپنے نیشکر سی جو وہان ہوتا ہی اور شکارس (شیرہ یا راب) نہایت شیرین ہی مصری شکر پر فوقیت ہی اگر جنتین اسکے انار ون کی حکایت نکرتین تو اسکے دانون کو کچھ بزرگی نہوتی - اسکے وادیون مین چکہیون کی آواز سی معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی اسکے ہجر کے ذائقہ سی بے خبر نہین ہین - اسکے برج سبعہ سیارون کے برابر (سات) ہین اور چراگاہ اسلام کو کفر کی قوت اور غلبہ سے بچاتی ہین - اسکے قلعہ مین دشمنون کی کسقدر آنکہین بے نور ہوگئین (یعنی بہت کافر وہان مرے ہین) کیونکہ مالک عرش (خدا) نے عزت اور نصرت کے ساتھ اوسکی حمایت کی - چار چیزون کے سبب سے وہ تمام بر و بحر کے شہرون پر تفوق اور سرداری رکھتا ہی وہ چار چیزین یہ ہین سفید برف برخ یخ ٹیلے - سبزہ زار ہرے اور چوتھی صفائی رنگ کی جسکو سمندر کی صفائی پر فوقیت ہے - اوس کو نہایت بزرگی اور شان سے بتایا ہے اوس کے تذکرہ عام تیرے لئے کافی ہین - عجگو وہان کے باموت لوگ کافی ہین کیونکہ غریب سے غریب بہی تنگدل (بخیل) نہین ہے - وہان کے چہوٹے بڑے سب کریم الطبع ہین اگر کوئی مہمان آتا ہے تو وہ خوشی سے ملتے ہین - وہان جو امیر ہین وہ امارت کے مان باپ ہین جب وہ خیر و احسان کا حکم کرتے ہین تو تیرے لئے اون کا خیر و احسان کافی ہے - وہان کے تاجر اپنے کسب اور اپنے تعریف سر دجو کہ محتاج لوگ کرتے ہین) فائدہ اٹھاتے ہین اور وہ اپنے مالون کو فقیرون پر خرچ کرتے ہین - ای پروردگار تو اپنے عین عنایت اور بحق خاتم الرسل اون کو دآفات سے محفوظ رکھ [1] ان ابیات کا ترجمہ صفحہ ۳۰ کے نوٹ مین ہے مترجم

عرضت له الدنیا خاعرض لقلعاً عنہا بزہد ایما اقلاع[1]

شہر صیدا ر - صور ممالک فینقیہ کے مشہور شہرون مین ہین اور عکا صور کے جنوب مین واقع ہے اسکا قدیم نام لطہ لمالیس ہے اور اب دولت علیہ عثمانیہ کے قلعون مین ہے اور عکا کے جنوب مین شہر حیفا واقع ہے جسکے فراز یعنی بلندی پر جبل کرمل واقع ہے یہان ایلیاء (جو ایک نبی تھے) پھرا کرتے تھے -

شہر طبریہ کے قریب مین گرم پانی کے چشمہ ہین یہان ایک حمام بھی ہو جسمین لوگ نہایا کرتے ہین اس حمام سے ملا ہوا ایک بحیرہ ہو جسکا پانی موجین مارتا رہتا ہو اور نیز اسمین مچھلیان ہین اور اسکے اطراف درخت اور باغات ہین ابو الطیب متنبی نے علی ابن ابراہیم التنوخی کی تعریف کرتے ہوے اسکا ذکر بھی کیا ہے -

مولاک لم اترک البحیرۃ والہ	غور دنی دمارھا شیم
والموج مثل النحل مزبدۃ	تھدر فیھا وما بھا قطم
والطیر فوق الحباب تحسبھا	فرسان بلق تحتھا اللجم
کانھا والریاح تضربھا	جیش وغی بازمہ وسھزم
کانھا فی انھارھا قمر	حف بہ من جنانھا ظلم
تغنت الطیر فی جوانبھا	وجادت الارض جولھا الدیم
فھی کما وتہ مطوقۃ	مجرد عنھا غاد وھا الادم[2]

[1] ترجمہ - ہرشکبو شہر شام مین جہا اچھی معلوم ہوتی ہی جبکی تعریف مین اذرامی سورہا ہی - وہ قبر جسمین شریعت کا پہاڑ دبا ہوا ہی خدا اسکو عالم انتفاع سے سیراب کرے دینا نے انکو اونیر پیش کیا لیکن اونہون نے اپنے زہد کے خیال سے اوسکو چھوڑ دیا -

[2] پانچوین بیت کا پہلا مصرعہ ایک دوسری روایت مین "کانھا فی نہارھا قمر" مروی ہی اور چھٹی بیت کا مصرعہ ثانی "وجادت الروض جولھا الدیم" کے الفاظ سے مروی ہے - مترجم ترجمہ ان ابیات کا یہ ہے - یعنی اگر تو میان نہ ہتا تو مین بحیرہ طبریہ کو چھوڑ کر یہان نہ آتا کو کہ موضع غور گرم ہو مگر اوسکا پانی نہایت ٹھنڈا ہو - موجین مشتعل ہو کی طرح جھاگ لا رہی تھین اور شتر مست کی طرح آواز دے رہی تھین حالانکہ اونکو جفت ہونکی خواہش نہ تھی - پرند جو پانی پر ہر طرف اڑتے رہتے ہین وہ ایسے گھوڑون کی جنکی باگین ٹوٹ گئی ہین اکسوار معلوم ہوتے ہین کیونکہ وہ جسطرف چاہتے ہین بلا روک چلے جاتے ہین اور اونکے پر ہمہ ن کے غول جو ہوا کے صدمہ سے دو قطارین ہو جاتے ہین میدان جنگ کی دو صفین معلوم ہوتی ہین - جنمین ایک بہاگنے والی اور دوسرے بہگانیوالی ہوتی ہی - یہ بحیرہ یعنی اوسکا پانی دن مین مثل چاندنے چمکہائی دیتا ہے کیونکہ اوسکے اطراف کے باغون کی سبزی جو بسبب شدت کے سیاہی نمایتی اس سے اسکا سیمین بالکل چاندنی رات کا سا تھا - پرند اس کے اطراف مین چہچہاتے ہین اور اطراف کے باغون کو ہمیشہ بارش سیراب کرتی رہتی ہے یہ بحیرہ صاف پانی کے سبب سے مثل آوس آئینہ کے ہے جس کے گرد سونے یا چاندی کا چوکھٹا لگا ہوا ہے جس حال مین کہ اوپر سے چمڑے کا غلاف اتار لیا گیا ہو -

شہر نابلس کے علاقہ مین بورین نام کا ایک قریہ ہے شیخ حسن بوریتی یہین کا باشندہ تھا۔
نابلس ایک بڑا شہر ہے جس کا ذکر کتاب مقدس مین کیا گیا ہے شیخ عبد الغنی النابلسی جو تصوف اور شعر مین مشہور ہے شہر دمشق مین شام کے علاقہ مین پیدا ہوا اور ہجرت کی بارہوین صدی مطابق اٹھارہوین صدی مسیحی مین انکی وفات ہوئی۔ یافا کے اطراف مین سمت جنوب و شرق مین شہر رملہ ہے شیخ خیر الدین ولی (مصنف فتاوی خیریہ جو فقہاء مین ایک مشہور رہے) یہین پیدا ہوا تھا اور شہر رملہ بنی طیخ کے امیروں کا مقام رہا ہے جنکی نسبت ابو الطیب تنبی کہتا ہے۔

اری ودن مابین الفرات وبرقۃ	خرابا یمشی الخیل فوق الجماجم
وطعن غضاریف کان الکھم	عرفن الرونیات قبل المعاصم
حمتہ علی الاعداء من کل جانب	سیوف بنی طیخ بن جف القماقم
ھم المحسنون الکرنی حومتہ الوغی	واحسن منہ کرھم فی المکارم[1]

شہر اورشلیم جسکو بیت المقدس کہتے ہین ایک بہت ہی مشہور شہر ہے ہم نے اپنے کتاب زبدۃ الصحائف فی اصول المعارف کے صفحہ ۱۴ تا ۱۷ مین پورے طور پر اس کے حالات لکھدیے ہین۔

شہر حبرون جسکا دوسرا نام خلیل اور جو قدیم شہر ہے یہان حضرت ابراہیم علیہ السلام اور یعقوب اور اسحق علیہم السلام رہتے تھے اور یہ سب اپنے بعض بیبیون کے ساتھ یہین مدفون ہین۔

شہر غزہ خلیل کی سمت جنوب و غرب مین واقع ہے اس کا نام غزہ ہاشم بھی ہے کیونکہ عمرو بن عبد مناف قرشی ملقب بہ ہاشم الثرید یہان تجارت کرتا ہوا آیا تھا اور مر گیا۔ مطرود بن کعب الخزاعی اس کے نسبت کہتا ہے۔

---

[1] ترجمہ۔ مین[1] دریاے فرات اور موضع برقہ کے وسط مین تیغ زنی کے ایسے آثار دیکھتا ہون کہ گھوڑے مردون کی کہوپرون پر چلتے ہین۔ اور مین[2] سردارونکی نیزہ زنی کو دیکھتا ہون کہ وہ ایسے سردار ہین کہ اونکی ہتیلیون نے تعویذ اور زیور پہننے سے پہلے (یعنی لڑکپن سے پہلے جو عموماً اس زمانہ مین بچون کے ہاتھون اور گلون مین تعویذ یا زیور پہنایا جاتا ہے) نیزون کے کرتب (ہنر) سے واقفیت حاصل کی ہے۔ اور اوس[3] مکان کو بنی طیخ کے سردارونکی تلوارون نے دشمنون سے روک رکھا ہے جس سے وہ وہان نہین آسکتے۔ اور یہ لوگ میدان جنگ مین اچھا حملہ کرتے ہین اور اونکے کام سخاوت مین اس سے بدرجہا اچھے ہین۔

وہاشم فی ضریح وسط بلقعۃ تسقی الریاح علیہ بین غرات[1]

فصل پنجم

بلاد مصر کا بیان

اس ملک پر دو دفعہ بھی عربون نے فتح سے قبضہ پایا۔ پہلی فتح سنہ مسیحی سے چند قرن پہلے ہوئی۔ مورخین کا بیان ہے کہ عرب یہان ایشیا کے طرف سے آئے اور سمندر کی طرف سے جسکا نام ولتا ہے یہان داخل ہوے اور مصر کے نشیب کے تمام علاقون پر ولید بن دوفع کی زیر کمان رہ کر قابض ہوئے اس شخص کو یونانی لوگ سلاطیس کہتے ہین اور جب وہ یہان پورے طور پر دخیل اور قابض ہوئے تو اونہون نے تمام معابدون وغیرہ کو جلادیا اور قلعہ بنوائے اور اون مین مصریون کے چڑہائی کے خیال سے فوج اور فوجی سامان مہیا کیا اور شہر منفیس کو دارالسلطنت بنایا۔ مصری لوگ ان سے متنفر تھے اور یہ خیال کرتے تھے کہ پھر چرواہے اور سنگدل ظالم ہین غرض کہ دو سو ساٹھ یا اس سے بھی زیادہ برس تک یہ ملک اون کے قبضہ مین رہا۔ پہر فرعون اموسیس نے بہت سے لڑائیون کے بعد سنہ مسیحی سے اٹھارہ سو برس قبل اون کو بیدخل کر دیا۔

دوسری دفعہ سنہ ۲۰ ہ مطابق ۶۴۰ء مین بزمانہ خلافت عمر بن الخطاب رض عمرو بن العاص کے زیر کمان عربون نے پھر اسکو فتح کیا اور اب تک یہ ملک مسلمانون کے قبضہ مین ہے۔ ہم نے اس ملک کا حال بھی اپنی کتاب زبدۃ الصحائف فی سیاحۃ المعارف کے صفحہ ۴۲ تا ۷۸ مین پورے طور پر لکھدیا ہے یہان اوس کے اعادہ کی ضرورت نہین معلوم ہوتی۔ اور شعراء نے اس ملک کی نسبت جو کہا ہے اونمین سے صرف شیخ عمر والفارض کے یہ اشعار نقل کر دینا کافی معلوم ہوتا ہے۔

وطنی مصر وفیہا وطری ولعینی مشتہاہا مشتہا
ولنفسی غیرہا ان سکنت یا خلیلی سلاہا ما سلاہا[2]

---

[1] ترجمہ ہاشم اُس قبر مین پڑا سو رہا ہی جو صاف اور وسیع میدان مین ہی اور مقام غرات مین اُسپر ہوا چلتی رہتی ہی۔

[2] ترجمہ میرا وطن مصر ہی اور اسی مین میری مراد ہی اور اسکا ایک مکان جو شہتی کے نام سے موسوم ہی مجھے نہایت پسند ہی ای دوست اگر میرا نفس اور کہین سکونت اختیار کرے تو تو اسکو صبر دلانا کیونکہ وہ دوسری جگہ تکلیف مین رہے گا۔

مقالہ دوّم

اصلی عربون کے اقسام کا بیان

اسمین چار فصلین ہین

فصل اوّل

اصلی عربون کے اقسام

زمانہ قدیم کی تاریخ پر اگر نظر ڈالی جائے تو اس قوم سے زیادہ بدتر حالات اور کسی قوم کے نظر نہین آئین گے بہرصورت اس قوم کی تین قسمین قرار دی گئی ہین بائدہ۔ عاربہ اور مستعربہ۔ بائدہ وہ عرب ہین جن کے تفصیلی حالات سے ہم بالکل ناواقف ہین کیونکہ اون کا زمانہ بہت اوپر کا ہے جیسے عاد۔ ثمود اور جرہم اولی ان کے حالات جہان تک معلوم ہوسکے ہین وہ بہت تھوڑے ہین جنکا قریب مین ہم ذکر کرین گے۔ عرب عاربہ یمن کے عرب ہین جو قحطان کی اولاد سے ہین اور عرب مستعربہ اسمعیل بن ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے ہین جنکی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ وہ جرہم ثانیہ یعنی قحطان کی اولاد سے متصل ہین جنہون نے قحطان ہی کے خاندان مین ازدواج (شادی بیاہ) کیا اس نسل کو مستعربہ کہنے لگے کیونکہ حضرت اسمعیل علیہ السلام کی اصل زبان عبرانی تھی۔ انہین عرب عاربہ اور مستعربہ سے عرب کے قبیلہ پیدا ہوے۔

عرب بائدہ کا بیان

یہ کہا گیا ہے کہ سام بن نوح کی اولاد انہین ممالک مین توطن پذیر ہوئے ان سے بہت سے قبیلہ اور بطون نکلے جنہین سے اکثر تو متفرق اور پریشان ہوگئے اور کچھ دوسرون مین شامل ہوگئے یہی سبب تھا کہ اون کے حالات زمانہ مین باقی نرہے اور انہین کا نام عرب بائدہ ہے۔ اور پھر کہا گیا ہے کہ عرب بائدہ کے سات قبیلہ تھے جن کے نام یہ ہین۔ عاد۔ ثمود۔ صحار۔ جاسم۔ وبار۔ طسم اور جدیس۔ یہ لوگ عمان اور بحرین اور یمامہ مین رہتے تھے ان کی زبان بہت درشت تھی قبیلہ عاد بن عوص بن ارام بن سام بن نوح ان مین سب سے زیادہ مشہور قبیلہ تھا حضرموت کے

ریگستان ان کی فرودگاہ تھی۔

ثمود کا قبیلہ جو جاشر بن ارام بن سام کا قبیلہ ہے اس قبیلہ کے لوگ ابتدا یمن مین رہتے تھے لیکن جب حمیر بن عبد شمس الملقب بہ سبا نے ان کو یہان سے نکال دیا تو یہ لوگ مقام حجر مین فروکش ہوئے جو ملک حجاز کا ایک مقام ہے۔ جب کوئی قوم متفرق اور پراگندہ ہوجائے تو اوسکی نسبت بطور ضرب المثل یہہ کہتے ہین "لعبت بھم ایدی سبا" یعنے اون کے ساتھ سبا کے ہاتھون نے بازی کہیلا ہے۔

طسم کا قبیلہ لوذ بن سام کی اولاد سے ہے۔ اور قبیلہ جدیس جاشم نذکور الصدر کی اولاد سے ہے یہ دونون قبیلہ کچھ دنون تک ملکر رہے پھر جب ان مین لڑائی ہوئی تو یہہ متفرق اور پراگندہ ہوگئے اسکی نسبت شاعر تبنی نے یہ اشعار کہے ہین۔

اسمت الخلف بالشراۃ عداھا ۔۔۔ وشفی رب فارس من ایاد

وملوکا کامس فی القرب منا ۔۔۔ وکطسم واختہا فی البعاد[1]

جرہم اولی اور عاد کا ذکر تبنی کے اشعار مین بھی ہے جہان کہ اوسنے یہ اشعار کہے ہین۔

یقرلہ بالفضل من لایودہ ۔۔۔ ویقضی لہ بالسعد من لاینجم

اجار علی الایام حتی طننتہ ۔۔۔ تطالبہ بالرعاد وجرہم[2]

عمالیق بن الیفاز بن عیسو کا قبیلہ بھی عرب بائدہ مین مشہور ہے اُس قبیلہ کے باقی ماندہ زندون کے نام ہمیشہ محفوظ رہے اور اون کے اشعار کے قطعات بھی باقی رہے۔ الیف بن زیادنی جس کو

---

[1] ترجمہ۔ خوارج کے اختلاف نے ہوذہ کے دشمنون یعنی مہلب بن ابی صفرہ اور اوس کے گروہ کو خوش کردیا اور نیز اس اختلاف نے فارس بادشاہ سابور کو قوم اباد سے شفا دی اور بھی اسی اختلاف کی بدولت وہ بادشاہ تباہ و برباد ہوگئے جن کا زمانہ ہم سے بہت قریب ہے مثل اون قبیلون کے جو ہم سے بہت پہلے ہوئے ہین جیسے قبیلہ طسم و جدیس۔

[2] ترجمہ۔ جو شخص دوست نہین ہے وہ بھی اوسکی فضیلت کا مقر ہے اور وہ شخص جو نجوم نہین جانتا اوسکی خوبی طالع کا حکم لگا دیتا ہے۔ زمانہ کے خلاف مین اوس نے سب لوگون کو پناہ دی اس سے مین خیال کرتا ہون کہ قبیلہ عاد و جرہم بھی جو حوادث زمانہ سے تباہ ہوگئے ہین وہ اوس سے یہ درخواست کرتے ہوئے معلوم ہوتے ہین کہ وہ اون کو حوادث زمانہ سے نجات دیکر پھر دنیا مین لائے۔

انیف بن حکیم بنھانی بھی کہتے ہین یہ شعر کہا ہے۔

لھم عجز بالرمل فالحزن فاللوی ۔۔۔ وقد جاوزت حیّ جدیس رعالھا[۱]

اور متلمس شاعر بھی کہتا ہے۔ ص۳۵

الم تران الجون اصبح راسیا ۔۔۔ تطیف بہ الایام ما تیانس[۲]

اس قبیلہ والون کے اشعار مین عفیرہ بنت عباس الجدلبیہ کے (جسکو شموس بھی کہتی ہین) یہ شعر ہین جنمین اوس نے اپنی قوم کو بادشاہ طسم یعنی عملاق کے ساتھ لڑنے پر جو ایک نہایت فاحش اور ظالم بادشاہ تھا ابھارا ہے۔

لا احد اذل من جدیس ۔۔۔ اہکذا یفعل بالعروس
یرضی بہذا یا لقومی حر ۔۔۔ ھذا وقد اعطی وثیق المہر
لخوضہ بحر الردی بنفسہ ۔۔۔ خیر لہ من فعل ذا بالعرسہ[۳]

مذکورہ بالا عملاق کی نسبت قرض جدیسی کی عورت ہذیلہ کا یہ قول ہے۔

اتینا اخاطم لیحکم بیننا ۔۔۔ فالفندحکما فی ھذیلۃ ظالما
لعمری لقد حکمت لامتورعا ۔۔۔ ولا کنت فی من یبرم الحکم عالما[۴]

---

[۱] ترجمہ۔ یعنی اونکی فوج کا پچہلا حصہ مقامات ربل اور حزن اور لوی مین ہے اور لشکر کا پہلا حصہ جدیس کے دونون قبیلون سے بڑھ گیا۔

[۲] ترجمہ۔ کیا تو یہ نہین دیکھتا کہ قلعہ جون اپنی جگہ پر قایم ہے گو حوادث زمانہ اوس کے پیچھے پڑے ہوے ہین۔

[۳] ترجمہ۔ جدیس سے زیادہ ذلیل کوئی شخص نہین ہے کیا کوئی اپنی دولہن کے ساتھ ایسا ناشایستہ برتاو کرتا ہے۔ ای میری قوم کے لوگو کیا کوئی شریف آدمی اسبات پر راضی ہوگا جبکہ مہر بھی بھیجدیا گیا ہو۔ اوسکا بذات خود بحر ہلاکت مین چلا جانا اوس کے لئے بہتر ہے بہ نسبت اوس کے اس فعل کے جو اوس نے اپنی دولہن کے ساتھ کیا۔

[۴] ترجمہ۔ ہم بھائی طسم کے پاس اس غرض سے آئے تھے کہ وہ اچھا فیصلہ کرینگے برخلاف ہمارے اس امید کے اوس نے ہذیلہ کی نسبت ظالمانہ فیصلہ کیا۔ قسم ہے میری عمر کی کہ تو نے جو فیصلہ کیا وہ دیانت پر مبنی نہین ہے اور تو نہین جانتا کہ مضبوط حکم کرنے والا کون ہے

ان دونون قبیلون کا خاتمہ عملاق مذکور کے ہاتھ سے ہوا کیونکہ جب اوس نے شموس جدیسیہ مذکورہ کی نسبت تھنک کا فعل کیا تو اوس کے بھائی اسود نے موقع پاکر حیلہ سے عملاق پر چڑھ آیا جبکہ وہ اپنی قوم کے چند اشخاص کے ساتھ تھا۔ اسود نے اپنی برادری کے چند آدمیون کے ساتھ اُسپر حملہ آور ہوا اور اوسکو قتل کر ڈالا اور پھر دوسرون کی نسبت اوس نے یہ اشعار کہے۔

ذوقی بفیلیک یا طسم مجللۃ ۔۔۔ فقد اتیت لعمری اعجب العجب
انا اتینا فلم نخفل بقتلہم ۔۔۔ والبغی یہیج مناسورۃ الغضب
ولن یعود علینا بغیہم ابدا ۔۔۔ ولن یکونوا لدی الف ولا ذنب
فلو رعیتم لنا قربی موکدۃ ۔۔۔ کنا الاقارب فی الارحام والنسب[۵۱]

طسم کی باقی اولاد حسان بن تبع تک باقی رہی۔ بنی جدیس نے پھر اون سے لڑا اور اُن کے
مردون کو قتل کیا اور اون کے شہر اُجاڑ کر دیئے پس اسطرح سے دونون قبیلون کا خاتمہ ہوگیا۔ صـ۳۶
اسیوجہ سے یہ کہاوت (ضرب المثل) زبان زدعام ہے انفر من جدیس عن طسم۔

عرب عاربہ اور مستعربہ کا بیان

عرب عاربہ اور مستعربہ کی نسبت یہ بیان کیا گیا ہے کہ ملک عرب مین اطراف یمن مین بنو قحطان بن عابر بن شالخ بن ارفخشاد بن سام بن نوح آباد ہوئی اور اسکی نسل عرب العرباء کے نام سے مشہور ہوئی۔

اور قحطان کی نسل مین سے بعض تو یمن پر قابض ہوئے اور بعض حجاز پر۔ قحطان بن عابر مذکور یمن پر قابض ہوا جیسا کہ بعض کا قول ہے اور اسکی سلطنت سکندر مقدونی سے تقریباً (۱۷۰۰) سال پیشتر تھی اسکی نسبت ایک شاعر کہتا ہے۔

فما مثل قحطان السماحۃ والندی ۔۔۔ ولا کانبہ رب الفصاحۃ یعرب[۵۲]

---

[۵۱] ترجمہ۔ ای طسم تیرے ظلم نے مجکو چڑھائی کرنے پر آمادہ کیا مین قسم کہا کر کہتا ہون کہ مین بہت ہی عجیب طریقہ سے آیا ہون۔ جب ہم آگئے تو ہمکو اونکے قتل کرنے مین کچھہ بھی خوف نہوا کیونکہ ظلم و زیادتی نے ہماری غضب کو جوش دلایا ہے اب انکا ظلم ہمیشہ کیلئے ہم پر عود نہین کریگا اور وہ ہمارے آگے پیچھے باقی نہ رہینگے۔ اگر تم لحاظ قرابت ہمارے ساتھ رعایت کرتے تو کچھ بعید نہ تھا کیونکہ ہم اور تم نسباً قرابت دار تھے۔

[۵۲] ترجمہ۔ سخاوت مین قحطان کی اور فصاحت مین اوسکے بیٹے یعرب کی نظیر نہین ہے۔

یہ کہا گیا ہے کہ یہ شخص یعرب بن قحطان ہی اسی کے نام کے اوپر عربون کا نام عرب رکھا گیا ہے یعرب بن قحطان ہی وہ پہلا شخص ہے جسکو اوسکی قوم نے سلام و آداب، شاہی سے مخاطب اور ممتاز کیا اور سب سے پہلے بلاد یمن مین شہر بسانے کی ابتدا اسی نے کی۔ اور اسی نے سب سے پہلے عربی زبان کی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اوسکے باپ قحطان نے سب سے پہلے عربی زبان کی مگر ابن خلدون مغربی نے اس بیان کی یہ تاویل کی ہے کہ اسی کے گروہ کے لوگون نے (جو عرب مستعربہ تھے) عربی زبان کی ورنہ عربون کی اور بھی گروہ تھے جو عرب عاربہ کہلاتے تھے۔ قحطان نے انہین سے عربی لغت (زبان) سیکھے اور یہ ممکن نہین ہے کہ اوس نے بذات خود عربی زبان مین کلام کیا ہو۔

اس کے بعد شیجب بن یعرب اور عبد شمس بن شیجب جو سبا کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے اپنے باپ کی جگہ پر یکے بعد دیگرے بادشاہ ہوئے۔ عبد شمس کے سبا کے لقب سے ملقب ہونے کی نسبت یہ روایت کی جاتی ہے کہ وہ زیادہ بیباک تھا اور لونڈی غلام بھی اوس کے پاس کثرت سے تھے ابن خلدون کا بیان ہے کہ سب سے پہلے اسی نے لونڈی غلام بنانے کا طریقہ جاری کیا اور اسی نے اقلیم مصر مین شہر سبا اور سد مارب اور عین شمس کی بناڈالی عرب العرباء کے قبیلہ اسی کی اولاد یعنی حمیر کہلان۔ عمرو۔ اشعر اور عاملہ سے ہیں

حجاز پر جو قابض ہوئے اون مین سب سے پہلا قابض جرہم بن قحطان بن عبد یالیل ہے۔ پھر عبد مدان بن نغیلہ اور پھر عبد المسیح بن مضاض جس نے اپنی بیٹی مسماۃ رعلہ کا نکاح اسمعیل سے کر دیا اور ہاجری لوگ اسمعیل کے نسب سے ہین۔ ہاجریون نے اپنا لقب اپنی مان ہاجرہ کے نام سے رکھا۔ صـ۳۷
نبوثیون نے اپنا لقب نبیوث کے نام سے استنباط کر کے اختیار کیا۔ اور ایثوریون نے اپنا لقب آثوری اسکے بیٹے ایثور کے نام سے اختیار کیا۔ پھر عمرو بن حارث بن مضاض بن عمرو کی اولاد سے عرب عاربہ ہین اور اس کو قبیلہ جرہم ثانیہ کہتے ہین۔ اور یہ اپنا نسب عدنان سے ملاتے ہین اور یہ سبب اختلاف کے جو عدنان اور اسمعیل کے گروہ مین واقع ہے اسمعیل کے نسب سے اپنے نسب کو نہین ملاتے۔ انہین اختلافات کے سبب سے اجیال (گروہون) کی تعداد علی اختلاف الروایات آٹھ۔ سات اور تین بیان کی گئی ہے۔

عدنان کی اولاد سے عرب مستعربہ کے قبیلہ متفرع ہوئے جن مین مشہور قبیلہ فہر کا ہے جو قریش کے لقب سے ملقب ہے۔ آل قریش کعبہ کے مجاور یعنے متولی ہوئے اور جناب

رسالت مآب صلعم کا ظہور[1] اسی قبیلہ سے (قریش) سے ہوا جیسا کہ آیندہ کی تفصیل سے یہ امر اچھی طرح پر ظاہر ہو گا۔

فصل دوم

عرب کے قبیلوں اور اون امور کا بیان جو ان سے متفرع ہوتے ہین

علمائے نسب کی اصطلاح مین اہل عرب کے طایفہ کئی اقسام پر منقسم ہوے ہین۔ بڑے اور عام طایفہ کو شعب کہتے ہین اور اوس سے خاص (کم تعداد) کو قبیلہ کہتے ہین اس سے کم کو عمارہ اور اس سے کم کو بطن کہتے ہین اہل بطون اون قرابت داروں کو کہتے ہین جن کا نسب جد اعلی سے قرب و بعد مین درمیانی ہو۔ اور بطن سے کم تعداد والے طایفہ کو فخذ اور فخذ سے کم تعداد والے کو فصیلہ اور فصیلہ سے کم تعداد والے کو عشیرہ کہتے ہین اور عشیرہ کے معنی قریب کے رشتہ دار کے ہین اور ان سب طوائف کی مثالین یہ ہین مضر کی اولاد شعوب مین گنی جاتی ہے اور قیس بن عیلان بن مضر کی اولاد کو قبائل مین شمار کرتے ہین اور سعد بن قیس بن عیلان کی اولاد کو عمائر مین گنتے ہین اور غطفان بن سعد بن قیس کی اولاد کو بطون مین شمار کرتے ہین اور ذبیان بن بغیض بن ریث بن غطفان کی اولاد کو افخاذ مین شمار کرتے ہین اور فزارۃ بن ذبیان کی اولاد کو فصائل مین گنتے ہین اور بدر الفزاری کی اولاد کو عشائر مین داخل کرتے ہین۔

حجمہ جسکی جمع جماجم ہو قوم کے سادات کو کہتے ہین اور نیز اون قبائل کو کہتے ہین جنہین بطون جمع ہو جاتے ہین اور اون کے طرف منسوب ہوتے ہین مثلاً جب کوئی شخص کلب بن یربوع کے قبیلہ وغیرہ کا ذکر کرنا چاہے اور صرف یہ کہدے کہ یہ شخص کلابی ہے تو اتنا کہنے سے اوسکے بطون کی

---

[1] اس کتاب کا مولف جناب رسالت مآب صلعم کو جابجا صاحب شریعت اسلامیہ کے لقب سے یاد کرتا ہے جس سے مولف کی نسبت دو شبہ ہو سکتے ہین ایک یہ کہ وہ متعصب عیسائی ہے کہ وہ استکراہ کی راہ سے آن حضرت صلعم کا نام لینا نہین چاہتا دوسرے یہ کہ وہ نیچری مذہب کا ہے کہ وہ سب فرق مین اپنی تحریر کو مقبول کرانا چاہتا ہے مگر مین نے ترجمہ مین اس کی پابندی نہین کی۔ مترجم۔

صراحت کی ضرورت باقی نہین رہتی۔ مثلاً عربون کا صرف حارث کہنا یہ مخفف ہے حارث بن کعب کی اولاد کا اور اس قسم کی تخفیف شاذ ہے اور ہر ایک قبیلہ مین جب کسی کے نام پر لام تعریف داخل ہوتا ہے یہی تخفیف کا عمل کرتے ہین جیسے بنی القین کو بلقین اور بنی الہجیم کو بلہجیم اور بنی العنبر کو بلعنبر کہتے ہین وقس علی ہذا غیرہ۔

اہل عرب پھر عام طور پر تمام باشندون کے دو تقسیمین کرتے ہین جو لوگ آبادی اور شہر مین رہتے ہین اون کو اہل حضر کہتے ہین اور جنگلون مین رہنے والون کو اہل وبر کہتے ہین ملطبرون جو عربانیون کا مورخ مشہور ہے وہ کہتا ہے کہ قدیم زمانہ سے اہل عرب کے قبیلون کے چند قسمین ہین۔ جنمین سے بعض تو مسافر ہین یعنے اونکی عمر مسافرت مین کٹتی ہے اور بعض شہر مین رہنے والے ہین اور شہریون کو حضر کہتے ہین جو حضارہ اور تمدن اور تمصر سے ماخوذ ہے اور سفر کرنے والے خوش باش جو خیمون مین رہا کرتے ہین وہ اعراب کہلاتے ہین اعراب کی جمع اعاریب ہے تبنی کہتا ہی

من الجاذرفی زی الاعاریب بیض الطلا والثنایا الحلا ابیب[1]

انہین اعراب کو بدو اور اہل وبر بھی کہتے ہین۔ بدو بادیہ (صحرا) مین رہنے کے سبب سے کہتے ہین اور وبر کے معنی اونٹ کے بالون کے ہین۔

ملطبرون نے اسی قسم کی اور چند قسمین بھی بعض مورخین سے نقل کر کے لکھے ہین وہ کہتا ہی کہ سمت جنوب کے عرب مثل ہندیون اور مصریون کے پانچ طوائف مین منقسم ہین۔ اہل فوج۔ زراعت پیشہ کاریگر۔ علمار۔ تجارت پیشہ۔

فصل سوم

اشراف عرب کا بیان

---

[1] ایک اور روایت مین یہ شعر اس طرح سے مروی ہے "من الجاذر فی زی الاعاریب۔ حمر الحلی والمطایا والمجلابیب" مترجم۔ ترجمہ اس شعر کا یہ ہے۔ بعض عورتین جنکی آنکھین مثل جنگلی گائے کے بڑے ہین وہ سرخ رنگ کی چادرین اوڑھ کر اور سونے کا زیور پہنکر اور سرخ رنگ کے اونٹون پر سوار ہوکر پھرتے ہین۔

زمانہ جاہلیت مین شریف اور کریم النفس عبد مناف تھا جو قصی بن کلاب قرشی کی اولاد مین ہوا ہے۔ عبد شمس۔ ہاشم۔ مطلب اور نوفل عبد مناف کی اولاد مین ہین اور یہ زمانہ اسلام مین بھی اسیطرح آپس مین رہے ہین عبد مناف کو قمر اور سید اور قہر کے لقب سے پکارتے تھے اور اس کا نام مغیرہ تھا اور اس کے بھائیون کا نام عبد الدار اور عبد العزی ہے۔ اس کا نام پہلے عبد مناۃ بن کنانہ بن خزیمہ تھا مگر بعد مین بدل کر عبد مناف رکھا گیا۔

عبد المدان بن الریان بن قطن بن زیاد بن الحارث بن مالک بن ربیعۃ الحارثی کا شمار بھی اغزہ مین ہوتا ہے اور یہ عبد مناف کا قبیلہ ہے حارث بن زیاد کی اولاد سے اور اس کے اہل بیت (یعنی کنبہ والے) قحطان کی اولاد ہین اور اس کے اولاد بنی العباس کے اخوال (مامون باخالو) ہین جنکا ذکر آیندہ کیا جائے گا اور یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ عبد المدان کی اولاد تمام عالم مین اشراف اور تمام دنیا مین اکابر ہوا اور کسی بڑے آدمی کی نسبت اسکی مثال دیجاتی ہے۔ اور یہ کہا جاتا ہے "اشرف من ابن عبد المدان"

کہ عبد المدان کی اولاد سے زیادہ شریف ہے شاعر لقیط بن زرارہ کہتا ہے۔

شربت الخمر حتی خلت انی ابو قابوس[1] او عبد المدان
اسیر فی بنی عیس بن زید رخی البال منطلق اللسان[2]

اہل عرب نجابت اور شرافت مین ہاشم بن عبد مناف قرشی کے قبیلہ کے بعد اور دوسرے تین یا چار قبیلون کو شریف اور نجیب سمجھتے تھے اور وہ بیوتات یعنی قبیلے یہ ہین خندف بن بدر الفزاری خاندان قیس پھر آل زرارۃ بن عدی الدارمیین اور تمیم اور آل ذی الجدین بن عبد اللہ بن الہمام اور شیبان اور حارث بن کعب کی اولاد سے بنی الدیان اور بیت یمن۔ لیکن کندیون کو ان خاندانون مین شمار نہین کرتے بلکہ یہ کہا جاتا ہے کہ وہ بادشاہ تھے۔

لیکن ظہور اسلام کے بعد یہ شرافت و نجابت ہاشمی خاندان مین منحصر ہوگئی۔ اس خاندان کو اہل بیت کہتے ہین یعنے جناب رسالت مآب صلعم کا خاندان۔ پس بہ لحاظ رسم و رواج کے وہ

---

[1] ابو قابوس نعمان بن منذر لخمی بادشاہ عرب کی کنیت ہے مولف۔

[2] ترجمہ۔ مین نے جو شراب پی تو نشہ مین یہ خیال کرنے لگا کہ مین ابو قابوس بن عبد مدان ہون عیس بن زید کی اولاد مین مین نہایت خوش حال اور چرب زبانی کرتا پھرتا ہون۔

شخص شریف سمجھا جاتا ہے جس کے نام کے ساتھ "سید" کا لقب ہو یا یہ کہ اوس کا نسب اہل بیت مین سے کسی سے متصل ہو۔ اس شرافت مین اوس شخص کی ظاہری و دنیاوی حالت اور اُس کے پیشہ اور علم و ہنر کا کچھ خیال نہین کیا جاتا۔

جناب رسالت مآب صلعم کا نام اور سلسلہ نسب اسطرح پر ہے محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانۃ بن خزیمہ بن مدرکۃ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان ہے۔

جناب رسالت مآب صلعم کی وفات کے وقت آپ کی نو بی بیان تہین اون کی تعداد مع نام کے ان ابیات مین کسی نے جمع کر دیا ہے۔ صفحہ ۴۰

توفی رسول اللہ عن تسع نسوۃ — الیہن تعزی المکرمات وتنسب
فعائشۃ[۱] میمونۃ[۲] وصفیۃ[۳] — وحفصۃ[۴] تیلو ہن ہند وزینب[۵]
جویرۃ[۶] مع رملۃ[۷] ثم سودۃ[۸] — ثلث وست ذکرہن مہذب[۹]

آپ کی وفات کے بعد آپ کے اصحاب کبار مین سے آپ کے خلیفہ اور جانشین ہوئے۔ اون سب مین ابوبکر صدیق خلیفہ اول ہین اور آپ کا نام عتیق ہے اور سلسلہ نسب اسطرح ہے عبداللہ بن ابی قحافۃ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن تیم القرشی۔ خلیفہ دوم کا نام اور نسب یہ ہے عمر بن الخطاب بن نفیل بن عبدالعزی بن قرط بن ریاح بن زراخ بن عدی القرشی۔ خلیفہ سوم کا نام ونسب یہ ہے عثمان بن عفان بن العاص بن امیۃ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی ہے اور یہ قصی وہی ہے جسکا اوپر ذکر ہوا۔ خلیفہ چہارم کا نام ونسب یہ ہے علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی[۱۰]۔

[illegible] کی نو بی بیان تہین جنکی طرف ہر ایک قسم کی بزرگی نسبت کی جاتی ہے اور وہ یہ ہین عائشہ[۱] میمونہ[۲] صفیہ[۳] اور چوتھی حفصہ[۴] ہین۔ اور ان کے پیچھے ہند اور زینب[۵] ہین۔ جویرہ[۶] مع رملہ[۷] پھر سودہ[۸] یہ آخر کی تین اور پہلی چھ کل نو بی بیان ہوئین جن کا ذکر نہایت عمدہ اور مہذب طور پر ہوا ہے۔

[۱۰] خلفاء راشدین اور خود جناب رسالت مآب صلعم کے القاب وغیرہ کا حال اسکے مقالہ پنجم کی چوتھی فصل کے شروع اور مقالہ ہفتم کی دوسری فصل کے ابتدا سے تفصیل سے معلوم ہو سکتا ہے مترجم۔

مشارالیہم صحابہ کبار کے بعد جو لوگ خلیفہ ہوئے وہ تین طائفوں پر منقسم ہیں یعنی اول بنی امیہ جن کو امویون بھی کہتے ہیں۔ امیہ عبد شمس بن عبد مناف بن قصی کا بیٹا ہے۔ دوم عباسی جو جناب رسالت مآب صلعم کے چچا عباس رض کے اولاد سے ہیں۔ سوم حسین بن علی بن ابی طالب رض کی اولاد کا طائفہ اس طائفہ کے خلفاء کو بوجہ اس کے کہ وہ سیدۃ النساء فاطمہ الزہرا کے بطن مبارک سے ہوئے ہیں فواطم کہتے ہیں لیکن خلفاء سب شیعہ ہوئے ہیں۔ علماء نے ان کے نسب میں اختلاف کیا ہے۔ بعض تو ان کے نسب کی صحت کے قائل ہیں اور بعض کو اس سے انکار ہے۔

فصل چہارم

علم انساب (نسب) کا بیان

صلہ ۴۱

ابن خلدون مغربی کہتا ہے کہ علم نسب اور لغت کا حافظ قبیلہ مضر قریش۔ کنانہ۔ ثقیف۔ بنی اسد اور بنی ہذیل ہیں یا اون کے پاس پڑوسیون (جیسے کہ خزاعہ وغیرہ) میں تھا۔ اونکی معاشرت تنگدستی کی تھی اور یہ لوگ شام وغیرہ سرسبز مقامات اور غیر مزروع زمین میں جہاں کہ دودھ دینے والے جانور بھی کم پیدا ہوتے تھے رہا کرتے تھے۔ اسی دوری کی وجہ سے انکے دوسروں کا اختلاط نہیں ہوا اور یہی سبب ہوا کہ اون کے نسب صریح (کھلے ہوئے) اور محفوظ رہے کیونکہ اون میں دوسروں کا اختلاط نہیں ہونے پایا۔

اہل عرب تمیم کے نسب کی مثال دیا کرتے ہیں جبکہ وہ کسی کے حسن نسب میں مبالغہ کرنا چاہتے ہیں اور یہ کہتے ہیں احسن من تمیم یعنی تمیم سے زیادہ اچھے نسب کا۔ اور یہ تمیم اون طابخہ بن الیاس بن مضر ہے جو کہ نضر بن کنانہ ابی قریش کا مامون ہے کیونکہ برہ بنت مر تمیم کی بہن نضر کی ماں تھی اس کی نسبت جریر شاعر کہتا ہے۔

وما الام التی ولدت قریشاً	بمقرفۃ الرجال ولا عقیم
فما ولدیا کرم من قریش	ولا خال باکرم من تمیم[1]

[1] ترجمہ۔ وہ کس کی ماں ہے جس نے قریش کو جنا جس کے باپ دادا نہ متہم ہیں اور نہ وہ خود بانجھ ہے کوئی لڑکا قریش سے زیادہ مکرم (بزرگ) ہے اور نہ تمیم سے زیادہ کسی کا مامون بزرگ ہے۔

حارث کی اولاد جنمین سے احنف بن قیس بن عاصم بن صیفی ہے قبیلہ تمیم مین سے ہین اور ہر ایک ان مین سے اپنی خاص صفات کی وجہ سے مشہور و معروف ہے۔

چونکہ زمانہ جاہلیت مین یہ لوگ اپنے اپنے نسب کے اچھا ہونے پر فخر کرتے اور حسب نسب[1] پر جھگڑا کرتے تھے اور جب جھگڑتے تھے تو اس کے تصفیہ کے لئے رؤسا قوم یعنی پنچون کے پاس جاتے تھے اور پنچون کو وہ حکم کہتے تھے پنچ لوگ جو فیصلہ کرتے وہ دونون کو یعنی فریق غالب اور مغلوب کو تسلیم کرنا پڑتا تھا اور نیز مغلوب پر واجب تھا کہ وہ اپنے فریق غالب کو وہ چیز ادا کرے جسپر کہ دونون نے شرط بدہی تھی۔ اس کے بعد شخص مغلوب کی قدر و منزلت کم ہوجاتی تھی۔ ص۴۲

اوس وقت قبیلہ تمیم کے پنچون مین اکثم بن صیفی۔ حاجب بن زرارہ۔ اقرع بن حابس ربیعہ بن مخاشن اور ضمرہ بن ابی ضمرہ گنے جاتے تھے لیکن ضمرہ پر رشوت ستانی ثابت ہوگئی تھی۔

قیس کے پنچون مین عامر بن الظرب ہے جسکا ذکر اوپر گذر چکا ہے۔ اور عیلان بن ابی سلمی الثقفی ہے اسکی نسبت اوس وقت کے لوگون کا خیال تھا کہ اوس نے اپنے مختلف کامون کے لئے تین دن خاص کر دیئے تھے۔ ایک دن ان جھگڑون کے تصفیہ کیلئے اور ایک دن شعر کہنے اور پڑھنے کیلئے اور ایک دن ان اشعار کی کانٹ چھانٹ کیلئے خاص تھا جب ظہور اسلام ہوا تو اسکے پاس دس عورتین تھین جناب رسالت مآب صلعم نے اوس کو چار عورتون کے انتخاب کی اجازت دی اس کے مطابق اُس نے اُن عورتون مین سے صرف چار کو اپنے عقد نکاح مین رکھ لیا اور اوس کے بعد سے یہ طریقہ گویا ایک قاعدہ قرار پاگیا کہ کوئی شخص چار عورتون سے زیادہ نہین رکھ سکتا۔

قریش کے پنچون مین عبدالمطلب۔ ابوطالب عاص بن وائل اور علابن حارثہ تھے۔

قبیلہ اسد کے طرف سے ربیعہ بن ضرار پنچ مقرر تھا۔

اور کنانہ کی طرف سے یعمر الشراخ۔ صفوان بن امیہ۔ سلمی بن نوفل۔

زمانہ جاہلیت مین جو لوگ معرفت علم انساب مین یعنی علم نسب کے جاننے مین بڑے مشہور تھے اور جنکی مثال دیجاتی تھی منجملہ اون کے وغفل بن حنظلۃ السدوسی ہے جو ذہل بن ثعلبہ کی اولاد سے تھا۔ یہ شخص اپنے ہم عصرون مین علم انساب کی معرفت مین ممتاز تھا۔ اور وقار بن اشعر جس کی کنیت ابوالکلاب تھی۔ ایک اور شخص بھی اس علم کا عالم بیان کیا جاتا ہے جس کو عبداللہ بن

---

[1] کہا جاتا ہے کہ حسب باپ کے طرف سے ہوتا ہے اور نسب مان کی طرف سے مولف۔

حصین کہتے تھے - یہ شخص عربون مین بڑا نسب جاننے والا اور زیادہ عمر والا تھا اور یہ وہی شخص ہے کہ اسکی ضرب المثل ہے اور یہ کہا جاتا ہے "انسب من ابن لسان الحمرۃ" یعنے لسان الحمرہ کے بیٹے سے زیادہ نسب جاننے والا - انہین مین زید بن الکیس تھا بعض کہتے ہین کہ حارث نمر یکا بیٹا اور مالک بن خیر اس علم کے عالم تھے - یہ بھی ایک نام آور اور صاحب علم ہوا ہے اور یہ ضرب المثل اوس شخص کے لئے استعمال کرتے ہین جبکہ کوئی شخص حقائق سے واقف اور عالم خیال کیا جاتا ہو تو اوس وقت یہ مثال دیتے ہین "علی الخبیر ھا سقطت" یعنی مین مرد دانش مند اور خبردار سے ملا -

ایک اور شخص بھی ہے جس کا نام ہرم بن قطبۃ تھا - یہ شخص حیلہ اور فریب سے متنافرین (نسبی فضیلت پر جھگڑنے والون) مین اصلاح کرانے کا وعدہ کیا چونکہ اوس نے اس وعدہ کو پورا کیا اس لئے وہ اس علم مین مشہور ہوگیا - اس نے علقمہ بن غلامۃ بن صعصعۃ اور عامر بن الطفیل کے باہم فریب سے مصالحت کرادی اور ان دونون مین جو عداوت تھی وہ ظاہر نہ ہونے پائی اوس وقت سے حکمت اور حیلہ مین اسکی مثال دیجاتی ہے -

یہ بھی ایک حکایت بیان کی گئی ہے کہ عامر بن الظرب العدوانی جسکو ذوالحلم بھی کہتے ہین بڑا ہی عقیل اور صاحب فہم تھا جب وہ بہت بڈھا ہوگیا اور اوسکی عقل مین کچھ سہو آگیا تو اوس نے اپنے بیٹون سے کہدیا کہ کبر سنی کی وجہ سے مجھ مین سہو زیادہ ہوگیا ہے جب تم میرے کلام مین تزلزل دیکھو تو سپر کی آڑ سے مجھکو عصا سے اشارہ کر دیا کرو اسی بنا پر یہ ضرب المثل مشہور ہوگئی - "اُن العصا قرعت لذی الحلم" یعنی عصا صاحب حلم کو بھی تنبیہ کر دیتا ہے یہ روایت بیان کی جاتی ہے کہ امتحان کے لئے اُس کے پاس ایک خنثی لایا گیا وہ اوسکی نسبت مرد یا عورت ہونے کا حکم لگانے مین پس و پیش کرنے لگا اور کئی دنون تک اوسکو اپنے پاس رکھا اور اپنے اونٹ وغیرہ جانورون کو ذبح کر کے اوسکو کھلایا کرتا اوسکی ایک لونڈی نے جسکا نام خصیلہ تھا اس تردد کا حال اوس سے دریافت کیا اور کہا کہ تم اپنا مال کیون تباہ کر رہے ہو اوس نے واقعہ بیان کیا کہ اسکی اصل یہ ہے لونڈی نے کہا اس کا امتحان اوسکی پیشاب گاہ سے بآسانی ہوا جاتا ہے اگر وہ مرد کی طرح پیشاب کرے تو اوسپر مرد کا حکم لگا دو اگر وہ عورت کی طرح پیشاب کرے تو اوسپر خنثی کا حکم لگا دو - اسلام مین بھی یہ طریقہ مناسب سمجھا گیا اور سنت قرار پا گیا کیونکہ غسل دینے اور میراث کے پہونچانے مین اس کے جاننے کی بے حد ضرورت ہے -

زمانہ جاہلیت مین چند عورتین بھی طبابت مین حکیم گنی جاتی تھین منجملہ اون کے صحر بنت لقمان اور

ہند بنت الخس اور جمعہ بنت حابس اور عامر بن الظرب کی بیٹی طبابت کا کام کرتی تہین۔

زمانہ جاہلیت مین عربون مین نسب کی معرفت اس لئے ضروری تھے کہ اسکی عصبیت پر اُن کی سطوت کا قیام اور جنگون مین فتحمندی کا مدار تھا انہین وجوہ سے یہ کہا جاتا ہے کہ نسب کے علم سے کوئی فائدہ نہین اور نہ اسکی جہالت سے مضرت لاحق ہوتی ہے یعنی جب نسب از قبیل علوم ہوجائے یعنی کتاب اور تعلیم پر اوسکی معرفت منحصر ہوجائے تو عصبیت کے فائدہ کا وہم بالکل بیکار ہوجاتا ہے۔ چنانچہ ابتدائے اسلام مین اسکی ضرورت باقی نہین رہی تھی اور جب یہ علم ضائع ہوگیا تو اسکے بجائے فرقہ اور گروہ اپنے اپنے مقام پر قایم ہوگئے۔ اسی لحاظ سے جند قنسرین اور جند دمشق اور جند حمص کہے جانے لگے۔ اور ممالک مغرب یعنی اندلس وغیرہ مین ایک ایک فرقہ کا نام علیحدہ علیحدہ ہے اور جبکہ شہر کے باشندون کے ساتھ اورون کا اختلاط ہوتا ہے یعنی شہر مین اور لوگ آکر رہتے ہین تو انساب کا خاتمہ ہوجاتا ہے مگر چھوٹی چھوٹی آبادیون اور جنگلی لوگون مین نسب قایم رہتا ہے۔ ص۴۳

لیکن اسلام مین اوس کے جاننے کی اسلئے ضرورت ہے کہ اکثر شرعی مسائل مثلاً وراثت ولایت۔ نکاح۔ عاقلہ[1] وغیرہ امور مین اسکی ضرورت ہے جناب رسالت مآب صلعم کا نسب معلوم ہونا بھی ضروری ہوعلی ہذا القیاس جو لوگ خلافت مین بھی اسکی شرط لگاتے ہین اوس وقت بھی نسب کے جاننے کی ضرورت پڑتی ہے اور حریت اور استرقاق یعنی آزادی اور غلامی مین بھی جو عرب و عجم مین ہے اور جسمین لوگ تفریق کرنا چاہتے ہین اوسمین بھی اسکی ضرورت ہے۔

یہی سبب ہے کہ اسلام مین اکثر علمائے نسب ہوئے ہین جیسے عبدالحمید بن عبداللہ بن اسامہ الکوفی اور شریف قثم بن طلحۃ النسابہ اور ابن عبدالسمیع الخطیب اور علماء نے اس فن مین طریقہ شجرہ[2] کتابین لکھے ہین۔

---

[1] مقتول کی دیت (یعنی خونبہا) جو قاتل یا اوس کے کنبہ سے لیجاتی ہے اوس کو عاقلہ کہتے ہین۔ مولف

[2] اس فن کے کتابون مین ایک شجرہ بنایا جاتا ہے اوس مین ایسے سلسلہ قایم کئے جاتے ہین جن کے دیکھنے سے بعینہ وہ ایک درخت معلوم ہوتا ہے۔ نسب اعلی کو نیچے کے سلسلہ سے دیکھا جاتا ہو اور اوسکے درمیان بہت سی شاخدار شاخین ہوتی ہین جہان سے ایک نسب کا سلسلہ علیحدہ ہوکر اور کسی سلسلہ مین جاملتا ہے یا وہ خود اور سلسلہ قایم کرتا ہے۔ اس سلسلہ کے قایم کرنے کے لئے کچھ خطوط اور نقط استعمال کئے جاتے ہین ترجم

منجملہ اس فن کے مورخین کے ابو المنذر ہشام بن ابی النضر محمد بن السائب بن بشر بن عمرو الکلبی النسابہ کوفی ہے جسکو علم انساب مین اعلم الناس کہا جاتا ہی ۔ اسکے تصنیفات مین یہ کتابین ہین ۔ کتاب الجمہرہ جو فن نسب مین ایک عمدہ کتاب ہے ۔ کتاب النزل ۔ کتاب الموجز ۔ کتاب الفرید جو مامون عباسی کے لئے لکھی ہے ۔ کتاب الملوکی جعفر برمکی کے لئے لکھی ہے یہ سب کتابین نسب مین ہین اُس کے اور بھی کتابین ہین ۔ کتاب حلف عبد المطلب وخزاعہ ۔ کتاب حلف الفضول ۔ کتاب حلف تمیم وکلب کتاب المنافرات ۔ کتاب بیوتات قریش ۔ کتاب فضائل قیس بن عیلان ۔ کتاب الموردات ۔ کتاب بیوتات ربیعہ ۔ کتاب الکنی ۔ کتاب شرف قصی و ولدہ فی الجاہلیتہ والاسلام ۔ یعنی قصی کی اولاد جو زمانہ جاہلیت اور اسلام مین ہے اوسکی فضیلت کے بیان مین ۔ کتاب القاب قریش ۔ کتاب القاب یمن کتاب المثالب ۔ کتاب النوافل ۔ کتاب ادعاء معاویہ زیاد بن امیہ ۔ کتاب اخبار زیاد مذکور ۔ کتاب صنائع قریش ۔ کتاب المشاجرات ۔ کتاب المعاتبات ۔ کتاب ملوک الطوائف ۔ کتاب افتراق ولد نزار کتاب تفریق الازد ۔ کتاب طسم وجدیس وغیرہ ۔ سنہ ۲۰۴ھ م ۸۱۹ء مین اوسکی وفات ہوئی ۔

مقالہ سوم

عربون کی جسامت ۔ اون کے رنگ ۔ اون کے اوصاف اور اون کے منکوحات وغیرہ کا بیان اس مین چار فصلین ہین

فصل اوّل

عربون کی جسامت اور اوسکے اوصاف کا بیان

ملطیرون نے عربون کے اوصاف بیان کئے ہین وہ کہتا ہے کہ اکثر اہل عرب نہ اونچے ہوتے ہین نہ ٹھگنے بلکہ وہ میانہ قد اور دبلے پتلے ہوتے ہین گویا وہ حرارت سے سوکھ گئے ہین ۔ رنگ گندمی انکہین اور بال سیاہ ۔ اون کی عورتون کا رنگ صاف سفید ہی ہوتا ہے ۔ پہاڑی مقامات مین کبھی کبھی عورتونکا

قد وقامت اور اعضاء نہایت موزون نظر آتے ہین رومی اور اٹلی کے یورپین عورتون کا سا سفید اور گورا رنگ ہوتا ہے۔

لیکن مرد زیادہ موٹا ہونا پسند نہین کرتے کیونکہ گوشت کا زیادہ ہونا سستی اور کاہلی کا داعی ہے کشادہ سینہ والے کو اشد الرجال یعنے قوی اور قوت دار خیال کرتے ہین کم گوشت والے کو ضرب کہتے ہین اور بڑے پیٹ والے کو دچلنے مین جس کے چوتڑ متحرک ہوتے ہین) حُزقہ اور معتدل القامت اور معتدل الاعضاء کو رتل کہتے ہین جسیم اور طویل القامت کا نام مشرعب ہے۔

میرا ارادہ تھا کہ مین قاموس سے وہ امور اور اسماء جمع کرون جو میرے کتاب سے متعلق ہو سکتے تھے چنانچہ مین وہ الفاظ جو مردون اور عورتون کے حسن و قبح کے اوصاف سے متعلق تھے جمع کیئے ص۴۷
اونکی تعداد ڈھائی سو تھی اکثر یہ الفاظ اونچے اور احمق کے معنی مین تھے حالانکہ یہ الفاظ حائے حطی کی ردیف تمام ہونے سے پہلے جمع ہو گئے تھے۔ تب مین نے خیال کیا کہ اگر اس قسم کے الفاظ جمع کیئے جائین گے تو ان سے ایک بسیط کتاب بن جائے گی پس مین اپنے ارادہ سے باز آیا اور مین نے صرف اُنہین الفاظ پر کفایت کی جنکو علماء نے اپنے مولفات مین لکھا تھا۔

مردون کے اوصاف | بڑے قد آور کو فیلم۔ بڑے سر والے کو کروس اور اراس۔ بڑے کانون والے کو کفاری۔ بڑی ناک والے کو فنان۔ بڑے ہونٹ والے کو شفاہی۔ لنبے ٹانگون والے کو ارجل بڑے گٹھنہ والے کو ارکب۔ بڑے آنکھون والے کو جحلم اور بڑے تنومند کو جرنغش کہتے ہین۔

زیادہ کھانے والے کو اکول جزور اور جراخم۔ باتون اور کی کو ثرثار و مہذار۔ زیادہ سفر کرنے والیکو سفر زیادہ فکر کرنے والے کو فکیر۔ کاہل اور بڑے رہنے والے کو ملازم للبیت۔ زیادہ بیٹھنے والیکو قعدہ زیادہ نماز پڑھنے والے اور زیادہ روزہ رکھنے والے کو عا۔ زیادہ صدق والے کو صدیق۔ زیادہ شعر کہنے والے کو اشعر کہتے ہین۔

سریع الفہم کو لقن۔ صاحب رائے و تجربہ کو خبیر اور واہ سفر کے تجربون سے فائدہ اوٹھانے والیکو باقعہ۔ شہرون مین جاکر علم حاصل کرنے والے کو نقاب۔ تیز دل اور چالاک کو شہم۔ صادق الظن اور عہدہ سمجھ دار کو لوذعی۔ اگر وہ ذکی اور روشن رائے رکھتا ہو تو المعی۔ خوش طبع اور ہنسمک کو فکہہ۔ جب اپنے حوائج مین ہوشیار ہو تو اوس کو اصلیت۔ حمیدہ خصائل کو کیس۔ اپنے پیشہ مین جو حاذق ہو اوس کو عبقری۔ انقلاب زمانہ نے جسکو تجربہ کار بنایا ہو اوسکو منجذ۔ بھیدون کے چھپانے والے یعنی رازدار کو کتوم کہتے ہین۔

جوشخص اپنی قابلیتون سے زیادہ اپنے کو قابل ظاہر کرتا ہے اوس کو متحذلق اور عتاہیہ۔ جوشخص اپنی سخاوت
اور مروت اور دین کو اوس طرح پر ظاہر کرتا ہے جسپر کہ وہ قایم نہین ہے اوسکو متلہوق۔ رئیس قوم
جو عدل و انصاف یا جور و ظلم سے ایک سے دوسرے کو حقوق دلائے اوسکو معذمر۔ جوشخص ایک کام
کو دوسرے کام سے ملا دیتا ہے اوسکو خباص۔ اور جو شخص یہ جانتا ہو کہ کہان سے آتا ہے اور کہان
خرچ ہوتا ہے اوسکو مرتال۔ خبیث اور فاجر کو عتریف۔ بسیار خوار اور سخت گیر اور آزار رسان کو
عتل۔ بدخو اور سنگدل کو فظ۔ اعراب اور کلام مین خطا کرنے والے کو لحان۔ بہت حرکت کرنے والے ص ۴۸
اور لوگون کے ساتھ بدی سے پیش آنے والے کو متیاح و معن۔ بغیر سوال کے جو باتین کرتا ہے
اوس کو فضولی۔ جوشخص کہ ہر شخص سے یہ کہے کہ مین تیرے ساتھ ہون اوسکو امعہ۔ کسی کی صحبت مین
اپنے کو جو شخص پسندنہ کرتا ہو اوس کو مُطرِف اور تماظ۔ جوشخص ایک بات پر قایم نہ رہے اور ایک کام کو ناتمام
چھوڑ کر دوسرا کام شروع کرے اوسکو اعفک یعنی صاحب تلون۔ وہ شخص جو کسی چیز کو دیکھکر یہ آرزو کرے
کہ وہ مجھکو آجائے اوس کو طرف۔ جوشخص بھید نہ چھپا سکے اوس کو بذیر اور نمام اور علنہ۔ جس سے نیکی اور
بدی کی امید نہ ہو اوسکو حرض۔ ہر شخص کو ایک لقب سے پکارنے والے اور ندا کرنے والے کو لقس
جس شخص کی یہ عادت ہو کہ وہ لوگون کے پاس اون کے کہانا کہانے کے وقت جایا کرے اوسکو وارش
اگر وارش بغیر اذن اون کے پاس پہونچ جائے اور کہانے کے وقت کا منتظر رہے تو اوس کو متطفل
اور طفیلی اور حضر۔ جوشخص کسی کھیل اور بازی وغیرہ سے خوش نہ ہوتا ہو اوس کو غرہاۃ۔ زیادہ سوال کرنے
والے کو سولۃ۔ اگر وہ چور ہو اور رات بھر نہ سویا کرے تو اوس کو سنمار۔ جوشخص خود ہی تکبر سے اپنے کو
کچھہ سمجھا کرے تو اوس کو شنیق۔ جوشخص ناچے کودے۔ تالیان بجائے اور لہو و لعب مین رہے اور
باتین کرے اور رہنتار ہے اوس کو مخنث۔ جوشخص صحبت مین بیٹھکر بے سبب غصہ ظاہر کرے اوسکو
مسنوت۔ مہمان کے ساتھ آنے والے کو ضیفن۔ کامون کے مختلط کرنے والے کو مخلط۔ احمق کو
وقب۔ متکبر اور مغرور کو شامخ کہتے ہین۔

عورتون کے اوصاف | شرمیلی عورت کو خفرہ۔ پست آواز عورت کو رجیمہ۔ جو عورت مرد سے محبت رکھے
اور مرد بھی اوس سے محبت رکھے اوس کو عروب۔ شک اور تہمت سے نفرت کرنے والی کو نوار
نجاست سے بچنے والی کو قذور۔ دستکار یعنی سینے پرونے والی کو صناع۔ زیادہ بچے جننے والی کو ثؤر
اور مشتاق اور برزار۔ کم جننے والی کو نزور۔ اگر بیٹے ہی جنتی ہو تو اوس کو مذکار۔ اور اگر بیٹیان ہی
جنتی ہو تو اوس کو مئناث۔ جو عورت کہ ایک دفعہ لڑکا اور دوسرے دفعہ لڑکی جنا کرے اسکو معقاب

توام جننے والی کو متائم۔ نجیب اولاد جننے والی کو منجاب۔ احمق اولاد جننے والی کو محماق اور مقاب۔ اگرچہ اوس کے زیادہ مرتے ہون تو اوسکو مشکال۔ شوہر کے مرنے سے جو زینت کو چھوڑ دے اوس کو محدّ شوہر کے مرنے کے بعد جبکہ اوس عورت کا بالغ لڑکا ہو اور وہ نکاح کرے تو اوس کو برّوک گھر ہی مین رہنے والی جو کہین نہ جاتی ہو اوسکو خبارۃ اور خبیتہ۔ جو عورت کہ کبھی پردہ نشین ہو اور کبھی نکلا کرتی ہو خبعۃ اور طلعۃ۔ جو ایک حال پر قایم نہ رہتی ہو اوسکو خیتروع۔ جو عورت ایسی خوبصورت ہو کہ اوسکو زینت اور آراستگی کی ضرورت نہ ہو اوس کو غانیہ۔ لیکن ابن عقیل کہتا ہے کہ غانیہ وہ خوب صورت عورت ہے جس کے حسن کو مرد تعجب کی نظر سے دیکھین۔ لیکن اور لوگون کا یہ قول ہے کہ غانیہ وہ ان بیاہی عورت ہے جو مان باپ کے گھر مین مقیم ہو۔ مگر یہ بھی کہا گیا ہے کہ غانیہ صاحب شوہر کو کہتے ہین کیونکہ وہ اپنے شوہر کے وجود سے دوسرے مردون سے غنی یعنی بے پرواہ ہے۔ اور وہ ان بیاہی لڑکی جو اپنے مان باپ کے گھر مین مقیم ہو عانس ہے۔ کتاب درۃ الغواص مین ایسی جوان عورت کو جو مان باپ کے یہان ہو عانق لکھا ہے۔ اور پردہ نشین لڑکی کو مخاۃ کہتے ہین۔

جوان عورت کو جس کے اعضا صحیح اور موزون ہون رخصہ۔ گوری اور جسیم موٹی تازی اور نرم و نازک ہڈی والی عورت کو خرعبۃ۔ بڑے پیٹ والی کو جسکا گوشت ڈھیلا ہو مضاضہ پتلی کمر اور ہموار پیٹ والی عورت کو مہفہفۃ۔ جس عورت کے ہونٹون مین کسیقدر سیاہی ہو جو حسن کی علامت ہے اوس کو حوار اور لمیاء۔ ناز و نعمت سے جس عورت کا بدن نرم و نازک اور باریک پوست ہو اوس کو غضہ اور ریضہ خوب صورت اور موٹی ناز پروردہ عورت کو بھکنۃ۔ نیک اخلاق اور شریف اور مال دار عورت کو عقیلہ۔ حرہ۔ یعنی آزاد اور مخیر عورت کو عواتک۔ ایک عورت کا نام جو عاتکہ رکھا گیا تھا وہ اسی لحاظ سے تھا۔ خاتون کا لفظ جو عجمی لغت تاتاری کا ہے عموماً شریف عورت کے لئے استعمال کیا جاتا ہے عرب کے نزدیک یہہ لفظ شاہی عورتون کے لیے استعمال ہوتا ہے اسکی جمع خواتین ہے۔ جو عورت اپنے مرد کے سوا دوسرے کو آنکھ بھر کر نہ دیکھے اوس کو قاصرۃ الطرف۔ ناز و نعمت مین پلی ہوئی کو جس نے کوئی تجربہ نہ اوٹھایا ہو غریرہ لینی پلکون والی کو ریشار۔ ضعیف البصر کو عمشار۔ اعمش جو ایک مرد کا نام تھا اسی بنا پر بولا۔ سخت اور درشت کو جشوب۔ جس عورت مین کم نیکی ہو اوس کو خظوب۔ موٹی کو زینب اور رواح رنجیدہ اور غمگین کو شجوب لطیف الخلقت کو لبنتہ۔ جو عورت اپنے مرد سے بظاہر مخالفت کرے اور حقیقت مین کوئی مخالفت نہو مثلاً حرکات غمزہ و کرشمہ اوس کو لعوب۔ دبلی اور وہ عورت جو تنہا خوب صورت معلوم ہو نہ یہ کہ دس بیس عورتون مین خوب صورت ہو اوس کو خفوت۔ جسکا بچہ جیتا ہی نہ ہو اوسکو مقلات بخلاف عجی کے

ص ۴۹

جسکی اولاد زندہ رہے - باکرہ عورت جو پہلی دفعہ حاملہ ہوا اوسکو خروس اور اوس عورت کو بھی خروس
صفحہ ۵۰ کہتے ہین جو نفاسہ عورتون یعنی زچاؤن کے لئے کہانا پکاتی ہو[1] اور نیز وہ عورت جسکو دودھ کم ہو - قبل
از وقت جس عورت کا ازالہ بکر ہوا اوس کو باجن - "جلت الہاجن عن الولد" کی ضرب المثل اسی سے ہے
یہ اوس وقت کہتے ہین جبکہ قبل از وقت کسی شئے کے حاصل کرنے کی کوشش کیجائے - اور جس کا
ازالہ بکر ہوا اوسکو بکر - اسی عورت کو جو اپنے شیب مرد سے جدا ہو جائے معترعہ کہتے ہین - جب عورت
حائضہ ہوتی ہے تو اوس وقت کہتے ہین "عرکت المراۃ" او "ضحکت المراۃ" جو عورت کہ حائضہ نہ ہوتی ہو اور
جسکو دودھ بھی نہ ہو اوس کو ضہیار کہتے ہین جس عورت کو بغیر حمل کے دودھ اوتر آئے اوس کو
محمل - ایم یعنی بیوہ کو ارملہ - ظعینہ وہ عورت جو اپنی ہودہ یا گہر مین ہو - ظعینہ اس لئے نام رکہا گیا کہ
ظعن کے معنی اونچی زمین کے طرف سفر کرنے کے ہین - زوزنی کہتا ہے کہ بقر عیال مراد لیجاتی ہی
کیونکہ عورتین بھی محل حرث و زراعت ہین - اسی سے یہ ضرب المثل ہے یعنی "جار بجر بقرہ" ای عیالہ اپنے
عیال کو ساتھ لے آیا -

خزر کے معنی تنگی چشم کے ہین - صعر کے معنی بناوٹ سے ترچہا دیکہنا جو تکبر کی حرکت ہے مگر صعر کے
معنی خاصتہ رخسار کو تکبر سے ترچہا کرتا ہے - یا ہونٹون مین ترچہا پن ظاہر کرنا جس آنکہ مین قرار اور
سکون ہوتا ہے اوس کو ساجی العین کہتے ہین - کشادہ آنکہہ کو نجلاء - خوب صورت اور برابر جمے ہوئے
دانتون کو رتل جس آنکہہ مین پانی زیادہ آتا ہو یا وہ بڑی ہو یا اوس مین سرخی ہو اوسکو غزلہ -
ہونٹون کی سیاہی کو جو علامت حسن ہے لعس - منہ کی بدبو کو متفال - پنڈلیون کے ٹہیڑہے ہونیکو
حنب - بڑے اور ڈہیلی پستان والی عورت کو طرطب کہتے ہین - چنانچہ ضیتہ بن یزید کی ہجو مین
تبنی کہتا ہے -

ما انصف القوم ضبیۃ دامہ الطرطبۃ[2]

رتی اور لتغاء کے معنی سختی و شکستگی زبان یعنی حرف سین کو ثے - یا رے - یا نین - یا لام -
یائے - وغیرہ حرف سے کہنا - بے وقوف عورت کو ہنبار اور بلہار - اعفت اور اعر کے معنی -
دشواری سے بات کرنے اور بائین ہاتھ سے کام کرنے کے ہین - لقناء اور حولاء کے معنی احول

---

[1] زچاؤن کے لئے جو کہانا پکایا جاتا ہے اوسکو خرسۃ کہتے ہین - مولف

[2] ترجمہ ضبہ کی نسبت قوم نے یہ انصاف اچہا نہین کیا اور نہ اسکی ڈہیلی پستان والی ماں کا اچہا انصاف کیا -

چشم کے ہین - فلج کے معنی دونون قدم کے ما بین کی دوری اور کھلے کھلے دانتون کی دوری کے ہین زوزنی کہتا ہے کہ اہل عرب عورتون کو اکثر بیضہ دانڈی سے تشبیہ دیتے ہین اور بیضہ سے تشبیہ دینے کی تین وجہین ہین اول اون کا اجماع سے صحیح سلامت رہنا جیسا کہ فرزوق کہتا ہے -

خرجن الی لم یطمثن قبلی وہن اصح من بیض النعام[1]

دوسری وجہ اون کا محفوظ اور پردہ نشین رہنا ہے کیونکہ پرند بھی اپنے انڈون کو چھپاتے اور اونکی حفاظت کرتے ہین - تیسری وجہ رنگ کی صفائی ہے - بعض اوقات عورتون کو شترمرغ کے انڈے سے بھی تشبیہ دیتے ہین کیونکہ اوس کے انڈے زردی مائل اور نہایت سفید و صاف ہوتے ہین - عربون کے نزدیک عورتون کے لئے یہ رنگ نہایت عمدہ خیال کیا جاتا ہے - ص۵۱
ذی الرمہ کا قول بھی اسکی تائید کرتا ہے -

کانہا فضۃ قد مسہا ذہب[2]

بیضۃ الخدر کے معنی پردہ نشین کے ہین -
اہل عرب کے کلام سے پایا جاتا ہے کہ خوب صورتی کے بعض صفات کا ہونا قدر و منزلت اور شرافت کی دلیل ہے ایک شاعر کہتا ہے -

بعیدۃ مہوی القرط اما النوفل ابیہا وامابعبد شمس وہاشم[3]

حسان بن ثابت کہتا ہے -

بیض الوجوہ کریمۃ احسابہم شم الانوف من الطراز الاول[4]

اس کے خلاف مین ایک دوسرا شاعر کہتا ہے -

سود الوجوہ لئیمۃ احسابہم فطس الانوف من الطراز الآخر[5]

[1] ترجمہ - وہ عورتین جو میرے پاس آئین مجھ سے پہلے کسی نے اون کو چھوا تک نہین تھا اور وہ شترمرغ کے انڈے سے زیادہ اچھے اور صحیح ہین -
[2] ترجمہ - وہ عورت بلحاظ رنگ کے مثل نقرہ خام کے سفید ہے جسکو کسی قدر طلا دسونے) نے چھو لیا ہے -
[3] ترجمہ - اونچی گردن (جو شرافت اور سرداری کی نشانی ہے) یا تو نوفل کی ہے جو اوس (عورت) کا باپ ہے یا عبد شمس یا ہاشم کی گردن اونچی ہے -
[4] ترجمہ - روشن چہرے اور عالی نسب ہین ناکون کا اونچا ہونا اونکے سردار ہونیکی پہلی نشانی ہے -
[5] ترجمہ - کالے منہ اور نسب کمینون کے ہین ناکون کا دبا ہونا اونکے کمینہ ہونیکی آخری نشانی ہے -

زوزنی کہتا ہے کہ عربون کا گورے اور سفید رنگ کو بیان کرتے ہین اسبات کے طرف اشارہ پایا جاتا ہے کہ ایسے لوگ عموماً حرائر یعنے شریف و آزادی بیبون کی اولاد ہین یعنی اون کے سلسلے لونڈیان نہین ہین پس شریفونمین گورا رنگ مورونثی خیال کیا گیا ہے جب وہ اپنے محلبونمین بیٹھتے ہین تو اون کے رنگ سفیدی اور نور کی وجہ سے چمکدار نظر آتے ہین جس سے صاف یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اون مین کوئی میل نہین ہے جس سے اون کے رنگون مین تغیر پیدا ہو جسطرح کہ انڈے میل سے پاک وصاف ہوتے ہین اور جیسے اہل عرب گھوڑون مین نقرہ کو یعنی سفید گھوڑے کو عمدہ خیال کرتے ہین غرض کہ اہل عرب مین سفید رنگ کی تعریف مین جو وجوہ ہین وہ ان سے خارج نہین ہین اور یہ کہ اہل عرب گورے چہرون مین تیمن اور تبرک ڈھونڈھتے تھے۔

فصل دوم

عربون کے یہان جو حسن ممدوح ہے اُس کا بیان

اہل عرب حسن کو وسامت سے تعبیر کرتے ہین۔ زوزنی کہتا ہے کہ ہیسم کے معنی حسن کے ہین اور یہ وسام وسامہ سے مشتق ہے دونون کے معنی حسن وجمال کے ہین اور قسامہ کے بھی یہی معنے ہین محیط المحیط مین (جو ایک حال کی لغت کی کتاب ہے) ہیسم کے معنی کمواۃ کے لکھے ہین جو جانورون کو داغ دینے کا ایک آلہ ہے اوس داغ دینے سے جانور سب مین ممتاز ہو جاتا ہے۔ عربون کے نزدیک یہ بھی ایک جمال کی نشانی ہے جمیل لڑکے کو کہتے ہین قسم الغلام یقسم قسامۃ یعنی لڑکا خوب صورت ہے۔

بعض نے حسن اور جمال مین فرق کیا ہے بعض یہ کہتے ہین کہ حسن کے معنی مین چہرہ کے رنگ کا لحاظ ہوتا ہے اور جمال مین اعضاء کی صورت کا۔ لیکن ملاحت ان دونون کو شامل ہے۔ پس اس لحاظ سے ہر ملیح کو حسین اور جمیل کہہ سکتے ہین اور ہر حسین کا جمیل ہونا اور ہر جمیل کا حسین ہونا لازم نہین ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ جمیل وہ ہے جو دور سے اچھا نظر آئے اور ملیح وہ ہے کہ جو نزدیک سے اچھا معلوم ہو۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جمیل وہ ہے کہ جو جدھر سے اچھا نظر آئے اور نزدیک آجانے سے اوس قدر اچھا نہ دکھائی دے جیسا کہ وہ دور سے معلوم ہوتا تھا۔ اور ملیح وہ ہے کہ نزدیک اور دور

دونون صورتون مین اچھا دکھائی دے - بعض کہتے ہین کہ حسن وہ ہے کہ جس سے چہرہ پر صباحت جلد مین چمک - ناک کی خوبی - آنکھ مین حلاوت - منھ مین ملاحت - زبان مین ظرافت یعنی خوش کلام - قد و قامت مین رشاقت (حسن) اخلاق مین خوبی و دانائی پائی جائے - اور نیز حسن کے معنی مین اور وسعت ہوسکتی ہے -

بعض یہ بھی کہتے ہین کہ عربون کے نزدیک جمال کے یہ معنی ہین کہ قد و قامت مین اعتدال - چہاتیان ابھری ہوئین آنکھین رسیلی اور سیاہ - سرخ گال - سفید سینہ - سرین بھاری - پتلی کمر - اونچائی مناسب یہ نقل بیان کیجاتی ہے کہ اہل عرب سے ایک شخص نے اپنے دوست سے مشورہ کیا کہ کن اوصاف کی عورت سے نکاح کیا جائے اوس نے کہا اوس عورت سے جسمین پنج علامات ہون قدم نرم و نازک رائین ملی ہوئین - موٹے ذراع[1] - نرم ہتیلیان - چہاتیان ابھری ہوئین - سرخ گال - کحلا العین[2] پتلی پتلی اور لمبی بھوین - لمیا الشفت[3] - کشادہ پیشانی - اونچی ناک - آب دہن مین شیرینی - سیاہ بال اونچی گردن - دبا ہوا پیٹ - ص ۵۳

جب حارث بن عمرو بادشاہ کندہ نے ایک عورت کو جسکا نام عصام تھا عوف بن محلم الشیبانی کی بیٹی کے حسن و جمال اور اوس کے کمال اور اوسکی عقل کے دریافت کے لئے بھیجا اور جب عصام بعد دریافت حارث کے پاس آئے تو حارث نے اوس سے کہا مُاورا رک یا عصامُ ای عصام کیا خبر ہے اوس وقت سے یہ جملہ ضرب المثل ہوگیا - عصام نے کہا اوسکا حال (حسن و جمال کا) معلوم ہوگیا پیشانی صیقل زدہ آئینہ ہے اوس کے بال نہایت کالے ہین اور ایسے گھنے اور لمبے ہین جیسے گھوڑے کی دم کے بال اگر وہ بالون کو کھول کر چھوڑ دیتی ہو تو وہ بصورت زنجیر دکھائی دیتی ہین اور اگر بالون مین کنگی کرتی ہو تو تیل کی دہنیت سے ایسے چمکتے ہین جیسے پانی دینے سے انگور کے خوشہ تر و تازہ دکھائی دیتے ہین - بھوین قوس نما گویا قلم سے کھچی ہین یا کاجل سے سیاہ کی گئی ہین جیسے

---

[1] ذراع کے معنی ہاتھ کے ہین جو کہنی سے پنجہ تک کو شامل ہے -

[2] کحلا العین اوس آنکھ کو کہتے ہین جس کے نیچے اور اوپر کی پلکون مین ایسی خلقی سیاہی ہو جس سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ سرمہ لگایا گیا ہے -

[3] لمیا سے ہونٹ کی وہ رنگت مراد ہے جسمین تھوڑی سی سیاہی ہو اور الما کے معنی آب دہن کا ٹھنڈا اور شیرین ہوتا ہے -

موٹی تازی ہرنی کے آنکھون پر کمانین (بھوین) ہوتی ہین اون کے بیچ مین ناک ایسی معلوم ہوتی ہے جیسے تلوار کی دھار اوس کے دونون طرف گورے گورے چہرہ پر جبکا رنگ موتی کے مانند ہی دو سرخ ارغوانی گال ہین - اوس کا دہن مثل انگوٹھی کے چھوٹا ہے - ہونٹ نہایت شیرین دانت نہایت صاف اور چمکدار - منہ مین زبان جو حرکت کرتی ہے یعنی وہ جو باتین کرتی ہے نہایت فصیح اور عقل مندی کی ہوتی ہین اور جواب حاضر دیتی ہے سرخ ہونٹ جس کا پانی یعنے آب دہن، شہد کی طرح شیرین ہے جبکہ وہ صراحی دار گردن مین ہلایا جاتا ہے یعنی اُسکی گردن مثل چاندی کے سفید اور مثل شیشہ کے صاف اور شفاف ہے جسمین آب دہن ایسا دکھائی دیتا ہے جیسے شیشہ مین شہد - سینہ پر گردن چاندی کی ایسی معلوم ہوتی جیسے دمیہ[1] کی تمثال (اسٹیچو) کا سینہ باز دنہایت گول جس سے ہاتھ متصل ہین ہاتھ ایسے نرم ہین کہ اون مین نہ تو ہڈی معلوم ہوتی ہے اور نہ رگین اون ہاتھون مین نرم نرم پتلی ہتیلیان جس کے پٹھے بہت ہی نرم ہین اگر تم چاہو تو انگلیون کو اوس سے ملا سکتے ہو - اوس کے سینہ پر انار کی سی چھاتیان ایسی ابھری ہوئے ہین کہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ چولی کو پھاڑ کر باہر نکل پڑین گی - ان چھاتیون کے نیچے جو پیٹ ہے اوسمین شکنین ایسے پیارے معلوم ہوتے ہین جیسے تہہ کیا ہوا کاغذ - ان شکنون مین ناف گہرا کر صاف شفاف تیل کی شیشی کے مانند نظر آتی ہے - پیٹہ مین گدی سے نیچے کمر تک جو ایک دھار چلی گئی ہے اوسکی صورت بالکل نہر کے مشابہ ہے اگر سرین نہ ہوتے تو نہ معلوم کہ یہ دھار کہان تک چلی جاتی - اوس کے سرین بھاری ہین جب اُٹھ کھڑی ہوتی ہے تو وہ دب جاتے ہین اور جب بیٹھ جاتی ہے تو وہ اُٹھ جاتے ہین اور ایسے معلوم ہوتے ہین کہ گویا وہ ریت کے دو ٹیلے ہین جو پانی کی ترشح سے بجے ہوے ہین - اون دونون سرنون کو اوسکی رانین اٹھائی ہوئی ہین جو چاندی کے دو گیندون (چھنیون) مین لگی ہوئی ہین اون دونون کے نیچے پتلی پتلی نازک لچکدار اور پر گوشت پنڈلیان ہین ان ساقون اور بدن کے تمام بوجھ کو چھوٹے چھوٹے قدمون نے اوٹھالیا ہے تعجب ہوتا ہے کہ یہ پانون باوجودیکہ بہت چھوٹے ہین اتنے بھاری بوجھ کو کس طرح اٹھائے ہوے ہین[2] -

---

[1] دمیہ کے معنی تراشے ہوے بت کے ہین دیکھو چوتھے مقالہ کی پہلی فصل جسمین دمیہ کے لفظ کا ذکر ہوا ہے مترجم

[2] جب حارث نے اوسکے حسن کا بیان سنا تو اوسکے باپ کے پاس پیغام بھیجا اُسکے باپ عوف نے اسپر رضامندی ظاہر کی اور نکاح کر دیا جب وہ حارث کے پاس بھیجی جانے لگی تو اُسکی ماں نے اُسکو چند نصیحتین کین جنکا حاصل یہ ہے کہ تو ہر حال مین اپنے شوہر کی اطاعت کرنا اور اُسکو خوش رکھنے مین ہر طرح کی کوشش کرنا جس سے وہ خود بخود مطیع ہو جائیگا مترجم

منذر اکبر نے جبکہ اوس نے کسری یعنی نوشیروان کے پاس بطور ہدیہ ایک لونڈی بھیجی تھی یہ لکھا کہ مین نے آپ کی خدمت مین یہ لونڈی بھیجی ہے یہ نہایت معتدل الخلقت یعنی سڈول اور موزون اعضا کی ہو رنگ صاف دانت سفید اور چمکدار بھوون اور پلکون کے بال بہت گھنے ہین۔ آنکھ کے کنارون مین قدرتی سیاہی ہے (یعنی سرمہ لگانے کی ضرورت نہین) پتلیان کالی آنکھون کی سفیدی اور سیاہی دونون بہت ہی صاف آنکھون کی سیاہی کا حلقہ وسیع۔ اونچی ناک۔ ننھے چھوٹے۔ آنکھونکی سفیدی سیاہی کو ہر طرف سے گھیری ہوئی۔ خوش طبع۔ ہنسکہ نرم نرم گال جن سے بوسہ بازی کی رغبت ہو۔ سر مین گھنے بال۔ بڑا سر۔ اونچی گردن چوڑا سینہ۔ چھاتیان ابھری ہوئین۔ بازو اور مونڈھے زبردست کلائیان نہایت خوب صورت پانون کے پنجے اور ٹخنے لطیف اور نازک قدم کی مسافت چھوٹی۔ دھوپ مین چلنے کی اوس مین بالکل برداشت نہین یعنے وہ بالکل نازک اور نازپروردہ ہے مالک کی اطاعت گذار۔ چہرہ مین کبھی نہین۔ چیچک کے داغ نہین۔ پتلی ناک عزیز النفس خوفناک مقامات مین جانے کا کبھی اوس کو اتفاق نہین ہوا۔ حلیم ہے رائے صائب رکھتی ہے مامون اوس کا بزرگ ہے اوس کے باپ کا نسب بھی اچھا ہے مان کا قبیلہ کسیقدر برا ہے مین نے اوسکو ادب کی تمام باتین سکھادی ہین اوسکی رائے شریفون کی سی اور عمل اہل پیشہ کے مانند ہے یعنی سینا وغیرہ بھی جانتی ہے۔ خاموش رہتی ہے آواز اوسکی دبی ہوئی اور چھوٹی مزاج کی قایم مالک کو اوس سے زینت اور دشمن کو اوس سے ہیبت ہوتی ہے اگر آپ اوس سے صحبت کرنا چاہو تو وہ اپنے کو پر شہوت ظاہر کریگی اگر اوس کے پاس نہ جاو تو وہ شہوت پرستی کا خیال تک نہین کریگی اوسکی آنکھین چمکدار اور تیز نظر۔ رخسار سرخ اوسکے ہونٹون مین ایک قسم کی آواز بھی ہے جسکو دبدبہ[1] کہتے ہین اگر آپ کہڑی رہوگے تو وہ خدمت کے لئے حاضر رہیگی اور اگر آپ بیٹھ جائین گے تو آپ کے حکم کے بغیر نہ بیٹھیگی۔

نبذہ

یعنی بقیہ

اون بعض عورتون کا بیان جو حسن وجمال اور ادب مین مشہور ہوئی ہین

اہل عرب مین بہت سے عورتین اور مرد حسن وجمال مین مشہور اور ضرب المثل ہوئے ہین منجملہ اون

---

[1] دبدبہ کے معنی ساتوین مقالہ کی تیسری فصل مین بضمن بیان اصوات بیان کردئی گئی ہین مترجم

عورتون کے ماویہ بنت عوف بن جشم بالبعض روایت کے بموجب بنت ربیعۃ الثعلبی ہے جو بادشاہ عراق منذر ابن امرؤ القیس بن النعمان کی مان ہے جو کسری کے طرف سے ملک عرب مین خلیفہ تھا اور جو قصر خورنق[1] اور حیرہ مین رہتا تھا اسکی مثال دیجاتی ہے اور یہ کہا جاتا ہے اکفی لقوم من ابن مار السماء یعنی وہ اپنی قوم کے لیئے مار السمار کے بیٹے سے زیادہ کفالت کرنے والا ہے۔ کیونکہ اوسکی مان ماویہ کو اوسکے حسن وجمال کی وجہ سے مار السمار کے لقب سے پکارتی تھی منذر جس کا اوپر ذکر ہوا ابو النعمان یہی ہے جو کوفہ کے عقب مین جہان کہ شقائق (ایک پھول کے درخت کا نام ہے) اگتا تھا رہتا تھا اور چونکہ وہ ان پھولون کو زیادہ پسند کرتا تھا اسی وجہ سے شقائق النعمان کہنے لگے۔

شیرین جو ایک شہر کے رئیس کی بیٹی تھی اور جس کا نام ساویروج یا سارویج تھا اوسکو اوس شہر کے بادشاہ نے اوسکے باپ سے لے لیا اور قیصر کو تحفہ بھیجا اور اوس قیصر نے کسری اپرویز (خسرو پرویز) کو تحفہ دیا۔ خسرو پرویز شیرین سے ایسی اور اس درجہ کی محبت رکھتا تھا جیسا کہ اُسکا حسن کیونکہ اوس کا حسن ضرب المثل تھا چنانچہ تمثیلاً یہ کہتے ہین "اجمل من شیرین" یعنے شیرین سے زیادہ جمیل (حسین)۔

عائشہ بنت طلحہ جسکی مان ام کلثوم بنت ابی بکر الصدیق ہے۔ یعنی عائشہ حضرت ابو بکر الصدیق رضؓ کی نواسی ہوتی ہے۔ عائشہ اپنے منہ پر برقعہ نہین ڈالتی تھی اسپر مصعب ابن الزبیر جو کہ خود بھی حسین تھا عائشہ پر خفا ہوا عائشہ نے کہا خدا نے مجھ کو دولت حسن وجمال سے سرفراز کیا ہے مین یہ زیادہ مناسب خیال کرتی ہون کہ لوگ اوس کو دیکھین اور حسن کی فضیلت کو جانین۔

لبابہ بنت عبد اللہ بن العباس جو کہ ولید بن عتبہ بن ابی سفیان کے پاس تھے اور ولید نہایت حسین تھا لبابہ یہ کہا کرتے تھے جب مین آئینہ دیکھ کر اور کا منہ دیکھتے تھے تو مین اپنے کو زیادہ حسین خیال کرکے اوسپر رحمت بھیجتے تھے مگر جب مین اپنے منہ کو ولید کے مقابلہ مین دیکھتے تھے تو اوس کے حسن کے مقابلہ مین مین اپنے پر رحمت نہ بھیجتے تھے یعنے خدا کا شکر کرتی نہی۔

ولید کے سوا مردون مین جو لوگ حسین مشہور ہین منجملہ اون کے ذوالعمامہ سعید بن العاص بن امیہ ہے جب وہ باہر نکلتا تھا تو ہر عورت اوسکے دیکھنے کے لئے نکلتی تھی اہل مکہ حسن مین اوسکی مثال دیتے ہین اور یہ کہتے ہین "اجمل من ذوالعمامۃ" یعنے ذوالعمامہ سے زیادہ جمیل ہے۔

---

[1] شہر خورنق کا ذکر پانچوین مقالہ کی پہلی فصل کے شروع مین ہے۔ مترجم۔

متوکل بن المعتصم بن ہرون الرشید بھی خوبصورتون مین گنا گیا ہے آگے اسکا ذکر کیا جائے گا۔
مقنع الکندی محمد بن ظفر بن عمیر بن فرعان بن قیس بن الاسود بن عبداللہ بن الحرث بن عمرو بن معاویہ بن
کندہ بہت حسین اور خلیق تھا۔ منہ پر نقاب ڈال کر نکلتا تھا تاکہ نظر نہ لگ جائے (مقنع خراسانی جو شعبذہ
کے نام سے مشہور رہے ایک دوسرا شخص ہے) اصبہانی کا بیان ہے کہ مقنع کندی اور ابوزبید الطائی
اور وضاح الیمن جس کا نام عبدالرحمن بن اسمعیل ہے بہ سبب اپنے جمال وحسن کے وضاح الیمن کے
نام سے مشہور رہے یہ لوگ عرب کے میلون اور بازارون مین منہ پر نقاب ڈال کر آتے تھے تاکہ
نظر نہ لگ جائے۔

ص۵۷ اہل عرب عورتون مین اون تمام صفات کا ہونا متحسن خیال کرتے تھے جو مردون مین ہون سوائے
شجاعت اور کرم کے۔ اس مقام پر اُن عورتون کا ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے جو فصاحت وغیرہ
مین ضرب المثل ہین۔

منجملہ اون کے خنساء (جس کا نام تماضر بھی ہے) بنت عمرو بن الشرید السلمیہ جو صرف اپنے بھائی
صخر کے مرثیہ گوئی کی وجہ سے مشہور ہے اہل عرب مین صخر ایک حسین شخص خیال کیا گیا ہے ربیعۃ بن
ثولا اسدی نے اوسکو یوم ذی الاثل مین قتل کیا خنساء اپنے بھائی کے قتل ہونے پر بہت روئے
اور بہت شور وبکا اور ماتم کیا اور بہت مرثیہ کہے اگر کوئی زیادہ مرثیہ کہتا ہے تو یہ ضرب المثل کہی
جاتی ہے "ارثی من الخنساء" یعنی خنساء سے زیادہ مرثیہ گو۔ اسپر عربون نے یہ دعوی کیا کہ کوئی مرد بھی
اوس سے زیادہ فصیح اور دردانگیز مرثیہ نہین کہہ سکتا چنانچہ وہ کہتی ہے۔

ولولا کثرۃ الباکین حولی — علی اخوانہم لقتلت نفسی
وما یبکون مثل اخی ولکن — اعزی النفس عنہ بالتاسی[1]

اور وہ اپنے بھائی کی تعریف مین یہ کہتی ہے۔

وان صخرا لتاتم الہداۃ بہ — کانہ علم فی راسہ نار[2]

---

[1] ترجمہ۔ اگر میرے ارد گرد اون کے بھائیون پر رونے والون کی کثرت نہوتی تو مین خودکشی کر لیتی میرے بھائی پر جسطرح
رویا جاتا ہے اُس طرح نہین روتے ہین اوسکی موت پر جس قدر رنج کیا جائے وہ تھوڑا ہے اور اسی وجہ سے
مین اپنے دل کو تسلی دیتی ہون۔

[2] ترجمہ۔ صخر ایسا شخص تھا کہ لوگ اُس سے ہدایت پاتے تھے اوسکی مثال ایسی ہے کہ وہ ایک بلند پہاڑ تھا
جسکی چوٹی پر آگ لگی ہوئی ہے۔

منجملہ اونہین عورتون کی بیٹے اخیلیہ بنت عبداللہ بن الرمال ہے یہ عورت اسلام کی شاعرہ عورتون مین پہلی ہے توبہ بن الحمیر بنی الاسد کے ایک بیٹے نے جو کہ اوس پر فریفتہ تھا لیلی کے باپ کے پاس نکاح کا پیام بھیجا لیکن اوسکے باپ نے انکار کیا اور بنی اولع کے ایک بیٹے سے نکاح کر دیا۔ معاویہ کی خلافت مین توبہ مذکور قتل ہوا عوف بن عامر بن عقیل کے لوگون نے اوسکو قتل کیا کیونکہ توبہ اون کے خاندان پر غیرت دلاتا تھا۔ لیلی نے اوس کے قتل ہونے پر بہت سے مرثیے کہی ہین۔ اور نیز اوسنے عبدالملک بن مروان اور حجاج وغیرہ کی مدح مین بہت سے قطعہ اور اشعار کہے ہین۔

منجملہ مذکورہ بالا عورتون کے فارعۃ المریۃ مسعود بن شداد کی بہن اور دوسری بدوی عورتین بھی انہین اوصاف سے متصف تہین مگر ہم اختصار کی نظر سے اونکا ذکر نہین کرتے۔

منجملہ شہر کی عورتون کے عائشہ الباعونیہ ہے دمشق کے حالات مین ضمناً اس کا ذکر کیا گیا ہے۔ انہین عورتون مین فاطمہ اور بعض روایت کے بموجب لیلی ولید بن طریف بن الصلت الشیبانی کی بہن شمار کی گئی ہے ولید مذکور ایک بڑا زبردست باغی اور پہلوان بھی تھا اور خارجیون کا سرگروہ رشید عباسی کے عہد مین تھا اور ۱۷۹ھ م ۷۹۵ء مین قتل کیا گیا لیلی نے اپنے بھائی کے مرثیہ مین قصائد لکھی ہین جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تعصب کے طریقہ پر چلتی ہے۔ ص ۵۸

فاطمہ بنت السلطان محمد السلجوقی مقتفی لامر اللہ عباسی کی زوجہ اچھی طرح پر لکھ پڑھ لیتی تھی اور اوسس کی رائے بھی صائب تھی ۵۴۳ھ م ۱۱۴۷ء مین اوسکی وفات ہوئی۔

منجملہ اون عورتون کے فخر النساء شہودہ بنت ابی البصر احمد بن الفرج بن عمر الابری کاتبہ دینوریۃ الاصل بغدادیۃ المولد ہے۔ یہ عورت عالمہ اور خوش خط تھی بہت سے لوگون نے اوس سے حدیث بھی روایت کی ہے ۵۷۴ھ م ۱۱۸۸ء مین اوسکی وفات ہوئی۔

ام علی تقیہ بنت ابی الفرج حوتاج الدین ابی الحسن علی بن فاضل بن حمدون الصوری الاصل کی مان نے ملک مظفر تقی الدین عمر سلطان صلاح الدین کے بھتیجے کی مدح مین ایک قصیدہ لکھا جو خمریہ کے نام سے مشہور ہے اوس نے قصیدہ کو دیکھکر تعجب سے کہا یہ عورت اپنے لڑکپن کے زمانہ مین ان امور سے واقفیت کہتی ہے جب اوس کو اسکی خبر پہونچی تو اوس نے ایک اور قصیدہ حالات جنگ مین لکھا جسمین جنگ کے تمام رعایتین بیان کیگئی ہین یہ قصیدہ حربیہ کے نام سے موسوم ہے اور اس قصیدہ کے ساتھ اوس کو یہ بھی لکھ بھیجا کہ میری واقفیت اور میرا علم جیسا آگے قصیدہ مین ہے اسمین بھی ویسا ہی ہے ۵۷۹ھ م ۱۱۸۳ء مین اسکی وفات ہوئی۔

ام المؤمنین زینب (جو حُسرۃ کے نام سے بھی پکاری جاتی ہے) بنت ابی القاسم عبدالرحمن بن الحسن بن احمد بن سہل بن احمد بن عبدوس الجرجانی بڑی عالمہ عورت تھی بہت سے لوگون کو اوس نے اپنے سے حدیث روایت کرنیکی اجازت دی تھی ۶۱۵ھ مرم ۱۲۱۸ء مین اوسکی وفات واقع ہوئی۔

یحیی بن علی منجم جاحظ نے کیا اچھا جواب دیا ہے جسکو اوس نے اپنی کتاب بیان وتبیین مین نقل کیا ہے کہ عورت کے کلام مین بھی خوش آوازی کا ہونا مستحسن ہی چنانچہ اوس نے اسپر مالک بن اسمار کے اشعار حجتاً نقل کئے ہین۔

وحدیث الذہ ہو مما ۔۔۔ تبعث الناعتون یوزن وزنا

منطق صائب وتلحن احیا ۔۔۔ ناً واحلی الحدیث ما کان لحنا[1]

منجم نے کہا بیشک یہ عورت صاحب فطنت ہے وہ اپنے کلام مین کنایہ استعمال کرتی ہے جس سے اوسکا یہ مقصد ہے کہ اُس کے اصلی معنی نہ سمجھے جائین مگر اوس کا مقصد چھپ نہین سکتا خود بخود کلام سے ظاہر ہوتا ہے۔ کلام تو اور چیز ہے بلکہ طرز بیان اور آواز سے مطلب معلوم ہوجاتا ہے چنانچہ اُس آیت مین اس امر کے طرف اشارہ کیا گیا ہے "ولتعرفنہم فی لحن القول" یعنے پہچانے گا تو اون کو اونکے آواز سے کلام سے خطا کا ارادہ نہین کیا گیا ہے اور حق تو یہ ہے کہ کسی سے بھی خطا مستحسن نہین ہے ص ۵۹

فصل سوم

اہل عرب کے عشق کا بیان

بدویون مین عشق کے اسباب یہ ہین کہ زمانہ جاہلیت مین عرب کی عورتین بالکل برقع نہین اوڑھتی تھین بلکہ برقع اوڑھنے کی رسم شہر کے باشندون بھی اوس وقت سے شروع ہوئی جبکہ شریعت اسلامیہ مین آیۃ حجاب نازل ہوئی اسیوجہ سے مردون کو عورتون کا دیکھنا ناجایز قرار دیا گیا۔ اصبہانی روایت کرتا ہے کہ خلفائے عباسیہ کے عہد مین یہ رسم تھی کہ جبتک عورتین صاحب اولاد نہین ہوتی تھین

[1] ترجمہ۔ مزے دار باتین جنکی تعریف مداح لوگ ایک خاص موزونیت سے کرتے ہین باتین جو نہایت پختہ کرتی ہے وہ کبھی خوش آوازی سے کرتی ہے اور باتین بھی اچھے وہی ہوتی ہین جنمین خوش آوازی نہو۔

اوس وقت تک اون کو نہین چہپاتے تھے - جنگل مین رہنے والون کی عورتین تو ابتک پردہ نہین کرتے ہین اور بے تکلف بلا برقع کے مردون کے سامنے آتی ہین - بعض کہتے ہین کہ اسیوجہ سے بدویون مین عشق کے چرچے رہے غزلین اور نوادر (لطائف) اور فقرہ جات برجستہ (جو اس عشق مین کہے اور مرتب کئے گئے ہین ادب کی کتابون مین اون کا تذکرہ موجود ہے -

کہا گیا ہے کہ عشق محبت کے اعلی درجہ کا نام ہے - بعض نے عشق کی یہ تعریف کی ہے کہ عاشق کا معشوق سے متعجب ہونا یا فرط محبت یا عاشق کا عفیف اور تباہی مین ہونا - یا معشوق کے عیوب کے ادراک سے احساس کا اندھا ہو جانا - یا عشق ایک مرض و سواسی ہے جسکو عاشق نے بعض صورتون کو حسین سمجھکر فکر کے بڑہانے سے اپنے ذات پر مسلط کر لیا ہے ابن فارس کہتا ہے کہ عشق کیا ہے صرف عورتون پر فریفتہ اور شیدا ہونا ہے - اطبا نے عشق کو امراض مین شمار کیا ہے بقراط کا قول ہے کہ عشق نصف مرض ہے فارابی اوسکی مقدار دو ثلث بتاتا ہے کیونکہ وہ بدن اور نفس دونون سے متعلق ہے - یہ بھی کہا گیا ہے کہ موٹی طبیعت اور فاسد مزاج اور کم ہمت مین عشق نہین ہوتا ہے تبنی کہتا ہے - صنع

وعذلت اہل العشق حتی ذقتہ فعجبت کیف یموت من لا یعشق[1]

مجمع السلوک مین بیان کیا گیا ہے کہ ابتدا محبت کا نام موافقت اوس سے زیادہ کا نام میل پہر موانست - پہر مودت - ہوی - خلت - محبت - شغف - تیتم - ولہہ اور آخر درجہ کا نام عشق ہے - لیکن کلیلت مین عشق کے یہ مدارج ہین - اول مرتبہ کا نام حب - پہر ہوی - پہر علاقہ - پہر کلف - پہر عشق - پہر شغف - لوعۃ اور لاعج مثل شغف کے ہے - پہر تیتم - پہر تبل - پہر ولہہ - اور اخر مدارج کا نام ہیام ہے -

بنی عذرہ کے قبیلہ مین عشق زیادہ ہوتا ہے چنانچہ یہ ضرب المثل مشہور ہے "اعشق من بنی عذرہ" یعنی بنی عذرہ سے زیادہ عاشق ہے - ہوی (محبت) جو شک و شبہات سے خالی ہو اوسکو ہوی عذری سے تعبیر کرتے ہین کیونکہ یہ قبیلہ اسمین مشہور ہین چنانچہ اس پر فارض کا قول ہے -

---

[1] ترجمہ - مین نے اہل عشق کی ملامت کی لیکن جب مین اوس کا مزہ چکہا تو مجھ کو تعجب ہوا کہ جو شخص عاشق نہین ہوتا ہے وہ کیونکر مر جاتا ہے -

بالائی فی الہوی العذری معذرۃ منی الیک فلو انصفت لم تلم[1]

بنو عذرہ جن کا ذکر ہوا اہل عرب کا ایک قبیلہ ہے جنکی نسبت کہا جاتا ہے کہ جب وہ عاشق ہوتے ہین تو پھر جیتے نہین - اور عفرا بنت مالک العذریہ جو عروۃ بن حزام کی زوجہ تھی اونکا ایک شاعر کہتا ہے - ص ۶۱

اذا ما نحا العذری من تیتہ الہوی فذاک ورب العاشقین خلیل[2]

ایک اعرابی سے کہا گیا کہ تو کس قبیلہ کا ہے اوس نے کہا کہ مین اوس قبیلہ کا ہون کہ جب اُس قبیلہ کے لوگ محبت کا طریقہ اختیار کرتے ہین تو وہ اوس مین مرجاتے ہین یہ سنکر ایک لڑکے نے کہا رب کعبہ کی قسم ہے کہ یہ شخص قبیلہ عذری کا ہے -

جمیل مذکورہ کے ساتھ ایک شخص جو بنی عذرہ سے تھا ہمراہ ہوا جو عشق کا دعوی کرتا تھا حالانکہ وہ موٹا تازہ تھا اوسکی نسبت اوس نے یہ اشعار کہے -

وقد رابنی من زہدم ان زہدما یشد علی حنری وبیکی صاحلی[3]
فلو کنت عذری العلاقۃ لم تکن سمینا وانساک الہوی کثرۃ الاکل

عربون کا یہ اعتقاد تھا اور اونمین یہ امر رائج تھا کہ جب مرد و عورت آپسمین ایک دوسرے سے

---

[1] ترجمہ - ای عذری کی محبت پر ملامت کرنے والے مین تجھ سے ایک عذر کرتا ہون وہ یہ کہ اگر تو انصاف کریگا تو مین یقین کرتا ہون کہ تو پھر کبھی ملامت نہین کریگا -

[2] ترجمہ - جب کوئی عذری عشق و محبت سے نجات نہ پاتے یعنی عشق کو ترک نہ کرسے تو مین عاشقون کے خدا کی قسم کہا کے کہتا ہون کہ وہ یقیناً قبیلہ عذرہ کا آدمی ہے -

[3] ترجمہ - زہدم کی اس حرکت نے مجھ کو شک مین ڈالا کہ زہدم جو کہانے پینے اور اجرت کرنے پر رہتا ہے مین نے اپنے خیال مین اوس سے کہا کہ اگر تو عذری خاندان سے ہوتا تو موٹا نہ ہوتا بلکہ محبت تیرے زیادہ کہانے کو بہلا دیتی -

عشق و محبت کرتے تو انمین سے ہر ایک دوسرے پر ایک کپڑا یعنی چادر یا رومال ڈال کر پہاڑ ڈالتے تھے یعنی مرد اپنا رومال اور عورت اپنا برقعہ ڈالکر پہاڑتی تھی اگر ایسا نہ کرتے تو اونکی محبت پائدار خیال نہین کی جاتی تھی عبد بنی الحسحاس کہتا ہے۔

وکم قد شققنا من رواء مزنر ... ومن برقع من ناظر غیر ناعس
اذا شق بردینط بالبرد برقع ... علی ذاک حتی کلنا غیر لابس[1]

زوزنی نے ان اشعار کو اسیطرح روایت کیا ہے لیکن شیخ ناصیف الیازجی ان بیتون کو اپنی کتاب مجمع البحرین مین اسطرح لکھتا ہے۔

وکم قد شققنا من رواء مجر ... ومن برقع عن طفلۃ غیر عانس
اذا شق بردشق بالبرد برقع ... من الحب حتی کلنا غیر لابس

لیکن محیط المحیط مین یہ بیت اسطرح ہے۔

اذا شق بردشق بالبرد مثلہ ... دوالیک حتی لیس للبرد لابس[2]

اہل عرب مین ٹوٹکے اور منتر وغیرہ کے لئے کچھ مہرے ہوتے ہین جسکو سلوان کہتے ہین اسکی جمع سلوان ہے اون کا خیال ہے کہ جب عاشق اوسکا پانی پی لیتا ہے تو اوسکو آرام ہوجاتا ہے اور عشق کم ہوجاتا ہے امام ابوعبداللہ محمد بن ابی محمد بن ظفر نے اپنی کتاب سلوان المطاع فی عدوان الاتباع اسی کے متعلق لکھی ہے چنانچہ رودیہ شاعر کہتا ہے۔

لو اشرب السلوان ما سلیت ... بابی بغی عنکم وان غینت[3]

مقام مصیب کی عورتین ایسے خوبصورت ہوتی ہین کہ وہان جانے کی ممانعت مین ضرب المثل ہے چنانچہ کہا جاتا ہے "اذا دخلت ارض المصیب فہر ولا" یعنے جب مصیب مین تیرا گذر ہو تو تو بغیر تاخیر کے

---

[1] ترجمہ۔ ہم نے بہت سے چادرین پہاڑین اور عورتون نے بہت سے برقع مردون پر ڈال کر پہاڑے اور اس امر مین ہم نے بالکل تاخیر نہین کی جب چادر پہاڑی جاتی ہے تو اوس کے ساتھ برقع بھی پہاڑے جاتے ہین یہان تک کہ ہم سب برہنہ جاتے ہین۔

[2] ان ابیات کا اور اس کے بعد کی بیت کا ترجمہ نہین کیا گیا کیونکہ ان مین صرف دو تین لفظون کی کمی زیادتی ہے ترجمہ

[3] ترجمہ۔ اگر مین سلوان بھی پی لون تو مجھکو آرام نہ ہوگا گو مین تم سے بے پروائی کرون مگر مجھکو تم سے ایسی محبت ہے کہ وہ بے پروا نہین ہونے دیتی۔

وہان سے جلد بہاگ نکل کیونکہ وہان کی عورتین اپنے حسن سے تجھکو فریفتہ اور رشید ابنالینگی اور حصیب یمن کے علاقہ کا ایک گاؤن ہے اور یمن کے لوگ تمام عرب مین بدصورتی مین مشہور ہین مگر حصیب اس سے مستثنیٰ ہے اور یہان کی عورتین حسین ہوتی ہین۔

فصل چہارم

عربون کی شادی بیاہ اور اولاد وغیرہ کی حالات جو ولادت سے ممات تک متعلق ہین

حرہ (خود مختار اور آزاد) عورتین اوس شخص سے جو اون کا ہم کفو یعنے برابر کے درجہ کا نہ ہو نکاح کرنے پر بہت کم راضی ہوتی ہین۔ باپ اپنے بیٹیون کو قبل عقد نکاح کے بیاہ دینے سے مطلع کر دیتا تہا۔ زمانہ جاہلیت مین ایک شخص تہا جسکا نام ہمام بن مرہ تہا جب وہ اونکو کسی کے ساتھ بیاہ دینے کا ذکر کرتا تہا تو وہ شرم سے جواب نہین دیتی تہین اونکے خاموش رہنے سے اوسکو خیال ہوتا تہا کہ اونکو نکاح کی طرف رغبت نہین ہے ایک روز کا ذکر ہے کہ ہمام نے جبکہ اوسکی بیٹیان خلوت مین بیٹھکر اپنے اپنے نکاح کے متعلق باتین کر رہی تہین اور اشعار مین اپنی رائین ظاہر کر رہی تہین اونکی تمام باتین سنین۔ جب چہوٹی بیٹی کی راے دینے کی باری آئی تو اسکی بہنون نے اسکو مجبور کیا کہ وہ اپنی راے ظاہر کرے اس لڑکی نے یہ کہا "زوج من عود خیر من قعود" یعنی کاٹھ کا شوہر ہونا اس بیٹھنے رہنے سے بہتر ہے۔ اوس کا جملہ اوسوقت سے ضرب المثل ہوگیا۔

اکثر مرد بمقابلہ غیر اقارب کے اجنبی عورتون سے نکاح کرنا پسند کرتے تھے اسیوجہ سے یہ مثال دیتے ہین "النزایع ولا القرائب" یعنے بمقابلہ قرابت دارونکی اجنبی خاندان سے میل جول مناسب ہی نزیعہ کے معنی اجنبی کے ہین کیونکہ اجنبیون مین نجابت زیادہ ہوتی ہے۔ اسلام نہی اسکی صداقت کو تسلیم کرتا ہی حدیث مین مروی ہے "اغتربوا ولا تضووا" یعنی اجنبیون مین نکاح کرو اور چچا پہوپی کی بیٹیون سے نکاح مت کرو مگر یہ نہی تحریمی نہین ہے بلکہ بطور نصیحت کے ہے اسلئے کہ عربون کا یہ بہی اعتقاد ہے کہ رشتہ دارون مین نکاح کرنے سے جو اولاد ہوتی ہے وہ اپنی قوم کی طبیعت پر پیدا ہوتی ہے یعنی اہل خاندان کے عادات و اخلاق جیسے ہونگے اوس کے بھی عادات و اخلاق ویسے ہی ہونگے۔ ایک شاعر کہتا ہے۔

فتی تلدہ بنت عم قریبۃ[1] فیضوی وقد یضوی رویدا القرائب

[1] ترجمہ۔ جس شخص کی عورت اوسکی قریب کی چچیری بہن ہوگی عموماً اوس سے جو اولاد ہوگی وہ دبلی اور نحیف ہوگی اگرچہ یہ بات غیر رشتہ دارونمین بھی پائی جاتی ہے۔

یہہ ظاہر ہے کہ شریعت اسلامیہ نے نکاح کے متعلق توراۃ کے احکام پر کچھہ زیادتی نہین کی البتہ رضاعی بہن سے نکاح کرنا ممنوع قرار دیا یعنی اگر کوئی شخص کسی دوسری عورت کی مان کا دودھہ پی لے یا عورت نے اُس مرد کی مان کا دودھہ پی لیا ہے تو یہ دونون حرمت نکاح مین سگے بہائی بہن جیسے خیال کئے جاتے ہین انہین وجوہ سے قرابت (رشتہ داری) کے درجے مسلمانون مین ذیل کی صورتون مین منحصر ہین یعنی ان رشتہ دارون سے نکاح کرنا ممنوع اور حرام ہے۔ مان۔ بیٹیان۔ بہنین۔ پھوپیان۔ خالائین۔ بہائی کی بیٹیان۔ بہن کی بیٹیان۔ رضاعی مان۔ رضاعی بہنین۔ ساس (عورت کی مان) ربیبہ (اپنی عورت کی بیٹی جو اوسکے دوسرے شوہر سے ہو) جبکہ اوسکی مان سے صحبت کیجائے اگر قبل صحبت کے طلاق واقع ہوجائے یا کسی اور سبب سے افتراق ہوجائے تو ربیبہ سے نکاح حرام نہین ہے اور اپنے بیٹون کی عورتین جو اپنے نطفہ سے ہون۔ اور اجماع بین الاختین۔

اور یہہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اُن مین سے بعض قواعد جاہلیت مین تھے کیونکہ زمانہ جاہلیت مین بھی اجماع بین الاختین ناجایز تھا اور مان بیٹی سے بھی ایک ساتھ نکاح نہین کیا جاتا تھا اور بعض طریقے تو بالکل جہل ہی تھے۔ چنانچہ نکاح مقت یعنی جب ایک شخص مرجاتا تو اوس کا بڑا بیٹا اپنی سوتیلی مان پر ایک کپڑا اپنے ہاتھ سے اوڑھا دیتا اور ایسا کرنے سے وہ اوس کے ساتھ نکاح کرنے کا مجاز ہوجاتا تھا اگر اوسکو ضرورت نہین ہوتی تھی تو وہ اپنے دوسرے بھائیون مین سے کسی کے ساتھ مہر جدید سے اوسکا نکاح کردیتا تھا غرضکہ متوفی عہاز وجہاز کے بیٹے اوس کے ایسے ہی وارث ہوتے تھے جیسا کہ مال ومتاع کے وارث ہوتے تھے۔ بعض کہتے ہین کہ اوس زمانہ مین ہی بعض اس طریقہ کو معیوب خیال کرتے تھے اور اوس شخص کو ضیزن کہتے تھے محیط المحیط مین لکھا ہے کہ "الضیزن من یزاحم اباہ فی امرأتہ ضیزن اوسکو کہتے ہین جو اپنے باپ کا مزاحم ہو اوسکی عورت کے بارہ مین" اوس بن حجر المازنی کہتا ہے کہ وہ سب بیٹے ضیزن خلف کہلاتے تھے زیادہ ملکہ جزیرۃ العرب کا چچا ضیزن غسانی بھی ایسا ہی تھا۔ مورخ ابن خلکان کہتا ہے کہ ضیزن زمانہ جاہلیت کے ایک بت کا نام تھا ساطرون بادشاہ تکریت (ممالک جزیرہ کا ایک ملک) اسی نام سے موسوم کیا گیا ہے حاصل یہہ ہے کہ اسلام نے اونکے اس معیوب ومکروہ عادت کو باطل کردیا۔

پہلے یہ عادت جاری تھی کہ لڑکی کا باپ یا اوس کا بہائی جس حال مین کہ اوس کا باپ مرگیا ہو یا

لہ یہ ایک عجمی بادشاہ تھا جسکو سابور ذوالاکتاف نے قتل کیا۔ دیکھو منتہی الارب۔ مترجم

عزیز و اقارب سے وہ شخص جس کے پاس وہ پرورش پاری ہو بلا واسطہ شخص خاطب (ناکح) یا اُسکے باپ یا اُس شخص کے طرف اپنا ہاتھ بڑہاتا تھا جو پیام لیکر آتا تھا پھر اُسکا پیام قصیفہ مہر کے بعد قبول کرلیا جاتا تھا جیسا کہ اسکی نسبت آگے بیان کیا جائیگا۔ یہ کہا گیا ہے کہ اہل عرب ان کلمات سے نکاح کرتے تھے یعنی شخص مخطوب کو یہہ کہنا ہوتا تھا "نکح ویضمان" اس کے بعد وقت زفاف کا وعدہ عادل گواہون کے روبرو کیا جاتا تھا۔ اسلام مین صک (چک) یعنی دستاویز کا لکھنا ضروری قرار دیا گیا جسکا نام کتاب تھا جب یہہ کہا جائے کہ فلان شخص نے فلان عورت کو کتاب لکھدی تو اس سے یہ مراد لیجاتی ہے کہ اوس شخص نے اوس عورت سے نکاح کرلیا۔

جب زفاف کا یوم معین آجاتا تھا تو وہ طعام ولیمہ کی دعوت کرتے تھے اور پھر عورتین دولہن کو سنوار کر ایک تخت پر بیٹھا دیتی تہین ان سنوارنے والی عورتون کو مواشط کہا جاتا تھا۔ اسکے بعد دولہا دولہن کو جلوہ (لونڈی یا غلام یا اور کوئی چیز) دیتا تھا اس رسم کے بعد دولہن کیلئے ایک منڈوا (جو دولہا اور دولہن کے خلوت مین ملنے کے لئے خاص ہوتا تھا) ڈالا جاتا تھا اس وقت حاضرین کو روٹی اور حلوہ دیا جاتا تھا جسکو نثار کہتے ہین یہ بھی کہا گیا ہے کہ اہل عرب مین شادیون مین نثار مین صرف کھجورین ہوتی تہین۔

اوس رات کو جسمین عورت کی بکارت زائل کیجاتی تھی شیبار کہتے تھے اور اوس رات کو جسمین مرد قادر نہین ہوتا تھا حرّہ کہتے تھے۔ انہین وجوہ سے عربون مین یہہ کہاوت مین پیدا ہوگئی تہین یعنی "باتت بلیلۃ حرۃ یعنی مرد عورت پر قادر نہین ہوا اور باتت بلیلۃ شیبار" یعنے مرد عورت پر قادر ہوا مرد کو بعل اور بعل المراۃ اور عورت کو بعلۃ یا اوسکی بعلہ کہا جاتا ہے جیسا کہ اونکا زوج یا زوجہ یا اوسکی زوجہ کہا جاتا ہے۔ اور نیز مرد کو خلیل اور عورت کو خلیلہ کہتے ہین کیونکہ وہ دونون ایک جگہ رہتے اور سوتے ہین۔

باکرہ عورتون کے نکاح مین بوقت دخول وجود بکارت کی تصدیق ضروری تھی اور اسکا اعلان شب زفاف کی صبح کو ایک رومال سے (جو دولہا دولہن کے بستر پر بچھایا جاتا ہے) یا اور اسی قسم کی کسی چیز سے کیا جاتا تھا۔ اہل مصر مین یہ رسم ابتک جاری ہے لیکن شام کے بعض ممالک مین عورت کا وہ قمیص جو شب زفاف مین پہنایا جاتا تھا اوسکے مان باپ کے گہر بھیجدینا کافی خیال کیا گیا شاید انہین وجوہ سے اہل عرب مین زمانہ جاہلیت مین عورت کا اُس مرد کے ساتھ نکاح نہین کرتے تھے جس سے قبل از عقد نکاح اوس عورت سے عشق بازی کی ہو یا جبکہ وہ عورت زمانہ نکاح مین اپنے مان باپ کے

یہان رہتی ہو تو ایسی عورت سے یا تو بہ سبب شرم وحیا کے یا اوس کے بان باپ اور خاندان کی فرط تعظیم واحترام کی نظر سے تا وقتیکہ اوسکو اپنے گہر اور وطن کو نہ لیجائے صحبت کرنے کی جرات نہین کیجاتی تھی۔

اہل عرب کی ہر ایک عورت کے پاس ایک متبنہ یعنے کیسہ ضرور رہی ہوتا ہے جسمین وہ اپنی آرسی اور کنگھی اور سرمہ دانی وغیرہ ضروری (آرایشی) سامان رکھا کرتی ہے۔ جو عورت اپنے کنبہ مین نکاح نکر کے غیر قوم کے آدمی سے نکاح کرتی ہے تو وہ اپنے مرآۃ یعنی آرسی کو نہایت پاک وصاف رکھتی ہے تاکہ اسپر شوہر کے خویش وقرابت دار اوس کے اجنبی ہونے اور بدسلیقہ ہونے کا طعنہ نہ دین اور اسی باعث وہ اوس کو چھپا کر رکھتی ہے اور دوسرون کا اوسکو دیکھہ لینا اپنے لئے موجب شرم جانتی ہے اسی بنا پر اگر کسی شخص کی نقاوت یعنی صفائی اور پاکیزگی کی مبالغہ کے ساتھ تعریف کرتے ہین تو یہ مثال دیتے ہین "انقی من مرآۃ الغریبۃ" یعنے اجنبی قوم کی عورت کی آرسی سے زیادہ صاف وپاک[1]۔

زمانہ جاہلیت مین یہ بھی دستور تھا کہ جب میان بی بی مین نااتفاقی سے معاشرت مین خلل پیدا ہوتا تہا تو جسطرح اب مرد کو طلاق دینے کا حق حاصل ہے اسیطرح عورت بہی شوہر کو طلاق دینے کی مجاز تھی۔ مرد اپنے عورتون کو ان الفاظ سے طلاق دیتے تھے "الحقی یا ہلک" یعنی تو اپنی میکے چلی جا اور اذہبی فلا اندہ مربک" یعنی تو چلی جا مین تجہہ پر یعنے تیرے بال پر جبر نہین کرتا ہون۔ اور یہ الفاظ بھی کہے جاتے تھے "الظبار علی البقر"[2] لیکن جب عورتین اپنے مردون کو طلاق دینا چاہتی تہین اور جس حال مین کہ وہ صوف اور پشم کے مکانون مین رہتی تہین یعنے کملون وغیرہ کو تان کر مثل خیمہ کے نصب کر لیتی تہین پس وہ اپنے مکان کے رخ کو اگر مغرب کی طرف ہوتا تھا مشرق کی طرف کر دیتی تہین اور اگر اوسکا رخ مشرق کے طرف ہوتا تھا تو اوسکا رخ مغرب کی طرف پھیر دیتی تہین اور اگر یمن کے طرف رخ ہوتا تھا تو شام کے طرف رخ پھیر دیتی تہین یا اگر شام کے طرف رخ ہوتا تھا تو یمن کے طرف پھیر دیتی تہین۔ جب مرد عورت کی اس حرکت کو دیکھتا تو وہ سمجھہ جاتا کہ اب عورت مجھہ سے ناراض ہے

---

[1] ذوالرمہ کہتا ہے لہا اذن حشر وذفری اسیلۃ وخد کمرآۃ الغریبۃ اسجح اور انقی من لیلۃ القد بھی کہتے ہین۔ مترجم

[2] "الظبار علی البقر" زمانہ جاہلیت مین ان الفاظ کے کہنے سے بھی طلاق واقع ہوتی تہی اس محاورہ مین بقر کے معنی عورت کے ہین اور معنی اس جملہ کے یہ ہوتے ہین کہ مین ہرن کو بمقابلہ عورت کے پسند کرتا ہون یعنی بمقابلہ اس عورت کے مجھے جانور بھلا معلوم ہوتا ہے۔ مترجم

اور اوس نے مجھہ کو طلاق دیدیا ہے - اس کے بعد سے وہ عورت کے پاس نہین جاتا تھا - لیکن جب اسلام نے دنیا مین قدم رکھا تو اوس نے صرف مردون کو ہی طلاق کا مقتدر بنایا اور مرد ہی کو اپنے کنبہ کا سید (سردار) قرار دیا اور نیز یہہ کہ صراحت کے ساتھہ طلاق دیا جائے اور تین دفعہ کہا جائے "اُنت طالق" یعنے تجھہ پر طلاق ہے یا ایک دم مین یہ کہا جائے "اُنت طالق ثلاثاً" یعنے تجھہ پر تین طلاق ہین اور اگر صراحت کے ساتھہ بھی دو مرتبہ لفظ طلاق استعمال کیا جائے تو اس صورت مین مرد کو رجوع کر لینے کا اختیار ہے لیکن یہ اختیار تین دفعہ طلاق دینے پر باقی نہین رہتا - اور اس صورت مین بعد انقضائے مدت عدت جسمین حمل ظاہر ہو جاتا ہے جب وہ دوسرے شوہر سے نکاح کرلے اور یہ دوسرا شوہر بعد دخول اوسکو تین طلاق دیدے تو وہ عورت شوہر اول کے لئے حلال ہو سکتی ہے یعنے شوہر اول اب اوس سے نکاح کر سکتا ہے - لیکن یہ استرداد بالکلیہ مقبول نہین ہوتا وقتیکہ یہہ ثابت نہ ہو جائے کہ شوہر اول نے جو تین طلاق دیے تھے وہ اتفاقی طور پر بلا قصد واقع ہو گئے تھے لیکن جس حال مین کہ ان طلاقون کا ایقاع قصداً ہوا ہے تو یہ استرداد ناجایز ہوگا -

عدت جسکا اوپر ذکر ہوا اسکی دو قسمین ہین ایک عدت طلاق (جسکی مدت تین حیض یا تین طہر ہین) اور دوسری عدت وفات جسکی مدت چار مہینے دس دن مقرر ہین - اس مدت مین عورت کو شوہر کے گھر مین بیٹھنا شرعاً لازم ہے اور اس مدت کے گذر جانے پر اوسکو دوسرے شوہر سے نکاح کرلے کا اختیار ہے - زمانہ جاہلیت مین یہ بھی ایک رسم تھی کہ عورت متوفی عنہا زوجہا بعد انقضائے مدت چار ماہ کسی قدر خوشبوئی وغیرہ اپنے شرم گاہ پر ملتی تھی یا اپنے شرمگاہ کو کسی جانور یا پرندہ کے جسم سے رگڑتی تھی اور ایسا کرنا عدت سے باہر ہو جانے کی علامت تھی - یہ کہا گیا ہے کہ پرند جو عورت کی شرم گاہ پر رگڑا جاتا تھا وہ بہت جلد مر جاتا تھا - جس طرح حرہ (خود مختار اور آزاد) عورت کے لئے عدت معین ہے اوسیطرح لونڈی کے لئے استبرا ہے -

تعداد زوجات اور لونڈیون کے مباح ہونے کی رسم جاہلیت مین بھی مروج تھی لیکن اسلام نے صرف مرد کو اس کا اختیار دیا بخلاف عورت کے وہ ایک ہی مرد کے حفاظت مین رہ سکتی ہے لیکن مرد کو جو تعداد زوجات کی اجازت دی ہے اوسکی رو سے یہ لازمی ہے کہ مرد ایک وقت مین چار عورتون سے زیادہ اختیار نہ کرے مگر لونڈی کا وجود اس تعداد مین مخل نہین ہے یعنی وقت واحد مین چار منکوحہ عورتون پر جتنے چاہے لونڈیان رکھہ سکتا ہے مگر ایک وقت مین ایک مرد کے پاس حرہ عورتین چار سے زیادہ جمع نہین ہو سکتین - جب مرد نکاح کرتا ہے تو اوسکو "احصن" بصیغہ واحد

مذکر غائب اور عورت نکاح کرتی ہے تو اوسکو "احصنت" بصیغہ واحد مونث غائب کہتے ہین اور نیز منکوح مرد کو محصن اور منکوحہ عورت کو محصنہ (بصیغہ اسم مفعول) اور محصنہ (بصیغہ اسم فاعل بھی) کہتے ہین جب مردون عورتون سے نکاح کرتا ہے تو اسکی نسبت کہتے ہین "اثفی الرجل" اور جب اسکی تینون عورتین مرجاتی ہین یا اوسکی عورتین بہت مرتی ہین تو اوسکو مثفی (بصیغہ اسم فاعل) کہتے ہین اسکی تانیث مثفاۃ ہی۔ جب مرد چار عورتون سے نکاح کرتا ہے تو اوس وقت یہ کہتے ہین "حرث الرجل" یعنے مرد نے کھیتی کی۔ ایک مرد کے متعدد زوجات کو ضرائر کہتے ہین اسکا واحد ضرہ بمعنی سوت ہے۔ چونکہ ضرہ کا لفظ ضر سے ماخوذ ہے اس لئے بنظر شگون بد اوسکو جارہ (پڑوسن) کہنے لگے جسکی جمع جارات ہے لیکن جو عورت وقت واحد مین متعدد مردون سے نکاح کرتی ہے اسکو بغیہ کہتے ہین اور جب ایسی عورت کی اولاد ہوتی ہے تو وہ چاہے جس مرد سے منسوب کرسکتی ہے۔ پس وہ شخص جس سے ایسی اولاد منسوب ہوتی ہے کبھی وہ اوس سے انکار کرتا ہے اور کبھی قبول کرلیتا ہے۔ ایسی اولاد کے لئے یہ مثال دیتے ہین "انیک ابن بوحک یشرب من صبوحک" یعنے یہ بیٹا تیرے ہی جماع سے پیدا ہوا ہے جو تیرے ساتھ تیری شراب صبح پیتا ہے۔

عورت کا صداق[1] یعنے مہر جسکا اوپر ذکر ہوا زمانہ جاہلیت مین بھی ایسا ہی لازم تھا جیسا کہ زمانہ اسلام مین لازمی قرار دیا گیا ہے کبھی کبھی مہر کی مقدار بہت بڑھ جاتی ہے۔ زمانہ جاہلیت مین اگر کسی کی لڑکی پیدا ہوتی تھی تو اوس کے باپ کو زیادتی مال کی مبارک باد ان الفاظ سے دیجاتی تھی "نحیناللک النافجۃ"[2]

---

[1] اہل عرب ہر ایک عطیہ کو ایک خاص نام سے پکارتے ہین نکاح مین عورت کو جو عطیہ دیا جاتا ہے اوس کو صداق کہتے ہین۔ شاعر کے عطیہ کو جائزہ مقتول کے خونبہا کو دیت وہ عطیہ جو بعوض اتلاف شئے کے دیا جاتا ہے اوسکو قیمت اور وہ عطیہ جسپر معاوضہ کا اطلاق ہوسکے اوس کو ثمن متفرق جنایات (زدوضرب اور زخم رسانی) کے عوض مین جو عطیہ دیا جاتا ہے اوس کو ارش راہ بتانے والے کو جو عطیہ دیا جائے اوس کو جعالہ محافظ کو بدرقہ کو یعنے اوس شخص کو جو سفر مین ساتھ رہ کر حفاظت کرے جو عطیہ دیا جاتا ہے اوسکو خفارہ منتر پڑھنے والے کے عطیہ کو بسلہ دلال وغیرہ کے عطیہ کو مرالحلوان فقیر کے عطیہ کو صدقہ پیشہ ور اور کاریگر کے شاگرد کو جو عطیہ دیا جاتا ہے اسکو راشن سلطان کو جو دیا جاتا ہے اسکو اتاوہ ذمی جو ٹیکس ادا کرتا ہے اسکو جزیہ کہتے ہین مولف

[2] نافجہ کے معنی ابر بسیار باران کے ہین اور کنایتاً بیٹی کو بھی نافجہ کہہ لیتے ہین کیونکہ وہ بھی بسبب اپنے مہر کے باپ کو مالدار بنا دیتی ہے مترجم۔

ای المغلظۃ لمالک یعنی مبارک ہو تجھکو نافجہ یعنے تیرے مال کو بڑہانے والی - پس بغیر تقرر و تعین صداق (مہر) کے نکاح نہین ہو سکتا - مہر مین سے کسیقدر حصہ قبل دخول دینا چاہئیے اور غیر مودی حصہ کو وہ وفات شوہر پر یا اوسکے متروکہ سے یا طلاق کے واقع ہونے پر وصول کر سکتی ہے کیونکہ وہ (مہر) اوس کا دین (قرض) ہے - شوہر کی موت کے بعد اوس کا فریضہ شرعیہ (یعنی وہ حصہ جو متروکہ میت سے زوجہ کے لئے مقرر ہے) مہر مین داخل نہین ہوتا ہے جو بمقتضائے احکام قرآنیہ مقرر ہے -

وراثت کے حقوق اسطرح پر ہین کہ اگر میت کی کل زوجات یا ایک بھی صاحب اولاد ہو تو زوجات کا حق خواہ ایک ہو یا ایک سے زیادہ چار تک ہون - اون سب کو شوہر کے ترکہ سے ثمن یعنی ۱/۸ حصہ ملتا ہے اور اگر ان زوجات کے بطن سے اولاد نہ ہو تو یہ عورتین ربع یعنی ۱/۴ حصہ کے مستحق ہوتے ہین اگر ایک عورت ہوگی تو مستقل طور پر چوتہا حصہ اوس کو ملیگا اگر وہ متعدد ہون یعنے دو یا تین یا چار تو یہ چوتہا حصہ انُ سب پر تقسیم کر دیا جائے گا - شریعت اسلامیہ مین مرد کو عورت کا دوہرا حصہ مقرر ہے یعنے ایک مرد دو عورتون کے برابر خیال کیا گیا ہے - شوہر کا حصہ اپنی زوجہ کے ترکہ سے اگر اوس زوجہ کے اولاد ہو تو ربع حصہ یعنی ۱/۴ حصہ شوہر کو ملتا ہے اور اگر اولاد نہ ہو تو نصف حصہ یعنی ۱/۲ حصہ اوسکو عورت کے متروکہ سے دیا جاتا ہے -

متوفی کی اولاد نرینہ کو اولاد اناث کا دوہرا حصہ ملتا ہے اگر اوسکی اولاد مین صرف اناث ہون تو اُسکی دو صورتین ہین اگر ایک ہو تو نصف حصہ اور اگر دو یا دو سے زیادہ ہون تو دو ثلث یعنی دو تہائی ۲/۳ دیا جاتا ہے ماں باپ مین سے ہر ایک کو جس حال مین کہ متوفی کی اولاد ہو تو سدس یعنی چھٹا حصہ ۱/۶ اور اولاد نہ ہو تو ابوین مین سے صرف ماں کو ایک تہائی یعنی ۱/۳ حصہ ملتا ہے اگر متوفی کی بہن ہو تو ماں کو چھٹا حصہ یا اگر متوفی کلالہ[1] کو یا اوس عورت کو وارث چھوڑے جسکے بھائی بہن ہون تو ان مین سے ہر ایک کو (خواہ مرد ہو یا عورت باستثنا رتمام مرد عورت کے حصون کے) ایک سدس یعنی چھٹا اور اگر وہ زیادہ ہون تو وہ سب ایک ثلث (ایک تہائی) مین شریک ہو جائین گے - متوفی کی بہن اگر ایک ہو تو نصف اور دو یا اوس سے زیادہ ہون تو سب دو تہائی مین شریک ہو جاتی ہین اگر متوفی کی بہنون کے ساتھ بھائی بہی ہو تو ذکور کا حصہ بمقابلہ اناث کے حصہ کے دوہرا ہوگا - یہ سب حصہ اوس وقت کئے جائین گے جبکہ متوفی کی وصیت پوری کر دیجائے اور اوس کا پورا دین ادا کر دیا جائے -

---

[1] کلالہ مادر جلو گیلڑ بھائی بہن کو کہتے ہین اون کے حصون کی تفصیل فرائض مین مذکور ہے - مترجم

نبذہ

یعنی بقیہ

اُن امور کا بیان جو اولاد سے متعلق ہین

اہل عرب کی یہ عادت تھی کہ کسی کو اپنے نسب مین نہین ملاتے تھے لیکن اوسکو داخل کر لیتے تھے جس کے ساتھ نہایت اختلاط ہوتا جیسا کہ اسکی نسبت اوپر اشارہ کیا گیا ہے یہ اوس صورت مین جب کہ مولود بطیبہ (اوس عورت سے جو متعدد مردون سے نکاح کرتی ہے) کے بطن سے پیدا ہوا ہو ورنہ وہ صرف اپنی مان یا مجہول باپ کے نام سے منسوب کیا جاتا تھا چنانچہ یہ امر زیاد بن سمیہ زوج عبید کے نسبت واقع ہے اور یہ وہ شخص ہے جسکو معاویہ بن ابی سفیان نے اپنے نسب مین ملحق کیا کیونکہ عمرو بن العاص نے یہ کہکر اسکی تعریف کی تھی "لو کان ہذا الغلام من قریش لساق الناس بعصاہ" یعنے اگر یہ لڑکا قبیلہ قریش سے ہوتا تو لوگون کو اپنی لکڑی سے ہانکتا۔ ابوسفیان نے کہا مین اوس شخص کو جانتا ہون جسکا کہ یہ نطفہ ہے تاہم یہ شخص اپنی مان سمیہ ہی کے نام مشہور رہا۔ اور نیز زیاد بن ابیہ اور زیاد بن امہ کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ غرضکہ اہل عرب اوسپر اور اوس کے نسب پر طعن کیا کرتے تھے۔ اوس نے عرب کے مثالب (ذمائم) مین ایک کتاب لکھی ہے اور اپنے بیٹے کو دیکر یہ کہا کہ تو اس کتاب کی وجہ سے عربون پر غالب آجائے گا اور وہ تیرے مقابلہ سے رُک جائین گے۔ اس خاص مضمون پر کتاب لکھنے والا بھلا یہی شخص تھا۔

لونڈیون سے اونکی جو اولاد ہوتی تھی وہ دو حالتون سے خالی نہین ہوتی تھی۔ اگر لونڈی سے نجیب لڑکا پیدا ہوتا تھا تو باپ اوس کے نسب سے مقر ہو جاتا جیسا کہ عنترۃ بن شداد العبسی کی نسبت کہا گیا ہے ورنہ وہ اوس کے نسب کا معترف نہ ہوتا اور اس صورت مین وہ غلام ہی گنا جاتا تھا۔ لیکن اسلام مین بی بی اور لونڈی کی اولاد مین کوئی فرق نہین رکھا گیا بلکہ یہ بات اور زیادہ ہوگئی کہ جو لونڈی اپنے مالک سے حاملہ ہو کر جن لیتی ہے وہ شرعاً حرہ ہو جاتی ہے اور اس وجہ سے بی بی زادہ اور لونڈی زادہ مین نسب اور حقوق مین کچھ بھی فرق نہین ہوتا۔

عرب کی عورتون کی ایک یہ بھی عادت تھی کہ وہ دوسرون کی اولاد کو ہرگز دودھ نہین پلاتی تھین۔ اگرچہ شریف عورتین بھوک سے مرجاتی تھین لیکن کیا ممکن تھا کہ وہ اجرت لیکر کسی کو دودھ پلائے کیونکہ ایسا کرنا اون کی سوسائٹی مین معیوب اور باعث ننگ تھا اسیوجہ سے یہ مثل مشہور ہوگئی ہے۔

"تجوع الحرة ولا تاکل بثدیہا" یعنے خود مختار آزاد عورت بھوکون مریگی مگر وہ اپنے پستانون (کی اجرت) سے کماکر نہین کہائیگی۔

اہل عرب اولاد کو کنایتاً بول (پیشاب) سے بیان کرتے ہین۔ اسی بنا پر ابن سیرین رح نے عبدالملک ابن مروان کی خواب کی تعبیر مین اولاد کو بول سے تعبیر کیا۔ عبدالملک نے خواب مین اپنے کو دیکھا کہ اُس نے مسجد کے محراب مین پانچ مرتبہ پیشاب کیا ہے۔ پس ابن سیرین رح نے اوس کے خواب کی تعبیر مین لکھ بھیجا کہ اگر تیرا خواب سچا ہے تو قریب مین تجھ کو پانچ بیٹے ہون گے جو محراب مسجد مین کھڑے ہون گے اور تیرے بعد وہ خلیفہ ہونگے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

جبتک بچہ ماں کے پیٹ مین ہوتا ہے اوسکو جنین کہتے ہین اور جب وہ ماں کے پیٹ مین ہو اور اوسکی ماں کافرون کے ملک سے لائی جائے تو اوس بچہ کو حمیل کہتے ہین اور اگر بچہ ماں کے پیٹ مین مرجائے تو اوس کو حشیش کہتے ہین اور جب وہ ماں کے پیٹ سے مرکر نکلے تو اوس کا نام حشیش ہے اور جب ماں مرجائے اور بچہ پیٹ چیر کر نکالا جائے تو اوسکو خشعہ کہتے ہین جس لڑکے کے ماں باپ لونڈی غلام ہون اوسکو محبوس کہتے ہین جو بچہ حرہ عورت سے پیدا ہوتا ہے اُسکو ولید کہتے ہین۔ جس بچہ پر پیدائش کے روز سے پورے سات دن نہ گذرے ہون اوس کو صدیع کہتے ہین اور جبتک بچہ دودھ پیتا رہتا ہے اوس کو رضیع کہتے ہین اور جب اوس سے دودھ چھوڑا دیا جائے تو اوس کو فطیم کہتے ہین جب بچہ رینگنے لگے تو اوسکو دارج کہتے ہین جب بچہ کے دودھ کے دانت گرکر دوسرے دانت نکلتے ہین تو اوس بچہ کو مثغر کہتے ہین۔ جب بچہ پر دس سال گذر جاتے ہین تو اوسکو مترعرع اور ناشی کہتے ہین۔ جب وہ قریب بہ بلوغ ہوتو اوسکو یافع جوتل اور مراہق کہتے ہین جب لڑکے کو مونچھون کی سیاہی نمودار ہوتی ہے تو اوسکو فتی کہتے ہین۔ اسکے بعد اوس کو شاب (جوان) کہتے ہین تیس سال سے زیادہ پچاس برس کی عمر والے کو کہل کہتے ہین۔ پچاس برس سے اسّی برس کی عمر والے کو شیخ کہتے ہین اس کے بعد اوس کو لیخن اور کتنی کہتے ہین ایک شاعر کہتا ہے

وماذا تبتغی الشعراء منی ۔۔۔ وقد جاوزت حد الاربعین[1]

ایک دوسرا شاعر یہ کہتا ہے۔

---

[1] ترجمہ۔ شعراء مجھ سے کس بات کی امید کرتے ہین میری عمر تو چالیس برس سے تجاوز ہوگئی ہے۔

ان الثمانین وبلغتھا قد احوجت سمعی الی ترجمان[۱]

دس برس کی عمر والے کو لعاب بالتقلین[۲] کہتے ہین اور بیس برس کی عمر والے کو باغی نسنین[۳] کہتے ہین تیس برس کی عمر والے کو ارسی الساعین (یعنے بڑی کوشش کرنے والا) کہتے ہین اور چالیس برس والے کو البطش الباطشین (یعنی بڑی گرفت والا) کہتے ہین پچاس برس والے کو لیکولیث عفرین اور ساٹھ برس والے کو مونس المجلسین کہتے ہین اور ستر برس والے کو احکم الحاکمین (یعنے بڑی سمجھ کا حکم دینے والا) کہتے ہین اور اسّی[۴] برس والے کو اسرع الحاسبین اور نوے برس والے کو احد الاربزلین کہتے ہین اور پورے سو برس والے کو لاحاء اور لاسا[۵] کہتے ہین۔

عورت کو جو بچہ پہلے پیدا ہوتا ہے اوسکو زکمہ اور آخر کے بچہ کو عجزہ کہتے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ زکمہ عجزہ کا مرادف ہے جو ماں باپ کی آخر اولاد ہے۔ عورت کے پہلے شوہر کے بچہ کو ہرل کہتے ہین لیکن عام لوگ اوس کے پہلے باپ کو قاروط کہتے ہین جو زندہ وہ لڑکا جسکی ماں کا شوہر زندہ ہو۔ یتیم وہ جسکا باپ مرجائے اور وہ بالغ نہ ہوا ہو اگر والدین مرجائین تو اوسکو لطیم کہتے ہین اگر صرف ماں مرجائے تو اوسکو عجی کہتے ہین۔ بہائم مین یتیم اوس بچہ کو کہتے ہین جسکی ماں مرجائے۔ اور بیضۃ العقر بہائم کی آخر اولاد کو کہتے ہین کیونکہ اس وقت تک یا اسکے بعد اوسکی ماں مذبوح ہوجاتی ہے۔

پہلی اولاد کو بکر کہتے ہین کیونکہ بکر کے معنی ہر شئے کے اول کے ہین اور یہ بھی ضرور ہے کہ ہر نوع مین جو اولیات ہوتے ہین وہ خاص خاص نامون سے موسوم ہوتے ہین تاکہ وہ بوقت بیان کے شناخت ہوسکین۔ مثلاً حب فاتحہ کا لفظ کہا جائے تو اس کے معنی اول کتاب کے ہین۔ اسی طرح شرخ۔ ریعان۔ یفعہ غنفوان اور فلوہ اول شباب (جوانی) کو کہتے ہین اور اول مطر (بارش) کو ریق اول امر کو حدثان اول ربیع یعنے ہوا کو عثنون اور اول صبح کو تباشیر اول نہار (دن) کو صبح اول لیل (رات) کو

---

[۱] ترجمہ۔ مین اسّی برس کی عمر کو پہونچگیا اب مجھے ترجمان کی ضرورت ہے۔

[۲] قلین قلت کا تثنیہ ہے اور قلین دو لکڑیان ہوتی ہین جن سے لڑکے کھیلتے ہین اسکی جمع قلات اور قلیون ہے یعنے گلی ڈنڈا کھیلنے والا۔ مولف

[۳] باغی نسنین کے معنی طالب النساء کے ہین یعنی عورت کا طلبگار۔ مولف

[۴] لاحاء اور لاسا کے معنے ہین نہ مرد نہ عورت یعنے حد سے زیادہ ضعیف آدمی نہ مرد ہوتا ہے نہ عورت۔ مولف

غشی موسم بہار کی اول مطر (بارش) کو وسمی[1] اول نبات یعنی گھاس وغیرہ کے موسکے کو یا رض اول زرع (کھیتی) کو لعاع اول فاکہہ (میوہ) کو باکورہ اول جیش (فوج) کو طلیعہ اول شرب (پینا) کو نہل اول سکر (نشہ) کو نشوہ اول نوم (نیند) کو نعاس اول شیب (پیری) کو وخط بچہ کی پیدائش کی پہلی صبح کو استہلال اول بخار کو رس اول مرض کو وعث خطیب یعنی واعظ یا مقرر پہلے جس چیز کو شروع کرتا ہے اوسکو خطبہ شاعر اپنے قصیدہ مین پہلے جس چیز کو شروع کرتا ہے اُسکو براعت استہلال اور حسن مطلع کہتے ہین۔

زمانہ جاہلیت مین یہ دستور تھا کہ جب کسی کا بیٹا اوسپر غالب ہوجاتا تہا خواہ کسی سبب سے یا ازروے نسب کے تو وہ اوسکو عام جلسون مین لاکر کہڑا کردیتا تھا اور لوگون سے خطاب کرکے کہتا تھا کہ یہ میرے اپنے اس بیٹے کو اپنا جانشین چہوڑتا ہون اگر یہ کوئی گناہ (خطا) کرے تو مین اوسکا ضامن نہین ہون اور اگر اسپر کوئی گناہ کیا جائے یعنی ظلم کیا جائے تو مین کوئی چیز طلب نہین کرونگا یعنی مین نے اپنے کو اس سے بری کرلیا ہے۔ اسکے بعد اوس شخص سے اوس کے کسی گناہ یا خطا کا مواخذہ نہین کیا جاتا تھا۔ زوزنی کہتا ہے کہ خلیع وہ شخص ہے جسکو اوس کے کنبہ والون نے بسبب اُسکے خبث (بدی) کے علیحدہ کردیا ہو۔ ائمہ رم کا یہ خیال ہے کہ خلیع فی البیت سے مقامر (جواری) اور معیل سے مرد کثیر العیال مراد ہے۔

نبذہ

یعنی بقیہ

جنازون کے بیان مین

زمانہ جاہلیت مین اہل عرب میت پر واحرباہ کہہ کر رویا کرتے تھے۔ اسکی بناء یہ ہے کہ جب حرب مین

[1] نبی کہتا ہے اصنعۃ بالعودۃ الظبیۃ التی بغیر ولی کان نا ملہا الوسمی یعنے کیا وہ معشوقہ ہرن کے مشابہ ہے صرف اپنی پہلی ملاقات سے جو مثل وسمی بارش کے تہی اپنی دوسری ملاقات کے بغیر جو بمنزلہ بارش ولی کے ہے مجھ پر اپنا احسان جتائیگی۔ پس اس شعر مین وسمی سے وہ بارش مراد ہے جو موسم بہار مین ہوتی ہے اور ولی وہ بارش ہے جو اس کے بعد ہی ہوتی ہے۔ مترجم

امیہ مرگیا تو اہل مکہ نے واحرباہ کہا اس کے بعد یہ کلمہ میت کے رنج اور افسوس کے اظہار میں مستعمل ہونے لگا - اہل عرب میت کو قبر تک جو لے جاتے تھے تو میت کے عزیز اقارب جنازہ کے پیچھے برہنہ پا چلتے جاتے تھے اور عورتیں بال کھول دیتی تھیں اور منہ اور سر پر راکھ ملتی تھیں - اور نیز یہ کہ زمانہ جاہلیت میں عورتیں میت کے سوگ اور غم میں سر مونڈ واتی تھیں اور یہ امر عربوں کے اس قول سے ظاہر ہوجاتا ہے وہ یہ کہتے تھے لاتفعل ذلک افلک حالق" یعنے تو یہ کام مت کر تیرے لئے تو سر مونڈوانا پڑیگا - اور لغت میں حالقہ کے معنے اوس عورت کے ہیں جو کسی مصیبت اور حادثہ کے باعث اپنا سر مونڈوا ڈالے - میت پر رونے کے لئے اُجرت پر رونے والی عورتوں کو بلاتے تھے جنکو نائحات کہتے ہیں ان کا یہ کام تھا کہ وہ میت کے حمیدہ اوصاف کو بیان کر کے خوب روئیں اور پیٹیں - اس رونے پیٹنے کے بعد جبکہ میت کو دفن کر کے واپس آجاتے تھے تو اُن کے سامنے کھانا لایا جاتا تھا رنج و مصیبت کے ضیافتیں چھ مرتبہ ہوتی تھیں ان ضیافتوں میں خاصکر نائحات کو کھانا کھلایا جاتا تھا اور ان چھ ضیافتوں کی تفصیل یہ ہے موت کے تیسرے روز (یعنی تجہیز) کو اور نویں روز اور پندرھویں روز اور چالیسویں روز اور چھ مہینے کے اختتام پر اور آخری ضیافت سال کے اختتام پر ہوتی تھی یعنے برسی کی ضیافت - اصفہانی کہتا ہے کہ اگر کوئی عورت اپنے شوہر پر کھڑے ہوکر روتی تھی تو یہ سمجھا جاتا تھا کہ اب وہ دوسرا نکاح نہیں کریگی

ان عادات و رسوم میں سے بلاد اسلامیہ میں اس زمانہ تک بھی بعض رسوم و عادات باقی ہیں - لیکن بہ سبب اختلاف ممالک ان رسوم میں بھی اختلاف ہے کیونکہ بعض ممالک میں رونا پیٹنا نہیں بھی ہوتا اور جب تک میت کی لاش گھر میں ہوتی ہے البتہ اسوقت تک تھوڑا بہت رولیتے ہیں بعد دفن کے کچھ رونا پیٹنا نہیں ہوتا - اور بعض ممالک میں ایام معین تک رسم عزاداری (یعنے پرسا دینا) اور جزع و فزع ہوتا ہے - ممالک مصر میں کبھی کبھی ایک ہفتہ یا اس سے زیادہ چالیس روز تک بھی میت کے عزیز وغیرہ رویا کرتے ہیں اور وہ اپنے ہاتھوں کو نیل سے رنگتی بھی ہیں اور اون نیلی ہاتھوں سے منہ پر مارتے ہیں اور سر کے بال کھول کر محفلوں اور صحنوں میں ناچتی ہیں اور اسقدر روتی پیٹتی ہیں کہ ایک قیامت برپا ہوجاتی ہے اور دف بجا کر غم آمیز اشعار بھی پڑھتی ہیں جسکی آواز قبرستان کے باہر تک سنائی دیتی ہے -

میت کو دفن کرنے کے لئے لے جانے سے پہلے غسل دیا جاتا ہے اور خوشبو بھی لگائی جاتی ہے اور کفن پہنایا جاتا ہے کفن کے کپڑوں کی تعداد بعض وقت سات تک ہوتی ہے اور کفن میں

جو کپڑا لگایا جاتا ہے وہ روئی کا اور سفید ہوتا ہے - اور اگر میت اہل علم سے ہوتا ہے تو موذن نماز (جنازہ) کے لئے اذان دیتا ہے تاکہ لوگ نماز جنازہ کے لئے جمع ہو جائیں ورنہ میت کو جامع مسجد مین لے جاتے ہین اور یہان (مسجد مین) اذان دیکر لوگون کو بلانے کی ضرورت نہین پڑتی - بہر صورت جنازہ کی نماز مین پہلی صف مشایخ اور حفاظ کی ہونی ضرور ہے - حافظ لوگ چھوٹی چھوٹی جھنڈیان لئے ہوتے ہین جنکے پہریرون پر شہادتین[1] اور دیگر آیات قرآنی لکھی ہوتی ہین اور یہ لوگ قصیدہ بردہ یہی پڑھتے ہین جو جناب رسالت مآب صلعم کی مدح مین شیخ محمد بوصیری نے لکھا ہے یا جامع مسجد تک کلمہ توحید پڑھتے جاتے ہین - یہان لوگ پہلے سے جمع ہوتے رہتے ہین جو میت پر نماز پڑھتے ہین - پہر میت کو قبرستان کو لے جاتے ہین - بغیر صندوق کے جو لحد کھود کر تیار کی جاتی ہے اوس مین میت کو لٹا دیتے ہین اور ایک شیخ جو مذہبی پیشوا ہوتا ہے وہ میت کے کان مین دینی قواعد کے مطابق کچھ تلقین کرتا ہے - پہر اوسپر مٹی ڈالی جاتی ہے پہر اوسپر قبر کی علامت بنا دیجاتی ہے جسمین سنگ رخام یا اینٹ اور پتھر یا اور کسی قسم کا عمدہ پتھر لگایا جاتا ہے اور اکثر اس پتھر پر تاریخ وفات متوفی اشعار وغیرہ مین کندہ کرا دیجاتی ہے - اس وقت قبر کے پاس جو لوگ جمع اور موجود رہتے ہین وہ متوفی کے وارثون سے تعزیت کرتے ہین اور بعض لوگ بعد واپسی مکان پر تعزیت کے لئے آتے ہین[2] - لیکن فقیرون کو کھانا کھلانا یا کچھ نقد روپیہ صدقہ دینا یا مولود وغیرہ اذکار راتون کو پڑھانا یا چند روز تک قبر پر تلاوت قرآن اور قبر کی زیارت کا کرنا خواہ وہ مرحوم کے اقارب سے مرد ہون یا عورتین خصوصاً ہر جمعہ کو زیارت ضروری ہے اور قبر کو آراستہ کرنا یا اوسپر سبزی وغیرہ لگانا خصوصاً درخت آس (ایک قسم کا درخت ہے) کی شاخین لگانا یہ سب ایسے امور ہین کہ جنکا کرنا لازمی ہوتا ہے -

لغت مین موت - غیض - اکاء اور خزاع ایک ہی معنی مین مستعمل ہوتے ہین - اور توفی بصیغہ مضارع معروف کہنا غلط ہے بلکہ بصیغہ مجہول کہنا صحیح ہے کیونکہ صیغہ مجہول کے معنی روح قبض کر لی گئی ہین - موت کو ہادم اللذات بھی کہتے - جلدی سے جو موت آتی ہے اوسکو مجہز کہتے ہین اور محتضر کے معنے

---

[1] شہادتین سے مراد اشہد ان لا الہ الا اللہ اور اشہد ان محمد رسول اللہ ہے - مترجم

[2] اس ملک مین تو قبر پر تعزیت کرنے کا دستور نہین ہے بلکہ بعد واپسی مکان پر رسم تعزیت ادا کی جاتی ہے - مترجم -

موت سے قریب ہونے کے ہین۔ جب کوئی نوجوان مرجاتا ہے تو اخضر الرجل کہتے ہین اگر کسی ضعیف آدمی کی موت قریب آتی ہے تو اجز رالشیخ کہتے ہین۔ جو شخص طبعی موت سے مرتا ہے اوس کو مات حتف انفہ کہتے ہین موت ابیض مرگ مفاجات کو کہتے ہین۔ موت احمر سے وہ موت مراد لی جاتی ہے جسمین کوئی شخص قتل کیا جاتا ہے امثال ابی عبیدہ کے حاشیہ مین لکھا ہے کہ موت احمر کے معنی تلوار سے قتل ہونا ہے اور موت اسود کے معنی گلا گھونٹ کر مارنے کے ہین اور موت ابیض کے معنی حتف انف مرنے کے ہین یعنی طبعی موت سو مرنا عام موت کو جارف کہتے ہین۔ حیائل موت کے معنی اسباب موت کے ہین۔ کسی شخص کا بڑا بیٹا مرجائے تو اوسکی نسبت اخصب فلان ولدًا کہتے ہین اور اگر چھوٹا بیٹا مرجائے تو افترطہ کہتے ہین۔ فوز الرجل کے معنی قضی نحبہ کے ہین یعنی مرگیا اور ہوز یتمین اور جزر کے معنی مات یعنی مرگیا ہین۔

میت کو جنازہ۔ عاکی۔ خبیص۔ نیط اور عرش کہتے ہین میت کی لاش کو جسمین بو پیدا ہوجاتی ہے جیف کہتے ہین مدفون اور مقبور یعنے مردہ کو جنین بھی کہتے ہین۔ لاش سے جو پیپ اور لہو نکلتا ہے اوس کو مہل کہتے ہین۔ ربع۔ شرجع۔ نعش۔ تابوت۔ ارآن اور آلۃ لکڑی کے تخت کو کہتے ہین جسپر میت کو اٹھاکر لے جاتے ہین۔ حرج اون لکڑون کو کہتے ہین جو دونون طرف ایک دوسرے سے ملاکر باندھ دیجاتی ہین اور یہ کبھی عورتون کی نعش پر بھی بناتے ہین۔ دکہ لکڑی کی اوس کرسی یا تخت کو کہتے ہین جسپر میت کو غسل دیا جاتا ہے۔

حفرہ۔ حفیر۔ ذنوب۔ رجم۔ رجمۃ۔ رامس۔ رمس۔ مرمس۔ ریم۔ زعلوفہ۔ ثکنہ۔ جثوہ۔ جثن۔ زعلوقہ۔ صہر۔ صیر۔ ضریح۔ ترب۔ حد۔ وتیرہ۔ ودع۔ ادم۔ جدث۔ جدف اور جدل قبر کو کہتے ہین۔ اصواء کے معنی قبور کے ہین۔ جنافیر عادتی قبرون کو کہتے ہین اسکا واحد جنفور ہے لحد اسکو کہتے ہین کہ قبر کے عرض مین ایک کنارہ پر اندر کے طرف کھود کر ایک اور قبر کی برابر جگہ تیار کی جاتی ہے۔ نصاری یعنی عیسائیون کی قبرون کو نواویس کہتے ہین اگر وہ اسلام سے قبل مٹ مٹاکر زمین کے برابر ہوگئی ہون تو اونکی مٹی کہیتون مین کھاد کے طور پر اور قبرستانون مین اور شہر کی عمارتون اور بیت اللہ کے استعمال کے لئے لیجانا جایز ہے۔ تربت مقبرہ کو کہتے ہین۔ محناۃ کے معنی قبر کے گڑھے کے ہین۔ قبر کی جانب اور طرف کو جال اور رجول کہتے ہین لحد پر جو چوڑا پتھر رکھا جاتا ہے اوسکو حمارہ کہتے ہین اور ضریح کے معنی بھی قبر کے گڑھے کے ہین میت کو کفن پہناکر پتھرون مین دفن کرنے کو تحسیب کہتے ہین رجم القبر کے معنی علم القبر کے ہین

یعنی قبر پر اونچا پتھر جو نصب کیا جاتا ہے یا وہ قبر پر ایسا نشان نصب کیا جائے۔ قبر کی مٹی کو ہالی کہتے ہین۔ کھپچر وغیرہ سے قبر کو لیپنے سے پہلے اوسمین جو مٹی ڈالی جاتی ہے تو اسوقت جمہر القبر کہتے ہین۔

مقالہ چہارم

عرب کے مذاہب۔ معابد اور طریقہ عبادات وغیرہ کا بیان

اس مین چھ فصلین ہین

فصل اوّل

عرب کے مذاہب کا بیان

زمانہ جاہلیت مین اہل عرب بہ لحاظ عبادت (مذہبی مراسم دعادات کے) مختلف اقسام پر منقسم تھے۔ بعض تو خالق اور بعث دونون کے منکر تھے اور اون کا قول تھا کہ عالم جو پیدا ہوا ہی وہ طبیعت سے پیدا ہوا ہے اور زمانہ اوس کا مفنی یعنی فنا کرنے والا ہے۔ بعض خالق کو پہچانتے تھے لیکن اون کو بعث سے انکار تھا۔ اور بعض بتون کو پوجتے تھے۔ اور بعض ستارون کی مثلاً سورج۔ چاند عطارد اور مشتری وغیرہ کی پرستش کرتے تھے۔ اسیوجہ سے اون کے نام بھی اسی قسم کے تھے جن سے اون کے طریقہ عبادت یعنی معبود کاذب کا نام ونشان پایا جاتا تھا۔ مثلاً عبد العزی عبد یغوث یتم اللات۔ عبد شمس اور عبد مشتری وغیرہ۔

مجوسیت بنی تمیم کے خاندان مین تھی زرارہ بن عدی اور اوس کا بیٹا علی انہین مین تھا اس نے اپنی بیٹی کا نکاح مذہب مجوس کے قواعد کے بموجب مجوسیون ہی مین کر دیا تھا۔ لیکن پہر بعد مین نادم ہوا۔

زندیقیت قریش مین تھی جسکو اونہون نے جزیرہ والون سے سیکھا تھا۔

یہودیت قبیلہ نمیر۔ بنی کنانہ اور بنی حارث بن کعب اور کندہ مین تھی۔ مقریزی کا بیان ہے کہ

انہون نے سنہ کیسہ کو اون یہودیون سے سیکہا جو صموئیل نبی کے زمانہ مین (یعنی سنہ مسیحی سے ایک ہزار ستاون سال پیشتر اونکی وفات ہوئی) مقام یثرب مین اُترے تھے۔ ابوالفرج اصبہانی سموال بن عادیا یہودی کے ترجمہ (حالات سوانح عمری) مین لکہتا ہے کہ سموال بن عادیا یہودی کاہن بن ہارون بن عمران کی اولاد سے تھا موسی علیہ السلام نے عمالیق پر ایک فوج بھیجی تھی جنکے قتل و غارت کی کوئی حد باقی نہین رہی تھی اور اون کے قتل و غارت کا اثر ملک شام تک پہونچگیا تھا اور اپنی فوج کو موسی علیہ السلام نے حکم دیا تھا کہ اگر تم اونپر غالب ہوجاؤ تو اون سب کو قتل کر ڈالنا۔ چنانچہ جب اس فوج کو فتح حاصل ہوئی تو اونہون نے سب کو قتل کیا مگر ایک شاہزادہ کو جو بہت حسین تھا اونہون نے رحم کہاکے چہوڑ دیا۔ اور جب موسی علیہ السلام کی وفات کے بعد اس فوج کے لوگ شام کو واپس آئے اور بنی اسرائیل کو اونہون نے اپنی تمام کارروائی سے مطلع کیا تو اونہون نے کہا کہ تم باغی ہو ہمارے ملک شام مین تم کو نہین داخل ہونا چاہیئے اور تم یہان سے نکل جاؤ۔ اون مین سے بعض نے کہا اب اس حالت مین ہمارے لئے کوئی ملک نہین ہے سوا اوس ملک کے جسپر ہم نے فتح حاصل کی ہے یہ کہکر یہ سب لوگ یثرب مین آکر مقیم ہوگئے یہ واقعہ قبیلہ اوس اور خزرج کے یثرب مین آنے سے پہلے کا ہے اور ملک یمن مین سیل عرم (جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے) کا بھی یہی زمانہ ہے۔ انہین یہودیون کی اولاد مین قبیلہ قریظہ۔ نضیر۔ بنی قینقاع وغیرہ داخل ہین ان لوگون کے نسب کا حال معلوم نہین ہوسکا جو ذکر کیا جائے کیونکہ وہ اہل عرب سے نہین ہین اسیوجہ سے عربون نے اون کے انساب کو جمع کیا اور وہ اون کے حلیف ہین[1]۔

جب ہم مقریزی اور اصبہانی کے کلام مین بعد حذف اون جہوٹے سچے قصون کے جنکے بیان کرنے کی راویون کی عادت ہے مطابقت کرنا چاہتے ہین تو ہم اسمین جنگ شاول بادشاہ اسرائیل کے طرف جو اجاج بادشاہ عمالیق کے ساتھ ہوئے تھے ایک اشارہ پاتے ہین۔

ابن خلدون کا بیان ہے کہ اہل عرب مین پہلے جس نے مذہب یہود کو رواج دیا وہ ذونواس ہے جو تبابعہ سے ایک بادشاہ تھا جسکا نام یوسف تھا اس کے سبب سے اہل یمن یہودی ہوئے اور اسنے نجران کے عیسائیون کو قتل کیا۔ لیکن اور لوگون کا بیان ہے کہ اس بادشاہ کا زمانہ جلوس سنہ ۴۹۰ء ہے

ص ۷۵

[1] باہمی دوستی اور معاونت پر جو معاہدہ حلف کے ساتھ کیا جاتا تھا اور ایسا معاہدہ کرنے والے ایک دوسرے کے حلیف کہلاتے تھے۔ مترجم

کتاب محیط المحیط مین یہ لکھا ہے کہ اصحاب اخدود سے مراد اہل نجران ہین جنپر زرعہ بن کعب بادشاہ یمن نے دجس کا لقب ذی نواس حمیری ہے، چڑہائی کی اس سنے اونکو مسیحی مذہب کے چھوڑنے اور یہودی مذہب کے اختیار کرنے پر مجبور کیا جب اونہون نے انکار کیا تو اوس نے گڑہے کہدوائے اور اوس مین آگ جلاکر اون لوگون کو جنپر اوس نے غلبہ پایا تہا ڈلوادیا۔

عیسائیون کی تاریخ کی بعض کتابون مین یہ لکھا ہے کہ دمیان یہودی یمن کا حاکم تھا یہان اریوسیین سے جو لوگ تھے اون کو بجور وظلم مجبور کیا اس اثنار مین ایلسبان بادشاہ حبشہ اوس کے مقابلہ کے لئے آیا اور اوسپر غالب آیا یہ واقعہ ۵۲۱ء کا ہے بعض مولفات (کتب تاریخ) مین یہ لکھا ہے کہ یہ واقعہ حبشیون اور یمنیون مین بحر کے پاس بمقام ایلہ (جو کہ اب ویران ہے) واقع ہوا تھا بادشاہ ذونواس حمیری نے اس ننگ وعار سے کہ وہ اہل حبش کا قیدی بنے اپنے آپ کو سمندر مین ڈالدیا۔

قرون وسطی کی تاریخ مین یہ لکھا گیا ہے کہ یمن کے بادشاہان حمیری جو مسیحی چوتھے قرن کے اوائل مین یہودی ہوگئے تھے اونہون نے عیسائیونکو ظلم سے مجبور کیا یہ بیچارے مظلوم شاہان حبش سے اعانت کے طلبگار ہوئے جب ۵۲۹ء مین نجاشی یمن کو آیا تو اوس نے یہان ایک شخص کو جسکو ارباط کہتے تھے اور جو ابرہتہ اشرم صاحب فیل کا باپ تھا حاکم بنایا۔ ابرہتہ اشرم نے مکہ پر چڑہائی کی تھی اور اوسکا محاصرہ بھی کرلیا تھا مگر عبدالمطلب کی بہادری نے اوس کو ناکامیاب واپس کیا یہ واقعہ ۵۵۰ء کا ہے ابرہتہ کی اولاد جب بادشاہ ہوگئی تو کسرے نوشیروان نے اون کو یمن سے نکال دیا اور اونکے عوض مین اس ملک کے قدیم بادشاہون کی نسل سے ایک شخص کو ۵۷۲ء مین حاکم مقرر کیا۔

جس شخص کا اوپر ذکر کیا گیا ہے کہ وہ نوشیروان کے طرف سے یہان حاکم مقرر ہوا تھا وہ سیف بن ذی یزن حمیری تہا ابن درید اسکی نسبت کہتا ہے

وسیف استعلت بہ ہمتہ — حتی رمی البعد شأو المرتمی
فجرع الحبش سماً ناقعاً — واحتل من غمدان محراب الدمی[1]

عیسائیت قبیلہ ربیعہ اور غسان اور بعض قضاعہ مین تہی۔ ابن خلدون مغربی کا بیان ہے کہ اہل نجران کا

[1] ترجمہ۔ سیف بن ذی یزن وہ شخص ہے جس سے اوسکی ہمت بلند ہوگئی یہان تک کہ اوس نے دور مین بہت دور تیر مارا۔ حبش کو اوسن نے سریع الاثر زہر پلایا اور غمدان مین محراب دمی کو گرایا۔
اس شعر مین دمی کا لفظ لایا گیا ہے جس کے معنی سنگین بت کے ہین بت تراشی کرکے پتھر سے بنایا جاتا ہے۔ مترجم

مذہب عرب مین مسیحی تھا یہ لوگ اپنے مذہب مین بڑے ثابت قدم تھے اور ان لوگون نے اس مذہب کو ایک شخص سے اختیار کیا تھا جو ملک تبعہ سے یہان آیا تھا اور اس کا نام سیمون تھا اور یہ شخص اصحاب حواریین کے باقی ماندون سے تھا۔

کتاب مقدس مین بیان کیا گیا ہے کہ پولس رسول (پیغمبر) وہ پہلے شخص ہین جنہون نے اہل عرب کو انجیل کی بشارت دی عیسائیون کی تاریخ کی بعض کتابون مین یہ لکھا ہے کہ تیسرے قرن مسیحی مین عرب کے ایک حاکم نے مشہور معلم اوریجانوس سے ملاقات چاہی اوس نے اہل عرب کے ایک قبیلہ کو جو جنگلون مین پڑا پھرتا تھا ہدایت کی۔ اسیطرح مسیحی چوتھے قرن مین موسیٰ راہب مصری عرب مین آیا جہان اسمعیل علیہ السلام کی اولاد رہتی تھی اور اونکو بشارت دی اون کے حاکم کی عورت جسکا نام موفیہ تھا عیسائی ہوگئی۔ قرن وسطی کی تاریخ مین یہ درج ہے کہ غسان کے عرب قیصر والنتین کے عہد مین عباد الصحرا (دناک) کے ہاتھ پر بمقام شام عیسائی ہوئے۔

صہ ۷۷ بتون کی پرستش عربون مین قدیم سے چلی آتی ہے اور اوسکی قدامت کی دلیل بہت ہی واضح ہے لیکن اس کے عرب مین داخل ہونے کے اسباب کیا ہین یہ ایک باریک بات ہے۔ ہم اس مقام پر وہی امور بیان کرتے ہین جنکو عرب کے اکثر مورخ مثلاً شہرستانی اور ابن خلدون وغیرہ نے بیان کیا ہے کعبہ مین بتون کو رکھ کر اون کی جس نے عبادت کی اور تمام عربون نے بہتابعت اوس کے بتون کو پوجا اور زمانہ اسلام تک اوسپر مداومت رہی اسکا بانی عمرو بن لحی بن حارثہ بن امرء القیس بن ثعلبہ بن مازن الازد کہلان بن سبا کی اولاد سے ہے جو حجاز کا بادشاہ تھا اور قبیلہ قضاعہ کے لوگ اسی کے طرف منسوب ہین اور وہ کہتے ہین کہ ہم کعب بن عمرو المذکور کی اولاد سے ہین۔ اسکا سبب یہ ہے کہ جب عمرو مذکور شام کے علاقہ مین مقام بلقاء پر پہونچا تو اوس نے یہان ایک قوم دیکھی جو بتون کو پوجتی تھی عمرو مذکور نے اون سے انکی کیفیت دریافت کی انہون نے کہا یہ ہمارے ارباب (خدا) ہین ہم نے اون کو جیسا کل علویہ اور بشری صورتون پر بنایا ہے ہم اون سے مدد مانگتے ہین تو وہ ہمین مدد دیتے ہین اور جب ہم قلت بارش کی وجہ سے اون سے پانی مانگتے ہین تو وہ پانی برساتے ہین یہ سنکر عمرو کو تعجب ہوا اور اوس نے اون سے ایک بت مانگا تو اونہون نے ہبل (نام بت) اوس کے حوالہ کیا وہ ہبل کو ساتھ لیکر مکہ پہونچا اور اوسکو لیجاکر کعبہ مین رکھا اور نیز اوس نے اور دو بت جنکا نام اساف اور نائلہ تھا اپنے ساتھ لیتا آیا تھا یہ دونون بت مقام زمزم مین تھے۔ پھر لوگون کو ان بتون کی عبادت کے طرف مائل کیا وہ سب کے سب راضی ہوگئے۔ یہ واقعہ سابور بادشاہ فرس کے زمانہ کا ہے یعنی سنہ مسیحی کا چوتھا قرن یا اسلام سے چار سو برس پیشتر ہے۔ عمرو مذکور سے یہ بھی روایت ہے کہ بحیرہ

سابئہ اور حامی کا رواج اسی سے ہوا اور یہ شخص بعث کا بھی منکر تھا چنانچہ وہ خود کہتا ہے۔

حیاۃ ثم موت ثم حشر کلام خرافۃ یا ام عمرو[1]

بعض لوگون کا یہ بھی خیال ہے کہ عمرو مذکور کا بیٹا اساف اور سہیل کی بیٹی نائلہ نے کعبہ مین بدفعلی کی خدا نے اون کو مسخ کر دیا اور وہ دونون پتھر بنگئے قریش نے اون کو پوجنا شروع کیا۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ یغوث۔ یعوق اور نسر آدم علیہ السلام کی اولاد کے نام ہین جو بہت عابد اور متقی تھے جب یہ مر گئے تو شیطان اون کے پاس آیا اور اون کو فریب دیکر اسبات پر آمادہ کیا کہ وہ اون کی صورتین بناکر مسجد کے قبلہ مین رکھین تاکہ جب تم اون کو دیکھو تو یاد کرو جب اونہون نے اسبات کو مان لیا تو اونکو پرستش پر آمادہ کیا پھر وہ اونکی پرستش کرنے لگے۔ اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ود کی صورت مرد کی تھی اور سواع کی عورت کی اور خود یغوث کی صورت شیر کی اور یعوق کی صورت گھوڑے کی اور نسر کی صورت گدھ کی ص۷۸

یہ بت یا اور اسی قبیل کے اور دوسرے بت جنکی عربون مین پوجا ہوتی تھی ایک ایک قبیلہ سے مخصوص تھے کثیر قبیلہ جدیس اور طسم کا بت تھا اور ود قبیلہ کلب کا جو دومۃ الجندل مین تھا۔ اور یہ بنی تمیم کا اور سواع ہذیل کا اور یغوث قبیلہ مذحج اور نیز دوسرے یمن کے قبیلون کا۔ اور نسر قبیلہ ذی الکلاع کا جو حمیر مین تھا اور یعوق ہمدان کا۔ اور لات ثقیف کا جو مقام طائف مین تھا اور اس کے حجاب (مجاور) بنو معتب تھے جو قبیلہ ثقیف سے ہین اور عزی قریش اور بنی کنانہ کا جس کے حجاب بنو شیبہ تھے۔ مناۃ اور ذوالشری اوس اور خزاج کے بت تھے اور یاجر ازد کا اور جبار بنی ہوازن کا اوال بکر اور تغلب کا۔ محرق بنی بکر بن وائل کا۔ سعد بنی ملکان بن کنانہ کا۔ اور تعیر خاصکر بنی عنترہ کا عمیانس خولان کا یہ لوگ اس بت کے لئے اپنے جانور اور کھیتی اور مال مین سے کچھ حصہ دیتے تھے رضا بنی طے کا۔ ذوالکفین قبیلہ دوس کا۔ بجہ۔ جرشیں۔ جلد۔ شارق۔ عائم۔ اقیصر۔ کعبۃ۔ مدان۔ عوف۔ مناف۔ یالیل۔ جیہتہ بھی بتون کے نام ہین لیکن ہم کو اون کے ناموں کے سوا اُنکے اور حالات سے واقفیت نہین ہے۔ اساف اور نائلہ جنکا اوپر ذکر ہوا یہ دونون بت صفا مروہ پر تھے اور ہبل جو ان سب بتون مین بہ لحاظ قدر و منزلت کے بہت بڑا قابل تعظیم تھا وہ کعبہ پر رکھا ہوا تھا۔

---

[1] ترجمہ۔ جینا مرنا پھر حشر مین پیدا ہونا ای ام عمرو یہ خرافات باتین ہین۔

ملطبرون کہتا ہے کہ لات جسکا ابھی ذکر ہوا یہ بت آسمان کے ستارہ زہرہ کے مشابہ تھا جو حجر اسود کے (تمثال) مین پوجا جاتا تھا۔ لیکن عرب کے بعض کتاب یعنی مورخ کہتے ہین کہ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حجر اسود جسکی نسبت اعتقاد کیا جاتا ہے کہ وہ جنت کے جواہرات سے ہے اور اوسکا رنگ سفید تھا لیکن حجاج کے کثرت مس اور تقبیل (بوسہ دینے) سے اوسکا رنگ سیاہ ہوگیا یا جیسا کہ اورون نے کہا ہے کہ وہ جنت کے یاقوتون سے ایک یاقوت ہے قیامت کے دن خدای تعالی اوسکو بھی اورون کے ساتھ اوٹھائیگا اوس وقت اوسکی دو آنکھین ہونگے اور زبان بھی ہوگی جسسے وہ باتین کریگا صدق نیت سے اوسکو جس نے بوسہ دیا ہے وہ اوسپر گواہی دیگا۔ یہ پتھر زمانہ جاہلیت مین بڑا معظم و مکرم سمجھا جاتا تھا کیونکہ عرب کے قبیلے کعبہ مین جمع ہوتے تھے اور رسات دفعہ اوسکا طواف کرتے تھے اور اوس پتھر کو بوسہ بھی دیتے تھے۔

ملطبرون نے ایک اور بت کا ذکر کیا ہے جسکا نام اوس نے ابر اطلاہ رکھا ہے اور یہ کہا ہے کہ یہ بت بھی عرب کے معبودات (بتون) مین سے ایک بت تھا اور آگ کا خدا سمجھا جاتا تھا۔

الشبہی کا بیان ہے کہ ہر گھر والے کا ایک بت ہوتا تھا جسکی وہ اپنے گھرون مین عبادت کرتے تھے جب کوئی شخص سفر کا ارادہ کرتا تو سوار ہونے کے وقت اوسکو چومتا اور بوقت سفر جو کام کیے جاتے تھے اون مین آخری کام یہی ہوتا تھا اور جب سفر سے واپس آتا تھا تو پہلا کام وہی ہوتا تھا جو سفر کرتے وقت آخری کام ہوتا تھا یعنی اوس بت کو چومنا غرض کہ اپنے اہل وعیال مین داخل ہونے سے پہلے یہ کام کرنا پڑتا تھا۔ ص ۷۹

یہ بت جو پتھرون سے بنائے جاتے تھے انکو انصاب کہتے تھے واحد اسکا نصب ہے یعنیم بھی بت کو کہتے ہین اور تمثال (اسپیچو) لکڑی کی بنائی جاتی ہے اور دمیہ گوند سے بنایا جاتا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ دمیہ کے معنی منقش صورت کے ہین جسمین مثل دم (خون) کے سرخی ہو۔ دمیہ رخام سے بنایا جاتا ہے یا عام ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہاتھی دانت کی ایک نہایت حسین صورت بنائی جاتی ہے چنانچہ یہہ کہا وت ہے "احسن من الدمیہ" یعنے دمیہ سے زیادہ حسین ہے اور دمیہ کے معنے ضم یعنی بت کے ہین۔ اور نہار۔ جبت کے بھی یہی معنی ہین۔ بغور وہ پتھر ہے جسپر بت کیلئے قربانی کیجاتی ہے یعنی اوسپر گائے وغیرہ ذبح کیجاتی ہے۔

ابو الفرج اصبہانی کے بیان سے یہہ مستفاد ہوتا ہے کہ اہل عرب سیاہ اونٹ کو بھی پوجتے تھے چنانچہ کہتے ہین کہ جب زید بن مہلہل مسجد مین داخل ہوا تو اوس وقت آنحضرت صلعم خطبہ پڑھ

رہے تھے تو آپ نے فرمایا مین تمہارے لیئے عزی سے اور نیز اس سیاہ اونٹ سے جسکی تم پوجا کرتے ہو معبود حقیقی کے سوائے بہتر ہون کیونکہ مضرات کا مانع یعنی اون سے بچانے والا ہون ہان سر دست مین فائدہ نہین پہونچا سکتا ہون۔

عربون کی یہہ بھی عادت تھی کہ وہ اون سات قصیدون کی فصاحت کو جو کعبہ پر لٹکائے گئے سجدہ کرتے تھے یہہ سات قصیدے سموط اور سبع الطول کے نام سے موسوم تھے۔ انکو حماد راویہ نے جمع کیا ہے۔ علما اسلام نے انکی بہت سی شرحین لکھی ہین کیونکہ فصاحت اور کمال شاعری ان مین زیادہ ہے۔ اور ان شاعرون کو طبقہ اولی مین شمار کرتے ہین۔ عرب لوگ ان قصیدون پر فخر کرتے تھے چونکہ انکی فصاحت اعلی درجہ کی تھی اون کے ناظمون (شاعرون) نے کعبہ کے دروازہ پر انہین لٹکایا تھا صاحب تذکرۃ الحکم فی طبقات الامم مین لکھتا ہے کہ اہل عرب ان معلقات کو ڈیڑھ سو سال تک سجدہ کرتے رہے جب اسلام نے دنیا مین قدم رکھا تو قرآن نے اپنی فصاحت کے سطوت سے ان معلقات کے اعتبار فصاحت کو جو عرب کے دلون مین جما ہوا تھا گرا دیا۔

جسطرح اسلام نے فصاحت کو سجدہ کرنے سے منع کیا اور اوسکو باطل کر دیا اسیطرح بتون کی پوجا کو بھی باطل کر دیا اور عبادت کو پانچ طریقون مین منحصر کر دیا۔ پہلے زبان سے شہادتین کہنا ایک مین توحید باری تعالی جل شانہ کا اعتراف ہوتا ہے اور دوسرے مین آنحضرت صلعم کی رسالت کا اقرار ہوتا ہے ان دونون کو کلمہ اخلاص بھی کہتے ہین دوسرے چار طریقے یہ ہین۔ اقامت صلوۃ۔ ادائے زکوۃ۔ رمضان شریف کے روزے۔ اگر کوئی مریض ہو یا سفر مین ہو تو دوسرے دنون مین اسکا بدلہ کیا جائے اور اگر اسحالت مین بھی روزہ رکھے تو اوس کے لئے نہایت اچھا ہے۔ اور بیت اللہ کا حج اگر زاد و راحلہ کی استطاعت ہو۔

صلاۃ کے معنی حسب ذیل ہین۔ دعا۔ دین۔ رحمت اور استغفار اور حسن ثناء اللہ کی طرف سے رسول پر۔ اور بندون کی صلوۃ (نماز) مین رکوع۔ سجود اور وہ اقوال و افعال جو تکبیر کے ساتھ شروع اور تسلیم پر ختم ہوتے ہین اسمین داخل ہین اور شرائط مخصوصہ کا ہونا لازمی ہے اور نیز صلوۃ کا لفظ کئی معانے مین مستعمل ہوتا ہے اللہ کی طرف سے صلوۃ کے معنی رحمت من اللہ کے ہین اور ملائکہ کی طرف سے صلوۃ کے معنی استغفار کے ہین اور مومنین کے طرف سے صلوۃ کے معنی دعا کے آتے ہین اور جب یہ لفظ وحوش وطیور کی طرف منسوب کیا جاتا ہے تو اوس وقت اوس کے معنی تسبیح کے ہوتے ہین۔

صفحہ ۸۰

زکوۃ سے مراد مال کی نصاب حولی کی وہ مقدار معین ہے جسمین ہر سال ہر مسلمان حُر اور عاقل و بالغ پر زکوۃ واجب ہوتی ہے جو کہ وہ فقراء و مساکین پر علاوہ خاندان ہاشمی اور اوسکے غلام کے جنکو ایسا مال لینا ناجایز ہے تقسیم کرنا ہے اسکا نام زکوۃ اسلئے رکھا گیا ہے کہ جس مال سے زکوۃ نکالیجاتی ہے اوس بقیہ مال مین زیادتی ہوتی ہے اور نیز زکوۃ اوس مال کو اور آفات سے محفوظ رکھتی ہے۔

حدیث مین ہے ہاتوا ربع العشر من اموالکم یعنے نکالو تم اپنے مالون سے دس کی چوتھائی یعنی دس روپیہ سے ڈھائی روپیہ اور ادائے زکوۃ سے کوئی شخص بجز اوس شخص کے جس کے پاس چاندی دوسو درہم سے کم اور سونا بیس مثقال سے کم ہو معاف نہین کیا جاتا۔ اناج۔ زمین۔ اور ہتیار کی قیمت کی طرف التفات نہین کیا جاتا حالانکہ انکی قیمت کا لحاظ ہوتا ہے حدیث مین ہے "لیس فی الجبھۃ ولا فی الکسعۃ ولا فی النخۃ صدقۃ" یعنی گھوڑون مین۔ خچرون مین۔ غلامون اور کہیتی کے جانورون مثل گائے بیل وغیرہ مین صدقہ نہین ہے اور نیز مہاجی ترکاری اور میوہ جات مین صدقہ نہین ہے اسیوجہ سے مسلمان اس قبیل کے اشیاء مین زکوۃ دینا ضروری نہین سمجھتے۔

صوم کے معنی کہانے۔ پانی اور وطی سے صبح صادق سے مغرب تک نیت کے ساتھ رکنے کے ہین۔ رمضان کا مہینا قمری مہینون کا نواں مہینا ہے۔ حدیث مین یہ بھی ہے کہ "کان علیہ السلام یامرنا ان نصوم ایام البیض" آنحضرت صلعم ہمکو ایام البیض (چاندنی راتین) مین روزے رکھنے کے لئے فرماتے تھے اور ایام البیض سے مراد تیرہوین اور چودہوین اور پندرہوین تاریخ ہے صوم وصال سے مراد دو دن یا تین دن کے روزے ہین یعنے دو روز یا تین روز کے روزے بلا فصل ایک دو روز کے فصل سے ہمیشہ رکھنا۔

بیت اللہ کا حج اسی مقالہ کی تیسری فصل مین حج کے متعلق ذکر کیا جائیگا۔

پس عربون نے توحید سیکھی اور یہ بھی جانا کہ جو چیز پیدا ہوتی ہے اوسمین کوئی تقدیم و تاخیر نہین ہوتی اور بعد موت کے نیکی کا بدلہ نیکی اور بدی کا بدلہ بدی ملیگا۔ اور پنج وقتہ نماز ہمیشہ ادا کرنا۔ مسکینون اور محتاجون کے ساتھ سلوک کرنا۔ رمضان کے روزے رکھنا۔ شراب پینے سے بچنا۔ ختنہ کرنا۔ ایک سے زیادہ چار عورتون تک نکاح کرنا۔ اور طلاق دینا۔ فی سبیل اللہ جہاد کرکے قتل و غارت کرنا۔ یہ اور اسی قسم کے امور پر عمل کرنے سے نعمتون کا جنت مین مستحق ہونا جنمین نہرین بہتی ہونگی اور وہ چیزین ملینگی جنکی نفس کو خواہش ہوگی اور جس سے آنکھون کو سرور اور لذت حاصل ہوگی۔ حاصل یہ کہ قرآن نے عربون کے دلون کو عداوت اور بغض سے صاف و پاک کر دیا بلکہ آپسمین ایک دوسرے کے بھائی ہوگئے

صلہ ۱

تہوڑے دنون مین جزیرۃ العرب کے تمام ملک اور جنگلون مین یہی ایک دین تھا جو پھیلا ہوا تھا بلکہ اس ملک مین کلمہ شہادت کے نہ کہنے والے کا وجود نادر ہوگیا۔ گو کہ جنگلی لوگ مذہبی معتقدات کے سنتون اور فرائض سے بہت کم آگاہ ہین۔

فصل دوم

عرب کے معابد کا بیان

کعبہ جس کا ذکر ابھی ہوا ممالک حجاز مین بمقام شہر مکہ معظمہ مسجد حرام کے وسط مین ہے اور اس نام سے موسوم ہونے کا سبب یہ ہے کہ کعب کے معنی علو کے ہین اور کعبہ بھی اونچی جگہہ پر تھا۔ اور یہہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ حقیقی کعبہ کے مقام پر آدم علیہ السلام کا خیمہ تھا جو خدا نے اون کے لئے جنت سے اوتارا تھا۔ شیث بن آدم علیہما السلام نے اوس مقام پر مٹی کا کعبہ بنایا اور نیز یہہ کہ بیت اللہ کے تعمیر کرنے والے خود حضرت آدمؑ تھے اور جب وہ اوس کے مناسک (ادائے عبادت کے طریقے) ادا کر چکے تو اون کو فرشتے ملے اونہون نے کہا ای آدمؑ آپ سے دو ہزار برس پہلے ہم اس بیت اللہ کا حج کر چکے ہین۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ بیت اللہ کی بنا بیت المعمور کے مقابلہ مین تھی طوفان سے وہ منہدم ہوگیا۔

ابن خلدون کہتا ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بی بی ہاجرؑ اور فرزند اسمعیل کو چٹیل میدان مین بمقام بیت اللہ چھوڑا تو اسمعیل علیہ السلام نے یہان ایک مکان (بیت اللہ) بنایا ایک دیوار سے اوسکا احاطہ کیا جسمین اونکی بکریان رہتی تہین جب آخر مرتبہ اون کے باپ ملاقات کے لئے شام سے یہان آئے تو خدا نے اون کو اون بکریون کے رہنے کی جگہہ پر کعبہ کی تعمیر کرنے کا حکم دیا اور یہہ بھی حکم دیا کہ بذریعہ اذان لوگون کو حج کے لئے بلائین پس وہ اور اون کے بیٹے نے ملکر جیسا کہ قرآن مین بیان کیا گیا ہے کعبہ بنایا اور اسمعیل معہ ہاجر کے یہان ساکن ہوگئے اور اون کے ساتھ قبیلہ جرہم سے کچھ اور لوگ بھی اوترے۔ آخر کار ان دونون پیغمبرون کی یہین وفات ہوئی اور وہ یہان مدفون ہوئے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ابراہیمؑ اور اون کے بیٹے اسمعیلؑ کعبہ کی تعمیر کے اول بانی ہین۔ پھر جب قریش کا غلبہ بیت اللہ کے بارہ مین قبیلہ خزاعہ پر ہوا (جیسا کہ آگے اسکے متعلق بیان کیا گیا ہی) تو قصی بن کلاب نے بیت اللہ کی چھت کھجور کے تنون اور دوسری ایک قسم کی لکڑی کی (جسکو دوم کہتے ہین) بنائی۔ اعشی کہتا ہے۔ ۸۲

خلفت ثوبی راہب الدور والتی بناہا قصی والمضاض بن جرہم[1]

پہر سیل سے یا آگ سے جیسا کہ کہا گیا ہے کہ بیت اللہ منہدم ہو گیا پہر دوبارہ اوسکی تعمیر کی گئی اور ۶۴ھ م ۶۸۳ء مین کعبہ کو آگ لگی اور اسکا سبب یہ تھا کہ یزید بن معاویہ کی فوج ابن زبیر جبکہ وہ کعبہ مین پناہ گزین ہو گئے تھے کعبہ پر روغن نفط کے شیشہ پھینکے جس سے آگ لگ گئی۔ پتھر فارس اور روم سے معمار طلب کئے گئے اور اس دفعہ نہایت عمدہ وضع پر اوسکی تعمیر کی گئی مگر پھر اس لئے ڈہایا گیا کہ صحابہ نے اوسکی نئی وضع پر بنائے جانے پر اختلاف کیا تھا اور اس کے بعد ابراہیم علیہ السلام کی بنا پر تعمیر کرایا گیا۔ کعبہ کا فرش اور اوسکا پایہ وغیرہ سنگ رخام سے بنایا گیا اور اوسکے پٹون پر سونے کے پترے چڑہائے گئے اور کنجیان بنائی گئین۔ لیکن جب کلیب بن یوسف الثقفی نے جو حجاج کے نام سے مشہور ہے ابن زبیر مذکور کو عبد الملک بن مروان کے عہد مین محصور کر لیا اور کامیاب ہوا تو اوس نے بیت اللہ کو منہدم کرا دیا اور قریش نے جس وضع پر بنایا تھا پہر اوسی وضع پر بنایا چنانچہ آجتک اوسی حالت پر قائم ہے لیکن جن لوگون نے کعبہ کی زمین بڑہائی اور اوسمین وسعت کی اون مین عمر بن الخطاب عثمان بن عفان۔ ابن زبیر اور ولید بن عبد الملک ہین ولید بن عبد الملک نے اوسمین سنگ رخام کا ایک ستون لگایا اور منصور اور اوس کے بیٹے مہدی نے اوسمین اور زیادتی کی۔

ملطیرون نے کعبہ کا بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ جغرافیہ کے متداول کتابون مین کعبہ کی حسن اور اوس کے دروازون کی کثرت اور اوسکے مذہب قبہ کی نہایت تعریف کی گئی ہے لیکن معلم نیبوہر (ایک المانی سیاح) اوس کے دیکھنے کے بعد بیان کرتا ہے کہ وہ ہند کی قدیم مندرون اور بلاد آسام کے مندرون سے بہت مشابہ ہے۔ بعد ظہور اسلام کے مسجدین بھی اسی صورت پر بنائی جانے لگین کیونکہ یہ مکان ایک مربع ہے اسکے اطراف مین ستون لگے ہوئے ہین اور جب احرام کے اوسمین منارے بھی ہین اس احاطہ کے اندر نماز کے لئے مسجدین ہین اور اس کے اندر ایک مربع مکان ہے جو حقیقی کعبہ ہے۔

کعبہ پر لباس (غلاف) پہنانے والا پہلا شخص جیسا کہ ابن خلدون نے کہا ہے تبع تھا اوس نے یمنی دھاریان دار کپڑے کا لباس کعبہ کو پہنایا اور اوسکے لئے کنجیان بنوائین۔ اور اہل عرب مین سب سے ص ۸۳

[1] ترجمہ۔ مین نے مقام دور کے راہب کو چہوڑ دیا جسکو قصی اور مضاض بن جرہم نے بنایا تھا۔

پہلے اسی نے مذہب یہود اختیار کیا اور قبیلہ حمیر بھی اسکے ساتھ یعنی متابعت اسکے یہودی ہوگیا
ابو الفرج اصبہانی کہتا ہے کہ اہل قریش زمانہ جاہلیت مین ہر سال اپنے مال واسباب سے روپیہ
نکالکر اوس سے کعبہ کے غلاف کے لئے کپڑا خرید اکرتے تھے اور ہر سال نیا غلاف چڑہاتے تھے
اور بجیر بن ابی ربیعہ جسکا نام جناب رسالت مآب صلعم نے عبد اللہ رکہا ہر سال کعبہ پر اپنے مال
سے غلاف چڑہاتا تھا اسلئے قریش نے اوسکو عدل کے لقب سے ملقب کیا کیونکہ اس کام مین وہ
سب سے علیحدہ تھا۔ یہ عبد اللہ جسکا ذکر کیا گیا ایک مال دار تاجر تھا۔ یمن مین اسکے تجارت کی کوٹھیان
تہین۔ اوسکا باپ ابو ربیعہ اور اوس کے بہائی ہشام اور ہاشم اور وفاکر بنو المغیرۃ بن عبد اللہ
بن عمرو بن مخزوم یہ ایسے لوگ ہوئے ہین جنکی عزت اور شرافت کی مثال دیجاتی ہے۔ مقریزی کہتا
ہے کہ کعبہ کا لباس ابتدا اکمل یا ثاث (موٹے قسم کا کپڑا) یا چمڑہ کا ہوتا تھا۔ دیباج کا لباس سب سے پہلے
جس نے پہنایا وہ عبد اللہ بن زبیر ہین جنکا اوپر ذکر ہوا اور جو خلفائے امویین سے تھے۔

زوزنی کا بیان ہے کہ زمانہ جاہلیت مین اہل عرب جب وہ کعبہ کے بازو سے ہو کر جاتے
تھے تو وہ ایک پتہر جسکو وہ دوار کے نام سے پکارتے تھے نصب کرتے اور اوس کے اطراف
بشابہت طوافین کعبہ طواف کرتے یعنی جیسا کہ لوگ کعبہ کے اطراف طواف کرتے ہین۔

اہل عرب کے بعض بعض قبیلون کے خاص خاص معابد تھے۔ اصبہانی کہتا ہے کہ غطفان نے ایک
مکان بنوایا جو کعبہ کے مشابہ تھا اس کا نام اس نے لبس رکہا۔ پہر سب لوگ اسکی تعظیم اور حجاب داری
(مجاوری) کرنے لگے اور اسکا نام اونہون نے حرم رکہا۔ زبیر بن جناب الکلبی نے ان سے لڑکر
اوسکو منہدم کیا۔ محیط المحیط مین لکہا ہے کہ عزی (جو ایک بت کا نام ہے) ایک سمرۃ (ایک قسم کا
درخت یعنی کیکر وغیرہ) تھا غطفان انکو پوجتے تھے اوس کے لئے اونہون نے ایک مکان (مندر)
بہی بنایا اور اوسکے لئے مجاور بہی مقرر کئے۔ جناب رسالت مآب صلعم نے خالد بن ولید کو بہیجا تو
اونہون نے اوسکو مسمار کر دیا اور سمرہ کو جلا دیا پہر اونہون نے یہ شعر کہا۔

یا عزّ کفرانک لا سبحانک انی رایت اللہ قد اہانک[1]

اور لوگون کا بیان ہے کہ ذو الخلصہ بنی خثعم کا ایک مکان تھا جو کعبہ کہلاتا تھا اسکا نام ذو الخلصہ اسلئے
رکہا گیا کہ اوسمین جو بت تھا اوسکا نام خلصہ تھا یا یہ کہ وہ ایک بیلدار درخت کے اوگنے کی جگہ پر تھا جسکو

[1] ترجمہ۔ ای عزی یہ تیرے کفران کا سبب ہی نہ کہ تیرے تقدس کا مین نے دیکہا کہ خدا نے تجہکو ذلیل کر دیا

خلصہ کہتے ہین[1] یہان ایک اور مکان تھا جسکا نام سعیدۃ تھا اہل عرب اوسکا حج کرتے تھے اور یہ احد پہاڑ مین تھا۔ اور ذوالکعبات قبیلہ ربیعہ کا مکان (مندر) تھا جسکا وہ طواف کرتے تھے۔

نجران کا کعبہ ایک قبہ کی صورت کا مکان تھا جسکو عبدالمسیح بن دارس بن عدی نے بنایا تھا یہ مکان تین سو چھ ستون سے بنایا گیا ہے۔ عرب اسکو نجران کا کعبہ کہتے تھے کیونکہ وہ اوسکی زیارت ویسی ہی کرتے تھے جیسی کہ کعبہ کی زیارت کرتے تھے۔ جب یہان کوئی مزدور اجرت چاہتا تو اوسکو اجرت (مزدوری) دیجاتی یا کوئی خوف زدہ شخص بہاگ کر آتا تو اوسکو پناہ دیجاتی۔ یا کوئی بہوکا آتا تو اوسکو کہانا دیا جاتا یا کوئی حاجتمند ہوتا تو اوسکی حاجت روا کیجاتی یا کوئی شخص کسی قسم کی مدد چاہتا تو اوسکو مدد دیجاتی اعشیٰ شاعر اپنی اونٹنی کو مخاطب کرکے کہتا ہے۔ ص ۸۴

فلکبۃ بنجران حتم علیک حتی تناخی بابوابہا
تزور یزیدا وعبد المسیح وقاسہم خیر ارباحہا[2]

ابوالفرج اصبہانی کہتا ہے کہ یہ ایک مندر ہے عبدالمدان نے اوسکو کعبہ کی صورت پر بنایا تھا اہل عرب کعبہ کی برابر اوسکی بھی تعظیم کرتے تھے۔

مذکورہ بالا سب چیزین بن ظہور اسلام کے بعد مٹ گئین۔ ان سب کے عوض مین کعبہ باقی رہا اور وہ مسجدین جو زمانہ اسلام مین بنائی گئین۔ اسلام مین پہلے وہ مسجد ہے جو آنحضرت صلعم نے مدینہ مین تعمیر کی۔ ابن خلدون کہتا ہے کہ خدا نے آنحضرت صلعم کو ہجرت کرکے مدینہ کو جانے اور دین اسلام قایم کرنے کا حکم دیا آپ نے وہان مسجد حرام کی بنا ڈالی جسکی تربت مین آپ کی قبر مبارک ہے یہ تینون مسجدین (کعبہ۔ مسجد حرام۔ اور بیت المقدس یعنی جامع اقصیٰ عمر بن الخطاب رضہ نے مدینہ اور شلیم مین اس مقام پر جہان کہ سلیمان بن داود علیہما السلام بادشاہ اسرائیل کی ہیکل ہے اسکی بنا ڈالی) بڑی متبرک گنی جاتی ہین ان تین مسجدون کے سوا ایک اور مسجد کا ذکر بھی کیا گیا ہے اور یہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ حضرت ابوالبشر آدم علیہ السلام کی بنائی ہوئی ہے جو جزیرہ ہند مین بمقام سراندیپ واقع ہے لیکن اسکی صحت قطعی دلیل سے ثابت نہین ہوئی ہے" یہ اور نیز دوسری جامع مسجدین زمانہ اسلام کی ابتدا رہین منبر وغیرہ سے

[1] خلصہ ایک بیل ہے جو کرم یعنے زعفران کے مشابہ اور یہ درختون پر چڑہتی ہے اور خوشبودار بہی ہوتی ہے اور اس کے بیج عقیق کے دانون کے مشابہ ہوتے ہین۔ مولف

[2] ترجمہ۔ نجران کے کعبہ کو پہونچنا تجہ پر فرض ہے یہانتک کہ تو اسکے دروازہ پر اونٹ کو بٹھادے جہان ہم یزید اور عبدالمسیح اور قیس کی جوڑی خیر و برکت والے ہین زیارت (ملاقات) کرینگے۔

خالی تہین۔ منبر وغیرہ بعد کے زمانہ یعنی اُن خلفاء کے زمانہ مین جو زمرہ صحابہ سے تھے بنائی گئی۔ منبر کی پہلے بانی عمرو بن العاص ہین جو حضرت عمر بن الخطابؓ کیطرف سے مصر مین عامل تھے جب مصر کی جامع مسجد بنائی گئی تو عمرو بن العاص نے منبر بنایا لیکن خلیفہ ممدوح نے اوس کے توڑ دینے کا حکم دیا۔ جب ابو عبد اللہ المہدی خلیفہ ہوا تو اوس کے بنائے جانے کا حکم دیا۔

ص۸۵ منبر پر خلیفہ وقت کے لئے دعا کرنے کی رسم جو جاری ہے اس کے آغاز کرنے والے ابن عباس ہین جو علی بن ابی طالب رضؓ کی طرف سے بصرہ کے عامل تھے اونہون نے خلیفہ چہارم حضرت علی کے لئے دعا کی پہر تو اس کا کچھ ایسا رواج ہو گیا کہ خطبہ پڑہنا شاہی رسوم اور آداب مین داخل ہو گیا۔ خوارج خطبہ مین دعا کرنے کے سخت مخالف ہین۔

مقصورہ جو خاص بادشاہ کے نماز پڑہنے کے لئے مسجد مین بنایا جاتا ہے اس کے سب سے پہلے بانی معاویہ بن ابی سفیان بنی امیہ کے پہلے خلیفہ ہین جب کہ ایک خارجی نے اون کو بہ ارادہ قتل بہالا مارا تھا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کا پہلا بانی مروان بن حکم ہے جب کہ ایک یمانی نے اوس کو بھالا مارا تھا۔ اس کے بعد تمام ممالک مشرق و مغرب مین اور خلفاء نے اسکا رواج دیا۔

البیتہ

کعبہ کی مجاوری تولیت کا بیان

کعبہ کی مجاوری یعنے تولیت زمانہ جاہلیت مین اسمعیل کی اولاد مین ثابت تک چلی آئی جب ثابت مر گیا تو یہ مجاوری اوس کے نانا مضاض بن عمرو الجرہمی کے خاندان مین خزاعہ کے مکہ معظمہ پر قابض ہونے تک رہی پہر قبیلہ خزاعہ کے لوگون نے بنی جرہم کو مکہ معظمہ سے نکال دیا مضاض مذکور اسکی نسبت کہتا ہے۔

کان لم یکن بین الحجون الی الصفا	انیسٌ ولم یسمر بمکۃ سامرُ
ولم تیسر بیع واسطۃ مجنوبہ	الی المنحنی من ذی الارا کۃ حاضرُ
بلی نحن کنا اہلہا فابادنا	صروف اللیالی والجدود العواثرُ
ونحن ولاۃ البیت من بعد نابت	نطوف بذاک البیت والامر ظاہرُ

بنا ان اشعار کا ترجمہ صفحہ ۹۰ پر ہے۔

فاخرجنا منها المليک لقدرة کذلک بین الناس تجری المقادر[1]

اخیر پر یہہ کہا۔

فیظعن منّی امسی کان لم یکن بہ مضاض ولا بین البطاح عمائر

فہل فرج یأتی لشئی نحبہ وہل جزع ینجیک مما تحاذر[2]

صہ ۸۶ پہر مدت تک یہ مجاوری خزاعہ کے ہاتھہ مین رہی اور پہر غبشان ملکانی کے ہاتھ مین آئی جو خلیل بن حبشیہ الخزاعی کا وصی تھا۔ قصی بن کلاب قریشی نے اوسکو شراب پلاکر شراب کی ایک مشک کی عوض مین کعبہ کی کنجیان اوس سے خرید لین جب صبح ہوئی اور ابو غبشان کا نشہ اوترا تو وہ بہت نادم ہوا مگر اس ندامت نے اوسکو کوئی فائدہ نہین دیا اس وقت سے یہ ضرب المثل ہوگئی اخسر من ابی غبشان یعنی فلان شخص ابو غبشان سے زیادہ خسارہ مین رہا۔ ایک شاعر کہتا ہے۔

باعت خزاعۃ بیت اللہ اذ سکرت بزق خمر فبئست صفقۃ البادی

باعت سدانتہا بالنزر والصرف عن المقام وظل البیت والنادی[3]

اس سبب سے کعبہ کی مجاوری آل قریش مین آئی کعبہ کی کنجیان قصی مذکور کے ہاتھ سے سلسلہ بسلسلہ یعمر بن عوف بن کعب بن عمرو بن لیث بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ کے ہاتھ مین آئین جو حکام عرب کا ایک حاکم تھا اور جسکا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ پہر کعبہ کی ولایت اور علم برداری جنگ اور حجابت بیت اللہ

---

[1] ترجمہ۔ حجون اور صفا کے درمیان یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہان کوئی انیس رہا ہی نہین اور نہ مکہ مین کوئی داستان گو داستان کہنے والا ہے اور نہ واسط مین کوئی بیٹھا ہوا اور نہ اسکے جنوب سے مقام ذی اراکہ کے نشیب تک کوئی شخص حاضر ہے۔ ہان ہم اسکے مالک تھے لیکن زمانہ کے حوادث نے ہم کو نکال کر خانہ بدوش کر دیا۔ ثابت کے بعد بیت اللہ کے ہم ہی مالک تھے اور یہ ظاہر ہے کہ اس مکان کا طواف ہم ہی کرتے تھے۔ خدا نے ہمکو اپنی قدرت سے وہان سے نکال دیا اور اسکی کوئی شکایت بھی نہین کیونکہ مقدرات کا حال لوگون کے ساتھ ایسا ہی رہا ہے۔

[2] ترجمہ۔ بطن منی کی یہ حالت ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسمین مضاض نے کبھی شام نہین کی اور نہ بطاح کے درمیان کوئی عمارت ہے۔ اسکے بعد بھی کوئی خوشی باقی ہے جس سے ہم محبت کرین اور کونسی عاجزی ہے اگر ہم کرین تو ہمکو نجات ملے۔

[3] ترجمہ۔ خزاعہ نے بیت اللہ کو بحالت نشہ شراب کی ایک مشک کے معاوضہ مین فروخت کر ڈالا اسطرح کی ہاتھ ہاتھہ کی بیع نہایت بری ہے۔ اوسکی تولیت کو قلیل چیز پر دیدیا اور اس سے وہ تولیت اوس مقام کی اور بیت اللہ کے سایہ کی جاتی رہی۔

اُسی کے قبضہ مین رہی - اہل قریش اوسکی رائے کو بہت مانتے تھے اوس نے کعبہ کے مقابلہ مین مشورہ کے لئے ایک مکان بنایا جو دار الندوہ کے نام سے موسوم کیا گیا حج مین کہانا کھلانے اور پانی پلانے کا کام بھی اوس نے اپنے قبضہ مین رکھا - قریش پر اوس نے خراج بھی مقرر کیا ان سب امور سے حجابت (پردہ برداری) اور سقایت (پانی پلانا) اور خراج وصول کرنا اور مشورہ کرنا اور علم برداری کی خدمتین اور عہدے کامل طور پر اوس سے متعلق ہوے -

فصل سوم

مناسک (طریق عبادت) عرب کا بیان

حج کا بیان[1] | اہل عرب کے مناسک بہت سے ہین شریعت اسلامیہ مین بھی اون مناسک مین سے مناسک حج کسی قدر ردوبدل کے ساتھ باقی رہی منجملہ اون مناسک کے بیت اللہ کا حج ہے - عرب کے قبیلے جمع ہوکر کعبہ کے اطراف سات طواف کرتے تھے اور عمرہ[2] کرتے تھے اور احرام باندھتے تھے اور صفا و مروہ مین سعی کرتے تھے یعنی دوڑتے تھے مزدلفہ اور دیگر مقامات مین ٹھیرتے تھے اور کنکریان مارتے تھے ظہور اسلام کے بعد بھی یہ امور جاری رہے - ص۸۷

احرام کے معنی اعمال (افعال) حج مین داخل ہونے کے ہین اسکا نام احرام اسلئے رکھا گیا کہ حج کرنے والا اپنی ذات پر سر منڈوانے اور ناخن ترشوانے اور شکار کرنے اور عورتون سے مباشرت کرنے کو اپنے اوپر حرام کرلیتا ہے اسکا مقابل احلال ہے یا یہ کہ وہ صرف ازار پھینکر برہنہ حالت مین طواف کرتے تھے ایک شاعر اسکی نسبت کہتا ہے -

لما رایتُ مفاویکم ہلم بنا شددتُ مئزر احرامی ولبیتُ[3]

عرب لوگ بحالت طواف اپنے کپڑے اپنے سامنے رکھتے تھے اور اون کو حریم کہتے تھے ابن خلدون

---

[1] حج کے لغوی معنی قصد کرنے اور رک جانے اور آگے بڑھنے اور کثرت اختلاف اور تردد کے ہین - مولف

[2] عمرہ کے معنی آباد مکان مین جانے کے ہین اور شرعاً چند خاص افعال کا نام ہے جسکو حج اصغر کہتے ہین اور اسکے افعال تین ہین یعنی احرام باندھنا اور طواف کرنا اور صفا مروہ مین دوڑنا سر منڈانا -

[3] ترجمہ - جب مین نے تمہارے منادی کو یہ ندا کرتے سنا کہ آؤ تو مینے احرام کی ازار پھینکر جواب دیا -

کہتا ہے کہ احرام کے معنی بغیر سلا ہوا کپڑا پہننے کے ہین کیونکہ بدوی کپڑا اوڑ لیتے تھے۔ سلا ہوا لباس شہری اور آبادی کے لوگون سے مخصص ہے۔ حج مین سلا ہوا کپڑا پھینکنا جو حرام ہے اسی سبب سے ہے کیونکہ حج کی مشروعیت دنیوی علائق سے علیحدہ ہونے کی ہے۔

جمار رجمرہ کی جمع ہے جس کے معنی کنکریون کے ہین اور منی کے جمرات تین ہین اور ہر جمرہ مین ایک تیر چلانے کی مسافت ہوتی ہے۔ رمی جمار (کنکریان پھینکنا) بھی مناسک حج مین ہے۔ محیط المحیط مین یہ لکھا ہے کہ مقام منی مین جو رمی جمار ہوتا ہے وہ "جمر فلانا" سے مشتق ہے جس کے معنی ایک طرف ہو جانے کے ہین یا "اجرہ" سے مشتق ہے جس کے معنی جلدی کرنے کے ہین یہ بھی کہا گیا ہے کہ آدم علیہ السلام نے اس مقام پر ابلیس کو کنکریون سے مارا تھا اور وہ اون کے سامنے سے بھاگ گیا۔

نسی کا بیان[1] اہل عرب مین شمسی سال کے حساب سے حج کیا جاتا تھا اور اس حساب سے حج کا زمانہ ہمیشہ دسوین ذی الحجہ کو واقع ہوتا تھا۔ پھر اونہون نے مدینہ کے یہودیون سے سال کبیسہ کا حساب سیکھا تقریباً اسلام سے دو سو برس پہلے سال کا حساب اسی طریقہ سے ہونے لگا کیونکہ اس طریقہ پر چلنے سے حج کا زمانہ ایسے وقت مین پڑتا تھا جبکہ وہ اپنے کھیتی اور دیگر معاملات تجارت سے فارغ ہو جاتے تھے اور نیز اس طریقہ سے حج جس موسم مین آتا تھا وہ نہایت عمدہ موسم ہوتا تھا سال کبیسہ کے شمار کرنے کا طریقہ یہ تھا کہ ہر تین برس کے بعد ایک مہینہ بڑھا دیا جاتا تھا تاکہ قمری سال شمسی سنہ کے برابر اور مطابق ہو جائے مقریزی کہتا ہے کہ ہر چوبیس برس کے بعد نو مہینے بڑھا دیتے تھے اس حساب سے سال کے مہینے ایک ہی موسم مین بغیر کسی تغیر کے آتے تھے۔ ص ۸۸

سالون کے گھٹانے بڑھانے کا اختیار (ولایت) بنی کنانہ کو تھا جو قلامس کے نام سے مشہور تھے اور نیز ان گھٹانے بڑھانے والون کو نساءۃ کہتے تھے۔ قلامس کا واحد قلمس ہے اس مین اختلاف ہے کہ مہینون کو پہلے کس نے بڑھایا اور گھٹایا۔ یہ کہا گیا ہے کہ وہ قلمس تھا یعنے عدی بن یزید۔ اور سمیر بن تعلبۃ بن الحارث بن مالک بن کنانہ کو بھی بعض نے نساءۃ مین شمار کیا ہے۔ مقریزی کا بیان ہے کہ ابو ثمامہ مالکی کو اس کا اختیار تھا۔ پھر بنی فقیم کو یہ اختیار حاصل ہوا۔ مہینون کا منسی یعنے بڑھانے والا کعبہ کے دروازہ پر کھڑا ہوتا اور یہ کہتا کہ تمہارا خداعزی نے پہلے صفر کو بڑھایا ہے اور یہ شخص ایک سال مین اس (ماہ صفر) کو حرام کرتا تھا اور ایک سال حلال کرتا تھا۔ اسکام مین

[1] نسی کے معنی تاخیر کے اور وقت معین کرنے کے ہین۔ مولف

ہوازن، غطفان سلیم اور تمیم اوس کے تابع ہوتے تھے۔ ان نساروں مین سب سے آخر جنادۃ بن عوف بن امیۃ بن قلع بن عباد بن حذیفۃ بن عبد اللہ بن فقیم تھا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ قلمس حذیفۃ مذکور بن عبد اللہ بن فقیم بن عدی بن عامر بن ثعلبۃ بن الحارث بن مالک بن کنانہ تھا پھر اوسکے بیٹے وراثتاً اس کام کے متولی ہوئے ظہور اسلام کے زمانہ مین جب ان مین سے ایک آخری شخص باقی رہا اور وہ کسی مہینہ کو بڑہانا چاہتا تو وہ محرم کو حلال کرتا اور سب لوگ اوس کے اس عمل کو قبول بھی کرلیتے تھے اور اوس کے بجائے صفر کو حرام کرتا تو بھی اوس کا کہنا مان لیتے تاکہ چار حرام مہینون کی تعداد کامل ہوجائے۔ عمیر بن قیس جندل الطعان اسپر فخر کرتا ہے۔

وای الناس لم یسبق بوتر ... وای الناس لم یعلک بجاما
السنا الناسئین علی معد ... شہور الحل نجعلہا حراما[1]

ایک دوسرا شاعر یہ کہتا ہے۔

اترعم انی من نقیم بن مالک ... لعمری لقد غیرت ما کنت اعلم
لہم ناسئی یمشون تحت لوائہ ... یحل اذا شاء الشہور ویحرم[2]

پھر جب جناب رسالت مآب صلعم نے سنہ مرمین حج کیا تو تحریم النسئی کی یہ آیت "انما النسئی زیادۃ فی الکفر الآیۃ" نازل ہوئی تو جاہلیت مین جو یہ طریقہ جاری ہوگیا تھا وہ باطل ہوگیا۔ پھر اوس وقت سے ہمیشہ روزہ اور حج رویت ہلال پر موقوف ہوا اور حج جو سنین شمسیہ کے حساب سے کیا جاتا تھا وہ موقوف ہوگیا

اجازت کا بیان حج کرنے کی اجازت دینا قبیلہ خزاعہ کے اختیار مین تھی اون سے یہ اختیار جاتا رہا اور عدوان کو یہ اختیار حاصل ہوا پس قبیلہ عدوان سے ایک شخص لوگون کو حج کی اجازت دیتا تھا چنانچہ وہ ایک گدہی پر سوار ہوکر اون کے آگے ہولیتا تھا پھر اون کے سامنے ان الفاظ سے خطبہ پڑہتا تھا "ای بار خدا

صہ ۸۹

[1] ترجمہ۔ دنیا مین کون شخص ہے کہ اوس نے یگانہ ہونے مین سبقت لیجانے کو کوشش نہین کی اور کس نے لگام نہین چبائی۔ کیا ہم شمار کرکے مہینون کو نہین گھٹاتے اور کیا ہم اس گھٹانے اور بڑہانے سے حلال مہینون کو حرام نہین کرتے۔

[2] کیا تو یہ خیال کرتا ہے کہ مین فقیم بن مالک کے علاقہ کا ہون۔ مجھے اپنے حیات کی قسم ہے کہ جن چیزون کو مین جانتا ہون مین نے اون کو متغیر کر دیا ہے۔ اون کا ناسی اون کے جھنڈون کے نیچے چلتا ہے اور وہ مہینونکو جب چاہتا ہے حلال اور حرام کر دیتا ہے۔

ہمارے عورتون مین اصلاح کرا ور ہمارے راجون مین جدائی کردے اور مال کو سخیون کے قبضہ مین دے
ای لوگو اپنے معاہدون کو پورا کرو۔ پڑوسیون کے ساتھ سلوک اور احسان سے پیش آؤ اور مہمانون کو اپنے
یہان اوتارو" پھر یہ کہتا تھا "اشرق ثبیر کیا نعیر" یعنے ثبیر نمودار ہوا تاکہ ہم متغیر نہ ہون اجازت حج کی یہ صورت تھی
یہ کہکر پھر وہ بھاگ کھڑا ہوتا تھا اور لوگ اوس کے پیچھے ہو لیتے تھے۔

زمانہ حج مین اونٹون کا بیان | جب عرب حج کرنے جاتے تھے تو اونٹون کے گلے مین جوتیون کا ہار ڈالتے
تھے اور اون پر جھولین بھی ڈالتے تھے اور اشعار[1] بھی کرتے تھے پھر کوئی شخص ان اونٹون کا مانع مزاحم
نہین ہوتا تھا سوا بنی خثعم کے چنانچہ بنی خثعم کے متعلق آگے تفصیل سے ذکر کیا جائیگا۔

قربانیون کا ذکر | کعبہ مین جو قربانیان بھیڑون اور اونٹونکی چڑھائی جاتی تہین وہ کعبہ کے ہر ایک بت کیلئے
جنکی تعداد تین سو ساٹھ تک تھی کیجاتی تھی اور یہ بت کعبہ مین رکھے ہوئے تھے۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ
بت جنکی تعداد ابھی مذکور ہو چکی گویا وہ نوع جنات سے سال بھر کے تین سو ساٹھ دنون کے خادم خیال
کئے جاتے تھے جیسا کہ اہل یونان کا اعتقاد تھا۔ کعبہ پر جو بڑا بت تھا وہ شمس کے نام سے مشہور تھا اور اوسکو
جو ہدیہ دیے جاتے تھے وہ وزائم کے نام سے مشہور تھے اور رجب کے مہینہ مین ایک بھیڑ یا اونٹ ذبح
کیا جاتا تھا اوس ذبیحہ کو عتیرہ کہتے تھے۔

مذکورہ بالا بابت پر ایک اور اونٹ کا بچہ ذبح کیا جاتا تھا جسکو فرع کہتے تھے اور فرع کے معنی اونٹنی
کے پہلے بچہ کے ہین دستور تھا تھا کہ کوئی ایک شخص اپنے اوپر یہ لازم کرلیتا تھا کہ اگر میرے اونٹ
اتنے ہوجائینگے تو مین اوسکا پہلا بچہ بخر (ذبح) کرونگا اور جب وہ اوس کو ذبح کرنا چاہتے تو اونکو
آراستہ کرتے اور عمدہ عمدہ جھولین اوسپر ڈالتے تھے۔ زوزنی کہتا ہے کہ اون مین یہ بھی رواج
تھا کہ ایک شخص جب اپنے اوپر یہ نذر کرلیتا تھا کہ اگر میرے بھیڑون کی تعداد ایک سو ہوجائے گی تو
مین اون مین سے ایک کو ضرور ذبح کرونگا اتفاق سے اگر یہ تعداد پوری ہوجاتی تو کبھی اوس وقت نذر
کرنے والے کی نیت بدل بھی جاتے تھے اور وہ بجائے بکری کے ایک ہرن کو ذبح کرتا تھا مسلمان
بھی ابتدائے اسلام مین ایسا ہی کرتے تھے مگر بعد مین یہ فعل منسوخ یا ممنوع قرار دیا گیا اور حدیث
مین یہ موجود ہے کہ "لا فرع ولا عتیرۃ" یعنے فرع اور عتیرہ ناجایز ہے۔

---

[1] ان اونٹون کو اور اونٹون سے تمیز کرنے کے لئے اشعار کرتے تھے یعنے بھالے یا برچھی وغیرہ سے اوس کے
کوہان مین ایک زخم لگا دیتے تھے۔ مترجم

بعض کہتے ہین کہ اہل عرب اپنے معبودات (بتون) پر انسان کی قربانی بھی چڑہاتے تھے جیسا کہ جانور ذبح کئے جاتے ہین۔ اور یہہ روایت اسی قبیل کی ہے کہ ہاشم یعنی آنحضرت صلعم کے دادا نے یہ نذر مانی کہ اگر میرے دس بچے ہون گے تو مین اون مین سے ایک کو قربانی مین ذبح کرونگا قرعہ مین جب پورے دس بچے پیدا ہو گئے تو قداح کا عمل کیا گیا (اسکے متعلق آگے بیان کیا جائے گا) اور قداح سے یعنی آنحضرت صلعم کے باپ عبد اللہ کے قربانی مین ذبح کرنے کی نسبت نکلا لیکن ہاشم کو اوسکی قوم نے عبد اللہ کے قربانی مین ذبح کرنے سے منع کیا پس ہاشم نے حسب ہدایت عرافہ (وہ لوگ جنکو ایسے کامون مین واقفیت ہوتی ہے) بجائے عبد اللہ کے سو اونٹ فدیہ دیے اور حدیث مین یہہ مذکور ہے کہ مین دو ذبیحون کا بیٹا ہون ایک تو خود آنحضرت صلعم کے باپ اور دوسرے حضرت ابراہیم الخلیل علیہ السلام کے چھوٹے فرزند یعنے اسمعیل علیہ السلام جنکو حضرت ابراہیم نے بموجب اپنے خواب کے ذبح کرنا چاہا تھا جناب رسالت مآب صلعم حضرت اسمعیل ع ہی کے اولاد مین ہین۔ علمائے اسلام ہی قطعی طور پر یہہ تسلیم نہین کرتے کہ خدا نے ابراہیم کو اپنے بیٹون مین سے ایک کو فدیہ دینے کا حکم دیا اور جس کے عوض مین ابراہیم نے ایک مینڈہے کو فدیہ دیا آیا مراد اس سے اسمعیل ہے یا اسحٰق کیونکہ قرآن مین کسی کے بھی نام کی صراحت نہین ہے۔ لیکن جو لوگ اس امر مین اسحٰق کو ترجیح دیتے ہین وہ حدیث کے معنی کی تطبیق اس طرح کرتے ہین کہ چچا کو بھی مجازاً یا عادتاً باپ کہتے ہین۔

اہل عرب نحر کے پہلے دن کو یوم النحر اور دوسرے دن کو یوم القر اور تیسرے دن کو یوم النفر اور چوتھے دن کو یوم الصدر کہتے تھے۔

دوسرے مناسک عربون مین بعض مناسک جو مروج تھے کچھہ وہ اسمعیل علیہ السلام کے زمانہ سے چلے آتے تھے اور کچھ مذہب یہود کے تھے جو ملک عرب مین پھیلے ہوئے تھے۔ چنانچہ دو بہنون کے ساتھ ایک وقت مین نکاح نہین کرتے تھے اور نیز منکوحہ اور اوسکی بیٹی سے بھی ایک وقت مین نکاح نہین کرتے تھے۔ نہاتے تھے۔ کلی کرتے تھے ناک کو پانی سے صاف کرتے تھے۔ سر بھی دھوتے تھے مسواک کرتے تھے۔ استنجا پاک کرتے تھے۔ ناخن ترشتے تھے۔ موچھین کتراتے تھے۔ سر منڈواتے تھے۔ موئے زہار بھی لیتے تھے۔ ختنہ کرتے تھے۔ سور کا گوشت کہانا حرام جانتے تھے۔ چور کا سیدہا ہاتھ کاٹتے تھے۔ جب اسلام کا ظہور ہوا تو اوسمین بھی یہ امور قایم رکھے گئے بلکہ ان مین اور زیادتی کی گئی اور وہ افعال ذمیمہ اور قبیحہ بھی جو زمانہ جاہلیت مین پیدا ہو گئے تھے اسلام نے اونکو بھی

مثلاً یا غرض کہ شریعت اسلام بہ لحاظ کثرت احکام کے مثلاً طلاق۔ جلد یعنی دُرّے لگانا۔ زانی کو رجم کرنا یعنی سنگسار کرنا۔ اور مقابلہ الجانی یعنی بعوض آنکھ کے آنکھ پھوڑنا اور بعوض دانت کے دانت توڑنا وغیرہ امور مین، احکام توراۃ کے موافق ہے۔

قسم اور یمین کا بیان اہل عرب جب حلف اوٹھاتے تھے تو یہہ الفاظ کہتے تھے "لحی لا اتیک" یعنی قسم بخدا مین ایسا نہ کرونگا اور کبھی لام حذف کرکے یہہ بھی کہتے تھے "حقا لا اتیک" زمزم جطیم۔ اور کعبہ کی قسم بھی کہاتے تھے چنانچہ یہہ کہتے تھے "لا ورب ہذہ البنیۃ" یعنے اس مکان کے پروردگار کی قسم ہے۔ زمزم پانی کا ایک کنوان ہے۔ مکہ کے بیان مین اوسکا ذکر کیا جاچکا ہے۔ اہل فرنج کے بعض مورخ کہتے ہین کہ مکہ مین سواے اس کنوین کے اور دوسرا کنوان نہین ہے مگر اسکا پانی پینے کے قابل نہین ہے کیونکہ اسکے پانی سے جسم پر باریک باریک چھالے اور پپڑیان نکل آتی ہین۔ اسکی تعظیم کا سبب یہہ ہے کہ اون کا یہہ اعتقاد ہے کہ خدای تعالی نے ہاجر مصریہ یعنی اسمعیل علیہ السلام کے مان کے واسطے جبکہ وہ بیر سبع کے جنگل مین پیاس سے پریشان ہورہی تہین اور اونکی مشک کا پانی ختم ہوچکا تھا ظاہر کیا تاکہ وہ اسمعیل ع کو پانی پلاسکے۔ بعض مورخین عرب کا بیان یہہ ہے کہ عبد المطلب نے یہہ کنوان کہودا تھا اور یہہ کنوان پہلے سے موجود تھا مگر مٹی وغیرہ سے بھر دیا گیا تھا۔ جب کہودا گیا تو اسمین سے سونے کی ہرن کی شکل کی دو تمثالین نکلین۔ ایک تمثال کے سونے سے کعبہ کے دروازون پر سونے کی چادر چڑہائے۔ اور دوسری تمثال کو اوسی مین رہنے دیا۔ ابن خلدون کا بیان ہو کہ یہہ تمثالین اہل فارس کی قربانیون کی تہین جو اونہون نے چڑہائی تہین۔ جطیم اوس دیوار کا نام ہے جو حجر کعبہ کو مغربی سمت سے گہیرے ہوئی ہے۔ ابن درید کہتا ہے کہ جاہلیت مین جطیم کے نام سے بھی قسم کہاتے تھے اگر کوئی جہوٹی قسم کہاتا تھا تو اوس کا جہوٹ کہل جاتا تھا اسی واسطے اس کو جطیم کہنے لگے کیونکہ جطیم کے معنی توڑنے کے ہین۔ اور کعبہ کو بنیہ بھی کہتے ہین۔ ذمۃ العرب کہہ کر بھی قسم کہاتے تھے جب کوئی "لا وذمۃ العرب" کہتا تھا تو وہ اپنے معمولہ مین صادق خیال کیا جاتا تھا اگر یہہ کلمہ کسی عہد پر کیا جاتا تو پہر اوس مین خیانت اور دہوکا دہی کا اندیشہ باقی نہ رہتا۔ متمم بن نوبرہ ابو بکر الصدیق کو از روے عتاب کہتا ہے جبکہ خالد بن ولید نے اوس کے بہائی کو ارتداد کے الزام مین قتل کیا۔

نعم القتیل اذا الریاح تناوحت ۔۔۔ تحت الازار قتلت یا ابن الازور*

* اسکا ترجمہ صفحہ ۴۰ اپر ہے۔ مترجم

ص ۹۱

اوعوته باللہ ثم قتلته لو ہود حاک بذمته لم یعذر[1]

یہ سنکر ابو بکر رض نے فرمایا کہ نہ مین نے اوسکو بلوایا اور نہ مین نے قتل کیا۔ رجب کے نام سے بھی قسم کہاتے تھے کیونکہ وہ ماہ رجب کی تعظیم کرتے تھے اور اس مہینہ مین قتل کرنا اور جنگ کرنا ناجایز سمجھتے تھے اور اس کو اصم اور منصل الآل کہتے تھے آل کے معنی سنان یعنی برچھے کے پہل کے ہین کیونکہ جب رجب کا مہینہ آتا تھا وہ بہالون کے پہل یعنے سنان نکال لیتے تھے رجب کے اصم کے نام سے موسوم ہونے کی یہ وجہ تسمیہ بھی ہے۔ کہ اس مہینہ مین نہ ہتیار کی آواز سنائی دیتی تھی اور نہ گھوڑون کے ہنہنانے کی اور نہ قتل کی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس مہینہ مین وہ روزے بھی رکھتے تھے مثل مضروب کے تفسیر مین میدانی بیان کرتا ہے کہ جب عورت بسبب ضعیفی کے قابل تعظیم ہوجاتی ہے تو اوس وقت "رجبت العجوز فارجبها" کہتے ہین اور یہ بھی کہا جاتا ہے "رجبته" یعنے مین نے اوسکی تعظیم کی۔ رجب مضر بھی اسی سے ہے کیونکہ کفار اوس سے خوف کرتے تھے اور اوسکی تعظیم کرتے تھے اور اس مہینہ مین جنگ وجدال اور قتل وغیرہ سے رُک جاتے تھے ذی قعدہ۔ ذی الحجہ اور محرم مین بھی ایسا ہی کیا جاتا تھا ان مہینون کو "اشہر الحرم" یعنے ماہ ہائے حرام کہتے تھے کیونکہ اسمین قتل کرنا حلال نہین سمجھتے تھے مگر بنی خثعم اور بنی طی کے ساتھ کیونکہ ان دونون قبیلون کے لوگ ان مہینون مین خون کرنا حلال جانتے تھے۔ چنانچہ جب نسا شہور (مہینون کو بڑہانے والے جنکا ذکر اوپر کیا گیا ہے) موسمون پر مہینون کو بڑہاتے تھے تو وہ کہتے تھے کہ ہم نے ان مہینون مین تم پر قتل کرنا حرام کردیا ہے مگر اون لوگون کا خون حلال ہے جو کہ ان مہینون کو حلال سمجھتے ہین یعنے مذکورہ بالا دونون قبیلے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ غطفان اور قیس کی قوم مین آٹھ مہینے حرام تھے جنکو وہ بسل کہتے تھے۔ ص ۹۲

اور نیز غدق کو جریمہ سے اور نار (آگ) کو وثیمہ سے نکالنے والے کے نام سے قسم کہاتے ہین اور یہہ کہتے ہین "بالذی اخرج الغدق من الجریمہ والنار من الوثیمہ" یعنے قسم ہے اُس ذات کی جس نے گٹھلی سے کھجور کو نکالا اور پتہر سے آگ کو نکالا۔ غدق کے معنی نخلہ یعنے کھجور کے ہین اور

[1] ترجمہ: کیا اچھا مقول ہے کہ جب ہواؤن مین مقابلہ ہوا یعنے جب جنگ ہوئی تو ای ابن ازور مقام ازار مین تونے اوسکو قتل کیا تونے اوسکو اللہ کے نام سے بلایا اور قتل کیا اگر وہ تجھکو ذمۃ للعرب کے کلمہ پر بلاتا تو وہ دھوکہ نہ دیتا۔

جرمیہ کے معنی گنبلی کے اور وثیمہ کے معنی پتھر کے۔

فصل چہارم

مدارک غیب کا بیان

ابن خلدون مغربی کہتا ہے جس طرح کہ عالم عناصر جسکو قوت باصرہ سے دیکھتے ہین اور جس کے اجزا یعنے عناصر درجہ بدرجہ بہ لحاظ صعود یعنی اوپر چڑھنے کے کرہ زمین سے پانی کے کرہ تک پھر وہان سے ہوا کے کرہ تک ہوا کے کرہ سے آگ کے کرہ تک ایک دوسرے سے متصل یعنی ملے ہوئے ہین اور ہر ایک عنصر بین خواہ اپنے مافوق سے متصل ہو یا ماتحت[1] سے یہ قابلیت ہے کہ دوسرے مین مستحیل ہوجاے یعنی دوسری کی صورت اختیار کرلے۔ مگر ہر حالت مین اوپر کا عنصر اپنے نیچے کے عنصر سے (عالم افلاک تک جو سب سے زیادہ لطیف ہے) زیادہ لطیف ہوگا۔ اسیطرح عالم تکوین معادن سے شروع ہوتا ہے۔ اوس کے بعد عالم نبات (گھاس پات) پھر عالم حیوان اور ہر ایک عالم درجہ بدرجہ عجیب ہیئت پر واقع ہوا ہے۔ معدنیات کی آخر افق نباتات کی اول افق سے متصل ہے جیسے کہ گھاس پات اور وہ درخت جنمین بیج نہین ہوتا ہے اور نباتات کی آخر افق جیسے کھجور اور انگور وغیرہ حیوان کی اول افق سے متصل ہے جیسے کچوا اور صدف جنمین صرف قوت لامسہ ہوتی ہے ان کمونات مین اتصال کے یہ معنی ہین کہ انکی آخر افق مین یہ نادر استعداد (قابلیت) ہے کہ وہ اپنے بعد کی افق بن جاسکتی ہے۔ عالم حیوانات مین بہت وسعت ہے اور اسکے انواع کثرت سے ہین مدارج تکوین مین اسکی انتہا انسان تک پہونچتی ہے جو صاحب فکر و رائے ہے ص۹۳

انسان کے نفس مدرکہ اور محرکہ کے وجود پر دلیلین بیان کرنے کے بعد یہ بیان کرتا ہے کہ اس کے وجود پر بھی ایک وجود کا ہونا ضروری ہے جو اوس کو حرکت اور ادراک کے قوی بخشتا ہے اور اوس سے متصل رہتا ہے۔ ان قوی کی ذات مین صرف ادراک اور تعقل ہوتا ہے

---

[1] ارسطاطالیس اور فیثاغورث یونانی فلاسفرون کے کلام کو ہماری کتاب زبدۃ الصحائف فی اصول المعارف مین دیکھو۔ مولف

اور اسی کو عالم ملائکہ کہتے ہین - اس تقریر سے یہ ثابت ہوگیا کہ نفس مین ایک ایسی استعداد لازمی طور پر ہونے چاہیئے کہ وہ کسی ایک وقت مین عالم بشریت سے عالم ملائکہ مین داخل ہوجائے

پھر اوس نے نفوس انسانی کی تین تقسیمین کی ہین ایک وہ صنف (قسم) ہے جو طبعاً روحانی ادراک سے عاجز ہے اس صنف کو صرف حسی اور خیالی ادراکات حاصل ہین انہین خیالی اور حسی مدارک سے انسان تصوری اور تصدیقی علوم بحسب جسمانی طاقت بشری حاصل کرسکتا ہے یہان علماء کے مدارک منتہی یعنے ختم ہوجاتے ہین اور اسی مین اون کے قدم جم جاتے ہین -

دوسری وہ صنف ہے جو حرکت فکر سے عقل روحانی اور اون ادراکات کی طرف متوجہ ہوتی ہے جنمین آلات بدنی کی ضرورت بالکل نہین ہوتی - اس سے ادراک اولیات کی طاقت جو بشری ادراک کا منتہا ہے بڑہتی ہے اور مشاہدات باطن کے میدان مین سیر کرتی ہے یہ درجہ مدارک کا علماء اور اولیاء کا ہے جو صاحب علم لدنی اور صاحب معارف ربانی ہین -

تیسری صنف وہ ہے جو فطرتی طور پر جسمانی بشریت سے بالکلیہ افق اعلی سے ملائکہ مین مل جانے پر آمادہ ہے یہ لوگ بالفعل کسی ایک وقت مین فرشتے بن جاتے ہین اور عالم ملاء اعلی کے شہود مین جو ملائکہ کا افق ہے چلے جاتے ہین اور کلام نفسی اور خطاب الہی وہ اسوقت سن سکتے ہین یہ انبیاء کا مرتبہ ہے جو اون کو حالت وحی مین[1] حاصل ہوتا ہے اور وہ اس حالت کو اپنے دلون مین صدق اور استقامت کی وجہ سے جا لیتے ہین -

لیکن کہانت انسانی نفوس کی خواص سے ہے اور یہ جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اسلئے ہے کہ نفس انسانی مین بشریت حالت کے لحاظ سے روحانی قوت حاصل کرنے کی استعداد ہے جو اس کی اعلی درجہ کا ہے اور یہ استعداد طبیعت بشری مین موجود ہے - ان امور سے تقسیم عقلی یہ قرار دیتی ہے کہ یہان بشر کی ایک اور صنف ہے جو صنف اول سے ایسی ناقص اور ان مین باہم ایسی ضد ہے جیسا کہ ایک ناقص اور کامل مین ضد ہوا کرتی ہے لیکن اسکی فطرت مین یہ بات ہے کہ اسکی قوت عقلی ارادتاً حرکت فکریہ کرتی ہے اوس وقت جبکہ مختلف امور اوسکو اسپر آمادہ کرتے ہین اور حالانکہ وہ اپنی خاصیت جبلی سے اوس کے حاصل کرنے سے ناقص ہوتی ہے ص ۹۴

[1] لغت مین وحی کے معنی اسراع یعنی جلدی اور تیزی کے ہین اور اعلان روحی کا نام وحی اسلئے رکہا گیا کہ وہ پلک مارنے سے زیادہ تیزی کے ساتھ حاصل ہوتا ہے - مولف

جب عجز اوسکو تعویق مین ڈالتا ہے تو جبلی طور پر اوسکو اسوقت امور جزئیہ محسوسہ اور متخیلہ کے ساتھ ایک تعلق ہوتا ہے اور وہ امور جزئیہ محسوسہ اور متخیلہ از قبیل اجسام شفاف اور عظیم الشان حیوانات اور مقفی کلام کے ہے عام اس سے کہ وہ آواز پرند کی ہو یا دوسرے کسی حیوان کی پس یہ حس اور تخیل اپنے اس تغیر مین اسی استعانت سے مقصود کو پاتا ہے اور اوسکو ان چیزون کے لئے مثل مشالعت کنندہ سمجھنا چاہیئے اور یہی قوت اوسمین اس ادراک کا مبدار ہوتی ہے اور اسیکا نام کہانت ہے [۱]۔

اور کاہن کبھی ادراک معقولات مین درجہ کمال کو نہین پہونچتا اسلئے کہ اوسکو جو وحی ہوتی ہے وہ شیطانی ہے۔ اس صنف کی اعلی درجہ کے لوگون کی یہ حالت ہے کہ وہ اوس کلام سے جسمین قافیہ اور وزن ہو استعانت پاتے ہین تاکہ وہ اس وسیلہ سے حواس سے مشغول ہو سکین اور اس ناقص اتصال پر بعض چیزین تقویت پاتی ہین اسی لئے وہ کبھی سچا ہوتا ہے اور امور حقہ سے موافق ہوتا ہے اور بعض وقت وہ اس امر مین جھوٹا ثابت ہوتا ہے۔ اور اس مقفی عبارت کے لوگ کہان کے نام سے مخصوص ہوتے ہین۔ اور نبوت کے زمانہ مین کہانت کا بازار سرد ہو جاتا ہے جسطرح ستارے اور چراغ آفتاب کے نکلنے پر چھپ جاتے ہین اور اسیطرح پر رویاء (خواب) اور تکہن اور ریاضت اور عمدہ صنعتین کہانت کے قریب قریب ہین اور ان مین سے ہر ایک کے متعلق آیندہ تفصیل سے بیان کیا جائے گا۔

کہانت کا بیان

قوم یہود اور نصاری اور اگلے امت کے لوگون کے پاس کاہن وہ شخص سمجھا جاتا تھا جو ذبیحہ اور قربانیون کو بتون کے سامنے پیش کرتا تھا اور کبھی اسکی اصل معنی قضار بالغیب سے لیتے ہین جیسا کہ امم سابقہ اور یہودیون کے کاہن کیا کرتے تھے۔ اور تعریفات مین بیان کیا گیا ہے کہ کاہن وہ شخص ہے جو آیندہ ہونے والے باتون کی خبر دے اور وہ اسرار اور مطالعہ غیب کا بھی دعوی کرے۔ اور کلیات مین بیان کیا گیا ہے کہ کاہن وہ شخص ہے جو کہ احوال ماضیہ کی خبر دے اور عراف وہ ہے جو آیندہ کے امور کی حالت بیان کرے۔

---

[۱] بلعام عراف (نام ہے) وغیرہ اور دیگر اصحاب عرافت اور جھوٹے دعوی کرنے والے انبیاء جو زمانہ قدیم مین ہوئے ہین اونکی روایتون پر تامل کرنا چاہیئے۔ مولف

صفحہ ۹۶

اس قسم کے اوصاف بین زمانہ جاہلیت کے بہت سے لوگ مشہور ہوئے ہین مثلاً افعی کاہن جس نے نزار بن معد کی اولاد مین جبکہ اونہون نے نزار بن عمر مار السماء الحمیری کے مرنے کے بعد اپنے نسب مین جھگڑا کر مرافعہ کیا تو اوس نے فیصلہ کیا۔ اور اسیطرح جذیمۃ الابرش کہانت کر کے نبوت کا دعوی کیا اور اسی (جذیمہ) کی طرح زبار نے بھی نبوت کا دعوی کی اور قریب مین اپنے مقام پر اسکا ذکر کیا جائے گا۔ اور ابن صیاد اور رسواد بن قارب بھی انہین مین ہین لیکن ان کے ترجمہ (سوانح عمری) سے ہم واقف نہین ہین۔ جن کے ترجمون سے ہم واقف ہین وہ یہ ہین۔

پہلا۔ اسود عنسی جو کہ قبیلہ مذحج سے ہے اسکا نام عیہلۃ بن کعب ہے اور اسکو ذوالخمار بھی کہتے ہین کیونکہ اوس کے پاس ایک سدایا ہوا گدھا تھا۔ چنانچہ جب وہ اوس گدھے سے کہتا کہ تو اپنے خدا کو سجدہ کر تو وہ اوسکو سجدہ کرتا۔ اور جب اوس سے کہتا کہ مبارک باد دے تو وہ مبارک باد دیتا اس نے ملک یمن مین نبوت کا دعوی کیا اور شعبدہ بازی کر کر جہال کو عجائب امور دکہلاتا تھا اپنی شیرین زبانی سے اون لوگون کو جو اوس کے بیان کو سنتے تھے اپنا فریفتہ کر لیتا تھا۔ جناب رسالت مآب صلعم کی وفات سے ایک روز دن اور رات، پہلے اسکو فیروز نے قتل کیا۔

دوسرا۔ عامر بن عبداللہ بن سعد بن ابی سرح ہے۔ جو حضرت عثمان بن عفان رض کا رضاعی بہائی تھا اور یہ شخص کاتب وحی بھی تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اوس نے ابتداء خلقت کی آیت لکھتے وقت تعجب سے "فتبارک اللہ احسن الخالقین" کہا۔ اسپر جناب رسالت مآب صلعم نے اوس سے کہا کہ اس کو بھی لکھ کیونکہ یہ آیت بھی نازل ہوئی ہے[1]۔ اسی وقت سے وہ اسلام سے مرتد ہو گیا اور کہا کہ اگر محمد نبی ہے تو مین بھی نبی ہون اور مجھ پر بھی وحی آتی ہے۔ اوتمام اسکی نسبت کہتا ہے۔

واختار من سعد ثمانین نبی ابی سرح لوحی اللہ غیر مخیاء

[1] جناب رسالت مآب صلعم کے منشیون مین یہ لوگ ہین۔ عثمان بن عفان رض علی کرم اللہ وجہہ خالد بن سعید۔ ابان بن سعید۔ علاء بن الحضرمی۔ ابی بن کعب۔ زید بن ثابت۔ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح۔ جس کا یہان ذکر ہے۔ معاویۃ بن ابی سفیان۔ حنظلۃ الاسیدی۔ لیکن سب سے پہلے اس خدمت کو ابی بن کعب رض نے انجام دیا ہے فقط مترجم دیکھو تاریخ کامل جلد ۲ صفحہ ۱۵۱۔

نوٹ اسکا ترجمہ صفحہ ۱۰۹ پر ہے۔ مترجم

حتی استضاء بشعلۃ السوراتی رفعت لہ سجحا من الاستار[1]

اور جب جناب رسالتمآب صلعم نے اسکا خون حلال کر دیا تو وہ عثمان رضہ کے پاس آیا اور طالب امن ہوا انہون نے اوسکو امن دلوایا۔ اور وہ عثمان رضہ کے خلافت کے زمانہ تک زندہ بھی رہا اور اونہون نے اوسکو مصر کا حاکم بھی بنایا۔

تیسرا مسیلمۃ الکذاب ہے اسکی کنیت ابو ثمامہ ہے یہ شخص قبیلہ بکر بن وائل سے ہے اس نے ملک یمامہ مین نبوت کا دعوی کیا اوس کو بطور استہزا رحمان یمامہ کہتے تھے اسلئے کہ رحمن اسماء اللہ الحسنی مین سے ہے اور یہ نام اللہ کے ساتھ مخصوص ہے اسلیوجہ سے غیر کو اس نام کا مسمی کہنا جایز نہین۔ پہر وہ وہان سے نکل گیا یہانتک کہ خالد بن الولید اوس کے پاس گئے اور اسکو زمانہ خلافت ابو بکر رضہ مین قتل کیا اور جھوٹ بولنے مین اوسکی مثال دیجاتی ہے اور کہتے ہین اکذب من ابی ثمامۃ یعنے ابو ثمامہ سے زیادہ جھوٹا۔

چوتھی سجاح[2] ہے یہ عورت تمیمہ بنی یربوع کے قبیلہ کی تھی اس کے باپ کا نام سوید بن عقفان ہے اس عورت کی کنیت ام صادر ہے مسیلمہ مذکور کے زمانہ مین اسکا ظہور ہوا وہ اوس کے مقابلہ اور معلومات دریافت کرنے کے لئے گئی لیکن وہ اوسپر ایمان لائی اور اوسپر اپنے نفس کو ہبہ کر دیا۔ یہ کہا گیا ہے کہ اوس نے جناب رسالت مآب صلعم کی وفات کے بعد مقام جزیرہ مین دعوی نبوت کیا جہان بنی تغلب کی قوم کے لوگ تھے اور بنی تمیم کی ایک قوم بھی اسکی تابع ہوئی اور اوس کے حالت مین فروغ ہوا یہانتک کہ عربون نے اوس سے گھبرایا اور اس سے اسبات پر مصالحت کی کہ وہ اون کے علاقہ سے جہان چاہے نکل جائے۔ جھوٹ بولنے مین اسکی بھی مثال دیجاتی ہے۔ اور کہا جاتا ہے اکذب من سجاح "یعنی سجاح سے زیادہ جھوٹا۔

پانچوان طلحہ اسدی ہے جو جاہلیت اور اسلام کے مشہور شجاعون مین سے ہے وہ اسلام لانیکے بعد مرتد ہو گیا اور نبوت کا دعوی کیا اور ایک بڑی جماعت کو جمع کر لیا اور کہانت کرتا تھا جب خالد بن الولید اوسکی جماعت کو مغلوب کر کے بھگا دیا تو پہر وہ اسلام مین آگیا۔

---

[1] ترجمہ۔ سعد بن ابی سرح کی اولاد سے ملعون عامر بن عبد اللہ نے خدا کی وحی کو اپنے اوپر اثر ناظاہر کیا اور وہ اسکے لایق نہین ہے آخرکار وہ سورتون کی اس شعلہ سے جو بلند کردہ پردون سے نکلا جل گیا۔

[2] سجاح سجاحت سے مشتق ہے جس کے معنی سہولت کے ہین۔ مولف

چھٹا۔ مختار بن ابی عبید بن مسعود بن عمرو بن عمیر بن عوف بن غیرۃ الصحابی ہے جو کہ یوم جسر مین جو ایام قادسیہ سے ایک یوم ہے مقتول ہوا۔ اور عبداللہ بن زبیر رضی کی طرف سے کوفہ مین عامل تھا ابتداءً اوس نے اون سے نقض عہد کیا اور محمد بن حنفیہ کے استحقاق کو ظاہر کیا۔ اخیر مین اوس نے نبوت کا ادعا کیا۔

ساتوان۔ ابو الطیب المتنبی مشہور شاعر ہے ارض شام مین چوتھی صدی کے آخر مین (جو مسیحی دسوین صدی کے مطابق ہے) پیدا ہوا اس نے بھی نبوت کا دعوے کیا۔ لو نام امیر حمص نے اُسپر چڑہائی کی اور اوس کو گرفتار کر کے قلعہ مین قید کیا یہانتک کہ وہ تائب ہوا تو اوس وقت امیر مذکور نے اوس سے درگذر کی۔

اب پھر ہم اپنے کہانت کے بیان کی طرف رجوع کرتے ہین۔ قبیلہ کندہ مین بھی ایک خاندان پایا جاتا ہے جس کا نام سکاسک ہے۔ شرقی یمن مین اون کے حالات مشہور ہین یہ لوگ جادو اور کہانت مین مشہور تھے۔ اور انکی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ ان سب کے نام محفوظ نہین ہین لیکن اون مین سے دو شخص مشہور ہین ایک کا نام شق ہے اور دوسرے کا نام سطیح ہے۔ یہ دونون آپسمین خالہ زاد بہائی تھے اور ظہور اسلام سے تہوڑی ہی مدت پہلے گذرے ہین جسکو کہ شق کہتے ہین اوسکا نام ابو صعب شکر بن رہب بن اموال بن یزید بن قیس عبقرین انمار ہی کہتے ہین کہ اوس کو شق اس لئے کہتے تھے کہ اوس کا جسم نصف انسان کا تھا یعنے اوسکا ایک ہاتھ اور ایک پانون تھا۔ جسکو سطیح کہتے ہین اوس کا نام ربیع بن ربیعۃ بن مسعود بن مازن ابن ذئب بن عدی بن مازن بن غسان ہے چونکہ اوس کے نسب مین ذئب کا نام بھی آگیا ہے اس لئے اُسکو ذئبی بھی کہتے تھے۔ اسکا جسم ایسا تھا کہ پڑا رہتا تھا کیونکہ اعضا رہین تھے اور اوسکا مونھ سینہ مین تھا نہ اوسکو سر تھا نہ گردن تھی۔ اور وہ بیٹھ بھی نہین سکتا تھا لیکن جب غضبناک ہوتا تھا تو پھولکر بیٹھ جاتا تھا اور یہ دونون ایک ہی دن پیدا ہوئے تھے اور اسی دن طریفہ بنت الخیر الحمیری کاہنہ جو مزنیقیا عمران بن عامر ماء السماء کے بہائی عمرو کی زوجہ تہی مروی ہی کہ جب یہ دونون پیدا ہوئے تو اون دونون کو طریفہ نے اپنے پاس لے آنے کا حکم دیا جب یہ دونون اوس کے پاس لائے گئے تو وہ سطیح کے مونھ مین تہوکی اور یہ پیشین گوئی کی کہ وہ میرا خلیفہ ہوگا میرے علم اور میرے کہانت مین۔ اسکے بعد وہ اوسی وقت مرگئی۔ کہا جاتا ہے کہ اون مین سے ہر ایک پچہ سو برس تک زندہ رہا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ سطیح سات سو برس تک زندہ رہا اور پھر وہ

صـ۹۷

کسری نوشیروان کے زمانہ مین ہوا۔

جس طرح عرب نسب پر فخر کرنے کے جھگڑون کا مرافعہ اپنے افسرون اور پنچون کے پاس پیش کرتے تھے اسیطرح حوادث زمانہ کے دریافت کرنے مین کاہنون کے مطیع اور مجبور تھے اور وہ اپنے جھگڑون کو اون کے پاس پیش کرتے تھے یہ اس غرض سے تھا کہ اُن کے غیب کی باتون کی صداقت دریافت کرین اور کتب اخبار مین ایسے بہت سے لوگ ہین ایک شاعر کہتا ہے۔

فقلتُ لعراف الیمامۃ داوِنی ۔۔۔ فانک ان داویتنی لطبیب[1]

دوسرا شاعر کہتا ہے۔

جعلتُ لعراف الیمامۃ حکمہ ۔۔۔ وعراف نجدان ہما شفیانی[2]

فقالا شفاک اللہ واللہ مالنا ۔۔۔ بما حملت منک الضلوع یدان

ابن خلدون مغربی کہتا ہے کہ اس قسم کے لوگ بعد ظہور اسلام کے بھی پائے گئے ہین کیونکہ بربریون مین ملک مغرب مین کاہن تھے اون مین سے مشہور موسی بن صالح ہے جو بنی یفرن سے تھا اوس کے نوایجاد[3] کلمات عربی زبان کے علاوہ اشعار کے طور پر مروی ہین۔ اور اوس مین بہت سے نئے باتین ہین زیادہ تر اون مین سے ملک مغرب کے ملوک زناتہ اور اہل دول کے متعلق ہین۔ دول اسلامیہ مین بھی بقائے دینا اور اوسکی مدت کے متعلق علی العموم اوس کے کلام مین پیشین گوئیان ہین اور خاصکر سلطنت اور اوس کے اخبار کے متعلق بھی ہین۔ صدر اسلام (ابتداء اسلام) مین بھی اسکے متعلق کعب الاحبار اور وہب بن منبہ وغیرہ سے اس کے متعلق آثار (احادیث) منقول ہین اور یہ لوگ مدت مذاہب اور بقای

ص ۹۸

[1] ترجمہ۔ مین نے عراف (وہ شخص جو آیندہ کی باتین غیب دانی کی رو سے کہے) یمامہ سے کہا کہ تو میرا علاج کریگا تو مین تجکو طبیب سمجھونگا۔

[2] ترجمہ۔ مین نے عراف یمامہ اور عراف نجد کو اس امر کا حاکم کیا کہ وہ دونون مجھ کو میری بیماری سے شفا دین۔ اون دونون نے کہا کہ تیرے پہلیون مین جو بیماری ہے ہمین اوسکے دور کرنے کی قدرت نہین ہے۔

[3] اس مقام پر ولادت کا لفظ مستعمل ہوا ہے جس کے معنے عربی زبان کے سوا دوسری زبان مین کلام کرنے کے ہین۔ مترجم

دنیا کے متعلق بعض احادیث اور حروف مقطعہ سے جو قرآن کی سورتون کے ابتدا مین ہین مضامین استخراج کرتے ہین اور اس مین وہ حساب جمل (ابجد) سے کام لیتے ہین جسکی شرح بہت طول ہے۔

لیکن زمانہ حال کی سلطنتون مین کتاب جفر سے استناد کرتے ہین اور یہ خیال کرتے ہین کہ اس کتاب مین یہہ علم تمام تر موجود ہے جو کہ آثار اور نجوم پر مبنی ہے اسمین وہ اور کچھ زیادتی نہین کرتے لیکن اُسکی اصل اور اوس کے استناد کو نہین جانتے۔ اوسکی اصلیت اسطرح پر ہے کہ ہارون بن سعید العجلی جو فرقہ زیدیہ کا سرغنہ ہے اوسکی ایک کتاب جسمین وہ امام جعفر صادق رضؓ (علوئین کے چھٹے پوشیدہ امام) سے روایت کرتا ہے اوسمین اہل بیت کے آیندہ کے حالات جو اون پر واقع ہونے والے ہین عام طور پر اور بعض اشخاص کے حالات خاص طور پر لکھے ہوئے ہین۔ حضرت امام جعفر صادق رضؓ اور اون کے ہم رتبہ لوگون سے یہ امور پائے گئے ہین اور یہہ بطریق کشف و کرامت کے ہے جو کہ اون جیسے لوگون اور اولیاء سے یہہ امور سرزد ہوتے ہین۔ امام جعفر صادق رضؓ کے پاس یہ حالات ایک چھوٹے گائے کے چمڑے پر لکھے ہوئے تھے اون باتون کو ہارون العجلی نے حضرت سے روایت کیا اور اون کو لکھ لیا اور اوس کا نام جفر رکھا اس لئے کہ وہ باتین پہلے گائے کے چمڑے پر لکھی ہوئی تہین اور لغت مین جفر[1] کے معنی بھی بینڈھے کے چمڑے کے ہین پھر اس کتاب کا نام ہی جفر قرار پا گیا اور اسمین قرآن کے باطنی تفسیر نادر مغنے کے ساتھ لکھی ہوئی تہی جو امام جعفر صادق رضؓ سے مروی ہے" ابن خلدون کا بیان یہان ختم ہوا۔

ابن خلکان کہتا ہے کہ راقضی (شیعی) لوگ اسی سے قرآن کی تفسیر کرتے ہین اور دعوی کرتے ہین کہ اس مین قرآن کے باطنی معنے ہین جس کا ذکر سعید بن ہارون العجلی نے کیا ہے یہ شخص زیدیہ فریق کا سرغنہ تھا چنانچہ اس کا قول ہے۔

---

[1] جفر فتح جیم و سکون فاء اور بعد اوس کے راء مہملہ ہے کے بچے کو کہتے ہین جو چار مہینے کا ہوا اور وہ اپنی ماں سے جدا ہو گیا ہو یعنے دودھ نہ پیتا ہو مونث کو جفرہ کہتے ہین۔ اوس زمانہ مین اون لوگون کی یہہ عادت تہی کہ چمڑون۔ ہڈیون اور کپڑون پر لکھا کرتے تھے۔ مولف

الم تران الرافضین تفرقوا ۔۔۔ فکلہم فی جعفر قال منکرا[1]
فطائفۃ قالوا الامام ومنہم ۔۔۔ طوائف سمتہ البنی المطہرا
ومن عجب لم اقضہ جلد جعفر ہم ۔۔۔ برئت الی الرحمن ممن تجفرا

ابن قتیبہ کہتا ہے کہ وہ مینڈھے کا چڑا ہے اور وہ (شیعی) لوگ اسبات کے مدعی ہین کہ امام ممدوح نے اوس مین اون کے لئے جو ضروری چیزین تہین لکہہ دی ہین اور نیز اوس مین ہر ایک چیز کا ذکر ہے جو قیامت تک ہونے والی ہے۔ اور جب وہ لوگ امام کا لفظ بولتے ہین تو اس سے اونکی مراد حضرت جعفر صادق رضہ سے ہوتی ہے۔ ابو العلاء المعری اپنے قول مین اسی کے طرف اشارہ کرتا ہے۔ ص ۹۹

لقد عجبوا لاہل البیت لما ۔۔۔ اتاہم علمہم فی مسک جفر
ومرآۃ المنجم وہی صغری ۔۔۔ ارتہ کل عامرۃ وقفر

محیط المحیط مین لکہا ہے کہ علم جفر وہ علم ہے کہ اوس مین حروف سے بحث کی جاتی ہے اس حیثیت سے کہ وہ مستقل بنا رہین دلالت کے اور اسکا نام علم الحروف اور علم التکسیر بہی ہے سید السند (یعنی علامہ سید شریف) نے بیان کیا ہے کہ جفر اور جامعہ اس علم کی ایک قسم ہے اور یہ دونون علی کرم اللہ وجہہ کی کتابین جنمین حضرت علی رضہ نے حوادث کا حال انقطاع عالم (قیامت) تک علم حروف مین بیان فرمایا ہے۔ اور اونکی اولاد سے ایمہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سب اسی علم کو جانتے تہے اور اوسی سے ہر ایک کام کا حکم دیتے تہے۔ اور کتاب قبول العہد مین جس کو علی بن موسی رضہ نے مامون رشید عباسی کو جب کہ مامون نے آپ کے لئے خلافت کا

[1] ترجمہ۔ کیا تو نہین دیکہتا کہ رافضی سب متفرق ہو گئے سبہون نے جعفر رضہ سے انکار کیا۔ ایک جماعت نے کہا کہ وہ امام ہین اور اونہین مین سے ایک طائفہ ہے وہ کہتا ہے کہ جنکو نبی نے اسکا نام مطہر رکہا ہے یہ تعجب کی بات ہے کہ مین اون کے جلد جفر پر حکم نہین کرتا ہون بلکہ مین جفر کا عمل کرنے والے سے خدا کے نزدیک برات مانگتا ہون۔

[2] اونہون نے اہل بیت پر تعجب کیا جب کہ اون کے پاس اون کا علم جلد جفر مین آیا (کیونکہ وہ اس سے کوئی بات ظاہر نہ کر سکے) منجم کا آئینہ حالانکہ وہ چہوٹا ہے مگر وہ ہر آبادی اور جنگل و بیابان کو دکہاتا ہے

وعدہ کیا تھا لکھا تھا کہ تو ہمارے حقوق کو جانتا ہے جنکو تیرے آبا سے نہیں جانا مین نے تیرے عہد کو قبول کر لیا لیکن جفر اور جامعہ اسبات پر دلالت کرتے ہین کہ تیرا یہ عہد پورا نہین ہوگا۔ مشایخ مغرب اس علم حروف سے کافی بھرہ رکھتے ہین جسکو وہ اہل بیت کے طرف منسوب کرتے ہین۔

تکہین کا بیان

ابن خلدون یہ بھی کہتا ہے کہ بعض اشخاص ایسے بھی پائے جاتے ہین کہ ہونے والی باتون کی حالت قبل وقوع بیان کرتے ہین اور اون کا یہ فعل طبعی ہے جس سے اونکی جماعت تمام آدمیون سے ممیز ہوجاتی ہے اور وہ اس کام مین کسی علم سے نہ مدد لیتے ہین اور نہ نجوم وغیرہ کے اثر سے استدلال کرتے ہین اور اونکا یہ ادراک فطرتی ہے اسی فطرت پر وہ مخلوق ہوئے ہین انہین مین سے عراف ہین جو اپنے فکر دن کو اون امور کے طرف متوجہ کرتے ہین جنکی نسبت وہ کچھ بیان کرنا چاہتے ہین اور اوسمین ظن و تخمین سے کام لیتے ہین اور اس سبب سے وہ غیب دانی کا دعوی کرتے ہین اور حقیقت مین وہ غیب دان نہین ہین اور انہین مین سے ناظرین ہین۔ جو اجسام شفاف (مثل آئینہ اور پانی کے طشت) کو دیکھا کرتے ہین اور بعض حیوانات کے دلون اور جگر اور ہڈیون کو دیکھتے ہین اور بعض اہل طرق ہین جو کنکرون اور بیجون (مثلاً گیہون کے بیج اور کھجور کی گٹھلیون) کو دیکھتے ہین۔ یہ سب کہان ہین لیکن یہ لوگ کہانت مین کم درجہ کے ہین۔ اسیطرح اہل زجر ہین جو کہ پرندون اور درندون کو دیکھتے ہین اور یہ سب عالم انسان مین موجود ہین جس سے کسی کو انکار نہین ہوسکتا۔ ان سے ضعیف اور کم درجہ وہ ہین جو اپنے حس کو صرف بخور (خوشبویون) مین مشغول رکھتے ہین۔ پھر وہ بحسب استعداد ارادون مین مشغول رہتے ہین اور یہ زعم کرتے ہین کہ اون کو کرہ ہوا مین مشخص صورتین نظر آتی ہین اور یہ صورتین اون کو جن امور کے طرف وہ متوجہ ہوتے ہین اون کے حالات بیان کرتے ہین۔ اسکے بعد مجانین کا درجہ ہے۔ ان سب قسم کے لوگون کا ادراک باطل و حق سے مخلوط ہوتا ہے۔ اور ابتک بھی اسلامیہ ممالک اور شہرون مین ضعیف العقل مرد اور عورتین اور کم سن والے آدمی ان لوگون سے اپنی جاہ و منزلت اور معاش اور معاشرت اور عداوت اور محبت وغیرہ کے متعلق حالات دریافت کیا کرتے ہین۔ اور ایسے ہی لوگ اپنی معاش خط رمل مین پیدا کرتے ہین اور اسکو منجم کہتے ہین۔ کنکرون اور بیجون سے طرق کرنے والے کو حاسب کہتے ہین۔ اور آئینہ اور پانی مین دیکھنے والے کو ضارب المندل

کہتے ہین۔

القیافۃ۔ بعض مولف کہتے ہین کہ زمانہ جاہلیت کے عربون کے نزدیک قیافہ کی دو قسمین تھین بشرہ کا قیافہ اور نقش پا کا قیافہ۔ بشرہ کا قیافہ وہ ہے کہ متکہن (کاہن) انسان کے چہرہ کے خال اور بعض اعضاء کو دیکھکر اوس کے حالات پر استدلال کرتا ہے۔ اور ایسے کاہن کو حاذی کہتے ہین اس قسم کے قیافہ شناسی عرب کے قبیلہ بنی مدلج مین تھی۔ ایسے قیافہ شناس کے پاس بیس آدمی ملکر ایک کالڑکا لیجاتے تھے وہ قیافہ دیکھکر اون مین سے کسی ایک سے منسوب کر دیتا تھا۔

نقش پا کا قیافہ یہ ہے کہ انسان کے قدم سے یا جانور کے کھر اور سم کے نشان سے استدلال کیا جاتا ہے اور اسطرح کی قیافہ شناسی مین بھی عرب کی ایک قوم مخصوص ہے جنکی سکونت ریتیلی زمین مین ہوتی تھی۔ جب اون مین سے کوئی بھاگ جاتا یا کوئی چور اون مین آکر مل جاتا تو اوس کے آثار قدم سے وہ اوسکو دریافت کر لیتے تھے تعجب تو اسمین ہے کہ وہ لوگ بڈھے اور جوان عورت اور مرد۔ باکرہ اور ثیبہ۔ مسافر اور مقیم کو نقش پا سے پہچان جاتے تھے۔ اون مین سے ایک شخص کی جس کا نام عمرو بن خالد المازنی تھا نقل ہے کہ وہ کاہن تھا اور قائف بھی تھا۔ وہ ایک دن ایک راستہ پر سیر کرتا ہوا یہ کہا کہ مین دو ایسے آدمیون کا نشان پاتا ہون کہ ان دونون کا کتا زبردست ہے اور اون کا اسباب قیمتی ہے۔ اور جلدی سے بھاگنا زیادہ احتیاط ہے اوس کے اس کہنے سے یہہ مثل جاری ہوگئی "اُلفرار بقراب اکیس" اور یہ اُس وقت کہتے ہین کہ تھوڑی چیز پر راضی ہوکر سلامتی مال پر قناعت کرین۔ قراب بالضم قریب سے ماخوذ ہے جس سے مراد اوس شخص کا بھاگنے مین جلدی کرنا ہے جسکو اپنے مقابلہ والے سے لڑنیکی طاقت نہو۔ اور صحیح یہ ہے کہ قراب بالضم عبداللہ بن صمہ وربد کے بھائی کے گھوڑے کا نام ہے جو لڑائی مین اوس کے ساتھ تھا اور ربد نے اپنے کو اور اپنی قوم کو ضعیف جانا اور اپنے بھائی سے کہا "اُلفرار بقراب اکیس" اور صحیح یہہ ہے کہ یہ لفظ معنی مین ثبات (قیام) کے ہے اوس کے بھائی نے اس کو نہ مانا اور لڑکر مر گیا اور اوسکا گھوڑا بھی چھین لیا گیا۔ صـ۱۰۱

فراسۃ۔ فراسۃ بھی انہین دو قسمون مین سے ہے وہ یہ ہے کہ انسان دوسرے کا منہ دیکھکر اوس کے مافی الضمیر کو بتا دیتا ہے یا اوسکی باتین سنکر بتا دیتا ہے یا اوسکی ہیئت سے اوس کے پیشہ اور علم کا حال بیان کرتا ہے یا اوس کے رنگ روغن اور پوست کو دیکھکر اسکے اخلاق کی خبر دیتا ہے یا مکیل (ناپی ہوئی) وموزون (تولی ہوئی) کو دیکھکر بتا دے کہ اس کی

مقدار اتنی ہے۔ عراف کے استدلال کے بہت سے طریق ہین منجملہ اون طریق کے ایک یہ کہ ابتدائے مقابلہ مین یعنی اپنے پہلے مقابلہ مین کسی شخص کو ایک اونچے مقام پر بیٹھا ہوا دیکھکر اوس کے علو مرتبہ پر استدلال کرنا یا اوس کے ہاتھ مین پانی ہو تو اوسکی طول حیات پر استدلال کرنا۔ حاصل یہ ہے کہ ایسا آدمی انسان کی حرکات اور اوس کے تصرفات اور اوس کے ظروف وغیرہ کو دیکھا کرتا ہے اور اون کو اوس کے آئندہ واقعات زندگی کی طرف رمز و کنایہ سے بیان کرتا ہے۔

تفاول اور تشاؤم[1] یعنی نیک اور بد فال لینا۔ انہین امور سے تفاول اور تشاؤم ہے مثلاً تفاول (فال نیک) اسطرح سے کہ ایک آدمی بیمار ہوا اور دوسرے کو یہ کہتا سنے یا سالم (تندرست) یا کسی حاجت کا طالب ہوا اور دوسرے کو یہ کہتے سنے یا واجد (ای پانی والے) یا غانم (ای غنیمت پانے والے) حاصل یہ ہے کہ فال ایک عمدہ کلمہ ہے جس سے برکت چاہی جاتی ہے یا جسم کے کسی حصہ مین پھڑک ہونا مثلاً آنکھ کا پھڑکنا اس سے دوستون کی ملاقات کرنے کی فال لی جاتی ہے چنانچہ ایک شاعر کہتا ہے۔

ظلت تبشرنی عینی اذا خلجت بان اراک وقد کنا علی حذر[2]

یا سیدھے ہاتھ مین پھڑک ہو تو اس سے یہ فال لی جاتی ہے کہ ہاتھ مین روپیہ وغیرہ آئے گا جس سے دل کو خوشی ہوتی ہے۔ اور اس کے برخلاف جبکہ یہ پھڑک بائین ہاتھ مین ہو۔ لیکن حرکت طنین الاذن (کان کی بھنبھاہٹ) اسبات پر دلالت کرتی ہے کہ کانون مین حوادث جدید کی خبر آئے گی یا مثل اسکے۔ اور یہ شریعت اسلامیہ مین بھی مباح ہے بخلاف طیرۃ کے جیسا کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ طیرۃ اور عیافہ اور طرق تبون یا جادوگرون کے طریق سے ہے۔

طیرۃ کا بیان | طیرۃ وہ تشاؤم (بد فالی) ہے جو نحوس چیزون سے لیجاتی ہے جیسا کوے کا دیکھنا

---

[1] تفاول وہ فال جو خیر مین لی جائے اور تشاؤم وہ فال جو شر مین لی جائے۔

[2] ترجمہ۔ میری آنکھ مجھکو خوش خبری دینے لگی جب کہ وہ پھڑکنے لگی وہ خوش خبری اس بات کی کہ مین تجھکو دیکھون گا حالانکہ ہم ڈر گئے تھے اس خیال سے کہ مبادا کوئی بری بات دیکھنے مین آئے۔

جس کو وہ لوگ مسافرت کے پیش آنے کی دلالت گردانتے ہین - اور یہ خیال کرتے ہین کہ جب
کوئی عرب کسی مقام سے کوچ کرکے اُترتا ہے تو وہ دوسرون کو پیچھے سے چیخ کر بلاتا ہے اور
صہ ۱۰۲ وہ دور ہی سے اوس کی ضیافت کر دیتے تھے اور اس موقع پر وہ "غراب البین" کہتے
تھے بعد مین اونہون نے اس لفظ کے استعمال کو مکروہ سمجھا بخیال زجر اور تطیر (طیرہ) کے یعنی
بدفالی کے - اور نیز اونہون نے اوسکو مزیل بصر اور صافی العین خیال کیا یہان تک کہ وہ
اپنی کہاوتون مین بولتے ہین "اصفی من عین الغراب" یعنے کوے کی آنکھ سے زیادہ صاف ہے
جسطرح کہ وہ "اصفی من عین الدیک" یعنے مرغ کی آنکھ سے زیادہ صاف کہتے ہین پس اونہون نے
کنایتاً اوس کا نام اعور رکھا یعنی ایک آنکھ کا جس کو کانا کہتے ہین جیسے کنایتاً اندھے کو طیرہ کہتے
ہین پھر اوسکو وہ بصیر (صاحب بصارت) کہنے لگے حالانکہ مراد اس سے بے بصر ہوتی ہے
جیسا کہ بخیال بدفالی کے بچھو اور سانپ کاٹے ہوئے آدمی کو سلیم کہتے تھے حالانکہ سلیم کے
معنی صحیح اور تندرست کے ہین اور جسطرح مہالک (ہلاکت) مین پڑنے والے کو مفاوز کہتے
ہین حالانکہ مفاوز وہ شخص ہے جو اپنے مطلب کو پائے اور اسطرح کے محاورات بہت سے
ہین چونکہ غراب (کوے) سے وہ زیادہ تر تشاءم (بدفالی) لیا کرتے تھے اسی وجہ سے
اونہون نے الفاظ غربت اور اغتراب اور غریب کو اوس سے مشتق کیا - اور جس زمین مین
کہ ہوائے گرم ہو اور جسمین وہ مردار جانور جو سینگ کے لگنے سے مرا ہوا پڑا ہو اور جسمین
کوئی ہمنشین اور بے وسیلہ و بے مددگار آدمی بھی نہو جس سے بدفالی لی جاتی ہے مگر یہ
کہ غراب (کوا) اون کے نزدیک ان چیزون سے بھی زیادہ مکروہ ہے - اور خیال کرتے ہین
کہ اوس کا پکارنا اکثر وہ خبرین دجو کہ بری ہوتی ہین، لاتا ہے اور اوس سے خوف دلانا نہایت عام اور
رائج امر ہے اور یہ بھی خیال کرتے ہین کہ جب وہ دو مرتبہ پکارتا ہے تو شر ہوتا ہے اور جب
تین مرتبہ پکارتا ہے تو خیر کا خیال کیا جاتا ہے - اور اوسکو فاسق بھی کہتے ہین - اور نہایت مکروہ
کوے کی قسم سے ذوالمنقار اور سرخ پانون والا کوا ہے -

اور بعض غراب سے قطع نظر کرکے اونٹ ہی تطیر لیتے ہین کیونکہ وہ کوچ کرنے والے کو بوجھ
اوٹھاتا ہے - اسکی نسبت ایک شاعر کہتا ہے -

زعموا بان مطیهم سبب النوی ... والموذنات بفرقة الاحباب[1]

[1] ترجمہ، وہ لوگ (عرب) خیال کرتے ہین کہ انکی سواریکے اونٹ باعث رنج دائمی ہین اور فرقت احبابکی اطلاع دینوالی ہین

میدانی اون کے اس قول "اشارم من ورقا" کبوتر سے زیادہ شوم کی تفسیر مین کہتا ہے کہ وہ لوگ ورقار (کبوتر) سے اونٹ مراد لیتے ہین۔

اور وہ لوگ عطاس (چھینکنے والے) سے بھی بدفالی لیتے ہین اس کا سبب یہ ہے کہ وہ اوس جانور کو جسکا نام عاطوس ہے منحوس سمجھتے تھے۔

اور سب سے بڑی منحوس چیز جس سے وہ بدفالی لیتے ہین بوم (الو) ہے کیونکہ الو انکے خیال مین موت اور ویرانی پر دلالت کرتا ہے۔

اخیل ایک پرند کا نام ہے جسکو شقراق بھی کہتے ہین اس کے پرون پر سفید اور سیاہ رنگ کے چھینٹے ہوتے ہین اور اس کو مقطع طہوۃ بھی کہتے ہین یعنی پشت کا توڑنے والا اس لئے کہ اہل عرب اسکے پنجہ مارنے سے بدفالی لیتے ہین جب وہ کسی اونٹ پر واقع ہوتا ہے گو کہ اونٹ صحیح اور سالم بھی رہے اوسکی زندگی سے ناامید ہوجاتے تھے اور جب کوئی مسافر اسکو دیکھ لیتا تو اوسکو بدفال خیال کرتا اور اوس کے زخمی ہونے کا اور مرنے کا یقین کرلیتا گو کہ موت اوس کے پیچھے نہ ہو۔ بعض نے اس مضمون کے متعلق فرزدق کی ایک بیت جسمین وہ اپنی اونٹنی کو مخاطب کرکے کہتا ہے لکہی ہے۔

صـ۱۰۳

اذا قطن بلغنیۃ ابن مدرک فلیقت من طیر العراقیب اخیلا[1]

اس شعر مین فرزدق نے طیر الاخائل کے جگہ طیر العراقیب کہا کیونکہ اہل عرب ہر ایک طائر کو جس سے اونٹ کے متعلق طیرہ (بدفالی) لیتے ہین طیر العراقیب کہتے ہین کیونکہ یہ طائر اوس کو معرض ہلاکت مین ڈالتا ہے اور عربون کے نزدیک یہہ پرند بدفال یعنی منحوس ہے اور جب کوئی طیر عراقیب کو دیکہہ لیتا ہے تو دوسرے کہتے ہین کہ اوس (دیکھنے والے) کو دو گونگے لڑکے ہونگے یا اوس دیکھنے والے نے قتل اور مجروح ہونے کو دیکہا ہے۔ لیکن صاحب محیط المحیط کہتا ہے کہ اخیل وہ پرند ہے جو خالدار ہوتا ہے اور یہہ بدفالی کا پرند ہے یا صرد یا شقراق کا نام ہے یہہ دونون پرند بہی بدفالی مین مشہور ہین اور نیز اسکو اخیل اسلئے کہتے ہین کہ اوس کے رنگ مین سفیدی اور سیاہی ہوتی ہے اس سے اہل عرب فال لیتے ہین۔ فرزدق کہتا ہے۔

[1] اس شعر کے ترجمہ کی ضرورت نہین ہے کیونکہ اسکے بعد کا شعر جو ایک لفظ کے تغیر کے ساتھ لایا گیا ہے اوس کے تحت مین اوسکا قصہ بیان کردیا گیا ہے جو ترجمہ کا کام دیرہا ہے۔ مترجم

اذا قطن بالعقیقۃ ابن مدرک فلا قیت من طیر الاعانم اخیلا

وہ (فرزدق) اپنی اونٹنی کو جس کا نام اوس نے قطن رکھا تھا اوسکو خطاب کرکے کہتا ہے کہ تو اس مبارک پرند سے ملاقات کر جبکہ ابن مدرک تجھکو اوس کے پاس پہونچا دے۔ اس مین جو تناقص ہے وہ ظاہر ہے۔

اہل عرب ہرن سے بھی بد فالی لیتے ہین اور صبح کے وقت سونے کو بد فالی خیال کرتے ہین اور اس وقت کے سونے کو نومۃ الخرق کہتے ہین نومۃ الخرق اس لئے کہتے ہین کہ وہ بلاوت (بے وقوفی) پر دلالت کرتی ہے۔ اور اسوقت کے سونے کے نسبت اون کا یہ بھی اعتقاد ہے کہ اس وقت کا سونا (موجب) غم اور خوف ہے۔ اور عصر کے وقت کا سونا مورث جنون ہے کسی شاعر کا اسکی نسبت یہ شعر ہے۔

الا ان نومات الضحی تورث الفتی غموماً و نومات العصیر جنون[1]

زیادہ سونے کی نسبت وہ عبود کی نیند کی مثال دیتے ہین اور عبود ایک سیاہ غلام کا نام ہے اون کا خیال ہے کہ یہ غلام سات سال تک سوتا رہا تھا اسیواسطے یہ مثال دیتے ہین۔ "نام نومۃ عبود" یا "انوم من عبود" یعنے عبود کی نیند سویا یا عبود سے زیادہ سونے والا۔ عرب کے بعض سونے والون کا ایک یہ شعر ہے۔

رقدت رقاد الہیم حتی لو انہ یکون رقادی مغنماً لغنیت[2]

اہل عرب خیال کرتے ہین کہ جو شخص سفر کے ارادہ سے نکلتا ہے اگر وہ پلٹ کر دیکھے تو اسکی نسبت اعتقاد کرتے ہین کہ اوسکا سفر پورا نہ ہوگا چنانچہ جب کوئی مسافر ملتفت ہوتا ہے یعنے پلٹ کر دیکھتا ہے تو اوسکی نسبت بد فالی کا خیال کرتے ہین۔

ص ۱۰۴ ابن خلدون کا بیان ہے کہ مسلمانون مین بھی بعض خاص لوگ یہ خیال کرتے ہین کہ جس شہر کے گہرون مین تاریخ کے درخت زیادہ لگائے جاتے ہین وہ گہر ویران ہوجاتا ہے چنانچہ اسی خیال سے اکثر عام لوگ گہر مین اوس کے لگانے سے انکار کرتے ہین وفلی (جسکو فارسی مین خرنہرہ

[1] آگاہ رہنا کہ صبح کے وقت کا سونا آدمی کے لئے باعث غم اور عصر کے وقت کا سونا موجب جنون ہے۔

[2] ترجمہ۔ مین پیاسے اونٹون کی طرح سویا اگر میری نیند مثل مال غنیمت کے ہوتی تو مین لوٹ لیتا۔

اور ہندی مین کنیر کہتے ہین) کے درخت کی نسبت ایسا ہی خیال کیا گیا ہے۔ اسکا سبب آسایش اور عشرت پسندی ہے جو زیادتی آبادی سے ہوتا ہے اسلئے کہ یہ اشجار صرف زینت کی غرض سے لگائے جاتے ہین اور زینت کی زیادتی موجب تباہی و بربادی ہے کیونکہ زیادتی رفاہیت بزدلی اور سستی پیدا کرتی ہے جس کے بعد ہی انقلاب اور غلامی کی ذلت لگی ہوئی ہے[1]۔

عیافہ کا بیان عیافہ زجر طیر کو کہتے ہین یعنی پرندون کو ڈرا کر اوڑا دینا اور یہ بھی تکہن کی ایک شاخ ہے چنانچہ یہ محاورہ ہے "عاف الطائر یعیفہا عیافۃ" یعنے پرند کو ڈرا کر اڑا دیا اور لغت مین زجر کے معنی ڈرانے اور ہانکنے کے ہین اور زواجر کے معنی تو ادہ کے ہین اور زجر طائر کی یہ صورت ہے کہ کنکر مار کر یا آواز دیکر اوسکو اوڑا دینا اگر سیدہے طرف اڑکر جائے تو اس سے نیک فال سمجھتے ہین اگر پرند بائین طرف اڑا تو اسکو بد فالی خیال کرتے ہین۔ یہ بھی کہتے ہین کہ جب اہل عرب سفر کا ارادہ کرتے تو اندھیری رات سے جس وقت پرند درختون پر اپنے گھونسلون مین ہوتے ہین روانہ ہوتے اور پرندون کو کنکر پتھر مار کر اوڑاتے اگر سیدہے طرف اڑتے تو سیدہی راہ اختیار کرتے اور اگر بائین طرف اڑتے تو بائین راہ اختیار کرتے اس کے متعلق امرؤالقیس کہتا ہے۔

وقد اغتدی والطیر فی وکناتہا بمنجرد قید الاوابد ہیکل[2]

بنی فہدم کا قبیلہ زجرۃ الطیر تہا جوہری (مصنف لغت صحاح) سے روایت ہے کہ عیافۃ الطیر اون کے نامون اور اون کے اترنے کی جگہ اور اون کے اصوات سے اعتبار کیا جاتا ہے منجملہ اون کے امثال کے یہ مثل بھی ہے کہ "اکرم من الغراب" یعنے کوے سے زیادہ سویرے سے اٹھنے والا کیونکہ کوا ہی دوسرے پرندون کی نسبت بہت سویرے سے اٹھکر اڑتا ہی

---

[1] مترجم کی رائے مین یہ امور بد فالی پر مبنی نہین ہوسکتے بلکہ یہ امور عیش و عشرت کے طرف زیادہ رغبت دلانے کی وجہ سے موجب تباہی ہین کیونکہ جب کسی قوم مین عشرت پسندی اور آسایش اور تن آسانی آجاتی ہے تو وہ قوم جلد تباہ ہوتی ہے۔ مترجم

[2] ترجمہ۔ مین اندھیرے منہ نہایت عمدہ سریع السیر گھوڑے پر جس کے جسم پر بال کم اور نرم ہوتے ہین اور جو اپنی تیز روی کے باعث شکاری جانورون کے لئے ایک زنجیر کا کام دیتا ہے سوار ہوجاتا ہون اور اسوقت پرندبھی اپنے گھونسلون مین ہوتے ہین۔

اور کوے کو ابو زاجر کی کنیت سے بھی پکارتے ہین کیونکہ عیافہ مین اوس سے زجر کیا جاتا ہے۔ اور مُرّہ غراب شمال کی مثال اوس وقت دیتے ہین جب کوا آدمی کے جانب شمال سے اوڑتا ہے اس سے یہ فال لی جاتی ہو کہ وہ شخص مکروہات کو دیکھے گا۔ بعض مولفین کا بیان ہے کہ اشعار عرب سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ زجر کا طریقہ اون کے نزدیک ایک ہی ہے بلکہ وہ کبھی کوے کے سوا اور پرندون کو زجر کر کے بھی فال لیتے ہین اور اس کے دو طریقے ہین ایک طریقہ بدفالی کا تو مثل کوے کے ہے اور دوسرا بطریق نیک فال کے ہے۔ اس لئے کہ یہ امر شاعر کا اختیاری ہے کہ اگر اوسکو وہ چاہے تو خیر کے بعد شامل کر دیتا ہے یا شر کے بعد اور اگر جنگلی کبوتر کو چاہتا ہے تو اوسکو شریک کرتا ہے اور اگر چاہتا ہے تو یہ کہدیتا ہے کہ "حم اللقاء" یعنے ملاقات ہوگی۔ اور ہدہد کو ہدایت کا سبب ٹھیرا دیتا ہے اور حباری (ایک پرند کا نام ہے) کو سبب حصول نعمت اور بہلائی قرار دیتا ہے اور بان (ایک درخت خوشبودار کا نام ہے) کو بیان اور ظہور کے معنی مین استعمال کرتا ہے اور رودم (ایک درخت کا نام ہے) کو دوام عہد کا سبب قرار دیتا ہے جسطرح لڑکپن کے حرکات کو صبابہ (عشق کے حرکات) سے مشابہ قرار دیتا ہے اور جنوب کو بہ سبب اجتناب کے جنوب کہتا ہے اور صرد کو جو قلیل الوجود ہے تصریہ کہا جاتا ہے۔ لیکن بات یہہ ہے کہ غراب یعنی کوے سے کسی نے امر خیر کے متعلق زجر نہین کیا یہ اہل لغت کا قول ہو بعض اہل معانی ذکر کرتے ہین کہ غراب کی آواز سے بدفالی لیتے ہین اور اوسکی آواز فال لینے کے قابل بھی ہے اور اہل عرب اپنے محاورہ مین "نعق الغراب" کہتے ہین جبکہ وہ عیق عیق کہتا ہو اور جب وہ اس طرح سے پکارتا ہے تو نعق کہتے ہین اور جب کو اغاق غاق کہتا ہے تو اوسوقت "نعب بشر" کہتے ہین یعنی شر کے ساتھ اوس نے غاق غاق پکارا اور بعض یہ کہتے ہین "نعق ببین" یعنی کوے نے جدائی کی آواز دی اور بعض یہ احتجاج کرتے ہین کہ اہل عرب اوس سے تین ڈھونڈتے ہتے ہین اور بعض اس قول سے انکار کرتے ہین لیکن طیر فارنتہ سے جو ایک پرند کا نام ہے اہل عرب خوش ہوتے ہین اور اوس کے دیکھنے کو موجب برکت اور سعادت جانتے ہین۔ اس پرند کی بانون چھوٹے ہوتے ہین اور چونچ لمبی ہوتی ہے اور پشت سبز رنگ ہوتی ہے۔

طرق کا بیان طرق کنکرون کے مارنے کو کہتے ہین اور زمانہ جاہلیت مین تکہن کی یہ بھی ایک قسم تھی اور اس کے عاملون کو طراق کہتے ہین اور طوارق متکہنات اس عمل کی جاننے والی عورتین تھین لبید بن ربیعۃ العامری کہتا ہے۔

لعمرک ما تدری الطوارق بالحصا ولا زاجرات الطیر ما اللہ صانع[1]

بعض نسخون مین اس شعر کے الفاظ "الطوارق بالحصا" کے بدلے "الضوارب بالحصا" بھی پائے گئے ہین

نقد اور عقد کا بیان | تکہن کی قسم سے نقد بھی ایک قسم ہے جسکو جادو کہتے ہین اور عقد منکون کا ایک بار ہوتا ہے جسپر تھوککر جادوگرنیان منتر پڑہتی ہین اور ان کو ناففات فی العقد کہتے ہین[2]۔

دور قمقم کا بیان | کاہن جب چوری کا مال نکالنا چاہتا تھا تو ایک قمقمہ (پیالہ یا صراحی) کو اپنے دونون انگوٹھون مین پکڑکر اوسکو چکر دیتا اور اوسپر منتر پڑہ کر پھونکتا اگر اوس کے خیال مین وہ چور کی طرف منتہی ہوتا تو قمقمہ کو پھراتا۔ اسی بنا پر عربون مین یہ محاورہ ہے "علی ہذا دار القمقم" یعنے اسی پر قمقمہ پھرا۔ یہ اوس وقت کہتے ہین کہ جب کوئی بات یا خیر کسی خاص شخص کی طرف منسوب یا منتہی ہو۔

مدار کہان کا بیان | جب کوئی کاہن یا زاجر یا خاط (یعنے کہانت کا عمل کرنے والا) کسی قسم کی کہانت کرنا چاہتا اگر وہ اوسمین کوئی مکروہ بات پاتا تو کہتا "انبا عیان اظہر البیان" یا "انبا عیان اسرع البیان" اور یہ دو خط ہوتے ہین جنکو زاجر کہینچتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ یہ لفظ انہین دونون کی طرف ناظر ہے یعنی جب کوئی بات معلوم کرانا مناسب جانتا تو یہ کہتا۔ اور بجائے اوس جملہ کے کسی قدر تغیر کے ساتھ اس طرح بھی مروی ہے "ابنی عیان اظہر البیان" یعنے عیان کے دو بیٹیون نے بیان کو ظاہر کیا اور یہ کلمات اونچی آواز سے کہتا۔

ریاضات کا بیان

صـ ۱۰۶

ابن خلدون کہتا ہے کہ مدارک غیبیہ یعنے غیب دانی کی باتین بعض آدمیون سے جب کہ اون کی بیداری زائل ہوجاتی ہے یا خواب سے ملتبس ہوجاتی ہے صادر ہوتے ہین اور وہ باتین ایسی ہوتی ہین جنکی طرف وہ زیادہ شوق رکھتے ہین اور یہ ابتدا رخواب مین نہین ہوتا ہے۔ اسی طرح مرنے والا آدمی اپنی موت سے قبل غیب کی باتین کہتا ہے چنانچہ مقتول آدمی جب کہ اوس کا

---

[1] ترجمہ۔ تیرے عمر کی قسم کہ طوارق بالحصا کچھ نہین جانتے ہین اور قسم بخدا زاجرات طیر بھی کچھ نہین کہہ سکتے۔

[2] قرآن مین بھی اسکے طرف اشارہ موجود ہے "ومن شر النفاثات فی العقد" یعنے پناہ مانگتا ہون عورتون کی اوس شرارت سے جو وہ گرہون پر پھونکا کرتے ہین۔ مترجم

سر دھڑ سے بالکل جدا ہوجاتا ہے تو اس قسم کی باتین اوس کے منہ سے نکل جاتی ہین[1]۔
بعض آدمی ان مدارک غیبیہ کے حصول کے لئے ریاضت کرتے ہین اور مجاہدہ سے مصنوعی موت کا درجہ قوای بدنی کو تباہ کرکے حاصل کرتے ہین اس سے اونکی غرض یہ ہوتی ہے کہ موت کے بعد جو امور اون کو پیش آنے والے ہین وہ حالت حیات مین اون پر گذر جائین۔ اور اس طرح کی ریاضت سے اونکا نفس غیب کی باتون پر مطلع ہوتا ہے۔ اس سحر یہ ریاضت (جادوگری کی ریاضت) والون سے اکثر لوگ اقالیم منحرفہ کے جنوب اور شمال مین پائے جاتے ہین خصوصاً بلاد ہند مین اور یہان اون کو جوگیہ کہتے ہین۔ اس ریاضت کے متعلق اون کے بہت کتابین ہین اور اون کے قصہ بھی نادر ہین[2]۔

---

[1] یعنی بعض آدمی جو خواب مین براتے ہین بعض لوگ اسکو بھی غیب دانی کی باتین خیال کرتے ہین حالانکہ یہ غلط ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ بعض آدمی جو کسی کام مین منہمک ہوتے ہین اکثر حالت خواب مین اونکے مشغلہ کی باتین زبان سے نکل جاتی ہین کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہی ؎ ہر چہ ہر کس در نظر دارد ہمان بیند بخواب۔ مترجم

[2] ہم اس جگہ یہ خیال کرسکتے کہ ہم مقناطیسی قوت کے باتین جو ان دونون مین زیادہ مشہور ہین سنتے ہین اور وہ یہ ہے کہ بعض اہل یورپ جو اپنے کو اسپرچیین کہتے ہین جس کے معنی روحی قوت والون کے ہین وہ اپنی قوت مقناطیسی سے بعض اشخاص کو قوت نظر سے بیہوش کردیتے ہین اور جسپر یہ عمل کیا گیا ہے جسکو مسمریزم والے معمول کہتے ہین اوسکے حواس ظاہری بیکار ہوجاتے ہین اگر اسکے جسم پر آگ کی ڈلی رکھدین تو اوسکو مطلق خبر نہین ہوتی تاوقتیکہ وہ اپنی اس نیند سے بیدار نہ ہوجائے۔
پھر اُس سے اسحالت مین جو باتین پوچھتے ہین وہ جواب دیتا ہی اگر اُس سے کوئی بحث کرتے ہین تو وہ بحث کرتا اور جواب دیتا ہی گو وہ مسئلہ کیسا ہی مشکل اور دقیق ہو اور گو وہ چیزین جو اُس نے اسحالت مین بیان کی ہین اُنکو دیکھا ہو یا نہ دیکھا ہو اور گو وہ ممالک جنکا حال اوس نے بیان کیا ہو اسکے مقام سکونت سے جنہین کہ وہ ہے کتنی ہی دور پر واقع ہون اور جب اُسکو اُسحالت سے بیدار کیا جاتا ہی تو پھر اُسکو خبر نہین ہوتی کہ اوس نے اُس سے قبل حالت خواب مین جو اس عمل سے اُسپر طاری ہوا تھا کیا کیا کہا بعض مخبرین کہتے ہین کہ شخص معمول کا بیان کبھی سچا ہی ہوتا ہی اور کبھی جھوٹا ہی ہوتا ہی اور یہ بھی کہا جاتا ہی کہ اس عمل کے عامل اسی طریقہ سے ارواح موتی کو حاضر کرتے ہین اور اون سے جو باتین چاہتے ہین پوچھتے ہین اور وہ جواب دیتے ہین اور یہ کہا جاتا ہی کہ فرنگی لوگ اس طریقہ جدیدہ کو ہندو کے عراف و غیب دان اشخاص سے سیکھا ہی اور یہ بھی کہا گیا ہی کہ مصر کے قدیم لوگ بھی اس طریقہ سے ارواح کو حاضر کرتے تھے اور اُن مریضون کے لئے طبی علاج جو اون مریضو نکے مرض سے موافق ہون پوچھا کرتے تھے۔ مولف

لیکن صوفیون کی ریاضت دینی ہوتی ہے یعنی مقاصد مذمومہ سے پاک وصاف ہوتی ہے اون کی
پوری ہمت اور اون کا قصد تمامتر اللہ کے طرف ہوتا ہے تاکہ اس ذریعہ سے اون کو اہل عرفان اور
توحید کا مذاق حاصل ہو۔ وہ اپنی ریاضتون مین زیادتی کرتے ہین یعنے ترقی کرتے ہین تاکہ جمعیت
خاطر حاصل ہو اور یہہ ترقی بھوک اور غذا نہ کہانے کے سبب ہوتی ہے جو ذکر الہی کے ذریعہ سے
اور نہ کہانے کے سبب سے اون کی ریاضت مین ترقی ہوتی ہے اور اون کا ارادہ اس
ریاضت کے سبب سے کامل ہوجاتا ہے۔ اور وہ لوگ ان غیب کے باتون اور ہونے والے ص۱۰۷
واقعات کو جو اون کے دلون پر ظاہر ہوجاتے ہین فراست اور کشف کہتے ہین اور ان امور مین اونکو
تصرف کی جو قوت حاصل ہوتی ہے اوس کو وہ کرامت کہتے ہین اور اون کو غیب کے باتون
کی معرفت اور اون مین تصرف کرنے کا اختیار عارضی ہوتا ہے قصداً نہین ہوتا اور اکثر انمین
ایسے لوگ ہین کہ جب یہ باتین اونپر ظاہر ہونے لگتی ہین تو وہ اس سے نفرت کرتے ہین۔
بعض علما رمثلاً ابو اسحٰق الاسفرائینی اور ابو محمد بن ابی زید المالکی اس سے انکار کرتے ہین۔
بعض صوفیین کے مریدین سے ایک قوم ہے جسکو بہالیل کہتے ہین یہہ لوگ کم عقل بلکہ مجانین
سے زیادہ مشابہ ہوتے ہین۔ لیکن حقیقت مین عقل مند ہین اور اون کو مقامات ولایت کے
اور احوال صدیقین کے حاصل ہوتے ہین اور اون سے غیب کی نادر باتین واقع بھی ہوجاتے
ہین اور فقہا اس امر سے انکار کرتے ہین کہ اون کو کوئی مقام ولایت کا حاصل نہین ہے کیونکہ
وہ دیکھتے ہین کہ تکالیف شرعیہ اون سے ساقط ہین اور ولایت تو عبادت سے حاصل ہوتی ہے
لیکن بعض لوگ کہتے ہین کہ اس لحاظ سے (جو مذکور ہوا) فقہا کا یہ اعتراض غلط ہے۔ اور جسکا
کوئی شیخ نہین ہے اوس کو مجذوب کہتے ہین اس سے یہ مراد لی جاتی ہے کہ وہ خیر وصواب
کے طرف کھینچے ہوئے ہین۔
لیکن بدخوابی اور خوابون کا اعتبار عربون کے نزدیک قدیم سے ایک مشہور امر ہے بعض
لوگ خوابون کی تعبیر کو طبیعیات سے شمار کرتے ہین۔ ابن خلدون نے جو کہا ہے اوس کا خلاصہ
یہ ہے کہ جب خواب ضعیف اور غیر جلی (غیر ظاہر) حکایت اور مثال سے ہو تو وہ تعبیر کا محتاج
ہوگا اور جب جلی ہوگا تو تعبیر کی حاجت نہ ہوگی۔ اور اس کے تین قسمین ہین ایک خواب منجانب اللہ
ہوتا ہے اور اسی کو جلی یعنے ظاہر کہتے ہین اور جو خواب فرشتون کے طرف سے ہوتا ہے
اور جسکو ایک حکایت کہتے ہین یہ تعبیر کا محتاج ہے اور اضغاث احلام جس کو بدخوابی کہتے ہین

شیطان کے طرف سے ہوتی ہے اس لئے کہ اس قسم کے بدخوابیان سب جھوٹے ہوتے ہین اہل ریاضت نے اپنے کتابون مین ان کے نامون کو بیان کیا ہے اور وہ خیال کرتے ہین کہ نیند کے وقت جن چیزون کا ذکر ہوتا ہے اور جنکے حصول کی طبیعت شائق ہوتی ہے وہ خواب مین نظر آتے ہین اور اس کو حالومیہ کہتے ہین۔

اور حضرت ابوبکر صدیق رضہ کو خواب کی تعبیر مین بڑی دستگاہ تھی۔ پھر آپ کے بعد بہت سے لوگون نے اس کے متعلق کتابین تالیف کین منجملہ اون مولفین کے ایک شیخ محمد بن سیرین ہین جو اون سے حکایت کے طور پر بیان کئے جاتے ہین اور بیان کیا جاتا ہے کہ وہ از ہد الناس یعنی بڑے زاہد تھے۔ اور اون کا پیشہ بزازی (پارچہ فروشی) تھا اور اُنکے کان مین بھرا پن تھا اون کی وفات سنہ ۱۱۰ھ ۷۲۸ء مین ہوئی اور اونکی تالیف آجتک اس مسئلہ مین بڑی معتبر ہے

صناعات یعنی بعض علوم وفنون کا بیان

صہ ۱۰۸

تنجیم یعنی نجوم کا بیان | ابن خلدون کا بیان ہے کہ بعض لوگ خیال کرتے ہین کہ غیب کی باتین جاننے کے اس مقام پر اور بھی طریقے ہین جو محسوسات سے جدا ہے۔ اور یہ لوگ قائل ہین ستارون کی دلالت اور اون کے اوضاع مقتضیہ سے جو آسمان مین ہین اور اون کے آثار جو عناصر کی طبیعتون مین باہمی امتزاج سے پیدا ہوتے ہین اور اس مزاج کو ہوا کے طرف پہونچاتے ہین۔ اور منجمین غیب کی کوئی بات نہین جانتے ہین بلکہ یہ اون کے ظنیات ہین جن کو وہ محسوس کرتے ہین اور اون کے اندازہ باطل ہین۔

اہل عرب زمانہ جاہلیت مین برجون کے منازل کی نسبت ایسا ہی اعتقاد رکھتے تھے جسطرح منجمین سیارات کا اعتقاد رکھتے ہین یہان تک کہ بعض عرب تو برجون کے منازل کے لحاظ سے کام کرتے تھے اور اسکی تفصیل اپنے مقام پر آئے گی۔

جب فلاسفہ کی کتابون کا ترجمہ عربی مین ہوا تو بڑے بڑے ذی علم لوگون نے تو اکثر اون علوم اور اصطلاحات پر تعلیقات لگائے یعنی حاشیہ لکھے تو اکثر اونکا خیال ملک اور دولت اور تمام روزمرہ کے افعال کی نسبت منجمین کے کلام پر جو قرانات ستارون کا ملنے پر مبنی تھا معتمد علیہ ہوا خاص کر علوین مین جیسے زحل اور مشتری کا قران اور بعض اون قرانات مین سے قران کبیری کو جو بڑے بڑے مہتم بالشان امور کی نسبت خیال کیا جاتا ہے کہ اوسی کے اثر سے

ہوا مثلاً ملک مین اور دولت مین تغیر ہونا اور ملک کا ایک قوم سے دوسری قوم کے قبضہ مین جانا اور قران وسط وہ تو ظہور متغلبین یعنے فاتحین اور طالبین ملک کے ظہور پر دلالت کرتا ہے۔ اور قران صغیر وہ خارجیون اور باغیون کے ظہور اور شہرون اور آبادی کے ویران ہونے پر دال ہے۔ اور قران نحسین (یعنی دو نحس ستارون کا ملنا) فتنی اور جنگون اور خونریزی اور ظہور خوارج اور نقل وحرکت افواج اور اہل فوج کی نافرمانی اور وبا اور قحط کے وقوع پر دلالت کرتا ہے۔

بنو امیہ کا ایک رومی منجم تھا جس کو ثیوفیل کہتے ہین اوس نے اپنی رائے قایم کردی تھی کہ اسلام اتنی مدت تک قایم رہے گا۔ ہارون رشید اور اوس کے بیٹا مامون الرشید کا یعنی خلفائے عباسیہ کا منجم یعقوب بن اسحق الکندی تھا اوس نے کل قرانات کے متعلق جو مذہب اسلام مین ہونے والے تھے ایک کتاب لکھی جسکو اہل تشیع اپنے اوس کتاب کے لحاظ سے جو حضرت امام جعفر صادق رضہ سے منسوب ہے جفر کہتے ہین۔ اوس مین اوس نے دولت بنی عباس کے نشو ونما سے اوس کے منقطع ہونے تک کا حال لکھدیا لیکن کسی کو اس کتاب کی خبر نہین ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ یہہ کتاب اون کتابون مین غرق ہوگئی جسکو ہلاکو بادشاہ تاتار نے جب کہ وہ بغداد پر قابض ہوا تو نہر دجلہ مین پھکوا دیا۔ چنانچہ اوسکا ذکر اپنے مقام پر اسی کتاب مین کیا جائے گا۔ ص ۱۰۹

ملک مغرب مین اس کتاب کا ایک جزو پایا گیا ہے جسکو جفر صغیر کہتے ہین۔ ظاہر یہہ بات ہے کہ وہ عبد المومن کے لئے (جس مین پہلے پادشاہان موحدین کی نسبت جو پہلے ہو چکے ہین) تالیف کی گئی ہے۔

جفر کی اور کتابین اس طرح کی اور بہت سے ہین منجملہ اون کے ملک مغرب مین قصیدہ ابن مرانہ ہے۔ اور نیز ایک دوسرا قصیدہ ہے جس کو تبعیہ کہتے ہین اس مین قریب ایک ہزار کے ابیات ہین۔ اور ایک ملعبہ ہے شعرائے رجلی کا جو بعض یہود کی طرف منسوب ہے اور اس مین پانسو ابیات اون قرانات کے متعلق ہین جو دولت یعنی سلطنت موحدین پر دلالت کرتے ہین اور ایک قصیدہ بحر متقارب مین حرف (ب) کی روی پر ہے جو ابو حفص کے اولاد کی دولت کے عروج کی نسبت ہے جو تونس مین ہوا ہے۔ اور یہہ لوگ موحدین ہین اور یہہ قصیدہ ابن ابار نامی شخص کا ہے جو تونس کے خیاطون (درزیون) مین سے تھا اور ایک

دوسرا الحمہ بھی ابوحفص کی اولاد کی سلطنت کے بارہ مین ہی اور ایک ملعبہ ہوشینی کا ہے عوام کی لغت مین یعنے عام زبان مین جو مغربی لوگون مین محفوظ ہے۔

ملک مشرق مین ایک ملعبہ ابن عربی حاتمی کے طرف منسوب کیا گیا ہے۔ اس کا بیان بہت طول طویل ہے اور الغاز یعنے چیستان سے بہت مشابہ ہے۔ اس مین حیوانات کی شکلین اور کٹے ہوئے سر یعنے دھڑون سے جدا اور نیز دوسرے عجیب الخلقت جانورون کے تصویرین ہین اور اس کے آخر مین ایک قصیدہ حرف (ل) کی روی پر ہے۔

اور ایک دوسرا الحمہ بھی ہے جو ابن سینا اور ابن عقب کے طرف منسوب کیا گیا ہے۔

اور ایک الحمہ دولت ترک کے آغاز کی نسبت ہے اور یہہ ایک صوفی شخص کے طرف جسکا نام باجریقی ہے منسوب کیا گیا ہے اور اس مین بذریعہ حروف کے بطور چیستان بیان کیا گیا ہے۔ بغداد وغیرہ مین بہت سے حیلہ ساز لوگ ہوئے ہین جو اس طرح کے رموز سے کام لیا کرتے تھے جس کے سبب سے وجیہ اور عالی مرتبہ لوگ اون کے پاس آتے تھے اور وہ اس وسیلہ سے اعلی مرتبون پر پہونچتے تھے یا اون بڑے آدمیون کا مال حیلہ سازیون سے حاصل کر لیتے تھے۔

اور بعض تالیفات متداول عام لوگون کے ہاتھ مین ہمارے زمانہ مین بھی موجود ہین جن سے لوگ اپنے آیندہ واقعات دریافت کرتے ہین مثلاً مدت حیات اور برائی بھلائی جو آیندہ آنے والی ہے۔

ابومعشر جعفر بن محمد عمر البلخی کے مولفات بھی ہین جو علم تنجیم مین بڑا مشہور آدمی ہوا ہے چنانچہ تمثیلاً کہتے ہین "انجم من ابی معشر" کہ ابومعشر سے زیادہ نجومی ہے اور اوس کے مولفات مشہور ہین۔ جن کے نام یہہ ہین۔ المدخل۔ الزیج۔ الالوف۔ کتاب القرانات۔ کتاب الدول والملل کتاب الملاحم۔ کتاب الاقالیم۔ کتاب السلاح۔ کتاب المسئلات جو موالید کے بیان مین ہے۔ اور کتاب الطبائع ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ خلیفہ عباسی المستعین باللہ نے اس کو اس بات پر کوڑے لگائے تھے کہ اوس نے کسی امر کے وقوع سے پیشتر اوس کے وقوع کی خبر دی تھی۔ اسپر وہ کہتا تھا کہ میری رائے وقوع کے مطابق تو ہوئی لیکن اوسکی سزا بھی ملی۔ کہتے ہین کہ انہین

کوڑون کے اثر سے وہ مرگیا اور اسکی وفات ۲۷۲ھ م ۸۸۵ء مین ہوئی[1]۔

خط رمل کا بیان غیب دانی کے فنون سے خط رمل بھی ایک فن ہے۔ ابن خلدون کہتا ہے کہ عوام مین سے ایک قوم ہے کہ غیب کی باتین اور ہونے والے امور کے معلوم کرنے کے لئے اسکو مستنبط کیا ہے اور اس کا نام خط رمل رکھا۔ یہ نام بہ نسبت اوس مادہ کے ہے جسمین وہ اپنا عمل کرتے ہین اور حاصل اس صنعت (علم) کا یہ ہو کہ اونہون نے لفظون سے چار شکلین ترتیب دین جو لحاظ اپنے مراتب زوجیت اور فردیہ اور مساوات کے مختلف ہین پس اون کے زعم (خیال) کے موافق سولہ بیتین ہین گویا یہ

[1] بعض لوگ بیان کرتے ہین کہ کسی بادشاہ نے اپنے ایک ملازم کو اوس کے کسی جرم کی سزا دینے کے لئے طلب کیا۔ اور مجرم کو یہ معلوم تہا کہ اگر مین فرار ہو کر کسی مقام پر روپوش ہون گا تو ابو معشر اپنے قاعدہ سے اوس مقام مخفی کا پتا بتا دے گا۔ اس خیال سے اوس نے ایک بڑا طشت لیکر اوس مین خون بھر دیا اور اس کے بیچ مین سونے کا ایک ہاون رکھ کر چند روز تک اوس پر بیٹھ رہا۔ بادشاہ نے اوس کو ڈہونڈوایا تو پتا نہین ملا جب ملزم کے پتہ لگانے سے عاجز ہو گیا تو ابو معشر کو بلوایا اور اوس سے مجرم کے پتا لگانے کی درخواست کی۔ ابو معشر اپنے عادت کی موافق مخفی چیز کا پتا لگانے کے مسئلہ کا عمل کیا۔ بعد عمل کے تہوڑی دیر حیرت اور سکوت مین رہا بادشاہ نے اوس کے سکوت اور حیرت کا سبب دریافت کیا۔ ابو معشر نے کہا مین عجیب حالت کا معائنہ کر رہا ہون۔ بادشاہ نے دریافت کیا کہ وہ کیا ہے۔ اوس نے کہا کہ شخص روپوش سونے کے پہاڑ پر جو خون کے دریا مین واقع ہے بیٹھا ہوا ہے لیکن اس دنیا مین اس قسم کے مقام کا مجھے علم نہین ہے۔ یہ سنکر بادشاہ نے اوس کو دوبارہ دیکھنے کا حکم دیا۔ جب دوسری مرتبہ بھی دیکھا تو وہی حالت نظر آئی پھر کہا جس کے لئے تو یہ بیان کیا ہے وہی حالت ہے۔ جب بادشاہ اس سے ناامید ہوا تو منادی کروایا کہ اگر وہ شخص آجائے گا تو اوس کو اور اوس کے چہپانے والے کو دونون کو امن دیا جائے گا۔ جب مجرم کو اطمینان ہو گیا تو بادشاہ کے سامنے حاضر ہوا بادشاہ نے اوس سے مقام روپوشی کو دریافت کیا تو اوس نے پوری کیفیت بیان کی اس سے بادشاہ کو نہایت تعجب ہوا اور ابو معشر کی چالاکی اور اوس کے پتا لگانے پر نہایت حیرت ہوئی۔ مولف۔

سولہ بیتین بارہ برج اور چار اوتاد کے مقابلہ مین ہین اور اونہون نے ہر ایک شکل کے لئے ایک بیت اور چند حصے اور دلالتین معین کین جو تمام موجودات عالم کی اقسام کے ساتھ مخصوص ہین - اس سے اونہون نے ایک فن جو نجوم کے مقابلہ مین اور مثل اوس کے نوعیت قضائے حکم مین ہی جمع کیا - مگر فرق یہ ہے کہ نجوم کے احکام اوضاع طبیعیہ کے لحاظ سے مستند ہوتے ہین جیسا کہ بطلیموس کا خیال ہے - اور یہ خط ریل کے احکام کا استناد اوضاع تحکمی اور خواہشات اتفاقی پر ہوتا ہے مگر کوئی دلیل اسپر قایم نہین ہوسکتی - اور یہ لوگ یہ بھی خیال کرتے ہین کہ اسکی اصل بھی عالم مین قدیم نبوت یعنی انبیاء سے چلی آتی ہے اور بعض اوقات اس کو دانیال یا ادریس علی نبینا وعلیہم السلام کے طرف منسوب کرتے ہین (چنانچہ اسکا ذکر آگے آتا ہے) آبادی مین یہ فن بہت کثرت سے رائج ہے - اس مین بہت سے کتابین تالیف کی گئی ہین اور اس علم مین متقدمین اور متاخرین مین بڑے بڑے مشہور لوگ ہوئے ہین - ۱۱۱

حساب نیم کا بیان انہین لوگون مین سے بعض نے استخراج غیب کے لئے قوائین بنائے ہین یہ طریقہ پہلے قسم کے طرح مدارک نفس روحانی سے نہین ہے اور نہ محسوسات سے ہی جو تاثیرات نجوم پر مبنی ہے جیسا کہ بطلیموس کا خیال ہے - اور نہ یہ ظن اور تخمین پر مبنی ہے جس پر اہل عراف[1] اعتماد کرتے ہین - یہ تو صرف مغالطے ہین جو ضعیف العقل لوگون کے لئے ہین یہ اوس قبیل سے ہے جس کا مصنفین نے ذکر کیا ہے اور اس پر خاص حساب دانون نے طبع آزمائی کی ہے - اسکو حساب نیم کہتے ہین - یہ حساب حکیم ارسطاطالیس کے کتاب سیاست کے آخر مین موجود ہے - جس کے ذریعہ سے دو بادشاہون کا حال جو آپسمین غالب اور مغلوب ہین دریافت کیا جاتا ہے - یہ حساب اسطرح پر ہے کہ بہ لحاظ حساب جمل کے اون دونون مین سے ایک کے حروف کو جمع کرلیتے ہین اور پھر حاصل مجموع مین دیکھا جاتا ہے - بعد مین دوسرے کے نام کے حروف بھی اسیطرح جمع کرلے جاتے ہین اسکے بعد اون دونون کے مجموعہ مین سے نو نو طرح کرتے ہین اور ۹-۹ کو طرح کرنے کے بعد دونون کے باقی اعداد کو دونون کے نامون کے حساب سے دیکھتے ہین اگر وہ دونون عدد کمیت (مقدار) مین مختلف مگر ازوجیت مین

[1] اہل عراف کا بیان اسی مقالہ کے اسی فصل مین اوپر گذر چکا ہے اس لئے عراف کے معنی کی تشریح اس مقام پر غیر ضروری ہے - مترجم

برابر ہوتے ہین مثلاً بارہ اور چودہ جو بہ لحاظ کمیت کے کم و زیادہ ہین لیکن بلحاظ زوجیت کے دونون برابر ہین یعنے بارہ مین بھی زوجیت ہے اور چودہ مین بھی زوجیت ہے یا یہہ کہ وہ دونون بہ لحاظ فردیت کے مختلف ہون مثلاً سات اور چھ کہ کمیت اور فردیت دونون مین مختلف ہین تو ان دونون صورتون مین سے جس نام کے اعداد کم ہون گے وہ غالب سمجھا جاتا ہے - یا یہہ کہ اون اعداد باقیہ مین سے ایک زوج اور دوسرا فرد ہوگا تو زیادہ اعداد والا غالب سمجھا جائے گا یا یہہ کہ وہ دونون اعداد کمیت اور زوجیت مین دونونمین برابر ہون تو مطلوب مغلوب ہوگا اور اگر وہ دونون فرد ہون گے تو طالب غالب ہوگا - ان دو بیتون مین یہہ قاعدہ بیان کیا گیا ہے -

اری الزوج والافراد یستولیانھا ... والکثرۃ عند التخالف غالب[1]
ویغلب مطلوب اذا الزوج یستو ... وعند استواء الفرد یغلب غالب

مابقی حروف کے معرفت کے لئے بعد طرح دینے نونو کے ایک قانون بنایا جو نونو کے طرح دینے کے لئے اون کے نزدیک مشہور رہے جب وہ کسی اسم کو نونو سے طرح دینے کا ارادہ کرتے ہین تو اون کلمات مین سے کسی ایک کلمہ کے ہر ایک حرف کو دیکھتے ہین اور اوسکے بجائے اوس کے اعداد کو قایم کرتے ہین اور وہ کلمات یہہ ہین -

ایقش - بکر - جلس - دمت - ہنث - وضح - زغذ - حفظ - طضغ - لیکن بعض شیوخ کا خیال ہے کہ اس بارہ مین دوسرے کلمات صحیح ہین جو قدیم سے لوگون مین متداول ہین وہ کلمات یہہ ہین -
ارب - یسفک - جزلط - مدوص - ہف - تحذن - عشر - ضغ لقظ - اور اس فریق کے شیوخ ان کلمات کو اس معرفت کی نسبت شیخ مغرب سے نقل کرتے ہین اور اسکو علم سیمیا اور اسرار حروف اور نجامت (نجوم) سے خیال کرتے ہین - شیخ مغربی سے مراد ابو العباس ابن البناہے - اور اسی شیخ سے نقل کرتے ہین کہ ان کلمات کا عمل باعتبار کلمات ایقش کے زیادہ صحیح ہوتا ہے - یہ حساب نیم جس کتاب مین پایا گیا ہے محققین کے نزدیک وہ کتاب ارسطو کی طرف

ص ۱۱۲

[1] ترجمہ - مین دیکھتا ہون کہ زوجیت اور افراد کی حالت مین کم مقدار والا عدد غالب ہوتا ہے اور خلاف کی صورت مین اکثر عدد والا غالب ہوتا ہے - جب زوج برابر ہوتا ہے تو مغلوب غالب ہوتا ہے - اور فرد کے برابر ہونے کی حالت مین طالب غالب ہوتا ہے -

منسوب نہین ہے کیونکہ اوس مین جوآرا رہن وہ تحقیق کی رو سے بعید ہین۔

زایرچہ کا بیان غیب کی باتین دریافت کرنے کے بعض قاعدون سے ایک قاعدہ زایرچہ کا ہے جسکو زایرچۃ العالم کہتے ہین۔ اور یہہ قاعدہ ابو العباس احمد السبتی کی طرف منسوب ہے جو مغربی صوفیون مین بڑا مشہور صوفی ہے یہ شخص مراکش مین ساتوین صدی ہجری (مطابق بارہوین صدی عیسوی) کے آخر مین ہوا ہے اور یہہ زمانہ ابو یعقوب منصور بادشاہ کا تھا جو شاہان موحدین سے ہے۔ یہ قاعدہ بہ لحاظ صناعت کے نہایت نادر العمل ہے۔ اور اسکی صورت یہہ ہے کہ ایک بڑے دائرہ مین چند چھوٹے چھوٹے متوازی دوائر ہوتے ہین جو افلاک اور عناصر اور مکونات اور روحانیات وغیرہ جو جمیع اقسام کائنات اور علوم سے متعلق ہوتے ہین اور ہر ایک دائرہ اپنے اپنے فلک کے بروج یا عناصر کے لحاظ سے منقسم ہوتا ہے اور ہر ایک قسم کے خطوط مرکز پر گذرتے ہین جنکو اوتار کہتے ہین ہر ایک وتر (خط) پر یکے بعد دیگرے حروف لکھدیے جاتے ہین۔ منجملہ اون کے برشوم الزنام ہے اور یہہ اعداد کی شکلین ہین جو مغربی اہل دوادین اور حساب کے نزدیک مسلم ہین۔ اور منجملہ اونکے برشوم الغبا ہے جو زایرچہ کے اندر ہوتا ہے اور دائرون کے درمیان علوم اور مواقع اکوان کے نام ہوتے ہین اور دائرہ کے اوپر (باہر) ایک جدول ہوتی ہے جس کے طول وعرض مین ایک دوسرے سے متقاطع بیوت (خانے) ہوتے ہین۔ عرض مین پچپن بیت (خانے) ہوتے ہین اور طول مین ایک سو اکتیس بیت (خانے) ہوتے ہین۔ اس کے کنارہ معمور البیوت ہوتے ہین یعنی بعض خانون مین اعداد ہوتے ہین اور بعض مین حروف اور بعض کنارون کے خانہ خالی ہوتے ہین۔ نہ تو ان اعداد کی باہمی نسبت وضع اور نہ تقسیم بہرے ہوئے خانون کے بمقابلہ خالی خانون کے معلوم ہوتی ہے۔ اس قاعدہ کے متعلق ابیات ہوتے ہین جو ردی لام پر بحالت نصب علم عروض کی بحر طویل مین ہوتے ہین پائے جاتے ہین جنمین اس زایرچہ سے استخراج مطلوب کی صورت عمل معلوم ہوتی ہے لیکن یہہ سب کچھہ بطور چیستان کے ہے۔

زایرچہ کے بعض جوانب (اطراف) مین اکابر مغرب کی بیت بھی ہوتی ہے۔ بعض اکابر سے مراد مالک بن وہیب ہے جو علمائے اشبیلیہ سے زمانہ سلطنت لمتونیہ مین تھا۔ اور وہ یہہ بیت ہے ؎

سوال عظیم الخلق سخرت فصن اذن غرائب شک ضبطه المجد مثلاً [1]

یہ بیت مغربی لوگون مین ہر ایک سوال کے جواب دینے مین جو عمل زایرچہ سے متعلق ہو بہت متداول ہے۔ پہران علحدہ علحدہ حروف کو ہر ایک دور کے انتہائے عمل مین لیکر یکے بعد دیگرے جمع کرتے ہین جس کے کلمات ایک بیت مین منظوم ہوجاتے ہین اسی بیت کے وزن اور ردی پر جس کا ذکر اوپر ہوا یعنے مالک بن وہیب کی بیت کے وزن وردی پر۔ یہان ایک دوسرا زایرچہ بھی ہے جو سہل بن عبداللہ کے طرف منسوب ہے۔ یہ دائرہ نہایت نادر العمل اور عجیب المعاینہ ہوتا ہے۔ لیکن بہر طور اس کے ذریعہ سے غیب کی بات کا معلوم کرنا دشوار ہے اسلئے کہ غیب کی بات اس قسم کے نازک اعمال سے معلوم نہین ہوسکتی۔ ص ۱۱۳

کشف دفائن مین مغربی لوگون کا حال

بربر کے اکثر طلبا جو ملک مغرب مین ہین معاش طبیعی اور اوس کے اسباب سے عاجز ہین۔ پس یہ لوگ تونگرون کے پاس پرانے چاک شدہ حاشیون کے ورق جنپر عجمی خطوط یا ایسے خطوط جنکا ترجمہ وہ اپنے زعم مین کرتے ہین لیکر پہونچتے ہین اور یہ ظاہر کرتے ہین کہ یہ اہل دفائن کے خطوط ہین اور اسمین مال مدفون کا مقام بھی لکھا ہے اس سے اونکی غرض کچھہ مار کہانے کی ہوتی ہے۔ کیونکہ تونگر لوگ اکثر ایسے باتون مین آکر اون کو دفینون کے ڈہونڈہنے اور کہودنے کے لئے کچھہ نقد دیکر مقرر کرتے ہین۔ اور یہ لوگ مالدار لوگون کو وہم مین ڈالدیتے ہین اور بیان کرتے ہین کہ ہمارا مطلب صرف یہ ہے کہ اس کے ذریعہ سے حاکمون کے نزدیک طلب جاہ مین مدد لین۔ پس شہر کے اکثر ضعیف العقل آدمی اون کے اسبات کی تصدیق کرتے ہین اس بات کا اعتقاد رکھتے ہین کہ گزشتہ لوگون کے کل خزانے زمین مین طلسمات سحریہ سے مدفون ہین اور اسکی مہر کو ہر شخص نہین توڑ سکتا لیکن ایسا شخص جو اس کے علم کو پورے طور پر جانتا ہو اور اوس کا حاوی ہو وہ خوشبوئیان وغیرہ جلاکر اور قربانی وغیرہ دیکر اوسکی مہر توڑ سکتا ہے۔ پس شہر کے لوگ افریقیہ[2] مین خیال کرتے ہین کہ وہ فرنگی

[1] ترجمہ۔ یہ ایک بڑا شاندار سوال ہے تو اپنے مطلب پر پہونچیگا اگر تو اس کو سن لیگا۔ بڑے نادر شکوک ہین جسکو بخت یاکوشش نے مثالاً ضبط کیا ہے۔

[2] افریقی لوگون سے مراد فاس۔ تونس طرابلس وغیرہ بلاد مغرب کے لوگ ہین۔ مولف

(عیسائی) جو قبل اسلام تھے اپنے مال اور زر وجواہر کو اونہون نے دفن کر دیا ہے اور اسکو ودیعت کے طور پر جو اوس کاغذ مین ہے لکھہ کر رکھا ہے - اور ہم نے اوس کے نکالنے کا راستہ معلوم کیا ہے - مشرقی شہرون کے لوگ بھی قبطی اور رومی اور فارس کی اقوام کی نسبت ایسا ہی خیال کرتے ہین کہ اونہون نے بھی اپنے مال کو دفن کیا ہے اور نیز یہہ لوگ اسکے متعلق خرافات قصے نقل کرتے ہین بعض طالبین نے اموال اور جواہر کو رکھے ہوئے دیکھا ہے اور اوس کے پاس محافظ دفینہ تلوارین کھینچے ہوئے ہین - زمین حرکت کرتی ہوئی معلوم ہوتی ہے اور ایسا خیال ہوتا ہے کہ دھس جائے گی - جب وہ اسمین کامیاب نہین ہوتے ہین تو اس کو بہ سبب جہل کے طلسم کے طرف محمول کرتے ہین - قطر مصری مین ہے کہ یہہ لوگ پانی کے بہہ کر گڑہے ڈالنے یا اوس کے مطلق بہنے کو اعمال سحریہ قرار دیکر بحث کرتے ہین کیونکہ اون کا خیال ہے کہ متقدمین نے اپنے کل مالون کو دریائے نیل کی دہارون مین دفن کیا ہے ابن خلدون کا کلام یہان ختم ہوا - صہ ۱۱۴

طلسم کا بیان طلسم جسکا ذکر گذرا اور جسکی جمع طلسمات آتی ہے اوس سے مراد قوائے سماویہ فعالہ (اثر کرنے والے) کا قوائے ارضی منفعلہ (اثر پذیر) سے ممزوج کرنا ہے اور اسکو بواسطہ خطوط مخصوصہ کے جسکو اس فن والے جانتے ہین موذی چیزکے دفع کرنیکے لئے بناتے ہین -

سحر یعنی جادو کا بیان سحر یعنے جادو کی دو قسمین ہین حقیقی اور غیر حقیقی - حقیقی جادو وہ ہے جو باطل کو حق کی صورت مین بتایا جاتا ہے - اصل لغت مین اسکے معنی صرف یعنی پھیرنے کے ہین اور اسیوجہ سے اسکا نام سحر ہوا کہ وہ اشیاء کو اپنی اصلی جہت (حالت یا صورت) سے پھیر دیتا ہے اور بعض کہتے ہین کہ وہ ایک عمل ہے جس سے شیطان کا تقرب اور اوس سے اون امور مین جن کے حصول مین انسان عاجز ہے اعانت چاہی جاتی ہے - اور یہہ خیال کرتے ہین کہ اس کی پانچ قسمین ہین اور ان پانچون اقسام کا رجوع دو اصل کے طرف ہوتا ہے یعنی سحر ابیض یعنے خدا کا جادو اور سحر اسود یعنی شیطان کا جادو - پہلی قسم کا سحر ایسا ہے کہ اوسکا عامل شیطان کو بوجہ اپنے غلبہ کے مطیع کر لیتا ہے - دوسری قسم کا سحر ایسا ہے کہ اوس کا عامل شیطان کا خادم ہوتا ہے اور نیز وہ اوسکی عبادت (پرستش) اور بزرگی کرتا ہے اور خدا سے اور اوس کے کتابون سے کفران (انکار) کرتا ہے - لوگون کے نزدیک

پہلی قسم کی جادو حلال اور دوسری قسم کا حرام ہے۔ اس جادو کے ذریعہ سے ایک جادو کا پتلا وغیرہ بناکر دفینوں وغیرہ مین اوسکی حفاظت کے لئے بٹھایا جاتا ہے۔
لیکن غیر حقیقی جادو وہ سیمیا ہے اور بہ لحاظ اون کے خیال کے یہہ ایک علم ہے جسکا ماحصل یہ ہے کہ خیالی تمثیلات نمودار ہون جنکا وجود جس مین نہین ہے۔ اور کبھی اون مثالات کی صورتون کو حس مین پیدا کرنے کو کہتے ہین جو مادہ ہوائی مین موجود ہوتے ہین۔

فصل پنجم

اسمائے شریفہ وغیرہ کا بیان جو عالم روحانی سے ہین

ص ۱۱۵

خداوند تعالی کی ذات پر ننانوے نام سے اشارہ کیا جاتا ہے اور ان نامون کو اسماء اللہ الحسنی کہتے ہین اور وہ نام یہہ ہین۔

اللہ۔ الرحمن۔ الرحیم۔ الملک۔ القدوس۔ السلام۔ المؤمن۔ المہیمن۔ العزیز۔ الجبار۔ المتکبر۔ الخالق۔ البار۔ المصور۔ الغفار۔ القہار۔ الوہاب۔ الرزاق۔ الفتاح۔ العلیم۔ القابض۔ الباسط۔ الخافض۔ الرافع۔ المعز۔ المذل۔ السمیع۔ البصیر۔ الحکیم۔ العدل۔ اللطیف۔ الخبیر۔ الحلیم۔ العظیم۔ الغفور۔ الشکور۔ العلی۔ الکبیر۔ الحفیظ۔ المغیث۔ الحسیب۔ الجلیل۔ الکریم۔ الرقیب۔ المجیب۔ الواسع۔ الودود۔ المجید۔ الباعث۔ الشہید۔ الوکیل۔ القوی۔ المتین۔ الولی۔ الحمید۔ المحصی۔ المبدی۔ المعید۔ المحی۔ المیت۔ الحی۔ القیوم۔ الواجد۔ الماجد۔ الواحد۔ الصمد۔ القادر۔ المقتدر۔ المقدم۔ المؤخر۔ الاول۔ الآخر۔ الظاہر۔ الباطن۔ الوالی۔ المتعال۔ البر۔ التواب۔ المنتقم۔ العفو۔ الرؤوف۔ مالک الملک۔ ذوالجلال۔ والاکرام۔ المقسط۔ الجامع۔ الغنی۔ المغنی۔ المانع۔ الضار۔ النافع۔ النور۔ الہادی۔ البدیع۔ الباقی۔ الوارث۔ الرشید۔ الصبور۔

صاحب شریعت اسلامیہ یعنے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام دو سو ایک ہین اور وہ یہ ہین۔

محمد۔ احمد۔ حامد۔ محمود۔ احید۔ وحید۔ ماحی۔ حاشر۔ عاقب۔ طٰہٰ۔ یٰسین۔ طاہر۔ مطہر۔

طیب - سید - رسول - نبی رسول الرحمۃ - قیم - جامع - مقتفٍ - مقتضی - رسول الملاحم -
رسول الراحۃ - کامل - اکمل - مدثر - مزمل - عبداللہ - حبیب اللہ - صفی اللہ - نجی اللہ - صہ ۱۱۶
کلیم اللہ - خاتم الانبیاء - خاتم الرسل - محی - منجی - مذکر - ناصر - منصور - نبی الرحمۃ -
نبی التوبۃ - حریص - علیم - معلوم - شہیر - شاہر - شہید - مشہود - بشیر - بشر - نذیر - منذر -
نور - سراج - مصباح - ہادی - مہدی - منیر - داع - مدعو - مجیب - مجاب - حفی - عفو - ولی -
حق - قوی - امین - مامون - کریم - مکرم - مکین - متین - مبین - موئل - وصول - ذوقوۃ -
ذوحرمۃ - ذومکانۃ - ذوعز - ذوفضل - مطاع - مطیع - قدم - صدق - رحمۃ - بشری - غوث -
غیث - غیاث - نعمۃ اللہ - ہدیۃ اللہ - عروۃ - وثقی - صراط اللہ - صراط مستقیم - ذکر اللہ -
سیف اللہ - ضرب اللہ - النجم الثاقب - مصطفی - مجتبی - متقی - امی - مختار - اجیر - جبار -
ابوالقاسم - ابوالطاہر - ابوالطیب - ابوابراہیم - مشفع - شفیع - صالح - مصلح - مہیمن -
صادق - مصدق - صدق - سیدالمرسلین - امام المتقین - قائد الغر المحجلین - خلیل الرحمن -
بر - مبر - وجیہ - نصیح - ناصح - وکیل - متوکل - کفیل - شفیق - مقیم السنۃ - مقدس -
روح القدس - روح الحق - روح القسط - کاف - مکتف - بالغ - مبلغ - شاف - واصل -
موصل - سابق - سائق - ہاد - مہد - مقدم - عزیز - فاضل - مفضل - فاتح - مفتاح -
مفتاح الرحمۃ - مفتاح الجنۃ - علم الایمان - علم الیقین - دلیل الخیرات - مصبح الحسنات -
مقبل العثرات - صفوح عن الزلات - صاحب الشفاعۃ - صاحب المقام - صاحب القدم
مخصوص بالعز - مخصوص بالمجد - مخصوص بالشرف - صاحب الوسیلۃ - صاحب السیف - صاحب الفضیلۃ -
صاحب الازار - صاحب الحجۃ - صاحب السلطان - صاحب الرداء - صاحب الدرجۃ الرفیعۃ -
صاحب التاج - صاحب المغفرۃ - صاحب اللواء - صاحب المعراج - صاحب القضیب -
صاحب البراق - صاحب الخاتم - صاحب العلامۃ - صاحب البرہان - صاحب البیان -
فصیح اللسان - مطہر الجنان - رؤوف - رحیم - اذن - خیر - صحیح الاسلام - سیدالکونین -
عین النعیم - عین العز - سعد اللہ - سعد الخلق - خطیب الامم - علم الہدی - کاشف الکرب -
رافع الرتب - عز العرب - صاحب الفرج -

صحابہ وہ ہیں جنہوں نے آپ کو دیکھا اور پایا - تابعین وہ ہیں جنہوں نے اصحاب کو دیکھا
اور پایا - مہاجرین وہ ہیں جو آپ کے ساتھ بوقت آپ کے ہجرت کے مکہ سے مدینہ کو ہجرت

صہ ۱۱۶

کرکے گئے۔ اور مدینہ کے وہ لوگ جنہوں نے آپ کے ہجرت کرکر وہان جانے پر آپ کی مدد کی اور آپ کو اپنے پاس رکھا انصار کہلاتے ہین۔ حدیث وہ ہے جو آپ سے روایت کیجائے اور خبر وہ ہے جو آپ کے غیر سے روایت کیجائے اور اثر وہ ہے جو آپ کے صحابہ سے روایت کی جائے اور نیز اثر کا اطلاق آپ کے کلام پر بھی ہوتا ہے[1]۔ اور ام المومنین آپکی بی بی عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا لقب ہے[2]۔ اور بتول زہرا آپ کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کا لقب ہے جو حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے بی بی ہین۔ اور حسن اور حسین آپ کے سبط ہین[3] اور حلیمہ بنت ذویب السعدی آپ کی مرضعہ (رضاعی مان) ہین اور آپ کے موذن کا نام بلال ہے۔ اور آپ کے حاجب کا نام ابو طیبہ ہے۔ اور آپ کے مجلس کے ظریف کا نام نعیمان بن عمر ہے اور عبد اللہ ذوالبجادین آپ کے دلیل (رہبر) کا نام ہے۔ اور آپ کے جہنڈے کا نام عقاب ہے۔ عیدان اوس قدح کا نام ہے جسمین آپ پیشاب کرتے تھے۔ اور دلدل اوس سفید خچر کا نام ہے جسکو ہدیتاً مقوقس صاحب اسکندریہ نے آپ کو بھیجا تھا۔ اور اس کے ساتھ ہدیہ مین ایک لونڈی

[1] اصول حدیث کی کتابون مین لکھا ہے کہ جمہور کے نزدیک حدیث۔ خبر۔ اثر اور سنت کا اطلاق نبی اور صحابی اور تابعی کے قول۔ فعل اور تقریر پر ہوتا ہے۔ بعض کہتے ہین کہ حدیث وہ ہے جو آنحضرت صلعم سے منقول ہو اور خبر وہ ہے جو آپ کے غیر سے مروی ہے اسی واسطے علم تاریخ کے جاننے والے کو اخباری اور حدیث کے جاننے والے کو محدث کہتے ہین پس حدیث اور خبر مین عموم خصوص کی نسبت ہے کیونکہ ہر حدیث کو خبر کہتے ہین اور ہر خبر کو حدیث نہین کہہ سکتے۔

اور اثر وہ ہے جو صحابی سے روایت کی جائے۔ اس کے اقسام وغیرہ کی مزید تفصیل اصول حدیث مین ہے۔ مترجم

[2] عایشہ صدیقہ رم کی کیا خصوصیت ہے بلکہ نبی کی ہر ایک بی بی ام المومنین ہے اور آپ کی تمام زوجات امہات المومنین ہین۔ مترجم

[3] سبط کے معنی لغت مین ولد الولد کے اور قبیلہ یہود اور امت کے ہین یہان پہلے معنی سے مراد ہین یعنی نبی کے نواسے۔ مترجم

بھی تھی جن کا نام ماریہ قبطیہ[1] ہے۔ اور آپ کی اونٹنی کی نام باختلاف روایت قصوا یا عضبا یا جدعا ہے۔ یعفور یا عفیر آپ کے گدھے کا نام ہے۔ طرب یا ظرب اور لحیف آپ کے دو گھوڑوں کے نام ہین۔ اور براق ایک جانور ہے جو خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا ہوتا ہے جس پر آپ شب معراج مین سوار ہوکر پہلے بیت المقدس کو گئے اور پھر وہان سے آسمانون پر گئے

لیلۃ القدر جسکو لیلۃ مبارکہ بھی کہتے ہین وہ رات ہے جسمین آپ پر قرآن نازل ہوا اور یہ رات رمضان کے عشرہ اخیر کی طاق راتون مین ہوتی ہے مثلاً تیئسوین رات یا پچیسوین رات یا ستائیسوین رات اور غالباً یہ ستائیسوین رات ہے۔ اور بعض تیئسوین رات بھی کہتے ہین[2]۔

سبع الطول قرآن کے سات سورتون کا نام ہے اور وہ سورتین یہ ہین۔ سورۃ البقر[1] آل عمران[2] نساء۔ مائدہ[3]۔ انعام[4]۔ اعراف[5]۔ یونس[6]۔ انفال اور براءۃ بھی سبع الطول مین داخل ہین۔ اشہر روایت مین اولوالعزم پیغمبر پانچ ہین نوح ع ابراہیم ع موسیٰ۔ عیسیٰ[7] ع پیغمبرون کی بددعا رونکو

---

[1] حضرت کے صاحبزادی ابراہیم ماریہ قبطیہ کے بطن سے سے صغر سنی مین ہی کا انتقال ہوا۔ مترجم

[2] حضرت کے گھوڑون کے نام اور اون کے متعلق تاریخ کامل مین یہ لکھا ہے کہ پہلے پہل آپ نے مدینہ مین قبیلہ فزارہ کے ایک اعرابی سے دس اوقیہ کو ایک گھوڑا خریدکیا جسکا نام سکب تھا جنگ احد مین آپ اسی پر سوار تھے۔ آپ کے ایک اور گھوڑے کا نام ملاوح ہے۔ یہ گھوڑا پہلے ابی بردہ بن ابی نیار کے پاس تھا۔ ایک گھوڑے کا نام مرتجز تھا پہلے یہ گھوڑا ابی مرہ کے پاس تھا عتبہ بن ثابت اسی پر شہید ہوئے۔ مقوقس نے آپ کو ایک گھوڑا ہدیتاً بھیجا تھا جسکا نام لزاز تھا۔ اسیفع بن ابی البراء نے بھی آپ کو ایک گھوڑا تحفتاً دیا تھا جو لحیف کے نام سے مشہور رہا۔ فروۃ بن عمر الجذامی نے بھی آپ کو تحفتاً ایک گھوڑا دیا تھا اسکا نام ظرب تھا۔ حضرت کے ایک اور گھوڑے کا نام ورد تھا جسکو تمیم الداری نے بطور تحفہ آپ کو دیا تھا لیکن آپ نے یہ گھوڑا حضرت عمر رض کو عنایت کیا۔ حضرت کے ایک اور گھوڑی کا نام یعسوب تھا دیکھو تاریخ کامل جلد ۱ صفحہ ۱۵۱ و ۱۵۲۔ مترجم

[3] قوت روایات اور انکا زیادہ رجحان اسی طرف ہے کہ لیلۃ القدر رمضان کی ستائیسوین رات مین ہوتی ہے۔ مترجم

[4] اولوالعزم پیغمبر بعض روایت کے لحاظ سے یہ ہین آدم ع نوح ع ابراہیم ع موسیٰ ع عیسیٰ ع محمد صلعم اور بعض لوگ صرف نوح ع ابراہیم۔ موسیٰ۔ عیسیٰ۔ محمد صلعم کو اولوالعزم کہتے ہین۔ مترجم

حواری کہتے ہین - اسی وجہ سے مسیح ع کے مددگارون کو حوارئین کہتے ہین یعنے اونکے شاگرد اور صاحب الحوت بنی یونان کا لقب ہے - اور قطب ہر زمانہ مین ایک شخص ہوتا ہے جسپر خدا کی عنایت ہوتی ہے اور اسی کو غوث بھی کہتے ہین - ابدال نیک لوگون کی ایک قوم ہے جن سے دنیا کبھی خالی نہین ہوتی اور جب کوئی اون مین سے مرتا ہے تو اوس کے مقام مین ایک دوسرا شخص موجود ہوجاتا ہے اور ابدال کی تعداد ستر ہے جنمین سے چالیس شام مین اور باقی تیس دنیا کے تمام حصون مین پھیلے ہوئے ہین - حضرت موسی ع بنی کے صاحب ہین ان کی کنیت ابوالعباس ہے اور بعض کہتے ہین ان کا نام آلیسا ہے اور یہہ بنی ہین نصرانیون کے پاس مشہور یہ ہے کہ ان کا نام ماری جرجس ہے - متحصرون وہ لوگ ہین جو رات کو نماز پڑہتے ہین اور جب تھک جاتے ہین تو اپنے ہاتھون کو اپنی کوکہہ پر رکھ لیتے ہین بعض کہتے ہین کہ متحصر وہ لوگ ہین جو قیامت مین اپنے اعمال پر اعتماد کرتے ہین - ذوالکفل الیاس بنی کا نام ہے بعض لوگ ہوشع اور ذکریا کو ذوالکفل کہتے ہین - یحیی الحصور کا نام نصاری کے نزدیک یوحنا المعمدان ہے - اور شعیب بھی بنی ہین انہین کو رعوئیل کاہن مدیان کہتے ہین جو موسی ع بنی کے سسرے ہین - ہود بھی ایک بنی ہین اور انہین کا نام عابر بن شالخ ہے - قوم عاد کی طرف یہ مبعوث ہوئے تھے یہ قوم ستارہ پرست ہوگئی تھی - ہود ع اس واسطے مبعوث کئے گئے کہ اون کو توحید کی طرف بلائین اس قوم مین سے ایک جماعت جنمین لقمان بن عاد ہین ہود ع کی اطاعت قبول کی - صالح بھی ایک بنی ہین جو قوم ثمود کی طرف مبعوث ہوئے تاکہ وہ اون کو خدا کی عبادت کی دعوت دین - اس قوم نے آپ سے آیت (معجزہ) طلب کی تو آپ اوس قوم کو ساتھ لیکر ایک جنگل مین پہاڑ پر گئے وہان ایک بچہ والی اونٹنی کو دکہایا اور اون سے کہا کہ اس کو نہ ذبح کرو اور نہ کسی قسم کی تکلیف دو انہون نے آپ کی بات کو نہ مانا بلکہ اخیر پر اون مین سے ایک نے اسکے تھنون پر تیر مارا جس سے وہ مرگئی لیکن وہ اوسکے بچے کو نہین پائے اس اونٹنی کے مرنے کے بعد آسمان سے ایک چیخ ہوئی جس کے صدمہ سے اون کے دل ٹوٹ گئے اور وہ سب ہلاک ہوگئے اسی بنا پر قوم کے اشرار لوگون کے لئے یہ مثال دیجاتی ہے کہ "اخبث من الذین عقروا الناقۃ" یعنے اون لوگون سے زیادہ خبیث ہین جنہون نے اونٹنی کو ذبح کیا[1] - حنظلۃ بن صفوان اہل رس مین ایک نبی تھے اور ص ۱۱۸

[1] صالح علیہ السلام کا قصہ قرآن مین موجود اور مشہور ہے اسلئے اس مقام پر اسکی تفصیل چنداں ضروری نہین سمجھی

اہل رس بھی قوم ثمود کے لوگون مین سے ہین اور بعض کہتے ہین کہ بنی فالج بن عامر کی اولاد سے ہین اور یہی صحیح ہے اور ادریس اخنوخ اور عزیر بھی نبی ہین اور عزیز کو عزرا کاہن بھی کہتے ہین طالوت شاول بادشاہ اسرائیل کا نام ہے۔ جالوت جلیات فلسطین کا ایک جبار حاکم ہی اور اہل کہف سات آدمی ہین اور اون کے کتے کا نام قطمیر ہے۔ معروف کرخی جنکا نام ابو محفوظ ابن فیروز یا فیروزان ہے ان کے مان باپ نصرانی تھے انہون نے علی بن موسی رضا کے ہاتھ پر اسلام لایا۔ اور اجابت دعوت مین یہ بڑے مشہور ہین ۲۰۴ھ سنہ ۸۱۹ء مین بغداد مین انکی وفات ہوئی۔ اور رجال الاربعون وہ چالیس آدمی ہین جو نصرانیون کے اعتقاد کے موافق شہید ہوئے ہین اور فضیل یعنی ابن عیاض زاہد خلیفہ ہارون رشید کے زمانہ مین تھا۔ بعض ان کو خراسانی اور سمرقندی الاصل کہتے ہین۔ اور ابراہیم بن ادہم یعنے ابو اسحق عجلی خراسانی تفیان ثوای اور اویس القرنی سے زہد حاصل کیا ہے۔ زہدین اویس قرنی کی مثال دیجاتی ہے اور کہتے ہین "ازہد من القرنی اویس" کہ قرنی اویس سے زیادہ زاہد ہے۔ اور اویس قرنی کا نام ابن عامر ہے اور ذوالنون مصری سے بھی زہد مین مثال دیجاتی ہے۔ ذوالنون مصری کی کنیت ابوالفیاض ثوبان بن ابراہیم ہے اور بعض فیاض بن ابراہیم مصری بھی کہتے ہین۔ انکی وفات ۲۴۵ھ سنہ ۸۵۹ء مین ہوئی۔ اسی طرح عبادت مین رابعۃ العدویہ کی مثال دیجاتی ہے اور یہ ایک بی بی بنت اسمعیل قیسی بصری آل عتیک کی لونڈی ہین اور ان بی بی کی کنیت ام الخیر ہی شیخ شہاب الدین سہروردی نے اپنی کتاب عوارف المعارف مین ان کے یہ اشعار لکھے ہین۔

انی جعلتک فی الفواد محدثی ۔۔۔ وابحت جسمی من ارادجلوسی[1]

فالجسم منی للجلیس مؤنس ۔۔۔ وحبیب قلبی فی الفواد انیسی

فرشتون کو برزہ بھی کہتے ہین بعض اون مین کروبین یا کروبیہ کہلاتے ہین۔ اور یہ فرشتون کے افسر یا مقربین ہین سروفین کے بعد ان کا مرتبہ ہے۔ ناوورس اکبر اور روح القدس اور جبرئیل نصرانیون کے اعتقاد مین یہ جبرائیل کے ماتحت فرشتے ہین۔ اور حیزوم جبرائیل کے گھوڑے کا نام ہے۔ سفرۃ یا حفظ اعمال کے حساب کرنے والے فرشتے ہین حفیظ

---

[1] ترجمہ۔ مین نے اپنے ساتھ بائین کرنے کے لیے تجھکو ٹھیرایا ہی۔ اور مین نے اپنے جسم کو مباح کر دیا ہی اس شخص کیلئے جو میرے ساتھ بیٹھنا چاہی۔ پس میرا جسم جلیس کیلئے مونس ہی۔ اور میرا دلی دوست میرے دل مین انیس ہی

اوس فرشتہ کا نام ہے جو لوگون کے اعمال نیک و بد لکھا کرتا ہے - اصحاب الاعراف بعض کہتے ہین کہ انبیا ہین اور بعض کہتے ہین کہ یہ فرشتے ہین جو اہل جنت اور اہل نار کو پہچانتے ہین معضیات شب و روز کے فرشتون کا نام ہے اور فرح اوس فرشتہ کا نام ہے جو بادل پر موکل ہے - اسی سے قوس قزح ماخوذ ہے - اور رعد بھی ایک فرشتہ کا نام ہے جو بادل کو چلاتا ہے جس طرح حدی کہہ کر ساربان اونٹ کو چلاتا ہے - صاعقہ اوس کوڑے کا نام ہے جو اسکے ہاتھ مین ہوتا ہے وہ جس چیز پر پڑتا ہے اوسکو جلا دیتا ہے سیف صاعقہ یعنی بجلی کی تلوار اوسکو کہتے ہین جو اوس لوہے سے بنائی جاتی ہے جسپر کہ صاعقہ گرتا ہے -

رابعہ وہ فرشتے ہین جو آدم علیہ السلام کے ساتھ اترے تھے اور باقی فرشتے حملۃ العرش کہلاتے ہین جن سے زمین خالی نہین ہے یعنی زمین کے ہر حصہ مین یہ موجود ہین عزرائیل ملک الموت کا نام ہے جو ارواح بشری کے قبض روح پر موکل ہے - منکر نکیر یہ دو فرشتے ہین جو مردون کی قبر مین آتے ہین اور اون سے اونکا حال یعنے اخلاق اور مذہب وغیرہ سے جسپر حالت حیات مین وہ تھے سوال کرتے ہین اور مستحقین عذاب کو قبر مین عذاب دینے کا اون کو اختیار ہے - اور بدوح اوس فرشتے کا نام ہے جو حفظ امانات پر موکل ہے اسی واسطے لوگ اس کے نام کو مدارس کے برتنون پر نیچے عنوان کے یا تو عادتی حروف مین یا حساب جمل کے اعداد مین لکھتے ہین اور وہ اعداد (۲ ۴ ۸۶) ہین - اسیطرح بعض لوگ ان ظروف پر معروف کرخی اور قطمیر کا نام جن کا اوپر ذکر ہوا لکھا کرتے ہین - لیکن ہاروت و ماروت یہ دو فرشتے ہین جنہون نے خدا کی نافرمانی کی خدا نے اون کو زمین پر بھیجدیا اور بابل مین اونکو مسلط کیا اور اون کو انسانی جسم دیا تاکہ وہ لوگون مین انصاف کرین اور لوگون کو گمراہی سے بچائین - آخر کار وہ خود ہی عورتون کے محبت مین گرفتار ہوگئے جس سے وہ خدا کی خوشی سے دور رہ گئے - یہ بھی ثابت ہے کہ اون کا اصلی عنصر روحی اور ملائکی ہے اور اون کو اجرام علویہ اور منازلیہ کے حالات سے اطلاع ہے - اونہون نے صناعت سحر (فن جادو) کو حکمائے بابل کو اچھی طرح سے سکھایا[1] - اسی واسطے مثالاً یہ کہتے ہین "اسحر من

صہ ۱۲۰

[1] الشیبی مجاہد سے روایت کرتا ہے کہ اوس نے خود بابل مین ایک کنوین کو دیکھا جسمین ہاروت و ماروت آجتک قید ہین - مولف

ہاروت و ماروت" کہ ہاروت ماروت سے بڑا جادوگر ہے اور بابل کو ساحروں کی طرف منسوب کرتے ہیں اور کہتے ہیں "بابل السحر" بابل کے ساحر اور اسیطرح سحر (جادو) کو بھی بابل کی طرف منسوب کرتے ہیں اور کہتے ہیں "سحر بابلی" یعنے جادو بابل کا۔

اور جلد رقیع اور سمار یا کرۃ الہوا یا کرہ مارنجد آسمانوں کے اوپر ہے۔ رقیع پہلے آسمان کو کہتے ہیں۔ صاقورہ تیسرے کو اور حاقورہ چوتھے کو اور برقع بھی چوتھے آسمان کو کہتے ہیں بعض کہتے ہیں کہ برقع پہلے آسمان کا نام ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ساتوین آسمان کا نام ہے۔ عروبا اور عنرقہ ساتوین آسمان کا نام ہے۔ سدرۃ المنتہی (بیری کا درخت) ساتوین آسمان پر ایک درخت ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اسکو شجرہ بنق (بیری کا درخت) کہتے ہیں جو عرش کے سیدھے طرف ہے کوئی فرشتہ وغیرہ اوس سے آگے نہیں جا سکتا۔ اور ضراح بیت المعمور کا نام ہے جو چوتھے آسمان پر ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آسمان پر یہہ ایک مکان ہے جو کعبہ کے محاذی ہے۔ اور مجلل پہلی کتاب کا نام ہے اسی کو لوح محفوظ کہتے ہیں۔ لوح محفوظ ایک جسمانی تختہ ہے جو ساتوین آسمان پر ہے اوسمیں ہر ایک چیز کا حال جو ازل سے ابد تک یعنی قیامت تک ہونے والی ہے لکھا ہوا ہے۔

ساعت۔ یوم الدین۔ یوم الآخر۔ یوم الحساب۔ یوم الحشر۔ آزفۃ۔ یوم البعث۔ یوم المعاد۔ حاقۃ خروج۔ روز قیامت کو کہتے ہیں۔ دار السلام۔ دار الجزاء۔ حظیرۃ القدس جنت کو کہتے ہیں۔ رضوان جنت کے حارس یعنی کا نام ہے۔ تسنیم ایک نہر ہے جس کا پانی دریچوں اور نگلوں کے اوپر سے بہتا رہتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اہل جنت کے لئے جو پانی اور نہریں ہیں تسنیم اُن سب کے اوپر ہے۔ فخاح بھی جنت کی ایک نہر ہے۔ کوثر بھی جنت کی ایک نہر ہے جسکا پانی شہد سے زیادہ شیریں اور دودھ سے زیادہ سفید اور برف سے زیادہ ٹھنڈا اور مسکہ سے زیادہ نرم اور ہلکا ہے۔ اوس کے کنارہ زبرجد کے بنے ہوئے ہیں اوسکے برتن چاندی کے ہیں اوس سے جو کوئی پانی پیتا ہے پھر اوسکو پیاس نہیں لگتی۔ طوبیٰ یا طیبی یہ بھی جنت کا ایک درخت ہے علیون علی کی جمع ہے یہ ایک اونچی جنت کا نام ہے بعض کہتے ہیں کہ ساتوین آسمان پر ایک خاص مقام ہے جہاں مومنین کی روحیں جاتی ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ یہہ ساتوین آسمان کا یا جنت کا یا قائمۃ الیمنی یعنے جانب راست کے ستون کا نام ہے اور بعض سدرۃ المنتہی کو علیون کہتے ہیں اور اعراف ایک پل ہے جو جنت اور دوزخ کے درمیان ہے۔

دارالبوار اور اسی کا نام دارالہلاک ہے اور لظی اور سعیر حطمۃ۔ بولس جہنم۔ ہاویۃ اور سقر آخرت کی دوزخ کی آگ کے سات طبقات ہین۔ اور درک کے معنی کسی چیز کے گرنے کے انتہا کے ہین اور مدرکہ منزل کو کہتے ہین جس کے مقابلہ مین درجہ ہے جو بہ لحاظ بلندی کے ہے غرضکہ درک کے معنی پستی کے اور درجہ کے معنی بلندی کے ہین۔ مالک دوزخ کے خازن کا نام ہے۔ اور زبانیہ وہ فرشتے ہین جو دوزخیون کو آگ مین ڈالا کرتے ہین۔ صراط ایک لمبا پل ہے جو دوزخ کی پشت پر رکھا ہوا ہے۔ یہ پل بال سے باریک اور تلوار کی دہار سے زیادہ تیز ہی اور اثام دوزخ کے ایک جنگل کا نام ہے اور سجین بھی ایک اور جنگل کا نام ہے جو دوزخ مین ہے بعض کہتے ہین کہ وہ ایک کتاب ہے جسمین کافرون اور شیطانون کے اعمال لکھے جاتے ہین بعض کہتے ہین کہ یہ وہ کتاب ہے جسمین ثقلین (فریقین) یعنے بدکار جن وانس کے اعمال لکھے جاتے ہین۔ کہا جاتا ہے کہ سجیل کے معنی سجین کے ہین یہی پتھر دوزخ کی آگ سے گرم کئے گئے تھے اور ان پتھرون پر قوم کے تمام لوگون کے نام لکھے گئے تھے انہین پتھرون سے ابابیلون نے اصحاب فیل کو مارا۔ صعود دوزخ کا ایک پہاڑ ہے جسکی چڑہائی یعنی بلندی ستر سال کی ہے دوزخی لوگ اوسپر ہمیشہ اسیطرح چڑہتے اوترتے رہتے ہین۔ غسلین وہ رقیق مادہ ہے جو دوزخی لوگون کے پوست اور گوشت اور خون سے نکل کر بہتا ہے۔ اور دوزخ کے ایک درخت کا نام بھی ہے۔ خیال دوزخی لوگون کی پیپ کو کہتے ہین۔ زقوم ایک درخت ہے جو جہنم کی تہ مین اُگا ہوا ہے اوسکی چوٹی شیطانون یعنے سانپون کے پھنون سے مشابہ ہے اور اہل نار کی غذا اوسی سے ہے۔ قرآن مین جو شجر ملعونہ وارد ہے اوس سے یہی درخت مراد لیا گیا ہے۔

راہون۔ ہند کے اوس پہاڑ کا نام ہے جسپر آدم علیہ السلام اوترے تھے۔ حیدحور۔ یا حیدعور یا حیدقور یمن مین ایک پہاڑ ہے کہتے ہین کہ اسمین ایک گڑہا ہی ہے جہان لوگ جاکر جادو سیکھتے ہین اور ببر ہوت ایک کنوین کا نام ہے جو حضرموت مین واقع ہے جسمین کافرون کی روحین جمع ہوتی ہین۔ موتفکات وہ شہر ہین جنکو خدا نے قوم لوط پر اولٹ دیا۔ اور ہرشی مکہ کے راستہ مین ایک پہاڑی ہے وہان سے سمندر کے دو راستہ نظر آتے ہین اون دونون مین سے جس طریق پر کوئی چلتا ہے ٹھیک مقام پر پہونچ جاتا ہے۔ طاغیہ اوس چیونٹی کا نام ہے جس نے سلیمان علیہ السلام سے باتین کین۔ نبت طبق سلحفاۃ کا نام اور سلحفاۃ ایک جانور کا نام ہے اس جانور کا خون

۱۳۱

صرع کی بیماری کے لئے مفید خیال کیا گیا ہے عربون کا اعتقاد ہے کہ وہ ننیانوے انڈے دیتا ہے ان سب انڈون سے سلاحف پیدا ہوتے ہین علاوہ اسکے ایک اور انڈا دیتا ہے لیکن یہہ آخری انڈا سانپ کے سبب سے ٹوٹ جاتا ہے یعنی سانپ کے سایہ یا اوسکی نظر پڑنے سے ٹوٹ جاتا ہے۔

جساسہ بھی ایک جانور کا نام ہے جو جزیرون مین ہوتا ہے اور خبرین ڈھونڈھ کر لوگون کے پاس لاتا ہے۔ دابۃ الارض بھی ایک[1] جانور کا نام ہے اسکا ظہور قیامت کی علامات مین سے پہلی علامت ہے یہ جانور مکہ کے جبل صفا سے نکلے گا۔ لوگ اسکو دیکھکر منی یا طایف کو بھاگین گے۔ یا یہ جانور تین مرتبہ تین مختلف مقامات سے ظاہر ہوگا اوس کے ہاتھ مین موسی کا عصا ہوگا اور انگلی مین سلیمان ؑ کی انگوٹھی ہوگی مومنین کو عصا سے مارے گا اور کافر کے مونہہ پر انگوٹھی سے ٹھپہ کریگا بس سے اوس کے ماتھے پر "ہذا کافر" کے الفاظ منقش ہوجائین گے۔

---

[1] دابۃ الارض کے خروج کے متعلق جو روایات ہین وہ حد تواتر کو پہونچے ہین البتہ اوس کے حلیہ اور عصا اور انگشتری کے متعلق جو احادیث ہین وہ آحاد ہین۔ غرض کہ یہ جانور آفتاب کے مغرب سے طلوع ہونے کے دوسرے روز مکہ کے شرقی جانب سے جہان صفا کا پہاڑ واقع ہے نکلے گا۔ اول تو زلزلہ آکر شق ہوگا اور اوس مین سے جو جانور نکلے گا اوسکی صورت یہہ ہوگی۔ مُنہ آدمی کا۔ اونٹ کے پانون۔ گھوڑے کے ایال۔ دم گائے کی سینگ گینڈے کے مشابہ ہاتھ بندر کے سے۔ اور اس کا بیان نہایت فصیح ہوگا۔ قبل خروج اس کے ظہور کا چرچا یمن اور نجد مین ہوگا لیکن اس مرتبہ نکل کر جلد غائب ہوجائے گا۔ پھر بعد مین جو ظاہر ہوگا تو اوس کے ایک ہاتھ مین عصائے موسی اور دوسرے ہاتھ مین سلیمان ؑ کی انگوٹھی ہوگی۔ تمام ملک مین پھرے گا کوئی مرد۔ عورت اور چارپایہ اوس سے بھاگ کر نہ جاسکیگا وہ اوس عصا سے مومن کے ہاتھ پر ایک خط کھینچدے گا اس سے اوس مومن کا چہرہ نورانی ہوجائے گا اور کافر اور منافق کے ماتھے پر اوس انگوٹھی سے مہر لگا دے گا اور مہر مین الفاظ "ھذا کافر" کے منقش اور نمودار ہون گے۔ اور نیز اوس کافر کا منہ اس سے سیاہ ہوجائے گا۔ ان علامات سے کافرون اور مومنون مین امتیاز ہوجاے گا۔

کہتے ہین کہ اس واقعہ کے بعد وہ جانور پھر غائب ہوجائے گا۔ مترجم

جن کی خلقت بھی ایسی ہی ہے جیسی انسان کی اون مین بھی طایفہ۔ جماعتین۔ قبیلے۔ خاندان۔ کنبے اور برادریان ہوتی ہین۔ اون مین بھی بادشاہ اور حکام ہوتے ہین اور یہ بھی ویسے ہی قواعد استعمال کرتے ہین جیسے بنی نوع انسان مین جاری ہین۔ اون مین بھی راویان اور مذاہب ہین نکاح کرتے ہین اولاد ہوتی ہے۔ بعض اون مین گورے۔ کالے۔ سرخ۔ سبزہ رنگ۔ گندمی رنگ اور کالے پیلے وغیرہ ہوتے ہین غرض کہ تمام صفات مین مثل انسان کے ہین۔ یہ حکایت کی جاتی ہے کہ ابوالسری سہل بن ابی غالب خزرجی شاعر جو خلیفہ ہارون رشید عباسی کے زمانہ مین تھا اوس کا (دعوی دیبان) تھا کہ وہ بجستان مین پیدا ہوا ہے اور اوسکو ایک جنیہ عورت نے دودھ پلایا ہے اور وہ اون کے پاس گیا بھی تھا۔ اوس نے ایک کتاب حالات اور حکمت اور انساب اور اشعار کے متعلق لکھی ہے۔ اور اوس نے یہ بھی دعوی کے ساتھ بیان کیا کہ اوس نے امین بن الرشید مشار الیہ کے لئے اون سے بیعت لی ہے۔ یہ سنکر رشید اور اوس کے بیٹے امین اور زبیدہ امین کی ماں نے اوسکو اپنے پاس بلایا اور اوسکو انعام دیا اور اس وسیلہ سے اوس نے خوب فائدہ اُٹھایا[1] اور اوس کے وہ اشعار نہایت عمدہ ہین جو اوس نے جن اور شیاطین اور سعالی (جن کی ساحرہ) کیلئے لکھے تھے۔ رشید نے یہ واقعہ سنکر اوس سے کہا کہ اگر تو نے حقیقت مین یہ واقعہ دیکھا ہے تو واقع مین ایک عجیب بات ہے اور اگر تو نے نہین دیکھا ہے تو یہ تیری چالاکی ہے۔ صہ ۱۲۲

شیخ شرف الدین جاحظ کہتا ہے کہ جن جب ظلم کرتا ہے یا کفر کرتا ہے یا مفسدہ پردازی اور تعدی کرتا ہے تو وہ شیطان ہے۔ اگر وہ بڑے مکانون کو منہدم کرنے یا بڑے بھاری چیزون کو اوٹھانے پر اور باتین چرانے پر قادر ہوتا ہے تو اوسکو مارد کہتے ہین ان شریر افعال مین اور زیادتی ہوتی ہے تو وہ عفریت کہلاتا ہے اور جب وہ پاک وصاف اور بھلائی کے کام کرتا ہے تو وہ ملک (فرشتہ) ہوتا ہے۔

جن کے معنی لغت مین خلاف انس (اُنست پذیری) کے ہین یا ہر وہ چیز جو حواس سے

---

[1] مترجم کی رائے مین بھی یہ واقعہ ابوالسری کی چالاکی اور خلیفہ وقت کے پاس رسوخ پانے اور کامیابی حاصل کرنے کی ایک صریح مگر آمیز چال تھی چنانچہ ہارون رشید نے بھی اسکی اس چال کو سمجھ گیا۔ مترجم

مخفی رہے خواہ وہ فرشتے ہون یا شیطان ہون - اور جن کو جن اس لئے کہتے ہین کہ وہ انسان سے بچتا ہے اور نظر نہین آتا ہے[1] - بعض کہتے ہین کہ ملائکہ اور جن مین عموم خصوص کی نسبت ہے - پس ہر فرشتہ جن ہے اور ہر جن فرشتہ نہین ہے - لیکن شیخ ابو علی الحسن بن سینا کہتا ہے کہ جن ایک ہوائی حیوان ہے جو مختلف شکلون مین نمودار ہوتا ہے - پھر اوس نے کہا کہ یہ نام کی تشریح ہے یعنی اس لفظ کے مدلول کا بیان ہے عام اس سے کہ اسکا مدلول خارج مین معدوم ہو یا موجود اور اوسکا وجود خارج مین نہ معلوم ہوا ہو - ابو البقا کہتا ہے کہ فلاسفہ کے ظاہر کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ جن اور شیاطین نفوس بشری کا نام ہے جس حال مین کہ ابدان سے بہ لحاظ خیر و شر کے جدا ہوتے ہین - ابو وہب کہتا ہے کہ بعض جن ایسے ہوتے ہین کہ اون کی اولاد ہوتی ہے اور وہ کھاتے پیتے بھی ہین - اور بعض مثل ہوا کے ہین جان - جن کا باپ ہے جسطرح آدم ابو البشر ہین اور اوس کے اولاد مین وہ جن جو قبیلون کے باپ یعنی جد اعلی ہین اون کے نام یہ ہین اور اوس کے قبیلون کے نام شیصبان اور مرد غزوان اور عسل ہین - جن اون کے قبیلون مین سے ایک قبیلہ ہے کہتے ہین کہ کالے کتے اوسی قبیلہ کے ہین یا جنات ہین وہ سفلہ اور ضعیف جنات ہین یا اون کے کتے ہین یا ھے کہ وہ انسان اور جن کے درمیان کوئی مخلوق ہے - اور شق جنات کی وہ جنس ہے جسکی نصف صورت آدمی کی ہوتی ہے اسی مقالہ کے چوتھی فصل مین اوسکا ذکر کیا جا چکا ہے - گھرون مین رہنے والے جنات کو عمار کہتے ہین اور اعقب وہ جن ہین جنہون نے قرآن کو سنا اور عکب مار وہی جنات سے ہے -

اون مین سے ہر ایک کے وطن بھی علحدہ اور مخصوص ہین مثلاً براص - جیہم - وبار - بقار یہ موضع رمل عالج مین واقع ہے اور مقام بلوقہ بحرین کے کنارہ پر کاظمہ کے اوپر ہے - اور حوش وہ موضع ہے جو رمل یبرین کے آگے ہے - یہان آدمی نہین رہتے ہین اونٹون کی وہ نوع جسکو حوشیہ کہتے ہین اسی کے طرف منسوب ہین اور قریب مین اوس کے متعلق تفصیلی بیان

[1] کیونکہ وہ آدمیون کی نظرون سے پوشیدہ رہتا ہے - اصبہانی کہتا ہے کہ جن ماخوذ ہے مجن سے جس کے معنے چھپنے کے ہین اور جنت بھی اسی سے مشتق ہے کیونکہ جنت بھی کبھی نظر نہین آتی - مولف

کیا جائے گا۔ ہوب دابر یا ہوت دابر وہ موضع ہے جسکی مثال دیا کرتے ہین اور کہتے ہین۔ "ترکتہ فی ہوب دابر" یعنے مین نے اوسکو ہوب دابر مین چھوڑ دیا۔ یہ اوس وقت کہتے ہین جب مقام کو نہ جانتا ہو اور کوئی چیز وہان چھوڑ دیجائے۔ اور عبقر بھی ایک مقام کا نام ہے اور اسکی مثال دیتے ہین اور کہتے ہین "ہذا اعبقری القوم" یہ مثال ہر ایک نادر اور اچھے چیز کے لئے دیتے ہین گویا یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اوس نادر اور اچھے چیز کو جنات نے بنایا ہے۔ اور یہ مثال بھی دیجاتی ہے "ظلم عبقری" پہلی مثال مرد قوی کے لئے اور دوسری مثال ظلم قوی کے لئے دیجاتی ہو بعض اور لوگ کہتے ہین کہ عبقر یا حبقر جاڑہ کو کہتے ہین اور محضور سے مراد جنات کا حاضر ہونا ہے اور الکبن محتضر فعظ اناک کہنے سے بھی جنات حاضر ہوتے ہین اس کے معنی یہ ہین کہ دودھ حاضر ہے تو اپنا برتن بھر لے اور کنف محضورہ جگہ حاضر ہے کہنے سے بھی جن حاضر ہوتے ہین جنات کے بنائے ہوئے مکانات سے صروح بھی ایک عمارت ہے یعنی قصر بلقیس جس کا ذکر آگے آتا ہے اور تدمر بھی ایک شہر ہے جسکا ذکر اراضی شام کے حالات مین اوپر گزر چکا ہے اسی پر ہر ایک قدیم اور رہول ناک عمارت کو قیاس کرنا چاہیے کہ وہ جنات کے بنائی ہوئی ہین۔

جنات کی آواز بھی ہوتی ہے کہا جاتا ہے کہ رات کے وقت جنگلون مین سنائی دیتی ہے جس کو عزف کہتے ہین لیکن زی زی یا زمزم یہ اسی آواز کی حکایت ہے۔

جنات سے بڑا خوف ہونے کا سبب یہ ہے کہ جنات کی عورتین نوع انسان کے مردون سے مجامعت کی خواہش سے عاشق ہوتی ہین جس طرح جنات کے مرد نوع انسان کی عورتون پر اسی خیال سے عاشق ہوتے ہین اور اس طرح کے تعلق سے کبھی کبھی ان دونون فریقون مین تناسل بھی ہوتا ہے یعنی ان سے اولاد ہوتی ہے کیونکہ ارواح مجردہ اور آدمیون مین اس کا حصول ممکن ہے

بعض عرب قبیلہ جرہم کی نسبت خیال کرتے ہین کہ وہ اسی طریقہ کے اولاد ہین یعنے انسان اور ملائکہ سے پیدا ہوئے ہین اور بلقیس یعنی ملکہ شہر سبا بھی جسکا ذکر گزر چکا اسی قسم کی پیدائش کی ہے اور سکندر ذوالقرنین کو بھی انسان اور ملائکہ کی اولاد جانتے ہین۔ اور ظاہر کیا جاتا ہے کہ اسکندر ذوالقرنین اسکندر بن فیلبس کدونی (اسکندر ابن فیلقوس مقدونی) سے علیحدہ ہے یونانیون کے خرافات خیال مین اسکا نام ہر قول ہے۔ عمرو بن یربوع کی نسبت جسکا ذکر آگے

صہ ۱۲۴ آئے گا کہا جاتا ہے کہ وہ سعلاۃ (جنات کی ساحرہ) اور انسان سے پیدا ہوا ہے اون کے خیالات مین یہہ اوہام ظہور اسلام تک جمے رہے ہے۔

جم شیاطین کو کہتے ہین اور خبث اون کے مردون کا نام ہے اور خبائث اونکی عورتون کا نام ہے اون کے ذکور (مردون) مین سے ابومرہ اور ابوقترۃ ابلیس کی کنیتین ہین اور قترۃ ایک شیطان کا نام ہے۔ زلنبور۔ شبر۔ اعور۔ مسوط۔ امد و اسم ابلیس کی اولاد کے نام ہین اور یہ اسکی ذریت ہین ان مین سے ہر ایک کا ایک ایک خاص کام ہے۔ اور لہبی اسکی بیٹی کا نام ہے۔ قلاط۔ قلوط شیاطین کی اولاد کے نام ہین۔ اور ہیاہ۔ وکالی۔ اور دلامز شیاطین کے نام ہین۔ دلہان۔ اور مذہب خاص وہ شیطان ہے جو وضو مین زیادہ پانی صرف کراتا ہے خنزب اوس شیطان کا نام ہے جو نمازی پر مسلط ہے۔ اور ازب عقبہ کے شیطان کا نام ہے بعض کہتے ہین کہ یہہ اوس جن کا نام ہے جس سے ابن الزبیر نے ملاقات کی اونہون نے اوسکے سر پر کوڑا رکہا (مارا) تو وہ غائب ہوگیا۔ زویعہ شیطان کا نام ہے یا جن کے رئیس کا نام ہے اسی سے اعصار (زمانون) کو زویعہ کہتے ہین۔ اور وہ ہوا ہے جو غبار کو اوڑا کر آسمان کی طرف لیجاتی ہے اور یہ غبار ایک ستون کی شکل کا ہوجاتا ہے اور اوسکو ام زویعہ کہتے ہین کیونکہ اسی سے غبار اڑتا ہے۔

فصل ششم

عرب کی وحشی عادات جو اسلام مین لغو ہوگئین

عرب مین بہت سی وحشی عادتین اور رسمین تہین۔ جنکو وہ فضیلت سمجہتے تہے اسلام نے اونکی ان عادتون کو باطل کردیا منجملہ اون عادات اور رسوم کے یہ ہین جنکی تفصیل آگے کی جاتی ہے۔

صہ ۱۲۵ بحیرہ۔ سائبتہ۔ حام۔ خمر۔ میسر۔ انصاب۔ ازلام۔ داالبنات۔ رفادہ فی الحج۔ جب آیت "ماجعل اللہ من بحیرۃ ولا سائبتہ ولا وصیلہ ولا حامٍ" بحیرہ اور سائبہ اور وصیلہ اور حامی کو خدا نے نہین رواج دیا اور آیت "یا ایہا الذین آمنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون" ای وہ لوگو جو ایمان لائے ہو دیہ جان لو کہ شراب (پینا) اور

جوا دکھیلنا) اور بت اور پانسے شیطانی افعال ہین ان سے تم کنارہ کش رہو شاید (یقیناً) تمہارا بھلا ہوگا نازل ہوئی تو یہ سب رسوم باطل ہوگئے۔

بحیرہ کا بیان | بحیرہ اوس اونٹنی کو کہتے ہین جو پانچ بچے جنے اور اخیر بچہ یعنے پانچوان بچہ نر ہو تو اوس اونٹنی کے کان چیر دیا کرتے تھے اور پھر اوسکا ذبح کرنا ممنوع قرار دیا جاتا تھا اور یہ اونٹنی بلا روک ہر کسی کے پنگھٹ پر پانی پیتی اور ہر کسی کے چراگاہ مین بے خوف چرتی کوئی اوسکا مانع مزاحم نہ ہوتا۔

سائبہ کا بیان | جب کوئی شخص اپنے غلام کو آزاد کر دیتا تو وہ اوسکا سائبتہ کہلاتا پھر اوس کے بعد اُن دونون مین نہ کسی قسم کا عہد ہوتا اور نہ ایک کو دوسری کی میراث ملتی۔

وصیلہ کا بیان | وصیلہ بکریون مین ہوتا ہے اوسکی یہ صورت ہے کہ جب بکری مادہ جنتی تو اوس کو اپنے لئے خیال کرتے یعنی اپنے صرف کے قابل سمجھتے اور جب نر جنتی تو اوسکو اپنے معبودون کے لئے خیال کرتے جب نر مادہ دونون جنتی تو یہ کہتے کہ اپنے دونون بھائیون سے مل گئی اور اس توام بچون مین سے نر کو اپنے معبودون کے لئے ذبح نہین کرتے تھے۔ اسیکا نام وصیلہ ہے۔

حام کا بیان | اونٹ کے نر بچے کو جو دسوین چھول مین پیدا ہوتا تھا تو اوسکو کہتے تھے کہ اب یہ محفوظ ہوگیا اور اوس کی پیٹھ پر بوجھ نہین لادتے تھے اور اوسکو کسی پنگٹ اور چراگاہ سے روکا نہین جاتا تھا۔

خمر کا بیان | خمر وہ ہے جو عقل کو چھپا دے اور خمر شراب کو اسی لئے کہتے ہین کہ وہ انسان کی عقل کو چھپا دیتا ہے۔ زمانہ جاہلیت مین شراب خانون پر جھنڈیان نصب کرتے تھے تاکہ خاص طور پر شراب خانہ ممتاز رہین اور بلا تامل پہچانے جاسکین اور ان شراب خانون کو غایۃ کہتے تھے اور اہل عرب شراب پینے اور جوا کھیلنے کو فخر جانتے تھے کیونکہ یہ چیزین سخاوت اور تونگری کی علامتین سمجھی جاتی تھین۔ شراب خواری مین وہ اسقدر منہمک تھے کہ جس کا بیان دشوار ہے۔ چنانچہ ابو غبشان نے شراب کی ایک مشک کے بعوض مین کعبہ کی کنجیان فروخت کر ڈالین چونکہ شراب کے اوصاف مین اون کا تفنن بڑھ گیا تھا تو یہ امر اُن کیلئے اسبات کا مقتضی ہوا کہ وہ اسکے بہت نام رکھین چنانچہ اُنکے اشعار مین خواہ وہ اشعار جاہلیت کے ہون یا اسکے بعد کے شراب کے بہت سے نام ہین خاصکر شراب کی تعریف مین اُنکو بڑی دستگاہ ہے۔ عمدہ اشعار وہ ہین جنکی بنا شراب کی تعداد اوصاف اور

کیفیات پر مبنی ہو۔ صوفیون مین بھی اوس کے ناظم ہین مثلاً امام فارض وغیرہ یہ لوگ لفظ شراب کو دوسرے روحانی معانی مین استعمال کرتے اور اوسکی تاویل کرتے ہین فارض کہتا ہے۔

قالو اشربت الاثم کلا وانما　　شربت التی فی ترکہا عندی الاثم[1]

ایسے صوفی لوگ صرف شراب کو حرام نہین سمجھتے بلکہ دودھ کو بھی وہ حرام سمجھتے ہین جب اسکا ذائقہ ترش ہوجائے۔ کیونکہ اس حالت مین اوسمین سکر (نشہ) پیدا ہوجاتا ہے اور اس وجہ سے اوسکو مسکرات مین شمار کرتے ہین۔

شراب کے متعلق متاخرین ادیبون کی تالیفات اور تعلیقات ہین جنکی کثرت کا اندازہ نہین کیا جاسکتا منجملہ اون (تالیفات) کے ایک کتاب امام نواجی کی ہے جسکا نام "حلیۃ الکمیت ہے"۔ کہتے ہین کہ اگر کوئی شخص اس کتاب کو ایک مرتبہ پڑھ لیتا ہے تو پھر اوس سے اسبات کا ضبط نہین ہوسکتا کہ شراب پیئے اس کتاب کے مولف نے کتاب مذکور کے پہلے باب مین شراب کے نام نامون کو جنکو اہل عرب اپنی گفتگو مین استعمال کرتے ہین جمع کر دیا ہے۔ شعراء جاہلیت اور اسلامیین کے اشعار مین جو نام مل سکے اوسکو لکھ گئے ہین۔ صہ ۱۲۶

خمر۔ راح۔ راحہ۔ مدام۔ قرقف۔ فقار۔ خندریس۔ صہباء۔ قہوہ۔ شراب۔ طلا۔ رحیق۔ شمول۔ حمیا۔ کمیت۔ مروۃ۔ معتقہ۔ مشعشعہ۔ صافیہ۔ شمولہ۔ صرف۔ عتیق۔ عانق۔ بکر۔ عذراء۔ عروس۔ ام الدہر۔ ابنۃ الکرم۔ ابنۃ العنب۔ سلسال۔ سلسبیل۔ سکر۔ نبین۔ فضوح۔ عجوز۔ شمطاء۔ کلیسار۔ دم۔ جریال۔ اسفط۔ عقور۔ مزہ۔ معرقہ۔ معرق۔ دریاق۔ زنجبیل۔ نامور۔ مازیہ۔ سابیہ۔ حطمہ۔ مصطار۔ مصطلق۔ مصفق۔ مصفقہ۔ خرطوم۔ قطف۔ سخامہ۔ عایۃ۔ حائشہ۔ جانیۃ۔ مخیلہ۔ مطیبہ۔ مجیبہ۔ مازی۔ نشاۃ۔ منشیہ۔ ہبنہ۔ بالبیتہ۔ باسانیہ۔ مزنیۃ۔ زیتیہ۔ ثملیہ۔ حفیہ۔ سامریہ۔ ساہریہ۔ مریہ۔ معدی۔ معدیہ۔ مسلیہ۔ ساریہ۔ معینہ۔ امرہ۔ قاہرہ۔ خلہ۔ نمامہ۔ ذبابہ۔ غمومۃ۔ مصرعۃ۔ طاردۃ۔ میسمۃ۔ مقدمہ۔ موخرہ۔ فہیج۔ صرخد۔ قندیل۔ کسیس۔ زرجون۔ شمومس۔ مغربی۔ غرب۔ رساطون۔ فارض۔ ماقع۔ ناقع۔ مبیح۔ لسید۔ سولیف۔ صومع۔ مقاح۔ نجۃ۔ عسجد۔ نواد الدن۔ ام عنا۔ ام زنبق۔

---

[1] ترجمہ۔ لوگون نے مجھ سے کہا کہ تونے شراب پی ہے (توبہ ہے) مین نے شراب نہین پی، بلکہ میں نے وہ چیز پی ہے جسکا ترک میرے نزدیک گناہ ہے۔

ام لیلی - ام الخبائث - حرام - اثم - (وہ شراب جو بعد جوش تیسرا حصہ رہجائے) محرمۃ (وہ شراب ہے جو خلیہ کے قصد سے نچوڑی جاے) تبع (شہد کے نبیذ کو کہتے ہین) مجعۃ (جو کے نبیذ کو کہتے ہین) مزر (وہ شراب جو گیہون کے نبیذ سے بنائی جاتی ہے) سکر کہ (وہ شراب جو ذرہ (چنا یا جوار) کے نبیذ سے بنائی جاتی ہے اور یہ حبشہ والون کی شراب ہے) کہا جاتا ہے کہ شراب کے ایک ہزار نام ہین -

صبح کے شراب کو صبوح اور شام کی شراب کو غبوق اور دوپہر کی شراب کو قیل کہتے ہین
رات کے پہلے حصہ مین جو شراب پی جاتی ہے اوسکا نام قحمہ ہے اور صبح (طلوع آفتاب سے پہلے) کی شراب کا نام جاشریہ ہے - ایک شاعر کہتا ہے - صہ ۱۲۷

وافضل ما یہدی الی الشی جنسہ وللروح اہدی الراح فی لہا جنس[1]

ابونواس (شاعر) نے جو کہا ہے اوس سے مطلب یہ پایا جاتا ہے کہ اوس کے حواس اس سے مشترک یعنی جمع رہتے ہین -

الا فاسقنی خمرا وقل لی ہی الخمر ولا تسقنی سرا اذا امکن الجہر[2]

اسی (ابونواس) کا شعر ہے جسمین اوس نے مقدار شراب کو معین کیا ہے -

رایت طبائع الاسا م ن اربعۃ ہی الاصل
فاربعۃ لاربعۃ لکل طبیعۃ رطل[3]

شاعر اعشی محمود کی دوا کی یہ تعریف کرتا ہے -

وکاس شربت علی لذۃ واخری تداویت منہا بہا[4]

---

[1] ترجمہ - ہر چیز کو جو ہدیہ دیا جاتا ہے اوس مین افضل یہ بات ہے کہ اُسیکی جنس سے ہدیہ ہو اور روح کے لئے راح مناسب ہے کیونکہ وہ اُسکی (باعتبار اشتقاق کے) جنس ہے -

[2] ترجمہ (ارے ساقی مخاطب) سن لے کہ مجھکو شراب پلا اور اوس سے یہ بھی کہدے کہ جب تک ممکن ہو شراب علانیہ پلائے پوشیدہ کرکے نہ پلائے -

[3] ترجمہ - مین نے انسان کی چار طبیعتین دیکھین جو اصل ہین پس چار چار کے لئے ہونا چاہیے یعنی ہر طبیعت کے لئے ایک رطل (آدھ سیر)

[4] ترجمہ - ایک پیالہ مین نے لذت کے لئے پیا - اور دوسرے کو بطور دوا کے پیا -

کسی ظریف نے اپنی تمام زندگی کو مسکرات کے ساتھ مخصوص کیا ہے اور یہ کہا ہے۔

للبرش یوم ویوم للحشیش ویلل م افیون یوم وللصہبا یومان[1]

میسر اور ازلام کا بیان | میسر کے معنی قمار (جوا کھیلنے) اور ازلام جوا کھیلنے کے پہانسے جنمین ابھی پر نہ لگائے گئے ہوں اور ازلام المیسر عربون کا ان پہانسوں سے جوا کھیلنا ہے اور ان پہانسوں کو مغالق بھی کہتے ہین مغالق اس لئے کہتے ہین کہ اوسمین خطرہ (نقصان) لگا رہتا ہے اور یہہ ماخوذ ہے عربون کے قول غلق الرہن یغلق غلقاً سے یعنی رہن (شئے مرہون) بند ہوگئی۔ یہ اوس وقت کہتے ہین جب کوئی چیز کسی کے قبضہ مین پھنس جاتی ہے اور اوس کا چھوڑانا یا فک کرانا دشوار ہوجاتا ہے۔ کہتے ہین کہ زمانہ جاہلیت کے دولت مند لوگ بکریون کو خرید کرتے تھے اور اون کو ذبح کرنے کے بعد اون کے اٹھارہ حصے کرتے تھے۔ اور اون اٹھارہ حصون کو دس پہانسون پر تقسیم کرتے تھے اور ان سب پہانسون کا نام ازلام ہے اور ان دس پہانسون کے علیحدہ علیحدہ نام بھی ہین۔ اور وہ نام یہ ہین۔ فذ۔ توام۔ رقیب۔ نافس۔ حلس۔ مسبل۔ معلی۔ سفیح۔ منیح۔ وغد۔ ان مین سے سات پہانسون کے مقررہ حصے ہین فذ کے لئے ایک حصہ معین ہے اور توام کے لئے دو حصے ہین اور رقیب کے لئے تین حصے ہین اسیطرح معلی تک سلسلہ وار جس کے لئے سات حصے ہین۔ ان پہانسون کی ترتیب مین اختلاف ہے بعض کہتے ہین کہ یہ چوتھا ہے اور بعض کہتے ہین پانچوان ہے۔ دوسرے بقیہ تین کے لئے کوئی حصہ مقرر نہین ہے۔ ہر پہانسہ پر اوسکا نام لکھا کرتے تھے اور ان سب کو ایک خریطہ (تھیلی) مین ڈالکر ایک امانت دار شخص کے حوالہ کرتے تھے اور اس شخص کو مجیل یا مقبض کہتے تھے شخص مجیل ان پہانسون کو جوے بازی کے وقت اوس تھیلی مین ڈال دیتا اور پھر ان مین سے ایک پہانسہ ایک شخص کے لئے نکالتا۔ اگر وہ پہانسہ حصہ دار ہوتا تو وہ جس جواری کے لئے نکالا جاتا وہ اُس

ص ۱۲۸

[1] ترجمہ۔ برش (ایک نشہ کا نام ہے) کے پینے کا ایک دن ہے اور حشیش (بھنگ وغیرہ) کا ایک دن اور افیون کا ایک دن اور شراب کے لئے دو دن ہین۔

[2] کتاب محیط المحیط مین لکھا ہے کہ جواریون کے امین کو حرضہ کہتے تھے جو کہ پہانسون کو جوے بازی مین نکالتا تھا مگر یہ بخیل کے لئے ساقط ہوتا تھا اور برم کے معنی بخیل اور لئیم کے ہین برم وہ شخص ہے جو جوے بازی مین بسبب بخل اور کمینہ پن کے شریک نہو۔

پہانسہ کے حصہ کو لے لیتا۔ اور جس کے جوے مین ایسا پہانسہ نکلتا کہ جس کے لئے حصہ معین نہوتا تو وہ بکریون کے حصون کو ہار دیتا۔ جاڑون کے موسم مین وہ زیادہ جوا کھیلتے تھے کیونکہ اس موسم مین انکو فراغت اور اطمینان ہوتا تھا۔

کبھی ان پہانسون کو بڑے بت ہبل کے پاس بھی رکھتے تھے۔ یہ بت جوف کعبہ مین اوس کنوین پر نصب تھا جسمین وہ اپنے معبودون کی قربانیون کو ذبح کرتے تھے۔

لقمان بن عاد ان پہانسون سے بہت جوا کھیلتا تھا اسی واسطے یہ مثال دیتے ہین "ایسر من لقمان" لقمان سے زیادہ جواری۔ اور لقمان بن عاد کے جو پہانسے تھے اون سے جوا کھیلا جاتا تھا اور وہ آٹھ پہانسے تھے اون کے نام یہ ہین بیاض۔ حمحمۃ۔ طفیل۔ زفافہ۔ مالک۔ فرعہ۔ مثیل۔ عمار۔ عرب لوگ ان پہانسونکی مثال دیتے ہین جب کسی پہانسون کی بزرگی کرتے ہین تو کہتے ہین "کالیسار لقمان" یعنی مثل لقمان کے پہانسون کے طرفۃ بن عبد کہتا ہے۔

وہم الیسار لقمان اذا اعقلت الشتوۃ ابدا الجزر[1]

عربون کی یہ مثالین "مجیل الصداح" اور "والحز ورتیع" اوس شخص کے لئے دیجاتی ہین جو کسی کام مین قبل از وقت اوس کے حصول مین جلدی کرتا ہے کیونکہ پہانسہ نہین ڈالا جاتا جبتک کہ بکریان ذبح نہین کی جاتین۔

اونکی بعض مثالون مین سے یہ بھی ایک مثال ہے "حن قدح" یہ مثال اوس شخص کے لئے دیجاتی ہے جو اپنے کو دوسری قوم سے مشابہ کرتا ہے حالانکہ وہ اوس قوم کا نہین ہوتا۔ اسکی بنا یہ ہے کہ جوے کے پہانسے جو بلحاظ جوہر ذاتی کے ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہین تو اونکی آواز بھی جدا ہوتی ہے اور آواز کا یہ اختلاف اوسوقت معلوم ہوتا ہے جب شخص مقبض تھیلی مین اون کو ڈال کر ہلاتا اور نکالتا ہے اوس وقت معلوم ہوتا ہے کہ یہ فلان پہانسہ ہے۔

ابن مقبل کے پہانسون سے بھی مثال دیجاتی ہے کیونکہ یہ پہانسے صحیح نکلنے مین مشہور تھے اور ان پہانسون کا مالک (ابن مقبل) قبل نکالنے کے اون کو آگ پر رکھ لیتا تھا

---

[1] یہ لقمان کے پہانسے ہین جب جاڑے چلے جاتے ہین تو بکریون کی قربانیان شروع ہوتی ہین اور جوا کھیلا جاتا ہے۔

اس اعتقاد سے کہ وہ ٹھیک اور سچے پھانسے ہین۔ بعض کہتے ہین کہ یہ پہانسے ستر مرتبہ نکالے گئے تھے مگر ایک مرتبہ بھی ان مین خطا نہین ہوئی۔

اون کی بعض مثالون مین سے یہہ بھی ایک مثال ہے "کل امرء اعرف بوسم قدحہٗ" یعنے ہر آدمی اپنے پھانسہ کو خوب جانتا ہے۔ اور یہ مثال اون کے اس قول "البصر وسم قدحک" سے ماخوذ ہے یعنے اپنے پہانسہ کو خوب پہچاننے والا "البصر وسم قدحک" یہ مثال اُس وقت دیتے ہین جب کوئی شخص اپنے پھانسون کی علامت سے خوب واقف ہوتا تھا اور نیز یہ مثال اُس شخص کیلئے بھی دیجاتی ہے جو بڑا عقل مند ہو اور اُس کو اپنے افعال اور اپنی ذات کا وثوق ہو۔ کیون کہ عربون کی یہ عادت تہی کہ وہ اپنے پھانسون کو خاص علامات سے موسوم کرتے تھے تاکہ ہر ایک شخص اپنے پہانسون کو امتیاز کے ساتھ جان لے سکے اور وہ اُس سے اپنے حصہ پر استدلال کرتا تھا۔ صہ ۱۲۹

جوے کی بہت اقسام ہین منجملہ اون کے ایک قمال ہے اُسکی یہ صورت ہے کہ مٹی کو جمع کرکے اُس مین ایک چیز دفن کردیجاتی تھی پھر اُس مٹی کے دو حصے کیے جاتے اسکے بعد پوچھا جاتا کہ وہ چیز کس حصے مین ہے جو شخص ٹھیک بتا دیتا وہ جیت لیتا اور جو شخص غلط بتاتا وہ ہار دیتا اور ہندی مین اس کھیل کو کوڑی زقند کہتے ہین اور ایسے کھیل کے لئے یہ مثال دیتے ہین "قمایل الرجل" طرفہ بن عبد البکری کہتا ہے۔

یشق حباب الماء حیزومھا بھا کما قسم الترب المقایل بالید[1]

مخارجہ بھی جوے کی ایک قسم ہے اور اس جوے بازی کا عمل انگلیون سے ہوتا ہے پس اسطرح کا جواری اپنے انگلیون مین سے جسقدر چاہتا ہے نکالتا ہے اور دوسرا بھی اُس کے مقابلہ مین یہی عمل کرتا ہے۔

مخرق بھی جوے کی ایک قسم ہے یہ ایک چھوٹا سا لکڑی کا ٹکڑا ہوتا ہے جسمین لوہے کی ایک تیز کیل لگا دیجاتی ہے یہ اُس وقت کھیلتے ہین جب بچے کھجور گٹھلیون کے معاوضہ مین خریدی جاتی ہی اس کے مخارق بہت ہوتے ہین بچے گٹھلیان لاکر کھیلتے ہین اور اُس سے کھجور لیتے ہین اور

[1] ترجمہ۔ اون کشتون کے سینہ پانی کے متجد دہارون کو اسطرح سے چیرتی ہین جیسی کوڑی زقند کھیلنے والا ہاتھ سے مٹی کے تودہ کو برابر دو حصہ کردیتا ہی۔

شرط اسطرح سے بدہتے ہین کہ اگر کھجور کی گٹھلی کو لوہے کی کیل مین پرو دیا جائے تو نام کھجور بن خواہ تو یا وہ ہون یا کم اس کو دیدیجاتی ہین اور اگر خطا کرے تو اسکی گٹھلی جاتی رہتی ہے اور اُس کو کچھہ نہین ملتا۔

انصاب کا بیان | انصاب بتون کو کہتے ہین اور وہ پتھر کے بنائے جاتے ہین ان کے متعلق اوپر بیان کیا جا چکا۔

ازلام کا بیان | یہ پھانسے وہی ہین جن کا اوپر ذکر ہوا اور ان کو ازلام استخارہ بھی کہتے ہین اس کے متعلق یہ نقل کی جاتی ہے کہ تین پھانسے لئے جاتے ہین ایک پر "امرنی ربی" یعنی میرے پروردگار نے مجھکو حکم دیا لکھتے ہین اور دوسرے پر "نہانی ربی" یعنے میرے پروردگار نے مجھکو منع کیا لکھتے ہین۔ تیسرے پر کچھہ نہین لکھا جاتا بلکہ سادہ چھوڑ دیا جاتا ہے جب کسی کام کے کرنے کا ارادہ کرتے ہین تو اون کو ایک تھیلی مین ڈال کر ایک ایک نکالتے ہین اگر "امرنی ربی" کا پھانسہ نکلتا ہے تو کام کرتے ہین اور اگر "نہانی ربی" کا پھانسہ نکلتا ہے تو کام سے باز رہتے ہین اور اگر سادہ پھانسہ نکلتا ہے تو پھر یہ عمل کیا جاتا ہے یہان تک کہ لکھا ہوا پھانسا نکلے اور پھانسے بتون کے متولیون کے پاس رہتے تھے اور ان کو قداح استقسام اور قداح استخارہ کہتے ہین۔

وادالبنات کا بیان | وادالبنات اُس کو کہتے ہین کہ جب عربون مین کسیکے بیٹی پیدا ہوتی تو اُس کو زندہ دفن کر دیتے تھے۔ اس کے اسباب مین کہ کیون دفن کرتے تھے اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہین کہ خشک سالی مین تنگی کی وجہ سے ایسا کرتے تھے۔ بعض کہتے ہین کہ اس ننگ اور عار کے خیال سے دفن کرتے تھے کہ جنگ مین مغلوب ہون تو اونکی بیٹیان لونڈیان نہ بنائی جائین۔ اور وہ زندہ رہ کر اس حالت کو دیکھنا نہایت عار سمجھتے تھے۔ بعض کہتے ہین کہ اس شرم و عار کے خیال سے دفن کرتے تھے کہ وہ کسی کے سسرے یا سالے نہ بنین۔ سب سے پہلے جس نے بیٹی کو زندہ دفن کیا اُس کا نام قیس بن عاصم التمیمی ہے اس کے بعد اورون نے اس کام مین اسکی پیروی کی آخر کار اسلام نے اس رواج کو باطل قرار دیدیا۔ اصبہانی کہتا ہے کہ قیس بن عاصم مذکور نے زمانہ اسلام کو پایا اور اسلام لایا۔ لیکن امثال (نام کتاب) مین میدانی (مصنف امثال) کی عبارت یہ ہے حمزہ کہتا ہے کہ ہیثم بن عدی نے یہ ذکر کیا کہ بیٹیون کا زندہ دفن کرنا۔ ص ۱۳

قبائل عرب مین یقیناً مروج اور مستعمل تھا لیکن اس فعل کو دس مین سے ایک آدمی کرتا تھا۔ جب اسلام آیا تو اسکا وجود کم ہوگیا مگر بنی تمیم مین قبل اسلام یہ مذموم فعل کثرت سے تھا اس لئے کہ جب اونہون نے اتاوہ[1] کے دینے سے جو اون پر باقی تھا انکار کیا تو نعمان کے بھائی ریان نے اون کے مویشی کو اون سے چھین لیا اور اون کی اولاد کو قید کرکے لے گیا جب بنی تمیم کا گروہ نعمان کے پاس گیا اور اپنی اولاد کے چھڑانے کے متعلق گفتگو کی تو نعمان نے کہا تمھارے عورتون کو اسکا اختیار ہے کہ اگر وہ تمہارے ساتھ جانا پسند کرین تو چھوڑ دی جائین گی اون عورتون مین قیس بن عاصم مذکور کی بیٹی بھی تھی اُس نے اپنا لونڈی بنا رہنا پسند کیا اور مثل احرار یعنے آزاد مرضی کی عورتون کے بیاہے جانے کو ناپسند کیا۔ اسپر قیس مذکور نے قسم کہائی کہ اگر اب سے کوئی بیٹی ہوگی تو اوس کو زندہ دفن کرونگا۔ چنانچہ اس کے بعد اُس نے اپنی دس بیٹیون سے زیادہ کو زندہ دفن کیا اور قیس کے اس فعل سے اُس کے قبیلہ والون نے بھی اس طریقہ کو اختیار کیا۔ پھر قرآن وادالبنات کے مذمت مین نازل ہوا۔

کہا جاتا ہے کہ مکہ مین ایک پہاڑ ہے جس کا نام ابو ولامہ ہے جسکی نسبت کہتے ہین کہ قریش اپنی بیٹیون کو وہان زندہ دفن کرتے تھے۔

بنو تمیم مذکور اپنے قوم کے ایک شخص پر بڑا فخر کرتے تھے جسکو محیی الوئیدات کہتے تھے اس کا نام صعصعۃ ابن ناجیۃ التمیمی تھا اور یہ شخص فرزدق شاعر کا دادا تھا اسکی مثال دیجاتی ہے کیونکہ یہ اپنی قوم کے خلاف مین اس قسم کی لڑکیون کو خرید کرکے اپنے گھر مین اون کی پرورش کرتا تھا۔ یہ بھلا شخص ہے جس نے لڑکیون کو فدیہ دیکر چھڑایا۔

رفادہ کا بیان حج مین | رفادہ[2] اُس خراج کا نام ہے جو اہل قریش ہر موسم مین اپنے مال سے نکالکر قصی بن کلاب قرشی کو دیتے تھے۔ وہ اُس مال سے حاجیون کے لیے جو غیر مستطیع ہوتے تھے اور جن کے پاس توشہ نہین ہوتا تھا خوراک مہیا کرتا تھا۔ اور اسکو قصی مذکور نے قریش پر فرض گردانا تھا۔ جیساکہ اس امر کی طرف چوتھے مقالہ کی دوسری فصل کے آخر مین اشارہ کیا گیا ہے ص ۱۳۱

[1] اتاوہ اُس مال کو کہتے ہین جو خراجی زمین پر لیا جاتا ہے اور اُس کو رشوت بھی کہتے یا رشوت خاص پانی کے محصول کا نام ہے۔

[2] ترجمہ۔ رفادہ کے معنی عطا اور مالی اعانت کے ہین جو رافد انعام دینوالے کو مرفود انعام پایا ہوا دیتا ہے

یہ بھی کہا گیا ہے کہ رفادہ قایم کرنے والا شخص عبد المطلب تھا۔

رتم کا بیان | عرب کی رسم و رواج مین رتم بھی ایک رسم ہے اور رتم ایک مشہور درخت کا نام ہی جب کوئی سفر کو جاتا تو رتم کے کسی ایک درخت کے پاس جاکر اوسکی ایک پتلی اور نرم شاخ پر گرہ ڈال دیتا سفر سے واپس آنے کے بعد اگر اُس شاخ کی گرہ کو کھلی ہوئی پاتا تو یقین کرلیتا کہ اس مدت مین اسکی عورت عاصمہ نہین رہی ہے۔ بعض کا بیان یہ ہے کہ کوئی عرب جو آمادہ سفر ہوتا اپنی عورت کو مخاطب کرکے وصیت کرتا کہ تو کوئی (بُرا) کام نہ کرنا کیونکہ مین تیرے لئے درخت رتم پر گرہ ڈالتا ہون اگر تو کوئی بُرا کام کریگی تو وہ گرہ کھل جائے گی اور تیرا عمل معلوم ہوجائے گا۔

ہل ینفعک الیوم ان ہممت بہم کثرۃ ما توصی وتعقاد الرتم[1]

اور عربون مین اسی بنا پر یہ مثال دیجاتی ہے "اُحمل من تعقاد الرتم" یعنے جس کے لئے گرہ ڈالی جاتی ہی اُسکو مہلت دے۔

رتیمہ کا بیان | رتیمہ[2] بھی رتم سے متعلق اور اوسی کے قریب قریب ہے جب کوئی شخص مرجاتا تو اُس کی اونٹنی کو انھین سی کراسکی قبر پر باندہ دیا کرتے تھے یہان تک کہ وہ مرجاتی۔ ایسا کرنے سے وہ اعتقاد رکھتے تھے کہ جب وہ قبر سے اُٹھیگا تو اونٹنی پر سوار ہوکر نکلیگا اور اس کو بلیّہ بھی کہتے ہین۔ اور عکس البلیہ کی یہ صورت ہے کہ اُسکا سر نیچے کرکے باندہ دیتے تھے اور اُس کو کھینچ کر سینہ اور پیٹ سی ملا دیتے تھے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اوس کے سر کو کھینچ کر پیٹھ کے آخری حصہ سے ملا دیتے تھے اور پھر اس کو اسی حالت پر چھوڑ دیتے جسمین وہ مرجاتی۔

تعمیہ اور تعقیدہ کا بیان[3] | جب اونٹون کی تعداد ایک ہزار ہوجاتی تھی تو اہل عرب اون مین سی ایک

---

[1] ترجمہ۔ اگر مین اُن کے ساتھ قصد کرون تو کیا آج کے دن وصیت کی کثرت اور رتم کی گرہ اندازی نفع دیگی

[2] رتیمہ وہ چیز ہے جو انگلی مین باندہ لی جاتی ہے کسی چیز کے یاد رہنے کے لئے اور یہ مثال بھی دیجاتی ہے "رتم الرجل" یعنے کسی نے رتم باندہا۔ اور یہ بھی مثال دیجاتی ہے "وارتم عقد الرتیمۃ فی اصبعہ" یعنی رتیمہ سے اپنی انگلی پر گرہ دی۔ اور رتم ایک قسم کی نبات (بیل) ہے بوجہ پتلی اور مہین ہونے کے رتم سے مشابہت دی گئی اس کا پھول مثل خیری کے پھول کے ہوتا ہے اور اس کے بیج مسور کے مثل ہوتے ہین واحد اسکا رتمہ ہے۔

[3] تعمیہ کے معنی اندہا کرنے کے اور تعقیدہ کے معنی آنکھ پھوڑنے کے ہین۔ مترجم

نر کی آنکھ نکال دیتے تھے اس عمل سے اون کا اعتقاد تھا کہ اونٹ نظر بد سے محفوظ رہتے ہین اور جب ایک ہزار سے اونٹون کی تعداد بڑھ جاتی تو وہ اسکی دوسری آنکھ پھوڑ دیتے تھے اسی بنا پر وہ لوگ موقع پر یہہ مثال دیا کرتے ہین "عندہ من المال عاشرۃ عین"[1]۔

دوار العر کا بیان | جب اونٹ کو عر کی بیماری جو کھجلی کی مشابہ ہوتی ہے ہوجاتی تھی تو اسکو داغ دیتے تھے اس سے خیال کیا جاتا تھا کہ یہ عمل مریضہ کو تندرست کر دیتا ہے۔ نابغہ کہتا ہے۔

حملت علی ذنبیہ وترکتہ کذی العر یکوی غیرہ وہو راتع[2]

اس بیت کے آخری حصہ (مصرعہ) سے اس شخص کی نسبت مثال دیتے ہین جبکہ بے جرم آدمی بے سبب مجرم کے جرم سے ماخوذ ہوتا ہے۔ ص۱۳۲

نوق نافرہ کی تسکین کا بیان | اہل عرب اعتقاد رکھتے ہین کہ جب اونٹنی شرارت کرتی ہے تو اس وقت اگر اسکی ماں کا نام لیا جائے تو وہ ٹھیر جاتی ہے یعنی شرارت سے باز رہتی ہے۔

سقی البقر یعنے گائے کو پانی پلانے کا بیان | جب کوئی گائے پانی نہین پیتی تھی تو اس کے مرکو مارا کرتے تھے کیونکہ اعتقاد یہ تھا کہ جن اون کے نرون پر سوار ہوتے ہین اور وہ اپنے مادون کو پانی پینے سے روکتے ہین انس ابن مدرک کہتا ہے۔

انی وقتلی سلیکا ثم اعقلہ کالثور یضرب لما عافت البقر[3]

اس بیت کا آخری حصہ (مصرعہ) مثالاً اس شخص کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ جرم تو ایک دوسرا شخص کرتا ہے اور سزا وہ شخص پاتا ہے جو بے جرم ہے۔ بعض کہتے ہین کہ ثور کے معنی طحلب کے ہین اور طحلب وہ سبز گھاس ہے جو پانی پر اس کے ایک جگہ ٹھیرے رہنے سے جم جاتی یعنی پیدا ہوتی ہے اسکی بدبو کی وجہ سے گائیان پانی پینے سے کراہت کرتی ہین جب ثور کو یعنے کنجال کو مار کر ہٹا دیا جاتا ہے تو وہ پانی پیتی ہین محیط المحیط مین لکھا ہے کہ اہل عرب گائون کو نہین مارتے تھے کیونکہ وہ

---

[1] اس کے پاس مال کانی آنکھ کا ہے۔ یعنی وہ شخص بڑا مال دار ہے۔ مترجم

[2] ترجمہ۔ تو نے اس کے جرم کو مجھ پر لگان کیا اور اسکو چھوڑ دیا جیسا عر کی بیماری والا اونٹ تو چرتا ہوا چھوڑ دیا جاتا ہے اور دوسری کو داغ دیا جاتا ہے۔

[3] ترجمہ۔ یعنی مستحق قتل سلیک تھا مین زبردستی قتل کے لئے پکڑا جاتا ہون میرے حال کے مشابہ بیلون کی کہاوت ہے کہ جب گابان پانی نہین پیتی ہین تو بیل پیٹے جاتے ہین۔

دودھ دینے والی ہین بلکہ وہ اون کے نرون کو مارتے تھے تاکہ اونکی مار کی خوف سے وہ پانی پی لین۔

ہامہ کا بیان | اہل عرب اعتقاد رکھتے تھے کہ اگر کسی مقتول کا بدلہ نہ لیا جائے تو اُس کے سر سے ایک پرندہ نکلتا ہے جسکو ہامہ کہتے ہین اور وہ اسکی قبر پر اُس وقت تک کہ اوسکا بدلہ نہ لیا جائے چیختا رہتا ہے کہ مجھے پانی پلاو۔ بعض کا یہ اعتقاد ہے کہ یہ جانور خود انسان کا نفس ہے جو اُس کے مرنے پر یا قتل ہونے پر اُس کے جسم سے نکلتا ہے۔ اور وہ ہمیشہ پرند کی صورت مین دکھائی دیتا رہتا ہے اور اُسکی قبر پر وحشت سے چیختا رہتا ہے۔ ایک شاعر کہتا ہے۔

سلط الموت والمنون علیہم　　فلہم فی صدی المقابر ہام[1]

اصبہانی کہتا ہے کہ اہل عرب اس پرند کو صدی کہتے ہین طرفہ کہتا ہے۔

کریم یروی نفسہ فی حیاتہ　　ستعلم ان متنا صدی اینا الصدی[2]

اور یہ بھی اعتقاد کرتے ہین کہ یہ پرندہ نہایت متکبر اور متوحش ہوتا ہے اور یہ اکثر ویران ممالک مین اور مقتولین کے قتل گاہ مین پایا جاتا ہے۔ اور کہتے ہین کہ ہامہ ہمیشہ میت کی اولاد کے پاس رہتا ہے اور اُس کے حالات سے میت کو خبر دیتا ہے اور اسی واسطے عرب کی عورتین مقتولین پر اُس وقت تک نہین روتین جب تک کہ اون کا بدلا نہین لیا جاتا تھا۔

اہل عرب ہامہ کا اعتقاد ظہور اسلام تک کرتے رہے اور حدیث مین یہ وارد ہے لاعُدْوی ولاطیرۃ ولا صفر ولا ہام "یعنے نہ عدوی جائز ہے نہ طیرہ نہ صفر نہ ہام۔ عدوی کے معنی مرض کا ایک مریض سے دوسرے پر سرایت کرنا یعنی متعدی بیماری طیرہ کے معنی بد فالی کے ہین اور ان دونون کا بیان گزر چکا۔ اور نہ صفر جایز ہے۔ اور ہام تو یہی ہے جس کا ہم یہان ذکر کر رہے ہین

صـ۱۳۳

صفر کا بیان | صفر اُس سانپ کا نام ہے جو انسان کے پیٹ مین ہوتا ہے اہل عرب معتقد ہین کہ جب آدمی بھوکا ہوتا ہے تو یہ سانپ اُس کے شرسوف[3] پر معارض ہوتا یعنے اُسپر بیٹھ جاتا ہے

---

[1] ترجمہ۔ موت اون پر مسلط ہوگئی اسی لئے اون پیاسون کی قبرون پر ہام پایا جاتا ہے۔

[2] مین نہایت کریم اور شریف ہون جیسے کہ کریم النفس لوگ اپنی حیات مین اپنے کو سیراب کرتے ہین اگر ہم پہلے مرین تو معلوم ہوگا کہ ہم مین سے کون شخص پیاسا مرا ہے۔

[3] شرسوف یا غضروف اُس ہڈی کو کہتے ہین جو پھسلیون کے سرے پر سینہ کی طرف موٹی سی نرم ہوتی ہے اور صفر کے معنی جو صفورہ سے ہے بھوک اور خلو کے ہین۔ مولف

جنات کا بیان | عربون کا اعتقاد ہے کہ جن جان (سفید سانپ) کا بدلا لیتا ہے اس طرح سے کہ بعض وقت اُس جان کا قاتل مر جاتا ہے یا اُس کو فالج ہو جاتا ہے۔ اور جان ایک سفید سانپ ہوتا ہے جسکی آنکھین سیاہ ہوتی ہین اور گھرون مین یہ کثرت سے ہوتا ہے اسی بنا پر یہ مثال دیجاتی ہے کہ "لا راقم ان یقتل ہقیم دان یترک بلقم" یعنے مثل سانپ کے اگر قتل کیا جائے تو بدلا لیتا ہے اور اگر چھوڑ دیا جائے تو اذیت پہونچاتا ہے اور یہ بھی اعتقاد رکھتے ہین کہ یہ سانپ پہلے ایک ہی مار مین مرجاتا ہے اور اگر دوسری ضرب لگائی جائے تو زندہ ہو جاتا ہے۔

حفظ الاسنان یعنی دانتون کی حفاظت کا بیان | اہل عرب خیال کرتے ہین کہ بچہ جب بڑا ہوتا ہے اور اُس کے دودھ کی دانت گر پڑتے ہین تو وہ اپنے دانت کو آفتاب کے طرف اپنی انگشت سبابہ اور انگوٹھے کے مدد سے یہ کہہ کر پھینکتا ہے کہ میرے دانت اس سے اچھے بدل دی اعتقاد کیا جاتا تھا کہ ایسا کہنے سے اُس کے دانت ٹیڑھے اور جھدرے نہین اُگتے ہین۔

وبار سے بچنے کا بیان | اہل عرب خیال کرتے ہین کہ جب کوئی شخص کسی گانون مین جاتا ہے اور وہان وبار کا خوف ہوتا ہے تو وہ اس کے دروازہ پر کھڑے ہو کر گدھے کی طرح ڈھینچون ڈھینچون کرتا ہے اس عمل سے خیال کیا جاتا تھا کہ وہ وبار سے محفوظ رہتا ہے۔

دواء المقلات کا بیان | یعنی بانجھ عورت کا علاج۔ اہل عرب اعتقاد رکھتے ہین کہ جب بانجھ عورت کسی شریف آدمی سے دوستی کرائے اور وہ عذر اور دہو کہ مین قتل ہو جائے تو خیال کیا جاتا ہے کہ اُس کا بچہ زندہ رہتا ہے۔

اہتدا یعنی راستہ پانیکا بیان | جب کوئی آدمی راستہ بھول جاتا تو اپنے کپڑون کو اُلٹ کر پہین لیتا تھا اور ایسا کرنے سے خیال کرتے تھے کہ اسکو راستہ مل جاتا ہے۔

استسقاء کا بیان | عرب لوگ جب اون کے ملک مین بارش کی کشش ہوتی تو وہ درخت سلع[1] اور عشر کی ڈالیون کو وحشی نرگاؤن کی سینگون سے باندہ دیتے تھے اور اونکو آگ لگا کر روشن کر دیتے اور پہر اون کو پہاڑ سے نیچے اُتارتے اون کا خیال تھا کہ اس عمل سے بارش ہوتی ہے ایک شاعر کہتا ہے۔

---

[1] سلع ایک درخت کا نام ہے جو نہایت تلخ مزہ کا ہوتا ہے یا صبر ایلوے، کی ایک قسم ہے یا ایک قسم کی گھاس ہے جو نہایت بدمزہ ہوتی ہے اور عشر ایک درخت ہے جس سے علاج کیا جاتا ہے۔

صد ۱۳۴

لادر درّ اناس خاب سعیھم یستمطرون لدی الازمات بالعشر[1]

اجاعل انت بقورا مسلعۃ ذریعۃ لک بین اللہ والمطر

صدقۃ المطر کا بیان | اہل عرب کا اعتقاد تھا کہ ایک جن ہر انسان کا تابع ہوتا ہے اور انسان جہان جاتا ہے وہ اُس کے ساتھ رہتا ہے اور اسی بنا پر اون کا یہ قول ہے مُعہ تابعۃً یعنی اُس کے ساتھ اُس کا جن ہے۔ اور یہ بھی اعتقاد تھا کہ خرگوش سے جن بھاگتا ہے اور جس شخص کے گلہ مین خرگوش کے پاؤن کی ہڈی باندہ دیجاتی تو خیال کیا جاتا تھا کہ وہ شخص نظر بد اور جادو سے محفوظ رہتا ہے۔ اور اسی واسطے اُسکی ہڈی کو تعویذ کی طرح استعمال کرتے تھے[2]

تمائم کا بیان | تمائم تمیمہ کی جمع ہے جس کے معنی حرز یعنے تعویذ کے ہین اور حرز کی جمع احراز آتی ہے۔ اور عام لوگ حردزہ بھی کہتے ہین۔ اصل یہ ہے کہ یہ رقطا (عرفج کے) کے بیج ہوتے ہین جس کے دانہ پاؤن مین باندہ دیے جاتے ہین پھر گردن مین باندہ دیے جاتے ہین۔ اور اس کو تمیمہ اسلئے کہتے ہین کہ اس کے سبب سے بچون کی حفاظت کے کام پورے ہوجاتے ہین۔ اہل عرب اپنے بچون کے گلون مین بدنظر سے اور نیز اُن امراض سے بچنے کے لئے جو بچون کو ہوتے ہین جیسے صرع جسکو طبیب لوگ ام الصبیان کہتے ہین پہنا دیتے تھے۔ کیونکہ خیال کیا جاتا تھا کہ یہ امور جن کے سبب سے ظاہر ہوتے ہین اور اس کو فزعۃ الخیط بھی کہتے ہین۔ تبنی کہتا ہے

نظمت مواھبہ علیہ تمائما فاعتاہ ھافاذا سقطن یفزعا[3]

---

[1] ترجمہ۔ اون لوگون کی کوشش بیکار ہے جو خشک سالی مین عشر کو پانی برسنے کا ذریعہ خیال کرتے ہین کیا تو گائے کو بارش اور خدا کے درمیان واسطہ قرار دیتا ہے۔

[2] اسی کے متعلق امرأ القیس کہتا ہے۔ مرسنعۃ مین ارساغہ۔ برعم تبیغی ارنبا یحجل فی کفہ کعبہا۔ خذ ارالمنیۃ ان یعطبا۔ اُسکی کلایون مین جو کچی ہے اور ٹیلیون مین جو خشکی ہے وہ اُس کے دفعیہ کے لئے خرگوش کو ڈھونڈتا ہے تاکہ اُس کے ٹخنے کی ہڈی کو بطور تعویذ کے باندہے جس سے وہ خیال کرتا ہے کہ موت کے ضرر سے حفاظت ہوگی۔ مترجم

[3] ترجمہ۔ اُس کے عطیات نے اُسپر تعویذ باندہی ہین جب وہ بند ہوجاتے ہین تو وہ گھبراتا ہے۔

ان تعویذون کو بچون کے بڑے ہونے پر نکالتے تھے یعنی جب بچہ قریب بزمانہ بلوغ پہونچتا تو یہہ نکال دیے جاتے۔ اور اس عمر کے لڑکے کو سر پر عمامہ اور نیچے کے جسم پر ازار پہناتے تھے اور تلوار کا قلادہ بھی اُس کے گلے مین ڈالتے تھے کیونکہ یہ سب امور بلوغ کے لوازم مین سے ہین اور اہل عرب لڑکے سے جبتک کہ وہ حد بلوغ کو نہ پہونچے اون سے عورتون کا چھپانا نادرست خیال کرتے تھے اور جب وہ بالغ ہوجاتا تو اسکو ازار پہناتے تھے تاکہ اُس سے ستر کیا جائے اور اسلام نے ایسے تعویذون کے پہننے کو ایک لخت ممنوع کر دیا چنانچہ حدیث مین آیا ہے "من علق تمیمۃ فلا اتم اللہ لہ و ایضاً من علق تمیمۃ فقد اشرک" یعنے جس نے تعویذ پہنا خدا اسکو پورا نہ کرے اور جس نے تعویذ باندھا گویا اُس نے شرک کیا۔

تولہ کا بیان | یہ بھی ایک قسم کے بچھو ہوتے ہین اسکو عورتین پہنتی ہین اُن کا اعتقاد ہے کہ اس کے پہننے سے عورت شوہر کے نظر مین محبوب ہوتی ہے تولہ کی جمع تولات آتی ہے۔ ص ۱۳۵

تجز بالخری بیان | حزی کا لفظ الف مقصورہ اور ممدودہ دونون طرح سے پڑھا جاتا ہے یہ ایک گھاس ہے جو کرفس کے مشابہ ہوتی ہے اسکا واحد حزاۃ اور حزارۃ ہے ارواح کو اس کا دھوان دیتے تھے اور اس امر کے معتقد تھے کہ جس گھر مین یہ گھاس ہو اُس مین جنات نہین آتے ہین پس وہ ایسے مشکوک باتون پر ایمان لاتے تھے۔

سعلاۃ کا بیان | یہ ایک شیطنت بھرا ہوا حیوان ہے لوگون کو دن مین نظر آتا ہے اور رات کو غول بیابانی ہوجاتا ہے اور جیسا کہ اکثر جنگلون مین ہوتا ہے جب وہ کسی اکیلے آدمی کو پاتا ہے تو اسکو روک لیتا ہے اور اُس کے سامنے ناچتا اور کھیلتا ہے جسطرح بلی چوہے کے ساتھ کھیلتی ہے اور یہ بھی کہتے ہین کہ کبھی اُس کو پہاڑ پر شکار کرکے پکڑ لیتا اور کہا لیتا ہے اس وقت وہ چیختا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے بچاؤ کیونکہ مجھے بھیڑیے نے پکڑ لیا ہے۔ اور بعض وقت یہ بھی کہتا ہے کہ جو شخص مجھکو بھیڑیے سے بچائے گا اُس کے لئے ایک ہزار دینار انعام ملین گے۔ قریب کے لوگ اسکو سنتے ہین لیکن اُس کے کلام کی طرف التفات نہین کرتے کیونکہ لوگ اسکی خباثت کو جانتے ہین۔

قطرب کا بیان | بعض مولفین کا خیال ہے کہ یہ سعالی مذکور کا نر ہے اور یہ حوالی یمن اور صعید مصر مین دکھائی دیتا ہے۔

غول کا بیان | غول جنات کی ساحرہ عورتین ہین مختلف شکلون مین لوگون کو نظر آتی ہین تاکہ لوگو کو

راستہ بھلا دین اور اون کو ہلاک کرین انمین اور آدمیون مین باہم گفتگو بھی ہوتی ہے لوگ اُس سے قصہ کہانیان اور علم ادب کے مسئلے نقل کرتے ہین اُس مقام پر اون کا بیان طویل ہی کہتے ہین کہ غول انسان اور چوپایون سے مشابہ ہوتا ہے کہتے ہین کہ اون مین مذکر اور مونث بھی ہوتے ہین کعب بن زہیر کہتا ہے۔

فما تدوم علی حال تکون بھا کما تلوّن فی اثوابھا الغول[۱]

اسی بنا پر وہ مثالون مین کہتے ہین "تلون الغول"۔ غول بیابانی جیسا تلون۔ یہ مثال اُس شخص کے لئے دیتے ہین جو اپنے افعال مین نہایت متلون المزاج ہو۔ اور یہہ مثال بھی دیجاتی ہے "تغولت المراۃ" یعنے عورت نے اپنے کو غول بیابانی سے مشابہ بنایا یہ اُس وقت کہتے ہین جب اُس کا تلون ظاہر ہوتا ہے۔ بعض مولفات (کتب) مین ہی کہ غول جنات کے درندون سے ایک درندہ ہے بعض لوگ سعلاۃ اور غول مین فرق نہین کرتے ہین کسی ادیب نے کہا ہے۔

لما تخصت بنی الزمان ولم اجد خلا دفیا للشدائد اصطفی[۲]
ایقنت ان المستحیل ثلاثۃ الغول والعنقاء والخل الوفی

عنقاء کا بیان | اس کو عنقاء مغرب بھی کہتے ہین خیال کیا جاتا ہے کہ یہہ پرندہ بہت بڑا ہے نام تو اس کا مشہور ہے اور جسم مجہول ہے اور اس کو عنقاء اس لئے کہتے ہین کہ اسکی گردن کی سفیدی مثل طوق (کنٹھی) کے ہوتی ہے۔ جاحظ کہتا ہے کہ دنیا کے قریب قریب سب لوگ اُس شئے کے مقابلہ مین اسکی مثال دیتے ہین جسکا ذکر سنا جاتا ہے اور وہ دیکھی نہین جاتی اور اہل عرب یہ مثال دیتے ہین "حلقت بہ فی الجو عنقاء مغرب" ایک شاعر کہتا ہے۔ ص ۱۳۶

---

[۱] ترجمہ۔ وہ اپنے حال پر کبھی قائم نہین رہتا جیسے غول بیابانی اپنے لباس مین متلون رہتا ہے۔

[۲] ترجمہ۔ جب مین زمانہ کے لوگون کو دیکھتا ہون اور دیکھتا ہون مجھکو کوئی وفادار دوست جس سے مین دوستی کرون نہین ملا۔ مین نے یقین کیا کہ تین چیزین محال ہین غول اور عنقاء اور وفادار دوست۔

اذا ما ابن عبد اللہ حلی مکانہ وقد حلقت بالجو عقار مغرب[1]

خیلان کا بیان | یہ بھی عنقاء کی قسم سے ایک وحشی جانور ہے خیال کیا جاتا ہے کہ وہ سمندر مین ہوتا ہے اسکا نصف جسم انسان کا اور باقی مچھلی کا ہوتا ہے ایک ادیب کہتا ہی

فلا البغاء بالنطق یعتد عاقلاً ولا الخیلان بالجسم یعتد انساناً[2]

حرقوص کا بیان | یہ ایک چھوٹا کیڑا ہے مچھر سے کسی قدر بڑا کہ لڑکیون کے پاس آکر انکی بکارت زائل کرتا ہے۔

ہواتف کا بیان | وہ جان دار اجسام ہین جن کی آواز سنی جاتی ہے اور اُن کا جسم نظر نہین آتا وہ اُس شخص کو جواب دیتا ہے جو اپنے دل سے باتین کرتا ہے خاصکر اندھیری راتون مین۔

اکلۃ الشیطان کا بیان | یہ ایک سانپ ہے زمانہ جاہلیت مین خیال کیا جاتا تھا کہ وہ ہر وقت بیت الحرام (کعبہ) مین آیا کرتا ہے اور وہ اپنے کو زمین پر ٹپکتا ہے اگر کوئی اُس وقت اُدھر جاتا تو وہ مر جاتا۔ اہل عرب اُس چیز کی نسبت جو گم ہو جائے اور پھر اُس کا اثر پایا نہ جائے اس سے مثال دیتے ہین۔

---

[1] ترجمہ۔ جب ابن عبد اللہ اپنے مکان کو چھوڑ دیتا ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کشادگی آسمان مین عقار مغرب اونچا اُڑ رہا ہی۔ عبد اللہ یافعی نے مرآۃ الجنان سے نقل کیا ہی کہ حوالی اصحاب الرس مین ایک میل اونچا پہاڑ تھا جسمین ہزارون قسم کے طیور رہا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ کسی برس مین ایک پرند عظیم الخلقت طویل العنق جسکا منہ مثل انسان کے اور اعضاء مین ہر ایک جانور کی مشابہت پائی جاتی تھی اُس پہاڑ پر آنکلا۔ ابتدا مین اُن جانورون کو ستانا اور ہلاک کرنا شروع کیا۔ پھر وہان کے آدمیون پر جھپٹ کر نے اور انہین پکڑ کر کھانے لگا۔ اصحاب الرس کے باشندے اس پرند کو عنقاء مغرب کہا کرتے تھے۔ جب یہ جانور زیادہ ستانے اور تکلیف دینے لگا تو سب لوگ جمع ہو کر اپنے پیغمبر حنظلہ بن صفوان علیہ الرحمۃ والرضوان کے پاس گئے۔ اونکی دعا کی برکت سے لوگون نے اس آفت سے نجات پائی کہتے ہین کہ اُس وقت سے یہ جانور کسی جزیرہ مین چلا گیا ہے۔ ماخوذ از فرہنگ آصفیہ۔ مترجم

[2] ترجمہ۔ طوطی بہ سبب کلام کے عقل مند نہین ہو جاتی اور نہ جسم کے باعث خیلان آدمی ہو سکتا ہے۔

مقالہ پنجم

عرب کے مساکن۔ عمارات۔ لباس۔ کھانے اور طریقہ مخاطبات وغیرہ کا بیان

فصل اوّل

مساکن عرب کا بیان

زمانہ جاہلیت مین اہل عرب کے مساکن یعنی مقامات بود و باش دو تھے ایک آبادی کے اور دوسرے جنگل کے۔

زمانہ جاہلیت کی عمارات کا بیان

آبادیون کی عمارتین نہایت خوش قطع اور شاندار ہوتی تہین اور وہ ان مکانون کو قیمتی معادن سے آراستہ کرتے تھے جنکو وہ مبادلہ مین اہل روم اور عجم سے لیتے تھے چنانچہ اسکا ذکر آیندہ کیا جائے گا منجملہ اون عمارتون اور آبادیون کے۔

مدینہ مارب ہے۔ مورخین وغیرہ نے اپنے آداب کی عربی کتابون مین لکھا ہے کہ یہ شہر جو مدینہ سبا کے نام سے بھی مشہور ہے اس کو عبد شمس نے جو سبا کے لقب سے مشہور ہے بسایا تھا اور یہ یمن کا دار السلطنت ہو گیا منجملہ اس شہر کے حکمرانون مین ایک ملکہ بھی گذری ہے یہ ملکہ سلیمان علیہ السلام کے پاس جو بنی اسرائیل کے ایک اولوالعزم بادشاہ تھے اون سے حکمت موعظت کی باتین سننے کے لئے آئی تھی عربی کتابون مین اس ملکہ کا نام بلقیس لکھا گیا ہے۔ ۱۳۸ھ
بعضون نے یہ روایت بیان کی ہے کہ ملکہ مذکورہ نے ایک مشہور سد (دیوار) بنائی تھی جو سد مارب کے نام سے مشہور ہے یہ ایک موٹی اور استوار دیوار تھی جو جنگل مین دو پہاڑون کے درمیان بنائی گئی تھی اس کا عرض پانچ یا چھ دقیقہ بیان کیا گیا ہے اس دیوار مین مہریان رکھی گئی تھین تاکہ بوقت ضرورت چشمون اور بارش کے پانی سے جو

اس مین آئے کہیت اور باغ سیراب کیے جاسکین - یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کا گرانے والا عبد شمس مذکور یا لقمان بن عاد ہے - عربون کے یہان یہ سد دنیا کے عجائبات مین شمار کی جاتی تھی مولفین نے اس دیوار کے منہدم ہونے کے اسباب اور اوس کے تعین زمانہ کی نسبت تاریخین بیان کی ہین جنپر علماء کا اجماع اور اتفاق نہین ہے -

قصر خورنق - اس عمارت کو ایک رومی معمار نے جسکا نام سنمار تھا بادشاہ نعمان اکبر ابن امرالقیس اللخمی کے لیے بنایا تھا یہ بادشاہ محرق کے لقب سے بھی یاد کیا جاتا ہے - یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب یہ عمارت تیار ہوگئی تو بادشاہ مذکور نے اُس معمار کو اُس عمارت کی چھت سے نیچے گرا کر اس لیے قتل کروایا کہ وہ ایسی عمارت کسی دوسرے کے لیے بنانے نہ پائے اُسوقت سے عربون مین اُس شخص کے لئے یہ ضرب المثل رہجاتی ہے جبکہ اُس کے ساتھ بعوض اُسکے کام کے صلہ دینے کے بُرا سلوک کیا جائے یعنی یہ کہا جاتا ہے "جُوزی جزاء سنمار" یعنے اُس کے ساتھ سنمار جیسا سلوک کیا گیا ایک شاعر کہتا ہے -

جزی تبوہ ابا الغیلان عن کبر ٭ وحسن فعل کما یجوزی سنمار[1]

بادشاہ مذکور جبکہ اسکو سلطنت کرتے ہوئے تیس سال گذر چکے تھے ایک روز اس قصر مین بیٹھا ہوا تھا اُس کو اپنے ملک و مال کے جو بے شمار تھا ہیچ ہونے کا خیال پیدا ہوا اور یہ خیال کیا کہ جس ملک و مال کا آج مین مالک ہون کل کے روز کسی اور کے قبضہ مین ہوگا ایسی چیز مین کیا خیر و برکت ہوسکتی ہے پھر اُس نے زہد کا خیال کو اپنے دل مین خوب جمالیا اور حاجبون وغیرہ شاہی محل سرا کے ملازمون کو حکم دیا کہ میرے دروازون پر کھڑا ہونا کچھ ضرور نہین ہے یہ کہکر جب رات ہوئی تو وہ جنگل مین چلا گیا اور پھر اُس کو کسی نے نہین دیکھا :-

سدیر - بادشاہ نعمان مذکور کی ملک عراق مین یہ بھی ایک عمارت ہے -

حصن الصنبر - یہ قلعہ امراء القیس بن النعمان الاعور کے لئے بنایا گیا تھا - معمار سنمار کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا تھا اس بادشاہ نے بھی بعد تعمیر قلعہ کے معمار کے ساتھ وہی سلوک کیا -

---

[1] ترجمہ - تکبر کے بدولت اُسکی اولاد نے ابو غیلان کو اُسکی کاریگری کے صلہ مین ایسا معاوضہ دیا جیسا کہ سنمار کو اُسکی عمدہ کاریگری کا صلہ اسی قسم کا ملا تھا -

قصر غمدان۔ صنعاء یمن کے روبرو یہ ایک قصر ہے جس کے دریچوں کو محاریب کہتے ہین یہ مکان نہایت استوار اور برفیع الشان ہے اس کے سات درجے ہین اسمین جو کچھ آرایشین اور صنعتین ہین وہ بالکل عجیب وغریب ہین جنکی تعریف نہین ہوسکتی۔ بادشاہ شرحبیل بن عمرو بن غالب بن المتناف بن زید بن یعفر بن السکسک بن وائل بن حمیر نے بنایا تھا اور اپنی مدت سلطنت تک وہ اسی مین رہا۔ پھر یہ قصر تبابعہ کا دارالملک ہوگیا۔ محیط المحیط مین لکھا ہے کہ غمدان یمن مین ایک مربع قصر ہے جسکو یشرخ نے بنایا ہے اس کے چار دن طرف چار رنگ ہین۔ سرخ۔ زرد۔ سفید۔ اور سبز۔ اس کے اندر ایک اور قصر تعمیر کرایا جس کے سات درجہ تھے بلندی ہر ایک درجہ کی چالیس ہاتھ تک تھی آہ اس قصر کو سیف بن ذی یزن الحمیری نے حبشہ سے لے لیا جیسا کہ اس کتاب کے چوتھے مقالہ کی پہلی فصل مین اس کے طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ ص ۱۳۹

مارد اور ابلق یہ دونون قلعے سموال بن عادیا الیہودی غسانی کے ہین۔ قلعہ مارد لودومۃ الجندل مین سیاہ پتھر سے بنایا گیا ہے اور ابلق تیماء مین سفید اور سیاہ پتھر سے تعمیر کیا گیا ہے۔ جزیرہ زبا، کی ملکہ ہند نے اسپر چڑھائی کی تھی مگر وہ یہان سے تمرد مارد وعز الابلق "مارد نے سرکشی کی اور ابلق غالب ہوا۔ کہہ کر ناکامیاب واپس ہوئی۔

صرح الغدیر۔ یہ عمارت نوران کے اطراف مین بلقار سے متصل شاہان غسان کی اولاد کی بنا کی ہوئی ہے ثعلبۃ بن عمرو بن جفنۃ الغسانی نے اسکو تعمیر کرایا تھا۔

قناطر۔ ادرح اور قسطل حبیلۃ بن الحارث بن ثعلبۃ مذکور کی عمارتین ہین۔

حضیر مصنعہ۔ قصر ابیر۔ اور معان یہ بھی عمارتون کے نام ہین جو حارث بن حبلہ مذکور کی بنائی ہوئی ہین اور یہ شخص بلقار مین رہتا تھا۔

قصر غضاء۔ صفات العجلات اور قصر منار۔ عمرو بن الحارث المذکور کے بنائے ہوئے قصر ہین کیونکہ اس نے دمشق کے اطراف وجوانب مین بہت سے عالی شان قصر تعمیر کرائے تھے مذکورہ بالا قصر انہین مین سے ہے۔

قصر سویداء اور قصر حارب یہ دونون قصر نعمان بن عمرو مذکور کے بنائے ہوئے ہین۔

قصر برقع۔ یہ قصر ایک جنگل مین حبلۃ بن الحارث عمرو مذکور کے بھائی کے لئے تعمیر کرایا گیا تھا حبلہ مذکور تدمر۔ قصر برکہ اور ذات انمار کا حاکم تھا قصر برقع کو اس کے عامل قسین نے تعمیر

کروایا تھا۔

جبلۃ الاد ہمیۃ - یہ ایک شہر ہے جسکو غسانیون کے اخیر بادشاہ جبلۃ بن الایہم نے بسایا تھا یہ بادشاہ جناب عمر رضہ کے عہد خلافت مین مسلمان ہوا لیکن بعد مین قیصر یعنے ملک روم کی یہان چلا گیا اور پھر عیسائی ہوگیا - اس واقعہ سے بادشاہ کے عزت دار ہونے مین ضرب المثل ہوگئی "اعز ملکا من جبلۃ بن الایہم" لیکن اب یہ شہر جبلہ سلطان ابراہیم ادہم کی طرف منسوب کیا جاتا ہے جہان کہ یہ سلطان مدفون ہے -

زمانہ جاہلیت مین عربون نے جو عمارتین بنائین اور جن سے ہم واقف ہین وہ یہی ہین جنکا ذکر کیا گیا - لیکن اونہون نے زمانہ اسلام مین جو عمارتین تعمیر کین اور جنکا اجمالی ذکر پہلے مقالہ کی تیسری فصل مین بھی کسیقدر کیا گیا ہے - یہان ہم پہر اون کا اعادہ کرتے ہین اور یہہ بتانا چاہتے ہین کہ اون کی تعمیر کا سبب کیا تھا اور انقلاب زمانہ سے اس کا کیا حال ہوا من جملہ اسلامی عمارتون اور شہرون کے -

صہ ۱۴۰

بصرہ ہے - یہ پہلا شہر ہے جو زمانہ اسلام مین بسایا گیا - جب حضرت عمر بن الخطاب رضہ ابوبکر صدیق رضہ کے بعد ۱۳ھ م ۶۳۴ء مین خلیفہ ہوئے تو اونہون نے ۱۴ھ م ۶۳۵ء مین عراق مین نہر دجلہ اور فرات کے جانب غرب مین اسکی بنا ڈالی - اس جدید عصر مین خلیفہ ممدوح ہی عمارتون کے بنانے اور شہرون کے بسانے مین بانی اول ہین - اسکے بسانے کا سبب جیسا کہ کہا گیا ہے یہ تھا کہ اہل فارس اور اہل ہند کی مواصلت یعنی انکی آمد و رفت جو خلیج فارس کی راہ سے ہوتی تھی وہ بند ہو جائے اسی خیال سے یہ شہر بسایا گیا - یہان ایک بازار تھا جو مربد بصرہ کے نام سے مشہور تھا جہان عرب کے شاعر جمع ہوکر اپنے شعر پڑہتے تھے - یہ اور اسی قسم کے اسباب سے یہان عالم - ادیب - فصیح عربی زبان دان پیدا ہوئے - خاصکر یہان کے علمار نے علم نحو مین اجتہاد کا درجہ حاصل کیا اور کوفہ بصرہ کے علمار مین بہ لحاظ علم نحو کے اختلافات ہین لیکن اہل کوفہ کو اس اعتبار مین بصریین پر فوقیت حاصل نہین ہوئی - مگر کوفہ بغداد سے پہلے دار الخلافت تھا اور یہ بات بصرہ کو حاصل نہین ہوئی البتہ یہان حاکم سواد[1] رہا کئے - اور یہ تعجب کی بات ہے کہ خلفائے وقت سخت گیر حاکمون کو بھیجتے

[1] سواد کے معنی ملک کے قریون کے ہین -

اور مقرر کرتے رہے جیسے زید بن امیہ اور حجاج وغیرہ - ہجرت کے بارھوین قمری جو عیسوی
اٹھارھوین صدی سے مطابق ہے یہان کے باشندون کی تعداد چار لاکھ تک ہوگئی تھی
مگر اخیر مین چلکر یہ آبادی قائم نہ رہی اور اب ساٹھ ہزار سے زیادہ نہین ہے -
کوفہ - خلیفہ ممدوح نے ۱۷ھ م ۶۳۸ء مین یہ دوسرا بنیا شہر بسایا - اور یہان کرسی خلافت
منتقل کی کیونکہ اس سے پہلے مقام انبار دار الخلافت تھا کوفہ خدغدرا کے لقب سے ملقب ہوا کیونکہ یہان کی
رئیت سرخ رنگ کی تھی انہین وجوہ سے یہ شہر اسوقت عراق مین بڑا شہر شمار ہونے لگا مسلمان اسکو قبۃ السلام اور
دار الہجرت بھی کہتے ہین چونکہ خط کوفی یہین سے نکلا ہے اسلئے نسبت سے وہ منسوب کیا جاتا ہے عربونکے خطوط جو عثمان بن عفان کے
زمانہ مین تھے وہ سب یہین تھے - علما، نحاۃ اور شعرا، وغیرہ اکثر انہین دونون شہرون مین ہوا
کئے ان دونون شہرون کو عراقان بھی کہا جاتا ہے - بعد اسلام کے یہان کے لوگ علم و
فضل مین ایسے مسلم ہوئے ہین کہ اون کے کلام سے سند لیجاتی تھی - بعض فاضلون کا
بیان ہے کہ جب دونون شہرون کے علماء مین کسی مسئلہ علمی مین اختلاف ہو تو بہ لحاظ لفظ کے
بصریین کا مذہب اختیار کیا جائے اور بہ لحاظ معانی کے کوفیین کے مذہب کی پیروی کیجائے ۱۴۱ صد
جامع اقصیٰ - یہ جامع بھی خلیفہ ممدوح کی بنائی ہوئی ہے جو مدینہ اور شلیم یعنی قدس شریف
مین اس مقام پر جہان کہ ہیکل سلیمان عا تھی - جامع اقصیٰ بھی اون تین جامع مسجدون مین گنی
جاتی ہے جسکا ذکر اس کتاب کے چوتھے مقالہ کی دوسری فصل مین کیا گیا ہے -
مدینہ واسط کو ۸۳ھ م ۷۰۲ء مین بزمانہ خلافت عبد الملک بن مروان حجاج بن یوسف الثقفی
نے بسایا اسکا نام واسط اس لئے رکھا گیا کہ وہ بصرہ اور کوفہ کے درمیان واقع ہوا تھا -
جامع اموی - علی بن ابی طالب رضہ کے بعد جب معاویہ رضہ خلیفہ ہوئے تو انہون نے شام کو اپنا
دار الخلافت قرار دیا جو بنی امیہ کی اخیر خلافت تک ملک شام دار الخلافت رہا - عمدہ تلوارون کے
بننے کی وجہ سے بھی یہ شہر زیادہ مشہور ہے - یہان جو تلوارین بنتی ہین وہ لوہے اور فولاد کی
پترون سے بنائی جاتی ہین اور اون مین یہ وصف ہوتا ہے کہ قبضہ تک جھک سکتی ہین
اور سخت سے سخت چیزین ان تلوارون سے بلا تکلف کٹ جاتی ہین - لیکن اس زمانہ مین یہ
کاریگری وہان مفقود ہوگئی ہے - یہ کہا گیا ہے کہ جب امیر تیمور لنگ آٹھوین صدی ہجری مین جو عیسوی
بارھوین صدی کے مطابق ہے اس ملک پر قابض ہوا تو اس نے یہان کے کاریگرون کو
ممالک عجم مین اپنے ساتھ لیتا گیا اونہون نے اس کے لئے جو تلوارین بنائین وہ دمشق کی

تلوارون کے مقابلہ کی نہ تہین - لیکن اس زمانہ مین بھی وہان آبنوس پر ہاتھی دانت اور صدف کا نہایت عمدہ کام بنایا جاتا ہے اس کاریگری کا نام تطعیم ہے - اور یہان ریشمین کپڑے اور گھوڑون کے ساز و سامان اچھے بنائے جاتے ہین - یہان کے سنار سونے کے گلانے مین اعلی درجہ کی دستگاہ رکھتے ہین - جب ولید بن عبد الملک بن مروان جسکا ذکر اوپر گذر چکا ہے خلیفہ ہوا تو اُس نے ایک جامع مسجد بنائی جسکو جامع اموی کہتے ہین - عرب کی تمام عمارتون مین یہ عمارت عالیشان سمجھی جاتی ہے اور اسلام کی جامع مسجدون مین اسکی نظیر نہین ہے - اس جامع کا طول ساٹھ ہے پانسو قدم اور عرض دُہائی سو قدم ہے - اس کے بڑے عالیشان ستون سنگ سماق اور سنگ رخام کے ہین جن کے رنگ مختلف ہین - اور اس کے قبہ مین چھ سو قندیلین سونے چاندی کے زنجیرون سے لٹکائی گئی ہین لیکن رمضان کے مہینہ مین اُسمین بارہ ہزار قندیلین روشن کیجاتی تہین اُسمین مذاہب اربعہ کے لئے چار محراب ہین اور اس کے موذن چھپتے ہین جو تین مینارون پر کھڑے ہوکر اذان کہتے ہین - بعض کا بیان ہے کہ اس جامع کی تعمیر مین تیس لاکھ دینار صرف ہوئے ہین اور اسی ولید نے بیت المقدس مین بھی ایک جامع اقصی بنوائی اور نیز مدینہ کی مسجد بھی اسی نے بنوائی - جہانون اور مسافرون کے لیے بھی مکانات تعمیر کرائے پس اس لحاظ سے ممالک اسلامیہ مین ۸۸ھ ۷۰۶ء مین ان عمارتون کے بنانے مین یہ اول شخص ہے - ص ۱۶۲

رملہ - اس شہر مین اور بیت المقدس مین ایک دن کی راہ کا فاصلہ ہے سلیمان بن عبد الملک مذکور کے عہد خلافت مین یہ شہر بسایا گیا -

ہاشمیہ - انبار کے نزدیک ایک شہر ہے جسکو عبد اللہ السفاح خلیفہ عباسی نے بنی امیہ کی سلطنت ممالک مشرق سے جاتے رہنے کے بعد جبکہ وہ خلیفہ اور حاکم ہوا بسایا - ابتداءً سفاح حیرہ مین رہا کرتا تھا جب یہ شہر بسایا گیا تو حیرہ سے کرسی خلافت یہان منتقل کی -

بغداد[1] جسکو بغداذ اور بغذاذ اور بغدین اور بغدان اور بغدان بھی کہتے ہین عراق عرب مین یہ ایک مشہور شہر ہے جو دجلہ کے شرقی کنارہ پر واقع ہے - اسکو مدینۃ السلام بھی کہتے ہین

---

[1] اسکی وجہ تسمیہ مین یہ بھی ایک روایت بیان کی جاتی ہے کہ یہان ایک باغ تھا نوشیروان عادل اس مین بیٹھ کر مقدمات فیصل کرتا تھا اس لحاظ سے اس کا نام باغ داد یعنے انصاف کا باغ مشہور ہوا اور پھر تخفیف ہوکر بغداد رہ گیا - مترجم

دجلہ کو نہر السلام اس لیے کہتے ہین کہ جس وادی مین وہ واقع ہوئی اسکو وادی السلام کہا جاتا ہے سفاح مذکور کے بھائی ابوجعفر منصور نے ۱۴۵ھ م ۷۶۲ء مین اسکی بناڈالی۔ اسکو زورا بھی کہتے ہین۔ کیونکہ شہر کے اندر کے دروازے باہر کے دروازون سے کسی قدر اونچی زمین پر واقع ہوئے تھے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ زورا دجلہ کا نام ہے اور چونکہ دجلہ کا پانی طغیانی کی حالت مین شہر مین آجایا کرتا تھا اس لیے بغداد کو زورا بھی کہنے لگے فارض کہتا ہے۔

ارج النسیم سری من الزورار سحرا فاحیی میت الاحیاء[1]

بغداد کے معنی جیسا کہ کہا گیا ہے عطیۃ الصنم کے ہین کیونکہ کسری نے اپنے ایک خصی غلام کو یہ جگہ بطور جاگیر دیدی تھی مشرق مین اون کا ایک بت بھی تھا جس کا نام بغ تھا پس ان وجوہ سے اس خصی نے اسکو بغ داذ کہا یعنی بت نے مجھے عطا کیا۔ اس سبب سے فقہاء اسکو بغداذ نہین کہتے۔ ابن مبارک کہتے تھے کہ ذال معجمہ کے تلفظ سے بغداذ نہین کہنا چاہیے کیونکہ بغ ایک بت کا نام ہے اور داذ کے معنی عطیہ کے ہین۔ بلکہ بغدادا ور بغدان کہنا چاہیے بعض کہتے ہین کہ بغ کے معنی فارسی زبان مین بستان کے ہین اور داذ ایک شخص کا نام تھا جس کے ترکیبی معنی بستان داذ کے ہوتے ہین۔

ص ۱۴۳ اس کے بعد منصور نے شہر ہاشمیہ سے یہان کرسی خلافت کے منتقل کرنے کا حکم دیا اور اپنے بیٹے مہدی کے لیے مدینہ رصافہ کی بناڈالی درصافہ کے معنی لغوی استوار کرنے کے ہین۔ کرسی خلافت کے یہان قایم ہونے کے بعد شہر بغداد نہ صرف مشرقی خلافت کی شان وشوکت کا مرکز قرار پایا بلکہ مشرقی علوم کے لیے بھی یہ شہر مرکز بن گیا۔ جیسا کہ آگے اپنے مقام پر اسکا ذکر کیا گیا ہے۔

اسکی مغربی سمت مین محل کرخ واقع ہے جہان ابوجعفر مذکور رہا کرتا تھا اسکی نسبت زریق بغدادی کہتا ہے۔

استودع اللہ فی بغداد لی قمرا بالکرخ من فلک الازرار مطلعہ[2]

---

[1] ترجمہ۔ صبح کے وقت زورا سے جو نسیم چلتی ہے وہ مردون کو بھی زندہ کرکے کھڑا کردیتی ہے۔

[2] ترجمہ۔ خدا نے بغداد کے محلہ کرخ مین ایک چاند میرے لیے پیدا کیا ہے جسکا مطلع قمیص کی گردش ہے۔

رصافہ جسکا ابھی اوپر ذکر کیا گیا بغداد کے سمت شرقی مین واقع ہے جب ہارون رشید (عباسیون کا پانچوان خلیفہ) خلیفہ ہوا تو اُس نے یہان ایک قصر تعمیر کرایا آج کے دن بھی رصافہ نہایت بہت بانکپن مقام ہے علی بن جہم اسکی نسبت کہتا ہے۔

عیون المہی بین الرصافۃ والجسر جلبن الہوی من حیث ادری ولا ادری[1]

غرضکہ رصافہ عباسیون کے عہد سلطنت مین اسی حیثیت سے قایم رہا جب اونکی سلطنت جاتی رہی تو اسکی عظمت اور شان مین بھی انحطاط پیدا ہوگیا۔

خطیب بغدادی اپنی تاریخ مین بیان کرتا ہے کہ بغداد مین حماموں کی تعداد مامون رشید کے زمانہ مین ۶۵ ہزار تک پہونچ گئی تھی اور اس کے اطراف وجوانب مین پاس پاس جو شہر تھے اونکی تعداد چالیس سے زیادہ تھی۔ اور ون کا بیان ہے کہ بغداد اُس زمانہ مین دنیا کے تمام شہرون مین بے نظیر مانا گیا تھا اور تقریباً پانسو برس تک خلفا کا دار الملکت رہا۔ آخر تاتاریون کے فتنہ وفساد نے اوسکو اجاڑ دیا۔ اُس وقت یہ شہر فقہا، علما۔ شعرا، اور ہر ایک علم وفن کے ماہرسے بھرا ہوا تھا۔ آجکل اُس کے باشندون کی تعداد ساٹھ ہزار ہے گرمیون کے موسم مین لوگ زمین کے نیچے سردابون (تہ خانون) مین رہتے ہین کیونکہ یہان سخت گرمی پڑتی ہے اور رات کو مکانون کی چھت پر سوتے ہین۔ مکانات اینٹون کے بنے ہوے ہین۔ خلفائے مذکور کے قصر وغیرہ عالیشان عمارتون کے آثار ابتک باقی ہین۔ جنمین سے اُن عمارتون اور قصر شاہی کے آثار کے قصر زبیدہ بنت جعفر متوکل عباسی زوجہ ہارون رشید سے اور زبیدہ بہت سی جامع مسجدین اور سرائین اور حمام ہین جنمین مسافر آرام پاتے ہین۔ یہان سکینج (چھوٹے چھوٹے ہتیار) نہایت اعلی درجہ کی بنتی ہین سوت کے اور ریشمی کپڑے بھی یہان بنے جاتے ہین۔

مدن اخری۔ یعنی اور دوسرے شہر جب ہارون رشید خلیفہ ہوا تو اُس نے شہر اذنہ وطرسوس کے ازسر نو تعمیر وترمیم کا حکم دیا اور شہر قاطون کی تعمیر کے جانے کا حکم دیا لیکن وہ پورا نہ ہوسکا اور پھر ویران ہوگیا۔ جب اُس کا بیٹا معتصم باللہ خلیفہ ہوا تو اُس نے سنہ ۲۱۴ھ مین

[1] ترجمہ۔ دو دھ کے اور صاف پانی کے چشمے جو رصافہ اور جسر کے درمیان واقع ہین اُنھون نے میرا دل محبت کے کھینچے ہین اُس جگہ سے جسکو مین جانتا ہون اور اُس جگہ سے جسکو مین نہین جانتا۔

صـ ۱۴۳

از سرنو اسکی تعمیر و ترمیم کی اور اسکا نام سرمن رائے رکھا پھر وہ مرخم (تخفیف) ہو کر سامرا کہا جانے لگا معتضم نے سرمن رائے کو دار الخلافت قرار دیا اور جب اسکا بیٹا واثق خلیفہ ہوا تو اُس نے پھر بغداد ہی مین کرسی خلافت منتقل کی - اور اس کے بعد سامرا ویران ہوگیا وہان اُس زمانہ کی اب بہت کم عمارتین باقی ہین -

یہ اون دار الخلافتون کا بیان تھا جنکو عربون نے ممالک مشرق مین قایم کیا تھا - ممالک مغرب مین مسلمانون کی جو دار الخلافتین تھین اون کے بیان کرنے سے پہلے ایک تمہید کی ضرورت ہے جس سے یہ معلوم ہوسکے کہ عرب کی دوسری خلافتون کے قائم ہونے کے کیا اسباب تھے

اندلس مین بنی امیّہ کی خلافت

یہ مخفی نہین ہے کہ جب بلاد مشرق سے بنی امیہ کی سلطنت عباسیون کے غلبہ کی وجہ سے جاتی رہی اور اس خاندان مین خلافت منتقل ہوئی اور جس کا پہلا خلیفہ ۱۳۲ھ م ۷۴۹ء عبد اللہ السفاح ہوا تو اس نے اور نیز اس کے جانشینون نے بنی امیہ کے استیصال اور اون کے پراگندہ کرنے مین اہل بیت کے انتقام کے پردہ مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکھا اس زمانہ مین بنی امیہ کے خاندان سے ایک شخص جسکا نام عبد الرحمن اول اور لقب داخل تھا بھاگ کر بلاد اندلس مین چلا گیا اور وہان قابض ہوا اسکا لقب داخل اس لیے ہوا کہ سب سے پہلے اندلس مین یہی شخص پہونچا تھا اور یہ شخص معاویہ اموی کا بیٹا تھا - اس نے ۱۳۹ھ م ۷۵۶ء عیسوی مین دوسری خلافت کی بنا ڈالی لیکن اُس نے اپنے کو امیر المومنین کے لقب سے ملقب نہین کیا کیونکہ اس سے پہلے اُس نے علانیہ بیعت کرلی تھی بلکہ اپنے کو امیر کے لقب سے ملقب کیا اسکی اولاد مین سے ہر ایک اپنے کو امیر کہلاتا رہا - لیکن ان کا آٹھوان امیر جسکا نام عبد الرحمن الناصر تھا اُس نے اپنے کو امیر المومنین کے لقب سے ملقب کیا اس کے بیٹے بھی یہی لقب اختیار کرتے رہے ہے :-

اہل فرنگ کے بعض مولف (مورخ) کہتے ہین کہ اہل عرب سپانیا یعنی اسپین کے تمام بلاد کو بلاد اندلس کے نام سے موسوم کرتے ہین اور اسکو ایک اقلیم کہتے ہین - اسکا سبب یہ ہے کہ یہ وہ اقلیم ہے جسکو بلاد سپانیا مین سب سے پہلے اونہون نے دریافت کرکے فتح کیا اور نیز اسکو جزیرۃ الاندلس بھی کہتے ہین - کیونکہ وہ جزیرہ اور جزیرہ نما مین فرق نہین کرتے

صہ ۱۴۵

حالانکہ اندلس جزیرہ نما ہی اور بجز جزیرہ بھی کہتے ہین نہ جزیرہ جو میدان سے منفصل (منقطع) ہوتا ہے اور کبھی لفظ مغرب بھی اُس کے ساتھ شامل کرتے ہین کیونکہ اہل عرب اندلسی کو مغربی بھی کہتے ہین جیساکہ افریقہ کے رہنے والے کو بھی مغربی کہتے ہین۔

عبدالرحمن الداخل جب سے ان بلاد پر قابض ہوا اُس وقت مغربی اور مشرقی عربون کا باہمی تعلق اور مواصلت منقطع ہوگئی۔ حتی کہ بعض سلاطین بنی امیہ نے اپنی رعیت کو سفر حج سے بھی جو اسلامی مذہبی فرائض ہی ایک فرض ہی منع کیا جیساکہ بنی اسرائیل کے بادشاہون نے کیا تھا چنانچہ اون کے زمانہ مین کسی نے حج نہین کیا یہان تک کہ ۴۲۲ھ سنہ ۱۰۳۰ء مین اون مین طوائف الملوکی ہوگئی۔

مدینہ قرطبہ۔ جب عبدالرحمن مذکور سے بمقام قرطبہ لوگون نے بیعت کی تو اُس وقت قرطبہ دارالسلطنت ہوگیا پھر یہان ایک قصر اور ایک مسجد تعمیر کی۔ ان دونون عمارتون کی تعمیر مین جیساکہ کہا گیا ہے اسّی ہزار دینار خرچ ہوئے لیکن وہ ان عمارتون کے تیار ہونے سے پیشتر مرگیا۔

جب ملک الناصر اُس کا جانشین ہوا تو یہ شہر علوم کے لیے بھی مرکز قرار پایا جیساکہ بغداد تھا چنانچہ آگے اس کے متعلق اپنے مقام پر بیان کیا جائے گا۔ اُس نے اپنی تمام تر ہمت عالی شان عمارتون کے بنوانے مین مصروف کی۔ لیکن اُس کے دادا امیر محمد اور اُس کے باپ عبدالرحمن کو اسمین اختلاف تھا۔ اونہون نے اپنے لیے عالیشان کوٹھیان بنوائین۔ من جملہ ان عمارتون کے مجلس زاہر۔ بہو[1] کامل اور قصر منیف کی عمارتین تھین۔ ملک ناصر نے قصر زاہر کے پہلو مین ایک عالیشان قصر بنوایا اور اُس کا نام روضہ رکھا۔ ان عالی شان عمارتون مین پہاڑ سے کاٹ کر نہرین لائی گئین۔ اس کام کے لیے اُس نے بڑے بڑے مہندسین اور معمارون کو جابجا سے اور نیز بغداد اور قسطنطنیہ سے بھی تلاش کرکے بلوایا۔ پھر باغات وغیرہ بنائے قصر ناعورہ کی بنا خارج القصور (یعنی اور قصور سے باہر) ڈالی گئی۔ اور پہاڑ کی چوٹیون سے نہرین کاٹ کر لائی گئین جو بہت ہی ندرت اور صناعی سے بنائی گئی تھین۔ ابن خلدون نے اس عمارت کو بڑی عالیشان عمارتون مین شمار کیا ہے جنکی تعمیر مین لاکھون روپیہ صرف ہوئے ہین۔ مقریزی اپنی کتاب نفح الطیب مین لکھتا ہے کہ ملک ناصر نے عجیب وغریب نہرونکی تکمیل کی اور اون مین میٹھا پانی جبل قرطبہ سے لایا گیا یہ نہرین مہندسی اصول پر بنائی گئی تھین ان نہرون

ص ۱۴۶

[1] بہو کے معنی اُس رواق (کاشانہ) کے ہین جو گھر کے سامنے ہو اور زمین واسع کو بھی بہو کہتے ہین اور چمن کو بھی بہار کہتے ہین مولف

ذریعہ سے جو پانی آتا تھا وہ عجیب وغریب کاریزون اور خوارون سے قصر ناعورہ کے بڑے حوض مین (جو قرطبہ کے غرب مین تھا) زور سے اوچھل کر گرتا تھا۔ اس حوض پر ایک شیر کی تمثال عمدہ کندن کے سونے سے اعلیٰ درجہ کی صناعی سے بنا کر رکھی گئی تھی۔ اس شیر کے آنکھین نہایت ہی چمکدار جواہر کی تھین۔ پانی شیر کے سرین مین سے ہوکر مُنہ سے حوض مین گرتا تھا۔ ناظرین اس کے حسن صنعت اور شیر کی بارعب صورت اور پانی کے زور سے گرنے کو تعجب کی نظر سے دیکھتے تھے۔ اس عمارت کے باغات اسی پانی سے سیراب ہوتے تھے اور پھر بھی جو پانی بچ رہتا تھا وہ ایک دوسری نہر سے چلا جاتا تھا۔ یہ نہر، حوض، شیر کی تمثال وغیرہا کے اکثر حصون مین شاہی عجائبات وآثار مین گنی گئی ہے۔ کیونکہ اسکی عمارات کی عظمت برجون کی رفعت جنپر پانی چڑھ کر نیچے گرتا تھا اسکو عجائبات مین شمار کرنے کے لیے کافی تھین۔ ناصر نے صحن مسجد مین ایک سائبان کی تعمیر کا حکم دیا تاکہ مصلی یعنی نمازی دھوپ (تپش آفتاب) سے بچین۔

جغرافیہ کی بعض کتابون مین بیان کیا گیا ہے کہ اس شہر کے جامعون کی تعداد (۱۶۰۰) اور حماموں کی تعداد (۹۰۰) اور دکانون کی تعداد (۸۰۴۵) اور مکانون کی تعداد (۲۶۲۳۰۰) اور باشندون کی تعداد (۱۰۰۰۰۰) تک پہونچ گئی تھی اور خلفا رجگا ذکر گزر چکا اون کے مکانون کے آثار مدت تک قایم رہے۔ اندلس کے بعض عالمون مین سے قرطبہ کی نسبت یہ کہتا ہے

باربع فاقت الامصار قرطبہ — منہن قنطرۃ الوادی وجامعہا ص ۱۴۷
بذان ثنتان والزہرا ثالثۃ[1] — والعلم اعظم شئ وہو رابعہا

رصافہ | خلیفہ مذکور نے اس سے پہلے شہر قرطبہ کے قریب ایک آبادی کی بناء ڈالی تھی۔ شام مین اس کے دادا ہشام نے رصافہ کے نام سے ایک شہر بسایا تھا اس نے بھی اس آبادی کا نام رصافہ رکھا رصافہ مین بہت سے اہل فضل ہوئے ہین منجملہ اون کے یوسف بن مسعود الرصافی ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ظہور اسلام کے بعد دس آبادیان رصافہ کے نام سے بسائی گئین۔

حمص | مروانیون نے جبکہ ممالک مشرق سے اونکی سلطنت منتقل ہوگئی تو وہ ہمیشہ شام کا

---

[1] ترجمہ۔ چار چیزون سے قرطبہ نے تمام شہرون پر فوقیت حاصل کی ہے جنمین سے ایک وادی کا پل اور اسکی جامع مسجد ہے یہ تو دو ہوئے تیسری چیز قصر زہرا ہے اور علم جو سب سے بڑی چیز ہے وہ چوتھی ہے۔

ذکر کیا کرتے تھے اور انہون نے اپنے قدیم وطن کی موانست سے اندلس مین کئی شہرون کے نام علاقہ شام کے شہرون کے نام پر رکھے۔ منجملہ اس قبیل کے نامون کے شہر اشبیلیہ کو جسکو اہل فرانس سیقیل کہتے ہین حمص کے نام سے موسوم کیا یہان کی نہر کی نسبت ایک شاعر کہتا ہے۔

خلیلی بادر بی الی النہر بکرۃ ۔۔۔ وقف بی حیث المدیٰنی عنانہ

ولا تجز الارحالان وراءھا ۔۔۔ یبابا وعینی لاتر یدعیانہ[1]

قصر الشراحیب | یہ ایک عالی شان عمارت مدینہ شلب مین جو قرطبہ کے علاقہ کا ایک شہر ہے بنائی گئی۔ معتمد بن عباد الاندلسی کہتا ہے۔

وسلم علی قصر الشراحیب عن فتیً ۔۔۔ لہ ابدا اشوق الی ذلک القصر[2]

قصر سرور اور مجلس ذہب | یہ دونون قصر بھی شہر سرقسطہ مین جہان کہ بہت سی عمارتین ہین بنائی گئی ہین۔ دونون مقام بھی بہت ہی پر فضا تر ہت گاہین ہین ابن ہود اسکی نسبت کہتا ہے

قصر السرور ومجلس الذہب ۔۔۔ بکما بلغت نہایۃ الطرب[3]

قصر طلیطلہ | یہ بھی ایک مشہور قصر مامون بن ذی النون کا شہر طلیطلہ مین بنایا ہوا ہے اسکی نسبت ایک شاعر کہتا ہے۔

زادت طلیطلۃ علی ماحولوا ۔۔۔ بلد علیہ نضارۃ ونعیم[4]

اللہ زینہ فوشح خصرہ ۔۔۔ نہر المجرۃ والغصون نجوم

صہ ۱۴۸

---

[1] ترجمہ۔ ای دوست صبح کو میرے ساتھ نہر کی طرف ٹہلتا ہوا چل اور وہان میرے ساتھ ٹہر جا جہان کہ نگاہ اپنی باگ موڑ لیتی ہے اور ارجاء سے آگے نہ بڑھنا کیونکہ اسکے آگے ویرانی ہے جسکو دیکھنا میری آنکھ پسند نہین کرتی۔

[2] ترجمہ۔ یعنی شاعر اس شخص کے طرف خطاب کرکے جو قصر شراحیب مین رہتا ہو یا وہان جانیوالا ہو یہ کہتا ہے کہ قصر شراحیب کو اُس نوجوان کی طرف سے جسکو اسکے دیکھنے کا ہمیشہ شوق رہتا ہے سلام پہونچانا۔

[3] ترجمہ۔ ای قصر سرور اور ای مجلس ذہب مین تم دونون سے نہایت خوش ہون۔

[4] ترجمہ۔ شہر طلیطلہ جو ایک پر فضا شہر ہے اُسمین جو عمارتین تعمیر کی گئین اون سے اسکی رونق دوبالا ہوگئی خدا نے اسکو زینت دی اور نہر مجرہ نے اسکو کمر بند لگایا اور ڈالیون مین جو انگور لگے ہوئے ہین وہ بجائے ستارون کے ہین۔

قصر طلیطلہ کے بانی یعنے مامون مذکور نے اس کے بنانے کے لیے بڑے بڑے کاریگرون اور مہندسون اور مصورون کو دور دور سے بلایا اوسکی تعمیر مین بے دریغ روپیہ صرف کیا۔ اس قصر کے وسط مین ایک بحیرہ (تالاب) بنایا گیا ہے اور اس کے بیچ مین ایک قبہ (بارہ دری) شیشہ کا ہے اور اس قبہ پر طلاکاری بھی کی گئی تہی۔ مہندسین نے اپنی بے نظیر صناعی سے اس قبہ کے سطح اعلی پر پانی پہونچایا تھا وہان سے پانی دائرہ کی صورت بنکر قبہ کے اطراف سے نیچے گرتا تھا مامون جو ایک عیش وعشرت کی حالت مین قبہ مین بیٹھا رہتا تھا اُس کے پاس پانی کی ایک چھینٹ بھی نہین جاتی تھی اور پھر جب اس مین شمعین روشن ہوتی تہین تو اُس وقت یہ منظر دیکھنے کے قابل ہوتا تھا ابو محمد البصری کہتا ہے۔

شمسیۃ الانساب بدریۃ ۔۔۔ یحار فی تشبیہہا الخاطر
کانما المامون بدر الدجی ۔۔۔ وہی علیہ الفلک الدائر[۱]

مدن مشہورہ یعنے دوسرے مشہور شہر

عربون نے اندلس مین جو نہایت سرسبز وشاداب ملک ہے اور شہر بھی بسائے اس خیال سے کہ اسکی زمین نہایت عمدہ اور اسکے جنگل نہایت خوشنما ہین منجملہ اون کے شہر بطلیوس ہے اسکی نسبت ابن فلاس کہتا ہے۔

بطلیوس لا انساک ما اتصل البعد ۔۔۔ فللہ غورٌ من جنابک او نجدُ
وللہ دوحات تھنکّ بنیما ۔۔۔ تفجر وادیہا کما شقق البرد[۲]

انہین مشہور عمارتون مین عین الذہب ہے مصطفے افندی بابی اسکی نسبت کہتا ہے۔

بأبی وبأبی وبأبی ۔۔۔ جرعۃً من ماء عین الذہب[۳]

---

[۱] ترجمہ۔ قصر طلیطلہ کا قبہ چاندا ور سورج سے نسب رکھتا ہے یعنی بہت روشن اور چمکدار ہے جسکو تشبیہ دینے مین انسان کا دل حیران ہوجاتا ہے مامون تو چودہوین رات کا چاند ہے اور وہ قبہ گویا اُس کے لیے فلک دائر یعنے گہومنے والا ہے۔

[۲] ترجمہ۔ ای بطلیوس مین تجکو ہرگز نہین بہولونگا گو بوجہ مفارقت یہ دوری قایم بہی رہے تیرے نشیب وفراز مقامات خدا کی قسم بہولنے کے قابل نہین ہین قسم ہے تیرے گنجان درختون کی اور اون نہرون کی کہ وہ جنگلون کو اسطرح سے چیرتی ہین جیسے کوئی چادر مین پہاڑتا ہے۔

[۳] ترجمہ۔ مین تین مرتبہ اپنے باپ کی قسم کہاکر کہتا ہون کہ مجھے عین الذہب سے ایک گہونٹ پانی کا مل جائے تو مین اپنے کو بڑا خوش قسمت سمجھونگا۔

اور منجملہ انہین عمارتون کے مرج فضہ ہے۔ معتمد بن عباد نے اس کے تالاب کو جبکہ ہوا سے پانی پر زلف کی صورت کی لہرین آرہی تہین دیکھا تو بے ساختہ اسکی زبان سے یہ نکلا کہ لسنج الریح علی الماء زردۃ ہوا نے پانی پر زرہ بنا ہے" اور پھر اس نے اپنے وزیر ابوبکر بن عمار کو حکم دیا کہ اس کا مصرع ثانی کہے اس نے مصرع موزون کیا لیکن رمیکیہ (ایک شاعرہ) نے یہ مصرعہ پہونچایا:۔

یالہ درعاً مینعاً او جد[1]

صـ۱۴۹ یہان کے مشہور پہاڑون مین کوہ شلیر ہے جو نہایت سرد ہے ایک مغربی باشندہ کا جب اس طرف گزر ہوا اور سخت سردی معلوم ہوئی تو اس نے یہ کہا۔

یحل بلتارک الصلاۃ بارضہم ۔۔۔ وشرب الخمیا وہو شئی محرم

فرارا الی نار الجحیم لانہا ۔۔۔ اخف علینا من شلیر وارحم[2]

مدینۃ الزہراء | شہر غرناطہ مین عمارتون کے تیار ہو جانے کے بعد جن کا ذکر اوپر ہو چکا ملک ناصر نے اس کو اپنا دار السلطنت قرار دیا۔ وہان بہت سے باغات اور قصر علاوہ اون عمارتون وغیرہ کے جو اس کے اجداد کے بنائے ہوئے تھے تعمیر کی۔ اور جانورون کے لیے بھی باڑہین وغیرہ لگا کر احاطہ بنائے اور پرندون کے لیے عمدہ عمدہ جالدار پنجرے تیار کرائے اور ایک دار الصناعت بھی کھولا گیا جہان آلات حرب اور پہننے کے زیور تیار ہوتے تھے۔ مورخین کا بیان ہے کہ ملک ناصر کو عمارتون کے بنوانے کا ایک عشق تھا۔ اس کے وقت مین زراعت۔ تجارت وغیرہ کو خوب ترقی ہوئی ان سب اسباب سے اندلس بہ لحاظ مال و دولت اور علم و فضیلت کے ہر ایک عمدہ چیز کے لیے مخزن تھا اور اس وقت اندلس کے محاصل کی مقدار ساٹھ لاکھ دینار تک ہو گئی تھی۔ اس کے بڑے بڑے شہرون کی تعداد انہی تک بیان کی گئی ہے اور چھوٹے شہرون کی تعداد تین سو تک تھی اور اس کے قصبات اور مزارع (کھیتون) کی یعنی ان مین سے ہر ایک کی تعداد بارہ ہزار تک ہو گئی تھی اور یہ اون کھیتون کی تعداد ہے جو صرف بڑی نہر کے

---

[1] ترجمہ۔ کاش یہ زرہ جو اعلی درجہ کی ہے جم جاتی۔

[2] ترجمہ۔ ہم کو اونکی زمین مین ترک صلوۃ (جس کا کرنا واجب ہے) اور شرب خمر (جس کا پینا حرام ہے) جائز ہو جاتا ہے بہ نسبت اسکے کہ ہم کوہ شلیر مین رہین ہمکو دوزخ مین جانا اور وہان رہنا آسان معلوم ہوتا ہے کیونکہ دوزخ کی حرارت کا اسکی سردی کی وجہ سے ہم پر کچھ اثر نہ ہوگا۔

کنارہ تھے اور ابن سعید جیساکہ شقندی نے ذکر کیا ہے بیان کرتا ہے کہ شہر قرطبہ اور زہرا اور زاہرہ مین دو رویہ سڑکون پر دس میل تک ستونون پر قندیلین روشن کیجاتی تہین۔ ان سب آراستہ اور شان دار عمارتون کے علاوہ جو ملک ناصر نے بنوائی تہین مدینہ زہرا تھا جو نہ صرف اپنے زمانہ مین بے نظیر تھا بلکہ اگر آج بھی وہ بحالت خود قایم ہوتا تو بھی وہ بہ لحاظ لذاست کے ایک ہی ہوتا۔

مدینہ زہرا کے بنانے کا سبب جیساکہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ اپنی ایک لونڈی کا جسکا نام زہرا تھا بہت ہی فریفتہ اور عاشق تھا زہرا اس سے خواستگار ہوئی کہ اس کے نام سے ایک شہر بسایا جائے پہلے خلیفہ مذکور نے قصر زہرا بنایا جسکا ذکر آگے کیا جائے گا اور پہر اس قصر کے اطراف مین مدینہ زہرا کی عمارتون کی بنیاد چار یا پانچ میل کے احاطہ مین قرطبہ کے قریب ڈالی گئی اس کے شمال مین ایک پہاڑ تھا جسکو جبل عروس کہتے تھے اور پہاڑ کے جنگلی درخت کٹوا دیگئے اور اون کے بجائے انگور اور بادام وغیرہ میوون کے درخت لگائے گئے۔ ان سب امور کے لحاظ سے مدینہ زہرا ایک عجیب المنظر ہوگیا تھا خصوصاً موسم بہار مین اوسکا سین دیکھنے کے قابل ہوتا تھا۔ ابن خلکان کے بیان کے بموجب اوسکا طول مشرق سے مغرب تک دو ہزار سات سو ذراع اور عرض شمال سے جنوب تک پندرہ سو ذراع تھا۔ اس قصر مین نہایت نفیس سنگ رخام کے جو ستون تھے اونکی تعداد تین سو تھی اور چھوٹے بڑے دروازون کی تعداد جنپر ملمع کیے ہوئے لوہے اور تانبہ کی چادرین چڑہائی گئی تہین پندرہ ہزار تھی۔ ابن حیان فقیہ ابن وجون سے اور وہ مسلمۃ بن عبداللہ التریف مہندس عربی سے نقل کرتا ہے کہ روزانہ چودہ سو خچر باربرداری کا کام دیتے تھے انمین سے چار سو خچر تو خاص شاہی باربرداری کے تھے اور باقی کرایہ کے تیسرے دن گیارہ سو بوجھ چونے اور گچ کے آتے تہے بعض کو سالانہ تین سو دینار اجرت پندرہ سال تک دیجاتی رہی اور برابر چالیس برس تک اسکی تعمیر کا کام جاری رہا فرش اور ستون کے لیے سنگ رخام جو لگایا جانا قرار پایا تھا اس کے فراہم کرنے کے لیے بڑے بڑے واقف کار معارفون کو دور دور بھیجا سفید اور دوسرے قسم کا پتھر تو خاص اندلس ہی مین دستیاب ہوا گلابی اور سبز پتھر افریقہ کے ایک کنیسہ سے جس کا نام اسفاقس اور قرطاجنہ تھا لایا گیا۔ قصر کے وسط مین ایک منقش اور طلا کار حوض جسکی نہایت عجیب اور خوب صورت شکل تھی اور جو بیش قیمت پتھر کا تھا جسکو احمد یونانی نے قسطنطنیہ سے لایا تھا اسی احمد یونانی نے

منہ

ایک اور چھوٹا سبز رنگ کا حوض شام سے لایا تھا جسپر انسان کی تمثال بنی ہوئی تھی یہ حوض اس قدر نادر اور خوشنما تھا کہ کاریگر اسکی ٹھیک قیمت نہین تجویز کر سکتے تھے۔ مورخ مقریزی کہتا ہے کہ خلیفہ ناصر نے اس حوض کو اپنی خوابگاہ کے مشرقی کمرہ مین جسکا نام "مونس" تھا نصب کیا اس حوض پر خالص سونے کی بارہ مورتین جو جواہرات سے مرصع کی گئی تھین کھڑی کی گئین یہ سب صورتین قرطبہ کے دار الصناعت مین تیار کی گئی تھین۔ ایک طرف شیر ہرن اور گھڑیال (نہنگ) کی مورتین تھین اور اس کے مقابل مین دوسری طرف اژدہا۔ عقاب اور ہاتھی کی مورتین تھین اور دوسرے دو پہلو مین کبوتر شاہین طاوس کے مقابل مرغ نر و مادہ چیل اور بانز کی مورتین نصب تھین پھر ان سب باتون پر لطف یہ تھا کہ ان جانورون کے منہ سے ہر وقت پانی گرتا رہتا تھا اور زہرا رمین ایک بحیرہ (تالاب) بنایا گیا جسمین رنگ برنگ کے اقسام کی مچھلیان چھوڑ دی گئی تھین۔ ہر روز ان مچھلیون کو اٹھ یا بارہ ہزار روٹیان ڈالی جاتی تھین اور چھ قفیز (نام پیمانہ) سیاہ چنے کے دانے ڈالے جاتے تھے

قصر زہرا کی ندرت اور شان و عظمت کی نسبت مورخین باتفاق کہتے ہین کہ جو شخص خواہ ملکی ہو یا غیر ملکی اور خواہ سیاح جب اونہون نے قصر زہرا کو دیکھا تو یہ تسلیم کر لیا کہ اسکی نظیر نہ دیکھی گئی اور نہ سنی گئی بلکہ اسکی نظیر کی طرف کسی کا خیال تک بھی نہ گیا ہوگا۔ غرض کہ اُس زمانہ مین اُس کے دیکھنے والے ۱۵۱ صہ
اور حالات بیان کرنے والے کو بھی لوگ تعجب کی نظر سے دیکھتے تھے۔ اُس کا فرش اعلی قسم کے سنگ رخام کا تھا۔ اور چھت کندن کے سونے سے ملمع کی گئی تھی۔ دروازے صنوبر کی لکڑی کے تھے اور اوپر اتنا بہتر نقش کیا گیا تھا کہ دیکھنے سے حیرت ہوتی تھی اُس کے خاص خاص مضبوط ستون استدر خوشنما اور اس وضع سے بنائے گئے تھے کہ دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ ستون تصویرون کے منہ مین اوترے ہوئے ہین۔ اسمین ایک بڑا حوض تھا جس کے ذریعہ سے تمثالون مین پانی جاتا تھا اور پھر اون عجیب و غریب تمثالون کے منہ سے وہ صاف پانی گرتا تھا۔ یہ ایسی نایاب صنعتین تھین کہ قوت خیال کو ان کا تصور کرنا بھی دشوار ہے چہ جائیکہ قلم اون کو لکھ سکے۔

ان سب مجلسون مین زیادہ عمدہ اور نفیس وہ مجلس ہے جسکو قصر خلافت کہتے ہین مقریزی اُس کے وصف مین بیان کرتا ہے کہ اسکی سقف (چھت) اقسام کے رنگین اور صاف سنگ رخام سے جو مطلا کی گئی تھی بنائی گئی۔ اس کمرہ کی دیوارین بھی اسی وصف کی تھین اس کمرہ کے وسط مین وہ یتیمہ تھا جو کہ لادن پادشاہ قسطنطنیہ نے ملک ناصر کو تحفتاً بھیجا تھا۔ اس قصر کی ایسی تین

سونے اور چاندی کی تھین - اس کے وسط مین ایک بڑا حوض پارہ سے بھرا ہوا تھا اس مجلس کی ہر جانب مین آٹھ دروازے تھے جس کے پٹ ہاتھی دانت اور آبنوس کے تھے جو سونے چاندی اور اقسام کے جواہر سے مرصع کار تھے اور اس کے بازدن پر رنگین سنگ رخام اور صاف بلور کے ستون تھے جب ان دروازون مین سے آفتاب دھوپ پڑتی تھی تو صدر مجلس (مسند) اور اسکی دیوارون پر شعاعین گرتی تھین - اور اسکی وجہ سے ایسی چمک پیدا ہوجاتی تھی کہ اہل مجلس کی نظر جھپک جاتی تھی - اور جب ملک ناصر اہل مجلس مین سے کسی کو حیران کرنا اور گھبرا دینا چاہتا تو اپنے کسی خدمتگار کو حکم دیتا کہ وہ پارہ مین حرکت پیدا کرے پھر یہ پارہ ایسا متحرک ہوتا جس سے معلوم ہوتا کہ مجلس مین ہزارون بجلیان اور نور کے پارہ آگئے ہین جس سے دل بیتاب اور بیقرار ہوجاتا تھا اور جب تک پارہ حرکت مین رہتا سب مجلس والون کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ اہل محفل پر کوئی حالت طاری ہوگئی ہے -

اب ہم اسی پر اکتفا کرتے ہین کیونکہ اندلس کے ہر ایک وصف کو جو وہان از قسم اثاث نفیسہ اور مصنوعات فاخرہ اور ذی شان ذخیرون اور روشن نقوش اور مضبوط اونچی مسجدون اور عالیشان عمارتون اور صورتون اور مورتون اور اونچے آراستہ محلون اور حوضون اور دولابون اور فوارون وغیرہ نادرات سے تھے پورے طور پر بیان کرنا ممکن نہین ہے -

جسطرح اکثر اہل ادب اور مشہور مولفین خلائق شرقیہ کے بلاد مین پیدا ہوئے ہین اسیطرح اندلس مین بھی بڑے بڑے صاحب تالیف اور نہایت اکابر ادیب اور شاعر پیدا ہوئے جنکی تعداد بے شمار ہے - منجملہ اون کے مدینہ قرطبہ مین ابوالحسن القرطبی اور غرناطہ (گرنیڈا) مین یوسف بن الغرناطی مصنف ایجاز الطب اور عبدالمنعم بن محمد بن عرس الغرناطی مصنف احکام القرآن اور اشبیلیہ مین احمد بن عمر الاشبیلی مصنف استیعاب کتاب فقہ مالکی تھا جسکی وفات سنہ ۴۶۳ھ مین ہوئی - اور ابن عصفور اور ابن فرح اور ابن زیدون مشہور مصنف رسالہ زیدونیہ اور شیخ علی اشبیلی مشہور مصنف دیوان کا جو غزلیات مین ہے اور بلنسیہ مین ابوحفص عمر البلنسی مصنف شرح الاربعین المختارۃ اور ابن الجوزی مصنف طبقات الحدیث اور اسمٰعیل ابن ابراہیم البلنسی مصنف کتاب قبس الانوار ہین اور بعض اندس کے طرف منسوب ہین جیسے شیخ محمد بن مالک الجیانی مشہور مصنف الفیہ جو علم نحو مین ہے اور شیخ ابوحیان الاندلسی مصنف تحفۃ البدریہ جو علم نحو مین ہے اور ابن ہانی اندلسی جو متنبی مغرب کے نام سے مشہور ہے اس لیے کہ اسکی

صـ ۱۵۲

شاعری ابوالطیب احمد المتنبی مشہور شاعر سے بہت مشابہ ہے ابن ہانی مذکور کی نسبت ایک شاعر کہتا ہے۔

ان تکن زاہد افکن کاویس　　او تکن شاعرا فکن کابن ہانی[1]

ان من یدعی بما لیس فیہ　　کذبتہ شواہد الامتحان

سات مشہور موشح نظمون کی اختراع انہین کی طرف منسوب ہے منجملہ اس کے مصنفون کے ابن خلوف مغربی مصنف مشہور دیوان اور سلطان ابوالعباس المنصور اور ابن لسان الدین خطیب اور ابراہیم بن سہل الاشبیلی اور ابوالحسن بن جودی اندلسی اور ابوالقاسم اشبیلی ہین جنکا ذکر اس شہر کے محصولات اور اسکی تجارت وغیرہ کے لوگون کے بیان مین آئے گا۔

خاطمیہ خلافت کا بیان افریقہ مین

یہ خلافت شیعون کی ہے جو آل ابوطالب مین تھے افریقہ مین قایم ہوئی اس زمانہ مین بلاد مغرب اور صحارا کے نام سے مشہور ہے جہان کہ صوری لوگون نے زمانہ قدیم مین شہر قرطاجنہ آباد کیا تھا جس کے قریب اس زمانہ مین شہر تونس ہے اور علماے جغرافیہ اس زمانہ مین اس کے سات حصے کرتے ہین پہلے کا نام برقہ ہے اسکو قدیم یونانی نبطابولیس کہتے تھے جس کے معنی پانچ شہرون کے ہین جب ابتداے اسلام مین عربون نے اسکو فتح کیا تو اسکا نام برقہ رکھا کیونکہ وہان ریت ملے ہوئے پتھر کثرت سے تھے اور باقی چھ شہرون کے نام یہ ہین فزان۔ طرابلس۔ تونس اور وہ جزیرہ جسپر اہل فرانس اس قرن کے نصف اول مین قابض ہوے اور مراکش اور فاس۔ ص ۱۵۳

اسکا سبب جیسا کہ ابن خلدون وغیرہ مورخین کے کلام سے خلاصہ کے طور پر معلوم ہوا یہ ہے کہ بنی عباس جو شیعی فرقہ سے تھے اور نیز یہ فرقہ کیسانیہ کے نام سے مشہور تھا علی ابن ابی طالب کے بعد اُن کے فرزند محمد بن حنفیہ کی امامت کے قائل تھے اور ان کے بعد ان کے بیٹے ابوہشام عبداللہ کی خلافت کے قائل تھے۔ جس زمانہ مین سفاح امؤیین کے ہاتھ سے ملک لینے کی غرض سے اون کو قتل کرنے لگا تو اُس وقت اُس نے یہ بھی ظاہر کیا کہ اس فعل سے اسکی صرف اتنی غرض ہے کہ امؤیین سے

[1] ترجمہ۔ اگر زاہد ہونا چاہو تو مثل اویس قرنی کے ہو یا شاعر بننا چاہو تو ابن ہانی کے جیسے شاعر ہو ورنہ بلا کسی قابلیت اور جوہر کے دعوی کروگے تو امتحان کے شواہد جھوٹا کرکے چھوڑ دینگے

انتقام لینا اور اولاد علی کی طرف خلافت کا منتقل کرنا ہی چنانچہ اس امر کی طرف سابق میں اشارہ کیا گیا ہے۔ لیکن جب وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوا اور مروان بن محمد بن مروان کو جو اون کا آخری خلیفہ تھا قتل کر ڈالا تو خلافت کی کرسی پر خود بیٹھا اور پھر عام لوگوں کے روبرو ایک خطبہ پڑھا جس کے آخر میں یہ کہا کہ یہ کام (خلافت کا) اس کے ہاتھ میں جسکے بعد دیگرے اسکی اولاد کے ہاتھ میں رہیگا آخر پر میری اولاد کا آخری خلیفہ اولاد علی میں سے اس خلافت کو مہدی کے سپرد کردیگا۔ اور اس کی جانب سے اس کے جو عمال تھے چنانچہ ابو مسلم امیر خراسان اور نیز دیگر عمال اس کے اس قول کی تائید اور تصدیق کرتے تھے اور اس امر کو لوگوں میں احادیث واردہ سے جو مہدی ع کی نسبت وارد ہیں شہرت دیتے تھے ان احادیث میں اقسام کی تاویلیں ہیں جسکو فاضل علامہ خیر اللہ افندی موخ عثمانی نے ذکر کیا منجملہ اس کے کلام کے یہ بھی ہے کہ سوائے عیسیٰ ع کے کوئی مہدی نہیں ہے۔

اہل خراسان میں بنی عباسی کا معین و مؤید جو فرقہ تھا اور جس کا نام راوندیہ تھا وہ اس بات کا معتقد تھا کہ امامت کے مستحق ترین لوگوں میں جناب رسالت مآب صلعم کے بعد اون کے چچا عباس تھے جو عباسیین کے دادا ہیں عباس اون کے وارث تھے اس لیے کہ وہ اونکی وفات پر زندہ تھے اور اس امر پر وہ لوگ آیت "واولوالارحام بعضہم اولی ببعض" سے استناد کرتے ہیں۔ لیکن لوگوں نے ان کو اس کام سے باز رکھا اور اون کے حق پر ظلم کیا اور آخر کار اللہ تعالے نے اون (عباس) کی اولاد کو یہ کام (خلافت کا) واپس دیا۔ یہ لوگ ابوبکر عمر اور عثمان سے تبرا کرتے ہیں اور علی کی بیعت کو اس لیے جایز رکھتے ہیں کہ عباس نے اون (علی) سے یہ کہا کہ ای میرے بھتیجے آگے بڑھ میں تیرے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں تاکہ دو آدمی بھی تیرے ساتھ اختلاف نہ کریں۔

لیکن عباسی جیسا کہ ابن خلدون مغربی نے ذکر کیا ہے اسبات کا دعوی کرتے ہیں کہ خلافت ابوہشام بن محمد سے جسکا اوپر ذکر ہوا اونکی وصیت کے موافق محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کی طرف منتقل ہوئی پھر اس کے بعد اس کے بیٹے ابراہیم الامام بن محمد کی طرف پھر اس کے بعد اس کے بھائی ابوالعباس سفاح مشار الیہ کی طرف منتقل ہوئی اور سفاح کا نام عبداللہ بن الحارثیہ ہی لیکن علویین کے باقی فرقے سلسلہ علی سے خروج خلافت کا انکار کرتے ہیں نہ ابوہشام مذکور کی وصیت سے اور نہ دوسرے کسی سبب سے۔ اور وہ ہمیشہ اپنی اس حجت کو قایم کرتے رہے۔ ص ۱۵۴

جب مامون الرشید مذکورہ عباسیون کا ساتوان خلیفہ علویین کی رائے کی طرف مائل ہوا اور اس نے اپنے بعد جیسا کہ اس کتاب کے مقالہ رابعہ کی چوتھی فصل میں بیان کیا گیا ہے ایک شخص کیلیے

جن کا نام علی بن موسی الرضا تھا خلافت کی وصیت کی اور اوس نے اپنی بیٹی ام الفضل کا محمد بن علی مذکور سے نکاح کر دیا - اگر اس علی (علی بن موسی الرضا) کی وفات حیات موصی یعنی مامون الرشید مشار الیہ مین نہوتی تو بنی العباس سے خلافت جاتی رہتی اور علویئن پر قایم ہو جاتی - اور پھر بنی عباس کے خاندان کے اجتہادات (تدبیرین) مامون کی مقاومت اور اس کی خلافت سے خلع کرنے اور اس کے چچا ابراہیم بن المہدی کی تولیت (جانشینی) کی نسبت کچھ فائدہ نہ دیتی - کیونکہ اس کے چچا ابراہیم بن مہدی نے اسکی جماعت کو آخر مین پریشان کر دیا اور اسپر غالب ہوا اور اس کے قتل سے درگزر کیا جب عباسیون نے علی مذکور کی وفات سے خوشی منائی تو مامون نے سبز رنگ چھوڑ کر پھر سیاہ رنگ کا لباس اختیار کیا اور سیاہ لباس عباسیون کا شعار (علامت) تھا جسکو کہ مامون نے ترک کر دیا تھا پھر اس کے بعد امر خلافت بنی عباس مین عود کیا عباسیون نے جو سیاہ لباس اختیار کیا تھا -

حتی کہ اونہون نے اپنی فوج کے جھنڈے بھی سیاہ رکھے تھے اسکا سبب اور ذکر قریب مین آئے گا اور سیاہ لباس کا پھننا ابوجعفر منصور عباسیون کے دوسرے خلیفہ کے عہد مین اختیار کیا گیا تھا - آٹھوین مقالہ کی فصل اول کو دیکھو -

اسی وقت جبکہ سفاح عباسی نے خلافت پائی فوج اسلامی کے اکثر حصہ کا یہ خیال تھا کہ اس مسند عظیم پر علی کا اور اونکی اولاد کا حق ہے - پس سفاح نے اون لوگون کے غلو کے خیالات کو جن کو بعض شیعی فرقون نے پھیلایا تھا نظر غور سے دیکھا تھا - اسی واسطے اس خلیفہ نے اندرونی طور پر اپنی سلطنت کو قایم اور اپنی شوکت کو تقویت دینے کے لیے ظاہرا اس خطبہ کو جس کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے اور جسکا مطلب یہ ظاہر کیا گیا تھا کہ یہ امر (خلافت) اس کے ہاتھ سے نہین جائے گا مگر مہدی کے ہاتھ مین - اس نے اپنے بھائی ابوجعفر منصور مشار الیہ کے ارادون کو جو اس کے بعد خلیفہ ہوا اسی طرف محول کیا کہ وہ علویئن کو ذلیل اور خوار کرے اور ہر اس شخص کو جو اس منصب مین اسکی مزاحمت کرے اور اون (علویئن) کی مددگاری اور طرفداری کرے پریشان کرنے اور خارج البلد کرنے کا اندرونی طور پر انتقام اور حکم دیا - اور یہ اس وقت کا ذکر ہے ص ۱۵۵
جب اس کے زمانہ مین مصر مین محمد بن عبداللہ بن الحسن بن الحسین بن علی ابن ابی طالب اور اس کے بھائی کی کمک اور امداد مین داعی لوگ پیدا ہوئے تھے - اور داعی یعنی خواستگار اسکا علی بن محمد مشار الیہ ہے - اس رائے مین ابوجعفر منصور کی اتباع اس کے بعد کے خلفاء نے بھی کی -

جب محمد المستنصر العباسی خلافت پر قایم ہوا تو اُس نے اپنے عامل کو جو مصر مین تھا یہ لکھا کہ کوئی علوی مقطعہ نہ لینے پائے اور نہ گھوڑے پر سوار ہونے کا مجاز کیا جائے اور نہ اپنے ڈیرون سے کسی طرف سفر کر سکے اور اونکو غلامون کے رکھنے سے منع کیا جائے البتہ ایک غلام کے رکھنے کی اون کو اجازت دیجائے اور اون مین اور دوسرے لوگون مین جب خصومت واقع ہو تو اُن کے خصم کا قول قبول کیا جائے اور اوسپر بینہ طلب کرنے کی ضرورت نہین اور نیز تمام عمال کو اسی مضمون کے احکام لکھ بھیجا اور جو کوئی شخص حسن اور حسین پر استغاثہ کرتا اُس کے قصاص اور سزا مین زیادتی کیجاتی۔

جب معتضد باللہ العباسی خلیفہ ہوا تو اُس نے اپنے عامل مدرار نامی کو جو بلاد مغرب مین بمقام سلجماسہ تھا یہ لکھ بھیجا کہ ایک شخص کو حسین بن علی بن ابی طالب کی اولاد سے جسکا نام عبید اللہ تھا گرفتار کر لیا جائے اس حکم کی بنا پر عبید اللہ پکڑا گیا اور قید کیا گیا۔ آخر کار اس شخص کو قید سے ایک شخص نے جسکا نام ابو عبد اللہ الشیعی تھا محبس سے نکالا اور اُس نے یہ دعوی کیا کہ مہدی مشار الیہ جسکا ذکر اوپر ہوا یہی شخص ہے اسی بناء پر بھیہ قیدی ابو عبد اللہ مذکور کی تلوار کے ذریعہ سے چھوڑایا گیا تھا اپنی کنیت ابو محمد رکھا اور اپنا لقب مہدی رکھا۔ پس مغرب کے تمام مسلمان اس مہدی کے تابع ہو گئے۔ اس شخص نے بلاد افریقہ مین جسکا ذکر اوپر ہوا علوئین کی ایک جدید خلافت قایم کی اور یہ شخص علوئین کا پہلا خلیفہ تھا یہ واقعہ ۲۹۷ھ م ۹۰۹ء کا ہے۔

اس خلیفہ نے اولاً اپنا دار الاقامت ایک مدینہ مین جسکو رقادہ کہتے ہین قایم کیا اور رقادہ اُس جدید شہر کے قریب مین ہے جسکو قیروان کہتے ہین اور یہ ابتدائے اسلام مین بنایا گیا تھا آج کے دن یہ شہر ان بلاد کا پایۂ تخت ہے۔ چونکہ یہ خلیفہ الوہیت کا دعوی کرتا تھا اس لیے اُس کے بعض تابعین نے اسکی نسبت یہ کہا ہے۔

حل برقادۃ المسیح — حل بھا آدم و نوح[1]
حل بھا اللہ ذو البرایا — وما سوے ذلک فھو سبح

پھر ملک مغرب اور افریقہ مین یہ سلطنت بہت ہی قوی ہو گئی اور وہ مذہب اسمعیلیہ مین ظاہر ہوئے

---

[1] ترجمہ۔ رقادہ مین مسیح اترا ہے۔ یا وہان آدم و نوح اترے ہین یا وہان خداوند عالم مالک مخلوق اترا ہے۔ اس کے سوائے باقی مقامات پوچ ہین۔

آنہون نے اپنے عمال کو ارض مصر مین بھیجا اور اوسپر قابض ہوگئے - یہ واقعہ ۵۵۸ھ م ۱۱۶۲ء کا ہے
جب خلفاے عباسیہ آفات حرب سے ان کا مقابلہ نہین کرسکے تو اونہون نے عبداللہ مذکور کے نسب مین
طعنہ کیا اور یہ کہا کہ اسکا دادا یہودی یہ مجوسی تھا - بعض علما نے بھی اسبات کے ثابت کرنے مین خلفاے صد ۱۵۶
عباسیہ کی موافقت کی لیکن اونہون نے اس کے نسب کی بطلان مین کوئی قوی دلیل قایم نہین کی - کیون کہ
عبداللہ مذکور کی طرف سے حمایت پر اور علما کھڑے ہوگئے - پھر تو عبداللہ مذکور کی اولاد مین سلطنت
قایم ہوگئی - انہین مین سے حاکم بامراللہ صاحب دیانت درور گذرا ہے جس کے زمانہ مین بلاد مصر اور
شام مین یہ لوگ پھیل گئے - آخرکار انکی دولت اور سلطنت دولت اکراد ایوبیہ کے سبب سے جس کو
مصر مین سلطان صلاح الدین یوسف بن ایوب نے جسکا لقب ناصر تھا قایم کیا تھا بغداد مین خلافت عباسیہ
کے ختم ہونے سے تقریبا نوے برس قبل تباہ و برباد ہوگئی -

شہر مہدیہ کا بیان | اس مہدی کے مشروعات مین سب سے پہلا یہ کام شہر مہدیہ کی بنا رہے جو قیروان کے
قریب مین ہے اس شہر کا نام اس نے مہدیہ صرف اپنے نام کی نسبت سے رکھا اور یہ اس واقعہ کے
بعد کا ذکر ہے جبکہ اس نے ابوعبداللہ الشیعی اور اس کے بھائی کو قتل کیا جس قسم کا برتاو کہ اس سے
قبل سفاح عباسی نے بھی ابومسلم خراسانی کے ساتھ کیا تھا - اس نے اس شہر کے لیے ایک جزیرہ کو
جو خشکی سے متصل تھا اور جسکی صورت ہاتھ کے پنجہ کے مشابہ تھی پسند کیا - اور اس کو اپنا دارالملک قرار
دیا اس شہر کے اطراف ایک نہایت مضبوط فصیل (شہر پناہ) تعمیر کروایا اس کے دروازہ لوہے کے تھے
جس کے ہر ایک پٹ کا وزن ایک سو قنطار تھا - اسکی تعمیر ۳۰۳ھ م ۹۱۵ء مین شروع کی گئی - اور نیز اس
شہر کے قریب مین ایک پہاڑ کے قریب جہازون کے بنانے کے لیے ایک کارخانہ بنایا جسمین نوسو
جہاز رہنے کی وسعت تھی - اور یہان ایک شاہی باورچی خانہ بھی بنایا اور پانی کا خزانہ بھی تیار کرایا اور نیز
عالیشان عمارتین اور مکانات بنوائے اور دفاتر کے مکانات تیار کرایا اور محصول بھی قایم کیا اور اپنے
عاملون کو اطراف مین بھیجدیا -

سبلیا محمدیہ کا بیان | یہ بھی ایک شہر کا نام ہے جسکو خلیفہ مشار الیہ نے ارض بنی کملان مین جو ہوارہ کے
نزدیک ہے آباد کیا اسکا نام مسیلہ تھا بعد مین محمدیہ کے نام سے موسوم کیا اس شہر کو نہایت استوار
بنایا اور رسمدات کا مخزن قرار دیا -

قاہرہ کا بیان | پھر جب اس کا پوتا ابو اسحاق یعنی معزالدین اللہ کافور اخشیدی کے مرنے کے بعد بلاد
مصر پر قابض ہوا اس کے وزیر نے جسکا نام جوہر القائد تھا اور جو اسکی فوج کا کمانڈر انچیف بھی تھا اس

فتح مندی کی خوشی مین قاہرہ مصر کی بنیاد ڈالی اور نیز وہان ایک بڑا مدرسہ بھی بنایا جو جامع ازہر کے نام سے مشہور ہے۔ پھر معز لدین اللہ نے قصر مہدیہ مین جو مال اور اسباب و آرایش تھا قاہرہ مصر مین منتقل کیا اور ۳۶۲ھ م ۹۷۳ء مین جبکہ اسکی تعمیر شروع ہوکر چار سال ہوئے تھے خود بھی یہان آیا اور اسی کو اپنا اور اپنے جانشین خلیفون کا دار الملک قرار دیا بلکہ ان کے زمانہ تنزل تک یہ شہر دار الملک رہا جب خلیفہ قائم بنصر اللہ عیسی خلیفہ ہوا تو اس کے وزیر صالح بن رزیک نے مشہد حسینی بنایا پھر جب اس سلطنت پر ملک ناصر صلاح الدین یوسف بن ایوب بماتحتی سلطنت عباسی مسلط ہوا تو اس نے وہان قلعۃ الجبل اور اس کنوین کی جو بیر یوسف کے نام سے مشہور ہی تعمیر شروع کی۔ اس کنوین کا عمق تین سو قدم ہے با وجود اس عمق کے آدمی اس کے تہ تک اوتر کر جا سکتا ہے اگر کوئی شخص گدہے پر بھی سوار ہو تو اسکی تہ مین جانا چاہے تو جا سکتا ہے کیونکہ اس مین اوترنے کے لیے پیچدار درجہ (سیڑہیان) بنائے گئے ہین۔ صفحہ ۱۵۷

سلطنت مراکش کا حال

سلطنت فاطمیین کے انقراض (انقطاع) کے بعد جیسا کہ ہم نے اوپر ذکر کیا ہے اس ملک کے عمال ہر ایک قسمت پر خود مختار اور قابض ہوگئے۔ چنانچہ قسمت مصر پر سلطان صلاح الدین ایوبی جس کا ذکر اوپر ہوا اور جو اہل سنت والجماعت سے تھا بماتحتی خلافت عباسی قابض ہوگیا۔ اسیطرح بلاد افریقہ بھی جو اس سلطنت کے نشو ونما کے مرکز تھے ہر ہر قسمت کے عمال مستقل حاکم ہوگئے اور یہ بلاد اس زمانہ مین سلطنت علیہ عثمانیہ خلد اللہ ملکہ کے ماتحتی مین ہین اور ان کو زمانہ موجودہ مین وجاقات کہتے ہین اور ان سب مین سے کوئی جزیرہ مفقود نہین ہوا لیکن وہ چند جزیرے جیسر فرانس والے مسلط ہین خارج ہین۔

بلاد مراکش جو ند کورہ قسمتون کی ایک قسمت ہین اہل فرنگ اسکو مغرب جانتے ہین اور اس کے پادشاہ کو امیر اطوریہ کہتے ہین یعنی اسکا پادشاہ جو وہان قابض اور متصرف ہے ایک مستقل پادشاہ ہے لیکن اہل عرب اسکو سلطنت مغرب کہتے ہین اور اس قسمت کے باشندون کی تعداد بہ نسبت باقی تمام مذکورہ افریقہ کی قسمتون کے باشندون کی تعداد کے برابر ہے جیسا کہ ابن خلدون وغیرہ مورخین نے بیان کیا ہے۔ کیونکہ یہ سب باشندے بربری الاصل ہین جو اون چرانیوالے میدانون اور بیابانون مین رہتے ہین جو اس زمین کے ریتیلے صحراؤن کے اس پار واقع ہین۔ پھر یہ لوگ جبکہ عرب بلاد اندلس پر

قابض ہوگئے دین اسلام مین آگئے اور یہ عربون کے ساتھ مل جل کر ایسے ہوگئے کہ عربون مین اور ان مین کسی طرح کا امتیاز باقی نہین رہا۔ انکی حکومت ایک قبیلہ بن ہے جسکو لمتونہ کہتے ہین۔ یہ لوگ بلاد سوڈان مین جوان سے قریب اور ملا ہوا ہے عبدالرحمن الداخل الاموی کے بلاد اندلس پر قابض ہونے کے وقت سے آنے جانے لگے اور اس کے چند مواضع پر قابض بھی ہوگئے یہان تک کہ اونکی سلطنت وسیع ہوگئی اور وہ عالی مرتبہ ہوگئے۔ یہ واقعہ عبدالرحمن الناصر اندلسی اور عبیداللہ المہدی افریقی کے عہد کا ہے

پھر اس اثنا مین یعنے اس شورش اور فساد کے زمانہ مین قبیلہ لمتونہ کی ایک جماعت اپنی مخالف جماعت پر چڑھ آئی اور اپنے اعدا کو اون کے گھرون تک بھگا دیا اور اون کو اسقدر قتل کیا کہ اون مین صرف ضعیف اور بچے باقی رہ گئے۔ آخر کو مخالفین نے اپنے عورتون کو حکم دیا کہ وہ مردون کا سا لباس پہنکر برقع ڈال لین اور ہتیار باندھ کر لڑین اس طریقہ سے وہ مغلوب جماعت اب اپنے اعدا پر غالب ہوئی اور اسکو فتح حاصل ہوئی۔ پھر اسوقت سے اُنہون نے برقع ڈالنے کی رسم کو لازمی کر دیا جسکی وجہ سے بُڈھے اور جوان آدمی مین ذریعہ شناخت باقی نہین رہا اور اسی وقت سے وہ اپنے کو ملثمین (برقع والے) کہنے لگے اور جب ان کا بادشاہ دونون مشار الیہ خلیفون کے زمانہ مین غالب ہوا تو اون کے امیرون مین سے ایک شخص جسکو یوسف بن تاشفین لمتونی کہتے ہین مسلط ہوا اور اس نے اپنا لقب امیر المسلمین قرار دیا۔

ص ۱۵۸

مراکش کا بیان | اس امیر نے بلاد افریقہ مین ۴۵۴ھ م ۱۰۶۲ء مین ایک شہر بسایا اور اس نے ایک چھوٹے سے قریہ اور اسکی مسجد کے اطراف ایک فصیل بھی بنوادی تاکہ مال واسباب اور ہتیار اون کی حفاظت ہوسکے کیونکہ اس سے قبل اس قریہ مین گھنے درخت تھے جسمین چور اور رہزن چھپے رہتے تھے جب اس ملک کے لوگ اس طرف سے گزرتے تو اسمین ایک دوسرے سے یہہ کہتے "مُراکش" اُن کے زبان مین ان الفاظ کے معنی تیز چلنے کے ہین اسی وجہ سے اس ملک کا نام مراکش ہوگیا اور یہ خاص شہر بھی اسی نام سے موسوم ہوگیا۔ پھر جب اس کے بعد اسکا بیٹا علی بادشاہ ہوا تو اس نے اسکی فصیل کو مکمل کروایا اور اسکی عمارت کو مضبوط اور استوار کیا یہ واقعہ ۵۲۶ھ م ۱۱۳۱ء کا ہے۔

یہ شہر ملثمین کا اس وقت تک پایہ تخت رہا کہ اُن کی سلطنت جاتی رہی پھر اسپر دوسرے لوگ حاکم ہوگئے اسی حالت پر اس زمانہ تک وہی لوگ یہان کے حاکم ہین۔ بعض مولفین (مورخین)

کہتے ہین کہ قدیم زمانہ مین یہ ملک خلفائے عباسیہ کے سلطنت کے ماتحت تھا بعد مین سلطنت
خاطمیہ مین شامل ہوگیا اور پھر یہ ملک خود مختار ہوگیا۔ آج سے تین سو سال قبل یعنے قرن عاشر
دسوین صدی ہجری مطابق سولھوین صدی عیسوی مین شرفائے بلاد مین سے ایک شخص اسپر حاکم
ہوگیا اور اس زمانہ تک اسی کے نسل کے قبضہ مین یہ ملک ہے اور شہر مراکش مذکور ایک قصبہ ہی
اونکی مملکت کا اور اس کے باشندے قریب ستر ہزار دو سو کے ہین اور یہ سلطنت اسلامی ہے
اور اکثر یہودی بھی یہان موجود ہین۔

مغادور کا بیان | ۱۴۱۲ھ سنہ ۱۴ عیسوی مین اونہون نے ایک شہر آباد کیا جسکا نام مغادور رکھا اور یہ
ایک کشتیون کے ٹھیرنے کا بڑا مقام ہے۔

مکناسہ کا بیان | مدینہ مراکش کے قریب مین مدینہ مکناسہ ہے اس شہر کو مکناسۃ الزیتون بھی کہتے
ہین یہ شہر نہر فلفل پر واقع ہے شہر مراکش کے بادشاہ زیادہ تر یہان ٹھیرتے ہین ایک شاعر ص ۱۵۹
اسکی نسبت کہتا ہے۔

انظر الی مکناسۃ الزیتون — بین الاباطح والجبال الجون[1]
وکان فلفل نبعہن مہندیٌ — یہتز بین تعطف وسکون

کہا جاتا ہے کہ مدینہ سبتہ کے قریب جبل الطارق کے محاذی بہت سی زرتہگاہین ہین اون مین ایک
مشہور زرتہگاہ ہے جسکو ہیلونش کہتے ہین اس کے اور سبتہ کے مابین ایک دشوار گزار پہاڑ ہی
جسکی نسبت ایک شاعر کہتا ہے۔

ہیلونش جنۃ ولکن — طریقہا یقطع النیاطا
کجنۃ الخلد لا یراہا — الا الذی جاز الصراطا[2]

ان ممالک مین آداب اور معارف کے مدینہ قیروان اور تونس مین ظاہر ہونے کے بعد
خلفائے فاطمیین کے زمانہ سلطنت مین قابل اور لایق لوگون کی ایک جماعت پیدا ہوئی جنمین سے

---

[1] ترجمہ۔ مکناسہ زیتون کو دیکھو جو اون اور جبل جون کے مابین واقع ہے۔ ان کے درمیان نہر فلفل مثل
تیغ ہندی حرکت اور سکون مین چمکتی رہتی ہے۔

[2] ترجمہ۔ ہیلونش جنت دماغ ہے لیکن اسکے راستے بیابانون کو کاٹتے ہین جنت الخلد کی طرح اسکو ہر
ایک شخص نہین دیکھ سکتا مگر وہ شخص (دیکھ سکتا ہے) جو پل صراط کو طے کرتا ہے۔

ابوالحسن علی الودانی ہے اسکو ودانی اس لیے کہتے ہین کہ یہ شہر ودان کا باشندہ تہا اور یہ شخص شاعر بھی تہا اسکا یہ شعر ہے ۔

من یشتری منی النہار بلیلۃ لافرق بین نجومہا وصحابی[1]

اور شیخ صفاقسی بھی اسی جماعت مین سے ہے اور یہ صفاقس کا رہنے والا تھا اور یہ شخص مشہور صباالدیوان ہے

قریب ہین ان ممالک کے محصول اور تجارت کا بیان کیا جائے گا ۔

جنگلیون کے ساکن کا بیان

بدوی عرب جو جنگلون مین بود و باش رکھتے تھے وہ خیمون مین رہتے تھے اور یہ لوگ اپنے فروکش ہونے کے لیے سیراب زمین ڈھونڈھ لیا کرتے تھے تاکہ اون کے مویشیون کو پانی اور گہاس ملے اور وہ کسی مقام پر اوترنے کے قبل ایک [illegible] یعنے تلاش کرنے والے کو بھیجتے تھے تاکہ وہ بارش اور روئیدگی کے مقامات کو تلاش کرے جو اون کے اغراض فروکش ہونے کے لیے مناسب ہون ۔ اور وہ اپنے رائدین (مخبرون) کی خبرون پر ذرا بھی شک نہین کرتے تھے اس لیے کہ یہ لوگ اس نفع مین اون کے شریک رہتے تھے چنانچہ رائد کی خبر کی صداقت کی نسبت یہ مثال دیتے ہین لایکذب الرائد اہلہ مخبر اپنے اہل سے جھوٹ نہین کہتا ۔ ص ۱۶۰

جس خیمہ مین وہ رہتے تھے اس کے ایک حصے کو ستارہ کے نام سے موسوم کرتے تھے جسمین عورتین گوشہ کرکے رہتی تہین اور خیمون کے باشندون مین یہ قدیم رسم ہے ۔ بعض مولفین کہتے ہین کہ جب عربون کی غیرت اس امر کی مقتضی ہوئی کہ عورتون کے رہنے کی جگہ گہر کے پیچھے رہے اور مردون کی رہنے کی جگہ گہر کے سامنے رہے تو انہون نے مکان کے اس حصہ کو جو گہر کے سامنے بنایا جاتا تھا اور جو مسافرون کے لیے بھی مخصوص ہوتا ہے اسمین مخدرات پردہ نشین عورتین ، نہین رہتی تہین اور اس حصہ کو وہ ہتو کے نام سے موسوم کرتے تھے اور مکان کے پیچھے جو حصہ عورتون کے لیے علیحدہ کر دیا جاتا تھا اسکو خدر کہتے تھے ۔ معمر بن مثنی البصری کہتا ہے کہ مکان کے پیچھے کے حصہ کو اس وقت تک خدر نہین کہتے جب تک کہ اسمین عورت نہو اور جب اسمین عورت نہین ہوتی تو اسکو ستر کہتے ہین ۔

---

[1] ترجمہ ۔ مجھ سے بمعاوضہ رات کے روز روشن کو کون خرید کرتا ہے کیونکہ دن مین جو دوست میرے پاس جمع ہوتے ہین ان مین اور ستارون مین کوئی فرق نہین ہوتا ۔

مکانون کے اقسام سے ایک وہ قسم ہے جسکو خیمہ کہتے ہین اور وہ روئی سے یعنے صوت سے بنایا جاتا ہی اسکو خیمہ کہتے ہین اور فسطاط[1] اُس بڑے مکان کو کہتے ہین جو بالون سے بنایا جاتا ہے اور خباء اُس مکان کو کہتے ہین جو صوف سے بنایا جاتا ہے اصبہانی کہتا ہے کہ خباء وہ ہے جو دو یا تین ستونون پر قایم کیا جاتا ہی اور نجاد وہ ہے جو اونٹ کے پشم سے بنایا جاتا ہے اور قشع وہ ہے جو چمڑے سے بنایا جاتا ہے اور شعر وہ ہے جس کی چھت پر خشک مٹی ڈالی جاتی ہے اور خیمہ وہ ہے جو درختون کی پتلی پتلی شاخون اور گھاس پھوس سے بنایا جاتا ہے یعنے اسکو ٹٹی کا مکان سمجھنا چاہیے۔ اور قبہ وہ ہے جو اینٹون سے بنایا جاتا ہے۔ اور خطیرہ[2] وہ ہے جو درختون سے بنایا جاتا ہے۔ اور طراف وہ ہے جو اد ہوری سے بنایا جاتا ہے۔

ابن خلدون کہتا ہے کہ پہلے خلفاء بنی امیہ کے زمانہ مین اہل عرب اپنے عادتی مکانون مین جو قبل فتح ممالک تھے رہتے تھے اور وہ پشم اور صوف کے خیمہ ہوتے تھے پس وہ اپنے سفرون مین جو جنگ وجدال کے لیے کرتے تھے اپنی سواریون اور گھر کے کنبہ کے ساتھ یعنی اہل وعیال کے ساتھ ہوتا تھا جیسا کہ عربون کی شان اُس زمانہ مین تھی پس جب وہ شہرون اور امصار مین فروکش ہوئے تو انہون نے خیمون کو چھوڑ دیا اور عالیشان مکانون مین رہنے لگے۔ اور وہ بجائے اونٹون کے گھوڑون پر سوار ہونے لگے۔ تو انہون نے اپنے سفر کے لیے خباء اور فسطاط اور رفارات[3] کو جو کتان اور صوف اور روئی سے بنایا جاتا تھا اختیار کیا۔ کتان کو باٹکر صوف کے تار بنائے جاتے تھے اور روئی کو بھی باٹکر اُس کے تار بنائے جاتے تھے۔ اس قسم کے سفری خیمون سے وہ بڑا فخر کرتے تھے اور خیمے مختلف رنگون کے باعتبار تمول کے چھوٹے بڑے بنائے جاتے تھے۔ اور وہ بدوزمانات جو امیرون کے فسطاط اور ص ۱۶۱

[1] فسطاط اور خباط اور فستات اور فستاط فا کے ضمہ اور کسرہ سے سرادق کو کہتے ہین اسکی جمع فساطیط ہے اگر فسطاط کو ضمہ کے ساتھ پڑہین تو اس کے معنی اہل قریہ کے مجمع کے ہوتے ہین اور ایک قدیم شہر کا نام بھی ہے۔ بعض کہتے ہین کہ ہر ایک شہر کو فسطاط کہتے ہین۔ اور شہر کے معنی مین کسرہ کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔

[2] درختون کے بنانے سے یہ مطلب ہی کہ درختون کی پتلی اور مہین شاخون سے اسکی چھت بنائی جاتی ہی۔

[3] فازات وہ سایہ دار خیمہ ہے جسمین دو ستون ہوتے ہین اور یہ مثال بھی دیجاتی ہے "ضرب الفازۃ بالمغازۃ" یعنی جنگل مین خیمہ لگایا گیا۔

فازات کے گرد لگائی جاتی تھی اسکو اہل مغرب کی بربری زبان مین افراک کہتے ہین - اور یہ افراک اس علاقہ مین بادشاہ کے لیے مخصوص ہے دوسرے عام لوگ اس قسم کے خیمہ نہین لگا سکتے ہین - ان ڈیرون مین وہ لوگ زیب و زینت کا بڑا اہتمام کرتے تھے -

زمانہ جاہلیت مین یہ بھی ایک طریقہ تھا کہ اگر بادشاہ اپنے اسٹاف مین سے کسی شخص کے لیے سرخ رنگ کی ادھوڑی کا قبہ لگا دیتا تو یہ سمجھا جاتا تھا کہ بادشاہ کے نزدیک اسکی بڑی قدر و منزلت ہو عربون کے نزدیک بیت اسکو کہتے ہین کہ اسکی چھت ہو اور اس کے لیے دہلیز بھی ہو اور وہ اصل مین بالون اور صوف سے بنایا جاتا ہے اور اسکو بیت اس لیے کہتے ہین کہ اسمین شب باشی کیجاتی ہے جو بیت کے لغوی معنی ہین - اصبہانی کہتا ہے کہ بیت وہ ہے جس کے ستونون کی تعداد چھ سو نو تک ہو اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جو مکان مٹی اور ڈھیلون سے بنایا جاتا ہے وہ بیت کہلاتا ہے اور جو کرسف سے یعنی روئی کی قسم سے بنایا جاتا ہے اسکو سرادق کہتے ہین اور جو صوف اور پشم سے بنایا جاتا ہے اسکو خباء کہتے ہین اور جو کھجور کے تنون سے بنایا جاتا ہے اسکو خیمہ کہتے ہین اور جو چمڑے سے بنایا جاتا ہے اسکو طراف کہتے ہین اور جسکی بنا پتھر سے ہوتی ہے اسکو اقبیہ کہتے ہین اور جو موز چھوٹے گہرا اور چھوٹے حوض کو کہتے ہین - اور جرہ وہ چھوٹا گھر ہے جسکی بنا مٹی سے ہوتی ہے اور حجرہ غرفہ کو کہتے ہین یعنے دریچہ - اور حجلہ مثل قبہ کے ہوتا ہے جسمین لباس زیب و زینت پھنتے ہین اور اسرہ - ستور اور ستر مکان کے درمیانی حصہ کو کہتے ہین جو دولہن کیلیے مخصوص ہوتا ہے اور منزل اس مکان کو کہتے ہین جسمین بیوت (کمرہ) اور صحن مسقف اور مطبخ (باورچی خانہ) ہو جسمین ایک شخص اپنے اہل و عیال کے ساتھ بسر کرتا ہے اسکی جمع منازل ہے اور دار اسکو کہتے ہین جسمین بہت سے بیوت (کمرہ) اور منازل اور صحن غیر مسقف ہو - اور بیت کی جمع ابیات اور بیوت ہے اور جمع الجمع ابایت اور بیوتات ہے اور بیوتات کا استعمال بڑے شریف لوگون کے لیے ہوتا ہے چنانچہ مثلاً یہ کہتے ہین "ہو من اہل البیوتات" یعنے وہ بڑا شریف اور صاحب حسب اور نسب ہے - اور مجدل اور اطم قصر (یعنے پختہ عمارت) کو کہتے ہین اور اجم قلعہ کو کہتے ہین -

ہر ایک اونچی اور بلند عمارت کو صرح کہتے ہین اور مربع عمارت کو کبہ کہتے ہین اور ہر ایک مربع اور مسطح عمارت کو اجم کہتے ہین - ہر ایک مرتفع بنا اور ہر ایک قلعہ کو جو پتھر سے بنایا جائے اور ہر ایک مربع اور مسطح بیت (مکان) کو اطم اور آطم کہتے ہین اور جو مکانات قریب قریب ہوتے ہین انکو

ص ۱۶۲

اصیصیہ کہتے ہین اور جو پہر سے بنایا جاے اسکو اُقن اسکی جمع اُقنٌ ہے جس مکان کی بنا رطول ہوتی ہے اسکو آرج کہتے ہین[1] چھوٹے مکانون کو حفش کہتے ہین لیکن وہ چھوٹا مکان جسمین خانہ داری کا اسباب رکھا جاتا ہے اسکو خزانہ اور مخدع کہتے ہین اور مخدع خدع سے مشتق ہے جس کے معنی اخفاء کے ہین۔ بڑے دروازہ کو رتاج کہتے ہین۔ رحبۃ المکان مکانکے صحن اور اُس کے میدان کو کہتے ہین اور دار الخانیۃ اُس مکان کو کہتے ہین جسمین باشندے نہ ہون۔ جس کنوین مین پانی نہ ہو اسکو بیر ترح کہتے ہین۔

جسطرح انسانون کے لیے وطن کا استعمال ہوتا ہے اسیطرح اونٹ کے لیے مالف اور مراح کا استعمال ہوتا ہے اور اصطبل دواب یعنی چارپایون کے لیے۔ اور بکریون کے رہنے کی جگہ کو زریبہ کہتے ہین۔ اور شیر کے رہنے کی جگہ کو عرین کہتے ہین اسی سے ہے شیر عرین۔ اور بہیڑئی اور (کفتار یعنے وہ درندہ جو کتے کو شکار کرکے کہاتا ہے) کے رہنے کی جگہ کو وجار کہتے ہین اور خرگوش کے رہنے کی جگہ کو ختل کہتے ہین اور محیط المحیط مین لکہا ہے کہ مخزہ خرگوشون کے مقام کو کہتے ہین اسی سے پارچہ خز کا اشتقاق ہے اور یہ کپڑا خز کا خرگوش ہی کے پشم سے بنایا جاتا ہے اور نیز خرگوش اور روباہ کے رہنے کی جگہ کو مکو کہتے ہین اور روباہ اور کفتار کے رہنے کی جگہ کو جر بھی کہتے ہین وحشیون کے رہنے کے مقام کو کناس کہتے ہین اور شتر مرغ کے رہنے کی جگہ کو اوجی کہتے ہین اور قطا (جو ایک پرندہ ہے) اسکے رہنے کی جگہ کو افحوص کہتے ہین اور عام پرندون کے رہنے کی جگہ کو وکن کہتے ہین یعنے گھونسلا۔ وکن کی جمع وکنات ہے[2] اور چیونٹیون کے رہنے کی جگہ کو قریہ کہتے ہین اور جنگلی چوہے کی رہنے کی جگہ کو نافقاء کہتے ہین[3]۔ اور

---

[1] آرج۔ اسکی جمع آرُجٌ اور آرَاجٌ اور اِرجۃ آتی ہے۔ مترجم

[2] اسکی جمع وکنات ہے یعنی وہ آشیانہ جو پہاڑ یا عمارت مین ہو اور اسکو وکر اور وکر بھی کہتے ہین اور درخت پر جو گھونسلا ہوتا ہے اسے عش کہتے ہین اور جو زمین پر ہوتا ہے اسے افحوص کہتے ہین۔ مترجم

[3] نافقاء جنگلی چوہے کے اُس سوراخ کو کہتے ہین جسمین داخل ہوکر وہ چھپ جاتا ہے اور قاصعاء اُس سوراخ کو کہتے ہین جس سے وہ نکلتا ہے۔ چنانچہ اس کے شکاری لوگ جب یہ قاصعاء کی طرف سے نمودار ہوتا ہے تو نافقاء کے منہ کو بند کردیتے ہین پس وہ خواہ مخواہ قاصعاء کی طرف سے نکلتا ہے تب اسکو شکار کرلیتے ہین۔

منافق بھی اسی سے مشتق ہے کیونکہ منافق کفر کو چھپاتا اور ایمان کو ظاہر کرتا ہے۔ چنانچہ ذی الخرق الطہوی کہتا ہے:-

وقد یخرج الیسربوع من نافقائہ ومن جحرہ بالشیحۃ الیتقصع۔ مترجم

شہد کی مکھیون کے رہنے کے مقام کو خلیۃ کہتے ہین یعنی چھتہ جسکو دکھنی زبان مین پولی کہتے ہین۔ سانپ اور ضب (گوہ جسکو دکھنی زبان مین گہوڑ پہوڑ کہتے ہین) کے رہنے کی جگہ کو حجر کہتے ہین۔ یہ بہی کہا گیا ہے کہ ہر ایک مقام جسکو درندے اور حشرات الارض اپنے لیے بناتے ہین حجر کہتے ہین اسکی جمع حجرۃ۔ احجار اور احجرۃ ہے۔

بلدہ اس محلہ کو کہتے ہین جس کے لیے فصیل نہین ہوتی اور اگر اس کے لیے فصیل (شہر پناہ) ہو تو اس کو مدینہ کہتے ہین اور ہر مدینہ جامعہ (شہر) کو فسطاط کہتے ہین اور بڑے شہر کو جو پایۂ تخت ہو قصبہ اور قاعدہ اور عاصمہ کہتے ہین اس مقام کو جو شہرون کی سرحد اور دار الحرب سے ملا ہوا ہو ثغر کہتے ہین اور چہوٹے قریہ کو کفر کہتے ہین۔ بڑی دیوار کو سور کہتے ہین یعنے فصیل کو کیونکہ یہ نسبت عام دیوارون کے پختہ ہوتی ہے۔ اور ہر ایک مقام کو جسمین آبادی نہ ہو عرصہ کہتے ہین۔ اور زمین کی وسعت کو رحبۃ کہتے ہین بڑے راستہ کو شارع اور منقب کہتے ہین اور جو واضح ہوتا ہی اسکو خیذب اور مرصاد کہتے ہین اور وسط طریق اور اسکے بڑے پن کو منہج۔ محجہ اور جادہ کہتے ہین اور وسیع راستہ کو جہیع کہتے ہین اور سید ہے راستہ کو نسیب کہتے ہین۔ پہاڑ مین جو راستہ ہوتا ہے اسکو شعب کہتے ہین اور جہاڑی مین جو راستہ ہوتا ہے اسکو مخرق کہتے ہین۔ دو پہاڑونکے درمیان جو وسیع راستہ ہوتا ہے اس کو فج کہتے ہین اور تنگ راستہ کو زقاق کہتے ہین اور لمبے راستہ کو درب کہتے ہین اور جس راستہ پر لوگ نہ چلتے ہون اس کو رد کہتے ہین اور جس راستہ مین گڑہا اور نشیب ہوتا ہے اسکو لجج کہتے ہین اور جو راستہ کہ کہین سیدہا اور کہین ٹیڑہا ہوتا ہے اس کو جحوج کہتے ہین اور وہ زمین جس مین ہل چلایا جاتا ہے حرث کہلاتی ہے۔ جس محلہ کے مکان قریب قریب ہوتے ہین اس کو جادہ کہتے ہین جس محلہ مین اہل اسلام نہ رہتے ہون اس کو عدیمہ کہتے ہین اور اس کو کبہی خراب بہی کہتے ہین شہر کے اطراف جو باغات اور پرا گاہین ہوتی ہین اسکو محجر کہتے ہین وسیع مکان کے میدان کو باحۃ الدار کہتے ہین اور بیت (چہوٹے گہر) کے میدان کو جبل کہتے ہین۔

اطلال الدیار وہ جگہ ہے کہ جہان خیمون کے چوبین اور اون کے اطراف کے گڑہے[1] ص ۱۶۳

[1] عادت ہے کہ خیمون کے اطراف پتلی سی نالی کہود دی جاتی ہے تاکہ اس مین بارش کا پانی نہ جا سکے۔

اور چولہے کے[1] پتھر اور جانورون کی مینگنیان وغیرہ پڑی رہین - رسوم الدیار سے مراد زمین کے آثار اور علامات ہین مثلاً خیمون کے اطراف کے گڑھے یا خیمون کی چوبین اکھاڑ لینے کے گڑھے یا چولہون کی راکھ یا مینگنیون اور پیشاب کا پڑا رہنا یا لڑکون کے کھیل کے علامات کا باقی رہنا جب اطلال دیار قایم رہین اور رسوم الدیار مٹ جائین تو اسکا نام مائل ہے ورنہ اسکو فجاج کہتے ہین یعنے آثار مٹ کر زیر زمین ہو جائین -

صحن کے سامنے کے حصہ کو عذرہ کہتے ہین لیکن چونکہ اس حصہ مین پاخانہ وغیرہ ڈالا جاتا ہے تو کنایتاً عذرہ سے پاخانہ مراد لیا جاتا ہے - بلکہ کثرت استعمال سے پاخانہ ہی کو عذرہ کہنے لگے -

سفوف الدار سے مراد تور[2] ہے یہ ایک ظرف ہے جسمین پانی پیتے ہین اور نیز بڑے پیالہ اور ہنڈیا سے بھی مراد لیجاتی ہے یعنی خانہ داری کی کم قیمت اشیاء خاش ماش خانہ داری کی معمولی اشیاء کو کہتے ہین جسمین خیر نہو - جیسے غلاف دیگ و ہنڈیا یعنی صحناک و چمچی جسکو عربی مین جفا اور جوار اور جفاۃ اور جوارۃ کہتے ہین جعال اس کپڑے کو کہتے ہین جس سے ہنڈیا پکڑ کر چولہے سے اوتاری جاتی ہے - خرش (جسکی جمع خروش ہے) اور رقاق گھر کے اسباب کو کہتے ہین اور حب بڑے گھڑے کو کہتے ہین جسکی جمع جرار ہے - اور حب اون چار لکڑیون کا نام ہے جس کے دو طرف گھڑے رکھے جاتے ہین - اور گھڑے کے سرپوش (چمچی) کو کرامۃ کہتے ہین -

---

[1] چولہون کو عربی مین اثافی کہتے ہین اس کا واحد اثفیہ ہے - چولہے کے تین پتھر ہوتے ہین جسپر ہنڈیا رکھی جاتی ہے اور جب چولہا پہاڑ کے دامن مین لگایا جاتا ہے تو صرف دو پتھر درکار ہوتے ہین اور پہاڑ کو تیسرا پتھر بنالیا جاتا ہے پس پہاڑ ثقل اثانی ہوتا ہے اسی لیے مثلاً یہ کہتے ہین ثالثۃ الاثافی یعنے چولہے کا تیسرا پتھر - یہ مثال نہایت ثقیل اور بڑے حادثہ کے لیے دیجاتی ہے - مولف

[2] اصل مین اس مقام پر کرس کا لفظ مستعمل ہوا ہے مولف نے نوٹ مین اس کے معنی یہ لکھی ہین کہ کرس کسر کاف کے ساتھ پیشاب اور مینگنیون کو کہتے ہین جو باہم آمیزش پائے ہوئے ہون اور نیز آدمیون کے ایک جائی مکانات پر بھی اسکا استعمال ہوتا ہے - مولف

اور محشّ اور محشہ اُس لوہے کے آلہ کو کہتے ہین جس سے آگ کو حرکت دیجاتی ہے یعنے دست پناہ اور مِحَشّ۔ محضا اور محضارا اُس لکڑی کو کہتے ہین جس سے آگ کو حرکت دیکر سلگاتے ہین جَہبل اور جبہلۃ وہ لکڑی جس سے آگ کی ڈلیون مین حرکت دیجاتی ہے۔ ثفال بالکسر چھاگل کو کہتے ہین یا اُس چوڑے بچھے ہوے چمڑے کو کہتے ہین جسپر چکی رکھکر پیستے ہین تاکہ آٹا نیچے زمین پر نہ گرے۔ اور ثفال بالضم چکی کے نیچے کے پتھر کو کہتے ہین مِثفلہ اُس خوش رنگ پتھر کو کہتے ہین جو فرش پر شکن نہ پڑنے کے لیے رکھا جاتا ہے۔ جل فرش کے کپڑے اور چادر کو کہتے ہین۔ آریکہ (جسکی جمع ارائک ہے) اُس تخت کو کہتے ہین جو حجلہ مین رکھا جاتا ہے۔ یا وہ تخت جسپر ٹیکا دیا جا سکتا ہے خواہ تخت ہو یا چوکی یا فرش۔ یا اُس مزین تخت کو کہتے ہین جو کسی قبہ دار مکان مین یا معمولی مکان مین رکھا جاتا ہے جب اُس مین سریر (تخت) نہ ہو تو اسکو حجلہ کہتے ہین ورنہ اوسکو جہل بھی کہتے ہین۔ اور جہل قصر وہ کرسیان ہین جنکو ڈیرے کی میخون سے باندھ دیا جاتا ہے یا وہ چادر جسمین گھاس ڈالی جاتی ہے۔ ارائک اُس دبیز یعنے موٹے فرش کو کہتے ہین جو صوف یا پشم سے بنایا جاتا ہے۔ آہرہ بھی گھر کے سامان کو کہتے ہین۔ لقط اور قشرہ بھی اسباب خانہ داری کو کہتے ہین اور جو شخص تونگر یعنے زیادہ اسباب والا ہو اُس کو قشرہ کہتے ہین یعنی اُس کے پاس اس قدر اسباب ہو کہ بوقت سفر وہ سب سامان ہمراہ نہ لیجا سکے اور نسی اُس کم قیمت اسباب کو کہتے ہین جو مسافر لوگ چھوڑ دیتے ہین۔ اخفاش البیت بھی گھر کے معمولی اور کم قیمت اسباب کو کہتے ہین۔ ماعون گھر کے اُس اسباب کو کہتے ہین جو بطور عاریت لیا جاتا ہے۔ اور جو گھرون مین پایا جاتا ہے۔

فصل دوّم

عربون کا لباس اور اون کے زیور

بیان کیا جاتا ہے کہ عربون کے لباس کے نمونہ مین اس زمانہ تک کوئی تغیر نہین ہوا یعنے زمانہ قدیم مین جس حالت پر تھا یقیناً اُسی حالت پر ہے اسکا بیان بہت طول ہے جسطرح ترکیون اور عجمیون کی لباس کا حال طول طویل ہے۔ اہل عرب کبھی کبھی بڑے سراویل (پاجامہ) پہنتے ہین اور اُس کو چمڑے کی ۱۶۴ ص

ایک ڈوری سے باندھتے ہین جسمین خنجر وغیرہ کی قسم سے ہتیار لگائے جاتے ہین اور اپنے
سرون کو کوانی سے ڈھانپتے ہین عام لوگ اس کو کفافی کہتے ہین اور کفافی بڑے مندیل (دستی رومال)
سے جو موٹے اور سخت صوف وغیرہ سے بنایا جاتا ہے بہت مشابہ ہوتا ہے اور اسپر عصائب لپیٹتے
ہین جو مضبوط کاتے ہوئے صوف سے بنائی جاتی ہین اور اسکو عقالات بھی کہتے ہین واحد اس کا
عقال ہے اور اکثر طوائی پہنتے ہین واحد اس کا طاقیہ ہے اور اسکو عراقیہ بھی کہتے ہین اور
اسپر طرابیش پہنتے ہین اور طرابیش پر کوانی یا عقالات جنکا اوپر ذکر ہوا ڈالتے ہین یا اسپر عمامہ
باندھتے ہین اور اسکو عصب بھی کہتے ہین اور یہ عقالات کے عوض مین ہوتا ہے۔

عربون مین عمامہ مثل تاج کے سمجھا جاتا ہے وعمم فلان بصیغہ مجہول کے معنی یہ ہین کہ کوئی شخص
سردار بنایا گیا۔ جیسا عجمیون مین توج بصیغہ مجہول کہتے ہین یعنے تاج پہنایا گیا جس کے معنی حاکم بنایا گیا
یا سردار بنایا گیا ہین۔ عمامہ کی بہت سی قسمین ہین۔ چنانچہ حوتکیہ بھی ایک قسم عمامہ کی ہے اور یہ حوتکیہ
ایک شخص کی طرف منسوب ہے جسکا نام حوتک تھا[1] عمامہ کی ایک دوسری قسم کو اعمام المیلار کہتے ہین
اور اسکی بندش ایسی ہوتی ہے کہ عمامہ کو بیچ دیکر گول کر لیا جاتا ہے اور پھر کسی ایک طرف کو
جھکا کر باندھتے ہین اور عمامہ کی ایک تیسری قسم بھی ہے جسکو قفدار کہتے ہین قفدار اس قسم کی ص۱۶۵
بندش ہے جسمین عمامہ کا شملہ نہین چھوڑا جاتا ہے۔ اور اسکی ایک چوتھی قسم بھی ہے جسکو طابقیہ کہتے
ہین اور طابقیہ کی بندش کو اقتعاط کہتے ہین اور اقتعاط کے معنی ہین عمامہ کو ٹھوڑی کے نیچے
سے چکر دیکر نہ باندھنا۔ اور یہ کہتے ہین "اعتم فلان العمۃ الطابقیہ" یعنے فلان شخص نے عمامہ طابقیہ باندھا
یعنی اسطرح سے عمامہ باندھا کہ ٹھوڑی کے نیچے سے اسکو نہین لیا۔ ابن خلدون کہتا ہے کہ اہل عرب اپنے
عمامون کے گوشے (شملے) چھوڑتے ہین جن سے بعض قومین وہان بند کا کام لیتی ہین اور یہ
مشرق کے عرب ہین اور بعض قومین اون عمامون سے لیث اخدع[2] کو لپیٹتے ہین اور پھر اون
کے شملون سے اپنے ٹھوڑی کے نیچے کے حصون کو لپیٹتے ہین اور یہ مغرب کے عرب ہین۔
اصبہانی کہتا ہے کہ ابتدائے اسلام مین خلفاء کی یہ عادت تھی کہ وہ عمامون سے نسبت نہین

---

[1] حوتک کے معنی لغت مین بعیر کے ہین یعنے ہر ایک چھوٹا اور دبلا پتلا آدمی۔ مولف

[2] اخدع اون دو رگون مین سے ہر ایک کا نام ہے جنکو اخدعان کہتے ہین اور یہ دونون رگین گردن
مین ہوتی ہین مقام حجامت پر اور یہ دونون حبل الورید (شہ رگ) کی شاخین ہین۔ مولف

رکھتے تھے اور جو شخص اون مین داخل ہوتا تہا اپنے عمامہ کو پیٹھ پیچھے چھوڑتا تہا۔ بعض لوگ یہ کہتے ہین کہ ہمارے زمانہ مین مسلمان عمامون کے رنگ اور اونکی صورت (وضع) سے ممتاز ہوتے ہین فقرا رکے بہی کئی طریقہ ہین سبز عمامہ کے باندہنے سے شریف خیال کیا جاتا ہے اور سیاہ عمامہ سے رفاعی خیال کیا جاتا ہے۔

بادیہ یعنی بدوی سب مرد کساء (چادر) اور عبائین جو بکرون اور اونٹون کے بالون سے بنی جاتی ہین اوڑہتے ہین اور عباآت۔ عباآت کی جمع ہے اور یہ صوف کی ایک چادر سی ہوتی ہے جس کے آستینین نہین ہوتین یا مربع (چوگوشہ) کپڑا ہوتا ہے جو بیچ مین سے پہٹا ہوا ہوتا ہے اور گردن کے پاس اس کا کٹا ہوا گلا ہی ہوتا ہے اور دو طرف سے اس کو گہنڈیان بھی ہوتی ہین جنمین سے ہاتھ باہر نکالے جاتے ہین۔ المطیرون کہتا ہے کہ قبل خریداری کے اس کا امتحان کہ وہ عمدہ اور مضبوط ہے کیا جاتا ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ اوسپر پانی کا ایک ڈول ڈالدیتے ہین اگر وہ عمدہ ہوتا ہے تو اسمین سے پانی نہین چہنتا اور بعض وقت اتہمین پون گہنٹہ (۴۵ گہنٹہ) تک بھی پانی ٹہیرتا ہے اس سے ایک قطرہ بہی نہین چہنتا۔

اون کے ایک طریقہ لباس کو اشتمال الصماء بہی کہتے ہین اسکی یہ صورت ہے کہ آدمی اپنے چادر کو سیدہی جانب سے بائین ہاتھ اور بائین مونڈہے پر ڈال لیتا ہے پہر دوبارہ اسکو اپنے پیچھے سے سیدہے ہاتھ اور سیدہی مونڈہے پر ڈال لیتا ہے جس سے تمام جسم ڈہنپ جاتا ہے۔

اکثر عرب جوتا نہین پہنتے جس سے اون کے تلوے سخت ہوجاتے جاہین یہان تک کہ گرم ریت پر چلنا اون کو دشوار نہین ہوتا لیکن پہاڑون مین وہ اس سختی کو برداشت نہین کرسکتے اور ایسے مقام پر وہ اپنے تلوون پر بکریون کا چمڑا باندہ لیتے ہین۔

صہ ۱۶۶

عربون مین فقرون کی عورتین قمیص اور سربال[1] پہنتی ہین اور نوجوان عورتین شوذر پہنتی ہین اور یہ ایک چادر سی ہوتی ہے یا وہ چادر جو بغیر جیب اور آستین کے ہوتی ہے۔

عربون مین جو مشہور لباس ہین اور جسقدر ہم لغت کی کتابون سے جمع کرسکے ہین ہم اس مقام پر اونکا ذکر کرتے ہین۔

---

[1] سربال کے معنی قمیص اور کرتے کی ہین یا ہر ایک چیز جو پہنی جاتی ہے جمع اسکی سرابیل ہے۔ مولف

الف - اتب اس چادر کا نام ہے جو بیچ میں سے پھٹی ہوئی ہوتی ہے اور یہ بغیر جیب اور آستین کے ہوتی ہے اسکو عورت گلے میں ڈال کر پہنتی ہے - اتمی - اتمیۃ اور متمۃ بھی ایک قسم کی چادر ہے جو بلاد عرب میں بنی جاتی ہے - اخصاب بھی عربوں میں ایک مشہور لباس ہے - اخنی بھی ایک مخطط منقش کپڑے کا نام ہے - اورار دن سرخ خز کی ایک قسم ہے - استبرق دبیز دیباج کو کہتے ہیں یا وہ دیباج جسمیں سنہری کام ہوتا ہے یعنی زر کے تار ہوتے ہیں یا باریک ریشمین کپڑے کا نام ہے - اصدہ ایک چھوٹی قمیص ہوتی ہے جو کپڑوں کے نیچے پہنی جاتی ہے ابوقلمون ایک رومی کپڑے کا نام ہے جو ابریشم سے بنایا جاتا ہے اور اس کا رنگ نظر میں مختلف قسم کا دکھائی دیتا ہے[1] - اندرود اور اندرودیۃ سرادیل کی ایک قسم ہے جو تبان پر پہنی جاتی ہے یا تبان ہی کا نام ہے - انماط نمط کی جمع ہے وہ کپڑا جو فرش کے کام آتا ہے اور یہ مختلف اقسام کا ہوتا ہے - اسدی بھی ایک قسم کا کپڑا ہے یا بانات کو کہتے ہیں -

ب - باعز بز خز کے کپڑے کو کہتے ہیں یا وہ مثل حریر کے ہوتا ہے - بت وہ موٹی چادر جو پشم اور صوف سے بنائی جاتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ریشمین طیلسان کا نام ہے - بجاد یہ ایک دھاریان دار چادر[2] ہوتی ہے بخنق - بخنک اور بخی یہ ایک چھوٹا سا کپڑا ہوتا ہے جسکو نوجوان عورتیں بطور مقنعہ ٹھوڑی کے نیچے سے لیکر باندھتی ہیں تاکہ چادر تیل کی دھنیت سے محفوظ رہے - برحد بھی دھاریانداچادر کو کہتے ہیں - برد صوف کی سیاہ چادر ہوتی ہے جسکو بطور لحاف کے استعمال کرتے ہیں یا دھاریان دار کپڑے کا نام ہے جمع برود ہے - برود سدیریہ وہ چادریں ہیں جو مقام سدیر میں بنی جاتی ہیں اور یہ مقام ملک یمن میں ہے برود السعدیہ بھی یمن کی چادروں کی ایک قسم ہے جو سعید بن عاص کی طرف منسوب ہے برود مستہمۃ یہ بھی دھاریان دار کپڑے کا نام ہے جو یمن میں بنا جاتا ہے برنس ایک قسم کی لمبی ٹوپی ہے جسکو قلنسوہ بھی کہتے ہیں - اس کو عابد لوگ صدر اسلام میں سر پر رکھتے تھے یا ہر ایک کپڑا جس کا سر مثل قلنسوہ کے ہوتا ہے یا جبہ کا نام ہے

---

[1] یعنی دھوپ چھانوں کا کپڑا - مترجم

[2] امرؤالقیس کہتا ہے - کان ثبیراً فی عرانین وبلہ - کبیر اناس فی بجاد مزمل - مقالہ اول کی پہلی فصل کے ابتدا میں یہ شعر آیا ہے اور وہاں اسکا ترجمہ بھی کر دیا گیا ہے - مترجم

یا ممطر کو کہتے ہین[1] برقع وہ کپڑا جو منہ پر ڈالا جاتا ہے اور آنکھون کے محاذی چاک کرکے گول حلقہ بنادیا جاتا ہے اسکو عرب کی عورتین پہنتی ہین جس سے فقط وہ اپنا چہرہ ڈھانپتی ہین۔ بریم اون دوسرخ وسفید ڈوریون کو کہتے ہین جو نوجوان عورت برقعہ اور موئڈھے کے وسط مین باندھتی ہے یا اس ڈوری کو کہتے ہین جسمین دو رنگ ہوتے ہین اور اسمین جواہر (یعنی موتی وغیرہ) لگے رہتے ہین جسکو عورتین کام مین لاتی ہین۔ بزکتان ہاروئی کے کپڑے کو۔ کہتے ہین برکان یا برنکان سیاہ چادر کو کہتے ہین۔ بلطاج جس کے دو طرفون مین سے ایک طرف یا بیچ مین مخمل ہو اور دونون طرف نقش ہو بقیرہ مثل اتلب کے ہے یعنی ایسی قمیص جسکی آستینین نہون اس کو عورتین پہنتی ہین۔ بناوک قمیص کے بنائق کو کہتے ہین اور بنائق کے معنی اس کپڑے کے ہین جو قمیص مین زیر بغل لگایا جاتا ہے

ت۔ تحمہ وہ چادر جسمین زرد و ہاریان ہون۔ تیاب التحمہ اون کپڑون کو کہتے ہین جو طلاق دینے والا اپنی عورت کو پہناتا ہے جب کہ اس سے لذت حاصل کرنا چاہتا ہے۔ تبان مثل ہمان کے ہوتی ہے یعنی وہ ڈوری جو سراویل پر باندھی جاتی ہے یا ازار بند کا نام ہے یا وہ تھیلی جسمین درہم (روپے) ڈال کر کمر پر باندھ لیتے ہین۔

ث۔ برقع کے شبام (ڈوریون) کو ثبات کہتے ہین یا ثبات اون رسیون کو کہتے ہین جن سے سواریون کے جانور کسے جاتے ہین۔ ثوب عام کپڑے کو کہتے ہین اسکی جمع ثواب اور ثیاب آتی ہے۔ ثوب المعوج وہاریان دار کپڑے کو کہتے ہین یعنی منقش وہاریان دار کپڑا ثوب وارش یا ثوب ورش سرخ کپڑے کو کہتے ہین۔ ثیاب الموثوجہ وہ کپڑا جسکی بنوٹ سخت ہو۔ ثوب برود اس کپڑے کو کہتے ہین جسمین آواز نہو۔ یعنی بہت نرم و نازک کپڑا۔

ج۔ جبہ وہ لباس جسکی آستین نہو اور یہ لنبا سا ہوتا ہے اسکو دوسرے کپڑون اور کرتون پر پہنتے ہین جدیلہ اتلب سے مشابہ ہوتا ہے اور یہ چمڑے کا ہوتا ہے جسکی ازار حائضہ عورتین پہنتی ہین اور چھوٹے بچون کو بھی پہناتے ہین۔ جزر عورتون کا لباس ہے جو پشم سے اور بکریون کے چمڑے سے بنایا جاتا ہے۔ جرمقی چادر کی ایک قسم ہے۔ جرموق وہ ہے جو موزہ پر پہنا جاتا ہے تاکہ گرد وغبار سے پانون محفوظ رہے یعنی پاتابہ۔ جلباب یا جلباب قمیص کو کہتے ہین یا وہ چوڑا اور وسیع کپڑا جسکو

ص ۱۶۷

[1] ممطر وہ کپڑا جو بارش کے پانی سے بچنے کے لیے اوڑھ لیتے ہین یعنی ایسا کپڑا جسمین پانی کا اثر نہ پہونچے جسکو انگریزی مین واٹر پروف کہتے ہین۔ مترجم

عورتین استعمال کرتی ہین - جو اوڑھنی کے سوائے ہے یا اوپر کا وہ لباس جس سے تمام لباس ڈھانپا جاتا ہے جیسی اوڑھنی یا چادر ہی کا نام ہے - جماد ہی لباس کی ایک قسم ہے - جبّہ وہ پارچہ جس سے عورت اپنے سر کو علاوہ حصہ وسط کے آگے اور پیچھے سے چھپا سکتی ہے اور نیز اس سے اپنے چہرہ کو اور دونون بازؤن کو چھپاتی ہے اور مثل برقع کے اسمین آنکھون کے محاذی حلقے کاٹ دیے جاتے ہین - جبرمیّہ یہ کپڑے مثل لباط (فرش) کے ہوتے ہین یا کتان سے بنائی جاتی ہین یہ کپڑا جبرم کی طرف منسوب ہے جو فارس مین ایک شہر ہے - جوذی ہی چادر کی ایک قسم ہے - جوذبار صوف کا کرتا جو ملاح لوگ پہنتے ہین جبہ چھوٹے کرتے کو کہتے ہین - جمازہ ہی صوف کا کرتا ہوتا ہی جسکی آستینین چھوٹی ہوتی ہین[1] -

ح - حبر منقش چادر کو کہتے ہین یا نیا نرم کپڑا - اور حبر کے معنی نقش کے اور حبیر کے معنی نئے اور تازگ کے ہین اور نیز منقش چادر اور نئے کپڑے کو بھی کہتے ہین اسکی جمع حبرات و حبرۃ ہے اور یہ یمن کی چادرون کی ایک قسم ہے - حبس ہوج کے باندھنے کی رسی - یا پردہ یا وہ کپڑا جس پر سونے کے لیے فرش پر بچھاتے ہین - حجزہ ازار باندھنے کی جگہ یا مرا دیل کے ازار بند کا مقام

خ - خذاء وہ چیز جو پانون مین پہنی جاتی ہے یعنی جوتی کی قسم - خرج وہ کپڑے جو ڈوری پر خشک کرنے کے لیے ڈالی جاتی ہین - اسکی جمع خراج ہے - خرص کپڑے کا حاشیہ اور ریلو یا وہ کنارہ جس مین دھاگے کے سرے ہوتے ہین - خشیب موٹا کپڑا - حقاء ازار یا ازار باندھنے کا مقام - حقو اور حقوہ کمر اور ازار کو کہتے ہین اور نیز ازار باندھنے کے مقام کو بھی کہتے ہین - حیقہ وہ پارچہ جس سے قمیص کے دامن پر پیچھے کی طرف سے تہگلی لگائی جاتی ہے - حلّہ وہ لباس جو ایک قسم کے کپڑے کا ہوا اور جس سے تمام بدن ڈھپ جاوے - خوف وہ چمڑا جو بطور ازار کے چاک کیا جاتا ہے -

اسکو حائضہ عورتین اوبچے پہنتے ہین یا وہ سرخ چمڑا جو مثل سیور (ازار) کے چاک کیا جاتا ہے اسکو لڑکیان کپڑون پر پہنتی ہین یا چمڑے کی وہ ازار جس کو نیفہ نہین ہوتا اسمین چار انگل کا چوڑا چاک ڈالا جاتا ہے جسکو کم سن لڑکیان قبل بلوغ پہنتی ہین - حقب یا حقاب وہ ڈوری جس کے درمیان عورت اپنا زیور باندھتی ہے -

خ - خمیصہ خز کی چادر کو کہتے ہین - خذاف پرانے کپڑون کو کہتے ہین - خذافل بھی پرانے کپڑون کو

---

[1] جورب یا تیا به - جوخ بانات - مترجم

کہتے ہین۔ خذعل چمڑے کے وہ کپڑے جو حائضہ عورتین پہنتی ہین۔ دُرعی اور خذفرۃ کپڑے کے ٹکڑے کو کہتے ہین خزرانق سفید کپڑون کو کہتے ہین۔ خسروانی یہ بھی کپڑون کی ایک قسم ہے اور یہ خسرو بن نوشیروان کے طرف منسوب ہے جو عجم کا ایک بادشاہ تہا۔ خصاص چھوٹے کپڑے کو کہتے ہین۔ خصار ازار کو کہتے ہین خصف وہ جوتی جسمین نعل لگا ہوا ہو اور ہر ایک نعل کو خصفہ کہتے ہین خلع۔ اس قمیص کو کہتے ہین جو بے آستین ہو۔ خمس یمنی چادر کی ایک قسم ہے بیان کیا گیا ہے کہ پہلے پہل ان چادرون کو جس نے ایجاد کیا وہ ایک بادشاہ تھا جسکا نام خمس تھا بعض کہتے ہین کہ بردۃ اخماس اون چادرون کو کہتے ہین جنکا طول پانچ بالشت کا ہوتا ہے۔ اسی سے یہ مثال مشہور ہے "ہمانی بردۃ اخماس" وہ دونون چادر کے پانچون حصے مین ہین یہ مثال اون دو شخصون کے لیے دیجاتی ہے جو آپسمین نہایت محبت رکہتے ہین یا قربت رکہتے ہین یا دونون ایک ہی کام کرتے ہین یا ایک دوسرے سے بہت مشابہ ہونے سے گویا وہ دونون ایک کپڑے مین ہین۔ خیعل بعض کہتے ہین کہ خیعل بے آستین قمیص کو کہتے ہین اور بعض کہتے ہین کہ پوستین کو کہتے ہین۔ بعض کہتے ہین کہ اس کپڑے کا نام ہے جسکا ایک چاک سلا ہوا ہو یا وہ کرتا جسکا ایک جانب سلا ہوا ہو اور دوسرا بے سلا ہوا اسکو عورتین قمیص کی طرح پہنتی ہین اور خزلی اس عمامہ کو کہتے ہین جو خز کے سوت سے بنایا جاتا ہے [1]

د۔ ودخدار محفوظ کپڑے کو کہتے ہین اور یہ فارسی سے معرب کیا گیا ہے جو اصل مین تخت وار ہے جس کے معنی فرش مکان کے ہین یا تہ خانہ کے ہو سکتے ہین۔ درع یہ بھی ایک قسم کی قمیص ہے جو عورتین پہنتی ہین۔ دمقی دیباریا ندار کپڑے کو کہتے ہین۔ اور دمقس ابریشم کو اور قز اور دیباج اور کتان اور سفید حریر کو بھی کہتے ہین۔

---

[1] اس ردیف مین مولف کتاب نے ایک اور لفظ چھوڑ دیا اگرچہ اور بہت لفظ چھوٹے ہون تو عجب نہین چونکہ وہ لفظ نظر سے گزر اتہا لکہدیا گیا۔ خنیف وہ سفید اور موٹا کپڑا جو کتان سے بنایا جاتا ہے مترجم۔
چونکہ خز کا لفظ بھی اکثر کپڑون کے نام مین آیا ہے اس لیے اس کی صراحت بھی اس مقام پر ضرور ہے غیاث اللغات مین لکہا ہے کہ خز بالفتح وتشدید در عربی نام نوعی از جامہ ابریشمی از سروری ولطائف دہولانا یوسف بن ملخ در شرح نصاب نوشتہ کہ جامہ است کہ آنرا از پشم وابریشم بافند ودر برہان مرقوم است کہ نوعی از پوستین است انتہی۔ مترجم

ر - ردآمردہ چادر جو سب کپڑوں کو شامل کرتی ہے یعنی دوسرے کپڑوں کو چھپا دیتی ہے - ردن آستین کی جڑ کو کہتے ہیں یعنی آستین کا وہ حصہ جو بغل میں رہتا ہے جسمیں اہل عرب دھم و دینار رکھا کرتے ہیں - رازقیہ کتان کے سفید کپڑوں کو کہتے ہیں - رفرف باریک اور مہین دیباج کے کپڑے کو کہتے ہیں اور نیز ہر ایک چوڑا کپڑا یا فرش یا وہ پارچہ جو سراد ق کے نیچے سی کر لگا دیا جاتا ہے اور رلیطہ وہ لباس جو صرف راتوں پر پہنا جاتا ہے -

ز - زینبی چادر کی ایک قسم ہے -

س - سابریہ یہ بھی ایک اعلیٰ درجہ کا پارچہ ہے جو سابور کی طرف منسوب ہے اور یہ بلاد فارس میں ایک قریہ ہے - سجل وہ کپڑا جسکا سوت مضبوط اور بلدار نہیں ہوتا یا یہ ایک سفید کپڑا ہے یا روئی کی قسم سے ہے - سحل بھی روئی کا ایک سفید کپڑا ہوتا ہے - سندوس سبز طیلسان کو کہتے ہیں - سندس وہ کپڑا جو برسے بنایا جاتا ہے یا باریک اور پتلے دیباج کو کہتے ہیں -

ش - شملہ بھی ایک قسم کا کپڑا ہے -

ط - طمر - پرانی چادر جو صوف کے علاوہ کسی اور چیز سے بنائی جائے - طیلسان ایک کپڑا ہے جس کو بطانہ نہیں ہوتا - یا روئی کے کپڑے کا نام ہے اور عمامہ کے پلو کو کہتے ہیں جو کندھے پر لٹکتا ہوا چھوڑا جاتا ہے - یہ بھی کہا گیا ہے کہ طیلسان وہ گول اور سبز چادر ہے جسکا اسفل نہ ہو یعنی جسکا نا صوف کا ہوتا ہے جسکو خواص لوگ علماء اور مشائخ پہنتے ہیں -

ع - عصب یمنی چادر کی ایک قسم ہے - عقب عورتوں کی اوڑھنی کو کہتے ہیں - عقل بھی چادر کی ایک قسم ہے بعض کہتے ہیں کہ وہ سرخ کپڑا جس سے ہودج پر جھول ڈالی جاتی ہے - عمقہ ہر ایک سرخ کپڑے کو کہتے ہیں یا صرف سرخ منقش کپڑے کا نام ہے - عیاب عیبہ کی جمع ہے یہ بھی ایک کپڑے کا نام ہے -

غ - غلاق وہ کپڑا جو دوسرے کپڑوں پر پہنا جاتا ہے جس کے آستین نہیں ہوتی -

ف - فرند کپڑے کی ایک قسم ہے - فضلہ اس کپڑے کا نام ہے جو ایک ہی پہنا جاتا ہے تاکہ معمولی کاروبار میں تکلیف نہ ہو - فوط وہ کپڑے ہیں جو ملک سندھ سے لائے جاتے ہیں - یا دھاریان دار ازار کو کہتے ہیں - فوف بھی یمنی چادر کی ایک قسم ہے -

ق - قبا - قفاز - قباطی - سفید باریک کتان کے کپڑے ہوتے ہیں جو مصر میں بنے جاتے ہیں قلم سرخ کپڑے کا نام ہے - قرظ چادر کی ایک قسم ہے بعض کہتے ہیں کہ یہ ایک سرخ کپڑا ہے جس سے

ص ۱۶۹

ہودج پر جھول ڈالی جاتی ہے یا نقش کپڑا ہے جسکا نقش طولانی مین ہوتا ہے۔ جس کپڑے کا نقش گول ہوتا ہے اسکو رقم کہتے ہین۔ قسطلانیہ ایک کپڑا ہے جو غالباً قسطلہ کی طرف منسوب ہو اور قسطلہ اندلس کے ایک شہر کا نام ہے۔ قطر مثل بجاد کے دھاریان دار کپڑا ہوتا ہے قفاز وہ ہے جو ہاتھون مین پہننے کے لیے بنایا جاتا ہے اسمین روئی بھری جاتی ہے اسکو گھنڈیان بھی لگائی جاتی ہین جو ساعد پر لگائی جاتی ہین۔ اسکی جوڑی کو قفازان کہتے ہین۔ جسکو عورتین ہاتھون کو سردی کا اثر نہ پہونچنے کے لیے پہنتی ہین[1]۔ یا زیور کی قسم ہے جو ہاتھون اور پانون مین پہنا جاتا ہے۔ قمن اور قمان قمیص کی آستین کو کہتے ہین۔ قبیعۃ وہ سلا ہوا پارچہ جو برنس کے مشابہ ہوتا ہے جو بچے پہنتے ہین۔

ص ۱۰۲

ک۔ کرباس روئی کے سفید کپڑے کا نام ہے۔ بعض کہتے ہین کہ موٹے اور سخت کپڑے کا نام ہے۔ کساء چادر کو کہتے ہین اس کا ذکر گذر چکا اور یہ ایک کپڑا ہے جسکو جوذی بھی کہتے ہین۔ کیفہ اور کسفہ وہ کپڑے کا ٹکڑا جو قمیص کے دامن مین سامنے لگایا جاتا ہے اور جو پیچھے سر پر لگایا جاتا ہے اسکو حبقہ کہتے ہین۔

ل۔ لاذہ حریر کا سرخ کپڑا جو ملک چین مین بنا جاتا ہے۔ لحاف ہر ایک کپڑا جو بطور لحاف اوڑھا جاتا ہے۔

م۔ مازری۔ وہ چھوٹی چادر جسمین دھاریان ہوتی ہین یا پنڈلیون پر باندھنے کا دھاریان دار کپڑا۔ ملحمہ چادر کی ایک قسم ہے جو بلاد عرب مین بنی جاتی ہے۔ مشاف لباس کا استر اس کا واحد مشفد ہے محشاء اور محشاۃ موٹی چادر یا چھوٹی سفید چادر جو جسم پر ڈالی جاتی ہے اسکی جمع محاشی ہے مجسد بالکسر وہ چادرین جسمین مختلف قسم کی دھاریان ہون اور مجسد بالضم جہاد کا رنگا ہوا کپڑا اور جہاد کے معنی زعفران کے ہین اور بعض کہتے ہین کہ اس کے سوائے اور رنگین کپڑا ہوتا ہے مجن وشاح کو کہتے ہین اور وشاح کے معنی بدھی باندھنے کے ہین اور عربون کا یہ قول (محاورہ) اسی سے ہے یعنی قلب فلان مجنہ یعنی فلان شخص نے اپنی مجن کو پلٹ دیا جس کے یہ معنی ہین کہ اس نے اپنے حیا اور شرم کو بالائے طاق رکھدیا اور جو جی مین آیا وہ کام کیا۔ مجال وہ

---

[1] یعنی دستانہ جو سردی کی حفاظت کے لیے پہنتے ہین اور نیز جرّے کا وہ دستانہ جو شکاری لوگ پہنتے ہین تاکہ باز اور شاہین کے ناخنون کے زخم سے حفاظت ہو سکے۔ مترجم

کپڑا ہے جو چھوٹی لڑکیان پہنتی ہین۔ مرحل وہ منقش کپڑا جسپر اونٹ کے کجاوہ کی تصویرین اور نقش ہوتا ہے۔ مرط روئی یا ریشمی چادر اور کبھی ملاۃ کو بھی مرط کہتے ہین اسکی جمع مروط آتی ہے اور ملاۃ کے معنی بازار کے ہین مطیر بھی چادر کی ایک قسم ہے۔ مقرمۃ منقش پردہ کو کہتے ہین۔ ملاءہ وہ کپڑا جو راہون پر بچھایا جاتا ہے۔ اور یہ مثل ریطہ کے ہوتا ہے۔ مقدیۃ بزر کے کپڑے کو کہتے ہین۔ مقطعہ اور مقطعات وہ چادر جسپر نقش ہوتا ہے یا جیون وغیرہ کے مثل ہوتا ہے جو خز وغیرہ سے بنایا جاتا ہے قصار بھی ایک قسم کے کپڑے کا نام ہے۔

مکعب منقش چادر اور کپڑا۔ ثوب المطوی وہ کپڑا جسکی تہ کی شکنین سخت پڑی ہون۔ معوز یا معوزہ پرانا اور ہلکا کپڑا اسکا نام معوز اسلیے ہوا کہ اسکو فقرا اور محتاج پہنتے ہین۔ میدع۔ میدعۃ اور میداعہ بھی پرانے اور کم قیمت کپڑے کو کہتے ہین۔ مہاصری یعنی چادر کو کہتے ہین۔

ان۔ نزیدیۃ اس چادر کو کہتے ہین جسمین سرخ دھاریان ہوتی ہین اور یہ چادر نزید ابی کی طرف منسوب ہے جو عرب کا ایک قبیلہ ہے۔ نقاض بچون کی ازار کو کہتے ہین۔ مثال کے طور پر یہ کہا جاتا ہے "اُغلیہ نقاض" یعنے اُس کے جسم پر کوئی کپڑا نہین ہے یعنی بالکل برہنہ ہے۔ نمرہ وہ شملہ جس مین سفید اور سیاہ دھاریان ہوتی ہین یا یہ صوف کی چادر کا نام ہے۔ نوفلیہ بھی ایک صوف کا کپڑا ہے جسکو عرب کی عورتین پہنتی ہین۔ نیر بھی ایک کپڑے کا نام ہے۔

ھ۔ ہلدم۔ وہ کپڑا جسمین تہگلیان لگی ہوتی ہین۔ ہدم صوف کی پرانی چادر اور نیر صوف کی تہگلیدار چادر کو کہتے ہین۔ ہدل پرانا بہاری کپڑا۔ ہیمان سراویل باندھنے کی ڈوری یا اس کا ازار بند یا وہ لمبی تہیلی جسمین درہم و دینار رکھ کر کمر مین باندھ لیتے ہین۔ یعنی ہمیانی۔ ص ۱۷۱

و۔ وتر۔ چمڑے کا وہ پاجامہ جسمین چارا ونگل یا بالشت بھر چوڑا چاک کیا جاتا ہے اسکو کم سن لڑکیان پہنتی ہین۔ یا ایسے کپڑے کو کہتے ہین جو مثل سراویل کے ہوتا ہے جس کے پائنچون مین ساق کا حصہ نہین ہوتا یعنی اسکے پائنچے گھٹنون تک ہوتے ہین یا یہ صدار کے مشابہ ہوتا ہے۔ وترہ وہ کپڑا جو کپڑون پر جھول کی طرح ڈالا جاتا ہے اور وہ کپڑون کے اوپر ہوتا ہے۔ وصائل قصب کی چادر کو کہتے ہین اس کا نام وصائل اسلیے رکھا گیا ہے کہ وہ ایک دوسرے سے متصل ہوتی ہین اور قصب کے معنی کتان اور ابریشم کے ہین۔

ولیۃ۔ یہ بھی کتان کا ایک کپڑا ہے۔

چونکہ اہل عرب کے اخلاق و عادات کا میلان تفرد و یکتائی اور استقلال کی طرف تھا تو

اسی سے اونہون نے بعض لباسون کو مخصوص کرلیا تھا چنانچہ سعید بن العاص جو کہ مین تھے اور جنکو ذوالعمامہ کہتے تھے جب وہ اپنے سر پر عمامہ خاص وضع کا باندہتے تو جس وقت تک وہ اُن کے سر پر رہتا دوسرا شخص اُس وضع کا عمامہ نہین باندہ سکتا تھا۔ اسیطرح حجاج بن یوسف جب ایک وضع کا عمامہ باندہتا تھا تو تمام مخلوق (رعایا) مین سے کسی کی یہ ہمت اور جرات نہین ہوتی تھی کہ اُس وضع کا عمامہ باندہ کر اُس کے سامنے جائے۔ عبدالملک بن مروان جب زرد رنگ کا موزہ پہنتا تھا تو کوئی شخص اُس رنگ کا موزہ نہین پہن سکتا تھا تاوقتیکہ وہ اُسکو نہ نکالے۔ عباسیون کے زمانہ مین بھی سیاہ رنگ اون کے لیے مخصوص تھا اسی واسطے وہ سود (سیاہ) کے لقب سے پکارے گئے۔ سفید رنگ شیعون کے خصائص سے ہے۔ ان امور کے اسباب ہین جنکا ذکر قریب آئے گا۔ ہمارے زمانہ مین سبز رنگ اون شریف لوگون کے ساتھ مخصوص ہے جن کا نسب اہل بیت اطہار سے ملتا ہے۔ جیسا کہ اوپر ذکر ہوا۔ اور سیاہ رنگ رفاعیون سے مخصوص ہے اور وہ اہل طریقت ہین[1]۔ سفید رنگ عام لوگون کے لیے ہے۔

کسی عرب سے کپڑون کے رنگون کی نسبت پوچھا گیا اُس نے کہا زرد رنگ شکیل ہے اور سرخ رنگ جمیل ہے اور سبز رنگ مقبول ہے اور سیاہ رنگ ہولناک ہے۔ اور سفید رنگ افضل ہے۔ ابوعبیدہ کہتا ہے کہ اہل عرب سبز رنگ کو سیاہ مین شامل کرتے ہین اس لیے ایک کو دوسرے کی بجائے کہتے ہین۔ ذوالرمہ کہتا ہے۔

قد اطلع النازح المجهود معسفه ۔۔۔ فی ظل اخضر یدعو ہامة البوم[2]

اس شعر مین وہ اخضر (سبز) سے مراد رات لیتا ہے اور اسی سیاہی کی وجہ سے اُس نے ص ۱۷۲

[1] طریقت سے مراد ایک خاص فضلت ہے جو سالکین الی اللہ سے مخصوص ہے اور یہ اُس سلوک کے مقامات مین منزلین طے کرنے اور ترقی حاصل کرنے ہیں ان کو اصحاب طریقت اور اہل طریق کہتے ہین۔ مولف

[2] ترجمہ۔ وہ شخص جس نے سفر کی سختیان سہی ہین اور بہت رنج و تعب اٹھایا ہے وہ رات کی اندہیری مین جبکہ الو پکار رہا ہے سفر سے واپس آیا۔ اس شعر مین جو الفاظ مستعمل ہوئے ہین مولف نے اون کے معانی یہ بیان کیے ہین نازح وہ شخص ہو اپنے ملک اور وطن سے دور ہو گیا ہو۔ اور مجہود وہ شخص جو اپنی ترقی کی کوشش مین تکالیف برداشت کرے۔ معسف وہ شخص جو عقل اور ہدایت کے راستہ سے عدول کرے۔

اسکا نام سیاہ رکھا ایک دوسرا شاعر کہتا ہے۔

ما ابصرت عیناي احسن منظرا حماري من سائر الاشیاء

کالشامۃ الخضراء فوق الوذنبال م حمراء تحت المقلۃ السوداء[1]

اس شاعر نے شامہ (یعنی خال) کی توصیف خضراء (سبزی) کے ساتھ کی حالانکہ اُس کا رنگ سیاہ ہوتا ہے۔ سفید رنگ کو سرخ رنگ کے ساتھ ملحق کرتے ہین چنانچہ اسی سبب سے فارس اور روم کے عجمی غلامون کو حمر (سرخ) کہتے ہین کیونکہ ان کے رنگون مین سفیدی غالب ہوتی ہے عائشہ ام المومنین رضہ کو بہ سبب اس کے کہ اون کے رنگ مین سفیدی کو غلبہ تھا حمیراء کہتے تھے۔

عربون کی مثالون سے یہ بھی ایک مثال ہے یعنی "الحسن احمر" سرخ حسن۔

اہل عرب رنگون کو جبکہ اُس رنگ مین زیادتی ہوتی ہے مختلف نامون سے موسوم کرتے ہین منجملہ اون اوصاف کے نضرہ ہے جسکو ہر رنگ کے ساتھ کہتے ہین چنانچہ "اخضر ناضر" "اصفر ناضر" یعنے ہرا کائی یا ہرا پوت اور پیلا ہلدی کا رنگ۔ لیکن ناصع ہر چیز کے خالص کو کہتے ہین بعض کہتے ہین کہ اس کا استعمال سفید رنگ کے ساتھ ہوتا ہے جیسا کہ یقق کا استعمال ہوتا ہے چنانچہ کہتے ہین "ابیض یقق" سفید برف۔ جیسا کہ یہ بھی کہتے ہین "احمر قانی" "اصفر فاقع" "اسود حالک" یعنی لال بیر بہوٹی یا لال بانات اور پیلا ہلدی کا گابہ۔ اور کالا کو یا محیط المحیط مین لکھا ہے کہ "احمر فاقع" اور "اصفر فاقع" بھی کہتے ہین یعنے نہایت گہرا رنگ۔ اور ہر ناصع اللون (گہرے رنگ) کو فاقع کہتے ہین چاہے وہ رنگ سفید ہو یا اور کوئی رنگ اور ایسا ہی کہا گیا ہے۔ اور مشہور یہ ہے کہ فاقع کا استعمال زرد رنگ کے ساتھ مخصوص ہے اور محاورہ مین اسیطرح کہتے بھی ہین یعنی "اصفر فاقع" جیسے "احمر قراص" اور "اخضر جان" اور "ابیض یقق" اور "اسود حالک" یعنی پیلا ہلدی کا گابہ۔ لال بیر بہوٹی۔ ہرا پوت یا ہرا کائی اور سفید برف یا سفید بگلا۔ اور کالا بہلانون یا کالا کویلا۔

سخت عداوت کے دشمن کو عدو ازرق کہتے ہین اور موت کو احمر (سرخ) سے تعبیر کرتے ہین عیش و عشرت کو اخضر (سبز) سے تعبیر کرتے ہین اور خصب کو مدح کے مقام مین بھی استعمال کرتے ہین چنانچہ مخصب رحب الجناب یعنی اُسکی بارگاہ نہایت وسیع ہے اسکا یہ مطلب ہے کہ

---

[1] ترجمہ۔ مین نے جو تمام اشیاء کو دیکھا ہے اون مین سب سے زیادہ حسین منظر کی شئے کو میرے آنکھون نے نہین دیکھا سوائے سبز خال کے جو سرخ رخسارہ پر سیاہ آنکھ کے نیچے ہوتی ہے۔

وہ بڑا خیر و برکت والا ہے اور اغبر (غبار آلود) کا استعمال اس کے خلاف مین ہوتا ہے اور
دینار (اس ملک مین اشرفی کو خیال کرنا چاہیے) کو اصفر (زردی) کے ساتھ استعمال کرتے ہین اور
برے دنون یعنے آفات کے ایام کو ایام اسود کے ساتھ تعبیر کرتے ہین اور اس کے خلاف
مین اچھے دنون کو ابیض کہتے ہین یعنی نہایت خیر و برکت کے دن۔ اس شخص کو جسکی آنکھین ازرق
ہوتی ہین ازرق العین کہتے ہین اور اس سے اس کے بغض پر استدلال کرتے ہین اسیطرح
اون کے یہ اقوال بھی ہین ہو اسود الکبد و ہم "اسود الاکباد" و "صہب السبال" یعنے وہ شخص سیاہ
کلیجے کا اور وہ لوگ سیاہ کلیجے کے اور وہ دشمن ہے۔ صہب کے معنی اون بالون کے ہین
جنکی سفیدی مین سرخی ہو اور سبال سبلہ کی جمع ہے جس کے معنی مونچھون کے ہین۔

اہل عرب کے مردون کی یہ عادت ہے کہ سیدھے ہاتھ مین انگوٹھی پہنتے ہین لیکن یہ معلوم
ہوتا ہے کہ انگوٹھیون پر نقش کرنا زمانہ جاہلیت مین مستعمل نہین تھا۔ اسلام مین پہلے پہل انگوٹھی کا استعمال
آنحضرت صلعم نے کیا اور اس استعمال کی بنا یہ ہے کہ جب آپ نے بادشاہ فارس کو نامہ لکھنا چاہا تو
آپ سے کہا گیا کہ اہل عجم نامہ کو نہین لیتے جبتک کہ اسپر مہر نہ لگی ہو پس آپ نے چاندی کی انگوٹھی ص ۱۷۳
بنائی اور اسپر محمد رسول اللہ کندہ کرایا بعد مین اسکا استعمال اور رواج ایسا ہوا کہ انگلی مین انگوٹھی کا
پہننا عربون کی دول مغربیہ مین بادشاہ کی علامت اور اسکے خصائص سے سمجھا گیا۔ ابن خلدون
کہتا ہے کہ اہل عرب انگوٹھیون کے بنانے مین بہت اہتمام کرتے تھے چنانچہ سونے کی انگوٹھیان
بناتے تھے اور اون کو نگینون اور یاقوت اور فیروزہ سے مرصع کرتے تھے جسکو بادشاہ پہنتا تھا
اور یہ امرا دون کے نزدیک بادشاہ کے خصائص مین داخل تھا یعنے بادشاہ کا باتا سمجھا جاتا تھا
جسطرح چادر اور تلوار کا استعمال مشرق مین دولت عباسی کے ساتھ مخصوص تھا۔ اور عالی شان جمشید

لہ اصمعی کہتا ہے کہ صہب السبال اور اسود الاکباد یہ مثالین دشمنون کی نسبت استعمال کی جاتی ہین اگر قبائین
یہ رنگ نہو چنانچہ ابن قیس الرقیات کہتا ہے۔ ان تریني تغیر اللون مني ۔ وعلا الشیب مفرقي وقذالي۔ فظلال السیوف
شیبین راسي۔ واعتناقي فی الحرب صہب السبال۔
ترجمہ۔ اگر تو میرا رنگ متغیر دیکھتا ہے تو یہ کوئی تعجب کی بات نہین ہے کیونکہ ضعیفی میری تالو اور گدی تک چڑھ گئی ہے
علاوہ اسکے تلوارون کے سایہ سے سر سفید ہو گیا ہے اور اس صہب سے کہ مین جنگ مین دشمنون سے گلے
ملتا ہون ماخوذ از امثال میدانی ردیف صاد۔ مترجم

لگانا دولت عبیدیہ مین ملک مغرب مین تھا۔

جو خلفا رطبقہ صحابہ سے تھے وہ سیدھے ہاتھ مین انگوٹھی پہنتے تھے لیکن معاویہ ابی سفیان نے بائین ہاتھ مین پہننا اختیار کیا پس اموی خلافت مین یہی حال رہا پھر اسکو سفاح عباسی نے سیدھے ہاتھ مین پہننا اختیار کیا۔ ہارون رشید کے زمانہ تک انگوٹھی سیدھے ہاتھ مین پہنتے تھے لیکن اُس نے اس طریقہ کو بدل دیا اور بائین ہاتھ مین پہننا اختیار کیا۔ پھر اور لوگ بھی بائین ہاتھ مین پہننے لگے۔

خیال کیا جاتا ہے کہ انگوٹھیان چار قسم کی ہوتی ہین یاقوت کی انگوٹھی پیاس کے لیے مفید ہو اور فیروزہ کی مالداری کے لیے اور عقیق کی انگوٹھی پہننا سنت ہے اور چینی لوہے کی بطور تعویذ کے ہے بعض کہتے ہین کہ اخیر قسم کی انگوٹھی خوف وخطر سے بچنے کے لیے مفید ہے۔

متاخرین کے کلام سے پایا جاتا ہے کہ جس نے عقیق کی انگوٹھی پہنی اور ابو عمرو بن علار کا قصیدہ پڑھا اور فقہ شافعی پڑھی اور قصیدہ ابن زریق کو یاد کیا تو اسکا ظرف کامل ہو جاتا ہے یعنی وہ صاحب کمال ہو جاتا ہے۔ ابن زریق کا نام ابوالحسن علی بن زریق بغدادی ہے لیکن اُس کا قصیدہ جس کا ذکر کیا گیا اسکا مطلع یہ ہے

لاتعذلیہ فان العذل یولعہ قد قلت حقاً ولکن لیس یسمعہ[1]

کہا جاتا ہے کہ عرب کے پادشاہ زمانہ جاہلیت مین تاج پہنتے تھے پہلے پہل جس نے سونیکا تاج پہنا وہ حمیر بن سبا ہے۔ پھر اُس کے بعد کے پادشاہ اپنے تاجون مین ہر سال ایک ایک جوہر زیادہ کرتے تھے تاکہ اسکی مدت سلطنت کی تعداد معلوم ہو کہ اُس نے اتنے سال سلطنت کی اور اون جواہر کے دانون کو خرزات الملک کہتے تھے۔ زمانہ اسلام مین بنی امیہ اور بنی عباسی کے خلفا وہ اپنے دربار مین قبۃ التاج مین اپنی مسند پر بیٹھتے تھے اور کندھون پر جناب رسالت مآب صلعم کی چادر دوجو محفوظ چلی آتی ہی) ڈالتے تھے اور اپنے سر دن پر عمامہ رکھتے تھے اور سامنے تلوار رکھی جاتی تھی۔ ان مین عمامہ بجائے تاج کے تھا۔ ابتدا مین جس نے پادشاہ کے لیے تخت اختیار کیا وہ معاویہ بن ابی سفیان ہے۔ بعد کے پادشاہون نے

---

[1] ترجمہ۔ تو اسکو ملامت مت کر کیونکہ ملامت اُس کو بھڑکاتی ہے۔ یہ مین نے سچی بات کہی ہے لیکن وہ اسکو بھی نہین سنتا۔

اس امر کی پیروی کی۔

صہ ۱۷۴ اور یہ سلاطین ابتدا اپنے پرتلون اور تلوارون اور گھوڑون کی لگامون اور زینون کو کسیقدر چاندی سے مزین کرتے تھے۔ معتز عباسی نے اسمین زیادتی یہ کی کہ بجائے چاندی کے سونے کو شریک کیا پھر تو اس زینت مین اس قدر زیادتی اور ترقی ہوئی کہ بعد کے بادشاہون نے اپنے گھوڑون کے نعل بھی سونے اور چاندی کے بنائے۔ اس سے قبل یہ بات بھی رواج پاچکی تھی کہ لباس کے کپڑون کی بنوٹ کے نقش مین بادشاہون کے نام اور اُن کے علامات حروف زرکے تارون سے یا ایسے تارون سے جو کپڑے کے رنگ سے مخالف ہوتے تھے بنے جاتے تھے۔ اور نیز بادشاہ جس اعلی درجہ کے شخص کو خلعت دینا چاہتا بعض وقت خلعت پانے والے کا نام بھی اُس کپڑے مین منقش ہوتا تھا۔ اس طریقہ کو انہون نے عجمی بادشاہون سے اختیار کیا تھا جو کہ اپنے صورتون اور شکلون کو کپڑے مین بطور نقش کے بنواتے تھے ایسے نقش بنانے کے لیے خاص کارخانے تھے جنکو "دور الطراز" کہتے تھے اور جو شخص اس کام کا منتظم اور معلم ہوتا تھا اُسکو "صاحب الطراز" کہتے تھے۔

بڑی سلطنت کے بادشاہ جس کسی کو ایک چھوٹی سلطنت کا حاکم بنانا چاہتے تو وہ اُسکو سات خلعتین پہناتے تھے اور اُسکو طوق۔ تاج۔ سوارین (وہ جواہرات کا زیور جو ہاتھون مین پہنتے ہین یعنی کنگن) پہناتے تھے اور اون کو جھنڈا بھی دیتے تھے۔ اور اُس کے علاوہ (کمربند) مین دو تلوارین باندھتے تھے اور اپنے لیے خطبہ قایم کرنے کی بھی اون کو اجازت دیتے تھے خلع کا لفظ جو جمع کے معنی مین ہے اس کا واحد خلعت ہے اور خلعت اُس لباس کو کہتے ہین جسکو خلیفہ اپنے جسم سے اتار کر اُس شخص کو پہناتا تھا جسکو خلعت دینا چاہتا تھا۔ پھر تو خلعت کے معنی مین بہت وسعت ہوگئی یہان تک کہ عام لوگ بھی جو بطور دوستانہ اپنا لباس ایک دوسرے کو دیتے ہین اُسپر بھی خلعت کا استعمال ہوتا ہے۔ ایک شاعر کہتا ہے۔

ابشری بقدوم من اهبته ولک البشارة بالمسرة والهنا

لو کان اسمحنی علیک بخلعة لوکان عندی حلة غیر الفنا[1]

---

[1] ترجمہ۔ کیا تو مجھکو اُس شخص کے آنے کی خوشخبری دیتا ہے جسکو مین محبوب رکھتا ہون (اگر ایسا ہی ہے) تو تجھکو بھی مین خوشی کی خوشخبری اور مبارک بادی سے خبر دیتا ہون۔ اگر میرے پاس اس لباس کے علاوہ دوسرا لباس ہوتا تو تجھ کو مین خلعت دیتا۔

عربون کی عورتین بھی مثل مردون کے انگوٹھیان پہنتی تھین اور بعض وقت دسون انگلیون مین انگوٹھیان یا چھلے پہنا کرتی ہین اور اپنے ساعد (ہاتھ) مین کنگن پہنتی ہین مثال یعنے محاورہ مین حاتم طائی کا وہ قول بھی بیان کیا جاتا ہے جبکہ اُس کو ایک لونڈی نے جس وقت کہ وہ ایک لڑائی مین قید تھا طمانچہ ماری تھی۔ تو اُس وقت اُس نے یہ کہا لو ذات سوار لطمتنی" کاش کہ مجھکو کوئی کنگن والی عورت طمانچہ مارتی۔ میدانی کہتا ہے کہ اس قول سے یہ مراد ہوتی ہو کہ مجھکو کوئی حرہ عورت طمانچہ مارتی تو بہتر تھا کیونکہ اہل عرب اُس وقت تک لونڈیون کو کنگن نہین پھناتے تھے پس حاتم کے قول کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اگر مجھ کو طمانچہ مارنے والی حرہ عورت (شریف بی بی) ہوتی تو ناگوار نہ ہوتا۔ بعض کہتے ہین کہ اُس نے یہ کہا تھا کہ "لو غیر ذات سوار لطمتنی" یعنے ایسی عورت مجھکو طمانچہ مارتی جو کنگن پہننے والی نہ ہو یعنے لونڈی ہوتی تو بہتر تھا کیونکہ اُس سے بدلا لیا جا سکتا ہو اور شریف عورتون سے بدلا نہین لیا جاتا۔

اور عورتین مجول (پازیب) بھی پہنتی تھین اس کو اجال اور حجول بھی کہتے ہین اُس کا واحد مجل ہے اور اسی کا نام خلخال ہے اور یہ مثل سوار (کنگن) کے چاندی کا زیور ہے جسکو عرب کی عورتین پانون مین پہنتی ہین۔ ص ۱۷۵

دملج یا دملوج وہ زیور ہے جو ڈنڈ مین پھنا جاتا ہے اور یہ مثل سوار (کنگن) کے ہوتا ہو جسکو ہندی مین بازو بند یا جوشن کہتے ہین بعض کہتے ہین کہ پہنچے مین پھنا جاتا ہے جسکو ہندی مین پہونچی کہتے ہین اور عقود (لچھے) گلے مین باندھتی ہین اور قرط (جھمکے) کانون مین پہنتی ہین قرط کی جمع اقراط ہے۔ بعض عورتین ناک مین خزام (نتھ) پہنتی ہین۔ عورتون کے زیورات کو جو جواہر اور قیمتی نگینون کے ہوتے ہین بجاذق کہتے ہین۔ کہا گیا ہے کہ برّہ واحد ہے بُرکا اور یہ ایک زیور ہے جو پانون مین پہنتے ہین اسکو بجائے پازیب یا پایل کے سمجھنا چاہیے۔ اور حان قلادہ کو کہتے ہین یعنے لچھا۔ بعض کہتے ہین کہ حان سوار کو کہتے ہین۔ حبلہ بھی ایک زیور ہے جو قلائد (لچھون) مین ڈالا جاتا ہے۔ اور مجس (چھلا) وہ حلقہ جو انگلی مین پھنا جاتا ہے خوق جھمکے کے حلقہ کو کہتے ہین۔ شنف مثل دملج کے ہوتا ہے جو پہنچے مین پھنا جاتا ہے۔ حقاب وہ شئے ہے جس عورتین اپنا زیور لٹکاتی اور اُس کے بیچ مین باندھتی ہین۔ حرہ یعیصۃ زیور کے ایک قطعہ کو کہتے ہین۔ عربون کے اس قول "ما علیہا فضاض" سے مراد یہ لی جاتی ہے کہ اُس پر بہت ہی کم زیور ہے یعنی جس عورت کے بدن پر کچھ زیور نہین ہوتا ایک شاعر کہتا ہے۔

ولو اشرفت من کفۃ الستر عاطلاً لقلت غزال ما علیہ خضاض[1]

حوط اُس بٹی ہوئے سرخ وسیاہ دو رنگ کی دہاگے کو کہتے ہین جسمین پوت اور چاندی کا ہلال ہوتا ہی اسکو عورت بیچ مین باندھتی ہے تاکہ نظر بد سے محفوظ رہے - چھوٹے بچون کو بھی یہ ڈوری باندھ دی جاتی ہی شاید حوط ہی کو عوذہ (تعویذ) کہتے ہین - بعض مولفین کہتے ہین کہ تعاویذ عوذہ کی جمع ہے یہ ایک مستدیر گول شکل ہے جو مثل چاند کے بنائی جاتی ہے یا نصف دائرہ کی شکل بصورت نعل چوپایہ کے ہوتی ہے اور اسپر حروف مین کچھ نقش ہوتا ہی اور اسکو بچون کے گلے مین باندھ دیتے ہین عکاشہ بن عبد الصمد کہتا ہے -

وجاؤا الیہ بالتعاویذ والرقی وصبوا علیہ الماء من شدۃ النکس

وقالوا بہ من عین الجن نظرۃ ولو صدقوا قالوا من اعین الانس[2]

اسلام مین جو لوگ تعویذ دینے مین مشہور ہوے ہین منجملہ اون کے ابو محمد المبارک بن المبارک بن السراج التعاویذی البغدادی الزاہد ہے جنکی وفات ۵۵۳ھ م ۱۱۵۸ع مین ہوئی -

بچون کے گلون مین اور زیور جو پہناتے ہین ان مین سے ایک طوق بھی ہے اور اس طوق کے پہنانے پر منت بھی مانی جاتی ہے تاکہ بچے تندرست رہین اور اون کی عمر مین دراز ہون اور یہ طوق بچے کے بڑے ہونے اور جوان ہونے تک اُس کے گلے مین پڑی رہتی ہے سب سے پہلے جس نے بچے کے گلے مین طوق ڈالا گئی وہ عمرو بن عدی بن نصر ہے یہ طوق اُس کے گلے مین اُس کے مامون جذیمۃ الابرش نے ڈالی تہی - جذیمۃ الابرش اہل عرب کا پہلا پیشرو فوج ہے - جبکہ اسکی بہن رقاش یعنی ام عمر نے اپنے بچے عمرو مذکور کو اسکے پاس لائی تھی - پہر جب عمرو مذکور بڑا (جوان) ہوگیا اور ایک مدت دراز کے بعد جبکہ اسکو جن نے اُڑا لے گیا تھا اپنے مامون کے پاس لایا گیا تو اُس کے دیکھنے سے اُسکا مامون نہایت خوش ہوا اور یہ کہا کہ عمرو طوق پہنا رہا اور جوان بھی ہوگیا تو اُس وقت سے یہ مثل ہوگئی یعنے

ص ۱۷۶

[1] ترجمہ - اگر محبوبہ گوشہ حجاب سے یون ہی جہانکے تو مین کہونگا کہ ہرنی ہے کہ اُس پر خضاض (زیور) نہین ہے -

[2] ترجمہ - وہ اُسکے پاس تعویذ اور منتر لیکر آئے اور شدت مرض کے سبب اونہون نے اُس (مریض) پر پانی ڈالا اور یہ کہا اسپر جن کی نظر ہی جب اُنکے کلام کی تصدیق کی گئی تو اونہون نے کہا کہ یہ انسان کی نظر ہے -

شب عمرو عن الطوق"۔

منجملہ اون زیورات کے جو بچون کو پہنایا جاتا ہے سخاب بہی ایک زیور ہے یہ ایک ہار ہوتا ہے جو ایک قسم کی خوشبوئی اور لونگون وغیرہ سے بنایا جاتا ہے اسمین موتی اور کسی قسم کا جوہر نہین ہوتا ہے۔ تبنی کہتا ہے۔

عفا عنہم واطلقہم صغارا وفی اعناق اکثرہم سخاب[1]

عرب کی عورتون کی یہ عادت ہے کہ ہاتھ کے ناخون کو مہندی سے رنگتی ہین یعنے مہندی لگاتی ہین بخلاف ہاتھون اور پانون کے کیونکہ ہاتھون اور پانون کو ہلکے پیلے رنگ سے رنگتی ہین اور آنکھون مین اثمد (ایک قسم کے پتھر کا) سرمہ لگاتی ہین۔ بیان کیا جاتا ہے کہ سب سے پہلے عرب کی عورتون مین جس نے آنکھون مین سرمہ لگایا وہ زرقاء یمامہ تہی اور یہ قبیلہ جدیس کی ایک عورت تہی۔ اسکی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ وہ ہر چیز کو تین دن کے راہ کی مسافت سے دیکھ سکتی تہی۔ اسکا نام عنز ہے اسکی نسبت تبنی کہتا ہے۔

والبصر من زرقاء جو لانتی متی نظرت عیناہا علمی[2]

---

[1] ترجمہ۔ ایک دوسری روایت مین بجائے اطلقہم کے اعتقہم ہے معنی یہ ہین کہ اس نے آنکو معاف کرکے کم سنی مین آزاد کردیا چنانچہ ابتک اُن کے گلون مین لونگون وغیرہ کے ہار (علامت آزادی) موجود ہین۔

[2] ترجمہ۔ مجھہ کو اس (شب رو) نے مقام جو کے عورت زرقاء سے زیادہ تیز نظر کردیا ہے کیونکہ جب میری دونون آنکھین کسی چیز کو دیکھتی ہین تو میرا علم اُن سے پہلے اس چیز کو دریافت کرلیتا ہے۔ اس شعر مین شاعر نبی زرقاء کی نظر پر اپنی نظر کی فضیلت بیان کرتا ہے کیونکہ وہ کہتا ہے کہ جب میری نظر کسی چیز پر پڑتی ہے تو فوراً اُس کی حقیقت کو جان لیتی ہے بخلاف زرقاء کے چنانچہ ایک وقت زرقاء نے حسان بن تبع حمیری کے لوگون کو دیکھی کہ وہ درختون کو کہاڑ کر لارہے ہین اس فعل سے اُنکی یہ غرض تہی کہ زرقاء کو دہوکہ دین کیونکہ جب وہ اپنی نظر سے ہمارے اس حالت کو دیکھیگی تو وہ پہچان کر اپنی قوم کو خبردار کردیگی مگر لوگ اسکو سچ نہ جانینگے اور اس صورت مین ہم کو کامیابی ہوگی چنانچہ ایسا ہی ہوا جب زرقاء نے اون کے اس حال کو مشاہدہ کیا تو یہ کہی:-

اقسم باللہ لقد دب الشجر او حمیر قد اخذت شیأ یجر

مگر قوم نے اسکے بیان کو جہوٹ جانا اور اس سبب سے حسان کا حیلہ چل گیا اور اُسنے آکر خوب لوٹ مار کی اور قتل کا بازار گرم کیا۔ اور یہ قصہ مشہور ہے۔ اس شعر کا ترجمہ یہ ہے۔ مین قسم کہا کر کہتی ہون کہ یا تو درخت چل رہے ہین یا حمیری لوگ کسی چیز کو کہینچکر لارہے ہین۔ مولف

زرقا عرب کی عورتون مین تین عورتون کا نام ہے ایک تو یہی ہے جسکا ہم ذکر ہے ہین احد تیزی نظر مین اسکی مثال دیجاتی ہے اور کہا جاتا ہے "ابصر من زرقاء" یعنے زرقا سے زیادہ دیکھنے والا اسیطرح یہ بھی کہا جاتا ہے "ابصر من عقاب یلاع" یعنے صحرائی عقاب (چیل یا گدہ) سے زیادہ تیز بصارت والا اسیطرح تیری بصارت مین یہ مثالین بھی دیجاتی ہین "ابصر من غراب" "ابصر من الوطواط باللیل" "وابصر من کلب" یعنے کوے سے زیادہ بینائی والا اور رات مین چمگاڈر سے زیادہ دیکھنے والا اور کتے سے زیادہ تیز بصارت والا - دوسری عورت زبا جزیرہ کی ملکہ ہے جسکا نام ہند تھا - تیسری عورت بسوس بنت منقذ التمیمیہ ہو اسی کے طرف مشہور جنگ بسوس منسوب ہے[1] - بدفالی مین اسکی مثال دیجاتی ہے اور کہا جاتا ہے "اشأم من ناقۃ البسوس" یعنی بسوس کی اونٹنی سے زیادہ بدفال ہے عرب کی عورتون کی یہ بھی ایک عادت ہے کہ اس اثمد کو اپنے ہونٹون اور مسوڑون پر ملتی ہین تاکہ دانتون کی چمک بڑھ جائے - اور اسی سے وہ گودنی بھی ہین یعنے جسم کی جلد پر حیوانات اور پھولون اور ستارون کی شکلین باریک خطوط سے بناتی ہین اسلام مین اسکی سخت ممانعت ہے -

ص ۱۷۷

اونکی یہ بھی عادت ہے کہ بالون کو کنگی سے درست کرکے اور اون کو جمع کرکے پیچھے گرہ ڈالتی ہین یعنے پیچھے جوڑہ باندہتی ہین جیسے اس ملک مین عورتین کرتی ہین - جمیر کے معنی اندھیری رات کے ہین - ترجیل کے معنی بالون مین کنگی کرنے کے ہین - مرجل - مسرح - ممشط - کنگی کو کہتے ہین - غدائر غدیرہ کی جمع ہے اور اس کے معنی بالون کی لٹ کے ہین اور عقیصہ کے معنی بالونکی لٹون کو جمع کرنے کے ہین - ذوائب گیسوؤن کو کہتے ہین - تقضیب الشعر کے معنی جوڑہ باندہنے کے ہین - سعفات اون بالون کو کہتے ہین جو سر کے بیچ مین اوپر ہوتے ہین جیسے ہندو لوگ رکھتے ہین اور

---

[1] بسوس ایک عورت کا نام ہے جو بڑی منحوس خیال کی گئی ہے کہا گیا ہے کہ اس کے شوہر کو تین مقبول دعاؤن کی اجازت ملی تھی اسکی عورت نے اس سے درخواست کی کہ میرے لیے ایک دعا کرا لیجئے کہا تو کیا چاہتی ہے بسوس نے کہا کہ مین بنی اسرائیل مین بڑی خوبصورت عورت ہونا چاہتی ہون اس کے شوہر نے دعا کی اور وہ بڑی خوبصورت عورت ہوگئی اس کے بعد وہ اپنے شوہر سے کنارہ کش ہوئی اسکے شوہر نے اس مرتبہ خدا سے دعا کی کہ وہ بہو نکتی ہوئی کتیا بن جائے اور وہ کتیا ہوگئی اسکے بیٹے اس کے پاس آئے اور کہا کہ اس سے لوگ ہم کو عار دلاتے ہین آپ دعا کرین کہ وہ پھر اپنی اصلی حالت پر آجائے پھر اس نے دعا کی اور بسوس اپنی اصلی حالت پر آگئی - مترجم

جسکو دکن کی زبان مین جٹ کہتے ہین - پیشانی کے بالون کو غسن کہتے ہین - سینہ کے بالون کو صدر کہتے ہین موے زہار کو عانہ کہتے ہین - انسان کی پیٹھ کے بالون کو عفرتہ کہتے ہین - لمۃ سر کے اُن بالون کو کہتے ہین جو مونڈھون سے ملے ہوئے ہوتے ہین - کانون سے بہوون تک جو بال ہوتے ہین اون کو مسایخ کہتے ہین وفرہ اون بالون کو کہتے ہین جو انسان کی لولک تک پہونچتے ہین - طرہ اون بالون کو کہتے ہین جو پیشانی کو ڈھانپ لیتے ہین - جمہ وہ بال ہین جو سر کے پورے حصہ کو چھپا لیتے ہین ہدب آنکھ کے کنارون کے بالون کو کہتے ہین عنقفقہ ریش بچہ کو کہتے ہین - اور شارب موچھون کو کہتے ہین - ننھون کے بالون کو حار کہتے ہین یعنے موے بینی عقیقہ انسان اور بہائم کے بچون کے بالون کو کہتے ہین - اور جذع کے صوف کو بھی عقیقہ کہتے ہین[1] حدیث مین آیا ہے کہ نسیکہ کہو عقیقہ نہ کہو کیونکہ اہل عرب زمانہ جاہلیت مین اُس سے بدفالی لیتے تھے انسان وغیرہ کے بالون کو شعر کہتے ہین - بکری کے بالون کو مزعزار کہتے ہین اور اونٹ کے بالون کو وبر کہتے ہین - اور بکری کے بالون کو صوف بھی کہتے ہین - گدہے کے بالون کو عفاء کہتے ہین پرند کے بالون کو ریش کہتے ہین - اور پرند کے بچے کے بالون کو زغب کہتے ہین شتر مرغ کے بالون کو زف کہتے ہین - سور کے بالون کو ہلب کہتے ہین اور مچھلی کے پرون کو حرشف کہتے ہین -

بالون کے اوصاف مین یہ الفاظ مستعمل ہوتے ہین جب بال گھنے ہوتے ہین تو اونکو جعال کہتے ہین - جب ملے ہوئے اور سیاہ ہوتے ہین تو اون کو وصف کہتے ہین اور جب بہت ہوتے ہین تو اُن کو کث بھی کہتے ہین - اگر بدن مین زیادہ بال ہوتے ہین تو اون کو زبب کہتے ہین اسی سے یہ محاورہ ہے رُجل ازب وامرأۃ زباء یعنے بہت بالون والا مرد اور بہت بالون والی عورت جب وہ پھیلے ہوئے ہوتے ہین تو اون کو سبط کہتے ہین - اس کے خلاف مین جعد کہتے ہین اور جب اوسط درجہ کے ہوتے ہین یعنے نہ کم زیادہ تو اون کو رجل کہتے ہین اور لمبے اور خوب صورت بالون کو مغدودن کہتے ہین -

جب سر پر بال نہین ہوتے ہین تو ایسے شخص کو اصلع کہتے ہین - جب بہوون پر بال نہین ص ۱۷۸

[1] بکری کے بچے پر جب کہ وہ دوسرے سال مین ہوتا ہے جذع کا اطلاق ہوتا ہے - اور گائے اور گہوڑے کے بچے کو بھی جذع کہتے ہین جبکہ وہ تیسرے سال مین ہوتا ہے - اور اونٹ کے بچے کو بھی جذع کہتے ہین جبکہ وہ پانچوین سال مین ہوتا ہے - مترجم

ہوتے ہین تو اُس شخص کو امرط یا پلکہین نہ ہون تو اسکو امعط کہتے ہین اور جس کے رخسار پر بال نہ ہون تو اُس کو امرد کہتے ہین یا بدن پر بال نہ ہون تو اسکو املط کہتے ہین۔

آبادی مین رہنے والی عورتون کو اپنے چہرون کی درستی اور زینت مین ایک خاص مذاق ہے حف اور عفاف کے معنی چہرہ کے بال لگالکر خوب صورت کرنے کے ہین اور اُس وقت کہتے ہین حفت المرأہ یعنی عورت نے اپنے چہرہ کے بال دور کردی۔ ترجیج کے معنی بھوون کو باریک اور آنکھ کے کیون تک طول کرنا ہین۔ صبغ کے معنی چہرہ کو سفیدیا سرخ رنگ سے رنگنے کے ہین اسمین بدوی عورتین ان کی شریک نہین ہین یعنے وہ چہرون کو رنگا نہین کرتین تبنی کہتا ہے۔

حسن الحضارۃ مجلوب بتطرتیہ وفی البداوۃ حسن غیر مجلوب[1]

اقسام کی خوشبوئیان لگانا یہ بھی عرب کی بدوی عورتون کی زمانہ جاہلیت کی عادت ہے کیونکہ وہ بہت خوشبوئیان لگاتی تہین اور عموماً اون مین ہر ایک کے پاس ایک قشوۃ یعنی تھیلی ہوتی تھی جسمین وہ اپنی زینت کا سامان اور عطریات وغیرہ رکھتی تھین۔ بعض کہتے ہین کہ یہ خوشبوئی کی سیپیان ہوتی ہین جو خاص عورتون کے پاس رہتی ہین اور وہ اون کو کبھی اپنے سے علٰحدہ نہین کرتین حتی کہ اگر وہ ایک مقام سے دوسرے مقام کو سفر بھی کرتی ہین تو یہ اون کے ساتھ رہتی ہین۔ اور مثال مین یہ کہتے ہین "لاعطر بعد عروس" یعنی عروس (جو ایک قسم کا عطر ہے) کے بعد پھر کوئی عطر نہین ہے۔ اور یہ مذمت کے طور پر اُس وقت کہتے ہین کہ جبکہ چیزین وقت حاجت کیلیے ذخیرہ کے طور پر جمع کیجاتی ہین اس کو بنی عذرہ کی ایک عورت نے جسکا نام اسماء بنت عبداللہ تھا کہا ہے جبکہ اُسکا شوہر جو اُسکا چچیرا بھائی بھی تھا اور جسکا نام عروس تھا مرگیا تھا۔ اس کے بعد اُس سے ایک دوسرے شخص نے جو نہایت بخیل اور جس کے منہ مین بدبوئی تھی اور بدخلق بھی تھا نکاح کیا اور اُس سے کہا کہ تو اپنا عطر لگاکر آتو اُس نے کہا "لاعطر بعد عروس" اُس وقت سے یہ ضرب المثل ہوگئی۔

اسیطرح خوشبوئی کا استعمال شہری عورتون اور مردون مین بھی رہا ہے خاص کر اسلام کے بعد بھی اون کی طبیعتین اُسکی طرف زیادہ راغب رہی ہین۔ پس عورتین اور مرد عموماً مشک کا استعمال

---

[1] ترجمہ۔ شہری عورتون کا حسن بناوسنگار سے ہوتا ہے اور بدوی عورتون کا حسن غیر مصنوع یعنی بے تکلف اور سادہ ہوتا ہے۔

کرتے تھے۔ اور نیز مشک وعنبر سے بنی ہوئی جو شبوئی کا بھی استعمال کرتے تھے ابن عباس کی حکایت بیان کیجاتی ہے کہ وہ خوشبوئی کو اپنی کنپٹی پر اسطرح سے جا لیتے تھے کہ لوگ خیال کرتے تھے کہ اونہون نے کوئی چیز اپنی کنپٹ پر لگائی ہے۔ اور عام لوگ بھی جسم پر خوشبوئی ملا کرتے تھے یعنی بٹنا وغیرہ ملتے تھے۔ مدنیہ کے لوگ اس قدر خوشبوئی لگاتے تھے کہ تمام گلیان خوشبوئی سے معطر ہوجاتی تہین۔ اور اسی واسطے مدنیہ کا نام طیبہ ہوا۔

غالیہ یعنی خوشبوئی جسکا اوپر ذکر ہوا وہ مختلف قسم کی خوشبوئون سے مرکب ہے۔ کہا گیا ہے کہ سب سے پہلے اسکا نام غالیہ سلیمان بن عبدالملک خلیفہ اموی نے رکہا ہے۔ اور یہان ایک اور خوشبوئی بھی ہے جسکو ند کہتے ہین یہ عود۔ عنبر اور لوبان سے بنائی جاتی ہے اور اس کو مثلث بھی کہتے ہین کیونکہ یہ تین قسم کی خوشبوئی سے بنتی ہے۔ درۃ الغواص مین لکہا ہے کہ مثلث صحیح نہین ہے بلکہ اس کو مثلوث کہنا چاہیے۔ لیکن کافور جو ایک خوشبوئی ہے زیادہ تر اس زمانہ مین مردون کی لاشون مین رکہا جاتا ہے اور افادیہ بھی جو خوشبوئی کی ایک قسم ہے زیادہ تر اس کا استعمال علاجات مین ہوتا ہے عطر کی ایک اور بھی قسم ہے جسکا نام نارَدین ہے اور یہ ایک درخت سے بنایا جاتا ہے جسکا نام بھی نارَدین ہے اور اسی کے طرف یہ منسوب ہے۔ محیط المحیط مین لکہا ہے کہ نَردین یا نارَدین سنبل رومی کا نام ہے جو یونانی کلمہ نردس کا معرب ہے۔ ۱۷۹ صہ

فصل سیوم

عربون کے کہانون کے اقسام اور اسکے آداب کا بیان

بعض مولفین ملک عرب کی خشکی پر نظر کرکے کہتے ہین کہ اسی وجہ سے اہل عرب کی عادت غذا کے نسبت قناعت پر مائل ہے۔ کیونکہ اکثر غریب لوگ ایک ہی وقت کہاتے ہین اور وہ بھی جو کہاتے ہین بہت ہی ادنی درجہ کی اور خراب قسم کی روٹی ہوتی ہے جو جوار کے آٹے سے بنائی جاتی ہے اور اسکو دودہ یا اور کسی چیز کے ساتہ بطور سالن کے کہاتے ہین۔ اور گوشت بہت کم کہاتے ہین۔ ابن خلدون کہتا ہے کہ کوئی قوم مضر سے زیادہ تنگ حالت کی یعنے بہوکون مرنے والی نہین ہے۔ اور یہ اُس وقت کی حالت ہے جب کہ وہ حجاز مین تھے تو وہ اکثر بہوکون

اور خنافس کو کہاتے تھے[1] اور وہ علہز کے کہانے پر فخر کرتے ہین اور علہز کے معنی اونٹ کے پشم کے ہین جسکو وہ خون مین ملاکر پکا کرتے ہین - قریش کی حالت بھی بالاجمال قریب قریب اسی کے ہے - کہا جاتا ہے کہ عام اہل عرب کی غذا اور قوت کے تین مواد ہین اور وہ دودھ - گوشت اور بعض حبوب یعنی بیج یا اناج ہے -

صہ ۱۸۱ دودھ کی بہت سی قسمین ہین - ازانجملہ حریف بھی ایک قسم ہے اور حریف اُس دودھ کو کہتے ہین جو اُسی وقت دوہا گیا ہو - زبد وہ ہے جو گائے اور بکری کے دودھ سے نکالا جاتا ہے اور جباب وہ ہے جو اونٹ کے دودھ سے نکالا جاتا ہے اور چونکہ دودھ عربون مین عام غذا ونکا اصل ہے تو وہ اُس کو احد اللحمین سے تعبیر کرتے ہین یعنے دو گوشتون مین سے ایک گوشت سمجھتے ہین اور کہتے ہین کہ ازروئے غذا کے گوشت ہے اور ازروئے سقایت کے یعنے سیراب کرنے کے دودھ بھی غذا ہے - اور اُس کو بہ لحاظ ظروف کے جو وہ استعمال کرتے ہین علہزہ علہزہ نام سے موسوم کرتے ہین اور اسی نام سے وہ اسکو پکارتے ہین -

ان ناموں مین سے قبیل بھی ایک نام ہے اور یہ وہ دودھ ہے جو نصف النہار مین پیا جاتا ہے - فیقہ اُس دودھ کو کہتے ہین جو اونٹنی کے تھنون مین دو وقت کے دوہنے کے عرصہ مین جمع ہوتا ہے - اور اونکا یہ محاورہ اسی پر مبنی ہے یعنے "مہلا فواق ناقۃ" کے یہ معنی ہین کہ مجھکو اتنی مہلت دیجائے کہ جتنی مہلت اونٹنی کے دو وقت کے دوہنے مین ہوتی ہے مغلام اور ظلیم وہ دودھ ہے جو دہی جمانے کے برتن مین جمع کرلیا جاتا ہے اور دودھ دوہنے والا پینے والے کے لیے رکھ چھوڑتا ہے اور وہ اُس کو دہی ہوجانے سے قبل پی لیتا ہے - جرمکوک جرمکیک - جلعطیط اور جلعطوط وہ گرم دودھ جس سے دہی جمایا جاتا ہے - بہ ید وہ دودھ جو بالکل دہی ہوگیا ہو فسیح اور ضیاح وہ دودھ جو دہی ہوگیا ہو اور اسمین پانی ڈالکر رقیق کیا گیا ہو اور یہ دودھ باعتبار تازگی کے اچھا ہوتا ہے - اعلابہ کے معنی یہ ہین کہ مرد چراگاہون مین دودھ دوہ کر گھرون کو بھیجتے ہین کیونکہ عورتین جنگل مین دودھ دوہنے کو ننگ وعار سمجھتے ہین ہبیط وہ دودھ جو دہی ہوگیا ہو اور اسمین اور دودھ ڈالا گیا ہو - دغیس بہیٹر کا دودھ جسمین بکری کا دودھ شریک کیا گیا ہو

---

[1] خنافس ایک جانور کا نام ہے اُس کو مثل جھینگی وغیرہ کی قسم سے سمجھنا چاہیے یہ جانور نہایت گندہ اور بدبودار ہوتا ہے - مترجم

تہوڑے دودھ کو نفش کہتے ہین مذقہ وہ دودھ جسمین پانی ملایا گیا ہو اور اس کو سمار بھی کہتے ہین۔ رثیہ وہ دودھ جسمین ترشی اور شیرینی ہو۔ صرام وہ دودھ جو دوہنے کے بعد تھنون مین چھوڑا جائے یعنی دو وقت کے دوہنے مین جو دودھ کسی خاص ضرورت کیلیے چھوڑ دیتے ہین۔ شخب وہ دودھ جو دوہنے کے وقت اسکی دھار تہن سے لبنی نکلے۔ ارتجان کے معنی مسکہ کو دودھ مین ملانے کے ہین۔ دالج وہ دودھ جو تھنون مین چڑہا دیا جاتا ہی اسطرح سے کہ تھنون پر پانی مارا جاتا ہے اور اس عمل سے اونٹنی کا دودھ چڑھ جاتا ہے یعنے دودھ کم نکلتا ہے اور اسکے سبب سے وہ اونٹنی موٹی ہو جاتی ہے۔ غبرہ وہ دودھ جو باقی رہ جاتا ہی رمث وہ تہوڑا دودھ جو تھنون مین باقی رہ گیا ہو۔ بجحہ دودھ کی وہ چکنائی جو ہاتھون کو اور برتنونکو لگ جاتی ہے۔ قارص وہ دودھ جسکا ذائقہ زبان کو تیز معلوم ہو۔ حاذر ترش دودھ۔ سوابۃ الرضف وہ گرم دودھ جو گرم پتھرون سے جوش دیا جائے اور وہ اس جوش سے تہوڑا رہ جائے

گوشتون مین ایک عنائد ہے جو بہونا جاتا ہے چنانچہ حریری اپنے پہلے مقالہ مین جسکا نام صنعانیہ ہے کہتا ہے "فوجد تہ محاذیا التلمید علی خبز سمید وجدی حینذ" یعنے پایا مین نے اسکو جس حال مین کہ شاگرد کے مقابلہ مین بیٹھا ہوا ہے اور سامنے سفید روٹی اور بہونی ہوئی بکری کا گوشت رکہا ہوا ہے۔ ذبح کیے ہوئے اونٹ کے قبل تقسیم کے جو حصے اور ٹکڑے کیے جاتے ہین اسکو نقیعہ کہتے ہین۔ گوشت مین نہایت بدتر غذا قدید ہے یعنی سوکہا گوشت۔ اسی بنا پر وہ اپنی محاورون مین اس شخص کی نسبت جو اپنی سخاوت زیادہ ظاہر کرتا ہے اور حقیقت مین کم سخاوت کرتا ہے یہ کہتے ہین "شریف قوم بطعم القدید" یعنے قوم کا شریف ہے جو قدید کہلایا کرتا ہے۔ بلکہ اہل عرب جب گہوڑون کو گہاس نہین ملتی ہے تو سوکہے گوشت کو کوٹ کر اون کو کہلاتے ہین چنانچہ نمر بن تولب جناب رسالت مآب صلعم سے کہا تھا۔

انا اتیناک وقد طال السفر۔ اقود خیلا رعفا فیہا ضرر۔ اطعمہا اللحم اذا عز الشجر[1]

اور وہ یہ خیال کرتے ہین کہ عمدہ ترین گوشت ہین دست کا گوش ہے اور اس کے کہانے کے

ص ۱۸۱

---

[1] ترجمہ۔ ہم جو آپ کے پاس آئے ہین تو سفر کا زمانہ بہت طول ہو گیا یعنے بڑا سفر کر کے آنا پڑا۔ اب جو آیا تو گہوڑون کو ہانکتا ہوا لے آیا جس مین بڑا ضرر ہوا مین اون کو گوشت کہلاتا رہا جب کہ درختون کی سبزی میسر نہ ہوئی۔

طریقہ پر فخر کرتے ہین اور اس کے متعلق ایک محاورہ بھی استعمال کرتے ہین اور اُس عقلمند کی نسبت جو بہت سوچ سمجھ کر کام کرتا ہے کہتے ہین انہ لیعلم من این توکل الکتف یعنی وہ جانتا ہے کہ دست کہان سے کہانا چاہیے - کیونکہ اون کا خیال تھا کہ عمدگی کے ساتھ اور کوئی اُس کو اُس طریقہ سے نہین کہا سکتا - یہ بھی خیال کرتے ہین کہ اُس کا نیچے کی طرف سے کہانا اچھا ہے اس لیے کہ اسمین سہولت سے گوشت نکل آتا ہے - برخلاف اس کے اُسکا اوپر سے کہانا دشوار ہے - بعض کہتے ہین کہ شوربا دست کے گوشت اور ہڈی مین جاری رہتا ہے جب نیچے کی طرف سے گوشت نکالا جاتا ہے تو وہ ہڈی سے چہل جاتا ہے اور شوربا اپنی جگہ پر قایم رہتا ہے ضعیف رائے والے کو کہتے ہین کہ وہ دست کو اچھی طرح نہین کہا سکتا ہے - اسمعی کہتا ہے -

انی علی ما ترین من کبری اعلم من حیث توکل الکتف[1]

قضاعہ کے قبیلون مین ایک قبیلہ ہے جسکا نام بلی ہے اس قبیلہ کے لوگ چوزون کا گوشت نہین کہاتے اس خیال سے کہ وہ پاخانہ نکلنے کی جگہ ہے -

اہل عرب اپنے امثال مین کہتے ہین لاتطعم العبد الکراع فیطمع فی الذراع کہ غلام کو کراع کا یعنے پانون کا گوشت نہ کہلاؤ کہ پھر وہ ذراع یعنی ہاتھ کے گوشت کی طمع اور خواہش کریگا - اس مثال سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ غلامون کو عمدہ گوشت کے کہانے مین اپنے ساتھ شریک نہین کرتے تھے جسطرح وہ دست کے گوشت کے کہانے پر فخر کرتے تھے اسیطرح یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ اُس کو سامنے کے دانتون سے توڑ کر کہاتے تھے -

غذا کا پکانا عربون کے نزدیک گوشت وغیرہ کے پکانے پر شامل ہے اس کے پکانے کی کئی قسمین ہین از انجملہ صفیف بھی ایک قسم ہے یعنی گرم پتھرون پر پکنے کی غرض سے ڈالتے ہین - قدیر وہ ہے جو ہانڈی مین پکایا جائے - مراجل یعنے ہانڈیان وہ ہین جو چولہون پر رکہی جاتی ہین - چولہا اگر لوہے کا ہو تو منصب کہتے ہین - انفیہ نہین کہتے - جب اون کو پکانے کے لیے کوئی ہنڈیا نہین ملتی تھی تو وہ چمڑے کو مثل ہنڈیا کے بنا لیتے تھے اور اسمین پانی اور دودھ ڈال دیتے تھے یا چربی وغیرہ کے قسم سے کوئی چیز ڈال دیتے تھے - پہر اوسمین اصناف ڈالتے تھے تاکہ وہ شئے جو اُس مین ہوتی تھی

ص ۱۸۲

[1] ترجمہ - وہ عورتون کی طرف خطاب کرکے کہتا ہے کہ تم مجھکو میرے بڑہاپے کے سبب بیوقوف سمجھتی ہونگی حالانکہ ایسا نہین ہے بلکہ مین خوب جانتا ہون کہ دست کو کہان سے کہانا چاہیے -

پک جائے۔ اصف کے معنی اُس پتھر کے ہین جو آگ سے خوب گرم کرلیا جاتا ہے۔ ووک کے معنی اُس چمچی کے ہین جو گوشت کو لگی رہتی ہے اور شحم وہ ہے جو اُس سے نکالی جائے۔ اد اور وسم کے معنی چکنائی کے ہین۔ توابل وہ ہے جس سے غذا مین اصلاح ہوجاتی ہے جیسے گرم مصالحہ وغیرہ۔ بزر کے معنی بھی تابل کے ہین اسکی جمع ابزار اور ابازیر آتی ہے۔ بعض اسمین فرق کرتے ہین اور کہتے ہین کہ ابازیر وہ مصالحہ ہے جو تر غذا مین استعمال کی جاتی ہے اور توابل خشک غذا مین۔ گوشت۔ دودھ اور روٹی کی غذا کا نام ثرائد ہے اور کہتے ہین کہ عربون مین سب سے پہلے جس نے ثرید بنایا اور روٹی کو توڑ کر یعنے چور کر اُسمین ملایا اور حاجیون کو کھلایا وہ ہاشم ہے یعنی جناب رسالت مآب صلعم کا دادا چونکہ ہشم کے معنی توڑنے اور چور اکرنے کے ہین تو اُس کا نام ہاشم ہوگیا اور اصل مین اسکا نام عمرو ہے۔

غذا کی اقسام سے رغیدہ بھی ایک قسم ہے اور دودھ سے بنتی ہے یعنے گرم دودھ پر آٹا ڈالا جاتا ہے۔

زہیدہ اُس غذا کا نام ہے جو کوٹے ہوئے گیہون پر دودھ ڈالا جاتا ہے۔

لہیدہ کے معنی عصیدہ کے ہین اور عصیدہ ایک مشہور کھانے کا نام ہے۔ جو آٹے اور گھی کو ملاکر پکایا جاتا ہے۔

نہیدہ اندرائن کے بیج جو شیرین ہوتے ہین یہ پکائے جاتے ہین اور اسمین کسیقدر آٹا بھی شریک کیا جاتا ہے۔

کبیلہ۔ پنیر کو کہتے ہین جو گھی مین ملالیا جاتا ہے بعض کہتے ہین کہ کبیلہ اُس خشک پنیر کو کہتے ہین جو پیسا جاسکے پھر اسمین پانی ملاکر گوندلیا جاتا ہے۔

بکالہ۔ وہ آٹا جو کسی میوہ کے شیرہ مین یا گھی یا گھجور یا ستو مین ملالیا جاتا ہے اور یہ گیہون کے آٹے سے عمدہ ہوتا ہے۔ جو کہ ترکر لیا جاتا ہے۔ یا وہ ستو جو کھجور اور دودھ مین ملایا جاتا ہے۔ یا وہ آٹا جو ستو مین شریک کرکے پانی اور گھی ملایا جاتا ہے یا اُس مین زیت ملایا جاتا ہے یا ستو کھا پنیر جسمین تر یعنے تازہ پنیر ملایا جاتا ہے۔ یا وہ آٹا جسمین کھجور اور زیت ملالیا جاتا ہے۔

ربیکہ۔ ایک غذا ہے جو ستو اور پنیر سے بنتی ہے اور حاائس آٹے کو کہتے ہین جسمین پانی اور گھی ملاکر پکالیا جاتا ہے۔ ص ۱۸۳

وضیعہ۔ وہ کھانا جو ستو اور شہد کو ملاکر بنایا جاتا ہے۔

حریقہ - یا حروقہ - وہ کھانا جو ساکی بہ نسبت غلیظ یعنے موٹا ہوتا ہے -
سہیکہ - ایک ادنی درجہ کی غذا ہے جو فاقہ کشی اور خشک سالی مین استعمال کی جاتی ہے -
ودیکہ - وہ غذا جو آٹے اور چربی سے بنائی جاتی ہے -
وزیمہ - غذا کی ایک قسم ہے جو سوسمار[1] کے گوشت سے بنائی جاتی ہے -
حریرہ - وہ غذا ہے جو آٹے کو دودھ مین ملاکر پکایا جاتا ہے -
خزیرہ - یا خررقہ - وہ غذا جو گوشت اور آٹا ملاکر بنائی جاتی ہے -
مضیرہ - وہ غذا جو ترش دودھ سے بنائی جاتی ہے -
عبیثہ - وہ غذا جسمین مٹھی ڈالی جاتی ہے -
ثمیغہ - پتلی غذا جو چکنائی کے ساتھ رہتی ہے -
ثونیا - وہ آٹا جو آٹے کے پیڑے کے نیچے بچھایا جاتا ہے جسکو ہندی مین پلیتھن کہتے ہین -
جبیز - سوکھی روٹی کو کہتے ہین -
جوذابہ - وہ روٹی جو تنور مین معلق رکھ کر پکائی جاتی ہے اور اس کے اوپر ایک پرند یا گوشت ہوتا ہے جسکی چربی یا چکناہٹ اس روٹی پر ٹپکتی ہے - یہ روٹی ایسی ہوتی ہے کہ اس کے ساتھ پھر سالن کی ضرورت نہین رہتی -
وجبیتہ - کھجور یا ٹنڈے ہے جسکو کوٹ کر اسمین گھی یا زیت ملالیا جاتا ہے -
وہیسہ - ایک غذا ہے جو ٹنڈھی کو پکاکر سکھالی جاتی ہے اور کوٹی جاتی ہے اور اسمین چکنائی یعنے چربی شریک کی جاتی ہے -
برلقہ - وہ دودھ جسمین لگاکر چربی ڈالی جاتی ہے یا تھوڑا سا گھی ڈالا جاتا ہے -
برنیک - وہ تازی کھجور جو مسکہ کے ساتھ کھائی جاتی ہے -
بروک - خبیصہ کو کہتے ہین اہل عرب کھجور اور گھی ملاکر بناتے ہین - یعنے ایک قسم کا حلوا ہوتا ہے -
بسیسہ - ستو کو یا آٹے کو یا سوکھے پنیر کو کہتے ہین جو گھی اور زیت سے ملاکر بنایا جاتا ہے -
جبجبیہ - اونٹ کی کلیجی یا اوجڑی -

۱۶۴

[1] سوسمار گوہ کو کہتے ہین - مترجم

جشیش جستو کو اور اُس گیہون کو کہتے ہین جو کسیقدر پیس لیے جاتے ہین اور وہ ہانڈی مین ڈال دیے جاتے ہین اور اُسپر گوشت یا کھجور ڈالی جاتی ہے۔

خبیص۔ حلوا کی ایک قسم ہے جو عرب لوگ کھجور اور گھی سے بناتے ہین۔

جعجرۃ۔ گوندھے ہوئے آٹے کے پتلے جو شیرہ مین ڈالکر پکائے ہین۔

جلیتہ۔ وہ کھانا جو دودھ اور گھی سے ملاکر بنایا جاتا ہے۔

حیس۔ وہ کھجور جو گھی اور پنیر مین ملاکر گوندھی جاتی ہے اور اس کو اس طرح سے ملالیا جاتا ہے کہ وہ ممزوج ہوجاتا ہے اور اسکی گٹھلیان نکال دیجاتی ہین اور بعض وقت اسس مین ستو بھی ڈالی جاتی ہے۔

دوابۃ۔ وہ پیڑی جو ہریسہ اور دودھ وغیرہ پر جمتی ہے جبکہ اسکو ہوا لگتی ہے۔

ہریسہ۔ اون مجون کو کہتے ہین جو اوکھلی مین ڈالکر کوٹے جاتے ہین اور پھر پکائے جاتے ہین

زربقار۔ اُس ثرید کو کہتے ہین جو دودھ اور زیت سے بنایا جاتا ہے۔

ناجکہ۔ زمانہ جاہلیت کے ایک کھانے کا نام ہے جو پشم کو دودھ مین بھگوکر اور لت کرکے بنایا جاتا تھا۔

رصیعہ۔ وہ جو پتھر سے کوٹ کر تر کرلیے جاتے ہین اور پھر اُسمین گھی ڈالکر پکایا جاتا ہے۔

فیجار۔ کھانے کی ایک قسم ہے جو ستو اور تو ابل سے بنتی ہے۔

مجع۔ دودھ کو کہتے ہین جسمین کھجور کو صاف کرکے ڈالا جاتا ہے۔

بخیرہ۔ حسا کہتے ہین جو آٹے سے بنایا جاتا ہے اور اُسمین گھی ڈالا جاتا ہے۔

دلیقہ۔ کھانے کی ایک قسم ہے جو آٹے اور دودھ اور گھی سے بنتی ہے۔

سخینۃ۔ یہ بھی ایک قسم کا کھانا ہے جو عصیدہ سے زیادہ رقیق (پتلا) ہوتا ہے اور اس کے کھانے کو قریش کے لوگ عار سمجھتے تھے جیسے بنی تمیم کھانے کی زیادہ حرص کو موجب عار سمجھتے تھے۔

کہا جاتا ہے کہ دودھ کی مشک کو بجاد مین لپیٹتے تھے اور بجاد اہل عرب مین عمدہ قسم کا کپڑا ہے۔

ص ۱۸۵ حکایت کے طور پر بیان کیا جاتا ہے کہ معاویہ بن ابی سفیان جو امویون مین پہلے خلیفہ ہین بنی قریش مین سے احنف بن قیس کے ساتھ جو بنی تمیم کے تھا بطور مزاح (خوش طبع) کے کہا کہ بجاد مین جو چیز لپٹی جاتی ہے وہ کیا ہے۔ اس سے معاویہ کی مراد شاعر کے اس قول سے تھی۔

اذا مامات میت فی تمیم　　وسرک ان یعیش فجی بزاد
بلحم او بخبز او بتمر　　او الشی الملفف فی البجاد[1]

احنف نے جواب دیا کہ ای امیر المومنین وہ سخینہ ہے۔ اس سے اس نے معاویہ کو خاموش کر دیا۔ پھر معاویہ نے پوچھا کہ بنی تمیم کس چیز کو عیب جانتے ہین۔ احنف نے اس چیز سے جواب دیا کہ جسکو اہل قریش عیب جانتے تھے۔

اہل عرب گرم شوربا کو بنت نارین کے نام سے موسوم کرتے ہین اور روٹی کو ابن جبتہ کہتے ہین ایک شاعر کہتا ہے۔

فی جبتہ القلب منی　　زرعت حب ابن جبتہ[2]

چربی کو بوجہ سفید رنگ ہونے کے بلح کے نام سے موسوم کرتے ہین۔ اور بطور محاورہ اور کہاوت کے کہتے ہین "بلحت القدر" یعنے ہنڈیا چربی سے سفید ہوگئی۔ اور یہ اس وقت کہتے ہین جبکہ عورتین ہنڈیا مین چربی ڈالتی ہین۔ ابن فارس نے اسی محاورہ کی رو سے سکیمن وارمی کے قول کی جو اس نے اپنی عورت کی نسبت کہا ہے یہ تفسیر کی ہے۔

لاتلمہا انہا من نسوۃ　　بلحہا موضوعۃ فوق الرکب[3]

یعنی اسکی ہمت گئی اور چربی پر مقصور ہے۔ اس بیت کا دوسرا مصرعہ عربون کے اس قول سے جو مثالیہ طور پر کہا جاتا ہے ماخوذ ہے۔ اور وہ کہاوت یا محاورہ یہ ہے "بلحہ علی رکبتہ" میدانی کہتا ہے کہ یہ مثل اس شخص کیلئے دیجاتی ہے جو کسی بات پر جلد غصہ مین آتا ہے۔ اور وہ نہایت بدخلق ہوتا ہے کوئی ادنی چیز بھی اسکو پریشان کر دیتی ہے یعنی وہ ذرا سی بات پر خفا ہو جاتا ہے۔ جسطرح بلح یعنے چربی گھٹنے پر ہوتی ہے تو تھوڑی سی کم مقدار چیز بھی اسکو متفرق اور پریشان کر دیتی ہے اس مقام پر ایک اور محاورہ بھی ہے۔ یعنی "اللبن والملح والرضاع" دودھ اور چربی اور

---

[1] ترجمہ۔ جب تمیمون مین کوئی مرجاتا ہے تو مجھکو خوش معلوم ہوتا ہے کہ تو جیتا رہیگا اور تیرے سامنے توشہ گوشت اور روٹی اور کھجور کا لایا جائیگا یا اس چیز کا توشہ لایا جائے گا جو بجاد مین لپٹا ہوا ہو۔

[2] ترجمہ۔ مین نے اپنے سویدا ے قلب مین ابن جبہ (روٹی) کی محبت کو بویا ہے۔

[3] ترجمہ۔ یعنی تو اس کو ملامت نہ کر کیونکہ وہ اون عورتون سے ہے کہ اسکی چربی گھٹنے پر رہتی ہے۔

رضاعت ہے یعنی وہ نہ حرمت کا لحاظ کرتا ہے اور نہ حق کی رعایت کرتا ہے۔
کہاونوں کی جو کنیتیں ہیں اور جنکو حریری نے اپنی کتاب مقامات کے مقامۂ نصیبیہ میں ذکر کیا ہے یہ ہے۔ ابو ہالک اور ابو عمرہ بھوک کی کنیت ہے اور ابو جامع خوان یعنے دسترخوان کی کنیت ہے یعنے ایسا دسترخوان کہ اسپر کھانا چنا گیا ہو۔ ابو نعیم سفید روٹی کی کنیت ہے اور ابو جنیب بھونے ہوئے بکری کے بچہ کی کنیت ہے۔ اور ابو ثقیف سرکہ کی کنیت ہے ابو عون نمک کی کنیت ہے اور ابو جہبل ترکاری کی کنیت ہے ام القری سکباج یعنی سنجبین کی کنیت ہے ام جابر ہریسہ کی کنیت ہے۔ ام الفرج جوذابہ (ایک قسم کی روٹی) کی کنیت ہے۔ ابو نزرین خبیص یعنے حلوے کو کہتے ہیں۔ اور ابو العلافا لودہ کو کہتے ہیں۔ ابو یاس ہاتھ پوچھنے کے رومال کی کنیت ہے اور مرجغان بشت اور چہاگل کو کہتے ہیں۔ ابو السرۃ بخورات کو کہتے ہیں یعنے عطر وغیرہ۔ بعض مولفات میں لکھا ہے کہ ابو الخصیب گوشت کی کنیت ہے اور ابو الغیاث اور ابو الجبان دسترخوان کی کنیت ہے۔ اور ابو المسافر پنیر کو کہتے ہیں۔ ابو نافخ سرکہ کا نام ہے اور ابو جابر روٹی کو کہتے ہیں اور ابو عاصم سکباج یعنی سنجبین کو کہتے ہیں۔ ص ۱۸۶

یہ ظاہر ہے کہ یہ کنیتیں مولدین[1] یعنے زمانہ حال کے لوگوں کی وضع کی ہوئی ہیں کیونکہ اہل عرب زمانہ جاہلیت میں ان اکثر اقسام کو نہیں جانتے تھے بلکہ اون کے کھانے زیادہ تر گوشت ہی ہوتے تھے جو پانی اور نمک وغیرہ ڈال کر پکائے جاتے تھے چنانچہ پہلے بھی اس کی طرف اشارہ کے طور پر بیان کر دیا گیا ہے۔ ابن خلدون کہتا ہے کہ صحابہ کے زمانہ میں [illegible] کے ہاں چپلیان نہیں ہوتی تھیں وہ گیہوں کو بھونسی سمیت کہاتے تھے جب وہ فارس اور روم کے مالک ہوئے تو اون کے پاس ہرنون کے چمڑے لائے گئے تو اونہوں نے اسکی نسبت خیال کیا کہ یہ وہ چیز ہے جسپر لکھا جاتا ہے یعنے اس کو کاغذ تصور کیا۔ جب وہ کسری کے خزانون میں گیہوں کو کافور ملا جسکو وہ گوندھے ہوئے آٹے میں مثل نمک کے استعمال کرنے لگے۔ معاویہ کے زمانہ سے پیشتر اونہون نے غذا اور الوان میں کوئی نئی بات نہیں پیدا کی تھی چونکہ معاویہ بہت کھانے والے تھے تو زیادہ کھانے والے کو اون سے مشابہت دیتے ہیں اور کہتے "اکل من معاویہ" یعنے معاویہ سے زیادہ کھانے والا۔ ایک شاعر کہتا ہے۔

---

[1] مولدین سے مراد زمانہ اسلام کے بعد کے علماء اور صاحب علم ہیں۔ مترجم

وصاحب لی بطنہ کالہاویہ کان فی امعائہ معاویہ[1]

ایک دوسرا شاعر کہتا ہے۔

ومعدۃ ہاضمۃ للصخر کانانی جوفہا ابن صخر[2]

اس بیت کے مصرعہ ثانی مین صخر کا جو نام ہے وہ معاویہ کے باپ ابوسفیان کا نام ہے اور زیادہ کہانے کی نسبت یہ مثالین دیجاتی ہین "آکل من حوت ومن السوس ومن ضرس ومن الفیل ومن النار" یعنی مچھلی سے اور سوس سے (جو ایک جانور کا نام ہے) اور ڈاڑہ سے اور رہاتی سے اور آگ سے زیادہ کہانے والا۔

زمانہ جاہلیت مین زیادہ کہانے کے باب مین لقمان العادی سے بھی مشابہت دیجاتی تھی۔ اہل عرب کا خیال ہے کہ وہ صبح کو ایک اونٹ کہاتا تھا اور شام کو ایک۔ بعض مولفین کا بیان ہے کہ یہ اہل عرب کا جھوٹ ہے۔ اور یہ جھوٹ بولنا اون کا طریقہ ہے کہ اس سے کوئی انکار نہین کرسکتا اور اس قسم کی باتین بہت سی ہین۔

اکثر کہانون کے نام جو اہل عرب ظہور اسلام سے پہلے استعمال کرتے تھے اور جو اب تک بھی مروج ہین وہ اہل فارس اور ترک کی لغت سے ماخوذ ہین چنانچہ سکباج جسکا اوپر ذکر ہوا کہ وہ اہل فارس کے ایک کہانے کی قسم ہے جو سکبا کا معرب ہے اور اس کے معنی اس غذا کے ہین جسمین سرکہ پڑا ہوا ہو۔ عربون نے اسکی تعریف مین بہت مبالغہ کیا ہے باوجود اسکے کہ وہ گوشت کے شوربے اور سرکہ سے تیار کیا جاتا ہے اور کبھی اسمین زعفران بھی ڈالتے تھے اور اسکو سید المرق اور شیخ الاطعمۃ اور زین الموائد بھی کہتے ہین۔ یعنی شوربا کا سردار اور کہانون کا شیخ اور دسترخوان کی زینت اور عبداللہ بن طاہر کہتا ہے کہ اگر مجھہ کو کسی قسم کے کہانے کے پسند کرنے اور انتخاب کرنے کا اختیار دیا جائے تو مین دراجہ[3] کو پسند کرونگا۔ اس لیے کہ اگر مین اسکے سرکہ مین زیادتی کرون تو وہ سکباجہ ہوجاتا ہے اور اگر اسکے پانی مین زیادتی کرون تو وہ اسفیدباجہ[4] ص ۱۸۷

[1] ترجمہ۔ میرا ایک دوست ہے کہ اسکا پیٹ مثل دوزخ کے ہے گویا کہ اسکی انتڑیون مین معاویہ ہے۔

[2] ترجمہ۔ معدہ پتھر کو ہضم کرنے والا ہے گویا کہ اسکے پیٹ مین ابن صخر ہے۔ صخر کے معنی پتھر کے ہین۔

[3] دراجہ دراج کا مونث ہے یہ ایک خوب صورت پرندہ ہے اس کے پر رنگین ہوتے ہین کہا گیا ہے کہ اسکا گوشت دماغ مین فطنت یعنی تیزی پیدا کرتا ہے۔ مولف

[4] اسفیدباجہ شاید سفود سے مشتق ہے جس کے معنی باب زن یعنی سیخ کباب کے ہین۔ مولف

ہوجاتا ہے۔ اگر ہین اسکو دوسری قسم کا کردون یا اُس کے سر اور پانون کو پاک کردون تو وہ مطعمہ ہوجاتا ہے۔

فالوذج بھی حلوے کی ایک قسم ہے۔ جسکو عام لوگ بالوظہ کہتے ہین کہا جاتا ہے کہ عربون مین سب سے پہلے اس کو عبداللہ بن جدعان نے استعمال کیا۔ اس نے نابغہ بنت حرملہ بن عزہ ام عمرو بن العاص کو عرب کے بازار عکاظ مین خرید کیا تھا اور پھر اسکو عاص بن وائل ابوعمرو مذکور کو دیدیا۔ اصبہانی کہتا ہے کہ یہ عبداللہ کسری کے پاس گیا تھا اور اُس کے ہان فالوذہ کہا یا تو پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ اونہون نے کہا کہ فالوذہ ہے پھر اُس نے پوچھا کہ فالوذ کیا چیز ہوتی ہے تو اُنہون نے کہا کہ جو کے شیرہ کو شہد کے ساتھ ملا لیتے ہین۔ اُس نے کہا کہ کسی غلام کو میرے پاس بھیجو کہ وہ میرے لیے فالوذ بنا دے اونہون نے ایک غلام کو پیش کیا اور اُس نے اسکو خرید کر لیا جب وہ مکہ مین آیا تو وہ غلام اُس کے لیے فالوذ بنایا کرتا تھا۔

لوذینج لوزینہ کا معرب ہے یہ بھی حلوے کی ایک قسم ہے جسمین لوز (مغزیات) اور شکر ڈالی جاتی ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ قطائف یعنی تہ بتہ کپڑے کے مثل ہوتا ہے جسکو مغزیات کے روغن سے ملاتے ہین اور اسکو بطور سالن کے استعمال کرتے ہین۔

جوزاب کوزاب کا معرب ہے۔ جو شکر اور جانور اور جوز (جائے پھل) اور گوشت سے بنایا جاتا ہے۔

ان کے سوائے اور مشہور اور مروج کھانے ہین جیسے کباب اور کوفتہ (کوفتہ) شستشرگ رشتہ۔ لخنہ۔ قیلمہ۔ چادرما۔ بیرق۔ قیما۔ اسیطرح ہر ایک قسم کا کھانا جو عجمی ہونے پر دلالت کرتا ہو وہ عربون کا ایجاد اور بنایا ہوا نہین ہے بخلاف مہلبیہ کے کہ یہ وزیر مہلبی کا ترتیب دیا ہوا ہے اور رشیدیہ بھی ایک قسم کا حلوا ہے مثل مہلبیہ کے جو کہ ہارون رشید کے طرف منسوب ہے۔ اور مامونیہ جو مامون کی طرف منسوب ہے اور متوکلیہ جو متوکل عباسی کی طرف منسوب ہے۔

اور قدر الآبراہیمیہ ابراہیم بن عباس صولی کی طرف لیکن اصابع زینب (جو ایک قسم کی بخت ہے) بیان کیا جاتا ہے کہ وہ اہل بغداد کا ایجاد ہے۔

جب خلفائے عباسیہ کے زمانہ مین عربون مین بڑے بڑے صاحب کمال لوگ پیدا ہوئے ۱۸۸ ص
تو اونہون نے کھانون کی اقسام مین بحث کی اور اسمین کتابین لکھین از انجملہ ابوالحسن بن سیحی بن ابومنصور منجم ہے جو خلیفہ متوکل کا جلیس اور مصاحب تھا اور اس سے قبل وہ فتح بن خاقان کے

پاس تھا یہ شخص بڑا مغنی تھا یعنے فن موسیقی مین بڑا دخل رکھتا تھا اسکی اور چند مولفات ہین من جملہ اون کتابون کے متقدمین اور اسلامیین شاعرون کے متعلق ایک کتاب ہے اسحٰق بن ابراہیم موصلی کے حالات مین بھی ایک کتاب لکھی ہے ابوالحسن نے موسیقی کو اسحٰق بن ابراہیم سے سیکھا تھا ان کے سوا اور کتابین بھی ہین چنانچہ کھانا پکانے کے باب مین ایک کتاب لکھی ہے سنہ ۲۷۵ھ م سنہ ۸۸۹ء مین بمقام سرمن رائے اسکی وفات ہوئی اور انہین مصنفین مین سے امیر مختار عزالملک مصنف تاریخ مشہور ہے جو ملک مصر کے باب مین ہے اور یہ شخص مسیحی کے نام سے معروف ہے اس نے کہانون اور رسالون کے باب مین ایک کتاب لکھی ہے سنہ ۲۰۲ھ م سنہ ۹۱۷ء مین اسکی وفات ہوئی۔

اہل عرب جو دعوتین دیتے اور جو کھانے پکاتے تھے اون کو باعتبار ظروف اور وداعی (مواقع) کے جدا جدا ناموں سے موسوم کرتے تھے۔ ان اقسام مین سے خرس اس طعام کو کہتے ہین جو نفاس یعنی زچاؤن کے لیے پکایا جاتا ہے اسی سے یہ مثال ہے تخرسی یا نفس لا مخرسة لک یعنے ای نفس تو اپنے لیے خرس تیار کر کیونکہ تیرے لیے کوئی مخرس یعنے زچا کا کھانا پکانے والی نہین ہے۔ اس جملہ کو جو ضرب المثل ہوگیا ہے ایک عورت نے کہا تھا جبکہ اسکی زچگی ہوئی تھی اور اسوقت اس کے کام کاج کا اہتمام کرنے والا کوئی نہ تھا۔ اب یہ مثال اس شخص کے لیے دیجاتی ہے جو اپنی ذات سے اپنے خانگی کامون کو سرانجام دیتا ہے اور اس کے لیے دوسرا شخص نہین ہوتا۔ عقیقہ اس طعام کو کہتے ہین جو طفل نوزائیدہ کے لیے پکایا جاتا ہے اور اعذارہ وہ طعام ہے جو ختنہ کی تقریب مین پکایا جاتا ہے ملاک اس طعام کو کہتے ہین جو خطبہ کے لیے تیار کیا جاتا ہے اور ولیمہ اس طعام کو کہتے ہین جو نکاح (شادی) کے لیے تیار کیا جاتا ہے اور وضیمہ وہ طعام ہے جو کسی کے مرنے پر پکایا جاتا ہے۔ وکیرہ وہ طعام ہے جو مکان کی تعمیر کے وقت پکایا جاتا ہے۔ عقیرہ اس طعام کا نام ہے جو ہلال رجب کے وقت پکایا جاتا ہے۔ تحفہ اس طعام کا نام ہے جو ملاقاتی کے لیے تیار کیا جاتا ہے اور شندخ اس طعام کو کہتے ہین جو گم شدہ (مفقود الخبر) کے مل جانے پر پکایا جاتا ہے۔ نقیعہ وہ طعام جو کسی آنے والے مسافر کے لیے تیار کیا جاتا ہے۔ قری وہ طعام جو مہمان کے لیے تیار کیا جاتا ہے۔ ماوبہ وہ طعام جو بغیر کسی سبب کے تیار کیا جاتا ہے۔ جفلی یا جفلی عام ضیافت کے کھانے کو کہتے ہین۔ نقری خاص ایک شخص کی ضیافت کے کھانے کو کہتے ہین اور اسلام مین مذاق اس طعام کو کہتے ہین جو حافظ قرآن کی دعوت کے لیے تیار کیا جاتا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلے قری کا طریقہ دہمانی کا طعام جس نے جاری کیا وہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ ہین اور سب سے پہلے جس نے اپنے پڑوسیون کو اسلام مین افطار کرایا وہ عبداللہ بن عباس ہین اور نیز اونہون نے سب سے پہلے راستون پر دسترخوان بچھا کر کہلایا۔

ایک مرتبہ کے کہانے کو جسکا وزن تیس درہم کے برابر ہو بزۃ کہتے ہین کم مقدار کہانے کو بسیس کہتے ہین۔ دسترخوان پر جو کہانا بچ رہتا ہے اسکو فشار کہتے ہین۔ اور نیز دسترخوان پر جو کہانا بچ رہتا ہے اور اسمین خیر نہین ہوتی اسکو فشالہ کہتے ہین۔ کہانے یا سالن سے برتن مین یا خاصکر قصعہ مین جو بچ رہتا ہے اسکو ترتم کہتے ہین۔ ایک شاعر کہتا ہے۔

الا تحسبن طعام قیس بالقنا ودھرا بھم بالسیف حسوا الترتم[1]

سلفہ اور لہنہ وہ طعام جو قبل غذا کے کہایا جاتا ہے یعنی ناشتہ کا کہانا۔ عجالہ وہ طعام جو جلدی سے قبل معمولی اور وقت کے طعام کے پکایا جاتا ہے۔ سحور فجر کا کہانا۔ فطور صبح کا کہانا۔ غدار ظہر کے وقت کا طعام۔ عشار شام کا کہانا۔ زاد سفر کا طعام۔ جائزہ وہ طعام جو مہمان کو بعد اکرام کے دیا جاتا ہے تین دن کے لیے۔ پس اس کے لیے ایک رات دن کی مسافت کے لیے کہانا دینا جائز ہے۔ اور یہ حدیث اسی سے ہے الضیافۃ ثلاثۃ وجائزتہ یوم ولیلۃ ضیافت تین دن کے لیے ہے اور اسکا جائزہ ایک دن اور رات کے لیے۔ ص ۱۸۹

زمانہ جاہلیت مین عربون کے نزدیک کہانے کے برتنون کے یہ نام تھے۔ وسیعہ جفنہ قصعہ صحفہ۔ مبکلہ۔ فیخہ۔ فیخہ۔ وہ ظروف ہے جو ایک آدمی کے لیے کافی ہو یعنے اسمین ایک آدمی کا کہانا سما سکے وسیعہ سب سے بڑے ظرف کا نام ہے جو دس آدمیون کے لیے کافی ہو سکے یعنی اس کا کہانا دس آدمیون کے لیے کافی ہو۔ وسیعہ اور فیخہ کے درمیان جو نام ہین وہ درجہ بدرجہ ایک دوسرے سے چھوٹے ہین محیط المحیط مین لکھا ہے کہ جفنۃ اور قصعہ ایک ہی ظرف کا نام ہے۔ عربون نے کہا ہے کہ بڑے قصعہ (پیالہ) کو جفنہ کہتے ہین اس کے بعد قصعہ ہے جو دس آدمیون کا پیٹ بھر دے۔ اس کے بعد صحفہ ہے جو پانچ آدمیون کا پیٹ بھر دے پھر مبکلہ ہے جو دو یا تین آدمیون کا پیٹ بھر دے۔ پھر صحیفہ ہے جو ایک آدمی کو کافی ہوتا ہے۔

---

[1] یہ شعر اسطرح ہے۔ الا تحسبن طعان قیس بالقنا ودھرا بھم بالسیف حسوا الترتم
اس کا ترجمہ ہو قیس کی نیزہ زنی اور تلوار کے خود پر مارنے کو ترتم کے پینے اور چاٹنے کی طرح مت سمجھو۔

لیکن پانی پینے کے برتنون مین تین بڑے ظرف کو کہتے ہین جس سے بیس آدمی سیراب ہوسکین اسی کے قریب قریب صحن ہے۔ عس اُس ظرف کو کہتے ہین جو تین یا چار آدمیون کو سیراب کردے اسکے بعد قدح ہے جس سے دو آدمی سیراب ہوتے ہین اس کے بعد قعب ہے جو ایک آدمی کو سیراب کرتا ہے اس سے چھوٹے پیالہ کا نام عمر ہے۔

اہل عرب خوان پر کہاتے تھے اور خوان کے معنی مائدہ کے ہین یعنے دسترخوان قبل اس کے کہ اسپر طعام رکھا جائے۔ پھر خوان کا لفظ مطلقاً استعمال ہونے لگا۔ دسترخوان کے خدام کو نمل کہتے ہین اور طباخ (باورچی) کو طاہی کہتے ہین اور طاہی طہو سے مشتق ہے جس کے معنی پکانے کے ہین جو شخص ہر روز ایک نئے قسم کا کھانا کھاتا ہے اسکو رزام کہتے ہین۔ کھانے کے وقت جو شخص اسکے آداب نہ جانتا ہو اُس کو ناعط کہتے ہین جو اسطرح پیٹ بھر کر کہائے کہ کھانا ناگوار معلوم ہونے لگے اسکو سنق کہتے ہین۔ وہ شخص جو اپنے سیدھے ہاتھ کو خوان پر اسطرح سے رکھے کہ دوسرا کوئی چیز نہ لے سکے تو اسکو جردبان کہتے ہین اور یہ فارسی لفظ کا معرب ہے جو کردمان ہے یعنی روٹی کا محافظ ہے جردب اور جردم ماضی کا صیغہ اسی سے ہے جس کے معنی یہ ہین کہ کھانا اسطرح سے کہایا کہ برتن مین کچھ نہ چھوڑا۔ فراء کہتا ہے۔

اذا ماکنت فی قوم شہادے فلا تجعل شمالک جردبانا[1]

کھانے اور پینے کی بلانے کی آواز کو جئی کہتے ہین۔ ایک شاعر کہتا ہے۔

وما کان علی الجے ولا الہٰی امتداحیکا[2]

ابو عمرو کہتا ہے کہ ہئی کھانے کو بلانے کی آواز کو کہتے ہین اور جئی پانی پینے کو بلانے کی آواز کو کہتے ہین سامنے کے دانتون سے کھانے کو قضم کہتے ہین۔ کھانے پر مثل طفیلی کے جو شخص آتا ہے اسکو وارش کہتے ہین اور پانی پر جو شخص طفیلی کے طور پر آتا ہے اسکو داغل کہتے ہین۔ حضرہ شخص ہی جو لوگون کے عین کھانے کے وقت آیا کرتا ہے۔ اور نیز حضر اُس شخص کو بھی کہتے ہین جو لوگون کے کھانے پینے کے وقت آتا ہے بہت کھانے والے کو جراف کہتے ہین جو شخص تھوڑے عرصہ مین بھوکا ہوتا ہے

ص ۱۹۰

---

[1] ترجمہ۔ جب تجھ کو کسی جرمین اور زیادہ کھانے والے قوم مین کھانے کا اتفاق ہو تو اپنے سیدھے ہاتھ کو جردبان نہ بنا۔

[2] ترجمہ۔ تیری مدح سرائی صرف کھانے پینے پر نہین ہے۔

اسکو طفیلی کہتے ہین۔ مولدین یعنی متاخرین کا طفیلی اور متطفل کہتا وہ طفیل بن زلال الدارمی کی طرف نسبت ہے یہ شخص کوفی تھا اور ہر ایک دعوت مین بغیر بلاوے کے آتا تھا اسی بنا پر اُس کو طفیل الاعراس یعنی شادیون کا طفیلی کہنے لگے حتی کہ اس باب مین یہ شخص ضرب المثل ہوگیا بعض طفیلین کا قول ہے۔

نحن قوم اذا دعینا اجبنا ۔۔۔ ومتی لم نُدع یدعنا التطفیل

ونقل علمنا وعینا فعینا ۔۔۔ واتانا فلم یجدنا الرسول[1]

مولدین نے کہانے کو بری طرح سے کہانے کے عیوب کو ایک ایک نام سے موسوم کیا ہے متناوف وہ شخص ہے جو کہانے سے فارغ ہونے سے قبل رجوع کرے اور جب اسکو دیکھا جاتا ہے تو وہ دروازہ کے کنارہ کھڑا ہوتا ہے اور جو چیز مکان مین داخل ہوتی ہے اُس کو وہ طعام خیال کرتا ہے۔ عداد وہ شخص ہے جو مارے حرص کے دوسرون کے گوشت کی بوٹیون کو انگلیون پر شمار کرتا رہتا ہے یہان تک کہ وہ اپنی ذات کو بھی بھول جاتا ہے۔

جراف وہ ہے جو نوالون کو رکابی کے ایک جانب مین جمع کرتا ہے اور پہرا دن کو دوسری طرف ہٹا دیتا ہے۔ رشاف وہ ہے جو نوالہ کو منہ مین اسطرح سے چوستا اور چباتا ہے کہ پاس والون کو اسکی آواز آتی ہے اور اس سے وہ لذت پاتا ہے۔

نفاض وہ شخص ہے جو نوالہ کو منہ مین ڈالتا ہے اور انگلیون کو رکابی کے کنارہ سے صاف کرتا ہے

قراض وہ شخص ہے جو نوالہ کو دانتون سے توڑ کر خوب صورت بناتا ہے اس کے بعد وہ سالن لگا کر کہاتا ہے۔

بہات وہ ہے جو کہانے والون کو مبہوت آدمی کی طرح دیکھتا ہے اور گوشت کو لوگون کے سامنے سے لے لیتا ہے۔

لتاب وہ ہے جو لقمہ کو اپنے انگلیون کے کنارون سے بناتا ہے اور پہر اسمین سالن ملاتا ہے۔

عوام وہ ہے جو اپنے ہاتھ کو دائین بائین پھیرتا رہتا ہے بوٹیون کو لینے کے لیے۔ صـ۱۹۱

قسام وہ ہے جو نصف لقمہ کہاتا ہے اور باقی کو منہ سے نکال کر کہانے مین ڈالتا ہے۔

---

[1] ترجمہ۔ ہم اُس قوم کے لوگ ہین جب ہمین دعوت دیجاتی ہے تو ہم قبول کرکے آتے ہین اور جب ہم بھولے جاتے ہین تو ہمین تطفیل بلاتا ہے۔ اور اگر علانیہ طور پر ہم بلائے جاتے ہین تو ہم غائب ہوجاتے ہین اور جب بلانے والا ہمارے پاس آتا ہے تو وہ ہمین نہین پاتا۔

مخلل وہ ہے جو دانتون مین ناخنون سے خلال کرتا ہے۔

مزبد وہ ہے جو اپنے ساتھ کہانا لیجاتا ہے۔

مرخ وہ ہے جو لقمہ کو سالن مین ملاتا ہے اور دوسرا نوالہ ابھی چبایا ہی نہین گیا کہ دوسرے کو ملتا اور نرم کرتا ہے۔

منقش وہ ہے جو گوشت کو انگلیون سے توڑتا ہے۔

مرشش وہ ہے جو پکی ہوئی مرغی کو بے احتیاطی سے توڑتا ہے جس سے دوسرے کہانیوالون پر چھینٹین آڑتی ہین۔

منشف وہ ہے جو انگلیون کی چکنائی کو نوالہ سے ملاکر چوستا ہے پھر کہاتا ہے۔

ملبب وہ ہے جو کہانے مین کاڑی کچڑہ ملا دیتا ہے۔

مبلغ وہ ہے جو کہانے کو ایک رکابی سے دوسری رکابی مین اس غرض سے ڈالتا ہے کہ وہ ٹھنڈا ہوجائے۔

نفاخ وہ ہے جو کہانے مین منہ سے پھونکے۔

حامی وہ ہے جو گوشت کو اپنے سامنے کرلیتا ہے اور دوسرے کہانے والون سے اسکی حفاظت کرتا ہے۔

مجمع وہ ہے جو اپنے بازوؤن سے کہانے والون مین گھس کر بڑہتا ہے جس سے لوگ سمٹ کر اور دب کر بیٹھ جاتے ہین پھر اسکو کہانے مین دشواری نہین ہوتی۔

شطرنجی وہ ہے جو ایک رکابی اٹھاکر دوسری اسکے مقام پر رکھ دیتے ہین۔

مہندس وہ ہے جو رکابیون کے رکھنے والون سے یہ کہتا ہے کہ اسکو یہان اور اسکو وہان رکھو یہان تک کہ اپنے سامنے وہ رکابی رکھوالیتا ہے جسکو وہ تاک رکھتا ہے۔

متمنی وہ شخص ہے جو کہانے سے فارغ ہونے کے بعد صاحب خانہ (میزبان) سے کہتا ہو کہ اگر دیگ مین کچھ کہانا بچ رہا ہو تو لوگون کو کہلا دیجو کیونکہ بعض لوگ نہین کہاتے ہین۔

قبل کہانا کہانے کے ہاتھ کا دہونا اسلام مین (طریقہ) سنت ہے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اہل عرب نہ صرف زمانہ جاہلیت مین بلکہ صدر (ابتدائے) اسلام مین بھی اسکا اعتبار نہین کرتے تھے جیسا کہ بعد کہانے کے ہاتھ کا دہونا واجب ہے۔ بلکہ وہ ہاتھون کو مویشی کی پیٹھ سے پوچھ دیتے تھے یا کپڑون سے یا اور کسی چیز سے مثلاً مٹی وغیرہ سے۔ اون کے نزدیک اصل طہارت پانی سے ہوتی ہے لیکن صابون

جس سے وہنیت کا مادہ نکل جاتا ہے صفائی مین اسکا بہت کم اعتبار کیا جاتا ہے گرم یعنے جلتی ہوئی غذاون مین جیسے گوشت یا پکی ہوئی مرغی کے گوشت کے توڑنے کے وقت وہ اسبات پر مجبور تھے کہ حرارت سے بچنے کے لیے رومال وغیرہ سے پکڑکر توڑین تاکہ اون کے ہاتھون کو حرارت کا ضرر نہ پہونچے اصمعی بطور حکایت بیان کرتا ہے کہ سلیمان بن عبدالملک جو اموی خلیفہ تھا کہانے پر بڑا حریص تھا چنانچہ اسکی حرص کا اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ جب اس کے پاس مرغ کو سیخ پر کباب کرکے لایا جاتا تھا تو وہ رومال لانے یا نہ کہا جہل کر ٹھنڈا کرنے تک صبر نہین کرتا تھا بلکہ اپنی آستین سے پکڑکر اسکو توڑتا اور کہانے لگتا تھا۔ خلیفہ ہارون رشید سلیمان مذکور کے جبہ پر وہنیت کے جو آثار (دھبے) سنتا تھا اسکو اچھا سمجھتا تھا لیکن اسلام مین ہاتھون کا دھونا قبل طعام اور بعد طعام ضروری سمجھا گیا ہے جس کے بغیر علاج نہین چنانچہ بعض مہمانون مین یہ بڑا عیب ہوتا ہے کہ بعد کہانے کے ہاتھ دھونے کے وقت باتین کرنے کھڑے رہتے ہین اور خدمت گار چپاگل لیکر کھڑا ہوتا ہے اور دوسرے اون کا انتظار کرتے ہین۔

اسلام نے بازار مین کہانے کو منع کیا کیونکہ یہ فعل دنائت کا ہے۔ اور کھڑے ہوکر کہانے پینے کو اور کہانے مین اور پانی مین پھونکنے کو بھی منع کیا ہے۔ اور نیز گرم (یعنی جلتی ہوئی) غذا کے کہانے سے منع کیا ہے۔ اور اسلام نے یہ بھی بتایا ہے کہ دسترخوان پر جو کہانا گر پڑتا ہے اسکے کہانے مین ثواب ہے اور مسلمان اسبات سے باز رکھے گئے ہین کہ کہانے کے وقت اپنے مسلمان بھائی کے لقمہ کو نہ دیکھین۔ اور زیادہ کہانے سے بھی ممنوع ہین کیونکہ زیادہ کہانے سے انسان کا دل مرجاتا ہے یعنی سستی پیدا ہوتی ہے۔ اور اسلام مین سیدھے ہاتھ سے کہانا اور بہ وقت کہانے کے ہونٹون کو بند کرنا واجب ہے اور یہ بھی ضرور ہے کہ کہانے کے وقت دائین بائین نہ دیکھین۔ اور چھری کانٹے سے بھی لقمہ منہ مین نہ ڈالے اور اپنے سے زیادہ بزرگ آدمی سے بلند مقام پر بھی نہ بیٹھنا چاہیے اور پاک اور ستھری جگہون پر نہ تھوکنا چاہیے اسلام مین یہ بھی بتایا گیا ہے کہ صبح کی غذا اول وقت یعنی بہت صبح کو کہائی جائے۔ چنانچہ مثالاً کہا جاتا ہے کہ خیر الغداء ابوالکرہ وخیر العشاء سوافرہ" بعض مولفات مین بجائے سوافرہ کے "واحرہ" کا لفظ آیا ہے جس کے معنی یہ ہین کہ کہانا اچھی طرح سے نظر آئے زیادہ اندھیرا نہ ہونے پائے۔ پس مثال مذکور کے معنی یہ ہین کہ صبح کا بہترین کہانا اول وقت یعنے اول فجر کا ہے اور شام کا بہترین کہانا روشنی کے وقت کا ہے۔

ص ۱۹۲

عربون کا طبیب حارث بن کلدہ جو زمانہ جاہلیت مین تھا یہ کہتا تھا کہ جب تم صبح کو کھانا کھاؤ تو تھوڑی دیر سوار ہو اور جب شام کا کھانا کھاؤ تو کم سے کم چالیس قدم ٹہلا کرو۔

اسلام مین یہ بھی ممنوع ہے کہ کھانے کو برا نہ کہنا چاہیے اگر پسند ہو تو کھا لینا چاہیے ورنہ نہ کہا ئین کھانے کے وقت دل لگی کی باتین جایز ہین مہمانون کا زیادہ کہنا بھی داخل عیب ہے ہان جب وہ بدوی دیہاتون کا رہنے والا) ہو تو معیوب نہین کیونکہ یہ اونکی عادت ہے۔ اور نیز رکابی اور کٹورے کو پلٹ کر کھانا اور سالن یا حلوے وغیرہ ڈالنے کے لیے اپنے ساتھ تھیلی رکھنا منع ہے اور چھوٹے بچون کو اپنے ساتھ رکھنا جو واپسی کے وقت کوئی چیز اپنے نام سے مانگے اور روے اپنے ساتھ رکھنا بھی منع ہے۔

صہ ۱۹۳ عرب کی ایک عورت نے اپنے شوہر سے یہ کہی کہ "ان اکل لف دان شرب اشتف" یعنے جب کھاتا ہے تو ایک چیز کو دوسری چیز سے ملا لیتا ہے اور اگر پیتا ہے تو ہونٹون کو دبا کر پیتا ہے اور کچھ باقی نہین رہنے دیتا یعنے کھانے پینے کی کوئی چیز چھوڑتا نہین بالکل کھا پی لیتا ہے کچھ نہین بچاتا۔ یہ قول اسکا ضرب المثل ہو گیا۔

اہل عرب جو ڈیرون مین رہنے والے ہین اونکی عادت ہے کہ مہمانون کی بڑی خاطر داری کرتے ہین جب کوئی آدمی اون کے پاس جاتا ہے تو وہ اسکی بڑی خدمت اور خاطر داری کرتے ہین اور جب کسی کے ہان کھانا کھا لیتا ہے تو جہان اوس کے ظل حمایت مین آجاتا ہے اور اس کے امن مین ہو جاتا ہے اور اس کے ساتھ پھر دہوکہ کا فعل نہین کیا جاتا۔ کہا جاتا ہے کہ جب کوئی مسافر عربون کے مشائخ کے ساتھ کھاتا ہے تو یہ شیخ حاجت اور ضرورت کے وقت بقدر امکان اسکی حمایت کرتا ہے بعض مقامات مین انہون نے مسافر خانے بنا رکھے ہین جسمین مسافر اترتے اور کھاتے پیتے ہین اور یہ نہین معلوم ہوتا کہ میزبان کون ہے بعض لوگ بیان کرتے ہین کہ بدوی لوگون کے پاس جب کوئی مسافر اترتا ہے تو وہ خاص اس کے لیے بکری وغیرہ ذبح کرتے ہین اور اس کے پاؤن دہوتے ہین اور اس کے ساتھ روٹی اور نمک ملا کر بانٹ لیتے ہین اور وہ جب تک کہ اون کے پاس رہتا ہے امن اور حفاظت مین رہتا ہے گو کہ وہ باہر جنگلون مین مسافرون کو لاتے اور انکا سامان اور کپڑے لوٹ لیتے ہین اور اون کے چلانے اور رونے پیٹنے پر اونکا دل نہین پسیجتا لیکن جب آدمی اون کے پاس چلا جاتا ہے تو اون پر بقدر اپنی استطاعت کے اسکی خاطر داری اور کھلانا پلانا واجب ہو جاتا ہے۔

زمانہ جاہلیت مین بنی غسان مہمانون کی خاطرداری مین بڑے مشہور تھے اور اسبات مین اُنکی مثال دیجاتی ہے اور کہا جاتا ہے "اوقر من بنی غسان" یعنے بنی غسان سے زیادہ مہمان کی خاطرداری کرنے والا۔ زمانہ جاہلیت مین یہ بھی ایک عادت تھی کہ جب کوئی مہمان اون کے پاس آتا تو اُسکی سواری کو اور سامان کو اپنی سواریون اور سامان مین ملا لیتے تھے صرف مہمان کے پاس اُس کے ہتیار باقی رہتے تھے اور وہ بھی اس خوف سے کہ رات کو وہ لوٹ نہ لین۔ اسی واسطے مرۃ بن محکان اپنی عورت کو مخاطب کرکے کہتا ہے کہ۔

یا ربۃ الدار قومی غیر صاغرۃ ضمی الیک رحال القوم والقربا[1]

قرب سے مراد ہتیار ہین کیونکہ مہمان امن مین ہین اور وہ لوٹے نہین جاتے اور اون کو ہتیارون کی حاجت نہین رہتی ہے لیکن بلاد اسلام مین یہ طریقہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی کو مہمان کرتا ہے تو اُسکا ادب یہ ہے کہ وہ مہمانون کی خدمت اور مدارت کرتا ہے اور اپنی استطاعت اور کشادہ روئی ظاہر کرتا ہے۔ اور کہتے ہین کہ پوری ضیافت ایک مرتبہ مین یہ ہے کہ اس کے ساتھ طلاقت یعنی چرب زبانی سے کہانے کے وقت لمبی چوڑی باتین کرین یعنی غب شب اُڑائین عاصم بن وائل کہتا ہے۔ ص۱۹۴

وانا لنقری الضیف قبل نزولہ ونشیعہ بالبشر من وجہ صاحبہ[2]

میزبان پر یہ بھی واجب ہے کہ مہمان کی سواری کے جانور کی قبل مہمان کی خبرگیری کے دانہ چارہ کی خبرگیری کرے اور مہمان سے ایسی باتین کرے جن کی طرف اُسکے رغبت ہو اور اُس سے قبل سونا بھی نہین چاہیے اور مہمانون کے سامنے زمانہ کی شکایت بھی نہ کرنی چاہیئے اور اور اون کے آنے سے خوش ہووے اور ایسی باتین بھی نہ کرے کہ جس سے مہمانون کو کسی قسم کا خوف ہو اور اپنے بچون اور آدمیون کو حکم دے کہ مہمانون کی جو تیان حفاظت سے رکھے اور بچون کو اونکی ضروری حاجات کی سربراہی کرنے کی تاکید کرے۔ اور حاجب کو منع کردے

---

[1] ترجمہ۔ ای میری گہر کی مالکہ آٹھ ایسے حال مین کہ تو عزت اور حرمت کرنے والی ہو میرے مہمانون کی اون کے کجاوے اور اون کے ہتیار حفاظت سے رکھ۔

[2] ترجمہ۔ ہم مہمان کی خاطرداری اور اُسکی خدمت اُس کے اُترنے سے قبل کرتے ہین اور نہایت بشاشت اور خوشی سے اونکی مشایعت کرتے ہین۔

کہ مہمان کے دروازہ پر بوقت اونکے کہانا کہانے کے دروازہ پر نہ کہڑے رہے۔ اور نہ مہمانون کے ساتھ رات کو جگنا چاہیے اور اُس کے ساتھ دل لگی کی نقل وحکایات بیان کرے۔ اور اون کو بیت الخلا (پاخانہ) بتا دینا چاہیے اور اون کی روانگی کے وقت مکان کے دروازہ تک اُنکی مشایعت کرنا چاہیے۔

صاحب سے مراد جسکا یہان اوپر ذکر ہوا دربان ہے کیونکہ مسلمانون کی یہ عادت ہے کہ اون کے گہرون مین بغیر اذن حاصل کرنے کے نہ کوئی قرابت دار آسکتا ہے نہ مسافر۔ اگر ملاقاتی غیر مشہور ہو تو صاحب مالک مکان کو اُس کے نام سے واقف کر دیتا ہے اور اُس سے اجازت طلب کرتا ہے کہ اگر آپ کہین تو وہ اندر آسکے۔ اگر مالک مکان راضی نہ ہوا تو صاحب اگر اُس سے ایسا عذر کر دیتا ہے کہ وہ راضی ہو جائے یا اگر وہ اجازت دیتا ہے کہ ادخل علی الرحب والسعۃ یا اَہلاً وسہلاً یا تفضل یعنے داخل ہو خوشی اور کشادگی کے ساتھ یا آ و خیر خوبی سے یا فضیلت کر ہم پر۔ کتب لغت مین لکہا ہے کہ اہلاً وسہلاً یا عیتا مفعولیۃ کے منصوب ہے یعنی پایا تو نے در آنحالیکہ اہل ہے نہ غریب اور مسافر اور تو سہل اور آسان طریقہ سے آیا ہے نہ سختی سے اور سہلاً کے معنی ترحب کے ہین یعنے خوشی اور کشادگی کے ہین۔

مہمانون پر جو امور اسی قبیل کے واجب ہین ان مین یہ ہین کہ میزبان کی موافقت کرنا کہانے مین اُس چیز کے جو اُسکے سامنے لائی جائے۔ اور پیٹ بہرا ہونے کا عذر نہ کرے بلکہ جطرح ہو سکے اور جسقدر کہایا جائے کہانا چاہیے۔ صاحب مکان سے اُس کے مکان کی چیزون کے حالات نہ دریافت کرے البتہ قبلہ کی سمت پوچہ لینا ضرور ہے کیونکہ نماز کے واسطے یہ ضروری امر ہے اور پاخانہ کا مقام بھی دریافت کر لینا چاہیے اور میزبان کو ہاتھ دہونے اور اشارہ سے کسی چیز کے منگانے کو بھی منع نہ کرنا چاہیے ان کے حریم (یعنے پردہ نشین عورتون) کے رہنے کی جگہ سے مطلع ہونے کی کوشش نہ کرے۔ یقیناً مہمانون مین یہ امر موجب عیب خیال کیا جاتا ہے کہ بیہودہ زیادہ باتین نہ کرے، جو بہت لمبی چوڑی ہون جیسا کہ بعض شریر لوگ بلند آواز سے (اونکے گہر کی عورتون کو آواز سنانے کی غرض سے) میزبانون کے حالات اور اون کے خانہ داری کی اسباب دریافت کرتے ہین۔

ص ۱۹۵ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اپنے دوست کے گہر جاکر جبکہ وہ حاضر نہ رہے کہانے پینے مین مضایقہ نہین ہے کیونکہ یہ امر موجب خیر سمجہا جاتا ہے چنانچہ وہ اپنے شہرون مین نشست کے لیے چبوترہ وغیرہ بناتے ہین اسی غرض کے لیے۔

فصل چہارم

تحیتہ یعنی سلام کے آداب اور مخاطبات یعنے باہمی گفتگو کے اقسام کا بیان

ندا کا بیان | یعنی وہ آواز جس سے کسی کو بلاتے ہین یا پکارتے ہین۔ لغت عربی مین الف کا حرف قریب والے کو بلانے اور پکارنے کے لیے ہے چنانچہ "اُزیدُ" یعنے ای زید جو نزدیک ہو اور نیز ازید مین جو الف ہے وہ استفہام کے لیے بھی ہوسکتا ہے۔ اونکی یہ بھی عادت ہے کہ منادی (شخص مطلوب) کو ایک صفت سے موصوف کرکے کہتے ہین چنانچہ زمانہ جاہلیت مین کوئی شخص اگر ایسے شخص کو پکارنا چاہتا جسکا نام مجہول ہو یا اسکے ساتھ ایک خاص ملاطفت ہو تو اس طرح سے پکارتا تھا۔ "یا وجہ العرب" یا "اخا العرب" یا "عاطی" جبکہ شخص منادی قبیلہ طی سے ہوتا تھا یا "یا عیس" جبکہ وہ قبیلہ عبسی سے ہوتا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نسبت اُس کے نزدیک ثابت ہوگئی ہے اور ایسا پکارنا ایک فخر کا سبب تھا۔ یا جو شخص معروف ہوتا تھا تو اسکو اسکی کنیت سے پکارتے تھے اس سے اسکی تعظیم اور قدردانی کا اندازہ ہوتا تھا چنانچہ کہا جاتا تھا "یا ابا الفوارس" (سواروں کے باپ) یا "یا حامیۃ القبیلۃ الفلانیۃ" (یعنے ای فلان قبیلہ کے حامی) یا جو شخص اپنے سے زیادہ مرتبہ والا ہوتا تھا اسکو یا "مولائے" یا "سیدی" کہکر پکارتے تھے یعنی ای میرے مولا اور ای میرے سید اور شخص منادی یہ سنکر لبیک اور سعدیک کہتا تھا لبیک کے معنی یہ ہین کہ مین تیرے خدمت اور اطاعت مین حاضر اور مقیم ہون۔ اور تیرے ساتھ خلوص رکھتا ہون۔ لیکن سعدیک کے معنی یہ ہین کہ سعادت پر سعادت ہے اسی لیے عربون کے لیے ضرور ہے کہ ان سکے نامون کے ساتھ اون کے القاب اور کنیتین ملاکر کہین۔

القاب کا بیان | اسکی تین قسمین۔ شرافت کا لقب۔ تعریف کا لقب۔ سخافت یعنے برائی کا لقب۔

سخافت کا لقب اسلام مین ممنوع ہے۔ اور کبھی لقب بطور نام کے قرار دیا جاتا ہے اور اس مین کسی قسم کی اہانت کا خیال نہیں ہوتا۔ اور ایسے لقب سے جسمین اہانت ہو کسی چیز کی تعبیر نہین کیجاتی یعنی اُس چیز کو ایسے کردہ لقب سے ملقب نہین کرتے اور اصطلاح اہل عرب مین یہ ایک نام ہے جو مدح اور مذمت کی طرف اشعار (ایما) کرتا ہے باعتبار اس کے اصلی معنی کے۔ اسی واسطے بعض

ص ۱۹۶

ایسے نام پائے جاتے ہین جو یلمح ہین جیسے حارث اور ہمام جس کے معنی شیر اور مرد بزرگ کے ہین، اور بعض نام ایسے بھی پائے جاتے ہین جو قبیح ہوتے ہین جیسے حرب اور مرہ جسکے معنی جنگ کے اور تلخ کے ہین، اسیطرح القاب کا حال ہے۔ حکایت کے طور پر بیان کیا جاتا ہی کہ ابو صفرہ جو ابوالمہلب کے نام سے بہی مشہور ہے اُسکا نام ظالم بن سراق یا سارق ازدی تھا وہ حضرت عمر بن الخطاب رضہ کے پاس آیا اور درخواست کی کہ مجہکو کوئی عہدہ دیجئے۔ اونہون نے پوچہا تیرا نام کیا ہے اُس نے کہا میرا نام ظالم ہے پہر اونہون نے پوچہا تیرے باپ کا کیا نام ہے کہا سراق ہے حضرت عمر رضہ نے کہا تو ظلم کریگا اور تیرا باپ چرائیگا۔ پس آپ نے اُس کے اور اُس کے باپ کے مکروہ نام ہونے کی وجہ سے عہدہ نہین دیا۔

عربون کے بادشاہ یمن مین اذواء کے لقب سے پکارے جاتے تھے مثلاً ذی سدر ذی ریاش۔ ذی منار۔ ذی الاذعار۔ ذی القرنین۔ ذی جیشان۔ ذی رعین۔ ذی الاعواد۔ ذی الشاتر ذی جدن۔ ذی یمن۔ ذی نفر۔ ذی ظلیم۔ ذی کلاع۔ ذی قایش۔ ذی اصبح۔ ذی نواس۔ ذی یزن۔ ذی مروان۔ ذی میعان۔ ذی عبل۔ یمن کے بادشاہون مین یہ پہلا بادشاہ ہے جو روم سے لڑا اور نیز سب سے پہلے دیباج اور حریر یہان اُسی نے لایا ذی الملک وہ پہلا بادشاہ ہی جس نے رواتب (مراتب) کی ترتیب دی۔ اور حارسین کو اور روابط (محافظین) کو قایم کیا صرف یمن کے بادشاہون کے لیے اذواء کا لقب مخصوص ہے۔

لیکن جو بادشاہ ملک یمن کے حصہ حمیر اور حضرموت مین ہوتے تھے تبع کے لقب سے پکارے جاتے ہین جیسے حیرہ کے بادشاہ نعامہ یا نعمان کے لقب سے پکارے جاتے ہین خزر کے بادشاہون کا لقب لیلک ہے۔ چین کے بادشاہون کا لقب بغبور یا فغفور ہے۔ فرغانہ کی بادشاہون کا لقب اخشید ہے۔ ابن خلکان نے انکی تفسیر یہ کی ہے کہ اسکے معنی ملک الملوک یعنے بادشاہون کا بادشاہ ہے یعنی شہنشاہ۔ اسی طرح فارس پر جو بادشاہ مسلط ہوتا ہے اُسکو کسری کے لقب سے ملقب کرتے ہین اور لفظ کسری خسرو کا معرب ہے کہا گیا ہے کہ اس کے معنی واسع الملک یعنے بڑے ملک والے کے ہین۔ ترک کا جو بادشاہ ہوتا ہے اُسکا لقب قاخان ہے اور روم کے بادشاہ کا لقب قیصر ہے ابن خلدون کہتا ہے کہ قیصر کے معنی عربی مین شق عنہ کے ہین یعنے اُس سے چاک کیا گیا۔ اسکا سبب یہ ہے کہ اُسکی ماں جبکہ وہ پیٹ مین تھا مر گئی اور اُسکو پیٹ چیر کر نکالا گیا اور اسی واسطے اُسکا لقب قیصر ہوا سب سے پہلے جس نے اغسطس نام رکھا

وہ روسیہ کا بادشاہ تھا - اور لوگون کا قول ہے کہ قیصر جو رومانیون کا بادشاہ تھا وہ مغرب جیسر کا ہی جس کے معنی چاک ہونے کے ہین اس لیے کہ قیاصرہ مین سب سے پہلے قیصر اُس بادشاہ کا نام رکھا گیا جسکا پیٹ پھٹا ہوا تھا - شام کے بادشاہ کا لقب ہرقل ہے - حبشہ کے بادشاہ کا لقب نجاشی ہی مصر اور اسکندریہ کا جو بادشاہ ہوتا ہے اُسکا لقب عزیز ہے اور قبط کے بادشاہ کا لقب فرعون ہے اسکے معنی تمساح یعنی مگرمچھ کے ہین - ص ۱۹۷

اہل عرب افسر فوج کو امیر کہتے ہین اور یہ امارت سے مشتق ہے زمانہ جاہلیت کے عرب نے جناب رسالت مآب صلعم کو امیر مکہ اور امیر الحجاز کہتے تھے - آپ کے خلیفہ ابوبکر رض کا لقب بھی خلیفہ ہوا - اور اون کے خلیفہ عمر رض کا لقب امیر المومنین ہوا - اور اون کے بعد کے خلیفون مین یہ لقب بطور وراثت کے چلا آیا اور یہ اونکا علم یعنے نام ہوگیا -

شیعہ خاصکر حضرت علی رض کو امام کہتے ہین اور بنی اونکو بھی امام کہتے ہین جو اون کے بعد اون کی اولاد مین اون کے جانشین ہوتے گئے لیکن عباسیون نے عوام مین اپنا نام ظاہر اور مشہور کیا کیونکہ انہون نے یہ خیال کیا کہ اپنا لقب اگر عام لوگون مین مستعمل رہیگا تو اُس لقب کی ذلت ہوگی اسی لئے اون مین سے کسی نے اپنا لقب سفاح اور کسی نے منصور - مہدی - ہادی - اور رشید قرار دیا اور اونکی آخر سلطنت تک یہی حال رہا - افریقہ اور مصر مین عبیدی بھی انہین عباسیون کے طریقہ پر چلے باوجودیکہ بنی امیہ مشرق مین اسی طریقہ پر چلتے رہے تاہم اون سے بداوت کی حالت شہری حالت سے مبدل نہ ہوئی لیکن آخر کار اونہون نے بلاد اندلس مین وہی طریقہ اختیار کیا جسپر عباسی ممالک مشرق مین چلے تھے اخیر مین عبد الرحمن نے اپنا نام امیر المومنین اور لقب ناصر لدین اللہ رکھا (دیکھو اسی مقالہ کی فصل اول)

وہ خلیفہ جن کے ماتحت اور دیسی ریاستون پر بادشاہ تھے اونہون نے اپنے ماتحتون کو ایسے شریف القاب دیے جن سے اون کے ماتحتون کی اطاعت اور تابعداری ظاہر ہوتی ہے مثلاً شرف الدولہ رکن الدولہ - عضد الدولہ - نظام الملک - ذخیرۃ الملک - انہین بعض بادشاہون مین ناصر اور منصور اور صلاح الدین اور اسد الدین اور نور الدین ہین الی آخرہ دیسی ریاست کے بادشاہ خلفاون کو جو خطوط (عرائض) لکھتے تھے اُسمین اون کو ذیل کے خطابون سے مخاطب کرتے تھے بالقاب الرفیع الخافانی یا جناب عالی لیکن سلاطین مذکور اپنے معروضات کے خاتمہ پر خلفائے مذکور کو یہ لکھتے تھے خادمک المطواع فلان یعنے آپ کا فلان اطاعت گزار خادم "یا عبدک فلان" یعنے آپ کا فلان غلام - اور بنی اونکو اسطرح سے

مخاطب کرتے تھے سیدنا اور مولانا امیر المومنین اور امام المسلمین اور خلیفہ رب العالمین قدوۃ المشارق والمغارب - المنیف علی الہ زوۃ العلیا ابن لوی بن غالب -

صہ ۱۹۸ عربون مین جو شریف قوم کے لوگ تھے اور جنکو مطیبون کہا جاتا ہے یہ عبد مناف کی اولاد مین سے ہین جو عربون مین بڑے شریف سمجھے جاتے ہین - ان کا ذکر دوسرے مقالہ کی تیسری فصل مین گزر چکا ہے اور اسد بن عبد العزی اور زہرۃ بن کلاب اور تیم بن مرۃ - اور حارث بن فہر کی اولاد کے لوگ بھی اسی لقب سے پکارے جاتے تھے کیونکہ اونہون نے بھی اپنے ہاتھون کو خوشبوئی مین ڈالا تھا اور کعبہ کی تولیت کے باب مین لڑنے پر قسم کہائی تھی[1] بعد مین اونہون نے صلح کی اور عبد مناف کی اولاد کو سقایۃ اور رفادۃ (حاجیون کو کھلانے پلانے کا اہتمام) تفویض کر دیا اور عبد الدار کی اولاد حجابۃ اور لواء (یعنے کعبہ کی تولیت اور افسری) کے ساتھ مخصوص ہی -

عربون مین ایک دوسری قوم بھی ہے جسکو رباب کہتے ہین اور یہ عبد مناۃ بن اوبن طابخہ کی اولاد مین سے ہے تیم اور عدی اور عوف اور ثور کے قبیلہ اسیکی اولاد مین ہین - ان کا لقب بھی مطیبون ہے کیونکہ اونہون نے بھی اپنے ہاتھون کو میوہ کے شیرہ مین یا کسی رقیق شئے مین ڈالا تھا اور بنی ضبہ سے لڑنے پر قسم کہائی تھی -

لیکن شیبۃ الحمد عبد المطلب کا لقب ہے اس کے اس لقب سے ملقب ہونے کا سبب یہ ہی کہ جب وہ پیدا ہوا تھا تو اُس کے سر مین سفید بال تھے اسی کے متعلق حذافہ بن عامر کہتا ہے -

بنو شیبۃ الحمد الذی کان وجہہ یضیٔ ظلام اللیل کالقمر البدر[2]

امرئ القیس ذی القروح کے لقب سے ملقب ہے کیونکہ روم کے بادشاہ نے اُس کو ایک زہر آلود لباس پہنایا تھا جس سے اُس کے جسم پر چھالے پڑ گئے تھے امرئ القیس یہی اس کا لقب ہے - کہا جاتا ہے کہ اُس نے امرئ القیس اپنا لقب اُس وقت قرار دیا جب کہ اُس کے باپ کو علیاد

---

[1] زمانہ جاہلیت مین یہ دستور تھا کہ جب چند قوم کے لوگ دوسری قوم کے لوگون سے لڑنے پر متفق ہوتے تھے تو وہ سب مل کر عطر مین یا اور کسی خوشبوئی مین اپنے ہاتھ ڈالتے تھے اور قسم کہاتے تھے کہ ہم مخالف قوم سے لڑنے پر رضامند ہین اور کبھی خلاف نہین کرینگے اور اس مین جہانتک ہو سکے جان و مال سے مدد دینگے - مترجم -

[2] ترجمہ شیبۃ الحمد کی اولاد کے ایسے منور چہرے ہین کہ وہ اندھیری رات کو مثل چودھوین رات کے چاند کے روشن کر دیتے ہین -

بن الحارث الکابلی نے قتل کیا امیر امرئ القیس نے قسم کھائی کہ وہ اُس وقت تک نہ شراب نوشی کریگا اور نہ کسی عورت سے مقاربت کریگا اور نہ اپنے سر کو دھوویگا جب تک کہ وہ اپنے باپ کا بدلہ نہ لیگا۔ لیکن اسکا اصلی نام جندح ہے۔

ذوالانف نعمان بن عبداللہ کا لقب ہے جو بروز جنگ طائف بطن خثعم کی فوج کا افسر تھا۔ جعفر بن عوف جو قریع کی اولاد میں سے ہے اور قریع تمیم کی اولاد سے ہے اسکا لقب الف الناقہ تھا یہ شخص سعد بن زید مناۃ کے قبیلہ کا باپ تھا اس لیے کہ اُس کے باپ نے ایک اونٹنی کو فربہ کرکے اُس کے حصوں کو اپنی عورتوں میں تقسیم کیا۔ جعفر کو اسکی ماں نے اُس کے پاس بھیجا تو اس وقت وہ حصہ تقسیم ہو چکے تھے صرف اسکا سر اور گردن باقی تھی۔ اُس نے جعفر سے کہا کہ اب بقیہ حصہ تیرا ہے تو جعفر نے اسکی ناک میں انگلی ڈالکر ہلایا اس سبب سے اسکا نام الف الناقہ ہوا۔ جعفر کے بیٹے اس لقب سے غضبناک ہوتے تھے آخر کار حطیئہ نے اپنے شعر میں اون کی تعریف کی اور کہا۔ ص ۱۹۹

قوم ہم الانف والاذناب غیرہم ومن یساوی بانف الناقۃ الذنبا[۲]

عامر بن الحرث النمری کا لقب جران العود ہے اُس کے اس لقب سے ملقب ہونے کا سبب یہ ہے کہ اُس نے اپنی دونوں عورتوں کی نسبت یہ شعر کہا تھا۔

خذا حذرا یا جارتی فانتی رایت جران العود قد کاد یصلح[۳]

اسکا واقعہ یہ ہے کہ اُس نے اپنی دونوں عورتوں کے لیے جو اسکی نافرمانی کرتی تھیں اونٹ کے چمڑے کا کوڑا بنا رکھا تھا اور اسکو دھوپ میں سخت ہونے کے لیے رکھ چھوڑا تھا اور انکو ڈراتا رہتا تھا کہ کوڑا سامنے ہی رکھا ہوا ہے ایسا نہ ہو کہ تم پر اسکی مار پڑے۔

خزیمہ بن سعد الخزاعی مصطلق کے لقب سے ملقب ہے کیونکہ اوسکی آواز نہایت عمدہ اور بلند تھی

---

[۱] جناب رسالت مآب صلعم کے غزوات میں یہ تیسرا غزوہ (جنگ) تھا ایک اور روایت میں غزوہ طائف کا زمانہ غزوہ تبوک سے پیشتر کا لکھا ہے۔

[۲] ترجمہ۔ یہ قوم جو ہے مثل ناک کے ہے اور باقی لوگ مثل دُم کے ہیں بھلا کون شخص اونٹنی کی ناک کو اسکے دُم کے برابر ذی رتبہ خیال کریگا۔

[۳] ترجمہ۔ اے میری پڑوسنیں ہوشیار ہو اور ڈرو ورنہ میں خیال کرتا ہوں کہ جران العود داہ نے کے چمڑے کا کوڑا تم کو درست کر دیگا۔

اسیطرح بعد ظہور اسلام کے یہی القاب رہے ہین چنانچہ حضرت ابوبکرؓ خلیفہ اول کا لقب صدیق ہی بوجہہ ان کی زیادتی صداقت کے۔

خلیفہ ثانی عمر رضہ کا لقب فاروق ہے کیونکہ وہ حق اور باطل مین بڑا فرق کرتے تھے۔

عثمان بن عفان رضہ خلیفہ ثالث کا لقب ذی النورین ہے کیونکہ انہون نے جناب رسالت مآب صلعم کی دو بیٹیون سے نکاح کیا تھا۔

علی بن ابی طالب رضہ خلیفہ رابع کا لقب حیدرہ ہے[1] ان کی مان نے آن کو اس لقب سے ملقب کیا تھا اور اسی سے یہ حدیث ہے "انا مدینۃ العلم وحیدرۃ بابہا" یعنے (جناب رسالت مآب صلعم فرماتے ہین کہ) مین علم کا شہر ہون اور حیدرہ (علی) اس کا دروازہ ہین۔

مروان بن الحکم اموی پانچوین خلیفہ کا لقب خیط باطل ہے اس کے اس لقب سے ملقب ہونیکا سبب یہ ہے کہ وہ اونچا دبلا پتلا تھا اسی وجہ سے وہ اس لقب سے ملقب ہوا اس لیے کہ دھاگہ بھی ایک بالکل کم طاقت چیز ہوتی ہے یعنی جیسے غبار آفتاب کی تابش مین نظر آتا ہے بوجہہ اپنی کے حقیقی کے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ خیط باطل مکڑی کے تار کو کہتے ہین اسی کی نسبت ایک شاعر کہتا ہے۔

لحی اللہ قوماً ملکوا خیط باطل علی الناس یعطی من یشاء ویمنع[2]

اسکا بیٹا عبد الملک بن مروان امویون کا چھٹا خلیفہ رشیح الحجر اور ابی ریان کے لقب سے بہ سبب اپنے بخل اور خوشبوئی کے استعمال کے ملقب تھا۔ رشیح الحجر کے معنی پتھر کے پسینے کے ہین اور ریان کے معنی خوشبوئی کے۔

---

[1] جنگ خیبر مین جبکہ حضرت علی رضہ نے مرحب کو معابلہ پر کے قتل کیا تو وقت مقابلہ مرحب نے اپنے فخریہ اشعار پڑہے اور حضرت علی رضہ نے بطور فخر کے اسکے جواب مین یہ نظم پڑہی تھی "انا الذی سمتنی امی حیدرہ۔ کلیث غابات کریہ المنظرہ اکیلہم بالسیف کیل السندرہ۔ ترجمہ مین وہ ہون کہ میری مان نے میرا نام حیدرہ رکہا ہے مین جنگل کے شیر کی طرح نہایت مہیب شکل کا ہون۔ کافرون کو تلوار سے ایسا ناپتا دقتل کرتا ہون جیسے سندرہ کے ناپ سے ناپتے ہین۔ مترجم

[2] ترجمہ۔ خدا اس قوم پر لعنت کرے جنہون نے لوگون پر خیط باطل کو مالک کیا ہے وہ ایسا نالایق ہے کہ جسکو چاہتا ہے دیتا ہے اور جسکو چاہتا ہے نہین دیتا۔

مروان بن محمد بن مروان امویون کا آخری خلیفہ حمار کے لقب سے ملقب کیا جاتا ہے کیونکہ اس کے زمانہ مین بنی امیہ کی سلطنت کو قریب ایک سو سال کے زمانہ گزرا تھا اور اہل عرب ہر قرن کے سالون کو حمار سے تعبیر کرتے ہین۔ جیساکہ وہ زمانہ کو حقب کے لفظ سے تعبیر کرتے ہین اسکی جمع کو احقاب کہتے ہین کہا گیا ہے کہ حقب اسّی برس کی مدت کو کہتے ہین اور بعض ستر برس کی مدت کو کہتے ہین۔ لیکن حقبہ جو زمانہ کی مدت کا نام ہے اس کے لیے کوئی میعاد اور وقت معین نہین ہی۔ صفحہ ۲

سعد بن العاص کا لقب عکۃ العسل ہی کیونکہ وہ خوب صورت تھا۔

فضل بن سہل کا لقب ذوالریاستین تھا اسلیے کہ اُس نے سیف اور قلم کا عمدہ انتظام کیا تھا یعنی اُسکی عہد مین انتظام فوج اور انتظام دفاتر عمدہ طور پر تھا۔

سعید بن عبادہ کا لقب کامل تھا اس لیے کہ وہ لکھنا جانتا تھا اور تیر بہت اچھا چلاتا تھا اور تیرنا بھی جانتا تھا۔ اصبہانی کہتا ہے کہ جاہلیت مین یہ دستور تھا کہ جب کوئی شخص شاعر اور کاتب اور پیراک اور تیرانداز ہوتا تھا تو اسکو کامل کہتے تھے۔ چنانچہ عربون کی زبان مین یہ محاورہ بہت استعمال ہوتا ہے کہ جسکو لکھنا اور تیرنا اور تیراندازی آجائے تو یہ سمجھا جاتا ہے کہ اُس نے فضیلت کی تکمیل کرلی۔

اور عبداللہ بن طلحہ کا لقب طلحۃ الخیر اور طلحۃ الفیاض اور طلحۃ الطلحات ہی یہ سبب اُنکی سخاوت کے۔

اور عکرمۃ بن ربعی بھی اس لقب سے پکارا گیا ہے یہ سبب اپنے کرم اور جود کے۔

عبداللہ بن عباس کا لقب حبر ہے یہ سبب اُن کے تبحر علمی کے۔

بعض القاب سے جو کسی عیب کے سبب سے ہوتے ہین یہ ہین یعنے اعمش (وہ شخص جسکو کم نظر آتا ہو) اعمی (اندھا) اعرج (لنگڑا) احول (ترچھا) فطس (دبی ناک والا) اقرع (جس کے سر پر بال نہ ہون) وغیرہ زمانہ جاہلیت) اور اسلام مین ایسے بہت کم لوگ ملینگے جنکا کوئی لقب نہ ہو۔ عام لوگ بھی اپنا کوئی نہ کوئی لقب رکھتے ہین چنانچہ بعض کا لقب شرف الدین ہوتا ہے بعض کا عزالدین اور بعض کا تاج الدین اور بعض کا سیف الدین اور شمس الدین اس کے حالانکہ اس لقب کے مناسب اُن مین کسی قسم کی دیانت نہین ہوتی۔ بلکہ بعض وقت تو اس کے خلاف مین باد کا حال ہوتا ہے۔

کنیتون کا بیان | عربون مین کنیت بھی لقب کے مثل ہے۔ بعض وقت اسمین اسطرح سے امتیاز ہوتا ہی کہ کوئی شخص کسی اعلی درجہ کے شخص کی کنیت کے مثل کنیت نہین رکھ سکتا خاصکر خلفاؤن کے دربار مین یہ نہین کہہ سکتا کہ مین ابو فلان (فلان کا باپ) ہون اگر کوئی شخص ایسا کرے بھی تو اُسکا یہ فعل سوء ادبی پر مبنی ہے خیال کیا جاتا ہے۔ بعض وقت تو خلفاؤن کی مجلس (دربار) سے وہ شخص نکلوا دیا جاتا ہے

بعض بڑے درجہ کے امیرون کو وہ لوگ جو اُون سے کم درجہ کے ہوتے ہین اُون کو کنیتون سے پکارتے ہین اور یہ امر اُن کی زیادتی اکرام کا سبب ہوتا ہی۔

اور کیفیت اُن کنیتون کی یہہ ہی کہ مرد اور عورت اپنے لڑکے کے نام سے اپنی اپنی کنیت رکھتے ہین۔ مرد کے لیے کہا جاتا ہے ابو فلان یعنے فلان کا باپ اور عورت کے لیے کہتے ہین اُم فلان (فلان کی ماں جبکی اولاد نہین ہوتی تو اسکو بطور نیک فال کے کسی کنیت سے پکارتے ہین اس خیال سے کہ اگر وہ زندہ رہے گا تو اسکی اولاد ہوگی۔ اور کبھی کنیت بغیر اولاد کے بھی رکہی جاتی ہے جیسے ابولہب جو بہ سبب اُس کے سرخی رخسار کے کنیت ہوگئی تہی۔ اور امام علی بن ابیطالب رض کی کنیت ابوتراب ہے اسلیے کہ وہ ایک مرتبہ غزوہ ذی العشیرہ مین خاک پر لیٹ گئے تھے۔ حضرت ابوہریرہ رض کی یہ کنیت اسلیے ہوئی کہ وہ بچپن مین بلی کے بچے سے کھیلا کرتے تھے اس وجہ سے یہ کنیت اُون کا نام اور لقب ہوگئی۔ یہان تک کہ کسی شخص کو اس وجہ تسمیہ سے خبر ہی نہین۔ بڑے سردار کو ابوالراس بہی کہتے ہین اور بڑے عمامہ والے کو ابوالعمامہ کہتے ہین۔ بعض لوگ اپنی بیٹی کے نام سے ہی کنیت رکہتے ہین اسمین کوئی ہرج نہین خیال کیا گیا ہے اس لیے کہ امام عثمان بن عفان رض کی کنیت ابولیلی تہی اور لیلی اونکی بیٹی کا نام تہا۔ اور تمیم الداری کی کنیت ابوامامہ اور ابورقیہ ہے اور مقداد بن معد ابوکریمہ کی کنیت سے پکارا گیا ہے۔ مسروق بن الاجدع کی کنیت ابوعائشہ تہی۔

کنیتین صرف آدمیون مین منحصر نہین ہین جیسا کہ سابق مین اسی مقالہ کی فصل ثالث مین گزرا ہی اُس سے معلوم ہوگا کہ یہانون کی یہی کنیتین ہین اور حیوانات وغیرہ کی کنیتون کا ذکر جو مسلم کو معلوم ہوے ہین۔ قریب مین اسکے مقام پر کیا جاے گا۔

کہا جاتا ہے کہ کنیتون کا رواج عرب کے سوا اور کسی امت مین نہین رہا ہے اور اسکو وہ اپنے مفاخر سے خیال کرتے ہین۔ ایک شاعر کہتا ہے۔

اگینہ حین اناديه لاکرمه ولا القبه والسودد اللقب[1]

تجزیہ یعنی سلام و آداب کا بیان | عربی آداب کی کتابون سے یہ پایا جاتا ہے کہ اہل عرب زمانہ جاہلیت مین بھی جب کسی بادشاہ کے دربار مین حاضر ہوتے تھے تو اُن کے سامنے زمین کو بوسہ دیتے تھے

[1] ترجمہ۔ مین جب کبہی اسکو پکارتا ہون تو کنیت سے پکارتا ہون اور اسی حالت مین مین اسکی بزرگی بہی کرتا ہون اور مین اسکو لقب سے نہین پکارتا گو کہ لقب سرداری کا ہوتا ہے۔

اور نیز اُس شخص کے ہاتھ کو بوسہ دیتے تھے جو اپنے سے اعلیٰ درجہ کا ہوتا تھا۔ اگر کم سن اچھا معلوم ہوتا تو اُسکی پیشانی پر دونون آنکھون کے بیچ مین بوسہ دیتے تھے۔ تحیت (سلام کرنے) مین بادشاہونکو "اُبیت اللعن" کہتے تھے اس کے معنی یہ ہین کہ ایسے فعل سے جو موجب لعنت ہو بری رہو یہ سلام اُن کے نزدیک اس قبیل کا سمجھا جاتا ہے کہ اس سے سوائے بادشاہون کے دوسرے کو مخاطب نہین کرتے۔ چنانچہ جب کوئی شخص امارت (سلطنت) کا والی ہوتا تو اسکو "اُنال التحیۃ" کہتے تھے یعنی اُسنے ایسا ملک پایا کہ تحیت کے لائق ہوا۔ لیکن عادتی یعنے معمولی تحیات مین ایک دوسرے کو کہتا ہے صبحتک الافالج وکل طیر صالح۔ یا صبحتک الانعمۃ او طیب الاطعمۃ۔ یا کہتے ہین انعم صباحًا یا عم صباحا یعنے صبح بخیر۔ اس کے معنی خوش زندگی کے ہین۔ اس قسم کی دعا صبح کے ساتھ مخصوص ہے اس لیے کہ لوٹ مار عربون مین صبح کو ہوتی تھی۔ عربون کی یہ بھی عادت ہے کہ آبادی کے ٹیلون کو بھی اپنے اشعار مین اسی تحیت سے پکارتے تھے اور کہتے تھے "انعم صباحا ایہا الطلل" یعنے ای ٹیلو تم پر صبح بخیر ہو یعنی تم نازونعمت مین رہو۔ جطرح اہل عرب قبرون پر پانی برسنے کی تمنا کرتے تھے اسی طرح ان ٹیلون پر پانی برسنے کے لیے دعا اور آرزو کرتے تھے اس لیے کہ بارش بڑی رحمت کی چیز ہے اور اسکی توقع اس لیے کرتے تھے کہ اونکی اور اُن کے جانورون کی معیشت اور حیات اسپر موقوف ہے۔ اور جطرح آدمیون کو جس کسی وقت اُن سے ملاقات ہونے پر اُن کو سلام کرتے ہین اسیطرح ان ٹیلون کو بھی سلام کرتے تھے اور اُن کے مخاطبت کی افتتاح اس عبارت سے ہوتی ہے یعنی "السلام علیکم" ایک شاعر کہتا ہے۔

الا یا خلۃ من ذات عرق علیک ورحمۃ اللہ السلام[1]

جس شخص کو ان الفاظ سے مخاطب کیا جاتا تھا شخص مخاطب بھی اسکو بعینہٖ انہین الفاظ سے خطاب کرتا تھا اور کہتا ہے "وعلیکم السلام" اس لیے کہ ایک آدمی کو صیغہ جمع کے ساتھ خطاب کرنا بڑی تعظیم کی بات ہے اور یہ عربون کی عادت اور اصطلاح ہے۔ منجملہ اُن کی مثالون کے یہ بھی ایک مثال ہے "محل من تسلیم علی طلل" اُسنے ٹیلون پر سلام کرنے مین چشم پوشی کی اور یہ مثال شاعر کے اُس قول سے ماخوذ ہے۔

قالوا السلام علیک یا اطلال قلت السلام علی المحل محال[2]

---

[1] ترجمہ۔ ای ذات عرق کے کھجورین تجھ پر اللہ کی رحمت اور سلام ہووے۔

[2] ترجمہ۔ اونہون نے کہا ای ٹیلو تم پر سلام ہووے مین نے کہا محل (حوالا کرنے والے) پر سلام محال ہے۔

اُنکے نکات اور لطیفون سے یہ بھی ایک لطیفہ ہے کہ ایک اعرابی سے کہا گیا "اُلسلام علیک" اُس نے جواب مین "وعلیک الخجاشا" کہا اُس سے کہا گیا کہ یہ کیسا جواب ہے اُس نے کہا خجاث وقیح مزہ کے درخت ہین تو نے مجھ پر ایک درخت ڈالا تہا مین نے تجھ پر دوسرے کو ڈالا۔

اور مسلمانون نے اس سلام کو اپنے بزرگون سے وراثتاً پایا ہے اور وہ اس کو سنت اسلام خیال کرتے ہین اور خلیفون اور بادشاہون کو اسی تحیت (سلام) سے سلام کرتے ہین چنانچہ خلیفہ کو وہ اسطرح سے سلام کرتے ہین "اُلسلام علیک یا امیر المومنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" یعنے ای امیر المومنین تجھ پر اللہ کا سلام اور رحمت اور برکت رہے۔ یہہ اُن کے لیے سلامتی کی دعا رہے جسمین ہر ایک آفت سے خواہ وہ آفت دین کی ہو یا عقل کی یا ذات کی یا عزت آبرو کی۔ یا جسم اور مال اور مرتبہ اور اولاد اور اہل کی سب سے محفوظ رہنے کی دعا ہے یعنی اللہ تمہارا محافظ رہے اور سورہ طٰہٰ مین یہ آیت ہے "والسلام علی من اتبع الہدی" یعنے جو شخص خدا کی ہدایت پر چلتا ہے اُسپر سلام ہو۔ مطلب اسکا یہ ہوا کہ جس نے خدا کی ہدایت پر چلا وہ اُس کے عذاب اور غفلی سے محفوظ رہا۔ اسی واسطے سلام کے ان الفاظ کو شعار اسلامی تصور کیا جاتا ہے کیونکہ یہ آیت تحیت کے قائم مقام ہے وقت رات کا ہو یا دن کا ہر وقت یہی سلام کرتے ہین اور جو شخص اسلام کے طریقہ پر نہین ہوتا اُسکو اسطرح سے سلام نہین کرتے۔ صہ ۲۰۳

مولدین کی مثالون مین اسطرح کے سلام کا بھی ذکر آیا ہے "الف دق دق ولا سلام علیکم"[1] دق دق دروازہ کو کھٹکھٹانے کی آواز کو کہتے ہین گویا ان الفاظ سے وہ اس مطلب کو ادا کرتے تھے کہ رات کو آنے والے لوگ اگر دروازہ کھٹکھٹا رہے ہین اور دروازہ کھولنے کے منتظر ہین۔ اس سے وہ دروازہ کھولدیتے تھے ورنہ کوئی تنہا شخص جو رات کو آتا تھا وہ دروازہ کھلاپاکر یکایک گہر مین گھس پڑتا تھا ایک شاعر کہتا ہے۔

اغلقوا بابکم مخافۃ واشٍ الف دقٍّ دقٍّ ولا سلام علیکم[2]

اور یہ بھی کہتے ہین "حدثہ بالقصۃ من الدقاق الی السلام علیک" یعنے اول سے آخر تک باتین

---

[1] ترجمہ۔ بہت سے لوگ دق دق کرنے والے ہین اور تم پر سلام کرنے والا کوئی نہین ہے۔

[2] ترجمہ۔ تم اپنے دروازون کو جھوٹ کہنے والون کے خوف سے بند کرو کیونکہ اکثر لوگ یون ہی مذاق سے دق دق کہدیتے ہین اور حقیقت مین کوئی سلام کرنے والا نہین ہوتا۔

کرتا رہا۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ مین نے دروازہ کو کھٹکھٹانے کے وقت سے وقت وداع تک باتین کرتا رہا۔ یہ محاورہ بھی مثال مذکور پر مبنی ہے۔

اس سلام کے علاوہ اُن کا عام سلام مین بوقت ملاقات کے یہ قول ہوتا ہے۔ اگر صبحکو ملاقات ہوتی ہے تو کہتے ہین "اُسعد اللہ صباحکم" یا "اللہ یصبحکم بالخیر" یعنے خدای تعالی تمہاری صبح نیک کرے دن چڑھے پر یہ لفظ یعنے صباح کا لفظ نہار کے لفظ سے بدل دیا جاتا ہے اور یہ کہتے ہین "نہارکم سعید" یعنے تمہارا دن نیک ہووے اور ظہر کے وقت یہ کہتے ہین "اُدقاتکم سعیدۃ" تمہارے اوقات نیک رہین۔ عصر سے مغرب تک یہ کہتے ہین "اللہ یمسیکم بالخیر" یعنے اللہ تمہاری شام خیریت سے کرے۔ اور وقت غروب سے رات بھر کے لیے یہ کہتے ہین "لیلتکم سعیدۃ" تمہاری رات نیک رہے۔

استقبال یعنے پیشوائی کا بیان

مسلمانون مین یہ بھی طریقہ ہے کہ ملاقاتی کے لیے اُس کے لینے کے لیے آگے بڑھتے ہین یعنے چند قدم آگے بڑھتے ہین اور زائر یعنے ملاقاتی کو لاکر اپنے بازو بٹھاتے ہین بعض اُس کو اوپر بٹھاتے ہین اور خود سامنے بیٹھتے ہین۔ اس سے اُس کا اکرام مقصود ہوتا ہے لیکن یہ تعظیم اُس وقت ہوتی ہے جب زائر مسلمان ہو۔ حاصل کلام اُن کی عادت ملاقاتی کے ساتھ مہربانی اور لطف کی ہے۔ خواہ وہ مسافر ہو یا وطن مین رہنے والا ہو۔ پہلے سے اُس کو جانتے ہون یا نہ جانتے ہون خواہ وہ مسلمان ہو یا غیر مسلمان اور خواہ وہ دشمن ہو یا دوست ہو اُس کے سامنے اپنا اشتیاق اور اپنی وحشت کا حال جو اس کے مدت فراق مین تھا بیان کرتے ہین اُس کے آنے اور اُس کے دیکھنے سے خوش ہوتے ہین اور اُسکی حاجتون اور اغراض کے وہ مرہون ہوجاتے ہین اور یہ بھی ضرور ہے کہ ملاقاتی کے حسن اخلاق کو بیان کرین گو اُس مین نہ ہو۔ اور گو یہ بیان تصنع سے ہو اور زائر کے حسن اخلاق کے بیان کرنے مین مسلمان اور غیر مسلمان کی کچھ تمیز نہین کی جاتی۔ البتہ اگر غیر مسلمان ہوتا ہے تو اُسکی نسبت دیانت اور تقوی اور فضیلت علم سے موصوف ہونا نہین بیان کیا جاتا۔ اگر زائر کے قبیلہ سے اُنکو عداوت اور بغض بھی ہوتا ہے تو اُسکی نسبت یہہ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ اپنے قبیلہ سے حسن اخلاق کے سبب سے بالکل علیحدہ ہین ۲۰۴

جلوس[1] یعنی نشست کا بیان

عربون کی خاص خاص نشستین ہین جو وہ کسی مقام پر بیٹھا کرتے ہین جہان کہ اُن کے

---

[1] جلوس خاص انسان کی نشست کو کہتے ہین اور اونٹ کی نشست کو برک اور پرندکی نشست کو جثوم کہتے ہین مولف

بیٹھنے کی عادت ہے یعنی اپنے خیموں مین جہین کہ دیوارین نہین ہوتین جنکو وہ اپنی نشست کے وقت ٹیکہ لگا سکین۔ چنانچہ جب کوئی آدمی بیٹھتا ہے تو اپنے گھٹنون کو کہڑا کرتا ہے اور اُسپر اپنی تلوار رکہتا ہے اور پیٹھ کے پیچھے سے گھٹنون کے سامنے تک ایک کپڑا باندہ دیتا ہے اور پھر گھٹنون پر اپنے ہاتھ رکھ کر آرام سے بیٹھ جاتا ہے اسطرح کی کپڑے کی بندش اُس کے لیے ٹیکہ اور تکیہ کا کام دیتی ہے۔ بعض کہتے ہین کہ آدمی اپنے گھٹنون پر شکیہ لگا کر بیٹھتا ہے اور اپنے پیٹ کو اپنی رانین لگا دیتا ہے اور اپنے ہاتھون کی ہتیلیون سے پانون کو بغل مین لیتا ہے اور یہ نشست اعراب (یعنی بادیہ نشین عربون) کی ہے اور اس نشست کو قرفصاء کہتے ہین۔

محیط المحیط مین لکہا ہے کہ عربون کی ایک نشست کا نام جثیہ ہے اور یہ احتبار سے مشتق ہے جس کے معنی رانون کے اطراف ہاتھون کو حلقہ کر کے بیٹھنا ہین اسکی صورت یہ ہے کہ آدمی اپنی دونون ساقون کو جب کہ وہ بیٹھنا چاہتا ہے پیٹھ کے مقابلہ کر کے بیٹھتا ہے اور اس قسم کی نشست سے ایک طرح کا ٹیکہ ہو جاتا ہے پہر جب اس حالت سے قیام اور قعود کا حال بیان کیا جاتا ہے تو کہتے ہین حل جوثۃ یعنے کہڑا ہو گیا۔ وعقد جوثۃ یعنی بیٹھ گیا۔

لیکن شہر کے لوگ نشست مین بہت سے آداب کی نہایت باریک نظر سے رعایت کرتے ہین خاصکر بڑی مجلسون اور دربارون اور ذی مراتب اور عالی منزلت لوگون کے سامنے ان نشستون مین سے ایک کا نام تربع ہے یعنی چار زانو بیٹھنا اسکی صورت یہ ہے کہ آدمی اپنے کپڑے پانون پر لپیٹ کر گھٹنون کو زمین سے ملا دیتا ہے اسطرح سے کہ پانون کا ہر ایک پنجہ دوسرے پانون کی گھٹنے کے نیچے ہوتا ہے اور پہر اپنی پیٹھ کو ٹیکہ لگا کر بیٹھتا ہے جس کے سبب سے وہ دوسرے جالسین کے مقابلہ مین بغیر کسی فرق کے رخ کر کے بیٹھ جاتا ہے۔ دوسری ایک نشست کو جلس علی رکبتہ ونصف کہتے ہین یعنے ڈیڑھ گھٹنے پر بیٹھا۔ اسکی صورت یہ ہے کہ ایک گھٹنا کہڑا ہوتا ہے اور دوسرا اُس کے پیچھے مڑا ہوا رہتا ہے لیکن اس نشست مین بھی آداب کی رعایت کی جاتی ہے کہ کہڑا ہوا گھٹنا اُس طرف نہ ہو جس طرف کوئی اُس سے اعلی درجہ کا آدمی بیٹھا ہو ایک تیسری نشست بھی ہے جسکو دو زانو کی نشست کہتے ہین اسکی صورت یہ ہے کہ اپنے پانون کو گھٹنون پر جہکا لیتے ہین اور دونون قدمون کو موڑ کر پیچھے کی طرف کر لیتے ہین بہ لحاظ وقار اور ادب کے یہ نشست سب نشستون سے اعلی ہے۔ مودبانہ نشست کی کوئی بہی صورت ہو اسمین یہ ضرور ہے کہ قدم چھپے رہین اور موزہ ظاہر نہ ہون یعنے جہانتک ممکن ہو قدم کا کوئی حصہ ظاہر نہ ہونے پائے۔

اور یہ بھی عادت ہے کہ کم عمر کا آدمی سن لوگون کے روبرو نہ بیٹھے تاوقتیکہ وہ لفظاً یا ارشاراً تین مرتبہ بیٹھنے کے لیے حکم نہ کریں۔ یا آدمی کا بغیر جوتیون کے اُتارنے کے مجلس مین جانا یا بیٹھنے کے بعد پاؤن پھیلانا یا ایک پاؤن پر دوسرا پاؤن رکھہ کر بیٹھنا نہایت معیوب اور سوء ادبی اور عدم وقار کا موجب ہے۔ ص ۲۰۵

زائرون کے سامنے جو چیز لائی جاتی ہے اُس کا بیان

زائر کے بیٹھنے اور آرام پانے کے بعد بدوی لوگون مین یہ ضروری ہے کہ حسب استطاعت اُس کے سامنے کہانا وغیرہ پیش کیا جائے اس کے متعلق مقالہ آیندہ مین بیان کیا جائے گا۔ لیکن شہری لوگون مین زائر کے سامنے تقدیم طعام ضروری نہین البتہ ولیمہ کی دعوت اور نیز دوسری خاص دعوتون مین لازمی ہے۔ لیکن جب زائر خوش باش ہو یا سفر سے آئے تو اُس کے لیے کسی تقریب کی دعوت کی ضرورت نہین لیکن روزانہ عادتی ملاقاتون مین زائرین کے سامنے میوہ یا حلوہ یا شربت یا قہوہ یا عطر وغیرہ پیش کرکے اُن کا اکرام کرنا ضروری ہے۔ اس خاطرداری مین دوسرے حاضرین بھی بغیر کسی فرق اور تمیز کے شریک ہین البتہ باعتبار درجہ اور حیثیت کے تقدیم تاخیر کا لحاظ ضرور ہوتا ہے۔

زوار کی مشایعت کا بیان

زائرین کی واپسی اور برخاست کے وقت اُن کے لیے اُٹھنا اور تھوڑے عرصہ تک جبکہ وہ چلنے کے لیے کھڑے ہوتے ہین اُن کی دل جوئی کی باتین کرنا اور اُن کے رخصت ہونے پر بوجہ اُن کی جدائی کے افسوس اور شوق ظاہر کرنا ضروری ہے۔ اور بعض وقت باعتبار اُن کی حیثیت کے مکان کے دروازہ تک جس حال مین کہ وہ پھر اپنے جلد واپس ہونے کی خبر سنا ئین اُنکو پہونچانے کے لیے جانا بھی ضروری ہے۔ اور وہ لوگ بھی دوبارہ اپنے آنے کا وعدہ کرتے ہین اور یہ بھی وعدہ کرتے ہین کہ ہم خط خطوط لکھا کرینگے اور یہ بھی کہتے ہین کہ اپنی ملاقات کو تمہارے ساتھ مثل بیضۃ الدیک کے نہین کرینگے کیونکہ یہ کہا جاتا ہے کہ مرغ اپنی تمام مدت العمر مین صرف ایک انڈا دیتا ہے ابو العتاہیہ کہتا ہے۔

یا طیب الناس ریقا غیر مختبر — لولا شہادۃ اطراف المسا دیک
قد زرتنا مرۃ فی الدھر واحدۃ — شتی دلا تجعلیہا بیضۃ الدیک[1]

[1] ترجمہ۔ ای وہ شخص جو بہ لحاظ خوش گواری آب دہن کے سب لوگون سے اچھا ہے اگر مسواک کے کنارون یعنی سرون کی گواہی نہ ہوتی تو شاید خبر نہ دیتا۔ عمر بھر مین تونے ہم سے ایک ہی ملاقات کی دوبارہ بھی ملاقات کر اور اس ملاقات کو بیضۃ الدیک مت کر۔ جیسے کہ وہ عمر بھر مین ایک ہی انڈا دیتا ہے۔

باوجود اس کے حدیث مین بھی آیا ہے "زرغبا تزدد حبا" یعنے ایک دن آڑ ملاقات کر کیونکہ اسمین محبت بڑہتی ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے "والہوی من النوی" یعنے دوری موجب ازدیاد محبت ہوتی ہے اور اسی دوری سے وہ پیدا بھی ہوتی ہے۔ کیونکہ آدمی جب دیکھتا ہے کہ کوئی شخص ہر روز حاضر ہوتا ہے تو وہ بیزار ہوجاتا ہے۔ حارث بن حلزۃ الیشکری کہتا ہے۔ ص ۲۰۶

آذنتنا ببینها اسماء ۔۔۔ رب ثاو یمل عنه الثواء[1]

کوچ کرنے والون کی رخصت کا بیان

کوچ کرنے والون کو اہل عرب یہ کہتے تھے "شاعکم السلام" یا شاعکم اللہ بالسلام" یعنی خدا سلامتی کو تمہارے ساتھ رکھے اور اسکو تمہارا مصاحب بنائے اور اسکو تمہارے تابع رکھے۔ اور یہ قول ملاقات کے سلام مین "السلام علیکم" کے مقابلہ مین اور اس کے ہم معنی ہے جیسا کہ اسکی طرف بیشتر اشارہ کیا گیا ہے۔ یا یہ کہتے ہین "سر علی الطائر المیمون" یا "لواک اللہ" یعنے تو مبارک پرندہ کے ساتھ سفر کر یا سفر مین خدا تیرے ساتھ رہے۔ یہ اس وقت کہتے ہین جب رخصت پانے والا شخص سفر کرنے پر آمادہ اور تیار ہو لیکن شہر کے لوگ اسے جلدی نہ مانگ مین یہ کہتے ہین "مع السلامۃ" "استم شرفتم" "حییتم البرکات" "وبلغکم اللہ السلامۃ" "ونحو ذلک ان تسلم علی الاصحاب" "وان تظعنا یوصولک بالسلامۃ" یعنی سلامتی سے تم نے ملاقات کی اور شرف لیا۔ اور تم نے برکتون کو ہمارے پاس اوتارا۔ خدا تم کو سلامتی کے ساتھ پہونچائے ہم امید کرتے ہین کہ تم اپنے دوستون کو ہمارا اسلام کہین۔ اور ہمکو اپنی سلامتی سے پہونچنے کی اطلاع دین۔

آداب جمعیت یعنی مجلس کے آداب کا بیان۔

مجلسون مین عربون کی یہ بھی عادت ہے کہ حاضرین مین سے اگر کوئی چھینکے تو اسکا جواب دیتے ہین درۃ الغواص مین لکھا ہے کہ تشمیت اور تسمیت کے معنی ایک ہی ہین لیکن تشمیت کو خاص کر لینے کا سبب یہ ہے کہ تشمیت مین جو شین ہے وہ جماعت کے ملے رہنے پر دلالت کرتی ہے کیونکہ جماعت کا ہم معنی لفظ شمل ہے جس کے معنی گروہ اور جماعت کے ہین چنانچہ جب اونٹ چراگاہ مین جمع ہوتے ہین تو یہ کہا جاتا ہے "تشمت الابل" اور سین سے اسوقت کہتے ہین جب اُن کو کوئی عمدہ علامت نصیب ہوتی ہے یعنی "سمت الابل" کہتے ہین۔ اسی واسطے جب کوئی شخص مجلس مین چھینکتا ہے تو حاضرین سے کوئی ایک "رحمک اللہ" کہتا ہے یعنے خدا تجھ پر رحم کرے۔ لیکن چھینکنے والا اُن کو یہ

[1] ترجمہ۔ اسمار نے اپنی جدائی کوچ کرنے سے ہمین خبر دی اس لیے کہ بعض اوقات ایک جگہ پر ٹہرنے سے مقیم بھی گھبرا جاتے ہین۔

جواب دیتا ہے "نحن واتم دعامۃ المسلمین" یعنی ہم پر اور تم پر اور نیز تمام مسلمانوں پر رحمت بھیجے۔
جب کوئی شخص پانی پینے کے بعد "الحمد اللہ" کہتا ہے تو دوسرا شخص "ہنیئا" کہتا ہے یعنے تجھکو یہ پانی پینا خوش گوار ہو۔ پس وہ شخص جسکو یہ جواب دیا گیا ہے سب حاضرین مجلس کو یہ کہتا ہے "ہناکم اللہ" یعنی تم سب کو بھی خدا خوش گوار کرے۔ اور ہناکم اللہ کہنے کے وقت وہ اپنے سیدھے ہاتھ کو سر پر رکھتا ہے مجلس کی شرط آداب مین یہ بھی شرط ہے کہ کم سن آدمی اپنے سے بڑے مرتبہ والے کو یا من آدمی کو ایسا نہین کہہ سکتا۔

بچہ کے جائی لینے پر اہل عرب حلقتہ کہتے ہین اس سے یہ مراد ہوتی ہے کہ خدا تیری عمر دراز کرے اور تیرا سر بارہا مونڈا جائے۔ جائی لینا ان امور مین سے ہے جسکو خاصکر اس زمانہ کی مجالس مین حتی الامکان چھپانا چاہیے یعنے اگر جائی آئی تو منہ پھیر لینا چاہیے یا منہ کو رومال وغیرہ سے ڈھانپ لینا چاہیے۔ اور جائی ختم ہونے کے بعد استغفر اللہ کہنا چاہیے۔

جو شخص اپنا سر مونڈوا لے یا نہلے یا سوکر اٹھے تو اس کے لیے "نعما" کہنا چاہیے پس وہ شخص بھی جسکی نسبت یہ کہا گیا ہے یہ کہتا ہے "اللہ ینعم علیک" خدا تجھکو بھی اپنی نعمت عطا کرے۔ ص ۲۰۷

ٹھوکر کھا کر گرنے والے کو اہل عرب "لعا" کہتے تھے۔ میدانی کی مجمع الامثال مین بجائے لعا کے "لعا لک عالیا" ہے۔ اور "لعل لک" بھی کہا جاتا ہے کہا جاتا ہے کہ یہ الفاظ گرنے والے کے لیے دعا رہین۔
مجلل بن حزن الحارث کہتا ہے۔

لنا فخمۃ زوراء احمت بلادنا — متی برہا الشادی یلجح بہ دہل
دار ماعنا یتہر نہم نہر فخمۃ — یقلن لمس بادر کن تعسا ولا لعل[1]

حریری کی کتاب درۃ الغواص مین ہے کہ یہ لفظ گرنے والے کے لیے بد دعا ہے بخلاف لفظ لعا کے کہ یہ خاص دعا کے لیے ہے۔ اعشی کہتا ہے۔

بذات لوث عفرناۃ اذا عثرت — فالتعس ادنی لہا من ان اقول لعا[2]

---

[1] ترجمہ۔ ہماری زمین جسمین گڈھے ہین اس نے اپنی دشوار گزاری کے باعث ہمارے لنگ کو بچار کہا ہے جبا بچہ جب کوئی دوڑکر اس طرف آتا ہے تو متردد ہو جاتا ہے۔ ہمارے بہالے ان کو اسطرح سے اٹھا دیتے ہین جیسی کوئی اہلکی سی چیز کو اٹھا دیتا ہے۔ اور وہ دہالے جسکو پاتے ہین تعسا دلا لعل کہتے ہین یعنی اس سے کہتے ہین کہ تو ہلاک ہو جا۔

[2] ترجمہ۔ موٹی تازی قوی اونٹنی جب گر پڑتی ہے تو اسکو تعسا کہنے کی بجائے تعس کہنا سہل ہے کیونکہ اسکا گرکر اٹھنا دشوار ہے۔

لیکن ہمارے اس زمانہ مین گرنے والے کی نسبت غالباً بحذف حرف ندا "اللہ" کہا جاتا ہے یا خضر یا مثل اُس کے انبیاء اولیاء کا نام بطور استغاثہ کے لیا جاتا ہے تاکہ گرنے والا محفوظ اور ضرر سے صحیح سلامت رہے[1]۔

جو شخص نیا کپڑا پہنتا ہے تو اُسکی نسبت "اُبلیت جدیداً" اور "تملیت" حمیداً کہتے ہین یعنے تو زمانہ دراز تک جیتا رہے اور اُس سے فائدہ اُٹھاتا رہے۔

اور جس شخص کو کوئی خوش خبری سناتا ہو تو اُس کو "تشراک" یا "بشری لک" کہتے ہین اس کے معنی یہ ہین یعنی تجھ کو خوشخبری ہو۔

جو شخص کسی امر مین کامیاب ہوتا ہے تو اُسکی نسبت "نعم اللہ بک عیناً" اور "رفعک" کہتے ہین یعنی خدا تیری آنکھ کو اُس چیز سے ٹھنڈی رکھے جو تیری محبوب ہے اور اُس شخص کی آنکھ کو بھی ٹھنڈی رکھے جو تجھ کو چاہتا ہے اور محبوب رکھتا ہے اصمعی کہتا ہے کہ "اقر اللہ عینک" کے معنی یہ ہین کہ خدا تیرے آنسوؤن کو ٹھنڈا کرے اور نہایت خوش کرے اس لیے کہ خوشی کی آنسو ٹھنڈی ہوتی ہین اور غم کی آنسو گرم ہوتی ہین شیبانی کہتا ہے کہ اسکے معنی "انام اللہ عینک وازال سہرہا" کے ہین یعنے خدا تیرے آنکھون کو نیند عطا کرے اور بے خوابی کو اُس سے دور کرے۔ اس لیے کہ رنج و غم کا پھیلنا موجب بے خوابی ہے۔ بعض لوگ کہتے ہین کہ اس کے معنی اعطاک اللہ مناک ومتعاک حتی تقر عینک عن الطماح الی غیرہ کے ہین یعنی خدا تجھکو تیری آرزو اور تیری مراد پر پہونچائے یہانتک کہ تیری آنکھین حرص وغیرہ سے ٹھنڈی ہوجائین

جس شخص کی بات کی تحسین کرتے ہین تو اُسکی نسبت کہتے ہین "لافض فوک" یعنے تیرے دانت نہ گرین اور جدا نہ ہوون۔ اور یہ "فض الختم" سے ماخوذ ہے جس کے معنی انگوٹھی کے ٹوٹنے کے ہین اور یہ بھی کہتے ہین "لاسد فوک" "ولاکان من یشیوک" یعنی تیرا منہ بند نہ ہووے اور تجھ سے عداوت رکھنے والا باقی یعنے زندہ نہ رہے۔ ص۲۰۸

جس کے افعال کی تحسین کرتے ہین اُسکو "لاشلت یداک" یا "لاشلت یمینک" کہتے ہین معنی اسکے تیرا ہاتھ خشک نہ ہو ہین۔ اور یہ بھی کہتے ہین "حیاک اللہ" "وحیا اللہ وجہک" "وحیاک" "وبیاک" کہا گیا ہے کہ حیاک کے معنی ہین تجھ کو مالک کرے۔ بیاک کے معنی ہین تیری محبت پر اعتماد کرے۔

---

[1] ہمارے ملک مین اکثر گرتے وقت یا علی کہتے ہین۔ مترجم

اور "بیض اللہ وجہک" بھی کہتے ہین یعنے خدا تیرے مُنہ کو روشن رکھے متاخرین کے کلام مین یہہ الفاظ یہی مستعمل ہوئے ہین "بورک فیک من طلاکما بورک فی لاولا" یعنے تجھہ کو ہرن کے بچے سی برکت دیجاے جیساکہ زیتون کے درخت مین برکت دی گئی ہے یہ ابوالقاسم حریری کا کلام ہے جو اُس نے اپنی کتاب مقامات کے مقامہ حلبیہ مین لکھا ہے[1] - اس سے اسکی مراد یہ ہے کہ خدا تجھہ مین برکت دے جیساکہ اُس نے زیتون کے مبارک درخت مین برکت دی ہے جو شرقی ہے اور نہ غربی ہے کہا جاتا ہے کہ اس دعا کی اصلیت یہ ہے کہ اسکو ایک اعرابی نے کہا تھا قصہ اسکا یہ ہے کہ وہ امام ابوحنیفہ رض کے پاس آیا اور اُون سے پوچھا کہ ایک دادو سے یا دو دو سے اس کلام سے اُسکی مراد تشہد کے پڑھنے سے تھی ابوحنیفہ رح نے جواب دیا کہ دو دو سے - یہ سنکر اُس اعرابی نے ان کلمات سے آپ کو دعا دی - بعض کہتے ہین کہ عرب لوگ سائل کو جو یہ کہتے ہین "بورک فیک" تو اس سے اُن کا مقصد اُس کے لیے دعا دینا نہین ہے بلکہ رد دعا ہے - اور اسکا استعمال اُنکی زبان مین رد اور دفع دعا کے لیے کثرت سے ہے -

جسکو دعا دینا چاہتے ہین اُس کو بطرت عشک بھی کہتے ہین جطرح کہ "رُشدت امرک" "ولتد ورک" کہتے ہین جس کے معنی یہ ہین کہ تیری بھلائی خدا کے ذمہ ہے - اور "للہ تو باک" "للہ درک" کے معنی مین مستعمل ہوتا ہے - اور غائب کے لیے یہ دعا دیتے ہین "عیل ما ہو عالہ" یعنے وہ اُس پر غالب ہووے جو اُسپر غالب ہے - اور یہ بھی کہتے ہین "اسعدک الہاک" "ولا عدمتک" اور "رحم اللہ جہلک" یعنے تیرا خدا تجھہ کو نیک بخت کرے - اور تجھہ کو معدوم نہ کرے اور تیرے بزرگون پر رحم کرے - اور اسلام مین یہ کہتے ہین "رحمک اللہ" اور "رحم اللہ آبا رک" یعنے خدا تجھہ پر رحم کرے اور خدا تیرے آبا اور اجداد پر رحم کرے - پس وہ جسکو یہ دعا دیجاتی ہے یہ کہتا ہے "نحن وانتم دعاۃ المسلمین" یعنی ہم پر اور تم پر اور تمام مسلمانون پر رحم کرے اور یہ دعا بھی دیتے ہین "اکثر اللہ جرذان بیتک" اس سے اونکی مراد زیادتی رزق ہوتی ہے - اور "محوجا لک" بھی کہتے ہین جس کے معنی سلامتی کے ہین اور "رزق اللہ قذاک" بھی کہتے ہین یعنے خدا تجھکو ادنی تکلیف دہی والی چیز سے بھی صاف و پاک رکھے[2]

---

[1] مقامات حریری مین اس مقامہ کا نام حمصیہ ہے گو اس مین جنب مین داخل ہونے کا ذکر ہے مگر مصنف نے اسکا نام حمصیہ رکھا ہے - مترجم

[2] قذی کے معنی اُس کانٹری کچرے کے ہین جو آنکھہ مین گر کر تکلیف دیتا ہے - مولف

عام لوگ یہ کہتے ہین۔
"اللہ یرضی علیک" حالانکہ یہ غلط ہے کیونکہ یہ جملہ بجائے اس کے کہ اُس کے لئے دعا کرین اُسپر دعا ہوتی ہے اور یہی کہتے ہین "بلغ اللہ بک اکلاء العمر" یعنے خدا تجھ کو زمانہ دراز تک زندہ رکھے۔ اور یہ کلمات عربون کے اُس قول کے ہم معنی ہین یعنے "نشاہ اللہ" جس کے معنی یہ ہین کہ تیری مدت مین تاخیر کرے اسلئے کہ نسار کے معنی تاخیر کے ہین اور متاخرین یہ کہتے ہین "فسح اللہ فی اجلک واطال اللہ بقاءک" یعنے خدا تیری اجل (مدت مقررہ) مین وسعت دیوے۔ اور تیرے بقاء کو دراز کرے۔

جس کے ساتھ تعظیماً اظہار محبت کرتے ہین اسکی نسبت "فدتیک" اور "جُعلت فداک" کہتے ہین یعنے مین تجھ پر فدا ہوتا ہون اور تجھ پر فدا کیا جاؤن۔ اس سے خطاب کرنے والا اپنے مخاطب پر اپنا اعتبار ظاہر اور ثابت کرتا ہے کہ وہ اُس کے مصائب اور آفات اور حوادث اور موت وغیرہ کے وقت بقدر امکان کام آئیگا۔ اور کبھی اس قول پر بھی اکتفا کرتے ہین "بروحی یا بابی وامی انت" اس کے معنی یہ ہین مین اپنی جان سے اور اپنے ماں باپ سمیت تجھ پر فدا ہوتا ہون۔ اور یہ بھی کہتے ہین "لی الشر اقم سواک" یہ شخص طلب کی سختی اور اُس کے خوف کے وقت کہتے ہین اسکے معنی یہ ہین تو سلامت رہے اور تجھ پر جو آفت پڑنے والی ہے وہ مجھ پر پڑے لیکن عربون کے قول ابیت اللعن کی نسبت تحیت کے بیان مین سابق مین صراحت سے اشارہ کیا گیا ہے۔ اور جس شخص کو کسی شئے سے دھوکہ دینا منظور ہوتا ہے تو اُس سے کہتے ہین کہ فلان کام کر اور فلان سے احتراز کر کہ اُسمین ندمت ہے تو یہ قول دھوکہ کھائے ہوئے شخص کے حق مین بجائے ابیت اللعن کے خیال کیا جاتا ہے۔ معنی اس قول کے یہ ہین کہ ایسا کر ورنہ مذمت مین پڑیگا اور مذمت کا مستحق ہو جائیگا۔ ایک شاعر کہتا ہے۔

فشانک والغنی فخلاک ذم ولا ارجع الی اہلی ومالی[1]

جس شخص کو عطوفت (مہربانی کرنے) پر مائل کرتے ہین اسکی نسبت کہتے ہین "تعدتک اللہ" یا "تعیدک واللہ" اس کے معنی "اشدتک اللہ" کے ہین یعنے مین نے خدا کے لئے تجھ سے چاہا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کے معنی یہ ہین کہ مین تیرے ساتھ بیٹھونگا اور تیری حفاظت کرونگا۔ اور "عمرک اللہ" کے معنی "سالت اللہ اطالۃ عمرک وانشدتک اللہ الا فعلت" کے ہین اسکے معنی یہ ہین کہ جب کبھی مین نے تجھ سے جو چیز طلب کی تو نے مجھ کو عطا کیا۔ عربون کے اس قول "علی رسلک" سے یہ مراد لیجاتی ہے کہ مین تیری مرافقت مین ہون۔ اس لئے کہ رسل کے معنی رفق کے ہین

[1] تجھے اختیار ہے جہان چاہے چلی جا۔ اور دوبارہ تو میرے اہل اور مال مین آکر مت شریک ہو۔ مترجم

اور رُحنانیک صیغہ تثنیہ سے جو کہتے ہین اُس کے معنی مجھ پر دوبارہ بخشش کرکے لئے جاتے ہین۔ اور عربون کے قول اتبع الفرس لجاحها والناقة زماحها والدلو رشاحها سے یہ مراد لی جاتی ہے کہ اُس کا امر بالمعروف کامل ہوا۔

استغاثہ کے وقت عربون کی یہ عادت ہے کہ یا فلان کہتے ہین یعنے ای فلان شخص میری مدد کر۔ اور اس وقت وہ شخص یہ بھی ندا دیتا ہے کہ مین فلان بن فلان یعنے وہ ثابت کرتا ہے کہ مین فلان معزز اور شریف باپ دادا کی اولاد سے ہون۔ اور جب اسلام آیا تو اِن امور سے ممانعت کی گئی۔ اس لئے کہ حدیث مین وارد ہوا ہے کہ جو شخص جاہلیت کے رسوم اور القاب وغیرہ اختیار کرے اُسکو کاٹ کر پھینکدو اور اُس زمانہ کی کینتون سے مت بلایا کرو۔

بانی باہلہ کی نسبت کہتے ہین (اور درۃ الغواص مین ہے کہ صحیح البانی علی اہلہ ہے اس لئے کہ اصل اس مین یہ ہے کہ جب کوئی شخص اپنی دولہن کے ساتھ ہم صحبت ہونا چاہتا ہے تو اُس کے لئے ایک قبہ بنایا جاتا ہے) سلمٰی نعم عوفک اور عوف کے معنی بال (زبان زد) اور رشان کے ہین بعض کہتے ہین کہ بال انسان کے اُس عضو کا نام ہے جس کا نام لینا مکروہ ہے۔ شادی کی تہنیت مین رفاء اور بنین کا لفظ استعمال کرتے ہین بعض نے اسی کے متعلق رفاء۔ ثبات۔ بنین اور بنات کا لفظ استعمال کیا ہے۔ جس کے معنی محبت سے رہنے اور طلاق نہ دینے اور زیادہ اولاد ہونے کے ہین اور بنین اور بنات کا لفظ لڑکے اور لڑکی دونون پر شامل ہے۔ لیکن متاخرین یہ کہتے ہین مُبارک ما عملت ربنا تعالی بہنک وان شاء اللہ قرین التوفیق وتنظر الخیر ویجعلہ اللہ عرسا مقرونا بالہناء والسرور یا مثل اس کے۔ اس کے معنی یہ ہین۔ تو نے جو کام کیا ہے مبارک ہو اور خدا تجھ کو مبارک کرے اور ان شاء اللہ یہ کام توفیق سے مقارن ہوگا اور بہبودی کی امید رکھہ امید ہے کہ اللہ تعالی اس شادی کو برکت اور سرور کے ساتھ مقرون کریگا۔

اور جب کسی کے بچہ پیدا ہوتا ہے تو یہ کہتے ہین مُبارک ما جاء ک یربی بدلالک وجعلہ اللہ من طویلی الاعمار وان شاء اللہ تفرح بہ وبزوجہ اولادہ معنی اس کے یہ ہین جو اولاد تجھ کو پیدا ہوئی ہے وہ تجھے مبارک ہو اور تو اپنی ذات سے اُسکی پرورش کر اور اُس کو خدائے تعالی طول عمر عطا کرے اور ان شاء اللہ تعالی تو اُس سے خوش ہوگا۔ اور اُسکی اولاد کی شادی کا دیکھنا بھی تجھکو نصیب ہوگا۔ اور درۃ الغواص مین لکھا ہے کہ اہل عرب کے یہان جب کسی کے لڑکی ہوتی تو یہ کہتے تھے ہُنیئا لک النافجۃ یعنے تجھ کو یہ نافۂ مشک مبارک ہو اس کا ذکر فصل گزشتہ مین دیکھو۔ صفحہ ۲۱

لہ مقالہ سوم کی چوتھی فصل کو دیکھو۔

ملاقات متبادلہ مین یعنے اُن ملاقاتون مین جو اعیاد وغیرہ تقریبون مین لوگ ہر سال آپسمین ایک دوسرے کے یہان جاتے ہین اُن مین یہ کہتے ہین "دُمتم بخیر احیاکم اللہ کل عام" یعنے تم خیریت سے رہو اور ہر سال خدا تمہین زندہ اور صحیح سلامت رکھے۔ جب ملاقات کرنے والا ان بیاہا ہوتا ہے تو اسکو کہتے ہین "فی السنۃ القادمۃ تشوفک عرب" یعنے خدا ایسا کرے کہ اب کے سال ہم تجکو دولہا بنا ہوا دیکھین۔ اور اگر ملاقات کرنے والا بیاہا ہوا اور بے اولاد ہوتا ہے تو اسکی نسبت کہتے ہین "فی السنۃ القادمۃ یکون عندک غلام" یعنے خدا ایسا کرے کہ سال آیندہ ہم آپ کو صاحب اولاد دیکھین۔ عید الضحی کی ملاقات مین کہتے ہین کہ "السنۃ القادمۃ فی العرفات" اگلے برس ہم آپ کو عرفات مین دیکھین۔ اور اگر ملاقات کرنے والے مسافر ہوتے ہین تو اُن سے کہتے ہین "السنۃ القادمۃ فی الاوطان مع جبر الخاطر انشاء اللہ تعالیٰ" یعنے خدا ایسا کرے کہ سال آیندہ تم خیر و خوبی سے اپنے وطن مین رہو اگر خدا نے چاہا۔

اہل عرب مریض کی عیادت ان الفاظ سے کرتے ہین "مصح اللہ باکا" یعنے خدا تیری بیماری کو دور کردے لیکن متاخرین یہ کہتے ہین "زال الباس شفاک اللہ وعافاک" یعنے مرض زائل ہوجائے اور خدا تجھ کو شفا دے اور تجھ کو عافیت مین رکھے۔ اور جب وہ صحت کے قریب یا صحت پا جاتا ہے تو اسکی نسبت یہ کہتے ہین اجرا دعافیۃ اس سے اُنکی مراد یہ ہوتی ہے کہ خدا تجھ کو اس مرض کے بدلہ مین ثواب دیدے۔ اور اُس کے عوض مین عافیت بخشے۔

غمگین لوگون سے تعزیت اسطرح سے کرتے ہین "عظم اللہ اجرکم وجعل قاطع الاسوا عنکم ورزنا لا یقی کمد لکم خاطرا" "ویجعل العوض بسلامتکم" اور مثل ان کلمات کے معنی ان کے یہ ہین۔ خدا تمہارے اجر مین زیادتی کرے۔ اور اس حادثہ کو تم سے رنج و ہموم کے دور کرنے کا سبب کرے۔ اور پروردگار آیندہ کبھی تمہارے دل کو مکدر نہ کرے۔ اور تم کو سلامت رکھ کر اسکا نعم البدل عطا کرے۔ اور جب میت بچہ ہوتا ہے تو یہ کہتے ہین "اللھم اجعلہ لنا فرطا" یعنے ای خدا تو اسکو ہمارے لئے موجب اجر بنا جو آگے ہمارے کام آئے اور شخص مخاطب بھی تعزیت کرنے والون کو اسی کے موافق جواب دیتا ہے۔ ابو الولید احمد بن عبد اللہ ابن غالب بن زید دن المخزومی اندلسی سے جو قرطبہ مین ۳۹۴ھ مین پیدا ہوا تھا حکایت بیان کی جاتی ہے کہ وہ ایک وقت ایک میت کی قبر پر کھڑا ہوا تھا اور مختلف طبقہ کے لوگ اس سے تعزیت کر رہے تھے۔ ابن زید دن نے ہر ایک شخص کو علیحدہ علیحدہ الفاظ سے جواب دیا۔ چنانچہ وسعت عبارت مین اسکی مثال دیجاتی ہے اور کہا جاتا ہے "اُوسع عبارۃ من ابن زیدون" یعنے ابن زیدون سے زیادہ وسیع عبارت کا آدمی ہے۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ اسکی معلومات لفظی بہت بڑھی ہوئی ہے۔ ص ۲۱۱

اسلام مین دو متوفی شخصون مین سے ایک کے ذکر کے وقت اہل اسلام اپنی مجالس مین یہ کہتے ہین "رحمہ اللہ" یا "نعمہ اللہ بالرحمۃ" یہ اس وقت کہتے ہین جب متوفی کا ذکر لفظا ہوتا ہے ان الفاظ کے معنی یہ ہین خدا اسپر رحم کرے۔ یا خدا اس کو رحمت سے ڈھانپ لیوے۔ لیکن خط مخطوط مین یعنے تحریر مین یہ لکھتے ہین "طاب ثراہ" یعنے خدا اسکی مٹی کو پاک کرے۔ اور نیز "قدس اللہ روحہ" اور "نور ضریحہ" بھی کہتے ہین اور نیز اسی قسم کے الفاظ استعمال کرتے ہین معنی اس کے یہ ہین اللہ اسکی روح کو پاک کرے۔ اور اسکی قبر کو روشن کرے مسلمان کی میت کو متوفی[1] کہتے ہین اور دوسرے مذہب کے مردون کو میت اور ہالک کہتے ہین۔

مثلاً اگر زید کی تعریف کرنی مقصود ہوتی ہے تو یہ کہتے ہین "جذا زید" اور "جذا" کا لفظ افعال مدح سے ہے۔ اور معنے جذا زید کے یہ ہین یعنے زید اچھا ہے۔ اور یہ بھی کہتے ہین "ہذا رجل جبک من رجل" یعنے یہ آدمی بہ نسبت دوسرے آدمی کے تیرے لئے کافی ہے۔ اور یہ مدح شخص غیر معلوم کے لئے ہے۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ بہ نسبت غیر شخص کے یہ تجھ کو کافی ہے۔ اور لیکن عربون کے اس قول "حسبک اللہ" کے معنی یہ ہین کہ خدا تجھ سے انتقام لے اور حساب لینے والا سب سے بہتر خدا ہے۔

جب کسی کے سوال کو قبول کرنا ہوتا ہے تو اس کے جواب مین یہ کہتے ہین "حیاک کرامۃ" معنے اس کے یہ ہین مین تجھ کو بہت محبوب رکھتا ہون اور تیرا نہایت اکرام کرتا ہون۔

جب کوئی شخص کسی کو اپنے معائب پر اپنی نقاہت سے واقف کرتا ہے تو وہ کہتا ہے "القیت الیہ عجری وبجری" یعنے اس کو مین نے اپنے کام سونپ دئے ہین۔ لیکن "بعج لطنہ لہ" کے معنے یہ ہین کہ کس نے اس کی نصیحت مین مبالغہ کیا۔ اور قائل کے اس قول "ابوا لیہ نعمۃ" کے معنے یہ ہین کہ مین اس کی نعمت کا اقرار کرتا ہون اور مانی صدری حوجاء ولا لوجار کے معنے یہ ہین کہ میرے دل مین کسیطرح کا شک و شبہ نہین ہے۔ اور "کلمتہ فار وحوجار ولا لوجار" کے یہ معنی ہین کہ مین نے اس سے باتین کین اس نے نہ کوئی برا جواب دیا اور نہ اچھا جواب دیا۔ اور عربون کے قول "حنان اللہ" کے معنی پناہ بخدا کے ہین۔ اور "اجلک اللہ" کے معنے خدا تیرے مرتبہ کو بڑا کرے۔ ہین المکروہ خاشاک کے معنی ہین خدا تجھ کو مکروہ سے بچائے اور حاشا حرف استثنا ہے

---

[1] برخلاف اس کے ہندوستان مین مسلمان کے مردہ کو مرحوم اور غیر قوم کے مردہ کو متوفی کہتے ہین۔ مترجم

اور اس مقام پر تنزیہ کے معنی میں مستعمل ہوا ہے اور معنی اسکے یہ ہین کہ خدا تعالیٰ کو نقص سے بچاے اور پاک کرے اور حاشا اللہ کے معنی معاذ اللہ کے ہین۔

اور کسی چیز کی تمنا مین یہ کہتے ہین لیت شعری اور لیت شعری کے معنی یہ ہین کہ کاش مجھکو یہ معلوم ہوتا اور کاش کہ مین اسکی حقیقت سے واقف ہوتا۔

جاہلیت مین اہل عرب بوقت رضا اور تعجب اور فخر اور مدح کے ایک مرتبہ بخ بخ کہتے تھے۔ اور مبالغہ سے کہنا ہوتا تھا تو بخ بخ کہتے تھے اور یہ اسماء افعال سے ہے[1]۔ اس کے معنی یہ ہین کہ کام بڑے اعلیٰ درجہ کا ہوگیا یا عظیم الشان ہوگیا اور نیز بدبدٌ کے معنی بھی یہی ہین لیکن اہل عرب کے قول دیٌ کی نسبت کہا جاتا ہے کہ یہ تعجب کا کلمہ ہے اور بعض کہتے ہین کہ زجر کا۔ اور مثال اسکی یہ ہے دیٌ لزیدٌ یعنے زید کو کیا ہوا جب کسی ایسی خبر کو سنتے ہین جو خوش کرنے والی ہوتی ہے تو یہ کہتے ہین داہا مابرو باعلی الفواد یعنے کیا ہی عمدہ اور خوشخبر ہے جس نے دل کو خوشکر دیا۔ اور یہ یہی روایت کی جاتی ہے کہ بجاے اسکے داہا لہا من نفیہ ہی کہتے ہین اسکے معنی یہ ہین یعنے کیسی عمدہ آواز اور خوش کن ہے۔ عربون کی مثالون مین سے یہ ہی ایک مثال ہے انہ لواہا من الرجال یعنے وہ بڑا ہی نیک اخلاق اور کریم ہے۔ مطلب یہ ہے کہ وہ اس لائق ہے کہ اسکی نسبت یہ کلمہ کہا جاسکتا ہے۔ لیکن لیم کی نسبت واہا کے سواے اور دوسرے کلمات کہے جاتے ہین۔ ابو النجم کہتا ہے۔ ص۲۱۳

داہاً لریاثم واہاً واہا یالیت عینا ہالنا وفاہا[2]

لیکن لفظ اخ نہایت مکروہ اور رنج دہ ہے اور اسکو اس وقت کہتے ہین جب کوئی تکلیف دینے والی چیز درپیش ہوتی ہے اور رنج دیتی ہے اور یہ کلمہ مثل کلمہ حس اور اخ اوہ کے ہے اور اوہ کا لفظ تاوہ سے مشتق ہے اور ان سب کے ایک ہی معنی ہین۔ بعض ان مین سے حرف ہا کو حذف کرکے حرف اوّ کہتے ہین اور انکا یہ قول تیاوہ من الذنوب اسی سے ماخوذ ہے۔

شخص بیہودہ اور باطل گو کی نسبت کہتے ہین ہوّ الضلال بن بہلل اوّ بہلل اوّ فہلل اور یہ سب باطل اسما ہین

---

[1] اسماء افعال اون اسماء کو کہتے ہین جنمین فعلیت کے معنے ہوتے ہین یعنے وہ لفظ ہوتا تو اسم ہے لیکن اس کے معنی فعل کے ہوتے ہین۔ مترجم

[2] ترجمہ۔ واہ واہ میرداہ واہ کیا ہی خوشبو ہے جو دماغ کو معطر کر رہی ہے کاش کہ اسکی آنکھین اور اسکا منہ ہمین ملتا تو ہم اسکو تعظیم و تکریم سے بوسہ دیتے۔

معنی اس کے یہ ہین کہ وہ باطل بن باطل ہے یعنی دروغ گو اور بیہودہ گو کا بیٹا ہے اور "ہمیان بن ہیان" اُس شخص کی نسبت کہتے ہین جس کے باپ دادا کا نام معلوم اور معروف نہ ہو۔ اور "ہی بن ہی" اور "حمار بقری حمار" کہ وہ جھوٹا اور دروغ گو ہے کیونکہ گدھے کے بھی سینگ نہین ہوتے ہین۔ اور "جا بالضلال بن الہبلل" اُس شخص کی نسبت کہتے ہین جس کی باتین سننے سے بیزاری ہو۔

اور دروغ گو کو "ضاقع" کہہ کر دُراتے ہین یعنے ای دروغ گو خاموش رہ اور نیز اُس شخص کو گالی دیکر دھمکاتے ہین جو اپنے ساتھ کسی ایسے شخص کو لائے جس سے وہ ملنا نہین چاہتے اور اُسکو یہ کہتے ہین "وجہ الحرش اقبح" اور یہ قول مثل عوام کے قول کے ہے جو کہتے ہین "ماشتمک الا الذی بلغک" یعنے تجھ کو اُس شخص نے گالی دی جس نے تجھ کو وہ گالی پہونچائی ہے اور جس کسی کے کلام اور افعال سے بیزاری ہوتی ہے تو اُسکو "مساکہ" کہتے ہین اور یہ کلمہ ایسا ہے کہ اس سے کتون کو دھمکاتے اور نکالتے ہین۔ اور جب کسی امر سے ناخوش ہوتے ہین تو اُس کے مرکب یعنی فاعل کی نسبت یہ کہتے ہین "اخزاہ اللہ" اور "قبحہ اللہ" یا "اف لہ" یعنے خدا اُسکو رسوا کرے۔ خدا اُس کا برا کرے۔ یا اُسپر تف ہے۔ اور کلمہ اف افف سے مشتق ہے جس کے معنی جھڑکی کے ہین۔ اور اف کے معنی کان کے میل کے ہین اور تف کے معنی ناخن کے میل کے ہین اور یہ بخ بخ کے ضد مین ہے جسکا اوپر ذکر ہوا اور "افالہ" بھی کہتے ہین یعنے وہ گندگی اور نجاست مین رہے یا "اخ وتف" بھی کہتے ہین تف کے معنی کی توضیح بھی اوپر مذکور ہوئی اور اخ کے معنی بلیدی کے ہین اور "حجزالہ" کے معنی ہین کہ وہ دفع ہوجاے یہ اُس وقت کہتے ہین جب کسی امر سے پناہ چاہی جاتی ہو۔

جس کسیکی حقارت کرنا چاہتے ہین تو اُسکو "ناجفہ" خاے حطی اور خاے تخذت سے کہتے ہین اور یہ دونون لفظ مکسور ہین اس کے معنی ٹھگنے یعنی پشت قد کے ہین اور جس شخص کی صورت دیکھنے کو مکروہ جانتے ہین تو اُسکی نسبت "حداوحدیۃ" کہتے ہین معنی اس کے یہ ہین ای مردود ملاجا۔ مرد قلیل الخیر کو یہ کہتے ہین "انہ لسنکد الخطیرۃ" یعنی وہ بالکل بے مایہ ہے اور راحت رسان نہین ہے۔ خطیرہ کے معنی مال و اسباب کے ہین عربون کی یہ بھی عادت ہے کہ متکلم سے جب کوئی تعجب کی بات سنتے ہین جسکی توقع اُن کو شہری لوگون سے نہین ہوتی ہے تو وہ اُسکی مدح کرتے ہین۔ زوزنی کہتا ہے کہ اہل عرب یہ فعل اُسوقت کرتے ہین جب شخص مدعو علیہ (وہ شخص جسکو دعا دیجاے) کے کمالی کو شیم (رخم سی) بچانے کی نیت ہوتی ہو ایک شاعر کہتا ہے۔

رمی اللہ فی عینی بثینۃ بالقذی ۔۔۔ وفی الغر من انیابہا بالقوادح[1]

---

[1] ترجمہ خدا بثینہ کی آنکھ مین خس ڈالے اور اُسکی غرت و آبرو مین عیب کے دانت مثل بھالون کے لگاے۔

ص ۲۱۳

یہ قول مذکورہ بالا قسم سے ہے "قاتلہ اللہ ما افصحہ" معنے اس کے یہ ہین کہ خدا کے سوا اور کوئی اسکا قاتل نہ ہو یعنی اسکا کوئی ہمسر نہین ہے جو اسکو قتل کرے۔ اور یہ جملہ "لا عدمن نفرہ" اسی کے ہم معنی ہے اور "ثکلتہ امہ" اور "ہبلتہ امہ" بھی مثل "ثکلتہ الثکل" کے ہے یعنی ماں اور زوجہ۔ اور ثکل کے معنی زیادہ بالون کے ہین۔ پس اس لحاظ سے معنی اس کے یہ ہوتے ہین کہ اسکی عورتین تباہ ہو جائین۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ثکل کے معنی گہری منظم عورتون کے ہین اور بعض لوگ اس کے دوسرے بھی معنے کرتے ہین۔ اور "ہوت امہ" بھی کہتے ہین ایک شاعر کہتا ہے

ہوت امہ ما یبعث الصبح غادیا وما ذا یدی اللیل حین یؤوب[1]

اور "ویلک" کے معنی یہ ہین کہ تو تکلیف اور عذاب مین رہے اور ایسے مقام پر "ما ابوحک" بھی کہتے ہین بعض کہتے ہین کہ یہ کلمہ مثل "ویحکہ" کے زجر کے لیے استعمال ہوتا ہے اور بعض کہتے ہین کہ ویل کے معنی ہین مستعمل ہوتا ہے جسکے معنی تکلیف اور عذاب کے ہین۔ میدانی کہتا ہے کہ "لقی فلان ویلا" کے معنی یہ ہین کہ فلان شخص نے اپنی مطلوب کی چیز پائی۔ خلیل کہتا ہے کہ اس وزن پر سوائے "ویح" اور "ویس" اور "ویہ" اور "ویل" کے اور کوئی لفظ نہین سنا گیا اور کہتے ہین کہ "ویک" اور "ویب" بھی بہ لحاظ معنی اس کے قریب قریب ہین لیکن "ویح" اور "ویس" دونون معنی مین تعجب اور رافت کے مستعمل ہوتے ہین۔

جب کسی کے کلام سے بد دعا لیتے ہین تو واقعی طور پر اس کے لیے یہ دعا کرتے ہین "لفیک الحجر" یعنے تیرے منہ مین پتھر ہو۔ اور جس کے ہلاک ہونے کی دعا کرتے ہین تو اسکی نسبت کہتے ہین "استاصل اللہ عرقاتہ" یعنے خدا اسکی جڑ اکھاڑ دے۔ اور عرقہ کے معنی اس طرہ درسی کے ہین جو بٹی جاتی ہے اور خیمہ کے اطراف باندھی جاتی ہے جو اس کے لیے مثل جڑ کے ہو جاتی ہے۔ اور اسی کے معنی "لا بظبی اعفر" بھی کہتے ہین اور یہ فرزدق کے قول سے ماخوذ ہے جب کہ اس کے بہائی زیاد نے اسکو اس کے باپ کے مرنے کی خبر سنائی تھی۔ ص۲۱۴

اقول لہ لما اتانی نعیہ بہ لا بظبی بالصریمۃ اعفرا[2]

جب کسی کی ہنسی اڑانی ہوتی ہے تو یہ کہتے ہین۔ "بہ لا یکلب نابح یا لسابب" معنی یہ ہین کہ اسکی حالت اور آواز ایسی ہے کہ جنگلون مین بھونکنے والے کتے کی آواز بھی ایسی نہین ہوتی ہے۔ کسی شخص کا کام ناپسند ہوتا ہے تو اسکی نسبت یہ کہتے ہین "لا تفعل ذلک اماک حالق" یعنے تو یہ کام مت کر خدا تیری ماں کو تباہ اور برباد کرے یہانتک کہ

---

[1] ترجمہ۔ خدا اسکی ماں کو ہلاک کرے کہ اس نے صبح کو کسی بھیجا ہے اور اسکی واپسی کے وقت رات کیا چیز ادا کریگی۔

[2] ترجمہ۔ جب اسکی موت کی خبر دینے والا میرے پاس آیا تو مین نے اس سے "بہ لا بظبی بالصریمۃ اعفرا" یعنے ہرنی ذبح نہ ہو بلکہ وہ خود ہلاک ہو جائے۔

وہ تیرے غم میں اپنا سر مونڈ ڈالے۔ "بُسلالہ" کے معنی "ذلالہ" کے ہیں یعنے اسکو عذاب نصیب ہو۔ اور "بسلا ورسلا" شخص مدعو علیہ کے لیے دعا ہے۔ اور "بسلا بسلا" کے معنی آمین آمین کے ہیں۔ اُن کے قول "نقص جدک" کے معنی "نقص جدک" کے ہیں یعنے تیرا دادا ہلاک ہووے۔ اور "نقص یعدوک عینا" اور "تب فلان" کے معنی ہلاک ہوا میں اور "تبت یداہ" کے معنی اُس کے دونوں ہاتھ خالی ہوگئے اور نقصان پزیر ہوگئے ہیں۔ اور "تبالہ" بہ صورت اعراب نصب (زیر) علی المصدریۃ کے معنی یہ ہیں کہ خدا اسکو ضرور ہلاک کریگا اور ضرور اسکو نقصان اور ٹوٹے میں ڈالیگا۔ اور "رشل اللہ عرشہ" سے مراد یہ ہے کہ خدا اُس کے مکان کو محفوظ نہ رکھے۔ اور "اذہب ملکہ" یا "اذہب عزہ" اور "عر جدہ" اور "تعس جدہ" کے معنی ہلاک ہوا ہیں اور "ذُبل ذبلۃ وذبلا ذبلا وذبلا ذبیلا" کے معنی یہ ہیں کہ خدا اُس کے مال کو لے لے اور اُس کے آفت اور عذاب اور ہلاکی میں مبتلا ہونے کو لوگوں کو تبلائے۔ اور عورت کے لیے "لاحظی رفغاک" جو کہتے ہیں اُس کے لیے بد دعا ہے اسکے معنی یہ ہیں کہ خدا اجنبہ کو شوہر نصیب نہ کرے اور لڑکے کو اسطرح سے بد دعا دیتے ہیں "لاشب اللہ قرنک" یعنی خدا اجنبہ کو بڈھا نہ کرے اور تیری عمر دراز نہ کرے اور عربوں کے اس محاورہ "شعب اللہ عیش فلان" کے یہ معنی ہیں کہ خدا اُس کے عیش کو سخت کرے اور "اضنی اللہ ظلہ" کے معنی ہیں خدا اُس کو ہلاک کرے۔ "اکزہ اللہ تعالیٰ" بھی بد دعا ہے۔ اس لیے کہ کزاز اُس بیماری کو کہتے ہیں جو شدت سردی سے ہوتی ہے۔ اور "ولا کان ولا تکون ولحاہ اللہ" کے معنی ہیں اسکو لعنت کرے اور "ناہ بعدا اللہ" کے معنی ہیں اسکی سختی اور تکلیف کو ساکن نہ کرے یعنی اسکو تکلیف میں رکھے۔ اور "واہتہ لہ وللیدین وللفم" کے معنی ہیں خدا اُس کے ہاتھوں کو اور منہ کو توڑے۔ اور "رماہ اللہ بافعی حارثیۃ" کے معنی ہیں اُس کے جسم کو بوڑھاپے کا سانپ اسطرح سے ڈسے کہ اُس کے ڈسنے کا اثر باقی نہ رہے بلکہ وہ فوراً مرجائے۔

اور "رماہ اللہ بالصدام والاولق والجذام" کے معنی یہ ہیں کہ خدا اُس کو صدام اولق اور جذام سے مارے۔ صدام اُس بیماری کا نام ہے جو اکثر جانوروں کے سروں میں ہوتی ہے۔ اور اولق کے معنی جنون کے ہیں اور جذام (معاذ اللہ) ایک مشہور بیماری ہے اور "رماہ اللہ بدنیۃ" سے مراد موت ہے اس لیے کہ موت بھی ہر شخص کے لیے بطور دین (قرض) کے ہے اور "رماہ اللہ من کل اکمۃ عجر وعلی الشرف الاقصی فالبعدہ" کے معنی یہ ہیں کہ خدا اُسکو ٹیلے سے تہہ پر گرائے اور نہایت اونچے مقام سے اسکو دور کرے۔

اور "عقرا وحلقا" بھی ہلاکی کے لیے بد دعا ہے۔ اور عورت کو "عقری وحلقی" کے لفظ سے بد دعا دیتے ہیں یعنے اُس نے اپنی قوم کو شومی سے ہلاک اور برباد کردی۔ اور "علیہ العفار والدیار وسوء الدار وعلیہ العفار والذئب العواء" بھی کہتے ہیں "عفا" کے معنی مٹ جانے اور کہنہ ہوتے اور ہلاک ہونے کے ہیں اور "ربا یقطع النظام ربا" یعنے خدا اسکو بخس چیز کیلائے۔ معنی اسکے یہ ہیں کہ اسکا پیٹ پیپ سے بھرے۔ ص۲۱۵

اور "جُمِع اللہ مامعہ و اجن اللہ جبالہ" یعنے خدا اُس کے کان کاٹے اور اُس کے خاندان میں جن رہے جو وحشت پیدا کرنے والی مخلوق ہے اور "رماہ اللہ بداء الذئب" کے یہ معنی ہیں کہ خدا اُسکو بھیڑیے کے سامنے ڈالے۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ خدا اُسکو بھوک میں ڈالے یعنی وہ شخص فقر و فاقہ میں رہے۔ اور ذئب سے مراد موت بھی لی جاتی ہے اس لیے کہ بھیڑیا اُسی شخص سے ملتا ہے جسکی موت آجاتی ہے۔ اور "رماہ اللہ بالطلاطلة والحمی الطلاطلة" کے معنی یہ ہیں کہ خدا اُسکو طلاطلہ کی بیماری میں ڈالے اور طلاطلہ ایک مرض ہے جسکی دوا نہیں ہے اور "اصم اللہ صداہ و دلج الرجم و اخن اللہ علیہ ولا صبحہ ولا دبع علیہ" کے معنی یہ ہیں کہ خدا اُسکو آواز نہ سنائے اور اُسکو سنگباری میں داخل کرے اور اُسکی آنکھوں کو گرم رہنے یعنی وہ روتا رہے اور اُسکو صحت نہ دے اور اُسکی حالت میں وسعت نہ کرے مسافر کو دعا دینے کے لیے یہ الفاظ کہتے ہیں "لاقیت اخیلاء (مقابلہ چہارم کی فصل چہارم کو دیکھو) اور "صفرت یداہ من کل خیر" کے یہ معنی ہیں کہ اُس کے ہاتھ خالی رہیں۔ اور "صفر الیدین اور تربت یداہ" کا محاورہ اسی سے نکلا ہے جس کے معنی خالی ہاتھ اور خاک آلود ہاتھوں کے ہیں یعنے وہ محتاج رہے۔ اور "لا ترک اللہ واضحة" کے معنی یہ ہیں کہ خدا اُس کے پاس کوئی چیز باقی نہ چھوڑے۔ اور کہا گیا ہے کہ اس کے معنی ظاہری مال کے ہیں یعنے اُسکو دنیاوی مال و اسباب میسر نہ ہو۔ اور قوم کو ان الفاظ سے بد دعا دیتے ہیں "ابادالله خضراءہم" اصمعی کہتا ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ خدا اُن کے مال و نعمت کو پریشان اور متفرق کردے اور بعض "ابادالله غبراءہم" بھی کہتے ہیں یعنے خدا اُنکی خیر و برکت کو اُٹھالیوے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ خدا اُن کی بہجت اور حسن کو دور کردے۔ ایک شاعر کہتا ہے۔

احثوا التراب علی محاسنہ ۔۔۔ وعلی عضارة وجہہ النضر[۲]

اور "ابدی اللہ شواتہ" کے معنی یہ ہیں کہ خدا اُسکی پردہ پوشی زائل کردے اس لیے کہ شوار کے معنی فرج (شرمگاہ) کے ہیں اور "بجنبة فلتکن الجنبة" کے معنی یہ ہیں کہ مرض ذات الجنب اسکو ہوجائے اور یہ مرنیکے لیے بد دعا ہے اور "بؤسا لہ" اور "تؤسا لہ" اور "حوسا لہ" کے معنی بلا فرق و امتیاز ایک ہی ہیں۔ یعنی وہ ہلاک ہووے اور بہرالہ کے معنی یہ ہیں کہ اُسپر وہ چیز نازل ہووے جو اُسکو ہلاک کردے۔ اور بہرالرمثل جدعالہ کے ہے۔

---

[۱] اصم اللہ صداہ کے معنی یہ ہیں کہ خدا اُس کو ہلاک کرے اس لیے کہ جب آدمی مرجاتا ہے تو اُس سے کوئی آواز نہیں آتی ہے۔ اور نیز صدی اُس آواز کو کہتے ہیں جو پہاڑ دن غیرہ میں سنائی دیتی ہے اور "اصم صداہ" کے معنی یہ ہیں کہ وہ مرگیا۔

[۲] ترجمہ۔ اس کے محاسن (خوبیوں) پر خاک ڈالو اور اُسکی تازگی اور خوشحالی بھی تباہ ہوجائے اور بگڑ جائے۔

اور "ثبت لبدہ" مین لبد کے معنی زین کے نمدہ کے ہین اور لبد کے ثابت اور قائم رہنے کے معنی یہ ہین کہ جب تک نمدہ سواری پر قائم رہے گا اُسمین خیر و برکت نہ ہوگی اسلیے کہ اہل عرب اپنی خاتون کے لیے بھلائی اور خیر و برکت لوٹ اور ڈاکہ زنی مین خیال کرتے تھے - اور ایسے ہی موقع پر "لا اھلبت" بھی کہتے ہین ایک شخص نے دوسرے سے جسکو اُس نے دعا دی تھی یہ کہا تھا - "اُن کنت کاذبا فحلبت قاعدا وشربت ماردا" یعنی تجھ کو بکری کا دودھ کھڑے ہوکر دوہنا اور اُسکا ٹھنڈا کرکے پینا نصیب ہو - صلہ ۲۱۶

اہل عرب مین جب کوئی شخص اپنے کسی دشمن کو گالی دیتا ہے تو اُسکی ماں کو فحش کی طرف[1] منسوب کرتا اور اس قسم کے الفاظ اُسکی نسبت استعمال کرتا ہے - یا ابن الفاحشۃ "یا ابن الخنا" یعنی اے فاحشہ کے بیٹے اور اے بدبودار عورت کے بیٹے - اور "یا ابن شامۃ الوزر" شامہ وہ شخص ہے جو شوم کو اپنی طرف کھینچتا ہو اور ازر کے معنی گناہ کے اور ثقل (وزن) کے ہین پس اس کے معنی یہ ہوئے کہ اے گناہ اٹھانیوالی کے بیٹے اور "یا ابن ذات الرایات" اور رایت کے معنی علم (جھنڈا) اور علامت کے ہین جو لوگون کے نظر پڑنے کے لیے قائم کیے جاتے ہین معنی یہ ہوئے کہ اے مشہور فاحشہ (کسبن) کے بیٹے اور "یا ابن تزنی" یعنی اے زانیہ کے بیٹے اور "یا ابن المراغۃ" اور مراغہ اُس زمین کو کہتے ہین جسمین مویشی پڑے رہتے ہین مطلب یہ ہوا کہ تو ایسی ماں کا بیٹا ہے جو حرام کاری کے لیے مثل مراغہ کے بنگئی ہے جس کے پاس جانے مین کسی کو روک ٹوک نہین - اور "یا ابن الفاعلۃ" بھی کہتے ہین جس کے معنی ظاہر ہین فاعلہ کے معنے بدکاری کرانے والی عورت کے ہین - اور "یا ابن القاعطاء" بھی کہتے ہین یعنی اے لونڈی کے بیٹے -

اور "لا ام لک" کے معنی ہین کہ تجھے آزاد (بی بی) اور شریف ماں نہ ملے - اور صحیح گالی یہی ہے - یہ تفسیر میدانی نے ابو سعید ضریر سے کی ہے اسلیے کہ عربون کے نزدیک لونڈیون کے بیٹے شریف نہین سمجھے جاتے ہین - اور وہ آزاد بی بیون کی اولاد کے ساتھ لاحق نہین کیے جاتے یعنی اُنکی عزت ویسی نہین ہوتی جیسی شریف عورتون کی اولاد کی دیکھو مقالہ سیوم کی فصل چہارم کا بیان جو اولاد سے متعلق ہے - لیکن اہل عرب جب "لا ابا لک" کہتے تھے تو یہ سمجھا جاتا تھا کہ گالیون کی حد ہوگئی ہے یعنی اب اس سے زیادہ بری اور بدتر کوئی گالی نہین ہے - زوزنی کہتا ہے کہ "لا ابا لک" ایک ایسا کلمہ ہے کہ اس سے کسی برائی کا ارادہ نہین ہوتا ہے بلکہ یہ محض تنبیہ اور تہدید ہے اور جسکی آبرو اور عزت مین زیادہ عیب لگانا ہوتا ہے تو اُس کو

---

[1] ہند کے علاوہ مین اکثر گالیون مین ماں کی ہی طرف نسبت ہوتی ہے اور عیبی فحش اور مکروہ گالیان اس ملک مین ہین شاید اور کسی ملک مین نہ ہونگی - مترجم

کہتے ہین یا ابن القرنان[1] یعنے ای دیوث کے بیٹے - اور مثل اسکے جب کسی عورت کو گالی دیتے ہین تو اُسکو یا خباث کہتے ہین یعنی ای خبیث عورت - اور مرد کے لیے یا خبث کہتے ہین - اور عورت کو یا لکاع بھی کہتے ہین لکاع کی عین کسرہ کے ساتھ ہے جیسے لفظ قطام کو کسرہ میم کے ساتھ پڑھتے ہین یعنے مبنی علی الکسرہ پڑھتے ہین - شاعر حطیئہ اپنی عورت کی ہجو اس طرح کرتا ہے -

اطوف ما اطوف ثم آوی الی بیت قعیدتہ لکاع[2]

لکاع کا لفظ مذامت مستعمل ہوتا ہے - عرب کی عورتین آپسمین ایک دوسری کو جو گالیان دیتی ہین منجملہ اُن کے ہیلطہ بھی ایک گالی ہے جس کے معنی جھوٹی اور کمینی کے ہین - اور یا خزاق لفظ خرق سے معدول[3] ہے جس کے معنی ذرق کے ہین یعنے پرندون کی بخال عرب لوگ لونڈی کو یا نظر کہہ کر گالی دیتی ہین جس کے معنی قبیح اور مکروہ ہین اور جب کسی لڑکے کو گالی دیتے ہین تو اُس کی نسبت یا ولد الزنا اور یا ترتبہ الحفاء اور یا ابن اللکعاء اور یا ابن اللقیط[4] وغیرہ قبیح اور مکروہ الفاظ کہتے ہین - ان الفاظ کے معنی یہ ہین - ای ولد الزنا اور ای فاحشہ کے پرورش پائے ہوئے - اور ای کمینی عورت کے بیٹے اور ای پڑے ہوئے لونڈی کے بیٹے -

اہل عرب سخت تہدید اور تنبیہ کے وقت یہ کہتے ہین "لاکونک کیتہ المتلوم" متلوم اُس شخص کو کہتے ہین جو ہمارے کو تلاش کرتا اور مقام مرض کو جان لیتا ہے - معنی اس کے یہ ہین مین تجھہ کو ایسا داغ دونگا جسطرح متلوم مقام پہچان کر داغ دیتا ہے اور یہ بھی کہتے ہین "لاریننک لحا امرا" یعنے مین تجھہ کو وہ حالت بتلاونگا جس سے تو گھبرا جائے گا - اور یہ بھی کہتے ہین "ولالحقن حواقنک بذواقنک حواقن شکم کا اُس حصہ کو کہتے ہین جو نیچے کی طرف لٹکتا رہے اور لاطعنن فی حوصلک" یعنے تیرے کیے ہوئے کام کو بگاڑ دونگا - اور تیرے ہلاک کرنے مین کوشش کرونگا - ص۲۱۷

---

[1] قرن الرجل اُس مرد کو کہتے ہین جو اُسکی زوجہ کے ساتھ قرین (یعنی نزدیک) رہتا ہے اور شوہر اس امر کو دیکھہ کر چشم پوشی کرتا ہے ایسے شخص کو دیوث کہتے ہین - مولف

[2] ترجمہ - مین پھرتا رہونگا اور پھر پھرتا رہونگا اور جب پھر گھر مین آتا ہون تو اُس کمینی عورت کے ساتھہ ایک شخص اُس کا ہمنشین بیٹھا رہتا ہے -

[3] ترجمہ - معدول علم نحو کا ایک اصطلاحی لفظ ہے جو غیر منصرف کے اسباب تسعہ مین سے ایک سبب ہے اور وہ اسباب تسعہ یہ ہین عدل - وصف - تانیث - معرفہ - عجمہ - ترکیب - الف ونون زائدتان - جمع - یعنی صیغہ منتہی الجموع - وزن فعل - مترجم -

[4] لفظ اُس پڑے ہوئے بچہ کو کہتے ہین جو حرام کاری سے پیدا ہوتا ہے اور اُسکی ماں اپنی بدنامی کے ظاہر نہ ہونیکی وجہ سے اُسکو کہین جنگل وغیرہ مین پھینک دیتی ہے پس ایسے بچہ کو جو دوسرے لوگ اٹھا لاکر پرورش کرتے ہین یہ لفظ کہتے ہین - مترجم

اور لاقیمنک علی الترب یعنے میں تجھہ کو دھانگے پر کھڑے کرونگا۔ مطلب یہ ہے کہ میں تجھہ کو ایسے موقع پر لاؤنگا جہاں تو آسانی سے خود بخود تباہ اور ہلاک ہو جائے اور "لاقیمن اجدعک" کے معنی یہ ہیں کہ میں تیرے غرور کو نکال دونگا۔ اور "لاقیمن قذلک" کے یہ معنی ہیں کہ میں تیرے ظلم و زیادتی کی خبر لونگا۔ اور اس مثال میں بجائے "قذلک" کے "خذلک" بھی کہتے ہیں اسصورت میں معنی یہ ہونگے کہ میں تیرے پیٹھ پیچھے پن کو نکال دونگا۔ اور بجائے اس لفظ کے "صعرک" بھی کہا جاتا ہے اور اس وقت معنی یہ ہوتے ہیں کہ تیرے تکبر اور غرور کے پیٹھ پیچھے رخسار کی کجی نکال دونگا۔ اور یہ محاورہ بھی ہے "لئن التقی ردعی و ردعک لتندمن علی مقارنتی لانک تجدنی اعمل منک واقدر علی دفع شرک" اس کے معنی یہ ہیں اگر میرے اور تیرے دل یا عقل کی ملاقات ہوگی تو البتہ تو مجھہ سے شرمندہ ہوگا اس لیے کہ تو مجھہ کو اپنے سے زیادہ عادل (معتدل) پائے گا اور تیرے دفع شر پر مجھہ کو قادر پائے گا۔

حجاج بن یوسف الثقفی کی حکایت ہے کہ اس نے انس بن مالک رض کو یہ کہا تھا "لاقلعنک قلع الصمغۃ ولاجزرنک جزر الہرب ولاعصبنک عصب السلمۃ" یعنے میں تجھہ کو اسطرح سے اکھیڑونگا جیسے گوند کو درخت سے جھیل کر اوکھاڑتے ہیں اور تجھکو اسطرح سے ذبح کرونگا جیسے جانور کو ذبح کرکے اس کے پیٹ کی چربی کاٹتے ہیں اور تجھہ کو اسطرح سے قطع کرونگا جیسے درخت سلم کی ڈالیوں کو ملاکر باندھ دیتے ہیں اور پھر انکا کاٹنا آسان ہوجاتا ہے یہ سنکر انس رض نے کہا ای امیر تو یہ کس کی نسبت کہتا ہے اس نے کہا میں تیری نسبت کہتا ہوں خدا تجھکو ہلاک کرے انس رض نے اپنی نسبت یہ سنکر عبدالملک بن مروان کو اسکی اطلاع دی اور لکھا کہ حجاج میرے ساتھہ ایسا سلوک کرنا چاہتا ہے اس خبر کو معلوم کرنے کے بعد عبدالملک نے حجاج کو یہ لکھا۔ یا ابن المستقرمۃ بعجم الزبیب لقد ہممت ان ارکلک رکلۃ تہوی منہا الی نار جہنم واصنعک صنعۃ یبعض صنعات اللیوث الثعالب واخطک خطۃ تودانک زاحمت مخجک من لبطن اماک تاللہ اخیفش العینین اصلک الاذنین اسود الجاعرتین اجشل السافتین" یعنے اے پرشہوت زانیہ کے بیٹے میں نے ارادہ کیا کہ تجھکو ایک لات مار کر دوزخ میں بھیجدوں اور تجھکو اسطرح چباؤں جیسے شیر لومڑی کو کترتا اور چباتا ہے اور تجھہ کو ایسی سخت مار ماروں گا کہ تجھکو اپنی ماں کے مخرج سے نکلنا دشوار ہو جائے خدا تجھہ کو ہلاک کرے تیرے دونوں آنکھوں کی بینائی میں قصور ہے تیرے کانوں کو کم سنائی دیتا ہے اور تیرے سرین سیاہ ہیں اور تیرے پنڈلیاں پتلی ہیں۔

کسی کے ساتھہ استہزاء کرنے میں اور کسیکو ڈرانے میں بھی یہ کہتے ہیں لا ابقی اللہ علیک ان ابقیت علی یہ محاورہ ڈرانے والے کی نسبت کہتے ہیں یعنے اگر خدا مجھکو باقی رکھے تو تجھہ کو باقی نہ رکھے یعنی تیری جاہ و منزلت جو مجھہ کو ضرر پہونچانے کی نیت سے کریگا اس میں تجھکو قدرت نہ ہو۔ اور تو جو عمل اس قسم کا کریگا اسکا اثر تیری ہی ذات پر رہے۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ جو چاہتا ہے میرے ساتھہ کر میں تیرے

صـ۲۱۸

وعیدد ڈرانے، کی پرواہ نہین کرتا ہون اور یہ بھی کہتے ہین "لا ابترقل علیا" اور یہ محاورہ ماخوذ ہے اُس برق سے جو صرف بغیر بارش کے چمکتی ہے معنی اس کے کلام بلا فعل کے ہین یعنے بڑبائی اور شیخی کی باتین کرنا جو حقیقت مین نہ کرسکے کمیت شاعر کہتا ہے

ابرق وارعد یا یزیا م وفما وعیدک لی بضائر[2]

اور "برق" اور "جلاء الجو نار" اُس شخص کی نسبت کہتے ہین جو بطور تمسخر کے ڈراتا ہے اس لیے کہ جو ابر بھی جب صبح مین طلوع ہوا کرتا ہے تو پہلے پہل سخت اور تیز ہوا چلتی ہے اور پھر کچھ دیر کے بعد ٹھیر جاتی ہے لیکن کسی کی احمقی اور بیوقوفی مین یہ کہتے ہین "دعہ تیرمع فی ظلمۃ" یا "تلطخ فی سلحہ" یعنی اُسکا کیا ذکر کرتے ہو چھوڑ دو اُسکو اپنی گمراہی مین پڑا رہنے دو یا اُسکو اُسکی پلیدی مین ملوث رہنے دو۔ اور جب کسی کی نسبت یہ کہتے ہین کہ مین اُسکو نہین جانتا کہ وہ کون ہے تو یہ کہتے ہین "دما اوری من وجن الجلد" ہو اور اسی کے ہم معنی "دما اوری ای اودک ہو" بھی ہے۔

الجزء الثانی

مقالہ ششم

عربون کے اخلاق اور اُن کے شجاعون اور اُنکے فصیحون کے بیانمین

ص ۲۱۹

اسمین تین فصلین ہین

فصل اوّل

---

[1] وعدہ اور وعیدہ کے معنی مین یہ فرق ہے کہ وعدہ اُس فعل کو کہتے ہین جسمین خیر و برکت ہو اور وعیدہ فعل ہے جسمین شر اور ضرر ہو۔

[2] ترجمہ۔ ای یزید تیرا ڈرانا اور خوف دلانا یا وہ مثل برق کے ہو یا رعد کے مجھے ضرر نہین پہونچا سکتا۔

عربون کے اخلاق اور اُن کی طبیعتون کے بیان مین

حریت (خود مختاری اور آزادی) اور استقلال کی محبت جنگلون مین رہنے والون کی صفت طبعی ہے اور امت عربیہ (یعنی قوم عرب) کے دلون مین یہ توجی ہوئی ہے اور کوئی چیز اُن کے نزدیک حریت کے مقابل نہین ہے یہان تک کہ اُن مین سے ہر ایک شخص خیال کرتا ہے کہ وہ بذات خود بادشاہ ہے۔ اسی واسطے وہ ہر ایک خالص اور پاک چیز کو حریت سے موصوف کرتے ہین۔ زوزنی کہتا ہے کہ ہر چیز کے خالص اور جید (عمدہ) کو حر کہتے ہین اور عربون کا قول "طین حر" اسی بنا پر ہے یعنی خالص مٹی جسمین ریت وغیرہ کی آمیزش نہ ہو۔ اور "اُحرار البقول" بھی اسی سے ہے یعنی عمدہ ترکاریان جو کہائی جاتی ہین اور "حُرّ المالک" وہ شخص جو رقیت (یعنی غلامی) سے خالص ہوا اور "اُرض حرۃ" یعنے آزاد زمین وہ ہے جسپر خراج نہ ہو یعنے اسپر مالگذاری نہو۔ اور "ثوب حُرّ" وہ کپڑا جسمین کوئی عیب نہ ہو۔ باوجود ان تمام خوبیون کے جنکی طرف دلون کو رغبت ہوتی ہے اُنکے اخلاق مین برائیان اور عیوب بھی ہین۔

انکی برائیون مین سے ایک یہ بھی ہے کہ جسطرح بدوی عربون مین رہزنی اور لوٹ مار ہے اور ایک دوسرے سے لڑنا بھڑنا ہے اسیطرح شہری عربون مین دہوکہ بازی اور مکاری ہے جو معاملات اور لین دین مین وہ کرتے ہین۔ بعض موافقین کہتے ہین کہ رہزنی بعض بدوی عربون کے قبیلہ مین ایک پیشہ ہے اس کے عوض مین شہریون مین جعلسازی اور مکاری ہے جو وہ تجارت مین کرتے ہین۔ باوجود ان برائیون کے زمانہ قدیم سے ان مین نخاوت اور امانت اور پڑوسیون کی حفاظت اور عقل مندی بھی ہے اور اُنکی بعض مشہور صفتین بھی ہین خاصکر نظم شعر مین چنانچہ آیندہ کے بیان سے یہ امر واضح ہوگا۔ ص ۲۲۰

ان کا درجہ محاسن اس مرتبہ تک ہے کہ وہ اپنے ساتھ برائی کرنے والے کے ساتھ بھلائی کرتے ہین مثلاً اگر کوئی شیخ کسی کو جنگل مین لوٹ کر برہنہ کر دیتا ہے اور وہ برہنہ شخص اتفاق سے اسی لوٹنے والے کے خیمہ مین آجاتا ہے تو گو وہ لوٹنے والا اسکو جانتا نہ ہو تاہم وہ اس کے حال پر اپنی رقت قلب ظاہر کرتا ہے اور اس لباس کے علاوہ جو اس نے اس سے چھینا ہے اسکو پہناتا ہے اور اگر وہ اسکو پہچان لیتا ہے تو ظاہر کر دیتا ہے کہ تیرا لباس پہننے والا مین ہی ہون۔

ابن خلدون کہتا ہے کہ بدوی عربون مین دینی (مذہبی) رنگ اچھی طرح قائم نہین ہے اس لیے کہ کثرت فساد اُنکی طبعی معاشرت ہے اور اُنکی نوبہ اور دین کی طرف انکا رجوع کرنا صرف اسیقدر ہے کہ وہ لوٹ مار کو کم کرتے ہین کیونکہ مسافرون کی حالت مین کسی قدر اصلاح ہونے کو وہ دینی بات سمجھتے ہین اگرچہ وہ دینی

نجات کے توبہ کے اصلی طریقوں کو نہیں جانتے۔

اُنکی بد اخلاقیوں اور برائیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ اُن ڈوبے ہوئے لوگوں کی حاجت روائی اور مدد نہیں کرتے جو اُن کے ملک کے اطراف کے دریاؤں کے ساحل پر کشتیاں ٹوٹ کر ڈوب مرتے ہیں بلکہ بعض اوقات تو وہ اُن کا مال لوٹ لیتے ہیں اور زندہ بچے ہوئے آدمیوں کو پکڑ لاتے ہیں اور اُنکو غلام بنا کر فروخت کرتے ہیں اسیطرح وہ جنگل کے کنوؤں کو مسافرین سے چھپاتے ہیں اس غرض سے کہ جب وہ پیاس سے ہلاک ہو جائینگے تو اُنکا مال و اسباب اُن کو ملجائے گا۔

اُن کے قدیم بعض چوروں کا حال ابتک زبان زد عام ہے جو فن سرقت میں کامل اور مشہور رہے چنانچہ اُنکی مثال بھی دیجاتی ہے۔ منجملہ اُن مشہور سارقین کے سلیک بن سلکہ بھی ایک مشہور چور ہے جس کا ذکر قریب میں آنے والا ہے۔ شنطاظ بھی ایک چور ہے جو بنی ضبہ سے تھا اور بنی ضبہ جعد بن قیس بن قنان بن ہاشہ کی اولاد سے ہیں جو ایک شریف آدمی تھا۔ اور برجان۔ تاجہ اور ابوحردبہ یہ سب فن سرقت کے ماہرین میں جو زمانہ جاہلیت میں تھے۔ مثلاً کہا جاتا ہے "اُسرق من شنطاظ وتاجہ" یعنی شنطاظ اور تاجہ سے زیادہ چور اور دوسروں کے نام سے بھی اسیطرح کی مثال دیجاتی ہے۔ اور اُن کو ذؤبان العرب بھی کہتے ہیں یعنی عرب کے بھیڑیے۔

بعض ان میں ظالم بھی مشہور ہیں چنانچہ ایک شخص جسکو خیفقان کہتے ہیں بڑا ہی ظالم تھا یہاں تک کہ اُسکی زیادتی ظلم کی وجہ سے دوسرے ظالم کو اُس سے تشبیہ دیتے ہیں اور یہ کہتے ہیں "اظلم من الخیفقان" یعنی خیفقان سے زیادہ ظالم۔ بعینہٖ اسیطرح کے الفاظ سے زمانہ اسلام میں بھی حجاج بن یوسف کی مثال دیجاتی ہے جسکا اوپر ذکر گزر چکا ہے۔ اور کہتے ہیں "اظلم من الحجاج" و "اسفک من الحجاج" یعنی حجاج سے زیادہ ظالم اور حجاج سے زیادہ خون ریز۔ صـ ۲۲۱

بعض لوگ ان میں ناگہانی طور پر مارنے میں بھی مشہور ہیں جیسے حارث بن ظالم کیونکہ یہ شخص اس کام میں نہایت دلیر تھا۔ اور برا ض یعنے ابن قیس کنانی اور حجاف یعنی ابن حکیم اسلمی اور عمرو بن کلثوم اسی قسم کے لوگ تھے اور نیز جاہلیت اور اسلام کے بعض لوگ جو اسی قبیل کی صفت سے موصوف تھے انہیں اوصاف سے موصوف کیے جاتے ہیں۔

بعض ان میں غدر اور دغابازی میں مشہور ہیں اور زمانہ جاہلیت میں اس کام میں سب سے بڑے دغاباز بنو سعد بن تمیم تھے اور جب یہ لوگ آپسمیں غدر کے لفظ کا استعمال بطور کنیت کرنا چاہتے تھے تو اُس کے لیے انہوں نے ایک نام رکھا تھا یعنے غدر کے لفظ کو کیسان کے نام سے استعمال کرتے تھے۔ ثمر بن تولب

کہتا ہے۔

اذا کنت فی سعد وامک منہم　　غریبا فلا تغلر لغیر رکک غالک من سعد

اذا ما دعوا کیسان کانت کھولہم　　الی الغدر ادنی من شبابہم المرد[1]

اسی لیے اُن کو "کُنَاۃ الغدر" کے نام سے پکارتے ہین اور اس نام سے اُنکی مثال دیتے ہین اور کہتے ہین "اغدر من کُناۃ الغدر" یعنے کناۃ الغدر سے زیادہ غدر کرنے والے۔ اور اسیطرح یہ بھی کہتے ہین "اغدر من قیس بن عاصم" اور "اغدر من عیینۃ بن الحرث" یعنے قیس بن عاصم سے زیادہ غدر کرنے والا اور عیینۃ بن الحرث سے زیادہ غدر کرنے والا۔ ان دونوں کے قصون کی شرح بہت طول ہے۔ ابو عبیدہ کہتا ہے کہ قیس بن عاصم عربون مین بڑا غدر کرنے والا تھا۔ یہ وہی شخص ہے جو زمانہ جاہلیت مین لڑکیون کو زندہ دفن کرتا تھا (دیکھو چوتھی مقالہ کی چھبیسویں فصل)۔

بعض ان مین ایسے ہین کہ غدر کی رسوائی اور فضیحت پر اکتفا نہین کرتے تھے بلکہ اس کے ساتھ اور بھی شنیع اور رذیل اور قبیح امور کو شریک کرتے تھے چنانچہ میسو دینغ فرانس کے مصنف نے اپنی کتاب دیوان فلائد المغانم فی غریب عوائد الاوائل والاواخر مین روایت کی ہے کہ جب بدوی لوگون کے پاس کوئی آدمی آجاتا ہے تو اُن پر اُسکا اکرام اور احترام اور اسکا کہلانا پلانا بقدر استطاعت کے واجب ہوتا ہے اور اس مہمان کو بچھونے کی ضرورت پڑتی تو صاحب خانہ اپنا بستر اُسے دیتا ہے یہان تک کہ اگر ان کا دشمن بھی اسطرح سے اُن کے پاس مہمان ہوجاتا تو وہ اس کے ساتھ بھی ایسا ہی نیک سلوک کرتے تھے اور وہ جب تک اُن کے پاس رہتا تو وہ امن مین خیال کیا جاتا۔ لیکن جب وہ اُن کے پاس سے رخصت ہوکر نکلتا تو وہ اسکو قتل کر ڈالتے۔ اس حالت اور اس قسم کے واقعات سننے سے ذہن کو ان دونون رذیل صفتون کی تمیز کرنے مین حیرت ہوتی ہے کہ ان دونون مین سے کون سی صفت ایک دوسرے سے بُری ہوتی ہے۔ یا غدر زیادہ بُرا ہے یا صاحب خانہ کا مہمان کو اپنا بستر دیدینا اور پھر ایسے کم نصیب کے ساتھ غدر کرنا بُرا ہے (پانچوین مقالہ کی تیسری فصل کو دیکھو)

بعض ان مین سے فتنہ اندازی اور حیلہ سازی مین مشہور رہیں جیسے لقمان بن عاد عربون کا طبیب تھا اور قصیر بن سعد اللخمی جو جذیمۃ الابرش کا صاحب یعنی دوست ہے یہ وہ شخص ہے جس نے حیلہ اور مکر سے ۲۲۳ صد

---

[1] ترجمہ۔ جب تو بحالت مسافرت قبیلہ سعد مین ہو اور مان بھی تیری اسی قبیلہ کی ہو تو تو اس خیال پر ہو کہ مین نہ اکیلا ہون نہ اکیلا ہون قبیلہ سعد سے جب کیسان (غدر) کا نام لیتے ہین تو اُن کے بڈھے بھی غدر کرنے مین جوان بے ریشون سے کم نہین ہوتے ہین۔

اپنی ناک کاٹ لی تھی تاکہ زبار ملکہ جزیرہ پر اُس کے قتل کرنے سے جذیمہ مذکور قابض ہوجائے اسی بنا پر وہ اپنے محاورہ مین اُس موقع پر جبکہ حیلہ اور مکر سے کام نہ نکلے تو یہ محاورہ استعمال کرتے ہین "ما جدع قصیر انفہ" یعنی قصیر نے اپنی ناک نہین کاٹی۔ عامر الشعبی بیان کرتا ہے کہ فتنہ انداز اور حیلہ ساز چار شخص ہین معاویہ بن ابی سفیان اور عمرو بن العاص اور مغیرہ بن شعبتہ اور زیاد بن ابیہ اور یہ چارون زمانہ اسلام کے لوگ ہین زبار کو جبکا اوپر ذکر ہوا فارعہ کہتے ہین اور بعض کہتے ہین کہ اسکا نام ہند ہے (دیکھو بیان زرقار کا مقال خامسہ کی دوسری فصل مین) اور اسکا نام زبار اس لیے ہوا کہ اُس کے بال لمبے تھے حکایت کے طور پر بیان کیا جاتا ہے کہ جب وہ چلتی تھی تو اسکے بال پیچھے لٹکے ہوئے دامن کی طرح زمین پر پڑتے تھے اور جب وہ اُنکو پھیلاتی تھی تو وہ اُن مین چھپ جاتی تھی۔ اُسکے زمانہ مین اُس سے زیادہ خوب صورت کوئی عورت نہین تھی اور عزت وشان مین اُسکی مثال دیجاتی ہے چنانچہ اگر کسی کی عزت مین مبالغہ کرنا ہوتا ہے تو یہ کہتے ہین "اعز من الزبار" یعنے زبار سے زیادہ صاحب عزت۔

لیکن جذیمۃ الابرش جسکا اوپر ذکر ہوا اہل عرب مین کبر ونخوت مین اُسکی توصیف کرتے ہین اور اُس سے حکایتاً بیان کرتے ہین کہ وہ اپنی کبر ونخوت کی وجہ سے کسی کو اپنا ندیم (مصاحب) نہین بناتا تھا اور کہتا تھا کہ میرا ندیم اگر کوئی ہوسکتا ہے تو وہ فرقدان (وہ دو ستارے جو قطب مین ہین ہین نیز اسی بنا پر محاورون مین یہ کہتے ہین کُنْدمانی جذیمۃ یعنے مثل جذیمہ کے دو مصاحبون کے یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب اُسکا بہانجا عمرو بن عدی مفقود الخبر ہوگیا تو اُسکو مالک اور عقیل دو شخصون نے پایا اور یہ دونون بلقین کے رہنے والے تھے اور جب یہ دونون عمرو بن عدی کو لیکر اُس کے پاس آئے تو اُس نے اُن کو صلہ اور انعام کے مانگنے مین مختار کیا تو اُنہون نے درخواست کی کہ جبتک آپ اور ہم جیتے رہین ہم کو اپنی مندمت (مصاحبت) مین رکھین پس اس وعدہ کی بنا پر وہ چالیس برس تک اُسکی مصاحبت مین رہے اور پھر موت نے اُن کو جدا کر دیا۔

باقی عربون مین بھی بنی مخزوم اور بنی امیہ اہل قریش سے اور بنی جعفر بن کلاب اور بنی زرارۃ بن عدی کبر ونخوت مین مشہور اور موصوف ہین۔

بعض اہل عرب حماقت اور پاگلپن مین بھی مشہور ہین ایک شخص جسکا نام حجا تھا اور جسکی کنیت ابو الغصن بھی ہے اور جو قبیلہ فزارہ سے تھا مثال دیجاتی ہے کہا جاتا ہے کہ اُس نے اپنے مال کو ایک ابر کے سایہ مین اس لیے دفن کیا تھا کہ وہ جگہ یاد رہے اور بھولی نہ جائے۔ اور جب ابر کھل گیا تو وہ اُس مقام کو نہین پہچان سکا۔ اسی بنا پر محاورہ مین یہ کہتے ہین "احمق من حجا" یعنے حجا سے زیادہ احمق۔ اور ہبنقہ کی بھی مثال دیتے ہین اور یہ کہتے ہین "احمق من ہبنقہ" یعنے ہبنقہ سے زیادہ احمق۔ اور ہبنقہ ایک شخص کا نام ہے جس نے سفید پوت کا ہار بنا کر اپنی

گردن مین ڈالا تھا اور یہ ہار ڈالنے سے اسکا منشا یہ تھا کہ اپنی ذات کو نہ بھولے اسکو ذوالودعات بھی کہتے ہین
اسکا نام زید بن مروان ہے جو قیس بن ثعلبہ کی اولاد سے تھا اور "احمق من ابی غبشان" بھی کہتے ہین یہ وہ شخص ہے
جو شراب کی ایک مشک کے معاوضہ مین کعبہ کی کنجیون کو فروخت کر دیا تھا۔ (دیکھو جو تھے مقالہ کی دوسری فصل کا آخری
حصہ سدانت (تولیت) کعبہ کے بیان مین) اور "احمق من خدنۃ" بھی کہتے ہین اور کہا جاتا ہے کہ اہل عرب مین ۲۳۳
روے زمین پر اس سے زیادہ کوئی احمق نہین تھا۔ اور احمق من عجل" بھی کہتے ہین یعنی عجل سے زیادہ احمق یہ بھی
ایک شخص تھا اس کے پاس ایک نہایت عمدہ گھوڑا تھا تو اس سے کہا گیا کہ ہر گھوڑے کا نام فرس ہوتا ہی پس
تیرے گھوڑے کا کیا نام ہے یہ سنکر اس نے اپنے گھوڑے کی ایک آنکھ پھوڑ دی اور کہا کہ مین نے اسکا
نام اعور رکھا ہے۔ اور یہ بھی مثال دیتے ہین "ومن جمجمۃ ومن المہورۃ من لغم ایہا اومن الی ایہا ومن المہورۃ
احدی خدمتیہا" یعنی جمجمۃ سے زیادہ احمق اور اس عورت سے زیادہ احمق جسکا مہر اسی کے باپ کے مال سے
ادا کیا گیا اور اس عورت سے بھی زیادہ احمق جس کے مہر مین اسی کا ایک پازیب دیا گیا تھا۔ اور "احمق من دغنۃ"
بھی کہتے ہین یہ ایک حاملہ عورت تھی جب ولادت کا وقت آیا تو وہ بچہ جنی اور یہ نہین جانتی تھی کہ بچہ کسکو کہتے ہین
آخر اس نے اپنی پڑوسن سے جاکر پوچھا کہ بچہ کسے کہتے ہین یہ عورت قبیلہ تمیم کی تھی بنوتمیم اس کے ذکر کو اور اسکو
اپنے قبیلہ سے منسوب کرنے کو عیب جانتے ہین اور اگر اس قسم کا کوئی آدمی ان کے قبیلہ سے منسوب ہوتا
ہے تو وہ اسکو حقارت سے "ابن الحجراء" کہتے ہین ای حجراء کے بیٹے حجراء کے معنی است (سرین) کے ہین
اور "احمق من شرسنیۃ" بھی کہتے ہین یہ بنی سدوس کے قبیلہ کا آدمی تھا۔ اور "احمق من بہیس" بھی کہتے ہین اسکا لقب
نعامہ تھا۔ اور "احمق من ربیعۃ البکاء" بھی کہتے ہین اور یہ شخص عامر بن صعصعہ کا بیٹا تھا اور "احمق من الدابغ علی النحلی"
"ومن راعی ضان ثمانین" ومن لاطم الاشغی بجدۃ" اشغی اور سراد اس آلہ کا نام ہے جس سے سوراخ کیا جاتا ہے یعنی
برمہ "ومن المتحفظ بکوعہ" ومن الربیع بھی کہتے ہین ان پانچون جملون کے معنی یہ ہین یعنے دابغ علی النحلی سے زیادہ احمق
نحلی اس چمڑے کو کہتے ہین جسپر گوشت باقی رہے اور ایسے چمڑے پر دباغت اچھی نہین ہوتی۔ اور اشی بکریونکو
چرانے والے سے زیادہ احمق کیونکہ اتنی بکریان پراگندہ ہوجاتی ہین اور پھر ان کا ایک جا جمع کرنا دشوار ہوتا
ہے اور اپنے رضا پر اشغی سے طمانچہ مارنے والے سے زیادہ احمق اور جو شخص اپنے کو اپنے ساعد سے
ہلاک کرتا ہے اس سے زیادہ احمق گائے کے اس بچے سے زیادہ احمق جو موسم ربیع مین پیدا ہوتا ہے
ان مین سے ہر ایک کے قصہ کی شرح بہت طول ہے ہم نے کتاب کی ضخامت کم کرنے کی غرض سے انکے
حالات نہین لکھے۔ اور نیز حماقت مین قریش کی ایک عورت کی مثال دیتے ہین جسکا نام ام رابطہ بنت کعب
بن سعد بن تمیم بن مرۃ ہے اور یہ وہی عورت ہے کہ آیت "ولا تکونوا کالتی نقضت غزلہا" (تم اس عورت کے

مانند مت ہو جو اپنے کاتے ہوئے کو توڑ دیتی ہے) اسیکی نسبت اوتری نے مفسرین نے کہا ہے کہ یہ عورت
چرخہ کاتا کرتی تھی اور اپنی گہر کی لونڈیون کو بھی چرخہ کاتنے کے لیے کہتی تھی اور پھر بعد ان سے کہتی کہ بٹے ہوئے
دھاگے کو کھول دین۔ پس اہل عرب اسکو دیکھکر مثال مین یہ کہنے لگے "اخرق من ناقضۃ یعنے بٹے ہوئے دھاگے کو
کھولنے والی سے زیادہ احمق۔ اس لیے کہ خرق کے معنی لغت مین احمق کے ہین اور مونث کو خرقاء کہتے ہین
غلطی کرنے مین بھی ایک شخص کی مثال دیتے ہین جسکا نام واثق تھا اور یہ شخص نہایت غلطی کرتا تھا پس جسکی نسبت
غلطی کا وصف لگایا جاتا ہے تو اسکی نسبت یہ کہتے ہین "اغلط من واثق" یعنے واثق سے زیادہ غلطی کرنے والا۔
بلادت اور کم عقلی مین بھی ایک شخص کی مثال دیتے ہین جسکا نام باقل تھا اسکو بعض لوگ قبیلہ ربیعہ سے کہتے ہین
اور بعض ایاد سے اور مثال مین یہ کہتے ہین "اعیا من باقل" یعنے باقل سے زیادہ کم عقل۔

بعض آدمی ایسے بھی مشہور ہین جنمین عورتون کی سی حرکات ہوتی ہین یعنے زنانون کی سی حرکت کرنے والے اس
وصف مین ایک شخص کی مثال دیجاتی ہے جو زمانہ جاہلیت مین تھا اور جسکا نام ابو جہل عمرو بن ہشام المخزومی تھا اور یہ
وہی شخص ہے کہ آیت "تبت یدا ابی لہب" اسیکی نسبت اوتری ہے اس آیت کے معنی یہ ہین ابو لہب کی دونون
ہاتھ ٹوٹ گئے۔ اسکی عورت کا نام ام جمیل تھا جو ابو سفیان بن حرب یعنی معاویہ کی بہن تھی۔ اور مثال مین
اخنث من ہیت و من دلال بھی کہتے ہین یعنے ہیت اور دلال سے زیادہ مخنث۔ اس شخص کا نام نافذ اور کنیت
ابو یزید تھی۔ اور "اخنث من طویلس" بھی کہتے ہین یہ سب مدینہ کے رہنے والے تھے اور دلال اور طویلس
ابتدائے اسلام مین بڑے مغنی (قوال) مشہور تھے۔

لیکن ام جمیل جسکا اوپر ذکر ہوا سورۂ "تبت یدا ابی لہب" مین اسکا نام "حمالۃ الحطب" (لکڑیان اٹھانے والی) رکھا ص۲۲۴
گیا اسیواسطے مثال مین "اخسر من حمالۃ الحطب" (یعنی لکڑیان اٹھانے والی سے زیادہ ٹوٹا پایا ہوا) کہتے ہین اسیطرح
"اخسر من ابی عبشان" بھی کہتے ہین جسکا اوپر ذکر ہوا۔ اور "اخسر من مغنون" بھی کہتے ہین۔

نقصان اٹھانے اور ٹوٹا پانے مین بھی بعض لوگ مشہور ہوئے ہین چنانچہ اس امر مین ایک شخص مشہور ہے
جسکا نام حنین تھا حنین سے روایت ہے کہ ہاشم بن عبد مناف کو ایک لڑکا پیدا ہوا تھا جس زمانہ مین کہ ہاشم نے
یمن کے ایک قبیلہ کی بیٹی سے نکاح کیا تھا۔ اس نے نانے اسکا نام حنین رکھا جب وہ جوان ہوا تو اس نے
اسکو قریش کے پاس بھیجا۔ ہاشم کے گھر والون نے اسکو قبول نہین کیا کیونکہ حنین کو علامت قریش کی نہین
تھی انہون نے اسکو واپس کر دیا جب انہون نے اسکو واپس آیا ہوا دیکھا تو یہ کہا "جاء بنحی حنین" (یعنی حنین
کے دو موزہ پہن کر آیا یعنی بحالت نقصان اپنے ہی لباس مین آیا اور اگر وہ اسکو قبول کر لیتے تو اسکو اسکے
باپ کا موزہ نہ پہناتے۔ بعض لوگ اس کے خلاف مین اور قسم سے روایت کرتے ہین حاصل یہ ہے کہ

انہون نے اس امر مین یہ مثال دی اور یہ کہا "اخیب من حنین" یعنے حنین سے زیادہ نقصان والا اسیطرح یہ مثال بھی کہتے ہین "اُخیب من القابض علی الماء" یعنے پانی کو مٹھی مین پکڑنے والے سے زیادہ نقصان والا۔

طمع مین بھی ایک شخص کی مثال دیتے ہین جسکا نام اشعب تھا اور یہ شخص زمانہ اسلام مین تھا۔ عائشہ بنت عثمان اسکی اور ابوالزناد محدث کی پرورش برابر کرتی تھی لیکن اشعب نہایت طامع تھا وہ خود اپنی حکایت کرتا ہے کہ مین نیچے کے درجہ مین تھا اور ابوالزناد اوپر کے درجہ مین تنہا یعنے مجھ سے وہ اعلیٰ درجہ پر تھا اور مین کم درجہ مین تھا آخر کار مین نے کوشش کی اور مین اور وہ دونون برابر ہو گئے۔ اس سے ایک دن دوچار گیا کہ تو نے اپنے سے زیادہ طامع بھی کسی کو دیکھا ہے اس نے کہا ہان۔ اس نے کہا میری ایک بکری تھی اتفاق سے وہ مکان کی سطح پر چڑھ گئی اسکو اوپر آسمان مین، قوس قزح (دھنک) نظر آئی اسکو خیال ہوا کہ یہ فصفصہ (ایک قسم کی گھاس) کی رسی ہے اور اسکو کھا لینے کی غرض سے آگے بڑھی تو کنھی سے گر پڑی اور اسکی گردن دب گئی لوگون نے اس مجنون شخص کی اس خرافات بات کو یاد کر لیا اور مثال مین یہ کہنے لگے "اطمع من شاہ اشعب" یعنی اشعب کی بکری سے زیادہ طامع جسطرح کہ وہ یہ مثال کہتے تھے "اطمع من اشعب" یعنے اشعب سے زیادہ طامع۔

بخیلی مین بھی عربون کی ایک جماعت مشہور ہے لیکن مثال مین صراحت کے ساتھ کسی کا نام نہین لیا جاتا ہے مگر ایک شخص کا نام البتہ لیا جاتا ہے جسکا نام مخارق ہے اور یہ شخص ہلال بن عامر بن صعصعہ کی اولاد سے تھا اسی سے حکایت کی جاتی ہے کہ اس نے حوض مین ڈھیلے ڈالکر پانی گدلا کر دیا تاکہ دوسرون کے اونٹ اسمین پانی نہ پئین اسی بنا پر انہون نے یہ مثال دی "ابخل من مادر" یعنے مادر سے زیادہ بخیل۔ اسیطرح وہ مثال مین یہ بھی کہتے ہین "ابخل من ذی معذرہ" اور "ابخل من الضنینین بنائل غیرہ" یعنے ذی معذرہ سے زیادہ بخیل اور اس سے بھی زیادہ بخیل جو دوسرے کو بھی کوئی چیز ملنا پسند نہ کرے۔ ان مثالون مین کسی کے نام کی صراحت نہین کرتے۔

حکایت بیان کی جاتی ہے کہ جب ابو عبیدہ کے سامنے مادر کی حکایت بیان کی گئی تو وہ ہنس پڑا اس سے کہا گیا کہ کس امر نے تجھ کو ہنسایا اس نے کہا مین اس تعجب سے ہنستا ہون کہ اہل عرب مثالون کو پھیر دیتے ہین اگر وہ کسی اہم چیز کی طرف مثال پھیر دین تو زیادہ بلیغ ہوتا ہے اس سے کہا گیا کہ وہ کونسی مثال ہے جو پھیر دی گئی ہے اس نے کہا مادر کی مثال دیکھو کہ بخل کے لیے ایک نام قرار پا گیا حالانکہ اس فعل مین تاویل کا احتمال باقی ہے۔ اور ابن زبیر کی مثال کو عربون نے چھوڑ دیا حالانکہ اس کے افعال اور اقوال مین بخل کے دقائق ہین اور اس کو انہون نے غفلت سے ترک کیا۔ چنانچہ ابن زبیر نے ایک مرتبہ جبکہ وہ خلیفہ تھے اور حجاج سے لڑ رہے تھے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے ایک شامی کے سینہ مین تین بھالے مارے تو یہ دیکھکر ابن زبیر نے اس سے کہا ای شخص تو ہمارے جنگ سے نکل جا کیونکہ بیت المال لوگون کو اس قدر روپیہ اور موٹے تازے بنانے کیلیے ص ۲۲۵

نہین ہے۔

بعض مولفین کہتے ہین کہ عربون مین چار شخص بخیل ہین حطیئہ۔ اور حمید الارقط اور ابو الاسود الدؤلی۔ اور خالد بن صفوان۔ حطیئہ کی نسبت یہ ایک واقعہ ہے کہ اس کے پاس سے جبکہ وہ ایک دروازہ پر کھڑا ہوا تھا اور اُس کے ہاتھ مین ایک عصا بھی تھا ایک شخص کا گزر ہوا پس اُس شخص نے کہا کہ مین جہان ہون اُس نے اپنے عصا کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ یہ بھی جہان ہے۔ اور کعاب سے کہا کہ یہ دونون جہان ہین جنکو مین نے شمار کیا ہے۔ حمید الارقط نہایت فحش گو اور مہمانون کی ہجو کرنے والا تھا ایک مرتبہ اُس کے پاس ایک مہمان آیا اُسنے اُس کو کھانے کے لیے کھجور دی جب اُنہون نے کہا لیا تو کہا کہ تم نے کھجورون کو مع گٹھلیون کے کہا لیا ابو الاسود الدؤلی دُوَل کنانی کی طرف منسوب ہے اور لغت مین دؤل کے معنی بنول اور بہیڑے کے ہین اور نیز ایک چھوٹے سے کیڑے کا نام ہے جو ابن عرس سے مشابہ ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اُس نے ایک سائل کو ایک کھجور دی۔ سائل نے اُس سے کہا کہ خدا جنت مین تجھ کو ایسی ہی کھجور عطا کرے۔ وہ یہ بھی کہا کرتا تھا کہ اگر ہم اپنے مال سے مسکینون کو کھلایا کرینگے تو مفلس اور قلاش ہو جائین گے۔ خالد بن صفوان جب اُس کے پاس کوئی درہم (سکہ) آتا تو اُس سے کہتا ای عیار تو کہان کہان چکر لگاتا اور اوڑتا پہرتا ہے اب مین تجھ کو ایک بڑی مدت کے لیے قید کرتا ہون پہر وہ اُسکو صندوق مین ڈالکر مقفل کر دیتا تھا۔

منجملہ اور بخیلون کے عمرو بن یزید الاسدی بھی ایک بڑا بخیل تھا یہ شخص حجاج کی فوج کا افسر تھا اُس نے اپنے غلام کو حکم دے رکھا تھا کہ حقنہ سے جو تیل نکلتا ہے اُسکو جمع کرکے رکھنا تاکہ چراغ مین جلانے کے کام آسکے۔

خلیفہ منصور عباسی بھی بڑا بخیل تھا اُس نے ایک مسلمان کو یا ایک شخص سلام حادی کو کچھ رقم دی تاکہ وہ اُس کے حج کے راستہ مین آتے جاتے حدی ہانکے اور اس کام مین صرف نصف درہم دیتا تھا۔

ابو العتاہیہ مشہور شاعر اور مروان بن ابی حفصہ اور متنبی شاعر اور محمد بن الجہم اور سہل بن ہارون اور اہل مرو بھی بڑے بخیل ہوئے ہین اور بخالت مین ان مین سے ہر ایک کے عجیب و غریب حکایات اور حالات ہین جنکی شرح بہت طویل ہے جریر شاعر بنی تغلب کی ہجو اسطرح کرتا ہے۔

قوم اذا اکلوا اخفوا کلا بھم ۔۔۔ واستوثقوا من تراج الباب والدار[1]

---

[1] ترجمہ۔ اس قوم کے لوگ ایسے ہین کہ جب کہاتے ہین تو اپنے کتون کو چھپاتے ہین اور گہر کے دروازہ کو اچھی طرح سے بند کر دیتے ہین اور اس قوم کے لوگ ایسے ہین کہ جب مہمانون کا کتا پیشاب کرتا ہے تو اپنی ماں سے کہتے ہین کہ آگ پر پیشاب کر۔ اور وے بخل پیشاب کرنے مین بھی وہ دریغ کرتے ہین اور اگر پیشاب بھی کرتے ہین تو ایک اندازہ اور مقدار سے کرتے ہین۔

قوم اذا استنبح الضیفان کلبھم　　قالوا لامھم بولی علی النار*

فتمنع البول ثحا ان تجود بہ　　وما تبول لہم الا بمقدار

صہ۲۲۶ اب ہم عربون کے مذکورہ عیوب کو بیان کرکے اسپر بس کرتے ہین اور اس ذکر کو چھوڑکر اُن کے جود وکرم اور دوسرے مناقب کا جن سے اہل عرب متصف ہین بیان کرتے ہین۔

یہ امر پوشیدہ نہین ہے کہ اہل عرب آگ کی زیادتی کو کثرت رزق کی ایک بڑی دلیل خیال کرتے ہین اور آگ کو ایک بڑی عزیز اور نادر چیز سمجھتے ہین جہان لوگ اسکو ایک رہنما سمجھ کر آتے ہین اسی واسطے آگ کو نار القری (دیہاتی کی آگ) کہتے ہین بعض اہل فرنگ کہتے ہین کہ عام کہانے کہلانے اور طعام ولیمہ کی دعوت مین عربون کے افتخار کا اصلی سبب یہ ہے کہ اُس سے اُنکی سیری ظاہر ہو۔

ایک شخص سے حکایت کی جاتی ہے جسکو حاتم الطائی کہتے ہین۔ اسکا نام عبداللہ بن سعد بن الحشرج ابن امرالقیس بن عدی بن اخرم بن ربیعۃ بن نعل بن الغوث بن طی تھا۔ اسکا نام حاتم تھا اسکا نام طی اس لیے ہوا کہ اُس نے سب سے پہلے چشمون کو طے کیا اور حاتم کے معنی قاضی کے ہین اور نیز حاتم کے معنی غراب دکسے، اور غراب البلین کے ہین اسکا ذکر چوتھے مقال کی چوتھی فصل مین گزر چکا ہے۔ اسکا نام حاتم اسلیے ہوا کہ عربون مین وہ فراق کو مضبوط کرنے والا تھا۔ اور حاتم مذکور عربون کے مشہور شعراء اور خطیبون مین شمار کیا جاتا ہے۔ اور نیز اپنی بیٹی سفانہ کے نام سے اپنی کنیت کرتا تھا سخاوت مین اُسکی مثال دیجاتی ہے۔ اور کہا جاتا ہے "اکرم من حاتم طی" کیونکہ وہ بڑا سخی اور خراج تھا ایک شاعر کہتا ہے۔

ان السماحۃ والمروۃ والندی　　فی قبۃ ضربت علی ابن الحشرج[1]

اُس سے نقل کی جاتی ہے کہ جب اندھیری رات ہوتی تھی تو اُس کا غلام آگ روشن کرتا تھا تاکہ اُسکو دیکھکر مہمان آئین اور اُس سے یہ بھی کہتا تھا۔

اوقد فان اللیل لیل قر　　عسی یری نارک من یمر[2]

ان جلبت ضیفا فانت حر

جب سردی نہایت زور سے پڑتی اور ہوا سخت چلنے لگتی اور آگ نہ سلگتی تو وہ اپنے کتون کو جو بکثرت قبیلہ کے اطراف

---

[1] ترجمہ۔ جہان مردی، مروت اور سخاوت اُس قبہ (خیمہ) مین ہے جو ابن حشرج کے لیے لگایا گیا ہے۔

[2] ترجمہ۔ آگ روشن کر اس لیے کہ رات جاڑے کی ہے شاید کہ تیرے آگ کو رہ گزر دیکھ سکین اگر اس ذریعہ سے تو کسی مہمان کو بلانے کا سبب ہوگا تو تو اپنے کو آزاد خیال کر۔ * یہ ان اشعار کا ترجمہ صفحہ ۲۷۳ کے حاشیہ مین ہے۔ مترجم

خیموں کی طنابوں اور ستونوں سے باندھ دیا کرتے تھے تاکہ اُن کے بہونکنے سے راستہ کے بہولے بھٹکے لوگ آباد جگہ راستہ پالیں اور اُن کے بہونکنے پر مہمان چلے آئیں۔ اسی لیے اہل عرب کہتے کہ "داعی الضیف" (یعنے مسافروں کو بلانے والا) کہتے تھے اور نیز اسکو "مُتمم النعم" (نعمتوں کا پورا کرنے والا) اور "مُرشد الذکر" (یعنے ذکر کا مضبوط کرنے والا) کہتے ہیں کیونکہ وہ اپنے بہونکنے سے مہمانوں کو بلانے کا سبب بنتا ہے۔ ص۲۲۶

اور اہل عرب میں وہ لوگ جنپر سخاوت ختم ہوئی اور جنکی سخاوت میں مثال دیجاتی ہے حاتم مذکور کے سوائے اور بھی لوگ ہوئے ہیں منجملہ اُن کے کعب بن مامۃ الایادی اور ہرم بن سنان اور خالد بن عبد اللہ ہیں ان تینوں میں سے اخیر کے دو شخصوں کا ذکر آیندہ کیا جائے گا لیکن ان میں زیادہ مشہور کعب اور حاتم ہیں چنانچہ ابو تمام طائی کہتا ہے۔

کعب وحاتم اِنْ تقاسما ۔۔۔ خطط العلی من طارف وتلید

ہذا الذی خلف السحاب ماثۃ ۔۔۔ فی المجد متیۃ خضرم صندید[1]

تیسرے مصرعہ میں "خلف السحاب" کے جو الفاظ ہیں اس سے شاعر کی مراد حاتم سے ہے کیونکہ وہ ایسا سخی تھا جیسے ابر اپنی بارش سے سخاوت کرتا ہے۔ اور مصرعہ ثالث اور رابع کے الفاظ "مات فی المجد متیۃ الخضرم الصنید" سے مراد کعب بن مامۃ ہے اس لیے کہ اس شخص نے ایسی سخاوت کی کہ اُسیکی بدولت وہ مر گیا چنانچہ اُس نے اپنے حصہ کا پانی دو دن تک ایک نمری شخص کو پلا دیا۔ یہ شخص سفر میں تھا چونکہ موسم گرمیوں کا تھا پانی کو تقسیم کر کے پیتے تھے یہ قبیلہ نمری کا آدمی اسکو نہیں پہچانتا تھا بلکہ جب پیاس کی شدت ہوتی تھی تو وہ کعب کو اشارہ سے بتاتا تھا کہ چہرہ تشنگی کا غلبہ ہے یہ دیکھکر کعب بن مامۃ اپنے حصہ کا پانی اسکو پلا دیتا تھا چونکہ کعب نے نمری شخص کو اپنی ذات پر ترجیح دی تھی اس لیے اسکی مثال دیجاتی ہے اور کہا جاتا ہے "اَجود من کعب ابن مامۃ" یعنے کعب بن مامۃ سے زیادہ سخی۔

لیکن ہرم بن سنان جسکا اوپر ذکر ہوا وہ ابو حارثۃ المری کا بیٹا ہے اسکی سخاوت کی مثال میں زہیر بن ابی سلمیٰ مزنی نے ممدوحین

---

[1] ترجمہ۔ کعب اور حاتم نے اپنے کسی اور مشترکہ مال سے اعلیٰ سے اعلیٰ مال کو تقسیم کر لیا حاتم نے تو ابر کو سخاوت کی وجہ پیچھے ڈالدیا اور دوسرا اپنی بزرگی اور شجاعت میں مر گیا ان دونوں اشعار میں یہ الفاظ ہیں۔ طارف۔ تلید۔ خضرم۔ صنید۔ طارف اُس مال کو کہتے ہیں جو کسب سے حاصل کیا جاے۔ اور تلید وہ مال جو وراثت سے ملے۔ اور نیز مدفون مال کو رکاز کہتے ہیں اگر اُس کے ملنے کی امید نہ ہو سکتی ہو تو اسکو خمار کہتے ہیں اور اگر وہ چاندی کی قسم سے ہو تو اسکو صامت کہتے ہیں اور اگر وہ زمین غلہ کی قسم سے ہو تو اسکو عقار کہتے ہیں۔ خضرم کے معنی بھی سردار کے ہیں اور صنید کے معنی شجیع اور حلیم اور کریم اور شریف سردار کے ہیں۔

اور کہا جاتا ہے "اُجود من ہرم" یعنے ہرم سے زیادہ سخی - اسکی نسبت زہیر بن ابی سلمی شاعر کہتا ہے -

ان البخیل ملوم حیث کان ولا م کن الجواد علی علاتہ ہرم[1]

ہو الجواد الذی یعطیک نائلہ عفوا و یظلم احیانا فیتظلم

حکایت کے طور پر بیان کیا جاتا ہے کہ امام عمر بن الخطاب رضہ نے ہرم کی بیٹی سے پوچھا کہ تیرے باپ نے زہیر کو کیا چیز عطا کی تھی جس کے سبب سے وہ ایسا سخی مشہور ہوا یہان تک کہ سخاوت مین اسکی مثال دیجاتی ہے کہی کہ اُسنے زہیر کو فنا ہونے والا گھوڑا اور نہایت بڈھا اور مریل اونٹ اور پرانے کپڑے اور فنا ہونے والا مال دیا تھا - یہ سُنکر حضرت عمر رضہ نے فرمایا کہ زہیر نے تم کو ایسی چیز دی کہ زمانہ اُس کو نہ فنا کر سکتا ہے اور نہ پوسیدہ کر سکتا ہے - ۲۲۸

لیکن خالد بن عبد اللہ جو بڑا سخی ہے اُس سے حکایت کی جاتی ہے کہ اُس کے پاس کوئی شاعر ایسی حالت مین آیا کہ اُس کا پاؤن رکاب مین تھا اور وہ سوار ہو کر لڑائی پر جانے کے لیے تیار تھا اُس شاعر نے یہ شعر پڑہا -

یا واحد العرب الذی مافی الانام لہ نظیر[2]

لو کان مثلک آخر ما کان فی الدنیا فقیر

یہ سُنکر خالد نے اُسکو بیس ہزار دینار دیا اور وہ لیکر چلا گیا

اس مقام پر زمانہ جاہلیت اور اسلام کے بدوی اور شہری عربون مین یہ فرق غور سے دیکھنے کے لائق ہے کہ کہ بدوی نے بظاہر حال اپنے ساتھی کو صرف پانی پلایا اور وہ اسی سبب سے مر گیا اس لیے اگر وہ خود پیتا تو نہ مرتا اور شہری نے صرف چند کلمات کو سُنکر جس حال مین کہ وہ واقعہ صحیح ہو بیس ہزار دینار دیا جسکے دینے سے اُسپر کوئی اثر نہین ہوا -

اس کا سبب یہ ہے کہ بدوی عرب خشک زمین مین رہتے ہین وہان اُن کے لیے پیشہ نہین جس کے ذریعہ سے وہ اپنی معاش پیدا کرین سوائے لوٹ مار کے پس ایسی صورت مین اُن کے سخی آدمیون کے لیے یہ ضرور ہے کہ وہ کوئی ایسی عمدہ اور نفیس اور عزیز چیز کی سخاوت کرین جسکو وہ اپنی ذات کے لیے پسند کرتے ہین مثلاً اپنے کھانے اور پانی کا حصہ دینا یا اپنے پُرانے کپڑے دینا - اور جب وہ اس قسم کا عمل کرین تو سمجھنا چاہیے کہ اُنہون نے اپنی طاقت سے

---

[1] ترجمہ - بخیل ہر ہر حالت مین ملامت ہوتی ہے لیکن سخی اگر کوئی مشہور ہے تو وہ ہرم ہے وہ ایسا سخی ہے کہ وہ بخشکو اپنے عیبات عفو سے بخشش کرتا ہے اور کبھی اُس سے ایسی چیز بھی مانگی جاتی ہے جو اُسکی طاقت اور استطاعت سے زیادہ ہوتی ہے تو وہ اُس تکلیف کو برداشت بھی کرتا ہے -

[2] ترجمہ - ای عربون کے یکتا زمانہ مین اُسکا نظیر نہین - اگر تجھ جیسا کوئی دوسرا بھی ہوتا تو دنیا مین کوئی فقیر نہ ہوتا -

زیادہ کام کیا اور اس امر مین وہ لوگ ایک دوسرے پر سبقت حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہے یہان تک کہ کعب مذکور کے اس قول سے وہ فخر و مباہات کرنے لگے اور اس نے تجارت مین دوسرون پر اپنے ہمسر و نیز فوقیت حاصل کی۔ لیکن بعد مین جب وہ لوگ عمدہ اور سرسبز زمینون کے مالک پر جنکی آمدنی بہت ہی وسیع تھی قابض و مالک ہوئے تو وہ سعادت کے اعلیٰ مدارج پر پہونچ گئے اور انکی تونگری افراط کو پہونچگئی۔ ابن خلدون مسعودی سے بہ طور نقل کے حکایت کرتا ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضہ کے زمانہ خلافت مین اکثر صحابہ کے پاس بہت سے مقطعہ جات اور مال و اسباب تھا۔ جس دن کہ حضرت عثمان رضہ شہید ہوئے ہین اُسوقت اُن کے خازن کے پاس ڈیڑھ لاکھ
صہ ۲۲۹ دینار اور دس لاکھ درہم تھے اور اُن کے مقطعہ جات کی قیمت (محصول) جو وادی قری اور حنین وغیرہ مین تھی ایک لاکھ دینار تھی اور گھوڑے اور اونٹ تو بے حد تھے زبیر رضہ کے متروکہ سے اُن کے ہر ایک وارث کو پچاس ہزار دینار ملے تھے اور انکی ملک مین ایک ہزار گھوڑے اور ایک ہزار لونڈیان تھین اور قیمت طلحہ کے غلہ کی جو عراق مین تھا ہر روز ایک ہزار دینار تھی اور سراۃ کے علاقہ مین اس سے بھی زیادہ قیمت کے مقطعہ تھے۔ بعض لوگ ذکر کرتے ہین کہ عمرو بن عاص کا طائف مین ایک باغ تھا جو مقام مرج سے تین میل کے فاصلہ پر ہے جسمین انگور کا منڈوا دس لاکھ ستون پر قائم تھا ہر ایک ستون کی قیمت ایک درہم تھی۔ مولدین جب کسی کی تونگری مین مبالغہ کرنا چاہتے ہین تو یہ کہتے ہین اُغول من زبیدہ یعنے زبیدہ سے زیادہ مال دار زبیدہ کا نام امۃ العزیز تھا اور یہ جعفر بن عبد اللہ منصور بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس کی بیٹی تھی اسکی کنیت ام جعفر تھی اور یہ خلیفہ ہارون رشید کی بی بی اور اس کے چچا کی بیٹی تھی یہ عورت کثرت مال اور فضل و احسان مین بڑی مشہور تھی۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے حج مین اور بنائے مساجد اور صدقات مین سترہ لاکھ دینار صرف کیے تھے اور ایک پانی کی نہر جملہ سے عرفات تک بنوائی تھی اور یہ نہر عرفہ سے مکہ تک تیار کرائی اور جبل لبنان سے بیروت تک نبع العرعار نام نہر، بنوائی جو وادی مکاس تک پہونچی ہے اور چند مقامات مین اُسپر پلین بنائی گئین جسپر پانی بہکر دوسری طرف گرتا ہے اور یہ نہر بیروت تک جاتا ہے اور ایک مرتبہ وہ اسپر سے گزر کر حج کو آئی تھی تو اسمین پانی کم تھا اور ان پلون کو اس زمانہ مین بھی قناطر زبیدہ کہتے ہین۔

اگر ہم اس قسم کی مثالون کو پورے طور پر بیان کرنا چاہینگے تو بہت طول ہو جائے گا اور اسی خیال سے مذکورہ امور پر کفایت کرتے ہین کیونکہ تمول کے یہ نمونے ایسے ہین کہ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ قوم عرب سخاوت اور بذل و احسان کے خمیر سے بنی ہے۔ یہ فخر و مباہات ایک ہی چیز پر نہین ہے بلکہ ہر ایک چیز مین یعنی برتنون وغیرہ فرنیچر کی نسبت بھی فخر کیا جاتا ہے۔ خالد بن عبد اللہ کے فرنیچر سے تعجب نہ کرنا چاہیے اور نہ اُن خلفاء کے تمول اور تصرف پر تعجب کرنا چاہیے جو وہ مطلق العنانی سے کرتے تھے اور اسکی نظیر مین بنی امیہ

اور عباسیون مین اور اُن کے نواابون مین ملتی ہین جو بڑے سلطنت والے تھے اور ان عطایا اور خیرات سے خاص تھے اور اسیکی بدولت وہ مفلس ہوگئے چنانچہ اُنہون نے بہت سی ولایتون کو دیدیا اور مال کے بدرے[1] صرف کردیتے تھے اور اسکو کچھ چیز خیال نہین کرتے تھے ابوالطیب تبنی کہتا ہے۔

ص ۲۳ یستصغر الخطر الکبیر یوفدہ ولیلق دجلۃ لیس تکفی شاربا[2]

اس مقام پر بعض ایسے امور ہین جو اخباریین (مورخین) کے نقل کرنے سے منقح ہوتے ہین کہ اتنے بڑی مقدار کے مال جو بادشاہ اور ذی منصب لوگ مع گوشاعرون کو اور سائلون اور فقیرون کو دیتے تھے اور خزانچی اور مال کے امنا سائلون کو عطیہ کی پوری رقم نہین دیتے تھے بلکہ اُن کو تھوڑا سا مال دیکر مصالحت کرلیتے تھے چنانچہ فاضل بن ربیع مامون عباسی کے خزانچی سے روایت کی گئی ہے کہ اُس نے ایک شخص سے جسکو خلیفہ نے دو لاکھ درہم دینے کا حکم دیا تھا نصف دینار (یعنے ایک لاکھ درہم) دیکر مصالحت کرلی اور نیز ایک دوسرے شخص کو جسکو خلیفہ نے چار ہزار درہم دینے کا حکم دیا تھا کچھ بھی نہ دیا اُس نے مامون کو اس سے مطلع کرنے کے لیے یہ کام کیا کہ وہ اُس کے ساتھ بیت عاتکہ کو گیا اور کہا ای امیر المومنین یہ عاتکہ کا گھر ہے جسکی نسبت اخوص شاعر کہتا ہے۔

یابیت عاتکۃ الذی اتغزل حذر العدی وبہ الفواد موکل[3]

اس سے مامون اُس کے ارادہ کو سمجھ گیا اور یہ بیت اس قصیدہ کی ابیات مین سے ایک بیت ہے جسمین شاعر کہتا ہے۔

دار اک تفعل ما تقول وبعضہم نذق الحدیث یقول ما لا یفعل[4]

مامون نے یہ سنکر اسکو ایک ہزار درہم دینے کا حکم دیا اُس نے کہا ای امیر المومنین اول چار ہزار کا

---

[1] بدرہ ایک تھیلی ہوتی ہے جسمین علے اختلاف روایت ایک ہزار چاندی کے درہم رکھے جاسکتے ہین بعض کہتے ہین کہ اسمین سات ہزار دینار رکھے جاسکتے ہین۔ مولف

[2] ترجمہ۔ یعنی ممدوح اپنے سائلون کو دینے کے لیے گران قیمت اور نادر چیز کو بھی حقیر جانتا ہے اور باوجود اس کے کہ دجلہ بڑا دریا ہے پینے والون کے اسکو بھی کافی نہین سمجھتا۔

[3] ترجمہ۔ ای عاتکہ کے گھر کیا تو دشمنون سے ڈر کر جنکی طرف دل لگا ہوا ہے غزل گاتا ہے۔

[4] ترجمہ۔ مین دیکھتا ہون کہ تو وہ کام کرتا ہے جو زبان سے کہتا ہے اور بعض چور دل کے (منافق) ایسے ہین جو ایسی بات کرتے ہین کہ اُنکا عمل فعل سے جدا ہوتا ہے۔

حکم تھا تو اُس نے کہا کہ یہ ہزار جو ملتے ہین اُس چار ہزار سے بہتر ہین جو نہین ملسکتے۔

بنی امیہ کے عطیات ابتدائے دولت اسلامیہ مین اونٹ ہوا کرتے تھے یعنے قدیم عربون اور بدویون کے طریقہ پر اونٹ دیا کرتے تھے جب کوئی عطیہ دیتے تھے تو اونٹ کے کوہان پر شتر مرغ کا پر لگاتے تھے تاکہ یہ معلوم ہو کہ یہ بادشاہ کا عطیہ ہے اور یہ کہ سلطنت کا حکم اُس سے اُٹھ گیا اور وہ غیر کی ملک ہوگیا اور پھر اُن کے صـ۲۳۱ـ بعد عباسیون اور عبیدیون کے عطیات مین مال کے گٹھے اور کپڑون کے صندوق اور متعدد گھوڑے مع ساز و سامان کے ہوتے تھے۔ افریقہ مین قبیلہ کتامہ کے لوگون کی اغالبہ کے ساتھ یہی حالت تھی یعنے اُن کے عطیات بھی ایسے ہی ہوتے تھے۔ اور مصر مین بنی طغج کی یہی حالت تھی اور اندلس مین طوائف الملوک کے ساتھ لمتونیون کے عطیات کی بھی ایسی ہی حالت تھی۔ اور موحدین کی بھی یہی حالت تھی اور زناتہ بھی موحدین کے ساتھ ایسے ہی عطیات دیتے تھے اس لیے کہ شہری لوگ قدیم سلطنتون کے طریقہ کو چھوڑ کر موحدین کا طریقہ اختیار کرتے ہین۔ اسی قاعدہ کے سبب سے موجودہ فارس کے لوگون کا طریقہ عرب کے بنی امیہ اور بنی عباس مین منتقل ہوا۔ اور بنی امیہ کے موجودہ لوگون کا طریقہ بادشاہان عرب مین یعنے موحدین اور زنانیون مین منتقل ہوا۔ اور عباسیون کا طریقہ دیلمیون مین گیا پھر ترکیون مین پھر سلجوقیون مین پھر مصر کے ممالیک ترک مین اور پھر عراق کے تاتاریون مین گیا جیسا کہ ابن خلدون روایت کرتا ہے۔

جس شخص نے بنی امیہ کے وزرا بنی المہلب کا حال اور بنی عباس کے وزرا برمکیون وغیرہ امرا اور سادات عرب کا حال اور قصہ پڑھا ہوگا وہ اُن کے فضل و کرم سے مطلع ہوا ہوگا اور اسکو تصدیق ہوگئی ہوگی منجملہ اُن کے ایک حکایت ہے جسکو ابوالحسن مدائنی نے یزید بن المہلب بن ابی صفرۃ الازدی سے بیان کیا ہے اور کہا کہ یزید کے وکیل نے خبر دون کو جو اُس کے پاس اُسکی بعض املاک مین سے آئے تھے چالیس ہزار درہم پر فروخت کیا جب اسکی خبر یزید کو پہونچی تو اُس نے اپنے وکیل سے کہا کہ کیا تو نے ہم کو بقال بنایا رکھا ازدیون مین کوئی بڑھیا اور اپاہج عورت نہین تھین اُن مین تقسیم کر دینا چاہیے تھا۔ عمر بن لجا شاعر کہتا ہے۔

آل المہلب قوم ان نسبتہم ۔۔۔ کانوا المکارم آبا و اجدادا[1]

---

[1] ترجمہ مہلب کی اولاد وہ قوم ہے کہ اگر فضل و کرم کو اُن سے نسبت دیجائیگی تو معلوم ہوگا کہ وہ آبا و اجداد سے ایسے ہی ہین یعنی ہر امیر ابن امیر ہین بہت سے ایسے حاسد ہین کہ اُن کے فضل و جود سے عاجز ہوگئے اور اُنکی کوششین (اُن کے لگانے مین) بیکار ہین۔ بڑے بڑے سردار اُن سے حسد کرتے ہوئے پائے جاتے ہین اعدا تو رہے کیمیگا کہ معمولی کمینون کا کوئی حاسد نہین ہوتا اگر مجد (علا و بزرگی) سے کہا جائے کہ تو اُن کو چھوڑ دے اور اُن کے پاس سے چلا جا تو دنیا مین مضبوطی کے ساتھ اُنکے پاس کیون ٹھہرا ہے تو وہ کچھ جواب نہین دیگا مہلب کی اولاد مکارم کی رکھین ہین اور سب آدمی جسم ہین۔

کم حاسد لہم لعیبا بفضلہم وما دنا من مساعیہم ولا کادا*
ان العرانین تلقاہا محمدۃ ولا تری للئام الناس حسادا
لو قیل للمجد حسل عنہم وظلہم بما استکمت من الدنیا لما جادا
ان المکارم ارواح یکون لہا آل المہلب دون الناس اجسادا

حکایت کی جاتی ہے کہ اس یزید مذکور سے اس کے بعض ہمنشینوں نے کہا کہ تو اپنے رہنے کے لیے گھر کیوں نہیں بناتا تو اس نے جواب میں کہا کہ میں گھر لے کر کیا کروں گا میرے لیے تو ہمیشہ کے لیے نہایت عمدہ مکان تیار ہے۔ مخاطب نے کہا وہ کہاں ہے۔ اس نے کہا جبتک میں خدمت بر ہوں دار الامارت میرا گھر ہے اور اگر میں معزول ہو جاؤں گا تو حبس میرا گھر ہے۔ اس نے یہ اس لیے کہا کہ اس زمانہ میں بادشاہوں کا سلوک اپنے عمال کے ساتھ ایسا ہی تھا۔ اور یزید مذکور بنی امیہ کا عامل تھا۔ پھر اسکو مسلمہ نے قتل کیا اور اسکا سر اپنے بھائی عبد الملک کے پاس ۱۰۲ھ میں بھیجا۔ ص ۲۳۲

روایت کی جاتی ہے کہ احمد بن حرب یزید مذکور کے بھائی کے بیٹے نے ابو علی اسمٰعیل ابن ابراہیم بن حمدویہ البصری حمدوی شاعر کو ایک طیلسان (ایک قسم کی عمدہ چادر) بطور خلعت کے دی تھی۔ حمدوی شاعر مذکور نے اسمیں متعدد ظریفانہ مضمون کے قطعات لکھی جنکو راویوں نے اس سے نقل کیا ہے اور اسکی تعداد دو سو سے زیادہ بیان کیجاتی ہے اُن میں سے ایک یہ قطعہ ہے۔

یا ابن حرب کسوتنی طیلسانا اخلقتہ الازمان وہو سقیم[1]
فاذا مارفوتہ قال سجا م نک حی العظام وہی رمیم

ادیب لوگ اس مذکورہ طیلسان کی مثال دیتے ہیں اور جب کوئی پرانی چادر ہوتی ہے تو اسکو ابن حرب کی طیلسان سے تشبیہ دیتے ہیں اسیطرح سے جلد عمر المخرق بالضرب (یعنی عمر کی جلد (پوست) جو ضرب سے پھٹی ہوئی ہے) اس سے نحویوں کے قول ضرب زید عمراً کی طرف اشارہ ہے کیونکہ وہ ہمیشہ یہی مثال لاتے ہیں دوسری مثال نہیں دیتے۔ گویا وہ اسکی جلد کو کثرت ضرب سے پھاڑتے ہیں۔

اس طیلسان کی حکایت کی طرح اور بہت سی مثالیں ہیں جو ہمیں ان امراء کی جوان مردی اور کرشمہ پوشی اور کشادگی

---

[1] ترجمہ۔ ای ابن حرب تو نے مجھ کو جو طیلسان یعنے چادر اڑھائی ہے وہ ایسی ہے کہ زمانہ نے اس کو عطا کیا ہے جس حال میں کہ وہ بیمار ہے جب میں نے اسکو فوکیا تو کہا ماشاء اللہ ہڈیوں کو جس حال میں کہ وہ بوسیدہ ہیں زندہ کرنا چاہتا ہے۔ * ان اشعار کا ترجمہ صفحہ ۲۷۹ کے حاشیہ میں ہے۔ مترجم

اور کریم الاخلاق سے معلوم ہوتے ہیں کیونکہ وہ شاعروں کی بیباکی اور اُن کے بُرا کہنے سے جبکہ وہ اپنی امید سے کم صلہ ملا کرتے تھے نہیں شرماتے تھے۔

اس مقام پر معن بن زائدۃ بن عبد اللہ بن مطر بن شریک بن عمرو الشیبانی کی ایک حکایت بیان کرنے کے قابل ہے وہ یہ ہے کہ معن بنی امیہ کے زمانہ میں گشت کرتا پھرتا تھا اور ۱۰۵ھ م ۷۲۳ء میں وہ قتل ہوا۔ یہ امیر صرف کرم وجود کی سبب سے (جسکی بخاوت میں مثال دینا سزاوار ہے اور مثال میں اجود من معن بن زائدۃ کہتے بھی ہیں یعنے معن سے زیادہ سخی مستحق تعریف نہیں ہے بلکہ اُس کے دوسرے حمیدہ اخلاق مثلاً حلم وغیرہ کی وجہ سے بھی وہ اس تعریف کا مستحق ہے یہاں تک کہ اسکی نسبت کہا جاتا ہے حُدِّثَ عن معن ولا حرج یعنی معن کے تذکرہ کرنے میں کوئی حرج نہیں بیان کیا جاتا ہے کہ اہل عرب سے ایک نوجوان نے معن بن زائدہ کی ہجو لکھی اور اسکو اُس کے روبرو پڑھا معن اُس کو خوشی اور بشاشت کے ساتھ سنتا رہا اور بیت کے ختم ہونے پر اُس سے کہتا جاتا تھا کہ ہاں اور آگے کیا ہے

۲۲۳ آخر میں اُس نوجوان نے ایک بیت پڑھی جس کا مضمون یہ تھا کہ میں اس ہجو کے بدلہ میں انعام چاہتا ہوں معن نے اسکو انعام دیا پھر اُس نے ایک اور بیت پڑھی جسکا مطلب یہ تھا کہ مجھ کو اور انعام ملنا چاہیے معن نے انعام میں اور زیادتی کی اُس وقت اُس نے اپنے قصیدہ کو اس بیت پر ختم کیا۔

سالت اللہ ان یبقیک ذخرا فمالک فی البریۃ من نظیر[1]

اسی امیر کی یہ بھی ایک حکایت بیان کی جاتی ہے کہ ایک شاعر اُس کے دروازہ پر آیا اور اندر جانا چاہا لیکن اسکو اندر جانے کا موقع نہیں ملا اُس نے ایک لکڑی کے تختے پر یہ بیت لکھی۔

ایا جود معن ناج معنا بحاجتی فلیس الی معن سواک سبیل[2]

پھر اُسنے اس تختہ کو ایک نہر میں جو باغ میں جاتی تھی اور جسمیں معن ٹہلا ہوا تھا ڈال دیا اُس نے اس تختہ کو دیکھ کر اٹھالیا اور پڑھا اور اُس شخص کو اُسی وقت بلوایا اور اسکو ایک ہزار درہم دیا اور اُس تختہ کو اپنے فرش کے نیچے رکھ چھوڑا دوسرے دن اُس تختہ کو نکال کر پڑھا اور اُس شخص کو بلوا کر اور ایک ہزار درہم دیا۔ تیسرے دن بھی اُس نے ایسا ہی کیا۔ سائل بعد غور وفکر کے ڈر گیا اور خیال کیا شاید مجھ کو معن اب حراست میں کریگا اور مال چھین لیگا پس اس خیال سے وہ شہر سے نکل بھاگا۔ جب چوتھا دن ہوا تو معن نے اُس شخص کو پھر طلب کیا۔

---

[1] ترجمہ۔ میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تجھکو مال دار رکھے کیونکہ مخلوق خدا میں تیرا نظیر نہیں ہے۔

[2] ترجمہ۔ اے معن کے جود کیا تو مجھ کو اپنی حاجت سے نجات دے گا۔ معن کے پاس پہونچنے کے لیے تیرے سوا کوئی وسیلہ نہیں ہے۔

معلوم ہوا کہ وہ چلا گیا ہے یہ سنکر معن نے کہا اُسکا خیال غلط تھا میں نے یہ ارادہ کر لیا تھا کہ اُسکو اسقدر درہم و دینار دون کہ بیت المال میں کچھ باقی نہ رہے۔ بعض شعراء نے اسکی نسبت یہ کہا ہے۔

یقولون معن لا زکاۃ لمالہ — وکیف تزکی المال من ہو باذلہ
اذا حال حول لم تجدہ فی دیارہ — من المال الا ذکرہ و جمائلہ
تراہ اذا ما جئتہ متہللاً — کانک تعطیہ الذی انت سائلہ
تعود بسط الکف حتی لو انہ — ارادا نقباضاً لم تطعہ اناملہ
فلو ان ما فی کفہ عین نفسہ — لجاد بہا فلیتق اللہ سائلہ

محمد بن مبادر آل برمک کی نسبت کہتا ہے۔

اتانا نبوا الاملاک من آل برمک — فیا طیب اخبار و احسن منظر
لہم رحلۃ فی کل عام الی العدی — واخری الی البیت العتیق المنور
اذا نزلوا ابطحا ء مکۃ واشرقت — یحیی و بالفضل بن یحیی و جعفر
فما خلقت الا لجود اکفہم — واقدامہم الا لسعی مظفر
اذا رام یحیی الامر ذلت صعابہ — وناہیک من راع لہ و مدبر

ص ۲۳۴

لہ ترجمہ۔ کہتے ہیں کہ معن کے مال پر زکاۃ لازم نہیں آتی اور زکوۃ بھی کیونکر لازم ہو جب کہ اُسکا خرچ کرنے والا ہو جب سال پورا ہوتا ہے (یعنے وجوب زکوۃ کا زمانہ پورا ہو جاتا ہے) تو اُس کے ملک میں مال باقی نہیں رہتا صرف اُس کا ذکر باقی رہتا ہے جب تو اُس کے پاس آتا ہے تو اُسکو بشاش پاتا ہے گویا تو اُسکو بخشش دیکر حالانکہ تو خود سائل ہوتا ہے۔ فراخ دستی کی اُسکو ایسی عادت پڑ گئی ہے کہ اگر وہ اپنے انگلیوں کو بند کرنا چاہے تو وہ اُس امر میں اُسکی اطاعت نہیں کرتیں۔ اگر اُس کے ہاتھ میں بالفرض اُس کی جان ہوتی تو وہ اُس کو بھی دیتا مگر سائل کو چاہیے کہ اُس کام میں خدا سے ڈرے۔

سہ ترجمہ۔ ہمارے پاس آل برمک سے بنو املاک آئے ہیں اُن کی خبریں کیسی عمدہ اور وہ کیسے حسین منظر ہیں وہ ہر سال ہر طرف سفر کرتے ہیں اور اُن کا دوسرا سفر بیت عتیق (کعبہ) کو ہوتا ہے۔
جب وہ ابطحا مکہ میں اُترتے ہیں تو وہ یحیی اور فضل بن یحیی اور جعفر سے جگمگا جاتا ہے۔ اُن کے ہاتھ سخاوت کے لیے اور اُن کے قدم فتح مند سعی کے لیے بنے ہیں۔
جب یحیی کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو اُسکی دشواریاں آسان ہو جاتی ہیں اور وہ تجھ کو دوسرے محافظ اور مدبر کی نسبت کافی ہے۔

ابونواس شاعر کہتا ہی۔

ان البرامکۃ الکرام تعلموا　　فعل الجمیل وعلموہ الناسا[1]
کانوا اذا عرسوا سقوا واذا نہوا　　لایہدمون لما بنوہ اساسا
واذا ہم صنعوا الصنائع فی الورے　　جعلوا الہا طیب البقا ولباسا

برمکیون مین سب سے پہلے خالد بن برمک بن جاماس بن بشتاسف وزیر ہوا اسکو عبد اللہ السفاح عباسیون کے پہلے خلیفہ نے وزیر بنایا۔ اس کا باپ برمک مذکور بلخ کے مجوسیون سے تھا وہ اور اُس کے بیٹے نوبہار[2] کے متولی تھے جسمین وہ آگ روشن کرتے رہتے تھے جب ہارون رشید عباسیون کا پانچوان خلیفہ بادشاہ ہوا تو اُسنے جعفر بن یحیی کو اپنا وزیر بنایا اور اپنی بہن عباسہ[3] کو اُس کے ساتھ نکاح کر دیا۔ حاصل یہ ہی کہ ہارون رشید نے برمکیون کو بزرگی کے درجہ اعلی پر پہونچایا۔ چنانچہ اس جعفر کا ایک دن کا تذکرہ ہے کہ وہ اپنے مکان مین شراب پینے کے لیے بیٹھا اور اپنے حاجب کو حکم دیا کہ میرے پاس سوائے عبد الملک بن بحران کے (جو اُسکا قہرمان یعنے کارفرما تھا) اور کسی کو آنے نہ دینا۔ حاجب صرف عبد الملک کا نام سنا ابن بحران کا لفظ اُسنے نہین سنا اور بجائے اس کے اُس نے عبد الملک بن صالح ہاشمی کو اطلاع دی کہ جعفر بن یحیی اپنے مکان مین فلان جگہ بیٹھا ہوا ہے۔ یہ سنکر عبد الملک بن صالح سوار ہوا اور آکر حاجب سے کہا کہ تو اطلاع کر کہ عبد الملک حاضر ہی جعفر نے کہا کہ آنے دے۔ جب عبد الملک بن صالح اپنا سیاہ ڈریس پہنا ہوا آیا تو مارے شرم کے جعفر کا رنگ زرد ہو گیا کیونکہ ابن صالح نبیذ (ایک قسم کی شراب) نہین پیتا تھا۔ ایک مرتبہ رشید نے اسکو شراب پینے کیلیے بلوایا تھا اور اس نے انکار کیا تھا جب عبد الملک نے جعفر کی حالت دیکھی تو اپنے غلام کو بلایا اور اُس کو اپنی ٹوپی اور لباس دیدیا اور حاضرین مجلس کو سلام کیا عبد الملک نے کہا تم اپنے کام مین ہمین بھی شریک کرو اور ہمارے ساتھ بھی تم اپنا فعل کرو یہ سنکر ایک خدمتگار اُس کے پاس آیا اور اُس کو ایک حریر اڑا دیا اور پہر کہا نامنگوایا تو کہا نا کہا یا اور جب نبیذ سامنے لایا گیا تو اُس مین سے ایک رطل نبیذ بھی اُڑا گیا۔ پہر جعفر سے کہا کہ خدا کی قسم مین نے اس سے پہلے نہین پیا ہے اب براہ کرم مجھکو ص۴۳۵

---

[1] ترجمہ۔ برمکی جو بڑے صاحب کرم ہین اُنہون نے فعل جمیل کو سیکھا اور لوگون کو سکھلایا۔ اُنکی عادت تھی کہ جب کوئی درخت لگاتے تو اُسکو پانی دیتے اور جب کوئی بنیاد قایم کرتے تو اُسکو منہدم نہین کرتے تھے۔ اور جب کوئی عمدہ کام خلائق مین کرتے تو اُسکو عمدہ طریقہ سے قایم رہنے کا لباس پہناتے تھے۔

[2] نوبہار مجوسیون کا ایک آتشکدہ تھا جو بلخ مین تھا۔ مولف

[3] دولت اسلامیہ مین شاہی خاندان کی بیٹیان دوسرون کے ساتھ بیاہی جانے کا مطلب یہ تھا کہ فقط نکاح کا نام ہوتا تھا زوجہ زوج کے سامنے کھلے ہوئے منہ سے نہین لائی جاتی تھی اور اُس سے طلب اولاد کی بھی غرض نہین ہوتی تھی مولف

اس کام مین زیادہ تکلیف نہ دو۔ جعفر نے حکم دیا کہ اُس کے سامنے ایک صراحی رکھدو کہ وہ اُس سے اگر چاہے تو پیئے۔ جب وہ واپس ہونا چاہا تو جعفر نے کہا اب تو اپنی حاجتین بیان کر جہان تک میرے اختیار مین ہے مین پورا کرونگا۔ اُس نے کہا امیر المومنین کے دل مین میری طرف سے رنج ہے اسکو تو نکال دے۔ تاکہ وہ مجھ سے صاف ہوجائے اور میرے ساتھ عمدہ برتاو کرے۔ جعفر نے کہا کہ امیر المومنین تجھ سے راضی ہوگیا اور اُس کے دل مین تیری طرف سے جو رنج تھا وہ جاتا رہا۔ اُس نے کہا مجھ پر چالیس لاکھ درہم ہین کہا کہ یہ بھی تجھ سے ادا کیے گئے اور یہ حاضر ہین اُس نے کہا یہ تو درست ہے لیکن امیر المومنین کی طرف سے زیادہ مناسب ہے پھر عبد الملک نے کہا کہ میرا لڑکا ابراہیم ہے مین چاہتا ہون کہ بادشاہ کی دامادی سے اُسکی قدر و منزلت بڑھے جعفر نے کہا کہ امیر المومنین نے اپنی بیٹی عالیہ کو تیرے بیٹے کے ساتھ نکاح کر دیا عبد الملک نے کہا مین چاہتا ہون کہ اُسکو جاگیر اور چتر بھی ملے جعفر نے کہا کہ امیر المومنین نے اسکو مصر کا حاکم بھی بنا دیا اس کے بعد عبد الملک واپس ہوا۔ دوسرے دن جعفر سوار ہوکر باب خلافت مین گیا اور رشید کو عبد الملک کے واقعات اوّل سے آخر تک سنایا اور اُس کے ساتھ یہ بھی کہتا جاتا تھا کہ یہ کام بہت اچھا ہے۔ رشید نے پوچھا کہ تو نے اُس کا کیا جواب دیا اُس نے کہا مین نے آپ کی طرف سے اُسکی سب خواہشات کو پورا کر دیا۔ رشید نے اُن تمام امور کو بلا کم و کاست قبول کیا اور سب امور کے اجرا کا حکم بھی دیدیا۔ جعفر کا رسوخ اور تقرب رشید کے پاس اس قدر تھا جسکا تھوڑا سا بیان اوپر گزرا۔ آخر مین خلیفہ نے جعفر اور اُس کے خاندان کے ساتھ جو سلوک کیا ہے وہ بھی ظاہر ہے کہ جعفر کو ۱۸۷ھ ۸۰۳ء مین قتل کروا دیا اور تمام برمکیون کو بھی قتل کروا دیا۔ مورخین نے اس کے متعلق بہت سے اسباب بیان کیے ہین لیکن سب مردود ہین۔ ابن خلکان ابن بدرون سے روایت کرتا ہے کہ خلیفہ مہدی کی بیٹی علیہ نے جو ہارون رشید کی بہن تھی رشید سے کہی کہ بھائی جان جس روز سے کہ جعفر قتل کیا گیا ہے مین اُس روز سے آپ کو خوش نہین پاتی ہون آپ نے اسکو کس وجہ سے قتل کیا رشید نے کہا ای جان من اگر یہ بھید میرے قمیص کو بھی معلوم ہوگا تو مین اُسکو پھاڑ دونگا۔

حکایت بیان کی جاتی ہے کہ جب کہ حسن بن سہل نے اپنی بیٹی بوران کو خلیفہ مامون رشید سے بیاہا تو بوران کے باپ نے طعام ولیمہ کی ایسی دعوت کی جسکی نظیر کسی زمانہ مین ملنا دشوار ہے۔ یہان تک کہ تمام ہاشمیین اور اہل علم اور اہل قلم کے سرون پر مشک کے دستینو نثار کیے گئے جنمین جاگیرون اور لونڈیون اور گھوڑون کے دے جانے کے اسامی وار نامہ لکھے ہوئے تھے۔ جب یہ دستینو لوگون کے ہاتھ مین آئے تو انہون نے اُسکو کھول کر دیکھا۔ اور اسکی اجرائی کے متعلق جو شخص مہتمم تھا اُس کے پاس لے گئے تاکہ وہ مقطعہ یا ملک یا گھوڑا یا لونڈی جو اُس نامہ مین لکھا گیا ہے اجرا کرے۔ اس کے بعد سب لوگون کے سرون پر درہم اور دینار اور مشک کے نافہ اور عنبر نثار کیا گیا۔

۲۳۶۰ مامون کو اور اسکے فوجی افسروں اور اسکے خاص ہمراہیوں کو انیس روز تک کھلاتا پلاتا رہا اور اس عرصہ میں پانچ کروڑ درہم صرف ہوئے لیکن مامون نے اپنی واپسی کے وقت اسکو ایک کروڑ درہم دیا اور ایک جاگیر عطا کی پھر حسن نے اس مال کو اپنے فوجی لوگوں اور فوجی افسروں اور تمام ساتھیوں پر صرف کیا یہ واقعہ ۲۱۰ھ م ۸۲۵ء کا ہے ا۔ بوران یعنے مامون کی بی بی کے فرش کی مثال دیجاتی ہے اور یہ کہتے ہیں اُثمن من فراش بوران یعنے بوران کے فرش سے زیادہ قیمتی۔ بوران کا نام خدیجہ تھا اور بوران اس کا لقب تھا۔ اسکی نسبت ایک شاعر کہتا ہے

بارک اللہ للحسن ۔۔۔ وللبوران فی الختن[1]

یا امام الہدی فلفسـ ۔۔۔ ـم ت ولکن بہنت من

ابو العینا کہتا ہے کہ ایک وقت مخاوت کا ذکر ہوا سب کا اتفاق آل مہلب اور برمکیوں پر ہوا جو دولت مروانیہ اور دولت عباسیہ میں تھے۔ اس کے بعد سب لوگوں نے اسپر اتفاق کیا کہ احمد بن ابی داود سب سے زیادہ سخی اور افضل ہے اسکی کنیت ابو عبد اللہ تھی اور اس کے باپ کا نام فرج بن جریر بن مالک بن عبد اللہ بن عباد تھا یہ شخص اپنا نسب نزار بن معد بن عدنان الاباوی سے ملاتا تھا جو مروت اور عصبیت میں معروف تھا خلیفہ معتصم عباسی کے ساتھ اس کے بہت سی اخبار اور حکایتیں ہیں اس شخص نے طلب علم میں کمر باندھی خاصکر فقہ اور کلام میں اور کوئی رئیس زبان آوری اور فصاحت میں اسکا ہم رتبہ نہیں دیکھا گیا۔ خلیفہ معتصم مشار الیہ نے اس کو یحیی بن اکثم کے معزول کرنے کے بعد قاضی القضاہ بنایا۔ اس کے ترجمہ میں ابن خلکان بیان کرتا ہے کہ اس نے امام احمد بن حنبل کا امتحان لیا اور قرآن کے مخلوق ہونے پر اُن کو الزام دیا اس لیے کہ یہ معتزلی تھا اور معتزلیوں کا اعتقاد قرآن کے مخلوق ہونے پر ہے اور یہ شخص نہایت فصیح و بلیغ شاعر بھی تھا سنہ ۲۴۰ھ م ۸۵۴ء عیسوی میں اسکی وفات ہوئی۔ اسکی وفات کے روز اس کے دروازہ پر بہت سے اہل علم و ادب جمع تھے جب اسکا جنازہ نکلا تو تین آدمی اٹھ کھڑے ہوئے اُن میں سے ایک نے کہا۔

الیوم مات نظام الملک واللسن ۔۔۔ ومات من کان یستعدی علی الزمن[2]

وانطمست سبل الآداب اوحجبت ۔۔۔ شمس المکارم فی یوم من الکفن

---

[1] ترجمہ۔ خدا حسن کو برکت دے۔ اور بوران اور اس کے شوہر یعنے حسن کے داماد مامون رشید کو بھی برکت دے۔ اسی روایت کے امام تو بہت اچھے شخص کی بیٹی سے کامیاب ہوا۔

[2] ترجمہ۔ آج کے دن ملک اور زبان کا منتظم مر گیا۔ اور وہ شخص مر گیا جس سے زمانوں پر مدد چاہی جاتی تھی۔ آداب کے راستوں میں اندھیرا چھا گیا کیونکہ کرامتوں کا آفتاب کفن کے ابر میں چھپ گیا۔

دوسرا شخص کہڑا ہوا اور یہ کہا۔

ترک المنابر والسرائر تواضعا ولمنابر الیشا وسریر[1]

ولغیر حیجے الخراج دائما یحیجے الیہ محامد واجور

تیسرا شخص کہڑا ہوا اور یہ کہا۔

ولیس فتیق المسک بیج حنوطہ ولکنہ ذاک الثناء المحاسف[2]

ولیس صریر النعش مالمسعونہ ولکنہ اصلاب قوم تقصف

منجملہ عربوں کی حمیدہ صفات کے ایک صفت امانت اور وفا کی بھی ہے وہ لوگ خلاف وعدہ کرنے سے نہایت شرماتے ہیں دو یہودی عربوں کی اس صفت میں مثال دیجاتی ہے جنمیں سے ایک کو دوسرے پر مرتبہ اور فوقیت ہے ان میں سے ایک شخص وفاداری میں ضرب المثل ہے اور وہ سموأل بن عریض بن عادیا ہے جو یہودی عربوں سے تھا اور یہ شخص مشہور شاعروں میں گنا جاتا ہے۔ مثال میں کہتے ہیں "اَوفی من السموأل" یا "اَوفی من السموأل" یعنے سموأل سے زیادہ وفادار اور سمَوأل مہموز ہے[3] اور یہ سایہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے جبکہ وہ بلند ہوتا ہے۔ اور خلیل روایت کرتا ہے کہ یہ مہموز نہیں ہے۔ امرؤالقیس نے قیصر یعنے ملک روم کے پاس جاتے وقت اپنی زرہیں اُس کے پاس امانت رکھیں جب امرؤالقیس مرگیا تو اُن زرہوں کو حارث بن ابی شمر الغسانی نے طلب کیا اور جب اُس نے نہیں دیا تو

---

[1] ترجمہ۔ اُس نے تواضع سے منبروں اور تخت پر بیٹھنا چھوڑ دیا کیونکہ وہ جب کبھی چاہتا ہے ہر جگہ اُسکو منبر اور تخت مل جاتا ہے غیروں کے پاس خراج میں مال آتا ہے لیکن اُسکے پاس خراج میں اجر اور محامد آتے ہیں۔

[2] ترجمہ۔ اُس کے لاش سے حنوط کی جو خوشبو آرہی ہے وہ مشک کی تیز بو نہیں ہے بلکہ یہ اُس کے ثنا و محامد کی بو ہے جو اُس کے پیچھے رہ گئی ہے تم جو جنازہ کے تابوت سے آواز سُن رہے ہو یہ اُسکی آواز نہیں ہے بلکہ قوم کے صلب جو ٹوٹ رہے ہیں اُسکی آواز ہے۔

[3] مہموز علم صرف کا مصطلح لفظ ہے جس کلمہ میں ہمزہ ہوتا ہے اُسکو مہموز کہتے اور پھر مہموز کی تین قسمیں ہیں مہموز الفاء مہموز العین مہموز اللام۔ اگر اور کوئی حرف علت ہوتا ہے تو اُسکو معتل کہتے ہیں اور اُسکی بھی تین قسمیں ہیں معتل الفا کو مثال بھی کہتے ہیں اور معتل العین کو اجوف بھی کہتے ہیں اور معتل اللام کو ناقص بھی کہتے ہیں اور اگر دو حرف ایک جنس کے ہوتے ہیں تو اُسکو مضاعف کہتے ہیں مضاعف ثلاثی کی ترکیب اور ہے اور مضاعف رباعی کی صورت اور ہے اور اگر دو حرف علت ایک لفظ میں جمع ہوتے ہیں تو اُسکو لفیف کہتے ہیں اگر وہ دونوں بلا فاصلہ کے ملے ہوئے ہوتے ہیں تو اُسکو لفیف مقرون کہتے ہیں ورنہ مفروق اور ان اقسام کے سوا بانی کو صحیح کہتے ہیں۔ مترجم

اپنی فوج بھیجی اور اسکا قصہ مشہور ہے۔ خلاصہ اس قصہ کا یہ ہے کہ اُس نے صاف کہدیا کہ اگر تو اُن رسولوں کو میرے حوالہ نہ کریگا تو تیرے بیٹے کو ذبح کر دونگا جو گرفتار ہو گیا ہے سموال نے کہا میں تو امرؤالقیس کے وارثوں کے سوائے اور کسی کو نہیں دیسکتا۔ آخر کار حارث نے اُس کے بیٹے کو ذبح کر ڈالا اس کے بعد سموال نے یہ شعر پڑھا۔

وفیت بادرع الکندی انی ۔۔۔ اذا ماذم اقوام وفیت[1]

واوصی عادیا یوما بان لا ۔۔۔ تہدم یا سموال ما بنیت

یہ اشعار کتاب محیط المحیط میں اسطرح سے روایت کیے گئے ہیں۔

وفیت بادرع الکندی انی ۔۔۔ اذا ماخان اقوام وفیت[2]

بنی لی عادیا حصناً حصینا ۔۔۔ اذا ما سامنی ضیم ابیت

۲۳۸ صہ اس کا ایک مشہور قصیدہ بھی ہے جس کے مطلع کا یہ شعر ہے۔

تعیرنا انا قلیل عدیدنا ۔۔۔ فقلت لہا ان الکرام قلیل[3]

خلاف وعدگی میں ایک دوسرے شخص کی مثال دیجاتی ہے جسکو عروب کہتے ہیں یہ شخص خیبر کا رہنے والا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ یثرب کا ساکن تھا اور بعض کہتے ہیں کہ عمالیق کا تھا۔ یہ شخص نہایت جھوٹا تھا وعدہ کرتا اور ایفا نہ کرتا اسی بنا پر مثال میں یہ کہتے ہیں "اخلف من عروب" یعنی عروب سے زیادہ خلاف وعدہ کرنے والا۔ اسیطرح "اخلف من ابی حباحب" بھی کہتے ہیں یعنے ابوحباحب سے زیادہ خلاف وعدہ کرنے والا۔ ابوحباحب عربوں میں بڑا بخیل تھا رات کو اس لیے آگ روشن نہیں کرتا تھا تاکہ اُس کو دیکھ کر لوگ اُس کے پاس مہمان بنکر آئیں۔ اور اس کے سوائے اور امور بھی اُسکی بخالت کی نسبت کہے گئے ہیں

ایفائے عہد میں اور لوگوں کی جو ضرب المثل ہے منجملہ اُن کے عوف بن محلم اور اُسکی بیٹی جاعد ہے اور حارث بن ظالم اور ام حبیل جو ابوہریرہ رمہ کے کنبہ سے ہے اور نیز ابوجندل طائی اور حارث بن عباد اور فکیہہ جو بنی قیس

---

[1] ترجمہ۔ میں نے کندی قبیلہ کے شخص کا عہد پورا کیا کیونکہ میں وہ شخص ہوں کہ جب کوئی قوم میرے ذمہ کوئی کام کرتی ہے تو میں ایفائے عہد کرتا ہوں ایک دن عادیا نے مجھکو وصیت کی کہ ای سموال میں نے جو بنا قائم کی ہے اُسکو منہدم مت کر۔

[2] ترجمہ۔ میں نے کندی شخص کے عہد کو پورا کیا جب کوئی قوم خیانت کرتی ہے تو میں پورا کرتا ہوں عادیا نے میرے لیے ایک مضبوط قلعہ بنا دیا ہے جب کوئی ظلم بھی مجھ پر ہوتا ہے تو میں انکار کرتا ہوں۔

[3] ترجمہ۔ لوگ ہمیں عار دلاتے ہیں کہ ہمارا قبیلہ تھوڑا ہے میں نے اُن سے کہا کہ اجی لوگ تھوڑے ہی ہوتے ہیں۔

بن ثعلبہ کی ایک عورت ہے ان مین سے ہر ایک کے حالات اور قصہ طول طویل ہین۔

چونکہ شرافت اور ریاست دولت مندی، کا خاصہ ہے کہ پڑوسیون کی اور عزت اور آبرو کی حفاظت ہو تو اہل عرب اسکو ایک فرض سمجھتے تھے جس کا دعوی کیا جا سکتا ہے اور ایک ایسا حق جسکا ادا کرتے ہین کہ جسکی حفاظت واجب ہے۔ اسی لحاظ سے عربون کے نزدیک عاجز اور غربا کی فریاد رسی کرنے اور خائفین کو امن دینے سے بڑھ کر کوئی چیز با وقعت نہین ہے۔ چنانچہ اگر کوئی شخص اپنے کپڑے کے کنارہ کو دوسرے کے گھر کے طناب سے باندھ دیتا تھا تو صاحب طناب پر یہ لازم ہو جاتا تھا کہ اس کو پناہ دیوے اور اسکی فریاد رسی کرے۔

جو لوگ حسن مجاورۃ پڑوسیون کے ساتھ عمدہ سلوک کرنے، مین مشہور ہین اور جنکی مثال دیجاتی ہے ان مین سے ایک شخص قطاع بن شوبر ہے جو عمرو بن شیبان بن ذہل بن ثعلبہ کی اولاد سے ہے اور یہ بکر بن وائل کی اولاد سے ہین۔ اور ابو داود الایادی بھی جسکا ذکر اوپر ہوا اور جو خداقی[1] نام سے مشہور ہے یہ بھی حسن مجاورۃ مین مشہور آدمی ہے چنانچہ ظرفہ بن العبد البکری کہتا ہے۔

انی کفانی من امر همت به جار کجار الخداقی الوحی الصفا[2]

اس شعر مین جار خداقی سے مراد کعب بن مامہ ہے کیونکہ وہ ابو داود مذکور کا پڑوسی تھا۔ مکہ مین ایک کبوتر تھا اُس کو کسی طرح کی اذیت نہین دیجاتی تھی اور نہ وہ اڑایا جاتا تھا اس کا سبب صرف یہ تھا کہ وہ ایک متبرک اور مقدس مقام کا مجاور تھا اور اسی بنا پر امثال مین یہ کہتے ہین "آمن من حمام مکہ" یعنے مکہ کے کبوتر سے زیادہ امن والا۔ نابغہ کہتا ہے۔ ص ۲۳۹

والمؤمن العائذات الطیر یمسحها رکبان مکۃ بین الغیل والسند[3]

اور امثال مین یہ بھی کہتے ہین "آمن من ظبی الحرم ومن الظبی بالحرم" یعنے حرم کعبہ کے ہرن سے زیادہ امن والا۔ اس لیے کہ حرم مین بہ لحاظ احترام کے وہان شکار کرنا ممنوع ہے۔ اسی بارہ مین ایک اور شخص کی مثال دیتے ہین جسکو مدرج بن سوید الطائی کہتے ہین اہل عرب کا خیال ہے کہ اسنے ایک مڈھے کو جو اس کے سامنے اچھل کر گر پڑا تھا اور اس وقت وہ گھوڑے پر سوار اور ہاتھ مین بھالا لیے ہوئے کھڑا تھا دھوپ سے اسکی حفاظت کی یعنی

---

[1] خداقی کے معنی فصیح اللسان اور عمدہ لہجہ والے کے ہین صراح

[2] ترجمہ۔ جب مین کسی کام کا ارادہ کرتا ہون تو مجھکو پڑوسی کافی ہے اور وہ پڑوسی ایسا ہو کہ خداقی کے اوصاف سے متصف ہو۔

[3] ترجمہ۔ امن دیے ہوئے فریب پرندون کو دیکھا کہ دیکھا کرتے ہین مکہ کے سوار فیل (نام درخت) اللہ سند (پہاڑ کی چٹان) کے درمیان۔

اُسپر سایہ پکڑے کھڑا رہا۔ اُس وقت تک کہ ٹڈہا اُتر گیا۔ اسی بنا پر یہ مثال دیجاتی ہے "اَجمی من مجیر الجراد" یعنے ٹڈہے کو پناہ دینے سے والے زیادہ حفاظت اور حمایت کرنے والا۔ اسیطرح "اَحمی من مجیر الظعن" بھی کہتے ہین یعنی ہودہ نشین عورت کی حمایت کرنے والے سے زیادہ حامی۔ اور ربیعۃ بن مکدم الکنانی تھا جس نے بنشہ بن حبیب السلمی کو ایک ہودہ نشین عورت کی حمایت مین بمقام کدید رد کا تھا جو اُس عورت کو لینا چاہتا تھا یہان تک کہ بنشہ نے اُسکو ایک بھالا مارا اور قوم کے لوگ ہٹ گئے تاہم وہ اُسکی حمایت مین بھالا کہا کر گھوڑے پر بھالے کے سہارے سے بیٹھا رہا یہان تک کہ مر گیا۔

قبیلہ بکر و تغلب مین صرف ایک اونٹنی کے مارے جانے پر جسکا نام سراب تھا چالیس برس تک لڑائی رہی یہ اونٹنی سعد بن شمس کی تھی جو ایک عورت کا جس کو بسوس کہتے تھے پڑوسی تھا۔ اور یہ لڑائی حرب بسوس کے نام سے مشہور ہے اس لیے کہ یہ لڑائی بسوس ہی کے سبب سے ہوئی تھی اُسکی اور اس اونٹنی کی بدفالی مین مثال دیتے ہین اور یہ کہتے ہین "اَشام من سراب" "اَشام من البسوس" یعنے سراب سے زیادہ بدشگون اور بسوس سے زیادہ بدشگون۔ اور یہ بسوس جسکا ذکر ہوا عمرو بن مرۃ بن ذہل الشیبانی یا بکری کی خالہ تھی اور اس کو جساس بھی کہتے ہین اور بعض کہتے ہین کہ یہ اُسکی پڑوسن تھی اور کلیب بن وائل بڑی مہیب صورت کا آدمی تھا جسکی مثال شان و شوکت اور عزت مین دیجاتی ہے اور کہا جاتا ہے "اَعز من کلیب بن وائل" یعنے کلیب بن وائل سے زیادہ معزز۔ اُسکی آگ کے مقابلہ مین دوسرا آگ نہین سلگا سکتا تھا اور دوسرے کے اونٹ پانی نہین پی سکتے تھے جب تک کہ اس کے اونٹ پانی پی کر نہ چلے جاتے۔ اور وہ چراگاہون (رمنون) کی حمایت کرتا تھا اور پھر کوئی شخص اُس کے نزدیک نہین جا سکتا تھا اور وہ شکار کی بھی حمایت کرتا تھا اور اُس صید کو پھر دوسرا شخص شکار نہین کرنے پاتا تھا اسی واسطے مثال مین "اَحمی کلیبا" یعنی کلیب کا رمنہ کہتے ہین (دیکھو پہلی مقالہ کی فصل اول مین جہان یہ ذکر ہوا ہے) اُسکی مجلس مین کوئی شخص نہ بات کر سکتا تھا اور نہ بیٹھ سکتا تھا تا وقتیکہ وہ بیٹھنے کا حکم نہین دیتا تھا اور کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلے جتیون سے اسی نے شکار کروایا۔ کوئی شخص اُسکی چراگاہ مین صفحہ ۲۴۰ موسم ربیع مین اونٹ نہین چراتا تھا مگر جساس مذکور جو اُسکا سالا تھا وہ اپنے اونٹون کو اُسکی چراگاہ مین چرا سکتا تھا ایک دن کا ذکر ہے کہ اس کلیب نے سعد کی اونٹنی کو جساس کے اونٹ کے ساتھ چرتا ہوا دیکھا اُسکو یہ امر ناگوار گزرا اور اُس نے اُس کے تھنون مین ایک تیر مارا جس سے اُس کے تھن زخمی ہو گئے اور وہ اونٹنی اپنے مالک کے گھر کے سامنے آکر بیٹھ گئی۔ اور اُس کے تھنون سے دودھ اور خون جاری تھا جب اُسکو اُس کے مالک نے دیکھا تو چلایا اُسکی آواز پر اُسکی پڑوسن بسوس نکل آئی اور اپنے پڑوسی کی اونٹنی کی حالت دیکھی اور اپنا سر پیٹ لیا اور چند ابیات پڑہی ان ابیات کو عرب لوگ وثبات کہتے ہین کیونکہ اُن کے سننے سے

قوم کے لوگون کے دل جوش مین آگئے - ان ابیات مین سے یہ دو بیتین ہین -

لعمرک لو اصبحت فی دار منقذ لما ضیم سعد و ہو جار لابیاتی[1]

ولکننی اصبحت فی دار غربۃ متی یعد فیہا الذئب یعد وعلی شاتی

جساس نے اسکا کلام سنا اور اسکی تسکین کی اور کہا دیکھنا کہ کل کے روز ایک بڑے اونٹ کو جو تیرے پڑوسی کے اونٹ سے بہت زیادہ بڑا ہو ہم قتل کرینگے - پھر وہ کلیب مذکور کے قابو مین رہا جب وہ قبیلہ سے نکل کر کچھ فاصلہ پر گیا تو وہ اس کے ہمراہ ہولیا اور عمرو بن حارث بھی اس کام مین اسکا ساتھی ہوا - پس کلیب کے سینہ مین اس نے ایک بہالا مارا جس سے وہ مرگیا - اور خیال کیا جاتا ہے کہ یہ واقعہ ۹۰ھ یعنی سال ہجرت سے ایک سو تیتیس ۱۳۳ برس پیشتر کا ہے -

جبکہ خون کا بدلا لینے مین عربون کو بڑا خیال ہے یعنی بغیر بدلا لینے کے اُن کا دل ٹھنڈا نہین ہوتا ہے پس مہلہل بن ربیعۃ التغلبی اس جنگ کا جسکی طرف اشارہ کیا گیا ہے باعث ہوا - تاکہ اس کے ذریعہ سے اپنے بھائی کلیب کا بدلا لے - اسی بنا پر مثال مین یہ کہتے ہین "اَخذ بالثار من المہلہل" یعنے بدلا لینے مین مہلہل سے زیادہ اور اس بدلا لینے کی مدت مین لڑائی مین وہ نہ اپنی لونڈی کو باہر نکالتا تھا اور نہ شراب پیتا تھا اور نہ سر مین تیل ڈالتا تھا - اور نہ عورتون کے پاس سوتا تھا - حالانکہ وہ زیر النساء کے لقب سے پکارا جاتا تھا[2] اُس کو یہ لقب اسکے بھائی کلیب نے دیا تھا - کہا جاتا ہے کہ سب سے اول اسنے قصیدہ کہنے کا ارادہ کیا اور غزل بھی اسی نے کہی[3] اسکا نام امرؤ القیس تھا اور مہلہل لقب اس لیے ہوا کہ وہ بہت نازک شعر کہتا تھا - اس لیے کہ مہلہل کے معنی نازک اور رقیق کے ہین اسی بنا پر ثوب مہلہل کہا جاتا ہے یعنی پتلا اور باریک بنوٹ کا کپڑا - اور یہ امرؤ القیس کندی کا ماموں تھا - اسکو اس کے دونون غلامون نے ایک بیابان مین جہان پانی وغیرہ نہین تھا جبکہ وہ ایک

صـ ۲۴۱

[1] ترجمہ - میری عمر کی قسم ہے کہ اگر مین منقذ (نبوس کے باپ) کے گھر مین صبح کرتی تو سعد پر جو میرا پڑوسی ہے ظلم نہ کیا جاتا لیکن کیا کیا جائے کہ میری صبح مقام مسافرت مین ہوئی ہے کہ بھیڑیا جب حملہ کرتا ہے تو میری بکری پر حملہ کرتا ہے -

[2] زیر اس شخص کو کہتے ہین جو عورتون کے ساتھ رہنے اور اُن سے باتین کرنے کو اچھا سمجھے یعنے وہ شخص جسکو عورتون کے ساتھ بہت ہی محبت ہو - مولف

[3] غزل کے معنی ہین عورتون کا ذکر کرنا اور اُن سے باتین کرنا اور اُن سے خوشطبعی کرنا اور اسی بنیاد پر "اَغزل من امرالقیس" کہتے ہین یعنی امرالقیس سے زیادہ غزل کہنے والا - مولف

درخت کے نیچے سو رہا تھا قتل کیا۔ کیونکہ انہون نے اس سے تکلیف اور رنج اٹھایا تھا حکایت بیان کی جاتی ہے کہ جب ان غلامون نے اس کے ہاتھ پکڑ لیے تو وہ ہوشیار ہوا اور کہا کہ تم کیون اس کام پر آمادہ ہوئے ہو انہون نے کہا کہ تو نے عربون کو جو چیر چکپائی ہے ہم بھی تجھہ کو وہی چکھاتے ہین اس نے کہا کہ بغیر اس قتل کے اگر کوئی علاج نہین ہے اور تم قتل کرنا چاہتے ہی ہو تو اختیار رہے لیکن جب تم میری دونون بیٹیون کے پاس جاؤ تو تم میرے طرف سے اسکو سلام کہہ دو اور اسکو یہ بیت سنا دو۔

من مبلغ الاقوام ان مہلہلا ۔۔۔ للہ در کما و در ابیکما

انہون نے کہا بہت اچھا۔ جب وہ دونون اسکو قتل کر چکے تو روتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے واپس ہوئے یعنی ای مہلہل ادرای سید ادرای عربون کے شہسوار۔ جب ان کلمات کو اسکی بیٹی سلمی سنی تو اس نے پوچھا کہ کیا ہوا انہون نے کہا کہ تیرا باپ مہلہل مرگیا۔ پوچھی کہ اس نے کچھہ وصیت بھی کی ہے انہون نے کہا کوئی وصیت تو کی نہین لیکن ہم نے اس کو یہ شعر پڑھتے سنا ہے اور مذکورہ بالا شعر پڑھ کر سنایا سلمی اور دوسرے موجود لوگ اس امر مین سوچنے لگے لیکن کوئی بات انکی سمجھہ مین نہین آئی مگر اسکی چھوٹی بیٹی سنکر چلانے لگی اور اس نے یہ کہا "واثکلاہ قتیل ورب الکعبۃ" یعنی افسوس ہے قسم ہے پروردگار کعبہ کی وہ قتل کیا گیا۔ اور کہی کہ ان غلامون کو باندھ لو۔ جب تغلب کے نوجوانون نے ان کو باندھ لیا تو انکے کلام مین اختلاف اور اختلاط پایا گیا۔ اس نے غلامون سے کہا کہ میرے باپ نے کیا ارادہ کیا تھا تم جانتے ہو انہون نے کہا ہمین معلوم نہین لڑکی نے کہا اس کا یہ ارادہ تھا کہ اسکی طرف سے یہ کہا جائے۔

من مبلغ الاقوام ان مہلہلا ۔۔۔ اضحی قتیلا فی الفلاۃ مجندلا[1]

للہ در کما و در ابیکما ۔۔۔ لا یبرح العبدان حتی یقتلا

اس کے بعد ان غلامون کی گردن مارنے کا حکم دیا گیا اور وہ قتل کیے گئے

عربون کی یہ عادت ہے کہ جب ان مین سے کوئی شخص قتل کیا جاتا ہے تو قاتل اور مقتول دونون کے قبیلون مین عداوت پیدا ہو جاتی ہے اور مقتول کے قبیلہ کے لوگ قاتل کے قبیلہ والون سے جب تک کہ بدلا نہین لیتے عداوت سے باز نہین آتے یا یہ کہ دیت (خون بہا) مقررہ پر صلح ہو جائے۔ اسمین مقتول کے قبیلہ اور کنبہ والون پر کوئی گناہ اور عیب نہین لگتا۔ اور کبھی مقتول بیٹے کا قصاص اسکے باپ کے قتل کرنے سے لیا جاتا ہے

[1] ترجمہ۔ قوم کو یہ اطلاع کون دیگا کہ مہلہل خشک میدان مین بھی کے وقت قتل کیا گیا۔ خدا تمہارا اور تمہارے باپ کا بھلا کرے غلامون کو نہ چھوڑو یہان تک کہ وہ مار ڈالے جائین۔

یا اس کے برعکس۔ اگرچہ اس قتل کا سبب بھولا بھی جائے لیکن یہ عداوت قاتل اور مقتول کی اولاد مین ایک مدت دراز تک قائم رہتی ہے۔

اس قسم کے واقعات اور حادثون مین انکی یہ بھی عادت ہے کہ وہ آسمان کی طرف ایک تیر چلاتے تھے جسکا نام سہم الاعتذار ہے اگر وہ تیر خون مین آلودہ ہوکر گرتا تو سوائے قود[1] کے دوسرے امر پر راضی نہین ہوتے تھے اور اگر وہ تیر صاف و پاک گرتا تو اول اسکو اپنی ڈاڑھیون سے پوچھتے اور صاف کرتے تھے اور پھر دیت لیکر صلح کرتے تھے اور تیر کا ڈاڑھی سے پوچھنا علامت صلح خیال کی جاتی تھی۔ ابن اعرابی کہتا ہے کہ یہ تیر صاف پاک ہی اوترتا تھا۔ اور اس عمل کو عقیقہ کہتے ہین ایک شاعر کہتا ہے۔ ص ۲۴۲

عقوا بسہم ثم قالوا صالحوا یا لیتنی فی القوم اذ مسحوا الفمی[2]

شریعت اسلامیہ نے بھی دیت کو واجب گردانا ہے کیونکہ کتاب اللہ مین یہ وارد ہوا ہے "وما کان لمومن ان یقتل مومنا الا خطاء ومن قتل مومنا خطاء فتحریر رقبۃ مومنۃ ودیۃ مسلمۃ الی اہلہ الا ان یصدقوا فان کان من قوم عدو لکم وہو مومن فتحریر رقبۃ مومنۃ وان کان من قوم بینکم وبینہم میثاق فدیۃ مسلمۃ الی اہلہ وتحریر رقبۃ مومنۃ فمن لم یجد فصیام شہرین متتابعین آلایۃ"[3] اور اس دیت کی مقدار و تعیین کتب فقہ مین مقرر اور معین ہے۔ اور اہل اسلام اپنے خون کا بدلا دیت اور قصاص سے لیتے ہین اسمین شریف کو وضیع پر فضیلت نہین ہے اور کبھی ایسا بھی

---

[1] قود کے معنی قاتل کو قتل کرنے اور قصاص کے ہین اور یہ قیادۃ سے مشتق ہے جو سوق کا نقیض ہے اس لیے کہ قود سامنے سے ہوتا ہے اور سوق پیچھے سے ہوتا ہے اور کہا جاتا ہے قاد الامیر القاتل الی موضع القتل یعنے حاکم نے قاتل کو مقتل کو بھیجدیا۔ مولف

[2] ترجمہ۔ تیر سے عقیقہ کرتے تھے پھر کہتے کہ آؤ صلح کرلین کاش کہ قوم مین ایسا ہوتا کہ وہ ڈاڑھیون کو پوچھتے (جو علامت صلح ہے)

[3] ترجمہ۔ مسلمان کو مار ڈالنا مسلمان کا کام نہین لیکن خطا سے (مار ڈالنا) کہ ایک ناچاری امر ہے اور اگر کسی نے خطا (غلطی) سے مسلمان کو قتل کر ڈالا تو ایک مسلمان کی گردن آزاد کرنی اور اس (مقتول) کے گھر والون کو خون بہا پہونچانا ضروری ہے اگر وہ خیرات کردین تو اچھا ہے۔ پھر اگر وہ (مقتول) تمہارے دشمنون کی قوم کا ہو اور وہ خود مسلمان ہو تو یہی ایک مسلمان کی گردن آزاد کرنی چاہیے اور اگر وہ (مقتول) اس قوم سے ہو جو تم مین اور اس قوم مین عہد و اقرار ہو تو اسکے گھر والون کو خون بہا پہونچانا اور ایک مسلمان کی گردن آزاد کرنی لازم ہے اور اگر اسکی استطاعت نہ ہو تو متواتر دو مہینے کے روزے رکھنے ضرور ہین۔

ہوتا ہے کہ اہل کرم یعنے سخی لوگ قاتل کو دیت واپس کر دیتے ہین اور وہ اُس کا بدلا اسطرح سے کرتا ہے کہ ہر جگہ وہ اُنکی تعریف کرتا رہتا ہے۔

عربون کا یہ بھی طریقہ رہا ہے کہ جب کسی کا عزیز قتل ہوجاتا تھا اور قاتل اور مقتول کے قبیلون مین صلح نہین ہوتی تھی اور بدلا لینا یعنے قاتل کو قتل کرنا قرار پاجاتا تو مقتول کے گھوڑے کی پیشانی کو کاٹتے اور اُسکی دم کو کتر دیتے تھے کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلے اس طریقہ کو حارث بن عباد نے حرب بسوس مین کیا تھا جسکا اوپر ذکر ہوا جبکہ مہلہل نے اُس کے بیٹے بجیر کو قتل کیا تو اُس کے گھوڑے نعامہ کو سامنے طلب کیا اور اُسپر یہ عمل کروایا تاکہ یہ معلوم ہوجائے کہ اس کے مقتول کا قاتل سے بدلا لیا گیا ہے۔

اور جب قاتل مجہول یعنے بے پتا ہوتا اور کسی دوسرے شخص پر تہمت لگا دیجاتی ہی تو مدعی علیہ اُسوقت تک بری نہین خیال کیا جاتا تھا کہ گرم لوہے کے ٹکڑے کو نہ چاٹے۔ قاضی ایک لوہے کے ٹکڑے کو گرم کرواتا اور اُسپر کچھ پڑھ کر پھونکتا اور مدعی علیہ کے حوالہ کرتا وہ اُسپر اپنی زبان رکھہ کر چاٹتا اگر اُسکی زبان نہ جلتی تو اُسی وقت وہ بری ہوجاتا اور مدعی پر لازم ہوجاتا کہ وہ اُسکو بعوض تہمت لگانے کے ایک اونٹ دیوے اور اگر اُسکی زبان جل جاتی تو وہ قتل کیے جانے کا مستحق ہوتا تھا مگر جبکہ مقتول کے قبیلہ والے ایک دیت معلومہ پر معاف کردین جسکا ہم نے اوپر ذکر کیا ہے بعض لوگ خیال کرتے ہین کہ مدعی علیہ کی زبان کے نہ جلنے مین بہت سے حیلہ ہین خصوصاً جبکہ شخص متہم قاضی کے احباب سے ہو[1]۔ ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ عربونمین بھی طریقہ خاصکر قتل مقدمات متہمہ مین ہوتا تھا تمام دعاوی مین اس طریقہ کا عملدرآمد نہین تھا بلکہ ان کے لیے بعض مناسب طریقے تھے جیسا کہ زہیر بن ابی سلمی مزنی کے قول سے ظاہر ہوتا ہے۔ ص۲۴۳

فان الحق مقطعہ ثلاث یمین او نفار او جلاء[2]

اس بیت کا مصرعہ ثانی اسطرح سے بھی مروی ہے یمین اور شہود او جلا یعنی قسم اور شہادت اور جلاوطنی ہے۔ یمین کے معنی تو معلوم ہین یعنی قسم اور اُس کے بعد جو نفار ہے تو اُس سے مراد یا تو لڑائی ہے یا حالکون کی طرف رجوع کرنا ہے پہلے معنی زیادہ مرجح ہین اسلیے کہ تنافر از قبیل تداعی یعنے دعوی کرنے کے ہے اس لیے یہ قسم بذات خود حجت نہین ہوسکتی اور اگر اس سے مراد شہود لی جائے تو البتہ شہود دینیہ ہوسکتا ہے لیکن جلاوطنی وہ ایک

[1] دیکھو امتحانات شرعیہ کو جنکو اہل فرنگ قرون وسطے مین استعمال کرتے ہین اور ان کو قضاء اللہ کے نام سے پکارتے ہین ہندؤن کے قانون مین اس طریقہ شہادت کو شہادت غیبی کہتے ہین۔ مترجم

[2] ترجمہ۔ حق کو طے کرنے والے تین امور ہین یعنے قسم اور بھاگنا اور جلاوطن کرنا۔

برہان ہے جو واقعہ حالیہ سے مستفاد ہوتی ہے۔

بعض جہگڑالوؤن مین اہل عرب مباہلہ بھی کرتے تھے تباہل کے معنی تلاعن یعنے لعنت کرنے کے ہین اور تباہلوا کے معنی تلاعنوا کے ہین یعنی ایک نے دوسرے پر لعنت کی اور اسی سے یہ کہا جاتا ہے اتبہل الیہ تعالی باخلاص و اجتہاد و تضرع یعنی اللہ تعالی کی طرف مباہلہ کیا اخلاص اور اجتہاد اور تضرع سے چنانچہ سورہ آل عمران مین ہے فُقل تعالوا ندع ابنا رنا وابنا رکم ونسا رنا ونسا رکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنتہ اللہ علی الکاذبین[1] یعنے ہم مباہلہ کرینگے یعنی ہم مین جو جہوٹا ہے اسپر لعنت کرینگے۔ حدیث مین آیا ہے کہ لعان (لعنت کرنا) اسوقت سے ہوئی ہے جبکہ ہلال بن امیہ نے اپنی عورت پر لعان کیا تو کہا کہ اگر تجھے لڑکا چوڑے اور چکلے سینہ کا اور جمش الساقین[2] ہو تو تیرے زوج کا ہے اور اگر تجھے ایسا لڑکا ہو کہ جلد چلنے والا ہو اور بال چھلے دار ہون اور اعضا موٹے اور زبردست ہون اور پنڈلیان بہاری ہون اور سرین لمبے ہون تو جس شخص کی تہمت تجھ کو لگائی گئی ہے وہ لڑکا اسکا ہوگا جسکی تہمت تجھ پر لگائی گئی ہے۔

---

[1] ترجمہ۔ پس کہدے ای محمد آؤ ہم اپنے بیٹون کو بلاتے ہین اور تم اپنے بیٹون کو بلاؤ اور ہم اپنی عورتون کو بلاتے ہین اور تم اپنی عورتون کو بلاؤ اور ہم اپنی ذاتون کو بلاتے ہین اور تم اپنے ذاتون کو بلاؤ اور پیش کرو، پہر دعا کرین اور جہوٹون پر خدا کی لعنت بہیجین۔

[2] ہلال بن امیہ نے اس موقعہ پر یہ الفاظ کہے تھے اُن جارت بہ اشیح جمش الساقین فہو لزوجہا وان جارت بہ ورق جعدا جالیا خدلج الساقین سابغ الالیتین فہو اللذی رمیت بہ اس کلام کا ترجمہ اوپر ہو چکا ہے یہان بعض الفاظ کے معنی بیان کردئے جاتے ہین۔ اشیح اشج کی تصغیر ہے اور اشج ایسے شخص کو کہتے ہین جو کند ہون سے کمر تک چوڑا چکلا ہو جمش الساقین کے معنی کی تشریح پانچوین مقال کی چوتھی فصل کے آخر مین گزر چکی ہے۔ اور ادرق اُس شخص کو کہتے ہین جو تیز چال کا ہو۔ اور جعد اجالیا کے معنی یہ ہین کہ وہ گہنگریالے بالون کا ہو کیونکہ عربون مین اکثر ایسے ہی بال ہوتے ہین اور اجعد الشعر سے مراد شریف آدمی ہے اور برخلاف اس کے اجعد الکف کے معنی بخیل آدمی کے ہین چنانچہ ایک شاعر کہتا ہے۔

کذا نخوا عن علی وطرقہ بنی اللوم حتی بعید الملک الجعد

یعنی اُنہون نے مسمی علی سے اور اُس کے طریق سے ملامت شدہ شخص کی اولاد کو سنت کردیا یہان تک کہ نیک خصائل بادشاہ کی اطاعت کی گئی جعالی اُس شخص کو کہتے ہین جس کے اعضا موٹے اور زبردست اور صحیح الخلقت ہون خدلج الساقین اُس شخص کو کہتے ہین جسکی پنڈلیان بہری ہوئی یعنے موٹی ہون اور سابغ الالیتین کے معنی لمبے سرین والے کے ہین۔ الیہ کے معنی سرین کے ہین۔ مولف

ص ۲۴۴

اور اہل عرب جودت رائے اور فراست اور دانائی پر فخر کرتے تھے اور اس امر مین قیس بن زہیر العبسی کی مثال دیتے تھے جبکہ کسی شخص کی تعریف جودت رائے سے کرتے تھے۔ اور یہ کہتے تھے "قیس الرائے" یا "اوہی من قیس" یعنے قیس کی رائے رکھنے والا یا قیس سے زیادہ عقل مند۔ یہ شخص اپنی آخر عمر مین محتاج ہوگیا اور ایسی حالت مین اسکو اپنی قوم مین رہنا ناگوار گزرا پس وہ اپنے مقام سے نکلا اور بنی نمر بن قاسط کے یہان اترا اور اُن کے قبیلہ کی ایک عورت سے نکاح کیا پھر وہان سے نکل کر عمان کو چلا گیا اور وہان نصرانی ہوگیا اور مرتے دم تک یہین مقیم رہا۔

لیکن اسلام مین عبداللہ بن عباس کی ذکاوت کی مثال دیتے ہین اور جس کسی کی ذکاوت کی تعریف کرتے ہین تو یہ کہتے ہین "اذکی من عبداللہ بن عباس" یعنے عبداللہ بن عباس سے زیادہ ذکی۔ اسیطرح "افرس من ایاس" اور "ازکن من ایاس" بھی کہتے ہین یعنی ایاس سے زیادہ فریس اور ایاس سے زیادہ دانا۔ ایاس کا نام ابو وائلہ بن معاویہ بن قرۃ المزنی ہے۔ یہ شخص نہایت چرب زبان اور فصیح و بلیغ تھا اور اسکی رائے نہایت صائب تھی یہ شخص جو نہایت عقل مند تھا قاضی بھی تھا عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ مین بصرہ کا قاضی تھا اور ایسے جوابات دیتے مین جنکو سنکر سائل خاموش ہوجاتے بڑا ہی مشہور تھا اسکی عقل مندی کے نادر حالات بہت سے ہین چنانچہ مدائنی نے ایک کتاب لکھی ہے جسکا نام اُس نے کتاب زکن ایاس رکھا ہے اس کتاب مین اُس کے اس قسم کے واقعات لکھے ہین۔ حکایت بیان کی جاتی ہے کہ دو شخصون نے اُس کے پاس اپنا مقدمہ پیش کیا جو ایک مال کے متعلق تھا شخص مطلوب الیہ نے مال سے انکار کیا ایاس نے طالب سے کہا کہ تو نے اسکو مال کس مقام پر حوالہ کیا ہے طالب نے کہا ایک درخت کے پاس جو فلان مقام پر واقع ہے ایاس نے اُس کے خصم سے کہا اچھا وہان چلو شاید وہان چلنے سے اس کا واقعہ اچھی طرح سے یاد آجائے گا اور امید ہے کہ خدا اس سبب کو ظاہر کردے۔ یہ کہکر اسکو اپنے ہمراہ لیکر مقام مذکور کو روانہ ہوا اور اُس کا خصم وہین بیٹھا رہا تھوڑی دیر بعد ایاس نے کہا کیا تیرا خصم (فریق مخالف) مقام شجرۃ تک پہونچا تھا اُسنے کہا بعد مین پہونچا۔ یہ سنکر ایاس نے کہا ای عدو اللہ اُٹھ تو خائن ہے اب تو اسکی گہبانی کر آخر کار اُسنے مال کا اقرار کیا اور اپنے خصم کو مال واپس کیا۔ ایاس کی وفات ۱۲۲ھ یا ۱۲۳ھ مین ہوئی ہے۔

براعت (علمیت اور دانائی) مین بنی فرات کی بھی مثال دیجاتی ہے یہ لوگ بھی بڑے فضل و کرم والے اور صاحب سیف و قلم بھی ہین اور مثال مین کہتے ہین "ابرع من بنی الفرات" یعنے فرات کے بیٹون سے زیادہ بارع یعنی صاحب علم و رائے۔ یہ چار دن بھائی زمانہ اسلام مین ہوئے ہین ان سب مین بڑا احمد ابو العباس اور دوسرا ابو الحسن علی اور تیسرا ابو عبداللہ جعفر اور چوتھا ابو عیسی ابراہیم تھا ان کے باپ کا نام محمد بن موسی

بن الحسن بن الفرات تھا ان مین سے بعض شخص خلیفہ مقتدر باللہ عباسی کے وزیر بھی ہوئے ہین۔

عربون کے اعلیٰ اور عمدہ خصائل مین سے ایک یہ خصلت بھی ہے کہ وہ والدین کے ساتھ نہایت عمدہ اور نیک سلوک کرتے ہین اس خاص امر مین دو آدمیون کی مثال دیجاتی ہے جنمین سے ایک کا نام عملس ہے اور دوسرے کا نام فلحس ہے۔ ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرنے مین ہر ایک کی اولاد انکی امداد اور غمخواری کا نام لیتے ہین۔ عملس کی حکایت ہے کہ وہ اپنی ماں کو کندھے پر سوار کر لیا تھا اور اسیطرح فلحس نے اپنے باپ کو کندھے پر اٹھا لیا تھا کیونکہ وہ بہت مسن تھا اور عملس اور فلحس دونون اپنے ماں اور باپ کو اسطرح سے اٹھائے ہوئے بیت اللہ کا حج کرتے تھے۔

اور علم مین شعبی کی مثال دیتے ہین۔ ان کا نام عمرو بن عامر بن شراحیل ہے اور شعب ہمدان کا ایک بطن (قبیلہ) ہے اور مثال مین یہ کہتے ہین "اعلم من الشعبی" یعنے شعبی سے زیادہ علم والا ہو۔ "احفظ من الشعبی" بھی کہتے ہین یعنی شعبی سے زیادہ حافظہ والا جس کے علم اور حفظ مین مبالغہ کیا جاتا ہے تو یہ مثال دیتے ہین اور اسیطرح "احفظ من العیمان" بھی کہتے ہین یعنے عیمان سے زیادہ حافظہ والا۔ شعبی کی وفات ۱۰۵ھ م ۷۲۳ء مین ہوئی ص ۲۴۵

حلم مین معاویہ بن ابی سفیان کی مثال دیتے ہین اور یہ کہتے ہین "احلم من معاویہ" یعنے معاویہ سے زیادہ حلیم۔ اور اسیطرح "احلم من الاحنف بن قیس" بھی کہتے ہین یعنے احنف بن قیس سے زیادہ حلیم۔ احنف کا نام ضحاک تھا جو بنی تمیم سے تھا اور اسکی کنیت ابو بحر تھی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اسکا نام صخر تھا۔ یہ شخص قوم کا سردار اور اپنے علم اور اپنی عقل کے سبب سے مطاع تھا بیان کیا جاتا ہے کہ ایک شخص نے اسکو اکیلا پایا اور اسکو نہایت بری اور فحش گالیان دین احنف نے اس سے کہا اگر اور کچھ باقی ہے تو کہہ لے کیونکہ اگر میری قوم کا کوئی آدمی سن لیگا تو تجھ کو اذیت پہونچیگی۔ اسکی یہ بھی ایک حکایت ہے کہ اس سے یہ کہا گیا کہ تو نے اپنی قوم پر کس سبب سے سرداری کی اس نے کہا کہ اگر میری قوم کے لوگ پانی کو کبھی برا خیال کرتے تو مین پانی نہ پیتا یعنی قوم کی بڑی خاطر داری کرتا تھا سنہ ۶۷ھ م ۶۸۹ء مین اسکی وفات ہوئی۔

فصل دوم

شجاعان عرب کا بیان

اہل عرب شجاعت مین موصوف ہین زمانہ جاہلیت اور اسلام مین بہت سے لوگ شجاعت مین مشہور رہے ہین

جنکا ذکر ہمیشہ رہیگا اور آجکے زمانہ تک لوگ اُن کے تذکرون اور قصون سے دلچسپی حاصل کرتے ہین زمانہ جاہلیت کے شجاعون مین سے عمرو بن معدیکرب الزبیری ہے جو بنی زبید کا شہسوار تھا اسکی کنیت ابوثور تھی ابوثور اُسکی کنیت اس وجہ سے تھی کہ وہ گائے کے بچھڑون کو اکثر کہاتا تھا اور اُسپر شراب کی ایک مشک (بوتل) اُڑاتا تھا۔ یہ شخص منتخب اور معدود پہلوانون مین شمار ہوتا تھا۔ یہ شخص مسلمان ہوا۔ پھر مرتد ہوا پھر اسلام کی طرف عود کیا اور نیز یہ شخص مشہور شعرا سے تھا۔ اسی نے رستم زار کو جسکو یزدجرد پادشاہ فارس نے بھیجا تھا یوم قادسیہ (جنگ قادسیہ) مین جو مسلمانون کے ساتھ ہوئی تھی قتل کیا۔ جسطرح وہ شجاعت مین مشہور تھا اسیطرح دروغ گوئی مین بھی مشہور تھا خلف احمر سے جو یمنی عمامہ سر پر باندھتا تھا کہا گیا کہ کیا ابن معدیکرب جھوٹ بھی کہتا تھا تو اُسنے کہا باتون مین تو جھوٹ کہتا تھا۔ لیکن فعل مین جھوٹا نہین تھا اہل عرب کی ایک عورت کہتی ہے۔

ایالیت جاری لجار الحصین ولعلی عمرو بن معدیکرب[1]

اس شخص کا انتقال ۲۳ھ مین ۶۴۴ء مین ہوا۔

منجملہ ان کے ربیعۃ بن مکدم بن عامر بن خویلد بن خبیثہ بن علقمۃ بن جندل الطعان بن فارس ربیعۃ المکدم الفراسی ہے جو بنی کنانہ سے تھا یہ شخص مضر کے مشہور شہسوارون مین گنا جاتا ہے اس کو نبیشتہ بن حبیب السلمی نے یوم کدید مین قتل کیا۔ صـ ۲۴۶

انہین شجاعون مین درید بن الصمہ ہے اُسکی کنیت ابودفافہ اور ابوقرہ بھی ہے اسکا نسب بکر بن ہوازن سے ملتا ہے یہ شخص بڑا شہسوار اور شجیع اور شاعر اور نامور آدمی تھا۔ بعض نے اُسکو شجاعون مین پہلا شہسوار مانا ہے یہ شخص بنی جشم کا سردار تھا اسنے تقریباً ایک سو جنگون کی تہین جنگ حنین مین مسلمانون نے اسکو قتل کیا معدیکرب الزبیری اسکا نانا ہوتا تھا اور عمرو بن معدیکرب مامون ہوتا تھا۔ اسکی ایک بیٹی جو شاعرہ تھی اُس کا نام سلمی تھا اور دوسری کا نام عمرہ تھا یہ بھی شاعرہ تھی ان دونون نے اس کی نسبت بہت سے مرثیہ کہے ہین۔

ذوالخمار یعنے مالک بن نویرہ بھی ایک شجاع آدمی تھا اسکا نسب مضر بن نزار سے ملتا ہے اُسکی کنیت ابوالمغوار تھی اس کے بھائی کا نام متمم اور کنیت ابونہشل تھی اور مالک فارس کو ذوالخمار کہتے ہین اس وجہ سے کہ اُس کے پاس ایک گھوڑا تھا جسکا نام ذوالخمار تھا۔ یہ شخص نہایت شریف اور شہسوار اور شاعر تھا۔ اسکو حنفول بھی کہتے ہین۔ حضرت ابوبکر رضی کی خلافت مین خالد بن الولید رضہ نے اسکو قتل کیا اور اُسپر یہ الزام لگایا گیا تھا کہ اُس نے

---

[1] ترجمہ۔ کاش کہ میرا پڑوسی حصین کے پڑوسی کے مثل ہوتا اور میرا شوہر عمرو بن معدیکرب کے مانند ہوتا۔

سجاح پر ایمان لایا ہے۔ (ذمۃ العرب سے قسم کھانے کا بیان دیکھو جو چوتھے مقالہ کی تیسری فصل مین ہے)

عروۃ بن الورد بن زید بن عمرو بن زید بن عبد اللہ ایک شجیع آدمی تھا یہ شخص مضر بن نزار کی اولاد سے تھا اور جاہلیت کے مشہور شاعرون اور شہسوارون مین گنا جاتا ہے اور زمانہ جاہلیت کے منتخب اور متقدمین نجابت پیشون کے صعالیک (فقرار) سے ایک صعلوک (فقیر) تھا اسکا لقب عروۃ الصعالیک اسلیے ہوا تھا کہ یہ فقرار کو جمع کرکے ان کو خیرات دیتا تھا اور جب ان کو لڑائیون مین کچھ معاش نہین ہوتی تھی اور ان کے پاس بکریان وغیرہ نہین ہوتی تھین تو وہ ان کی امداد کرتا تھا۔ بعض لوگ اس کے سوائے اور حالات بھی بیان کرتے ہین۔ ص۲۴۷

عنترۃ بن عمرو بن شداد العبسی جسکا قصہ مشہور ہے ایک شجیع آدمی تھا یہ شخص بنی عبس کا شہسوار ہوا اسکی شجاعت مین مثال دیجاتی ہے اور یہ کہتے ہین "اشجع من عنترۃ" یعنے عنترہ سے زیادہ شجیع۔ یہ شخص عربون کے اعربہ[1] سے ہے شداد کو ایک حبشن لونڈی سے جسکا نام زبیبہ تھا ایک لڑکا پیدا ہوا تھا۔ اسکو عنترۃ الفلحا بھی کہتے ہین۔ فلحا، افلح کی تانیث ہے اور افلح اس شخص کو کہتے ہین جسکا نیچے کا ہونٹ کٹا ہوا ہو جیسے اوپر کے ہونٹ کٹے ہوئے کو اعلم کہتے ہین۔ بنی عبس نے بنی جذیمہ کی ایک لونڈی کو ایک غنیمت (لوٹ) مین پایا تھا۔ اور یہ لونڈی شداد بن قراد کے حصہ مین آئی تھی جب عنترۃ جوان ہوا تو عبلہ بنت مالک پر عاشق ہو۔ اور مالک شداد کا بھائی تھا۔ یہ شخص گھوڑون پر سوار ہوتا اور اپنی شجاعت کو ظاہر کرتا تھا۔ اسکا ظہور ایام حرابہ مین ہوا۔ ایام حرابہ اس لڑائی کا نام ہے جو بنی عبس اور فزارہ مین ہوئی تھی جنہون نے گھوڑ دوڑ کو واجب قرار دیا تھا۔

ان لڑائیون مین اسکا ایسا نام ہوگیا کہ عرب کے شہسوار اس کے نام سے گھبرانے لگے۔ یہ شخص بڑا پہلوان اور فصیح تھا اور اپنی محبوبہ عبلہ سے اس نے شادی کی۔ اسکی فصاحت اور شجاعت اس درجہ تک بڑھی کہ اس نے کعبۃ اللہ پر ایک قصیدہ لکھ کر لٹکایا اسکا قصیدہ ان سات قصائد مین شامل ہے جو معلقات کے نام سے مشہور ہین اسکا ذکر چوتھے مقالہ کی پہلی فصل مین گزر چکا ہے[2] اسی سے حکایت کی گئی ہے کہ کسی نے اس کو اشجع العرب داشد ہم بطشاً کہا یعنے تو عربون مین بڑا شجیع اور گیرودار مین بڑا دلیر اور سخت پکڑنے والا ہے اس نے کہا ایسا نہین ہے۔ اس سے کہا گیا کہ پھر لوگون مین تیری شہرت اس درجہ کیون ہوئی اس نے

---

[1] اعربہ کے معنی سردارون کے ہین۔

[2] اسی مقالہ کی تیسری فصل کے ابتدا مین بھی اسکا ذکر لکھا گیا ہے۔ مترجم

کہا مین لوگون کے قدمون کو دیکھتا تھا جب وہ بڑھتے تھے تو مین بھی ارادہ کرکے بڑھتا تھا اور جب وہ ہجوم کرتے تو بنظر احتیاط مین بھی اُن مین ملکر غلبہ کرتا تھا اور مین کبھی ایسے موقع مین نہین جاتا تھا جہان سے نکلنے کا راستہ نہ ہو اور جب کوئی غریب گر پڑتا تھا تو مین اسکو اسطرح سے مارتا تھا کہ اُس حالت کو دیکھکر بڑے بڑے جوان مرد بھی ڈر جاتے تھے اور پہر مین جھک کر اسکو اُٹھا لیتا تھا اور لڑائی دہوکہ کا نام ہے۔ اسکو ایک شخص نے جس کا نام اسدر ہیص تھا قتل کیا ۱۱۸ عرمین یعنے ہجرت سے تقریباً سات سال پیشتر یہ شخص مارا گیا۔

اہل عرب کے شہسوارون مین اور لوگ جنکی شجاعت کی مثال دیجاتی ہے اُن مین سے عتیبہ بن الحرث بن شہاب ہے جو تیم کا شہسوار ہے اور اسکو سیم الفرسان بھی کہتے ہین۔ عامر بن مالک بن جعفر بن کلاب بھی ایک شہسوار ہے جو قبیلہ قیس سے تھا اسکی کنیت ابو البرا رہے اور اسکو ملاعب الاسنہ بھی کہتے ہین۔ عامر بن الطفیل جو عامر مذکور کا بھائی ہے یہ بھی ایک شہسوار ہے اور بسطام بن قیس شیبانی بھی ایک شہسوار ہے جو قبیلہ بکر سے تھا جسکی شجاعت مین تعریف کرنی ہوتی ہے تو یہ کہتے ہین اُفرس من سہم الفرسان اور اُفرس من ملاعب الاسنۃ یعنی سہم الفرسان اور ملاعب الاسنۃ سے زیادہ شہسوار۔ اور دوسرون کے نام سے بھی مثال دیجاتی ہے۔

ص ۲۴۸ عرب کے اغربہ جنکا اوپر ذکر ہوا اور جو اس نام سے مشہور ہوئے ہین وہ آٹھ شخص ہین تین اُن مین سے اپنی ماؤن کی طرف منسوب ہین منجملہ اُن کے ایک عنترہ مذکور ہے جو اپنی ماں زبیبہ کی طرف منسوب ہے۔ اور خفاف بن عمیر والشرید بھی اپنی ماں ندبہ کی طرف منسوب ہے۔ اور سلیک بن عمیر السعدی بھی اپنی ماں سلکہ کی طرف منسوب ہے۔ باقی جو پانچ ہین اُنمین شنفری ازدی تابط شرا ہشام بن معیط۔ ہمام بن مطرف اور عمیر بن ابی عمیر ہے ان مین سے ہر ایک ایک صفت سے مشتہر ہے۔ محیط المحیط مین لکھا ہے کہ زمانہ جاہلیت کے اغربہ مین عنترہ خفاف بن ندبہ۔ ابو عمیر بن الحباب سلیک بن السلکہ۔ اور ہشام بن عقبہ بن ابی معیط ہے مگر یہ آخری شخص مخضرم[1] ہے اور یہ زمانہ اسلام مین زندہ رہا اور مسلمان ہوا۔ اسلام والون مین عبد اللہ بن حازم اور عمیر بن ابی عمیر اور ہمام بن مطرف اور شنفری اور مطر بن وہب اور مطر بن ادنی اور تابط شرا جسکا نام زید بن ثابت ہے۔ اور شنفری ازدی۔ اور ماجز ہے۔ لیکن عنترہ آخر مین شہسوار اور شجیع مشہور ہوا جیسا کہ اوپر مذکور ہوا لیکن سلیک بن السلکہ چوری مین مشتہر ہوا جیسا کہ اس مقالہ کی پہلی فصل مین بیان کیا گیا ہے۔ مگر یہ شخص عربون کے محاضیر سے گنا جاتا ہے

---

[1] مخضرم اُس شخص کو کہتے ہین جو زمانہ جاہلیت مین پیدا ہوا ہو اور پہر اسلام کے زمانہ مین بھی زندہ رہا ہو اور اسلام کو قبول کیا ہو۔ اور مخضرم الدولتین اُس شخص کو کہتے ہین جو دولت بنی امیہ اور عباسیہ مین رہا ہو۔ مترجم

جسکا بیان ابھی کیا جاتا ہے - اور تابط شرا اور شنفری ازدی بھی محاضیر مین ہین-

محاضیر عرب سے وہ لوگ مراد ہین جو پیادہ دوڑنے مین مشہور ہوئے ہین اور محاضیر کا لفظ احضار سے مشتق ہے جس کے معنی گھوڑے کی دوڑ کے ہین- کہا جاتا ہے کہ یہ پانچ شخص ہین- ایک سلیک مذکور ہے جسکو عدی بھی کہتے ہین اسکا نام حرث بن عمرو بن زید بن مناۃ التیمی ہے اور سلیک مصغر سلک کا ہے اور سلک کبک دری کے بچہ کو کہتے ہین وہ اس نام سے اس لیے موسوم ہوا کہ اسکی مان کا نام سلکہ تھا اور سلکہ کبک دری کی مادہ کو کہتے ہین کہا جاتا ہے کہ یہ شخص ہے جو زمین پر پیادہ پا دوڑا تھا اور اس قدر تیز دوڑتا تھا کہ تیز رو گھوڑے بھی اسکو نہین پا سکتے تھے جسطرح چوری مین اسکی مثال دیجاتی ہے اسیطرح دوڑنے مین بھی اسکی مثال دیجاتی ہے اور یہ کہا جاتا ہے "اعدی من السلیک بن السلکہ" یعنے سلیک بن سلکہ سے زیادہ دوڑنے والا یہ شخص اہل عرب کے فصحا اور شعرا مین سے تھا اسکو سلیک المقانب بھی کہتے ہین اور مقانب کے معنی بہیڑیے کے ہین اسکو انس بن مدرک خثعمی نے ۶۰۵ء مین یعنی ہجرت سے تقریباً بیس برس پہلے قتل کیا-

دوسرا شنفری ہے جو ازدی تھا اسکو شنفری اسلیے کہتے ہین کہ اس کے ہونٹ بڑے اور موٹے تھے تیز دوڑنے مین اسکی بھی مثال دیجاتی ہے جیسے کہ سلیک مذکور کی مثال دیجاتی ہے اور کہا جاتا ہے "اعدی من الشنفری" صد ۲۴۹
یعنے شنفری سے زیادہ دوڑنے والا- یہ شخص زمانہ جاہلیت کا شاعر تھا- مشہور قصیدہ لامیۃ العرب کا مصنف یہی ہے قصیدہ لامیۃ العجم طغرائی اسی کے مشابہ ہے-

تیسرا شخص عمرو بن براق ہے اور چوتھا اسیر بن جابر اور پانچوان تابط شرا جس کا نام ثابت بن جابر بن سفیان فہمی ہے-

اس مقام پر ایک اور شخص کا ذکر کیا جاتا ہے جسکو ذعمیص الرمل کہتے ہین جو عربون کے سردارون مین سے تھا راستہ بتلانے مین یہ شخص مشہور تھا جس شخص کی حمق دلالت مین مبالغہ کیا جاتا ہے تو یہ کہتے ہین "ادل من ذعمیص الرمل" یعنے ذعمیص الرمل سے زیادہ رہنما- اسیطرح "ادل من حنیف الحناتم" بھی کہتے ہین یعنے حنیف الحناتم سے زیادہ رہنما یہ شخص تیم اللات سے تھا جو ثعلبہ کا بیٹا تھا- قریب مین اس کا ذکر کیا جائے گا یہ شخص بڑا رہنما اور رہنمائی مین بڑا ماہر تھا-

ایک دوسرا شخص ہے جس کا نام ربیعۃ الاخبط ہے یہ شخص رات کو سفر کرنے مین بڑا مشہور تھا اور اس امر مین اسکی مثال دیتے ہین-

لیکن زمانہ اسلام مین جو لوگ شجاعت مین مشہور ہین اُن کے کئی طبقے ہین- پہلے طبقہ مین علی بن ابی طالب رضہ اور خالد بن الولید اور مقداد بن ابی الاسود اور سعد بن ابی وقاص الزہری اور طلحۃ الاسدی اور ابو دجانۃ الانصاری

اور عمار بن یاسر اور مالک بن الحرث النخعی اور قعقاع بن عمر جس نے باتی کو بہالا مارا تھا۔

اس سے کم درجہ کے طبقہ مین عبداللہ بن الزبیر بن العوام اور ابو ہاشم عبداللہ بن محمد بن علی بن ابی طالب رضہ اور عبداللہ بن حازم السلمی شہور اسلام اور سلمہ بن عبدالملک بن مروان اور خلیفہ معتصم باللہ عباسی اور ابراہیم بن اشتر النخعی اور عبداللہ بن الحر الجعفی اور مجدر بن ربیعۃ العکلی[1] اور مہلب بن ابی صفرہ اور اسکی اولاد مین مغیرہ اور یزید اور مدرک اور حبیب اور مفضل اور قبیصہ[2] ہین اور عبدالملک اور محمد جو آل ابی صفرہ سے مشہور ہین اور ان کا باپ مہلب عجاج بن یوسف کے امرا سے تھا جھوٹ مین اسکی مثال دیجاتی ہے اور کہا جاتا ہے "اکذب من المہلب" یعنی مہلب سے زیادہ جھوٹا جب یہ بات مین کرتا تھا تو کہا جاتا تھا کہ جھوٹ بولنے والا مہلا رہا ہے اور خود جھوٹ بولنے والے کی مذمت کرتا تھا۔ گھوڑے کے رکاب جو لوہے سے بنائے گئے ہین اسی کی ایجاد ہین ورنہ اس سے قبل رکاب لکڑی کے ہوتے تھے۔ چنانچہ جب لوگ لکڑی کے رکاب سے کسی کو مارتے تھے تو وہ ٹوٹ جاتے تھے اور اگر اس سے مارنے کا ارادہ کرتے تو رکاب اس کام مین مددگار اور معین نہین ہوتے تھے ۸۳ھ مین اسکی وفات ہوئی۔ صہ ۲۵۰

مہلب مذکور کہتا تھا کہ شجاع آدمی تین ہین۔ ابن الکلبیۃ اور احمر قریش اور راکب البغلۃ ابن الکلبیۃ مصعب بن الزبیر کو کہتے ہین اور احمر قریش عمرو بن عبداللہ بن معمر کو کہتے ہین اور راکب البغلۃ جعادبن الحصین کو کہتے ہین۔

خارجیون مین ابو بلال مرداس اور شبیب الخارجی اور حجاج کوفہ مین اور قطری بن الفجاۃ ان لوگون سے ہین جو آپسمین دو دل کر جنگ و جدال مقابلہ سے کرتے تھے۔

اس سے کم درجہ کے طبقہ مین معن بن زائدۃ الشیبانی اور عمرو بن جنیف اور ابو دلف قاسم بن عیسی العجلی ہین۔

فصل سوم

عربون کے شاعرون اور فصیحون کے بیان مین

عربون کے نزدیک فصاحت کے برابر باوقعت کوئی چیز نہین ہے اس لیے کہ قدیم اقوام مین وہ لوگ فصاحت مین بڑی شہور ہوئے ہین اور اہل عرب تیزی فکر اور سرعت خاطر کے تمام اقسام مین جنکا ذکر آگے آتا ہے اعلی طبقہ مین ہین۔ اولا

---

[1] مجدر کے معنی قصیر یعنے ٹھگنے کے ہین۔ مولف

[2] قبیصہ کے معنی جسیم کی ہوئی مٹی کے ہین۔ مولف

خطابۃ۔ اس لیے کہ وہ ہر ایک امر مہم مین خطبون کا استعمال کرتے ہین اور اُن مین سے اعلیٰ درجہ کے لوگ خطبہ پڑہا کرتے تھے[۱] کیونکہ عالم تمدن مین علوم منطقیہ مین سے یہ ایک علم ہے اور اُس کا موضوع[۲] ایسے نافع اور قانع کرنے والے اقوال ہین جو جمہور خلائق کی کسی کام مین اعانت اور روک کی جاتی ہے اہل عرب بعینہ ایسے ہی اقوال سے خطبہ (لکچر) پڑہتے تھے حالانکہ وہ نہین جانتے تھے کہ منطق کیا ہے۔ ص ۲۵۱

کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلے جماعت (جلسہ عام) مین جس نے خطبہ پڑہا وہ عبد شمس ہے جسکا لقب سبا بن یشجب بن یعرب بن قحطان ہے جو عربون کا جد اعلیٰ ہوا ہے۔

قس بن ساعدۃ بن عمرو بن عدی بن مالک بن النمر بن دائلۃ بن عبد مناۃ بن اقصی ابن وعی بن ایاد جو نجران کا اسقف تھا اور جسکا ذکر چوتھے مقالہ کی دوسری فصل مین گزرا ہے وہ اہل عرب کا اپنے زمانہ مین خطیب (لکچرار) اور حکیم اور قاضی تھا سب سے پہلے اسی نے بلند مقام پر چڑھکر خطبہ پڑہا تھا۔ اور اسی نے سب سے پہلے اپنے کلام مین "امابعد" کا استعمال کیا اور اسی نے سب سے پہلے خطبہ کے وقت تلوار یا عصا پر ٹیک لگاکر کہڑا رہا۔ اسی نے سب سے پہلے خط مین "من فلان الی فلان" لکھنے کا طریقہ ڈالا۔ اور اسی نے سب سے پہلے بعث کا بغیر علم کے اقرار کیا[۳] اور سب سے پہلے اسی نے کہا کہ "البینۃ علی من ادعی والیمین علی من انکر" یعنے شہادت اور ثبوت مدعی پر ہے اور منکر پر قسم لازمی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جناب رسالت مآب صلعم نے قبل بعثت اسکو دیکہا اور اسکا خطبہ سُنا۔ اور بلاغت مین اسکی مثال دیتے ہین اور یہ کہتے ہین ابلغ من قس یعنی قس سے زیادہ بلیغ خیال کیا گیا ہے کہ وہ سات سو برس زندہ رہا۔

سحبان وائل الباہلی بھی بلاغت کے خطیبون اور شاعرون سے ایک مشہور شخص ہے اور یہ قول اُسی کا ہے۔

لقد علم الحی الیمانون اننی اذا قلت اما بعد انی خطیبہا[۴]

حکایت بیان کی جاتی ہے کہ اُسنے ایک روز دو قبیلون مین صلح کرانے کی نسبت ایک خطبہ (لکچر) آدہے دن تک

---

[۱] اس زمانہ مین لکچر دینے کا عام رواج ہے جو نہایت مفید چیز ہے۔ مترجم

[۲] ہر علم کا ایک موضوع ہوتا ہے اور موضوع اُسکو کہتے ہین کہ اُس علم مین اُس کے ذاتی عوارض سے بحث کی جاتی ہے مثلاً نحو کا موضوع کلمہ اور کلام ہے اس لیے کہ نحو مین اُنکی بحث ہوتی ہے اور منطق کا موضوع تصور اور تصدیق ہے کیونکہ منطق مین تصور و تصدیق سے ہی بحث کی جاتی ہے۔ مترجم

[۳] اصل نسخہ مین نوٹ مین یہہ لکہا ہے کہ وہ نصرانی تھا پس بغیر علم کے اُس کا اقرار بالبعث صحیح نہین معلوم ہوتا۔ مولف

[۴] ترجمہ۔ یمن کے قبیلہ والے جانتے ہین کہ جب مین امابعد کہنا ہون تو مین اُن کا خطیب (لیکچرار) ہون۔

پڑھتا رہا اور اس عرصہ مین کسی کلمہ کو اعادہ نہین کیا یعنی مکرر وہی کلمہ نہین کہا اسیواسطے امثال مین یہ کہتے ہین "اخطب من سحبان" یعنی سحبان سے زیادہ خطیب (لکچرار)۔

اور ابن خماعہ[1] ایوب بن زید بن قیس بن زرارہ[2] الہلالی جماعہ اسکی مان کا نام تھا اور اسکی مان فریہ[3] کے نام سے بھی مشہور تھی۔ ابن خماعہ بھی اپنی مان کے نام سے مشہور ہے کیونکہ یہ عورت بڑی مشہور تھی یہ شخص بھی عربون کے مشہور خطیبون (لکچرارون) مین بہ لحاظ فصاحت و بلاغت کے منتخب تھا حالانکہ وہ خود امی تھا پڑھا نہین جانتا تھا[4] ۸۴ھ ہجری م ۳۰۷ء مین اسکی وفات ہوئی۔ ص ۲۵۲

اور ابو نعامۃ القطری بن النعجاۃ جسکا اوپر ذکر ہوا ہے اور نعجاۃ اسکی مان کا نام تھا یہ شخص بھی عربون کے خطیبون مین ایک مشہور خطیب تھا اور نیز یہ بڑا فطین اور ذکی اور مکار و حیلہ باز تھا۔

اور ابو قدامۃ زمانہ اسلام کا ایک شخص ہے بلاغت مین اسکی بھی مثال دیجاتی ہے اسکی بہت سی تصانیف ہین۔

ابو الفرج جعفر بن قدامۃ بن زیاد الکاتب البغدادی یہی شخص ہے حریری نے اپنے مقامات کے مقدمہ دیباچہ مین اسکی نسبت یہ کہا ہے وان المتصدی بعدہ (ای بدیع الزمان) لانشاء مقامۃ ولو ادنی بلاغۃ قدامۃ لایعترف الامن فضالۃ ولایسری ذلک السری الابدلالۃ کہ بدیع الزمان ہمدانی کے بعد جو شخص مقامات کے لکھنے کے درپے ہوگا اگرچہ اسکو قدامۃ کی بلاغت بھی نصیب ہوا سکی کاپس خوردہ نوش کرے گا اور اس راستہ پر اسکی رہنمائی سے چل سکیگا۔

اور ابو الحسین محمد بن احمد بن اسمعیل بن عیسی بن اسمعیل جو ابن سمعون کے نام سے مشہور ہے زمانہ اسلام مین وعظ کہنے مین یہ بھی مشہور ہوا ہے اگر کسی کے وعظ کہنے مین مبالغہ کیا جاتا ہے تو یہ مثال دیتے ہین "اوعظ من ابن سمعون" یعنی ابن سمعون سے اچھا واعظ ۳۸۷ھ م ۹۹۷ء مین اسکی وفات ہوئی۔

امثال کا بیان ضرب المثل مین عربون کو بڑی دستگاہ حاصل ہے وہ اپنے ہر ایک واقعہ کو جو نادر ہوتا ہے اسکو اپنے واقعات مین مثال کے طور پر استعمال کرتے ہین جنمین بڑی فصاحت ہے اور اس کتاب مین اکثر جابجا وہ مذکور ہین کیونکہ ان امثال کو عربون کے آداب کی تحقیقات اور ان کے اخبار پر مطلع ہونے مین بڑا دخل ہے۔ جن سے متاخرین اپنے خطبون اور اشعار اور انشاؤن کو زینت دیتے ہین۔ ان امثال کے جمع کرنے مین زمانہ اسلام کے بہت سے مولفین نے کوشش کی ہے اور جمع بھی کیا ہے اور اس خاص امر مین جو کتاب بطور جامعیت کے تالیف

---

[1] خماعۃ کے معنی لنگڑے کے ہین۔ مولف

[2] زرارہ کے معنی ایسے سس دار ما وہ کے ہین جو دیوار پر مارنے سے چمٹ جائے۔ مولف

[3] فریہ کے معنی مادہ خرہ کے ہین یعنے گدھی۔ مولف

کی گئی ہے اور جسمین زمانہ جاہلیت اور اسلام کی ضرب الامثال بیان کی گئی ہین مجمع الامثال علامہ میدانی کی ہے اس کا نام ابو الفضل احمد بن احمد بن ابراہیم النیسابوری ہے علامہ مذکور نے کتاب مذکور مین بیان کیا ہے کہ پہلی ضرب المثل جو عربون مین جاری ہوئی وہ اُن کا یہ قول ہے "المرأۃ من المرأ" و کل ادما من آدم" یعنے عورت مرد سے اور ہر گندمی رنگ والا آدم سے ہے (جس کے معنی گندم گون کے ہین) ۵۱۸ھ م ۱۱۲۴ع مین اسکی وفات ہوئی۔

شعر کا بیان | لیکن شعر کا نظم کرنا جیسا کہ ابو داود نے بیان کیا ہے زمانہ جاہلیت مین رائج تھا کوئی شخص اہل عرب مین ایسا نہین تھا کہ شعر کہنے پر قادر نہ ہو اور شعر کہنا انکی طبیعت مین خمیر کیا گیا تھا گو اُس کا قول کم ہو یا زیادہ لیکن شعر ضرور ہوتا تھا۔ بعض لوگ کہتے ہین کہ اہل عرب شعر نہایت جلدی سے نظم کرتے تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ص۲۵۳
اُس زمانہ مین اہل عرب علم عروض نہین سیکھتے تھے اور نہ اُن کو علم بیان وغیرہ کے پڑھنے کی حاجت تھی جیسا کہ اِس زمانہ مین ضرورت ہے۔ یہ علوم یعنی عروض اور بیان وغیرہ زمانہ اسلام مین متاخرین نے ایجاد کیے ہین کیونکہ اس کام کے طبعی قوی اُن کے معدوم ہو گئے تھے اس لیے وہ اسکو دوبارہ زندہ کرنیکے حاجت مند ہوئے پس اُنہون نے وسائط صناعیہ (علمیہ) سے اُس کا علاج کرنا شروع کیا جو متقدمین اہل بادیہ کے اشعار سے ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر نکالا کیونکہ اُن لوگون کی خلقت ہی ایسی واقع ہوئی تھی۔ ابو عبیدہ کہتا ہے کہ زمانہ جاہلیت مین شاعر قبیلہ قیس مین تھے۔ اور زمانہ اسلام مین قبیلہ تمیم مین جتنے شاعر ہوئے ہین اور کسی قبیلہ مین نہین ہوئے۔ قبیلہ تمیم مین بھی جریر اور فرزدق اور اخطل نامور شاعر ہوئے ہین۔ ہم نے شعر کے مضمون پر نہایت وسیع بیان لکھا ہے جو بالکل کافی ہے اور اسکو ہم نے اپنی کتاب زبدۃ الصحائف فی اصول المعارف کے دوسرے مقالہ مین بیان کیا ہے اب ہم اسکو اس مقام پر دوہرانا نہین چاہتے۔

ہم کہتے ہین کہ عرب کے شاعر جو زمانہ جاہلیت اور اسلام مین گزرے ہین وہ باعتبار اپنے اپنے زمانون کے چار طبقون مین تقسیم ہو سکتے ہین۔ تین طبقہ کے شاعر تو ایسے ہین کہ شعر کا نظم کرنا اُن کا ذاتی مادہ اور جوہر طبعی تھا جیسا کہ اوپر ذکر ہوا اس لیے کہ انہون نے اُس زمانہ کو نہین پایا جسمین متاخرین شعر بنانے کے قواعد بنائے جن کے سبب سے شعر کا نظم کرنا برابر ایک فن ہو گیا۔ اُن مین سے پہلا طبقہ جاہلیین کا ہے جس کے شعرا ظہور اسلام سے قبل ہوئے ہین اور اُسی زمانہ مین مر بھی گئے یا بعض نے اُن مین سے اسلام پایا مگر قبول نہین کیا بلکہ وہ اپنے اُسی قدیم مذہب پر مصر رہے اور مر گئے جیسے امرء القیس اور امیۃ بن ابی الصلت۔ دوسرے طبقہ مین مخضرمین ہین مخضرمین زمانہ جاہلیت کے وہ شاعر ہین جنہون نے زمانہ اسلام کو پایا اور اسلام کو قبول بھی کیا جیسے حسان بن ثابت رضہ اور کعب بن زہیر اور مخضرم کا لفظ ناقہ مخضرمہ سے ماخوذ ہے یعنے وہ اونٹنی جسکا آدھا کان کٹا ہوا ہو۔ ایسے شاعر کو مخضرم کہتے ہین۔ بعض لوگ مخضرم کو حاسے

فہمہ سے استعمال کرتے ہین۔ پھر مخضرم کے معنی بین اور بھی وسعت دی گئی یہان تک کہ دولت امیہ اور دولت عباسیہ کو جس نے پایا اسکو مخضرم الدولتین کہنے لگے مگر سے طبقہ مین مولدین ہین جیسے فرزدق اور جریر جنکا ذکر ہوچکا۔ چوتھے طبقہ مین محدثین ہین جیسے معمری اور ابن ردوی یہ لوگ تیسری صدی ہجری کے ابتدا مین ہوئے ہین جو نوین یسوی صدی کے مطابق ہے۔ یہ لوگ جو شعر نظم کرتے تھے اس کے آداب اور قواعد مخترعہ کی بنا پر کرتے تھے پس اُن کا شعر کہنا از روے علم کے قرار پاتا ہے بالطبع شعر کہنے کے یہ عادی نہین تھے۔

۲۵۴ چونکہ شعر شعور روقوف اور واقفیت سے مشتق ہے اسی لیے شاعر کو شاعر کہتے ہین کیونکہ اسمین بھی زیرکی اور دانائی سے کام لینا پڑتا ہے اسی وجہ سے نظم کے مفاوت طبقات ہین۔ پس نادر اور اعلی درجہ کے شاعر کو فحذیذ کہتے ہین اس سے کم درجہ والے کو شاعر کہتے ہین پھر درجہ بدرجہ اس کا نام شویعر۔ شعرور۔ اور فشاعر ہے۔ بعض نے ان طبقات کی طرف اپنے اس قول سے اشارہ کیا ہے۔

الشعرا فی الزمان اربعہ　　فواحد یجری ولا یجری احد
وواحد یجول وسط المعمعہ　　وواحد لا تشہی ان تسمعہ
وواحد لا تشہی ان تسمعہ[1]

اسی وجہ سے متاخرین علمار نے زمانہ جاہلیت اور مخضرمین اور مولدین کے تینون طبقات سے چند منظومات اور قصائد کو منتخب کیا ہے جنکے سات حصے ہین ان مین سے ہر ایک حصہ اپنے خاص وصف کی وجہ سے مشہور ہے کیونکہ اُن کے اشعار افضل ہین وہ سات حصے یہ ہین معلقات۔ مجمہرات۔ منتقیات۔ مذہبات۔ مراثی۔ مشوبات۔ اور ملحمات۔ اسیوجہ سے ہم صرف ان کے ذکر پر کفایت کرتے ہین جن قصیدہ کہنے والون کے ترجمہ پر ہم واقف ہوے ہین اس لیے کہ اگر ہم اُن چارون طبقات کے شعرا کا کلام جنکے ترجمہ ہم نے جمع کیے ہین اس مقام پر لکھین تو کتاب کا حجم دوچند ہوجاتا ہے۔

معلقات کا سبب ان | اصحاب معلقات مین امرالقیس بن حجر الکندی ہے جسکی کنیت ابوذہیب ہے اسکو ملک الضلیل اور ذی القروح بھی کہتے ہین اسکی عورت کلیب اور مہلہل کی بہن ہے اور کلیب اور مہلہل ربیعۃ التغلبی کے بیٹے تھے۔ امرالقیس شعر کہنے مین باطبع راغب تھا ابتدائی جوانی سے شعر مین تشبیب باندھتا تھا۔ اس کے باپ نے اسکو نکلوا دیا تھا کیونکہ عرب کے بادشاہ شعر کہنے کو عار جانتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ عورتون کی عشق بازی مین اسی نے سب سے پہلے تشبیب باندھی۔

[1] ترجمہ۔ زمانہ مین شاعر چار قسم کے ہین۔ ایک ایسا ہے کہ وہ روان ہے کہ اُس کے ساتھ دوسرا نہین پہر سکتا۔ ایک ایسا ہے کہ وسط گرما مین پہرا کرتا ہے۔ ایک ایسا ہے کہ تو اس سے سننا نہین چاہتا۔ اور ایک ایسا ہے کہ اگر تو اسکی عیب پیمائی کرے تو وہ شرماتا نہین۔

اُس کے اشعار کا ایک دیوان ہے اور اس کا ذکر امی کتاب کے مختلف مقامات میں گزر چکا ہے۔

انہیں اصحاب معلقات میں زہیر بن ابی سلمی مزنی ہے جو قصائد حولیات کا مصنف ہے کیونکہ وہ ایک قصیدہ چار مہینے میں کہتا تھا اور اپنی ذات سے اور چار مہینے تک اسکی کانٹ چھانٹ کرتا تھا۔ پھر اور چار مہینے میں شاعروں کے سامنے پیش کرتا تھا اور تا وقتیکہ پورا سال نہ ہوجاتا قصیدہ کو مشہور نہ کرتا۔ اسی واسطے اُس کے قصائد کو حولیات کہتے ہیں اور حول کے معنی سال کے ہیں۔ زہیر کے باپ کا نام ربیعہ تھا اور اُس کے ماموں کا نام بشامہ تھا اسکے دو بیٹے تھے کعب اور بجیر[1] اسکی دو بہنیں تھیں سلمی اور خنساء اور اُس کا پوتا مضرب تھا اور یہ سب شاعر تھے زہیر سنہ ۶۳ سنہ ۶۰ عیسوی میں مرا۔

حارث بن حلزۃ الیشکری بھی شعراء جاہلیت سے ہے۔ ص ۲۵۵

اور لبید بن ربیعۃ العامری شاعر مخضرم ہے یہ شخص اشراف شاعروں اور عمدہ شہسواروں اور معمر عابدوں سے تھا کہا جاتا ہے کہ اُس نے ایک سو پینتالیس برس کی عمر پائی چنانچہ وہ خود اسکی نسبت کہتا ہے۔

ولقد سئمت من الحیاۃ وطولہا ۔۔۔ وسوال ہذا الناس کیف لبید[2]

اسکی کنیت ابو عقیل تھی سنہ ۴۱ ہجری سنہ ۶۶۱ عیسوی میں اسکی وفات ہوئی۔

اور عمرو بن کلثوم التغلبی جس کے باپ کا نام مالک اور ماں کا نام لیلی ہے جو کلیب کے بہائی مہلہل کی بہن تھی۔ اس کے بعد کلثوم بن عمرو العتابی شاعر ہے جو بہت سے رسائل اور خطوط کا مصنف ہے۔ اور یہ عمرو نعمان بن منذر کی بہت ہجو کرتا تھا۔ بیان کیا گیا ہے کہ وہ ڈیڑھ سو برس زندہ رہا۔

اور طرفۃ بن العبد البکری جسکا نام عمرو ہے اور لقب طرفہ ہے اور طرفہ طرفا کا واحد ہے اور طرفا درختوں کی اقسام کو کہتے ہیں جنمیں سے ایک قسم اثل ہے اور اثل وہ درخت ہے جو پانی کے کناروں پر ہوتا ہے۔ اسی سے اُس کا لقب طرفہ ہوا یا اس وجہ سے کہ اُسنے اپنے شعر میں اس لفظ کو باندھا تھا۔ اور وہ شعر یہ ہے۔

لا تعجلا بالبکار الیوم مطرف ۔۔۔ ولا امیر کیما بالدار اذ تقفا[3]

یہ شاعر بھی اعلیٰ درجہ کا ہے اور زمانہ جاہلیت کے اکثر بڑے نامور شاعروں پر فوقیت رکھتا ہے اسکی بہن کا نام خرنق ہے

---

[1] کعب اور بجیر دونوں مشرف بہ اسلام ہوئے کعب نے جناب رسالت مآب صلعم کی مدح میں جو قصیدہ لکھا ہے وہ بہت مشہور ہے۔ مترجم

[2] ترجمہ۔ میں عمر کی درازی سے بیزار ہوگیا ای لبید جب لوگ اسکا سوال کرتے ہیں تو کیا جواب ہو۔

[3] ترجمہ۔ ای میرے ہمدرد دوست آج کے روز نے میں جو فوج کے ایک کنارہ پر حملہ کرنے کا ہے جلدی نہ کر اور جب تمہارے دونوں امیر گھر میں اکٹھے رہیں اُسوقت ہی حملہ کرو۔

وہ بھی اسیطرح شاعرہ تھی۔ اسکو عمرو بن ہند نے بسبب اس کے کہ اس نے اس کے بہائی قابوس کی ہجو کی تھی قتل کیا۔

اور عنترۃ العبسی جسکی نسبت اسی مقالہ کی دوسری فصل مین اوپر اشارہ کیا گیا ہے بڑا شاعر تھا۔ لیکن اس کے قصیدہ معلقہ مین جسکی ردیف میم کی ہے اختلاف کیا گیا ہے۔ جسکا مطلع یہ ہے۔

ہل غادر الشعراء من متردم ام ہل عرفت الدار بعد توہم[1]

اس کے قصیدہ کو بعض نے مذہبات (جسکا بیان آگے آتا ہے) مین گنا ہے اور بجائے اس قصیدہ کے نابغہ ذبیانی کے قصیدہ کو معلقات مین گنتے ہین جس کے مطلع مین وہ یہ کہتا ہے۔

یادار میۃ فی العلیاء فالسند اقوت وطال علیہا سالف الامد[2] ص۱۵۶

لیکن اکثر لوگ اسپر اتفاق نہین کرتے شرح معلقات مین قاضی زوزنی اسی پر چلتا ہے اور شیخ محمد بن زکریا کی یہی رائے ہے۔

مجہرات کا بیان | عربون کے نزدیک قصائد مجہرات دوسرے طبقہ مین شمار ہوتے ہین اور اس کے مصنفین یہ ہین نابغہ ذبیانی جسکا اوپر ذکر ہوا یہ شخص بنی غطفان سے تھا اسکا نام زیاد بن معاویہ بن ضباب تھا اور کنیت ابو امامہ تھی یہ شخص متقدمین شاعرون مین طبقہ اول مین شمار کیا گیا ہے اس کے لیے بازار عکاظ مین چمڑے کا ایک خیمہ نصب کیا جاتا تھا۔ اس کے پاس تمام شعراء آتے تھے اور اپنے اشعار اسکو سناتے تھے۔ بادشاہ نعمان کے نزدیک اسکا بڑا رتبہ تھا اور یہ اسکا مصاحب خاص اور ہمنشین تھا۔

اور دوسرے شعراء بھی نابغہ کے نام سے موسوم ہین منجملہ ان کے نابغہ جعدی ہے اسکا نام حسان بن قیس ہے اس کا نسب غیلان بن مضر سے ملتا ہے اور اس مین اختلاف بھی ہے اور اسکی کنیت ابو لیلی ہے اس کا نام نابغہ اس لیے رکھا گیا کہ ایک مدت تک اس نے شعر نہین کہا پھر یکایک شعر کہنے لگا یہ شخص مخضرمین شاعرون مین بہت ہی اعلی درجہ کا ہے اس کی عمر بہت دراز ہوئی اور یہ نابغہ ذبیانی سے بڑا تھا اور اسکے یہ چند شعر ہین۔

---

[1] ترجمہ۔ کیا شاعرون نے پیوند لگانے کی جگہ باقی چھوڑی ہے۔ کیا تو نے گھر کو توہم کے بعد پہچانا ہے۔

[2] ترجمہ۔ اے میہ کے مکان جو مقام بلند اور پہاڑ کے دہانہ پر واقع ہے خالی ہوگیا اور اسپر بہت زمانہ گزرے۔

ومن یک سالما منی فانی — من الفتیان ایام الخمان[1]
أنت مئة لعام والأت فیه — وعشر بعد ذاک وحجتان
وقد ابقت خطوب الدہر منی — کما ابقت من السیف الیمانی

اور یہ شاعر یزید بن عبد الملک کی خلافت تک زندہ رہا۔

اور بعض اُن میں سے نابغۃ الشیبانی یعنے عبد اللہ بن الحارث ہے جو ربیعۃ بن نزار کی اولاد سے تھا یہ بدوی شاعر دولت بنی امیہ کا ہے۔ اصبہانی کہتا ہے معلوم یہ ہوتا ہے کہ یہ شخص نصرانی تھا اس لیے کہ وہ اپنے اشعار میں انجیل اور رہبانوں کی قسم کہاتا ہے اور نیز ایسی قسمیں کہاتا ہے جن سے نصرانی قسم کہاتے ہیں۔ عبد الملک کی اور اُس کے بعد اُس کے بیٹوں کی اسنے بہت تعریف کی ہے۔

عبید بن الابرص بھی مجمہرات کے قصیدہ گویوں میں شمار ہوتا ہے۔ اسکا نسب معد سے ملتا ہے یہ شخص بھی زمانہ جاہلیت کے اعلی درجہ کے فصیح شعراء میں گنا جاتا ہے۔ ابن سلام نے اسکو چوتھے طبقہ کے اعلی درجہ کے شاعروں میں گنا ہے اور اور طرفۃ بن العبد کو اسی کے طبقہ میں شمار کرتا ہے۔ اور علقمۃ بن عبدۃ بھی اسی طبقہ میں ہے۔ اور عدی بن زید جس کا ذکر آگے گا بنی اسد کا شاعر تھا اسکو منذر بن نعمان نے اپنے یوم بؤس یعنے جنگ بؤس میں قتل کیا۔ ۲۵۷

اور عدی بن زید جو ابن الرقاع العاملی کے نام سے مشہور ہے اور زید اس کے باپ کا نام تھا لوگ اسکا نسب رفاعہ سے ملاتے ہیں حالانکہ وہ اُس کے دادا کا دادا ہے شاید اُسکی شہرت کے سبب سے ایسا ہوا ہو۔ عدی مذکور بنی امیہ کے نزدیک سب سے مقدم شاعر تھا خاصکر ولید بن عبد الملک کے پاس۔ اسکی ایک بیٹی شاعرہ تھی جسکا نام سلمی تھا۔ اور وہ شہری تھی بدوی نہیں تھی یہ شاعر دمشق میں رہتا تھا۔ بعض نے اسکو زمانہ اسلام کے شاعروں میں تیسرے طبقہ میں شمار کیا ہے۔

اور شبرین حازم بھی ایک شاعر ہے جس کے ترجمے سے ہم واقف نہیں ہیں۔

اور امیۃ بن الصلت یعنی عبد اللہ بن ابی ربیعۃ بکر بن ہوازن کی اولاد سے تھا ابتدائے ظہور اسلام میں مرگیا اور اسلام قبول نہیں کیا کیونکہ اسکا یہ خیال تھا کہ بہ نسبت جناب رسالت مآب صلعم کے نبوت کا دعوی کرنے میں میں اولے ہوں اس کا باپ عبد اللہ بن ابی ربیعہ زمانہ جاہلیت کے قدیم شاعروں میں شمار کیا گیا ہے۔

اور خداش بن زہیر بھی ایک شاعر ہے جس کے ترجمے سے ہم واقف نہیں ہیں

---

[1] ترجمہ۔ میرے زمانہ نے مجھ سے جو فتنہ کرنے کا زمانہ ہے کون شخص سوال کرتا ہے۔ پیدائش کے روز سے اب تک ایک سو برس گزر چکے اور پھر دس برس اور گزرے اور دو چار سال کا زمانہ بھی گزرا۔ زمانہ کے حالات اور حوادث مجھ سے ایسے باقی رہ گئے ہیں جیسے سیف یمانی میں اُس کے جوہر باقی رہجاتے ہیں۔

عمر بن تولب جسکو مکی بھی کہتے ہیں اور جسکا نسب نزار سے ملتا ہے اعلیٰ درجہ کا مخضرم شاعر ہے زمانہ اسلام کو پایا اور اسلام بھی قبول کیا یہ شخص عربوں کے سہو نسیان اور شب اردن میں تما ہوتا ہے ابو عمر دبن العلا اس کے اشعار کے عمدہ اور جید ہونے کے سبب اسکو کیس کے نام لکھا کرتا تھا

منتقیات کا بیان | یہ تیسرا طبقہ ہے اس طبقہ میں مسیب بن علس ہے حکایت بیان کی جاتی ہے کہ اس نے عمرو بن ہند کے روبرو یہ شعر پڑھا تھا۔

وقد اتلفی الہوف اقتصارہ یناج علیہ الصیعریۃ تکدم[1]

حرقہ بن العبد اس وقت حاضر تھا اور اس نے بھی تھا یہ سنکر طرفہ نے کہا استوق لجمل "یعنے اونٹ اونٹنی بن گیا۔ یہ شمال اس وقت دیتے ہیں کہ جب ایک کلام میں دوسری قسم کا کلام مخلوط ہو جاتا ہے۔ اس لیے کہ صیعریہ ایک نشانی ہے جو اونٹنیوں کے گردن پر ہوتی ہے نہ کہ اونٹ پر۔ پس طرفہ کے یہ کلمات ضرب امثل ہو گئے۔ یہ سنکر مسیب غضبناک ہو گیا اور کہا کہ اسکی زبان اسکو قتل کرا ئیگی۔ اور ایسا ہی ہوا اس تذکرہ کو معلقات میں دیکھو۔

ص ۲۵۸ اور مرقش بن حریر اور دوسرے شاعر بھی مرقش کے نام سے موسوم ہوئے ہیں۔ ابو الفرج اصبہانی کہتا ہے کہ بڑا مرقش زمانہ جاہلیت کا ایک شاعر تھا اور ایک ان میں ہے جس نے کہ شعر کہا اور یہ مرقش کے نام سے ملقب ہوا اور یہ لقب اس کے اس قول کے سبب سے ہوا ہے۔

الدار درجش السود کما رقش فی ظہر الادیم قلم[2]

اور یہ مرقش اصغر کا چچا تھا لیکن اسکا اصلی نام عمرو تھا بعض کہتے ہیں کہ اس کا نام عوف بن سعد بن مالک تھا اس کا نسب بکر بن وائل سے ملتا ہے

اور مرقش اصغر کا نام عمرو بن ربیعہ بن حرملہ بن سفیان ہے جو کہ طرفہ بن العبد مذکور کا چچا تھا اور یہ مرقشیوں میں بڑا شاعر تھا اور عربی اسکی بہت بڑی تھی۔

اور عروہ بن الورد بھی اسی درجہ کا شاعر تھا۔ ترجمہ فصل سابق میں گزر چکا ہے۔

اور زید بن الصمہ بھی اسی طبقہ میں شمار ہوتا ہے " " "

اور مہلہل بن ربیعہ اسی طبقہ میں شمار ہوتا ہے " اول میں "

---

[1] ترجمہ۔ جب برخ دوم پیش آتا ہے تو میں ایسے اونٹ پر جسکی گردن بالکل خالص شاہین ہو سوار ہو کر انکی تلاش کرتا ہوں [2] ترجمہ۔ مکان اور اور اسکے علاوہ ایسے وحشی اور متنفر ہیں جیسے چمڑے کی پشت پر قلم کا نقش و نگار متنفر اور برا معلوم ہوتا ہے

اور نحل بن حرمیر بن عثمان بن سوید بھی اسی درجہ کا شاعر ہے اس کا نسب ہذیل سے ملتا ہے اور اسمین اختلاف بھی ہے اسکی کنیت ابو اثیلہ تھی۔ اصبہانی کہتا ہے کہ یہ شخص ہذیل کے بڑے شاعرون اور فصحا مین گنا جاتا تھا۔

مذہبانہ کا بیان یہ چوتھا طبقہ ہے۔ اس طبقہ کے شاعرون مین حسان بن ثابت رض ہین انکی کنیت ابو الولید تھی جو اسطبقہ کے شاعر تھے کہا جاتا ہے کہ اہل مدر (ساکنین قریہ) مین یہ بڑے شاعر تھے انکی عمر ایک سو بیس برس کی ہوئی ساٹھ برس انکی عمر کے زمانہ جاہلیت مین کٹے اور ساٹھ برس زمانہ اسلام مین۔ ان کو اور شعراء پر تین وجہ سے فضیلت دیجاتی ہے یعنے وہ زمانہ جاہلیت مین انصار کے شاعر تھے اور جناب رسالت مآب صلعم کی مدح مین انہون نے اشعار کہے ہین اور اسی وجہ سے وہ آنحضرت صلعم کے شاعر کہلاتے ہین اور مین کے باشندون کے بھی شاعر تھے۔ یہ تینون زمانہ اسلام کے ہین ان کو صفوان بن المعطل نے شہید کیا کیونکہ انہون نے اسپر ایک اتہام باندہا تھا جس کا ذکر مشہور ہے سنہ ۶۰ ہجری م ۶۶۹ء مین انکی وفات ہوئی۔

اور عبداللہ بن رواحہ قبیلہ انصار کے شاعرون مین سے ہے۔

اور مالک بن العجلان بھی ایک شاعر ہے جس کے ترجمہ سے ہم واقف نہین ہین۔

اور قیس بن خطیم الدوسی بھی زمانہ جاہلیت کا ایک شاعر ہے۔ اسکی کنیت ابو یزید تھی اس کے باپ کا نام عدی بن عمرو بن ظفر تھا۔

ص ۲۵۹ اجیحہ بن الحلاج بھی زمانہ جاہلیت کا ایک شاعر ہے اسکی کنیت ابو عمرو اور ابو وحوحہ تھی اور ابو قیس بن الاسلت جاہلیت کا شاعر ہے اس کا نام معلوم نہین ہوا اور اسلت اس کے باپ کا لقب ہے اور نام اسکا عامر تھا۔ اس کے قبیلہ والون نے اپنی لڑائی کو ابو قیس کی طرف منسوب کرتے ہین اور یوم بعاث مین اسکو رئیس (سالار) بنایا۔

اور عمرو بن امرالقیس بھی ایک شاعر ہے جس کے ترجمہ سے ہم واقف نہین ہین۔

مراثی یعنی مرثیون کا بیان اسکا پانچوان طبقہ ہے۔ اور مرثیہ گویون مین یہ لوگ ہین۔ ابو ذویب ہذلی اسکا نام خویلد بن خالد ہے اسکا نسب مضر سے ملتا ہے اور یہ مخضرمین شعراء سے تھا۔ زمانہ جاہلیت اور اسلام دونون کو پایا اعلی درجہ کا شاعر تھا حضرت عمر بن الخطاب رضی خلافت مین مرا۔

محمد بن کعب القرظی بھی ایک شاعر ہے اس کے ترجمہ سے بھی ہم واقف نہین ہوئے۔

اعشی باہلی کے ترجمہ سے ہمین واقفیت نہین ہوئی۔ شعراء مین اعشی نام کے بہت سے شاعر مشہور ہین منجملہ اُن کے باہلی مذکور ہے۔

اسی طبقہ کے شعراء مین میمون بن جندل الاسدی ہے اسکی کنیت ابو نصیر تھی۔ کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلے اسی نے اپنے اشعار پر انعام مانگا۔ اور اسی کی طلب مین دور دور کے شہرون مین گیا چونکہ یہ اپنے اشعار پڑھ کر گایا کرتا تھا اسی واسطے

اسکو صناعۃ العرب کہتے ہیں اور صنج بالضم موسیقی کا ایک آلہ ہے جو تانبہ سے تیار کیا جاتا ہے اور ایک کو دوسرے پر طرب کیلئے یعنے تال دینے کے لیے مارتے ہیں[1] یہ کتاب بھی اسی نام سے موسوم ہوئی ہے۔ یہون مذکور ۱۲۳ھ میں مرا

انہیں شعراء میں اعشی ہمدانی ہے اسکا نام عبدالرحمن بن عبداللہ بن الحارث ہے اسکا نسب کہلان بن سبا سے ملتا ہے اسکی کنیت ابوالمصبح تھی یہ شخص فصیح شاعر کوفہ کا رہنے والا تھا اور دولت بنی امیہ کا شاعر تھا اور یہ شخص فقیہ شعبی کا ہمنوائی تھا جس کا ذکر اس مقالہ کی پہلی فصل میں گزر چکا ہے۔ اور فقیہ شعبی بھی اس کے بہمائی تھے جو علاوہ فقیہ ہونے کے قاری بھی تھے۔ پھر انہون نے قرات چھوڑ دی اور شعر کہنا شروع کیا۔ ان کو حجاج نے بعض جنگون میں ابن اہل عراق کے ساتھ گرفتار کرکے قتل کیا کیونکہ یہ اپنی قوم کو لڑائی پر آمادہ کرتے تھے۔

اعشی مازنی بھی مخضرم شاعر ہے اس کا نام عبداللہ بن الاعور المازنی الحرمازی تھا اس سے زیادہ حسب اس کے حالات سے واقف نہیں ہوئے۔

اعشی قیسی جسکا نام ربیعہ ہے بعض اسکو نعمان بن یحیی بن معاویہ بھی کہتے ہیں یہ بھی دولت بنی امیہ کا شاعر تھا جب شہر بن آتا تھا تو شام میں مقیم ہوتا تھا اور جب جنگلون میں جاتا تو اپنی قوم میں موصل اور دیار ربیعہ کے اطراف میں رہتے تھا اور تا ص۲۶۰ تھا۔ یہ شاعر نصرانی تھا ولید بن عبدالملک اور اسکا محسن تھا عمر بن عبدالعزیز خلیفہ ہوئے تو انہون نے اس کو کچھ نہیں دیا اسپر اس نے یہ کہا۔

لعمری لقد عاش الولید حیاتہ — امام ہدی لا مستزاد ولا نزر[2]

کان بنی مروان لعبۃ وفاتہ — جلامید لاتندی ذوائب لہب القطر

اعشی بن ربیعہ بھی ایک شاعر ہے اسکا نام عبداللہ بن شداد بن ضبیب ہے جو کہ بن وائل کی اولاد سے تھا اسکی کنیت ابوعبداللہ تھی اسلامی شاعر ہے کوفہ کا رہنے والا تھا مروانی مذہب کا اور بنی امیہ کے ساتھ سخت متعصب تھا عبدالملک بن مروان اور اس کے بیٹے سلیمان کے زمانہ میں بھی رہا ہے۔

علقمۃ المطیوس بھی ایک شاعر ہے جس کے نسب سے ہم واقف نہیں ہیں۔

ابوزبید الطائی جسکا نام حرملۃ بن المنذر بن معدی کرب بن حنظلۃ بن النعمان ہے اسکا نسب یزید بن کہلان سے ملتا ہے یہ شاعر نصرانی تھا جاہلیت اور اسلام کو پایا اسی وجہ سے اسکو مخضرمین میں شمار کیا گیا ہے۔ بعض نے اسکو شعراء اسلام کی

---

[1] صنج چنگ کا معرب ہے جو موسیقی کے ایک ساز کا نام ہے ہندی میں اسکو جیج کہتے ہیں۔ مترجم

[2] ترجمہ۔ قسم ہے میری عمر کی کہ ولید اپنی زندگی میں ہدایت کا امام تھا نہ زیادہ نہ کم اسکی موت کے بعد بنی مروان کو ایسا خیال کرنا چاہیے کہ سخت پہر میں جو سیراب نہیں ہوتے ہیں اگرچہ بارش ان کو سیراب کرے۔

پانچوین طبقہ مین شمار کیا ہے۔ حضرت عثمان بن عفان رضہ اسکو اپنی مجلس مین نزدیک بٹھاتے تھے۔ ایک روز اس نے آپکے سامنے ایک شیر کی تعریف کی جو اس نے دیکھا تھا اور اسکی تعریف مین مبالغہ کیا۔ حضرت عثمان رضہ نے اس سے کہا کہ نامرد رہ تو نے اس بیان سے مسلمانون کے دلون کو رعب مین ڈالدیا۔

مالک بن الریب المنہٹلی بھی ایک شاعر ہے۔ اس کا نسب تمیم سے ملتا ہے یہ شخص شاعر بھی تھا اور علاوہ چور ہونیکے لوگون کو لیکایک مارتا تھا۔ بصرہ مین بنی تمیم کے جنگلون مین پیدا ہوا تھا۔ یہ اسلامی شاعر تھا جو بنی امیہ کے ابتدا سے زمانہ مین تھا۔ اور شطاظ کا رہنے والا تھا۔ اور شکار کی مہارت مین رفیق بھی تھا مگر اسکا ذکر اسی مقالہ کی پہلی فصل مین گزرا ہے۔ یہ شخص نہایت حسین تھا اور لباس عمدہ پہنتا تھا۔ اور وہ بوجہ اپنی خباثت کے اخیر زمانہ مین سعید بن عثمان بن عفان رضہ کے ہاتھ سے معزول ہوا۔ اور معاویہ کی طرف سے بصرہ کا عامل ہوا۔ انہون نے اس کو بلایا اور اچھا سمجھا اور اس کے لیے ماہانہ مقرر کر دیا

تمیم بن نویرۃ التمیمی بھی ایک شاعر ہے۔ مضر سے اس کا نسب ملتا ہے اور کنیت اسکی زہیل ہے اور یہ مالک ذی الخمار کا بھائی تھا جسکو خالد بن الولید نے قتل کیا۔ جیسا کہ مقالہ رابعہ کی تیسری فصل مین اور اس مقالہ کی دوسری فصل مین اسکا ذکر گزر چکا ہے۔

مشویات کا بیان | مشویات کا چھٹا طبقہ ہے مشویات کے شاعرون مین کعب بن زہیر ہے جو آنحضرت صلعم کا دشمن تھا آنحضرت صلعم نے اس کا خون حلال کر دیا تھا اس کے بعد وہ مسلمان ہوا اور آنحضرت صلعم کی مدح مین ایک قصیدہ کہا جو نہایت ہی مقبول اور مشہور ہے اس کے قصیدہ کا مطلع یہ ہے صلا ۲۶

بانت سعاد فقلبی الیوم متبول[1] متیم اثرہا لم یفد مکبول

جب آنحضرت صلعم کی تعریف مین اس نے یہ قصیدہ لکھا اور خود ناحاضر خدمت ہوا تو حضرت نے اس کے قصور کو معاف کر دیا اور نہایت عنایت سے اسکو اپنی چادر مرحمت کی۔ اس کے مرنے کے بعد معاویہ بن ابی سفیان نے اسکی اولاد سے اس چادر کو دس ہزار درہم دیکر خرید لیا۔ مصنف تذکرۃ الحکم کہتا ہے کہ خزانہ سلطان مین یہ چادر موجود ہے اس روایت کی ذمہ داری راوی پر ہے۔

نابغہ جعدہ بھی ایک شاعر ہے اسکا حال اوپر گزر چکا ہے۔

طفای جسکا نام عمیر بن شییم ہے اور یہ نصرانی شاعر تھا اور عبد الملک بن مروان کے زمانہ مین تھا یہ شخص اسلامی شاعرون مین گنا جاتا ہے۔ ربیع الغوانی سب سے پہلے اسی کا لقب ہوا ہے کیونکہ اس نے اپنے ایک شعر مین اسکا استعمال

---

[1] ترجمہ۔ سعاد جدا ہو گئی اس سے میرا دل بریشان اور بیمار ہے اس کے پیچھے میرا دل دیوانہ (عاشق) قیدی ہے جو ابھی جان نثار نہین ہوا ہے۔

کیلہے اور وہ یہ ہے۔

صریع غوان راقہن ورقصہ لدن شب متی شاب سود الذوائب [1]

حطیئہ جس کا نام اوس بن مجرد ال بن مالک ہے یہ شخص بنی عنصر سے تھا اسکی کنیت ابو ملیکہ تھی حطئہ اسکا لقب اس لیے ہوا کہ یہ ہکلتا تھا اور بدصورت بھی تھا اور دنی النفس اور بخیل اور ہجو گو تھا فان کا بھی ہکا یعنے برا بھلا کہتا تھا بہت کم لوگ اسکی ہجو سے محفوظ رہے ہیں اپنے بیٹوں اور اپنی عورتوں اور اپنی عورت کی بھی اس نے ہجو کی ہے خود اسکی نسبت کہتا ہے۔

لا حمد الائم من خلیقۃ ہجا بنیہ وہجا المرئہ [2]

من لومات علے فرئہ

فرئہ کے معنی مادہ خر کے ہیں اسکا واقعہ یہ ہے کہ اس نے اپنے مرنے سے پہلے اپنے عزیزوں کو وصیت کی کہ اسکو گدھی پر سوار کر دیں یہاں تک کہ میں اسی پر مر جاؤں کیونکہ کریم النفس آدمی اپنے بستر پر نہیں مرتا۔ اور مادہ خر گدھی ہے ایک ایسی سواری ہے کہ اسپر کوئی کریم یعنے شریف آدمی اور بھی آدمی نہیں مرا ہے۔ اس سے یہ بھی حکایت کی جاتی ہے کہ اسنے ایک روز ایسے شخص کی تلاش کی جو خود اسکی ہجو کرے جب ایسا کوئی آدمی نہیں ملا تو وہ رنجیدہ ہو گیا اور خود اسنے یہ کہا۔

ابت شقای الیوم الا نکلما بسود قلم او لمن انا قائلہ [3]

اس نے یہ شعر کہا اور اسکو بار بار پڑھنے لگا اور جب ایک پانی کے حوض پر اسکا گزر ہوا تو اس نے اپنے چہرہ کا عکس ص ۲۶۲
اسمین دیکھا اور پھر یہ شعر کہا۔

اری لی وجہا شوہ اللہ خلقہ فقبح من وجہ وقبح حاملہ [4]

شماخ بن ضرارہ جسکا نام معقل اور لقب شماخ ہے مخضرمین شعرا سے ہے۔ اس نے اپنے قبیلہ اور مہمانوں کی ہجو کی

---

[1] ترجمہ۔ عورتوں کو زیر کرنے والے نے اگی تعریف کی اور اُن عورتوں نے بھی اسکی تعریف کی۔ ابتدائے شباب سے اسکا یہی حال ہے اسوقت تک کہ اب سیاہ زلفیں سفید ہو گئی ہیں۔

[2] ترجمہ۔ حطیئہ سے زیادہ کوئی شخص لائق ملامت نہیں ہے۔ اس نے اپنے بیٹوں کی اور مرنے کی ہجو کی۔ اسکی مذمت گوئی اور اپنی بن کی یہ علامت ہے کہ وہ گدھی پر مر گیا۔

[3] ترجمہ۔ آجکے روز میرے جو شعروں نے میری بات کہنے سے انکار کیا تو اب میں نہیں معلوم کہ میرا کلام کس کو کہنا چاہئے

[4] ترجمہ۔ مجھ کو اپنا منہ بھی نظر آتا ہے کہ خدا نے اسکو نہایت ہی مکروہ بنایا ہے منہ بھی قبیح ہے اور شکل بھی قبیح ہے

اور مہمانوں پر ضیافت کرنے کے سبب سے اپنا احسان جتایا۔ اسکی ماں عرلون بن بڑی نجیب خیال کی گئی ہے اس کے دونوں بھائی شاعر تھے جنمیں سے ایک کو مزرد کہتے تھے اور اسکا نام یزید تھا اور دوسرے کا نام حرز بن ضرار تھا اسی سے ذکر کیا گیا ہے کہ وہ حمیریون کی تعریف کرتا تھا۔

عمرو بن احمد اور تمیم بن مقبل بھی شاعر ہین ان دونون کے ترجمون سے ہم واقف نہین ہین۔

ملحات کا بیان | یہ قصائد ساتوین طبقہ مین شمار ہوتے ہین۔ ان کے کہنے والون مین فرزدق تمیمی ہے اسکی کنیت ابوفراس اور نام ہمام بن غالب بن صعصعہ بن ناجیۃ الیتمی تھا۔ فرزدق کے معنی لغت مین آٹے کے پیڑے کے ہین۔ جسکو پھیلا کر روٹی بنائی جاتی ہے۔ رغیف الضخم گوندے ہوئے آٹے کا بڑا پیڑا جسکو عورتین کسیقدر خشک کر کے رکھتی ہین تاکہ وقت پر اُس سے توڑ کر چھوٹے چھوٹے پیڑے بنائے جاسکین۔ اسکا لقب فرزدق اس لیے ہوا کہ یہ نہایت بدصورت اور موٹے منہ کا تھا۔ منہیات یعنی بُرے کامون کے ارتکاب مین وہ بڑا دلیر تھا۔ جریر نے ایک قصیدہ مین اسکی ہجو کی ہے یہ شعر اسی قصیدہ کا ہے۔

وکنت اذا حللت بدار قوم ۔۔۔ ظعنت بخزیۃ وترکت عارا[1]

ایک وقت ایسا اتفاق ہوا کہ عمر بن عبدالعزیز نے اسکو شہر سے نکلوا دیا اس لیے کہ اُسنے ایک صاحب خانہ کی زوجہ کو جبکہ وہ اسکو اپنی ضیافت مین بلوایا تھا پھسلایا تھا۔ جب یہ جلاوطن ہو کر جانے لگا اور اپنی اونٹنی پر سوار ہوا تو اُس مکان کو یاد کیا اور کہا کہ خدا ابن مراغہ[2] کو ہلاک کرے کہ وہ قبل اس کے کہ مین اسکو دیکھون میری حالت سے خبردار ہو گیا۔ ایک روز اُس کے پاس ایک تمیمی شخص جو اُسی کے قبیلہ کا تھا آیا اور ایک یہ شعر پڑھا۔

ومنہم عمر المحمود نائلہ ۔۔۔ کانما راسہ طین الخواتیم[3]

یہ سنکر فرزدق ہنس دیا اور کہا بھائی صاحب تم کو یہ معلوم رہنا چاہیے کہ شعر کے دو شیطان ہین ایک کا نام ہوثر ہے اور دوسرے کا نام ہوجل ہے جس کے پاس ہوثر ہوتا ہے تو وہ شخص عمدہ شعر کہتا ہے اور جس کے پاس ہوجل ہوتا ہے اُس کے شعر کا مضمون بگڑ جاتا ہے اس بیت کے کہتے وقت تیرے پاس دونون شیطان تھے۔ چونکہ پہلے مصرعہ کے کہتے وقت ہوثر تیرے ساتھ تھا اس لیے وہ مصرعہ عمدہ کہا گیا اور جب تو نے

---

[1] ترجمہ۔ جب تو کسی قوم کے گھر مین فروکش ہوتا ہے تو وہان سے رسوائی سے کوچ کرتا ہے اور ننگ و عار سے اسکو چھوڑتا ہے۔

[2] مراغہ فرزدق کی ماں کا نام ہے۔

[3] ترجمہ۔ عمر اُن مین سے ہے جسکا عمدہ محمود داجیا ہے گویا کہ اسکا سر مہر کرنیکی مٹی سے بنایا گیا ہو۔

دوسرا مصرعہ کہا تو اُس وقت ہوجل تیرے ساتھ تھا اس سبب سے وہ دوسرا مصرعہ بگڑ گیا۔

ص ۲۶۳ عربون کا یہ بھی خیال ہے کہ ہر شاعر کے پاس ایک شیطان ہوتا ہے جو اشعار کو اُس کے دل میں القا کرتا ہے۔ فرزدق کے شیطان کو ہمیر یا عمرو کہتے ہیں۔ ابوعبدالرحمن یونس بن حبیب النحوی کہتا ہے کہ اگر فرزدق کے اشعار نہ ہوتے تو عربون کی لغت سے ایک ثلث لغات گم ہوجاتے ۱۱۰ھ ۷۲۸ء میں اسکی وفات ہوئی۔

جریر خطفی جس کا اوپر ذکر ہوا یعنے ابن عطیۃ التیمی ہے اسکا نام حذیفہ اور خطفی لقب تھا اور اسکی کنیت ابوحزرہ تھی زمانہ اسلام میں عربون کے شعراء میں یہ اعلیٰ درجہ کا شاعر تھا۔ غزل کہنے میں اسکی مثال دیجاتی ہے اور یہ کہا جاتا ہے "احسن یالتغزل من جریر" یعنے جریر سے زیادہ اچھی غزل کہنے والا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جریر فرزدق مذکور سے اعلیٰ درجہ کا شاعر تھا اور اُس سے عداوت رکھتا تھا۔ شعراء جاہلیت سے وہ اعشیٰ کے مشابہ ہے۔ علماء کا ابوعبیدہ کی صداقت پر اجماع ہے ابوعبیدہ کا قول ہے کہ اسلام کے شعراء میں جریر اور فرزدق اور اخطل کا نظیر نہیں ہے۔ اخطل کا ذکر ترتیب میں کیا جاتا ہے، یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ شعر گوئی کے چار مضمون ہیں یعنے۔ فخر۔ مدح۔ ہجو۔ نسب کا بیان۔ ان چاروں میں جریر دوسروں پر فائق ہے تبنی دشاعر نے کہا کہ وہ غزل میں بھی الم ہے ۱۱۰ھ ۷۲۸ء میں اسکی وفات ہوئی۔

اخطل تغلبی بھی ایک شاعر ہے اسکا لقب اخطل تغلبی اسلیے ہوا کہ وہ تغلبی نصرانیون سے تھا۔ اس کا نام غیاث بن الغوث بن الصلت بن طارقۃ التغلبی ہے اور کنیت ابومالک، اور اسکو اخطل اس لیے کہتے تھے کہ اسکی سماعت میں گرانی تھی یعنے کم سنتا تھا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اخطل کے معنی سفیہ (نادان) کے ہیں میدانی نے مجمع الامثال میں یہ لکھا ہے کہ خاطل جاہل کو کہتے ہیں اور یہ خطل سے مشتق ہے اور اخطل کے معنی کلام اور غیر کلام میں اضطراب ہونے کے ہیں یعنی پریشانی اور پراگندگی۔ اور اعشیٰ جرہمی بجرانی کا بھی یہی قول ہے یہ شخص (اعشیٰ جرہمی) عربون کا حکم (پنچ) تھا کہانت کے بیان میں اسکا ذکر گزرا ہے یعنے وہ کہتا ہے کہ خاطل کے معنی باطل کے ہیں۔ اور یہ اخطل جسکا ذکر ہو رہا ہے جریر اور فرزدق کا ہم عصر ہے اور انہیں کے طبقہ میں شمار ہوتا ہے۔ بعض لوگ اسکو ان دونوں پر فضیلت دیتے ہیں۔ حماد الراویہ سے پوچھا گیا تو اُس نے کہا کہ اُس نصرانی شخص سے کیا پوچھتے ہو جس کے شعر مجھے نہایت پسند ہیں۔

عبید الراعی بھی ایک شاعر ہے اس کے باپ کا نام حصین بن معاویہ تھا اور اسکی کنیت ابوجندل تھی اور اُس کا لقب راعی اس لیے ہوا کہ وہ اونٹون کی بہت تعریف کرتا تھا۔ اسلام کے شاعرون میں اعلیٰ درجہ کا شاعر تھا چنانچہ اس نے جریر اور فرزدق دونون پر اعتراض کیے ہیں اور وہ ان دونون کا معاصر تھا۔

ذوالرمہ یعنے ابوالحرث غیلان بن عقبہ بن نہیس بن مسعود جو معدبن عدنان کی اولاد سے تھا یہ شخص عربون کے

عاشقون مین ایک مشہور عاشق تھا - میہ نبت مقاتل بن طلبہ بن قیس بن عاصم المنقری کا عاشق تھا چنانچہ وہ اسکی نسبت کہتا ہے -

وقد علقت منی بقلبی علاقۃ بطیا علی مر الدہور الخلا لہا[1]

ابو تمام الطائی کہتا ہے -

ما ربع میہ معورا لطیف بہ غیلان ابہی ربی من ربعہا الخرب[2]

خرقار سے بھی وہ عشق بازی کرتا تھا اور اسکی نسبت جو شعر کہتا تھا اسمین بھی تشبیب باندہتا تھا - ابو الفرج اصفہانی کہتا ہے کہ خرقار وہ عورت تھی جو اپنی دولت مندی اور شروت کے سبب سے ہاتھ سے کوئی کام نہین کرتی تھی اور وہ بنی البکا بن عامر بن صعصعہ سے تھی - وہ ایک مرتبہ مفضل الضبی کو دیکھی اور کہا کیا تو نے حج کیا ہے اُس نے کہا مین نے کئی بار حج کیا - خرقار کہی کہ کس چیز نے تجھہ کو میری ملاقات سے باز رکہا حج کے مناسک (مقام زیارت) سے مین بھی ایک منسک ہون - اُس نے کہا اس کے کیا معنی ہین - اُس نے کہی کیا تو نے اپنے چچازاد بہائی ذوالرمہ کا یہ قول نہین سنا ہے -

تمام الحج ان تقف المطایا علی خرقار واضعۃ اللثام[3]

حکایت ہے کہ جریر ذی الرمہ کے پاس گیا اور وہ اُس وقت شعر پڑہ رہا تھا اور لوگ اُس کو گہیرے ہوئے تھے تو جریر نے کہا لقط عروس دابعار ظباء یعنے عروس کے جیسے غال ہین اور ہرنون کی سی مینگنیان ہین یعنے یہ اشعار ہرن کی مینگنیون کے جیسے ہین اسکو جو کوئی سونگہتا ہے تو اُنکی بو اچھی معلوم ہوتی ہے اور جب اُن کو توڑ کر سونگہتا ہے تو اُس کے خلاف مین پاتا ہے - جریر کا یہ قول ضرب المثل ہوگیا - ذوالرمہ کے تین بہائی تھے معقود - جرفاش - اور ہشام اور تینون شاعر تھے اور کہا جاتا ہے کہ ذوالرمہ طفیلی تھا اور اسکا لقب رمہ اس لیے پڑا کہ رمہ ضمہ کے ساتھہ پرانی رسی کے ٹکڑے کو کہتے ہین اور کسرہ کے ساتھہ پرانی ہڈی کو کہتے ہین کیونکہ وہ ایک روز میہ مذکورہ کے خیمہ مین گہس گیا تھا اور اُس سے پینے کے لیے پانی مانگا اور اسوقت ذوالرمہ کے کندہے پر ایک رمہ (رسی کا ٹکڑا) تھا - میہ اسکو پانی دی اور کہا کہ ای ذوالرمہ لے اور پی اسی سبب سے وہ اس لقب سے ملقب ہوا اور میہ کے ساتھہ تعلق پیدا کرنے کا بھی یہ ایک سبب ہوگیا -

ابو عبیدہ کہتا ہے کہ ذوالرمہ جب خبر دیتا ہے تو اچھی خبر دیتا ہے اور رد کرتا ہے تو بھی اچھی طرح سے رد کرتا ہے اور جب عذر کرتا ہے تو نہایت عمدگی سے اپنے کو بچا لیتا ہے - ابو عمرو کہتا ہے کہ شعر گوئی ذوالرمہ پر ختم ہوئی اور رجز رؤبۃ بن العجاج پر

---

[1] ترجمہ میہ نے میرے دل مین ایک ایسی گرہ ڈالی ہے کہ زمانہ کے گزرنے سے بھی اُس کا کہلنا دشوار ہے -

[2] ترجمہ میہ کا مکان آباد نہین ہے کہ اُس مین غیلان (ذوالرمہ) کا خیال گشت لگائے تاہم اُسکا ویران مکان بھی قیمتی ہے

[3] ترجمہ حج اُس وقت پورا ہوتا ہے جب سواریون کے اونٹون کا دہان بند کہولکر خرقار کے پاس ٹھیرین

ختم ہوئی۔ وہ ۱۱ھ ۶۳۲ء مین مرا۔

ص ۲۶۵ کمیت بن زید اسلامی شاعر ہے اور شعرا مین تین شخص کمیت کے نام سے مشہور ہوئے ہین۔ ایک ان مین سے زمانہ جاہلیت کا ہے اور وہ بنی اسد المخضری ہے اور تیسرا اسلامی ہے۔ اور کمیت بن زید مذکور بھی اسلامی شاعر ہے۔ اور یہ بہت طول شعر کہتا تھا۔ اور شعر کہنے مین اُن سے زیادہ خاصا کہتا ہے۔

قد طال قربک باحی وکانہ شعب الکمیت [1]

بعض مولفین کہتے ہین کہ کمیت شاعر متقدم ہے یعنے اسلامی درجہ کا عرب کی لغات کا عالم اور اُن کے ایام جنگون، سے خبردار۔ یہ شخص مضر کے شاعرون سے ہی امید کے زمانہ مین تھا۔ عباسیون کے زمانہ تک یہ زندہ نہین رہا۔ کہا جاتا ہے کہ جب وہ مرا ہے تو اُس کے اشعار کی تعداد پانچ ہزار دو سو (۵۲۰۰) پر بالغ ہوتی۔ فجاج مشہور شاعر کا ہم عصر تھا۔ ۱۲۶ھ ۷۴۳ء مین اُسکی وفات ہوئی۔

شاعر کمیت جاہلی کے دادا کا نام کمیت بن ثعلبہ تھا۔

کمیت مخضرم کا نام کمیت بن معروف ہوا۔ اسلامی کہا ہے کہ یہ شخص ہذلی تھا۔ اور جو شعرا عراق کو گئے ہین اُن مین سے ایک یہ بھی ہے۔ اسکا باپ معروف نامی شاعر تھا اُسکی ماں سعدی بھی شاعرہ تھی اور اُسکا بھائی فقیمہ بنی اسد کا اعشی خیال کیا جاتا تھا اور اُسکا بنا معروف ہین الکمیت سب شاعر تھے

طرماح یعنی حکیم بن الحکم بن حکیم کی کنیت ابو نفر اور پوشیدہ تھی شاعر تھا طرماح کے معنی طویل القامت کے ہین زمانہ اسلام کے اعلیٰ درجہ کے شاعرون اور فصحا مین شمار کیا گیا ہے۔ شام مین پیدا ہوا اور اہل شام کی جو خوبیان کوفہ کو آئین اُن کے ساتھ یہ بھی کوفہ چلا آیا۔ اور مذہب شراۃ ازارقہ کا معتقد تھا۔

مقالہ ہفتم

عربون کے گھوڑون اور اونٹون کی تربیت کرنے کا اور بلاد عرب کی محصولات اور تجارت کا بیان

اسمین چار فصلین ہین

فصل اول

[1] ترجمہ۔ بہلی صاحب آپ کا قرب ایسا طول کھینچا گویا معلوم ہوتا ہے کہ کمیت کے اشعار ہین۔

عرب کے عام اور مشہور گھوڑوں کا بیان

یہ معلوم ہے کہ زمانہ جاہلیت میں اہل عرب گھوڑوں کی سواری اور انکی پرورش بہت ہی خوب جانتے تھے لغت میں خیل کے معنی گھوڑوں کے گلہ (زیادہ تعداد) کے ہیں گھوڑوں کو خیل کے نام سے موسوم کرنے کا سبب یہ ہے کہ وہ اپنی چال میں غرور کرتے ہیں۔ انکی دو قسمیں ہیں کہ ایک شیہ عام گھوڑوں کو کہتے ہیں اور کحیلانیہ اعلیٰ درجہ کے گھوڑوں کو کہتے ہیں۔

کحیلانیہ ایسے گھوڑے ہیں کہ اہل عرب بہ نسبت اور گھوڑوں کے انکی بڑی قدر کرتے ہیں اور اس مقام پر بیان بھی انہیں گھوڑوں کی نسبت ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ان میں بھی اصیل وہ گھوڑے ہیں جو سلیمان بن داود علیہ السلام قوم اسرائیل کے بادشاہ کے اصطبل کے ہوں۔ ان کا سلسلہ بغیر کسی آمیزش کے ابتک محفوظ ہے یعنی انکی نسل میں دوسری نسل کا میل نہیں ہونے پایا۔ یہ ایسے عمدہ اور شریف گھوڑے ہیں کہ تشنگی کو بہت برداشت کرتے ہیں اور بغیر دانہ چارہ کے کئی دن تک اپنی اصلی تاب و توان سے رہ سکتے ہیں اور جب لوٹ مار میں دشمنوں میں جاتے ہیں تو اپنے سموں سے انکو زخمی کرتے ہیں۔

ان کحیلانی گھوڑوں کی قسم ایسی مشہور ہے کہ تمام روئے زمین کے لوگ انکی شہرت اور صولت کو بخوبی جانتے اور تسلیم کرتے ہیں۔ باوجود اس کے کہ اہل عرب ان میں سے اکثر اوصاف کو گم کر چکے ہیں جو قدیم زمانہ میں تھے تاہم وہ ہمارے اس زمانہ میں سواری کی باریکیوں اور گھوڑوں کی پرورش کے طریقہ کو نہیں بھولے۔ اور یہ ایک ایسی چیز ہے کہ آج بھی ہر ایک ملک اور ہر طبقہ کے لوگ نہایت عزت کی نظر سے اسکی طرف راغب ہیں یہاں تک کہ بطور ضرب المثل کے اسکی مثال دیتے ہیں قدیم زمانہ میں بعض ایسے بھی گھوڑے ہوئے ہیں جو ان عمدہ اوصاف سے متصف ہونے کے باعث اوروں پر تفوق رکھتے ہیں۔ اور آجتک اُن کا نام ایسا مشہور ہے جسطرح اہل فضائل کا ذکر مشہور اور باقی رہتا ہے اُن میں سے بعض کے یہ نام ہیں۔ ص ۲۶۷

مشہور مہلہل بن ربیعہ کے گھوڑے کا نام ہے جسکا ذکر اوپر گزر چکا۔

نعامہ حارث بن عباد بکری کے گھوڑے کا نام ہے۔

نادق منقذ بن طریف کے گھوڑے کا نام ہے۔

داحس اور حنفاء قیس بن زہیر العبسی کے گھوڑوں کے نام ہیں۔ داحس گھوڑے کے باپ کا نام ذوالعقال تھا جو حوط بن جابر بن حمیری بن رباح بن یربوع کے پاس تھا اور اسکی ماں کا نام ملوی تھا۔ جو قرواش بن عوف بن عاصم بن عبید بن یربوع کے پاس تھی۔ انہیں گھوڑوں کی بدولت عبسیوں اور فزاریوں میں جنگ ہوئی۔ چنانچہ قریب ہی اسکا بیان آئے گا اور واضح ہوگا۔ اور بدقالی میں اسکی ضرب المثل ہوگئی۔ چنانچہ اشائم میں داحس کہتے ہیں جیسے اشائم

من حمیرہ کہتے ہین یعنے وحس سے زیادہ بدشگون اور حمیرہ سے زیادہ بدشگون اور حمیر بن شیطان بن ربیع الحشی کے گھوڑیکا نام ہے کیونکہ بعض حالات اور آثار بتی جشم بن معاویہ پر جو بنی اسد کی اولاد سے تھے اور بنی ذبیان پر ایک وبال جان ہوگئے تھے۔

غبراء اور خطار ضدیقہ بن بدر الفزاری کے گھوڑون کے نام ہین۔

خطار اور اعوج ابن ہلالیہ کے گھوڑون کے نام ہین۔ اسکو اعوج اس لیے کہتے ہین کہ اس کے سم راہون پر لوٹ ہوئی تھی اور یہ اسوقت کچہ بیمار تھا انہون نے اسکو اونٹ پر جما دیا پس اسکی وجہ سے اسکی پیٹھ ٹیڑہی ہوگئی۔ یہ گھوڑا بنی کندہ کے پاس تھا پھر بنی سلیم کے پاس گیا پھر انہون کے پاس سے بنی ہلال بن عامر کے پاس گیا اور انہین کی طرف اعوجیات اور بنات اعوج منسوب ہین عربون مین کوئی گھوڑا اس سے زیادہ مشہور اور زیادہ نسل والا نہین ہوا ہے۔

جعثین بھی ایک گھوڑے کا نام ہے جس کے مالک کے نام سے ہم واقف نہین ہین جعثینہ گھوڑے اسی کی طرف منسوب ہین۔

حلف بھی اصیل گھوڑون کی ایک نسل کا نام ہے جن کے حالات سے ہمین اطلاع نہین ہے۔

لاحق معاویہ بن ابی سفیان کے گھوڑے کا نام ہے۔

سکاب ابجع بن مالک کے گھوڑے کا نام ہے۔ کسی بادشاہ نے اس گھوڑے کو اس سے مانگا تھا اور اس نے انکار کردیا اور یہ کہا۔

ابیت اللعن ان سکاب حلتی ۔۔۔ نفیس لا یعار ولا یباع[1] ص۲۶۸

مقلدہ مکرمۃ علینا ۔۔۔ نجاع لہا العیال ولا نجاع

عبید اور برزہ عباس بن مرداس کے گھوڑون کے نام ہین۔

عقاب زید الخیل النبہانی کے گھوڑے کا نام ہے۔ اس کے شعر مین اور چھ گھوڑون کا نام بھی لیا گیا ہے یعنے ہطال کمیت۔ ورد۔ کامل۔ دودل اور لاحق۔

عصا اور عصیۃ اسکی ان جدیتا لاہیش کے پاس تھے مثل مین یہ کہا جاتا ہے "اعصی من جرت بہ العصا" یعنے جس شخص کو عصا (گھوڑی) لے جائے وہ گم نہین ہوتا۔ اس مثل کو قصیر نے اس وقت کہا ہے جبکہ وہ اسپر سوار ہوکر بھاگا اور غروب

---

[1] ترجمہ۔ تو ہرگز میرے کامون سے خدا کرے بچا رہے میری گھوڑی سکاب نہایت عمدہ اور نفیس ہے نہ تو یہ عاریت کے طور پر دیجا سکتی ہے اور نہ فروخت کیجا سکتی ہے۔ اسپر ہماری جانین فدا ہین وہ ہمین یہان تک پیاری ہے کہ بمقابلہ اس کے ہمارے اہل و عیال رہن رکھے جا سکتے ہین۔

آفتاب تک اُسپر سوار رہ کر راستہ چلا۔ یہ قصہ مشہور ہے اور بیشتر بھی اسکا کسی قدر بیان گزرا ہے۔ کہا گیا ہے کہ وہ گھوڑی جب مرگئی تو قیصر نے اسکی قبر پر ایک برج بنایا جسکو برج عصا کہتے ہیں اور میدانی کی عبارت مثال مذکور کی نسبت اصلح سے ہے۔ یا ضل ماتجری بہ العصا اُس کو عمرو بن عدی نے اُس وقت کہا ہے جبکہ اُس نے اپنے ماموں جذیمہ کے گھوڑے کو دیکھا اور اُسپر قصیر سوار تھا جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے۔ اس آخری مثال سے یہ مطلب ہے کہ ای قوم جسکو عصا لیکر گیا ہے وہ ہلاک نہیں ہوا۔ یعنی جذیمہ ہلاک نہیں ہوا۔

الجرشی عنترۃ العبسی کے گھوڑے کا نام ہے۔

یزجا عوف بن الکاہن الاسلمی کے گھوڑے کا نام ہے۔

بہرام نعمان بن عدیۃ العقیلی کے گھوڑے کا نام ہے۔

جحجاح معویۃ الکلابی کے گھوڑے کا نام ہے۔

خرتہ ہمام العکلی کے گھوڑے کا نام ہے۔

صحیا۔ ملاعب الاسنۃ کے گھوڑے کا نام ہے۔

قرزل اُس کے بھائی طفیل الخیل کے گھوڑے کا نام ہے۔

ونیم جابر بن حی التغلبی کا گھوڑا ہے اصفف بن شہاب کا گھوڑا بھی اس نام سے موسوم تھا۔

زفوف نعمان بن منذر کے گھوڑے کا نام ہے۔ اس کے ایک دوسرے گھوڑے کا نام محجوم بھی تھا کہا جاتا ہے کہ اُسپر دوسرا کوئی سوار ہوتا تھا تو وہ پٹک دیتا تھا۔

خصاف بکسر خا مالک بن عمرو الغسانی کے گھوڑے کا نام ہے جب اُس کے ساتھ دوسرا گھوڑا دوڑتا تھا دوسرا گھوڑا انہیں بڑھ سکتا تھا اور جب وہ کسی سے دوڑ کر ملنا چاہتا تو اُس کو ملا لیتا۔ پس مالک اُسپر سوار ہو کر بے دہڑک خطرناک موقعوں میں گھس پڑتا تھا اسی بنا پر عربوں کا یہ قول ہے۔ اجرا من فارس خصاف یعنی خصاف کے سوار سے زیادہ جرأت والا۔ ص ۲۶۹

خصاف حصان کا معرب ہے یہ گھوڑا اسمیر بن ربیعۃ الہابلی کے پاس تھا۔ مثال مذکور اسکی نسبت بھی دیجاتی ہے ایک اور گھوڑے کا نام بھی حصان ہے جو حمل بن زید بن بکر بن وائل کے پاس تھا۔ کہا جاتا ہے کہ جب کہ وہ امرالقیس کے بیٹے کے پاس تھا تو اُس نے اسکو اُس سے طلب کیا تاکہ اسکی نسل لی جائے اُس نے اس سے انکار کیا بادشاہ نے اسپر اصرار کیا اور عاجزی کی تو اُس نے حصان کو اُسی کے سامنے خصی (آختہ) کر دیا اور کچھ خوف نہیں کیا اس بنا پر یہ مثال ہو گئی اجرا من خاصی حصان یعنی خصاف کو خصی (آختہ) کرنے والے سے زیادہ جرات والا۔

معلی الشعر شاعر کے گھوڑے کا نام ہے۔
عناق مسلم بن عمرو الباہلی کے گھوڑے کا نام ہے۔
عوجا رحوین العطائی کے گھوڑے کا نام ہے۔
قراب عبداللہ بن الصمہ کے گھوڑے کا نام ہے۔
نجام سلیک بن السلکہ کے گھوڑے کا نام ہے۔
ہزار معاویہ بن عبادہ کے گھوڑے کا نام ہے۔
کامل عبداللہ بن زیادہ کے گھوڑے کو کہتے ہین۔
ندوہ ابو سواج عباد بن خلف الضبی کے گھوڑے کو کہتے ہین۔
قضیب حرد بن حمرۃ الیربوعی کے گھوڑے کا نام ہے۔
خوصاء توبۃ بن الحمیر کے گھوڑے کا نام ہے۔
شہار معاویہ بن عمرو خناء (شاعرہ) کے بھائی کے گھوڑے کا نام ہے۔
ذوالخمار مالک بن نویرہ کے گھوڑے کو کہتے ہین۔
کتفان یا کتعان مالک بن بدر کے گھوڑے کا نام ہے۔
موذع ہرم بن ضیضم المری کے گھوڑے کا نام ہے۔
جرادۃ العبار ایک گھوڑے کا نام ہے جو ٹڈے کی طرح اڑتا تھا اسی سبب سے اس کا یہ لقب ہوا۔
زاد ایک نجیب اور اصیل گھوڑے کا نام ہے۔
ہجیبی بنی ثعلب کے گھوڑے کا نام ہے۔
ہداج بابلہ کے گھوڑے کا نام ہے۔
تدمری بنی ثعلبہ کے گھوڑے کا نام ہے
ذوات الرماح ضبہ کی گھوڑی کا نام ہے جب وہ دوڑ جاتی تھی تو نوضیہ اس کو بکریون کا مژدہ دیتے تھے۔

عربون مین گھوڑے بہت عزیز ہوتے ہین اور یہ اس وقت معلوم ہوتا ہے جب وہ ان کو فروخت کرتے ہین جب کوئی ادمی گھوڑا خرید کرتا ہے تو بائع اس سے کہتا ہے "النقد عند الحافرہ" کہ پہلی بات پر قیمت رکھدی جائے چنانچہ یہ کلمات ضرب المثل ہوگئے ہین ایک شاعر کہتا ہے۔

صفحہ ۲۶۰

اجبوا الخیل واصطبروا علیہا　　فان العز فیہا والجمالا[1]
اذا ما الخیل ضیعہا اناس　　ربطنا ہا فاشرکت العیالا
نقاسمہا المعیشۃ کل یوم　　وتکسبنا الاباعر والجمالا

جب گھوڑے کو شکار پر دوڑاتے تھے اور وہ شکار کو پکڑ لیتا تھا تو اس گھوڑے کے سینہ کو شکار کے خون سے خضاب کرتے تھے (یعنی رنگ دیتے تھے) تاکہ شکار کرنے کی علامت معلوم ہو۔ اور اس خضاب کو خضاب النحر یعنے شکار کا خضاب کہتے تھے۔

عربوں کے یہاں گھوڑ دوڑ بھی ہوتی تھی۔ اس گھوڑ دوڑ کی بدولت لڑائی بھی ہوئی جو بہت مشہور ہے سنہ ۵۶۸ء میں یہ لڑائی ہوئی یعنے زمانہ ہجرت سے تقریباً پچاس برس پیشتر قبیلہ بنی عبس اور بنی فزارہ میں زہیر کے گھوڑی داحس اور حذیفہ بن بدر الفزاری کے گھوڑے غبراء کے سبب سے بڑی جنگ ہوئی[2] جسکا ذکر اوپر گزرا ہے۔ عنترۃ العبسی نے

---

[1] ترجمہ۔ گھوڑوں سے محبت رکھو اور آپس میں صبر کرو اس لیے کہ عزت اور جمال انہیں میں ہے۔ جب لوگوں نے گھوڑوں کو ضائع کر دیا یعنے چھوڑ دیا تو ہم نے اُن کو باندھا اور اپنے عیال میں شریک کر لیا۔ ہم اپنی معیشت کو ہر روز اُن پر تقسیم کرتے ہیں اور ہم اونٹنیوں اور اونٹوں کو ہی حاصل کرتے ہیں۔

[2] اس کا واقعہ یہ ہے کہ قیس بن زہیر کے پاس ایک گھوڑا تھا جسکا نام داحس تھا۔ قیس اور حذیفہ بن بدر نے گھوڑ دوڑ کی شرط بدی کہ جس کسی کا گھوڑا بڑھ جائے تو باری ہارنے والا میں اونٹ دیوے۔ جب یہ شرط بدی گئی تو قیس نے داحس اور غبراء کو چھوڑا اور حذیفہ نے خطار اور دحداح کو چھوڑا۔ حذیفہ کے قبیلہ والوں نے غبراء کو چھوڑ گیا تھا مار کر واپس کر دیا اسی بنا پر دونوں قبیلوں میں چالیس سال تک لڑائی ہوتی رہی۔ اس گھوڑے کا نام داحس اس لیے رکھا گیا تھا کہ اسکی ماں جسکا نام جلوی کبری تھا۔ ذوالعقال نامی گھوڑے کے ساتھ چرنے گئی ہوئی تھی اور ذوالعقال قبیلہ کی ایک دو لڑکیوں کے ساتھ تھا جب اُس نے جلوی کو دیکھا تو جفتی کھانے کے لیے شرارت کرنے لگا لڑکیاں شرمائیں اور اُس کو چھوڑ دیا پس ذوالعقال نے اُس سے جفتی کھائی اس کے بعد جب وہ گھر کو آیا تو اُس کے مالک حوط نے اُس کی آنکھ دیکھ کر پہچان گیا کہ اُس نے جفتی کھائی ہے کیونکہ وہ بڑا شریر تھا اور اس وقت اسکی شرارت کم ہو گئی تھی حوط نے جلوی کے قبیلہ والوں سے اپنے گھوڑے کا نطفہ طلب کیا جب اُس پر جلوی کی صورت ہوئی تو جلوی کا مالک راضی ہوا کہ تو اپنے گھوڑے کا نطفہ نکال لے حوط نے اُس کے رحم میں ہاتھ ڈال کر خوب صاف کیا یہاں تک کہ اُس کو یقین ہو گیا کہ اب نطفہ نہیں رہا ہے لیکن اتفاق کی بات ہے کہ حمل قائم ہو گیا اور جب جلوی کے بچہ پیدا ہوا تو بعینہ ذوالعقال کی صورت میں تھا۔ اسی سبب سے اسکا نام داحس ہوا۔ مترجم

اپنے قصیدہ مین جو اس نے مالک بن زہیر مذکور کے مرثیہ مین کہا ہے جسکو خدیفہ نے اس لڑائی مین قتل کیا تھا اسکی پہلی بیت ضرب المثل ہوگئی۔

فلا کانت الغبرا ولا کان واحس ولا کان بوأصل فیہ رہان [1]

اس لڑائی کی آگ مدتون تک روشن رہی اور اس کے شرارہ پھیلتے رہے یہان تک کہ دونون قبیلہ اسکی آگ سے جل کر فنا ہوگئے۔

اہل عرب گھوڑ دوڑ کے گھوڑون کو ان ناموں سے موسوم کرتے تھے جو گھوڑا سب سے آگے ہوتا تھا اسکو مجلی [1] اور سابق کہتے تھے پھر اس سے جو پیچھے ہوتے تھے ان کے نام درجہ بدرجہ یہ ہین مصلی [2] مسلی [3] تالی [4]۔ عاطف [5] مراح [6] مؤمل [7] خطی [8]۔ لطیم [9] اور سکیت [10] جو سب سے پیچھے رہتا تھا اور اسکو فسکل اور قاشور بھی کہتے ہین۔ بعض نے ان ناموں کو نظم بھی کیا ہے۔ صفحہ ۲۷۱

سبق المجلی والمصلی والمسلی نالیا مراحہا والعاطف [5]
وخطیہا ومؤمل ولطیمہا سکیتہا ہوفی الاواخر رادف

گھوڑون کو دوڑانے کے وقت ان کو ایک رسی کے پاس صف باندہ کر کھڑا کرتے تھے اور اس رسی کو مقوس کہتے تھے۔ اور گھوڑون کے دوڑنے کی سڑک (راستہ) پر ایک لکڑی نصب کر دیجاتی تھی جو شخص بڑھ جاتا وہ اسس کو اکھاڑ دیتا تاکہ معلوم ہوجائے کہ اسنے شرط جیتی ہے ایسی صورت مین کوئی جھگڑا نہین ہوتا تھا اور یہ قول "احرز قصب السبق" اسی سے زبان زد ہوا ہے یعنی گھوڑ دوڑ کی لکڑی (علم) کو لے لیا۔ پھر اس قول کا اطلاق اور بھی عام منہی مین ہوگیا یعنی ہر ایک شخص کو جو کسی کام مین سبقت کرے اسکی نسبت بھی اسکا استعمال کیا جاتا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ عامر بن الطفیل بن مالک بن جعفر بن کلاب العامر گھوڑون کی سواری مین اور انکی پیٹھ پر درستی عمل کرنے مین بڑا ہی حاذق تھا اور گھوڑون کے کام مین بڑا ہی ماہر اور بصیرت والا تھا۔

اسلام کے بعد بھی یہ کھیل مغربی عربون مین باقی ہے، اور اندلسیون مین تو یہ فن درجہ کمال کو پہونچا اس لیے کہ وہ لوگ گھوڑون کی پیٹھ پر ورزش کرنے اور کشتی کرنے کی مشق کرتے تھے۔ پھر یہ فن اس ملک کے فرنگیون مین آیا یہان تک کہ وہ

---

[1] ترجمہ۔ نہ غبرا گھوڑی رہی اور نہ واحس اور نہ وہ دن رہا جسمین گھوڑ دوڑ ہوئی تھی۔

[2] ترجمہ۔ گھوڑ دوڑ کے گھوڑون مین پہلا مجلی ہے اس کے بعد کا مصلی اور اس کے پیچھے کا مسلی اس کے بعد والے کو تالی اور اس سے پیچھے والے کو مراح اور اس کے پیچھے رہنے والے کو عاطف کہتے ہین۔ اس کے بعد خطی۔ مؤمل اور لطیم ہے اور سکیت وہ ہے جو سب سے پیچھے رہے۔

گھوڑوں کے دوڑانے میں فخر کرتے ہیں اور اسپر شرطیں بدھتے ہیں جیسا کہ اہل عرب کیا کرتے تھے - اس زمانہ میں یہ کام یورپ کے امیروں اور بڑے مالداروں میں بطور ریاضت یعنی ورزش جسمانی کے ہے۔

ادیب فاضل یعنی شیخ ناصیف الیازجی نے گھوڑوں کی عمروں اور اُن کے الوان میں ایک ارجوزہ (نظم) لکھا ہے جو عربوں میں مشہور ہے اور وہ یہ ہے -

المهر في حوليه باسم الجذع	يدعى وبالثني في الثاني يدعى[1]
ثم الرباعي بعده في الرابع	وقارح في الحج التوالي
وهو على اختلاف لون جلده	يدعى باوصاف جرت في نقده
فادهم وابيض واحمر	واشقر واصفر واخضر
حتى اذا اشتد سواد الادهم	يقال فيه الغيهبي فاعلم
فان يغط بياض انشى	قيل دمع ذاك سواه ابرش
فان تكن لغطة تمتع	فانه مدنى فالقبع
وان يشب بعض السواد الابيضا	فذاك بالاشهب في الوصف قضوا
وان اصاب الاحمر السواد	فبالكميت ونعت المعتاد
فان عرا الكمتة لون اشقر	فذلك الورد الذي لا ينكر
وان يك الاشقر فيه خلس	من السواد قيل هذا اغبس
وان رايت اصفر ايمتد	فيه السواد فهو السمند
فان عرا الصفرة لون شهبه	فالسوسني وصفه النسبه
وان يك الاخضر فيه يحوى	شيئ من السواد فهو الاحوى

ص ۲۷۲

[1] ترجمہ - گھوڑیکا بچہ ایک سال تک جذع کہلاتا ہے اسکے بعد اسکا نام ثنی ہوتا ہے چوتھے سال میں اسکو رباعی کہتے ہیں اس کے بعد کے سالوں میں اسکا نام قارح ہوتا ہے - گھوڑا اپنے رنگ کے اعتبار سے مختلف ناموں سے پکارا جاتا ہے اشقر یعنی سرخ اصفر (زرغا) اخضر (سبزہ) جب رنگ میں زیادہ سیاہی ہوتی ہے تو اسکو غیہبی (منکی) کہتے ہیں اسکے سوائے دوسرے رنگ والے کو ابرش کہتے ہیں اگر اسکے رنگ میں خال ہوں تو اسکو مدنی اور اقبع کہتے ہیں تھوڑی سیاہی میں اگر فیدی ہو تو اسکو اشہب کہتے ہیں اگر سرخی میں سیاہی ہو تو وہ کمیت کہلاتا ہے اگر کمیت میں اشقر رنگ ہو تو اسکو ورد کہتے ہیں اگر اشقر میں کچھ سیاہی ہو تو اسکو اغبس کہتے ہیں اگر زردی میں سیاہی ہو تو اسکو سمند کہتے ہیں اگر زردی میں سفیدی ہو تو اسکو سوسنی کہتے ہیں اگر سبزی میں کچھ سیاہی ہو تو اسکو احوی کہتے ہیں -

گھوڑے کی دوڑ کی مسافت کے بارہ میں اصمعی قیس بن زہیر سے روایت کرتا ہے اس نے کہا کہ گھوڑے کا دو سال کا بچہ پچیس غلوہ کی مسافت دوڑتا ہے اور تین سالہ تیس غلوہ جاتا ہے اور ربع اسنی غلوہ جاتا ہے اور ترح ایک سو غلوہ جاتا ہے ایک سو غلوہ کی مسافت بارہ میل کے برابر ہوتی ہے اور گھوڑا اس سے زیادہ نہیں دوڑ سکتا اس باب میں اہل عرب ایک مثال دیتے ہیں یعنے جری المذکیات غلاب "یعنے مذکیات گھوڑوں کی دوڑ کئی غلاب ہوتی ہے مذکیہ اُن گھوڑوں کو کہتے ہیں جو اُن کے فارح ہونے کے بعد ایک سال یا دو سال گزر جاتے ہیں[1] یہ مثال اُس شخص کی نسبت دیجاتی ہے جو فضیلت میں اپنے اقران پر بڑھ جاتا ہے انکی یہ بھی ایک مثل ہے یعنی "سبق الاول فضل العجل" یعنی سزاوار عقاب (سزا) کا ہے کیونکہ اونٹ گم ہوگیا ہے اور یہ مثل اُن کے اس قول آہی العرس سے ماخوذ ہے۔ یہ اُس وقت کہتے ہیں جبکہ گھوڑے کو دوڑاتے ہیں اور اسکو گرم کرتے ہیں معنی اس کے یہ ہیں کہ تیرا گھوڑا واپس آیا اور اونٹ گم ہوگیا یہ مثال اُس شخص کی نسبت دیتے ہیں جو بے سود امر مہم میں پھنس جاتا ہے تو اس سے کہتے ہیں کہ کچھ صرف کر تاکہ تجھ کو اس سے نجات ہو جائے۔

اشقر گھوڑے کو بہت گون خیال کرتے ہیں۔ اسکا سبب یہ ہے کہ شیطان بن الاکم کا ایک گھوڑا اشقر حکا نام شقرا تھا گھوڑا مع اپنے سوار کے قتل کیا گیا اس سبب سے یہ کہنے لگے "اشقر من الشقرا" یعنے شقرا سے زیادہ منحوس۔ لقیط بن زرارہ نے یوم جبلہ میں اپنے اشقر گھوڑے سے یہ کہا تھا "یا اشقران تقدم تخر وان تاخر تعقر کیونکہ اہل عرب یہ کہتے ہیں "شقر الجمل سراعها وکمتها صلاها" پس اسنے اپنے گھوڑے سے یہ کہا ای اشقر اگر تو اپنی عادت کے موافق آگے بڑھیگا تو دشمن تجھ کو قتل کرڈالینگے اور اگر تو جلدی کرکے ہزیمت سے پیچھے ہٹ جائے گا تو وہ تیرا تعاقب کرینگے اور اس صورت میں بھی تجھ کو مار ڈالینگے پس عربوں نے اس کے کلام کی مراد لات کی مگر اسکا کلام اُن کے نزدیک ضرب المثل ہے اور وہ یہ کہتے ہیں کہ الاشقران تقدم تخر وان تاخر عقر "اپنے اشقر کا سا حال ہے کہ اگر آگے بڑھے تو ہی مارے جانیکا اندیشہ ہے اور اگر پیچھے ہٹیں تو بھی خیر نہیں۔

اہل عرب کا خیال ہے کہ گھوڑے کے بالوں کا قصیر یعنے چھوٹا ہونا اُن کے شریف اور اصیل ہونے کی علامت ہے چنانچہ وہ گھوڑے کی تعریف میں یہ کہتے ہیں فرس جرد اذا بدت شعرات ذنبه کان علیه برد یعنی گھوڑا ایسا ہے کہ جب اسکی دم کے بال کھلتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا اسکی دم پر برد ہے اسی طرح گھوڑے کی دم کا پورا اور کامل ہونا یعنی دم کے بال زیادہ ہوں اور اسکی دونوں [illegible] شرافت کی نشانی ہے۔

سبوغ الذنب سے مراد یہ ہے کہ گھوڑے کی دم لمبی اور زمین پر گرتی ہو سو جس گھوڑے کو دم والے گھوڑے کو کہتے ہیں

[1] فارح کے معنی ابھی اوپر ارجوزہ کے ترجمہ میں بیان ہو چکے ہیں مترجم

یعنے ایسا گھوڑا جسکی دم کے بال گھنے ہون اور وہ بڑی ہون۔ مجنب وہ گھوڑا جس کے سامنے کے ایک پانون مین کجی ہو اور یہ امر گھوڑے مین ایک قابل تعریف علامت ہے مگر یہ کہ یہ کجی زیادہ نہ ہو جنیب الجنوب وہ دوسرا گھوڑا جس کو سوار گھوڑ دوڑ کے اپنے بازو مین لیجاتا ہے جب گھوڑا سست ہوجاتا ہے تو وہ بازو کے دوسرے گھوڑے پر سوار ہوجاتا ہے اور وہ گھوڑا جس کے سامنے کے دونون پانون چھوٹے ہون اور یہ امر گھوڑے مین موجب عیب ہے صافن وہ گھوڑا کہ جب کھڑا ہوتا ہے تو تین پانون پر پورے طرح پر زور ڈال کر کھڑا ہوتا ہے اور چوتھے پانون کو اس طرح سے موڑ کر زمین پر رکھتا ہے کہ سم کا ایک کنارہ زمین پر لگتا ہے سبنکہ گھوڑے کے سم کے کنارہ کو کہتے ہین۔ علوہ گھوڑے کی دم کی جڑ کو کہتے ہین سبرقعہ وہ گھوڑا جسکا تمام منہ سفید رنگ ہو لیکن اسکی آنکھین سیاہی مین ہون یعنی اسکی آنکھون کے اطراف سیاہی ہو۔ ارخم وہ گھوڑا جسکا سر سفید اور باقی حصہ تمام سیاہ ہو۔ ہقعہ اس دائرہ (حلقہ) کو کہتے ہین جو گھوڑے کے سینہ پر ہوتا ہے[1] یا وہ حلقہ اس طرح کا ہوتا ہے کہ سوار کے پانون کو لگتا ہے اسکو بہ شگون سمجھتے ہیں یا یہ ایک سفید ٹکڑے کو کہتے ہین جو گھوڑے کے بائین پہلو پر ہوتا ہے۔ محجل اس گھوڑے کو کہتے ہین جسکے پانون سفید ہون شرط یہ ہے کہ یہ سفیدی سمون سے اوپر اور گھٹنون سے نیچے ہو اور اگر اس کے چار دن پانون صفت مذکورہ کے ہون تو اسکو محجل الاربع کہتے ہین (یعنے چکلیان) اگر صرف دو پانون مین یہ سفیدی ہو تو اسکو محجل الرجلین کہتے ہین اور اگر یہ سفیدی صرف ایک پانون مین ہو اور گھٹنے سے اوپر بھی ہو تو اسکو محجل الرجل الیمنی (اگر داہنے پانون مین ہو) کہتے ہین ورنہ یعنے اگر بائین پانون مین ہو تو اسکو محجل الرجل الیسرے کہتے ہین۔ اور اگر یہ سفیدی نہ ہین پانون مین ہو خواہ سامنے کے ایک پانون مین نہ ہو یا پچھلے ایک پانون مین نہ ہو تو ایسے گھوڑے کو محجل ثلاث مطلق یہ (جبکہ سامنے کے ایک پانون مین نہ ہو) کہتے ہین ورنہ محجل ثلاث مقید رجل کہتے ہین یعنی جبکہ پچھلے ایک پانون مین سفیدی نہ ہو۔ اور اگر ایک ہی جانب کے سامنے اور پیچھے کے دونون پانون سفید ہون تو اسکو (جبکہ یہ سفیدی سیدھے طرف ہو) ممسک الایامن مطلق الایاسر کہتے ہین اور اگر بائین طرف ہو تو اسکو ممسک الایاسر مطلق الایامن کہتے ہین اور اگر یہ سفیدی پیچھے کی طرف سے ہو تو اسکو شکول کہتے ہین اور اگر اسکی تحجیل (سفیدی) مستدیر (یعنے گول) ہو اس شرط سے کہ صرف ہون کے قریب قریب کے بالون مین ہو یا یہ کہ یہ سفیدی گھٹنون سے اوپر ہو جائے گھٹنے کے بعض حصہ تک یہ سفیدی پہونچے تو اسکو اہضم کہتے ہین اور مونث (مادہ) کو حذام کہتے ہین مجنب وہ گھوڑا ہے جس کے سامنے کے پانون کے گھٹنے پر سفیدی چڑھ جائے۔ ارساغ

---

[1] صاحب صراح کہتا ہے کہ یہ گھوڑا اچھا نہین سمجھا جاتا اور خیال کیا گیا ہے کہ گھوڑ دوڑ مین جیسے گھوڑا کبھی آگے نہین بڑھ سکتا۔ مترجم

رسغ کی جمع ہے اور رسغ پانون یا ہاتھ کے اس دبے ہوئے حصہ کو کہتے ہین جہان سم اور پانون کا جوڑ ملتا ہے وظیف پانون یا ہاتھ کا وہ حصہ جو ذراع اور ساق مین ہوتا ہے خواہ گھوڑے مین ہو یا اونٹ مین یا رسغ کے اوپر کے حصہ کا نام ہے جو ساق تک ہوتا ہے یا ساق کے اوپر کا حصہ اسکی جمع اوظفہ اور وظف ہے مشیظم لمبے یعنی طویل گھوڑے کو کہتے ہین۔ یعبوب وہ گھوڑا جو تیز اور لمبا ہو یا جو اوسہل یعنے وہ گھوڑا جو دوڑ مین سبک اور تیز ہو یا چلنے مین بعید القدر ہو۔ اخلج وہ گھوڑا جو تیز ہو۔ فرطہ وہ گھوڑا جو تیزی اور سبکی سے بڑھنے والا ہو۔ سراعیف بھی ایسے ہی تیز گھوڑون کو کہتے ہین واحد اسکا سرعوفہ ہے۔ فرس بیع اور فرس بیوع وہ گھوڑا جسکی قدم لمبے گرتے ہین۔ اسکی مادہ کو فرس بیعہ کہتے ہین۔ بلدم وہ گھوڑا جسکا سینہ اور حلق حرکت کرتا ہے۔ گھوڑا جب اپنے چارون پانون پر کھڑا ہوتا ہے اور دونون گھٹنون کے بل گرتا ہے تو اسوقت کہتے ہین برکع الفرس یعنے گھوڑا اپنے چارون پانون پر کھڑا ہوا۔ طوالات اونچے اور لمبے گھوڑے۔ صیام وہ گھوڑے جن کے منہ مین لگام دی گئی ہو اور اُن پر زین کسا ہوا ہو۔ غیر صیام وہ گھوڑے جو صیام کے خلاف مین ہون۔ اتق وہ گھوڑا جو اپنے پانون کو سامنے کے پانون کے نشان پر رکھتا ہے اور یہ امر گھوڑے مین عیب ہے۔ اور نیز اتق اُس گھوڑے کو کہتے ہین جو پسینا نہ کرتا ہو۔ خروج وہ گھوڑا جسکی گردن دراز ہو اور وہ اپنی لگام کے ہر ایک جانب کے تسمہ یا دوڑی کو توڑ دیتا ہے۔ صہوہ گھوڑے کی پیٹھ کا وہ حصہ جہپر سوار بیٹھتا ہے۔ رصیفہ باگ کی گرد کو کہتے ہین جو قذال پر ہوتا ہے قذال گھوڑی کے چہرہ کے اس مقام کو کہتے ہین جہان رخسار ختم ہوتا ہے یعنے پیشانی کے پیچھے کا حصہ اسکی جمع قذل اور اقذلہ ہے۔ عرف گھوڑے کی گردن کے بالون کو کہتے ہین یعنی ایال۔ گھوڑے کی دم کے بالون کو سبیب کہتے ہین اسقدر بیان گھوڑون کے باب مین کافی ہو ورنہ اگر ڈھونڈھ کر اس خاص مضمون کو اس کتاب کے مقامات متعددہ مین بیان کیا جائے تو بڑی بڑی جلدون کی ضرورت ہوگی۔ لیکن قلیل بیان جو ٹھیک طور پر کفایت کرے وہ اُس زیادہ بیان سے جو باعث رنج و ملال ہو بہتر ہے۔

صـ۲۷۴

فصل دوم

اونٹون کی تربیت اور اُن کے فوائد کا بیان

عربون کو اونٹون کے پالنے اور اُنکی بچہ کشی اور جانے مین بڑی دستگاہ ہے اور بچہ کشی کے لیے جراگاہون

اور محفوظ مقامات کی اُن کے لئے بہت ضرورت ہے۔ یہی اُن کے مرکب ہیں جنپر وہ اپنے بوجھ لادتے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ لیجاتے ہیں۔ انہیں کا گوشت کھاتے ہیں۔ اُن کے دودھ سے ذخیرہ کرتے ہیں اور اُن کے صوف سے لباس بناتے ہیں اور خرید و فروخت میں وہ کام آتے ہیں اہل عرب اونٹوں کو اپنے قیدیوں کی جانب سے فدیہ دیتے ہیں جبکہ ایسی کوئی سختی آپڑتی ہے اور اُن کے تمام دین لین اور قرض اور دیت (خون بہا) اور رہن میں یہ کام آتے ہیں اور زوجات کا مہر بھی اس سے ادا کرتے ہیں۔

صہ ۲۷۵ غرضکہ یہی اونٹ اُنکی دولت مندی اور ثروت کا ذریعہ ہیں۔ اور حدیث میں آیا ہے کہ اونٹوں کو بُرا نہ کہو کیونکہ وہ دیت میں دیئے جاتے ہیں اور اُن کے سبب سے خون رک جاتے ہیں۔

جو لوگ کہ اونٹوں کی خدمت گزاری اور اُنکی تربیت عمدہ طور پر کرتے ہیں مشہور ہیں اُن میں سے ایک شخص ہے جسکو حنیف خاتم کہتے ہیں۔ ایک اور شخص کا نام مالک بن زید مناۃ ہے۔ ان دونوں کی اس باب میں ضرب المثل ہے اونٹوں کو خیثم کا علم کہلاتے ہیں اور خیثم ایک مشہور نبات ہے۔ شتر خانوں میں ایک موٹی سی لکڑی نصب کر دیتے ہیں تاکہ خارش والے اونٹ اس سے رگڑ کریں اور اس لکڑی کو حکاک کہتے ہیں۔ میدانی کی مجمع الامثال میں ہے کہ جذل ایک قسم کے درخت کا تنہ ہوتا ہے اسکی تصغیر جذیل ہے۔ اور سختی میں اسکی مثال دیجاتی ہے اور یہ کہا جاتا ہے "اخشن من جذیل" یعنے جذیل سے زیادہ سخت۔ اور جذیل حکاک بھی کہا جاتا ہے یعنی وہ سخت لکڑی جس سے اونٹ کھجلایا جاتا ہے۔ یہ مثال اُس شخص کی نسبت دیجاتی ہے جو اپنی رائے اور عقل سے کام کرتا ہے اور اسمیں کامیاب ہوتا ہے۔ اونٹوں کے رہنے کے مقام میں یہ لکڑی اس لیے نصب کی جاتی ہے کہ خارش والے اونٹ اُس سے اپنا جسم رگڑیں۔ ثملہ۔ طلیاء۔ ربذہ۔ کپڑے کے اُن ٹکڑوں کے نام ہیں جن سے خارش والے اونٹوں کو طلا لگایا جاتا ہے۔ پس اگر کسی شخص کی سخت اور حقارت اور اہانت کرنا مقصود ہوتا ہے تو یہ مثال دیتے ہیں "ھوان من ثملۃ ومن طلیاء ومن ربذۃ" یعنی ثملہ طلیاء اور ربذہ سے زیادہ ذلیل اور حقیر۔

اور جب اونٹوں کو چراگاہوں میں چھوڑتے تھے تو مہار کو پیٹھ پر ڈال دیتے تھے کیونکہ اگر مہار اسطرح رکھی جاتی تو وہ اُن کو چرنے سے روکتی تھی۔ اسی بنا پر امثال میں یہ کہتے ہیں الحبل علی الغارب یعنے اسکی ڈوری کو اُس کی پشت پر ڈالی دو یہ اُس شخص کی نسبت کہتے ہیں جس کے ساتھ معاشرت کرنا مکروہ معلوم ہوتا ہے معنی اس کے یہ ہیں کہ اُسکو چھوڑ دو وہ جہاں چاہے چلا جائے۔[1]

---

[1] یہ مثال فاموس میں اور میدانی کی مجمع الامثال میں اسطرح سے ہے "الحبل علی الغارب" یعنے تیری رسی تیرے شانہ پر ہے یعنی تجھ کو اپنے کام کا اختیار رہے۔ میدانی کہتا ہے کہ یہ مثال طلاق میں بھی استعمال ہو سکتی ہے۔ یعنی اگر کسی عورت کی نسبت اسکا شوہر یہ محاورہ استعمال کرے تو اسکے معنی یہ ہونگے کہ اسکا شوہر اُس سے بے انتہا متنفر ہے اور اسکی نسبت اپنا یہ منشا ظاہر کرتا ہے کہ تجھ کو اختیار ہے کہ جہاں چاہے چلی جا تو میرے پاس رہنے کے قابل نہیں ہے۔ مترجم

جب خشک سالی کا اندیشہ ہوتا ہے اور یہ خیال ہوتا ہے کہ اونٹ مر جائینگے تو اُن کے بچوں کو فوج کر ڈالتے تھے تاکہ اُنکی مائیں (اونٹنیاں) سلامت اور محفوظ رہیں۔ اسی بنا پر مثال میں یہ کہتے ہیں "شر و دار الابل الذبیح" یعنی اونٹوں کی بُری سے بُری دوا اُن کا ذبح کرنا ہے۔ اس کام میں وہ اور بھی بعض افعال کرتے ہیں۔

چونکہ اہل عرب جاڑے کی۔ گرمی کی۔ بھوک کی۔ اور پیاس کی سختی اور تکلیف اُٹھانے میں بہ نسبت اور دوسری اقوام کے زیادہ عادی اور متحمل ہیں کیونکہ اُن کے ملک کی اراضی میں پیداوار نہیں ہوتی اور اُن کے ملک میں پانی بھی کم ہوتا ہے تو جب اُنمیں سے کوئی سفر کا ارادہ کرتا تو وہ اپنے اونٹوں کو پانچ دن کے بعد پانی پینے کا عادی بناتا یہاں تک کہ چھ دن کے بعد بھی اُسکو پانی پینے کی عادت ہو جاتی ہے اس کے بعد جب وہ شخص سفر کرتا تو اونٹ پانی کے نہ ملنے پر صبر کرتا۔ میدانی کہتا ہے کہ پیاس کی سب سے چھوٹی وہ مدت ہے کہ اونٹوں کو روز پانی پلایا جائے پھر اُس کے بعد غب کے طور پر پانی پلائیں غب کے معنی ایک دن آڑ کے ہیں یعنے ایک دن پانی پلانا اور دوسرے دن ناغہ کرنا۔ اور ربع اُس کو کہتے ہیں کہ ایک دن پانی پلائیں اور دو دن ناغہ کریں اور پھر چوتھے دن پلائیں دس دن تک اسی پر قیاس کر لیا جائے۔ صحاح میں لکھا ہے کہ اونٹوں کو پانی پلانے کی تین مدتیں ہیں کم سے کم مدت جسمیں پانی پلایا جاتا ہے اسکو رفہ کہتے ہیں یعنے ہر روز پانی پلانا۔ پھر اس کے بعد غب ہے یعنے ایک دن پانی پلانا اور ایک دن ناغہ کرنا۔ جب پانی پلانے کی مدت غب سے بڑھ جاتی ہے تو اسکا نام ظماء ہے پھر اس کے بعد ربع ہے پھر خمس اسیطرح دس دن تک۔ یہ بیان اصمعی کا ہے۔

صـ ۲۷۶ شتر سوار پانی کے حصے کرتے تھے خصوصاً موسم گرما کے مہینوں میں پانی کے حصے کرنے کے یہ معنے ہیں کہ ایک پیالہ میں کنکریاں یا مقل کی گٹھلیاں (جو اسی سبب سے مقل کہلاتی ہیں) ڈالی جاتی تھیں اور پھر اُن پر اس اندازہ سے پانی ڈالا جاتا تھا کہ وہ پانی میں ڈوب جائیں اور یہ پانی ایک وقت پینے کے لیے کافی خیال کیا گیا ہے۔

عرب کا بڑے سے بڑا اونٹ ایک ساعت کے عرصہ میں پندرہ سو پچاس قدم سے زیادہ نہیں چل سکتا ہے احد چھوٹا اونٹ صرف ایک ہزار قدم چل سکتا ہے۔ اونٹ کا ایک قدم انسان کے دو قدم کی برابر سمجھا گیا ہے اسپر سواری کرنا نہایت دشوار ہے۔ بخلاف گدھوں کی سواری کے جسکا آگے ذکر آنے والا ہے۔ جو اونٹنی بوقت چلنے کے فرط نشاط سے نہیں ٹھیرتی اسکو عوجاء کہتے ہیں۔ نجوبۃ عمدہ اور نفیس جنس کی اونٹنی کو کہتے ہیں مرقال مرقل کا مبالغہ ہے جو ارقال سے مشتق ہے اور ارقال کے معنی درمیانہ روی کے ہیں یعنے نہ زیادہ دوڑنے والی اور نہ زیادہ آہستہ چلنے والی۔ امون وہ اونٹنی جسپر سے گرنے کا اندیشہ نہ ہو۔ رسلہ وہ اونٹنی جسکی چال بہت آسان اور آرام دینے والی ہو۔ خدیج وہ اونٹنی جو چلنے میں فرط نشاط سے ایک طرف (جانب) میل کرے اور دفاق وہ اونٹنی جو اپنی چال میں اچھلنے کودنے والی ہو۔ یعنی بہت تیز چلنے والی۔ رزیۃ وہ اونٹنی جو سفر میں آرام اور

آسایش دیوے یعنے بسبب لاغری کے تیز چل سکے تو خواہ مخواہ آرام ہوگا۔

اہل عرب مین ایک خوش آوازی بھی ہے جس سے وہ اونٹون کو ہانکتے ہین اور اسکو حدا کہتے ہین اور اونٹون کے ہانکنے والے کو حادی کہتے ہین جو اپنی موٹی آواز سے اونٹون کو ہانکتا ہے۔ اسلام کے بعد بھی حدا خوانی مین ایک شخص مشہور ہوا ہے اسکا نام سلام الحادی تھا جسکا ذکر چھٹے مقالہ کی پہلی فصل مین گزر چکا ہے۔ کیونکہ اسکی آواز بہت ہی پیاری تھی۔ حتی کہ اس شخص کی آواز کی مثال دیتے ہین۔ چنانچہ کہا گیا ہے کہ اونٹون کو خوب پیاسا رکھ کر جب پانی پلانے لے جاتے اور سلام اُن کے پیچھے کھڑے ہوکر حدا خوانی کرتا تو اونٹ بغیر پانی پیئے کے اُس کے پاس واپس آجاتے تھے۔ یہ شخص مروان بن محمد بن مروان اموی کا مصاحب خاص تھا۔

عرب کی ضرب الامثال مین ایک مثال یہ بھی کہی جاتی ہے "شق العصا" یعنے عصا کا چیرنا۔ یہ مثال اُن دو شخصون کے لیے دیجاتی ہے جو جدا ہوتے ہین۔ اصل اسکی یہ ہے کہ حدا خوان جب ایک دوسری کی رفاقت مین ہوتے ہین اور وہ بعد مین کسی وجہ سے جدا ہوتے ہین تو اُن کے ساتھ جو عصا ہوتا ہے وہ اسکو پکڑ کر چیرتے ہین ایک اثمین سے نصف حصہ لے لیتا ہے۔ پھر یہ مثال ایسی عام ہوگئی کہ ہر ایک قسم کی فرقت مین اس کا استعمال ہونے لگا۔

بعض لوگ بیان کرتے ہین کہ عربون مین اگر کسی کے ہان عمدہ اونٹنی ہوتی تو سوائے عمدہ اور اچھے نسل کے اونٹ کے اور کسی اونٹ سے اُسکو جفتی نہ کرنے دیتے تھے بلکہ اُسکی ناک پر لکڑی سے مارتے تھے جب کہ وہ اونٹ اُس سے جفتی کرنا چاہتا اسی بناء پر یہ مثال دیجاتی ہے "لا تقرع له العصا" یعنے عصا اُسکو ہوشیار اور آگاہ نہین کرسکتا۔ یہ مثال اُس شخص کی نسبت دیجاتی ہے جو ناکامیابی کے ساتھ نہین پلٹتا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ مثال بڑے تجربہ کار کی نسبت دیجاتی ہے جو کسی کام مین دھوکہ نہین کھاتا۔ نعمان بن منذر لخمی کے پاس دو اونٹ عمدہ نسل کے تھے جنکی مثال دیجاتی ہے اُنکا نام جدیل اور شدقم تھا۔

بنی عوافہ بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم کے پاس جو اونٹ تھا اور جسکا نام قاشر تھا حکایت کی جاتی ہے کہ اُسکی قوم کے پاس ایک اونٹ تھا جس کے لطفہ سے ہمیشہ نر پیدا ہوتے تھے۔ اُسکی قوم نے اُس کے پاس سے ایک مادہ اونٹنی طلب کیا تاکہ اُن کے اونٹون مین مادہ پیدا ہون مگر اتفاق سے اُنکی مائین مرگئین اور نسل بھی منقطع ہوگئی بدفالی مین اسکی مثال دیجاتی ہے اور یہ کہا جاتا ہے "اشأم من قاشر" یعنے قاشر سے زیادہ بدشگون۔ اس مثال مین علاوہ اس حکایت کے اور حالات بھی بیان کیے گئے ہین۔ صـ۲۷۷

ایک شخص کا اونٹ گم ہوگیا تھا اُسنے قسم کھائی کہ اگر وہ مل جائے گا تو وہ اسکو ایک درہم کو فروخت کردے گا۔ اتفاق سے وہ مل گیا تو اُس نے کہا مین اس اونٹ کو اس بلی کے ساتھ جو میرے پاس ہے

فروخت کرونگا۔ اونٹ ایک درہم کو اور بلی ایک ہزار درہم کو دونگا یعنے دونوں کو ملاکر فروخت کرونگا تو اُس سے یہ کہا گیا کہ اگر بلی نہ ہوتی تو اونٹ رخصت نہ ہوتا۔ پس یہی قول "لا اُرخص الجمل لولا الہرۃ" ضرب المثل ہوگیا۔ یہہ مثال اعلیٰ اور ادنیٰ چیزوں کی نسبت دیجاتی ہے جو باہم مل جاتے ہیں۔

اونٹوں کی عمروں اور اُن کے رنگوں کے بیان میں ادیب فاضل یعنی شیخ ناصیف الیازجی نے جو اوجوزہ لکھا ہے وہ یہہ ہے۔

اول نتج الناقۃ الحوار	یدعی کما جاءت بہ الآثار
وہو لعام واحد فصیل	وابن مخاض بعدہ تقول
وابن لبون ثم حق جذع	ثم الثنی فالرباعی یتبع
ثم السدیس بعدہ والبازل	والعود فی العشر وہا الناقل
فان صفت حمرۃ فاحمر	قیل لہ وہو لدیہم یؤثر
فان شبہا دہمۃ فادرک	والجون ما فیہ السواد اخلک
وذو البیاض آدم یلقب	فان علتہ حمرۃ فاہیب
فان یکن بیاضہ ملتبس	بشقرۃ فہو البعیر الاعبس
والاخضر المسفر فی سواد	یدعی یاحوی اللون فی البواد[1]

یہ نام بھی باسی سے ملحق ہیں سقب اونٹنی کے اُس بچہ کو کہتے ہیں جو اُسی وقت پیدا ہوا ہو بعض کہتے ہیں کہ اونٹ کے بچہ کو جو نر ہو سقب کہتے ہیں۔ فرع اونٹنی کا بچہ جو پہلی بار جنے اور ربع اُس اونٹ کے بچہ کو کہتے ہیں جو موسم ربیع میں پیدا

[1] ترجمہ۔ اونٹنی کے پہلے بار جنے ہوئے بچہ کو حوار کہتے ہیں چنانچہ اس کے بارہ میں آثار آئے ہیں۔ ایک سالہ بچہ کو فصیل کہتے ہیں اس کے بعد اُسکو ابن مخاض کہتے ہیں۔ اس کے بعد اُس کو حق۔ جذع۔ پھر ثنی پھر رباعی کہتے ہیں پھر سدیس اور بعد میں اُسکو بازل کہتے ہیں دسویں سال اُسکو عود کہتے ہیں چنانچہ ناقل (نقل کرنے والا) نے روایت کی ہے اگر اُسمیں سرخی کی صفت لگاؤ تو اُسکو احمر کہو اُن کے نزدیک ایسا ہی کہا جاتا ہے۔ اُسمیں اگر سیاہی ہو تو اُسکو ادہم کہتے ہیں اور جون اُس کو کہتے ہیں جو کالا بہورا ہو۔ جس میں سفیدی ہوتی ہے اُس کا لقب آدم ہے اور اگر اُس میں سرخی بھی ہو تو اُس کو اصہب کہتے ہیں اگر اُسکی سفیدی میں دو سو رنگ تحت سرخی کا بھی ملتبس ہو تو اُسکو اعبس کہتے ہیں جس سیاہی میں سبزی اور زردی مائل ہو تو اُسکو جنگلوں میں احوی اللون پکارتے ہیں۔

ہوا ہو اور یہ بھی شرط ہے کہ پہلی بار جنا ہوا ہو۔ اسکی جمع رباع اور ارباع ہے اور مادہ کو ربعہ کہتے ہین اسکی جمع ربعات اور رباع بھی آتی ہے۔ جو بچہ آخر مین پیدا ہوتا ہے اسکو مبتع کہتے ہین اور مادہ کو مبتعہ کہتے ہین۔ ملیط وہ بچہ جو ساقط ہوجائے قبل اس کے کہ اسپر بال پیدا ہون جسکو اونٹنی ساقط کردیتی ہے۔ مجذع اونٹ کا وہ بچہ جسکی خلقت ناتمام رہ جائے۔ عجی اونٹ کا وہ بچہ جسکی مان مرجائے اور مالک اسکو دوسری اونٹنی کا دودھ پلاکر پالے ۲۷۸ صہ

فصیل بھی اونٹ کے بچہ کو کہتے ہین۔ حامل اونٹنی کا وہ بچہ جو رائج سے زیادہ عمر کا ہوتا ہے یعنی ایسا قوی بچہ جو اپنی مان کے ساتھ چل پھر سکے۔

شارف مسن اونٹنی کو کہتے ہین۔ رافت (مہربانی) مین اسکی مثال دیجاتی ہے اور یہ کہتے ہین "احن من شارف" یعنی شارف سے زیادہ مہربان۔ کیونکہ شارف اپنے بچہ پر بہ نسبت دوسرے کے زیادہ مہربان ہوتی ہے۔

بروق وہ اونٹنی جو اپنی دم التایا کرتی ہے جس سے خیال کیا جاسکتا ہے کہ وہ گابھن ہے حالانکہ وہ گابھ نہین ہوتی ہے۔

جمالیہ وہ اونٹنی جو لحاظ صورت اور شکل کے جمل (اونٹ) سے مشابہ ہو۔

جسرۃ وہ اونٹنی جسکی خلقت مضبوط ہو۔

برعس عمدہ نفیس اونٹنی جو نہایت خوب صورت اور تام الخلقت ہو۔

کہاۃ اور جلالہ موٹی اور چکنی اونٹنی۔

حائل اور قلوص جوان اونٹنی۔

فروس وہ اونٹنی جو جننے کے وقت شرارت کرے یعنی آدمیون کو دانتون سے کترے اور زخمی کرے

احوص چکنی اور جوان اونٹنی۔

طلیار وہ اونٹنی جسے خارش ہو۔ مطالیہ وہ اونٹنی جسکو گمذہاک کا طلار لگایا گیا ہو۔

ہاجن وہ اونٹنی جو جوان ہونے سے پہلے جنے اور "رجل الرفد من الہاجن" کی ضرب المثل اسی سے ہے۔ رفد کے معنی عطیہ اور صلہ کے ہین یہ مثال اُس شخص کی نسبت دیجاتی ہے جو قلیل الخیر ہو۔

بکرہ اونٹنی جو صرف ایک ہی مرتبہ پہلے بار جنے اور جوان اونٹ کے بچہ کو بھی کہتے ہین۔

ضجور وہ اونٹنی جو بے قراری سے رنج وغم کے زیادہ چلائے۔

نقارہ وہ اونٹنی جو دوڑ مین زیادہ ہوا در چال مین نہ جھکے۔

متفہہ وہ اونٹنی جو ذلیل ہو۔

بلیۃ وہ اونٹنی جو اپنے مالک کی قبر پر باندہی جاتی ہے یہان تک کہ وہ مرجائے چوتھے مقالہ کی چوتھی

فصل مین رتیمہ کے بیان مین اسکا حال گزر چکا ہی۔

عیطل لمبی گردن کی اونٹنی۔

دعبل وہ اونٹنی جس کے ساتھ اسکا بچہ ہو بعض کہتے ہین کہ مسن اونٹ کو کہتے ہین لیکن عفا فیر المنذر ان عمدہ نسل کے اونٹون کو کہتے ہین جو بادشاہون کے پاس رہتے تھے۔

صد ۲۷۹

حلب یعنی دودھ دوہنے کا بیان

بسوس وہ اونٹنی جو بس بس کہنے سے دودھ دے اسلیے کہ دودھ دینے والے کو یہ ضرور ہے کہ اونٹنی کو پہلے مانوس کرے پھر دودھ دوہے۔ الباس کے معنی بس بس کہنے کے ہین تاکہ اونٹنی مانوس ہوکر دودھ دے۔ اسی واسطے مثال مین یہ کہا جاتا ہے "الایناس قبل الابساس" یعنے انوس کرنا بس بس کرنے سے قبل ہونا چاہیے۔

جب انگلیون کے اطراف سے دودھ دوہتے ہین تو یہ کہتے ہین "مصر الناقۃ"۔

ضب کے معنی چار انگلیون سے دودھ دوہنے کے ہین۔

فطر کے معنی انگشت سبابہ اور بیچ کی انگلی سے دودھ دوہنے کے ہین۔

بائن سیدھی طرف سے دودھ دوہنے والے کو کہتے ہین۔

مستعلی بائین طرف سے دودھ دوہنے والے کو کہتے ہین۔

عزار کے معنی ہین اونٹنی کا دودھ نہ دوہنے دینا۔ اسی سے عزارۃ ہے جس کے معنی قلت لبن (دودھ کی کمی) کے ہین۔ جیسا کہ درۃ کے معنی کثرت لبن (زیادتی دودھ) کے ہین۔

اونٹنی کا جب دودھ دوہ لیا جاتا ہے تو اسکو صبحی کہتے ہین۔

طالق وہ اونٹنی جسکو چرواہا اپنی ذات کے لیے رکھہ چھوڑتا ہے اور پانی کے مقام پر اُس کا دودھ نہین دوہتا۔

ضارب وہ اونٹنی جو دودھ دوہنے والے کو زخمی کرے۔

فیل وہ اونٹنی جسکا فیالہ (یعنی دوپہر) کے وقت دودھ دوہا جائے۔

راتم وہ اونٹنی جو محبت سے اپنے بچہ کو دودھ پلائے اور اگر وہ دودھ نہ دیتی ہو تو ایک بچہ کا پوست لیکر اُسمین گھاس بھر دیتے ہین اور اُسپر ایسی چیز مل دیتے ہین جو بچہ کے مشیمہ کے مشابہ ہوتی ہے۔

علوق وہ اونٹنی جو بچہ کو سونگھو اور اگر وہ دوسرے کا بچہ ہوتا ہے تو) دودھ نہین دیتی۔

محاربہ وہ اونٹنیان جنکو دودھ کم ہو۔

عصوب وہ اونٹنی جسکی ران باندھ دیجاتی ہے تاکہ دودھ دیوے۔

شالحہ وہ اونٹنی جس کے پستان سوکھ گئے ہوں اور دودھ کم ہوگیا ہو۔

مسراح وہ اونٹنی جسکا دودھ دینا جلد منقطع ہوجائے۔

فحول یعنی نر | قرم نر اونٹ کو کہتے ہیں۔

اونٹوں کا بیان | عرکرک قوی اور غلیظ (موٹے بدنما) اونٹ کو کہتے ہیں | صفحہ ۲۸۰

ترامزہ اونٹ جسکی قوت تمام ہوچکی ہو یا وہ اونٹ جب چرنے لگے تو اسکی کہوپری ہلنے لگے جب اونٹ آدمیونکو زخمی کرتا ہے تو اس وقت یہ کہتے ہیں صول البعیر اور مثال میں یہ کہتے ہیں اصول من جمل یعنے اونٹ سے زیادہ حملہ کرنے والا یعنے کاٹنے اور کترنے والا۔

حفض وہ اونٹ جسپر ڈیرے مع ساز و سامان لادے جائیں یعنے خیمہ کی چوبیں اور پردے۔

ظعن وہ اونٹ جسپر ہودہ ہو اور ہودہ میں عورت بھی ہو۔

صلخدم سخت اونٹ۔

فینق نر اونٹ۔[۱]

قامح اور مقامح وہ اونٹ جو بہت پیاسا ہوگیا ہو جس سے وہ نہایت درماندہ ہوجائے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ قامح وہ اونٹ ہے جو حوض پر آتا ہے مگر پانی نہیں پیتا۔

ہیم پیاسے اونٹ اور یہ ہیام سے مشتق ہے جس کے معنی سخت تشنگی کے ہیں ایک شاعر کہتا ہے

ویاکل اکل الفیل من بعد شبعہ ویشرب شرب الہیم بعدان یرووے[۲]

حرائر وہ اعلی نسل کے نفیس اونٹ جو فروخت نہیں کیے جاتے ہیں اسکا واحد حرۃ ہے۔

مروح وہ اونٹ جو اپنے رہنے کی جگہ پر آرام پائیں اور عطن اونٹوں کے رہنے کے مقام کو اور مبرک کو کہتے ہیں اور مبرک کے معنی بھی اونٹ کے رہنے کی جگہ کے ہیں۔

مرتب وہ اونٹ جو چراگاہ میں چھوڑ دیا گیا ہو۔

عوذ وہ اونٹنی جو بچہ جنی ہو اس کا واحد عائذ ہے جب اس کے ساتھ اس کا بچہ چلتا پھرتا ہے تو اسکو مطفل کہتے ہیں۔

---

[۱] اسکی جمع فنق اور افناق آتی ہے۔ مترجم

[۲] ترجمہ۔ وہ پیٹ بھر جانے کے بعد بھی اس قدر کھاتا ہے جس طرح ہانی کہا جاتا ہے سیراب ہونے کے بعد بھی ایسا پیتا ہے جیسے نہایت پیاسا اونٹ پانی پیتا ہے۔

ضمور وہ اونٹنی جو چلنے کی طاقت نہ رکھتی ہو جب اُس سے کام لیا جائے یعنی چلائی جائے تو اسکو راسفہ کہتے ہین۔

لیسار وہ اونٹ جو اپنے مبرک مین رہتے ہین اور کہین نہین جاتے۔

عشر وہ اونٹ جس کے حمل پر ابتدائے نطفہ سے دس ماہ گزرے ہون۔

متالی وہ بچہ جس کے جسم کا حصہ بوقت ولادت تہوڑا سا باہر آجائے اور باقی حصہ اُس کے پیچھے رہے[1]۔

غیط وہ اونٹ جنکو کوئی درد وغیرہ یعنے مرض نہ ہو۔

عیس ایک اونٹنی کا نام ہے۔

رکائب اونٹ یہ لفظ جمع مین مستعمل ہوتا ہے اور لفظ مین اس کے لیے واحد نہین ہے فراء کہتا ہے کہ اسکا واحد رکوب ہے۔

جامل اسم جمع کا صیغہ ہے یعنی اونٹ کی اقسام ذکور واناث (نر و مادہ) پر اسکا اطلاق ہوتا ہے اور جمال نر اونٹون کو اور ذود مادون کو کہتے ہین۔ ص ۲۸۱

ترہوت کا لفظ بھی ذلیل اونٹ کی اقسام نر و مادہ پر اطلاق کیا جاتا ہے۔

ذود اسم مونث ہے جو واحد مستعمل نہین ہوتا اسکی جمع از واد آتی ہے تہوڑے اونٹون پر (جو تین سے دس تک یا بیس یا تیس یا چالیس ہون) اسکا اطلاق ہوتا ہے اور اس سے کبھی متجاوز نہین ہوتا۔ اور یہ مثال "الذود الی الذود" اسی سے لی گئی ہے یعنی جو تہوڑے تہوڑے اونٹ جمع ہوتے ہین اور پھر زیادہ ہو جاتے ہین۔

ضرح اونٹون کی جماعت کا نام ہے۔

عرج تقریباً اسی اونٹون کا گلہ اور نوے (۹۰) اور ڈیڑھ سو (۱۵۰) کے گلہ کو بھی کہتے ہین یا اس سے کچھ زیادہ بھی ہون تو عرج کہتے ہین اور پانسو اور ایک ہزار پر بھی اسکا اطلاق ہوتا ہے۔

جول بھی اونٹون کی ایک جماعت کا نام ہے جسکی تعداد کا اندازہ نہین کیا گیا۔

جہنہ اسی (۸۰) اونٹون کی جماعت کو کہتے ہین۔

عجرمۃ سو یا دو سو اونٹون کی جماعت کو کہتے ہین یا پچاس سے سو تک کے مابین کی تعداد پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔

فکرہ اونٹ جن کا گلہ پانسو یا چھ سو سے زیادہ ہو یا پچاس اور سو کے مابین ہو۔

فضار اونٹون کے تیس اور چالیس کے مابین کے گلہ کو کہتے ہین۔

---

[1] صراح مین لکھا ہے کہ متالی اُس اونٹ کو کہتے ہین جسکو ساربان اونچی آواز سے ہانکتا ہے۔ مترجم

کو رہ اونٹون کی بڑے جماعت کو کہتے ہین یا ڈیڑھ سو اور دو سو سے زیادہ کو بھی کہتے ہین۔
ہجمۃ زیادہ سے زیادہ چالیس اونٹون کے گلہ کو کہتے ہین یا بین ستر اور سو کے گلہ کو کہتے ہین یا اس سے کم اور جب اُن کی تعداد پوری ایک سو ہو جائے تو اس گلہ کو ہتیدہ کہتے ہین۔
المائۃ تین سو اونٹون کے گلہ کو کہتے ہین۔
اونٹون کو جلیلہ سے بھی تعبیر کرتے ہین ان مین اعلیٰ قسم اشہب بازل ہے یعنی سفید اور قوی اونٹ اور "ناقۃ ہجان" اور "جمل ہجان" بھی کہتے ہین ہجان کے معنی عمدہ سفیدی کے ہین یہ بھی کہا جاتا ہے کہ عربون کے یہان کالے اونٹ بہت نفیس سمجھے جاتے ہین غترہ کہتا ہے۔

فیہا اثنتان واربعون حلوبۃ سودا کخافیۃ الغراب الاسحم[1]

صہ ۲۸۲

خافیہ کے معنی علانیہ کی ضد کے ہین لیکن اس شعر مین مراد کوے کے اُن پروں سے ہے جو ظاہر ہین۔ قاموس مین لکھا ہے "خفاہ خفیا وخفیا واخفاہ" یعنے ظاہر کیا اُس کو اور نکالا اُسکو اور "خفا الشئ" کے معنی کسی چیز کے ظاہر ہو جانے کے ہین اور "خفاہ البرق" کے معنے بجلی چمکنے کے ہین اور اسحم کے معنے سیاہ کے ہین۔

فصل سیوم

اُن باقی حیوانات کا بیان جو عربون مین مشہور ہین

ملک عرب کے دوسرے حیوانات گھوڑون کے سوائے جو جودت (عمدگی) اور خوب صورتی مین مشہور ہین اور بوجہ احتیاج کے اُن کی زیادہ ضرورت پڑتی ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اُن مین سے گدہے بھی اعلیٰ درجہ کے ہوتے ہین جو گران قیمت پر فروخت ہوتے ہین اور یہ گدہے خچرون سے مشابہ ہوتے ہین اور یمن سے مکہ کو حاجی انہین پر سوار ہو کر جایا کرتے ہین اور تخت و دشوار گزار راستون پر چلنے مین عادی ہین اور ایک گھنٹہ مین ساڑھے تین ہزار قدم چلتے ہین اور یہ قدم بھی اونٹ کے قدم کے برابر گنا جاتا ہے۔ اسپر سواری کرنے مین

[1] ترجمہ۔ اُن اونٹنیون مین بیالیس دودھ دینے والی ایسی اونٹنیان ہین جو کالے کوے کے اندرونی پرون کے مانند سیاہ ہین۔

کوئی تکلیف نہین ہوتی۔

اور بہیڑ بکری بھی پائی جاتی ہین اور جنگلی بکری بھی اسی قسم کی ہوتی ہے اور بکریون کی پرورش مین بھی زیادہ اعتنا کیا جاتا ہے جس طرح عمدہ اونٹون کو جلیلہ کے نام سے پکارتے ہین اسیطرح عمدہ بکریون کو وقیقہ کہتے ہین ان کی تعداد کے بارہ مین اہل عرب کی چند اصطلاحین ہین۔ منجملہ اُن کے تیعہ چالیس بکریون کے ریوڑ کو کہتے ہین یا اس سے کم جسمین جو انات کا صدقہ دینا واجب ہوتا ہے۔ تیعہ اور تیمہ چالیس سے زیادہ بکریون کا گلہ یہان تک کہ دوسرے فریضہ کو پہونچ جائے۔ وہ بکریان جن کا دودھ گھر مین دوہا جاتا ہے اور چرنے کے لیے نہین چھوڑی جاتین اُن کو تیمہ کہتے ہین۔ ثلۃ بکریون کا بڑا اہیاری گلہ یا خاص بہیڑون کا گلہ جس طرح بہیڑ کے گلہ کو ثلۃ کہتے ہین اسیطرح بکرون کے گلہ کو عکلۃ کہتے ہین۔ جب بہیڑ اور بکری مل کر زیادہ ہوجاتے ہین تو اُن کو ثلۃ کہتے ہین بعض لوگ ثلۃ بالصم اور ثلۃ بالفتح مین کوئی فرق نہین کرتے یعنے بکریون کی اور آدمیون کی جماعت مین فرق نہین کرتے۔ اسی لیے کہ ثلۃ بالضم آدمیون کی جماعت کو کہتے ہین۔ جزعۃ اور جزیعۃ بھی بکریون کے ریوڑ کو کہتے ہین اسکی جمع جزائع ہے۔ جزعۃ ایک سو مویشی کی جماعت کو کہتے ہین اور دس سے چالیس تک کی جماعت کو بھی جزعۃ کہتے ہین یا صرمۃ کا نام ہے یعنے تیس اونٹون کا گلہ یا بہیڑ کی گلہ کو کہتے ہین۔ ص ۲۸۳

وحوش یعنے جانور وحشی (بہیمہ) اور جنگلی گائیان اور جنگلی گدھے جسکا نام فرا ہے اسکی مثال دیتے ہین اور یہ کہتے ہین کل الصید فی جوف الفرا اس مثال مین فرا کا لفظ با ہمزہ کے استعمال ہوتا ہے۔ یعنے شکار اس سے کم درجہ کا ہے یہ مثال اُس شخص کے لیے دیجاتی ہے جسکی حاجتین بہت سی ہوتی ہین اور اُن مین ایک بڑی حاجت ہوتی ہے جو پوری ہوجاتی ہے یعنے بڑی حاجت رفع ہوجاتی ہے تو باقی حوائج کے فوت ہونیکی وہ پرواہ نہین کرتا۔

خنازیر (سور) اور خرگوش اور ہرن اور ہرن کے بچے پائے جاتے ہین جنکو عفر کہتے ہین اس کا واحد اعفر ہے اُن (عربون) کے جنگلون مین شیر بھی ہوتے ہین جنکو عنابس کہتے ہین اسکا واحد عنبس ہے۔ اسامہ شیر کے لیے بجائے علم (نام) کے ہے۔ اور ضبع (کفتار) اور نمر (چیتے) بھی پائے جاتے ہین نمر کو ذوالثوبین بھی کہتے ہین اور اس کا نام سبنتی بھی رکھتے ہین۔

اور ذئب (بہیڑیے) اور وعل (جنگلی بکری) اور ثعلب (لومڑی) سیاہ گوش اور ابن آوی (شغال) اور یربوع (جنگلی چوہے) بھی پائے جاتے ہین۔ اور سمت جنوب مین نسناس (ایک قسم کا جانور) بھی پایا جاتا ہے یہ جانور رمیون اور چلون کو بڑا ہی نقصان پہونچانے والا ہے جسکو دیکھ مین مرتا گن اللہ

مرنا گی کہتے ہین[1]۔

پرندون مین نعام (شترمرغ) پائے جاتے ہین اس کے نر کو ظلمان کہتے ہین اس کی واحد ظلیم ہے۔ قطار (سنگ خوار) حجل (کبک دری) صقر (شکرہ) کدری (سنگ خوار کی قسم) کروان (سرخاب) غراب (کوا) بجع (یہ بھی ایک پرندکا نام ہے) اور رخم (مرغ مردارخوار) اور ہدہد اور سمر (یہ بھی ایک جانور ہے) وغیرہ پرند پائے جاتے ہین۔ بحر احمر مین پانی کے پرند بہت سے ہین جسطرح بحر محیط کے پانی مین مچھلیان اور سلاحف (کچھوے) کثرت سے ہوتے ہین۔

بلاد عرب مین اصناش[2] اور موذی سانپ اور بچھو اور سوسمار اور اقسام کی چیونٹیان اور کیڑے مکوڑے ان علاقون مین اکثر تیزی سے پھیلی ہوئی ہے جسکو جنوب کہتے ہین یہ کھیتون کو برباد کردیتے ہین اور زیادہ تر نجد کے جنگلون مین ہوتے ہین میدانی حمزہ سے روایت کرتا ہے کہ اہل عرب مویشیون کو لحاظ اُن کے مختلف چراگاہون کے مختلف نامون سے موسوم کرتے ہین مثلاً یہ کہتے ہین ارنب الحلتہ یعنے مقام خلہ کے خرگوش اور ضب السمانی یعنے مقام سماک کے سوسمار اور ظبی الحلب یعنے حلب کے ہرن۔ اور تیس الربلہ یعنے مقام ربلہ کا مینڈھا بیہیلا۔ اور قفند برقہ یعنے مقام برقہ کا راہی۔ اور شیطان الحماط یعنے حماط کا شیطان نہایت خطرناک بہیڑیا مقام قضی کا ہوتا ہے اور خشک زمین کا سانپ بھی بڑا زہریلا اور موذی ہوتا ہے۔ حلب کے ہرن نہایت تیز رو ہوتے ہین۔

شیطان جسکا اس مقام پر اوپر ذکر ہوا اس سے سانپ مراد لیتے ہین اور حماط ایک قسم کی سوکھی گھاس ہوتی ہے اور جنبک یہ ہری رہتی ہے بقولات مین اعلیٰ درجہ کی سمجھی جاتی ہے اور اسکو آقانی کہتے ہین واحد اسکا اقانیہ ہے ۲۸۴ صہ

---

[1] نسناس فتح کے ساتھ بھی اور کسرہ کے ساتھ بھی یہ ایک قسم کی مخلوق ہے جو ایک پانون پر اچھلتے پھرتے ہین حدیث مین آیا ہے کہ قبیلہ عاد سے ایک خاندان نے اپنے رسول کی نافرمانی کی اللہ تعالیٰ نے اُن کو مسخ کرکے نسناس بنادیا۔ ان مین سے ہر ایک کو صرف ایک بازو مین ایک ہاتھ اور ایک پانون ہوتا ہے جیسے پرندے پہیہ کئے پھرتے ہین یہ بھی اسیطرح کودتے پھرتے ہین جس طرح بہائم ڈراتے ہین اسیطرح یہ بھی ڈراتے ہین۔ بعض کہتے ہین کہ یہ لوگ اسی زمانہ مین ہلاک ہوگئے اور اب جو اس قسم کی مخلوق ہے وہ اُن سے علحدہ ہے۔ یا اُنکی تین قسمین ہین ایک تو ناس یعنے آدمی۔ دوسرے نسناس۔ تیسرے نسانس۔ یا نسانس اُنکی اناث ہین یا وہ نسناس سے اعلیٰ درجہ کے ہین یا وہ یاجوج ماجوج ہین یا وہ بنی آدم کی ایک قوم جنکی صورت آدمیون کے مشابہ ہے۔ ماخوذ از قاموس۔ مترجم

[2] احناش حنش کی جمع ہے۔ حنش اُن چرند پرند کو کہتے ہین جنکا شکار کیا جاتا ہے اور موذی جانورون کو بھی کہتے ہین جیسے سانپ بچھو وغیرہ۔ ماخوذ از صراح۔ مترجم

اور جو آدمی بدشکل اور بدہیئت ہوتا ہے اسکی نسبت یہ مثال دیتے ہیں اور کہتے ہیں "ہو شیطان المحاطۃ" یعنے وہ حماطہ کا سانپ ہے۔ اور علب ایک درخت ہے جسکا ذائقہ شیریں ہوتا ہے اور اسکو کھانے والے ہرن نہایت تیز رو ہوتے ہیں لیکن حمض کے ہرن یعنے حمض (ترش گھاس) کھانے والے سست ہوتے ہیں کیونکہ حمض کا ذائقہ ترش اور نمکین ہوتا ہے۔ یہ تمام امور بلحاظ مقامی طبیعتوں اور عام اغذیہ کے ہیں جو حیوانات کی طبیعت کے مناسب ہیں۔

بعض اونٹوں کو حوکشیہ کہتے ہیں جو حوکش کی طرف منسوب ہیں۔ شاید یہ وہی اونٹ ہیں جنکو حوشیہ یعنے وحشیہ کہتے ہیں یعنے انکو حوش کی طرف منسوب کرتے ہیں اور یہ اُن کے خیال میں جنات کا ملک ہے اور اُن کا یہ بھی خیال ہے کہ ان اونٹنیوں کے نر جنات کی قوم سے ہیں جنہوں نے مہرۃ بن حیدان کی اونٹنیوں کے ساتھ جماع کیا تھا یعنے جفتی کھائی تھی۔ پس یہ اونٹ اُسکی طرف منسوب ہوگئے اس لیے کہ انکو اہل مہرہ کہتے ہیں یعنے مہرہ کے اونٹ یا یہ حوش سے ماخوذ ہے یعنی نسل سے مخول (نر ہائے) حوش کے۔ لیکن خفان ایک مقام کا نام ہے جو کوفہ کے پاس ہے عفرین۔ خفیۃ۔ ترح اور حلیہ مقامات کے نام ہیں جہاں سانپ کثرت سے ہوتے ہیں۔ اسی بنا پر جرمی شخص کی نسبت یہ مثال دیتے ہیں "اجرا من الماشی بترح" یعنے مقام ماشی میں جانے والے سے زیادہ جری۔ اور جو شخص کسی بڑے نامور آدمی پر غالب ہوتا ہے تو اسکو کہتے ہیں "قتلت اسد خفان" یعنے تو نے مقام خفان کے شیر کو مار لیا ہے۔ لبلی اخیلیہ نے توبہ بن الحمیر کے مرثیہ میں اس مثال کو باندھا ہے۔

فتیً کان احیی من فتاۃ حییۃ ۔۔۔ واشجع من لیث بخفان خادر[1]

لیکن اُنہوں نے اشجع من لیث عفرین کی مثال میں اختلاف کیا ہے۔ بعض تو اسکو ایک قسم کا کیڑا خیال کرتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ یہ نر مکڑیوں کی قسم سے ہے۔

عبیدان کا سانپ وہ ہے جسکی نسبت خیال کیا گیا ہے کہ اُسنے ایک جنگل کو روک دیا تھا اور اس وجہ سے وہ جنگل عبیدان کے نام سے موسوم ہوا۔ پس وہاں نہ کوئی جاتا ہے اور نہ مویشی چرائے جاتے ہیں۔

ہم نے اس فصل میں حیوانات وغیرہ کے نام بیان کیے ہیں صرف انہیں ناموں پر اختصار کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اُن کی ہر ایک نوع میں نر اور مادہ بچوں اور زیادہ عمر والوں کے علیحدہ علیحدہ اور متعدد نام ہیں علاوہ مرادف ناموں کے جو ایک کے لیے کئی نام ہیں۔ مثلاً ایک شیر ایسا جانور ہے جسکی نسبت کہا جاتا ہے کہ اس کے نام قریب ایک ہزار کے ہیں۔ اسی واسطے ہم اس بحر عمیق میں نہیں پڑتے بلکہ ہم صرف ان کے بچوں اور اُن کے مصطلحہ نام اور الفاظ پر اکتفا کرتے ہیں۔

---

[1] ترجمہ۔ وہ نوجوان کنواری لڑکیوں سے زیادہ باحیا اور خفان کے شیر سے زیادہ شجیع تھا۔

حیوانات کے بچون کے نام	عربون نے حیوان کے ہر ایک قسم کے بچون کے لیے ایک خاص نام وضع کیا ہے چنانچہ ہر درندہ کے بچہ کو جرد کہتے ہین اور نیز جرد کا اطلاق ہر ایک چھوٹی چیز پر ہوتا ہے۔ ہر وحشی جانور کے بچہ کو طلا کہتے ہین اور ہر پرند کے بچہ کو فرخ کہتے ہین۔ شبل۔ حقص اور فرہ شیر کے بچون کو کہتے ہین چیتے کے بچہ کا نام ہرس ہے۔ بانی کے بچہ کو وغفل کہتے ہین اور بانی کی جملہ اولاد کو مفولا کہتے ہین۔ برمل اور بہدل کفتار کے بچہ کو کہتے ہین اور فحیص شیر بیر کے بچہ کو کہتے ہین۔ جبس یا جبیس خرس یعنے ریچھ کے بچہ کو کہتے ہین اور فشینہ بندر کے بچہ کو کہتے ہین اور فصعل بھیڑیے اور بچھو کے بچہ کو کہتے ہین اور ہجرس ثعلب یعنی روباہ کے بچہ کو کہتے ہین۔ سور کے بچہ کو خنوص کہتے ہین۔ فرہود بزکوہی کے بچہ کو کہتے ہین۔ بچھیرے کو یعنی گھوڑے کے بچہ کو مہر کہتے ہین۔ جرنس حرقوص کے بچہ کو کہتے ہین اور حرقوص کے معنی چھوٹے اونٹ کے ہین اور نیز ایک قسم کے جانور کا نام ہے۔ حجش اور عقاقد ہے کے بچہ کو کہتے ہین۔ اونٹنی کے بچہ کا ذکر فصل سابق مین گزر چکا ہے۔ عجل اور بخرج اور حسیلہ اور ذبب اور فرار اور برع گائے کے بچہ کو کہتے ہین۔ اور برغزۃ۔ برغز۔ برغور اور برغاز بھی گائے کے بچہ کا نام ہے۔ یہ نام اسوقت کہتے ہین جبکہ وہ اپنی ماں کے ساتھ چلنے پھرنے لگتا ہے۔ اور گائے کے ایسے بچہ کو جو ابھی پہلے سال مین ہو تبیع کہتے ہین۔ اور جب اس کے سینگ پھوٹتے ہین تو اسکو عضب کہتے ہین اور گائے کے ایسے بچہ کو جو صاف اور سفید ہو ماری کہتے ہین اور ماریۃ اسکی مادہ کو کہتے ہین فرقد۔ زرع۔ یعفور۔ جحوذر اور فرجنگی گائے کے بچہ کو کہتے ہین۔ بکری کے بچہ کو حمل کہتے ہین۔ اور یہ ضان کا مادہ ہے۔ اور جدی بکری یا ہرنی کے بچہ کو کہتے ہین خشف۔ خرۃ شاذن اور غزیر ہرن کے بچہ کو کہتے ہین بائع ہرن کے بچہ کو کہتے ہین جبکہ وہ چلے پھرے اور بچا جائے۔ پتلے پانون کی ہرنی کے بچہ کو حزق کہتے ہین اور ہرنی کے بچہ کو جس وقت کہ وہ پیدا ہوتا ہے طلو کہتے ہین اسکی جمع طلاء آتی ہے۔ اور جرد جسکا اوپر ذکر گزر چکا ہے کتے کے بچہ کو کہتے ہین۔ چوہے کے بچہ کو درص کہتے ہین اور سوسمار یعنے گوہ کے بچہ کو حسل کہتے ہین۔ ابتدا مین اسکا نام حسل ہوتا ہے پھر اسکو مطلع پھر خضرم کہتے ہین اور اس کے بعد وہ ضب یعنی سوسمار کہلاتا ہے۔ خرنق۔ جوقع اور نہس خرگوش کے بچہ کو کہتے ہین۔ مرغی کے بچہ کو فروج کہتے ہین جفول۔ رأل اور حوکی شتر مرغ کے بچہ کو کہتے ہین۔ کبوتر کے بچہ کو زغلول کہتے ہین اور حرجسکا اوپر ذکر ہوا کبوتری کے بچہ کو کہتے ہین اور سانپ کے بچہ کو بھی کہتے ہین اور سانپ کے بچہ کو مارن بھی کہتے ہین۔ کبر نمل جعل کے بچہ کو کہتے ہین یا خود جعل کا نام ہے اور جعل کے معنے گوہ غلطان کے ہین یعنے ہزار پا یا گبرولا۔ کہا گیا ہے کہ نہس جسکا ابھی اوپر ذکر ہوا اور سمع بھیڑیے کے بچہ کو کہتے ہین جو کفتار سے پیدا ہوتا ہے۔ اور عربون کا اعتقاد ہے کہ سمع کو بیماری نہین آتی جیسے سانپ کو نہین آتی اور یہ ناگہانی طور پر مرجاتا ہے یعنی بغیر کسی مرض کے مرجاتا ہے۔ اور یہ جانور سننا بھی بہت تیز ہے پس جب کہ	۲۸۵

کسی شخص کی مداحت مین مبالغہ کیا جاتا ہے تو یہ مثال دیتے ہین اسمع من سمع یعنے سمع جانور سے زیادہ سننے والا اور سمع کے معنی اُس بھیڑیے کے بچہ کے ہین جو کفار سے پیدا ہوا ہو۔ ایک شاعر کہتا ہی۔

ص ۲۸۶ ترا ہمد الطرف الیح واضعاً اغر طویل الہال اسمع من سمع[1]

عسبار کفار کے بچہ کو کہتے ہین جو بھیڑیے سے پیدا ہوا ہو یا خاص بھیڑیے کے بچہ کو کہتے ہین۔ عسبور اور عسبورہ کتے کا بچہ جو بھیڑیے سے پیدا ہوا ہو۔ بعض مولفات مین لکھا ہے کہ عسبور بھیڑیے کے بچہ کو کہتے ہین جو کفار سے پیدا ہوا ہو۔ دروان کفار کا بچہ جو بھیڑیے کی مادہ سے پیدا ہوا ہو اول وہ جس کے سرین پر گوشت کم ہو اور نیز یہ کہ وہ کفار اور بھیڑیے سے پیدا ہوا ہو خیہفعار الف ممدودہ اور مقصورہ کے ساتھ کتے کا بچہ جو بھیڑیے کی مادہ سے پیدا ہوا ہو۔ دلیم بھیڑیے کا بچہ جو کیتا سے پیدا ہوا ہو بعض کہتے ہین کہ دلیم ثعلب کا بچہ جو کیتا سے پیدا ہوا ہو یا خرس کا بچہ برغل جسکا ذکر گزر چکا ہے کہا جاتا ہے کہ یہ وہ بچہ ہے جو شغال سے پیدا ہوا ہو وہ ایک جانور کا نام ہے جو بلی کی برابر ہوتا ہے اسکو فارسی مین روباہ کہتے ہین قریب چوہے کا بچہ جو جنگلی چوہے سے پیدا ہوا ہو۔

حیوانات کی کنیتین | جسطرح اہل عرب آدمیون کو کنیت سے پکارتے ہین اسیطرح کہانون اور بعض نباتات اور حیوانات کو بھی کنیتون سے پکارتے ہین پانچوین مقالہ کی تیسری فصل مین کہانون کی کنیتین بیان ہوچکی ہین۔ لیکن حیوانات کی کنیتون مین سے یہ ہین۔ ابوالحارث۔ ابوالاشبال۔ ابوشبل اور ابوالعباس شیر کی کنیت ہے۔

ابوجہم۔ ابودلف۔ ابوحمل۔ ابوجعدل۔ ابوغلغل اور ابوالحجاج ہاتی کی کنیت ہے۔ ام سبع ہتی کی کنیت ہے۔ ابوالابرد۔ ابوالاسود۔ ابوجعدہ۔ ابوجعل۔ ابوخطاف۔ ابوالصعب۔ ابورقاش۔ ابوزمرہ۔ ابوالمرسال اور ابوفارس بچھو کی کنیت ہے اور ام ابرد اور ام رقاش بچھو کی مادہ کی کنیت ہے۔

ام ثرمل۔ ام جعار۔ ام جذرف۔ ام رمال۔ ام عتاب۔ ام عتبان۔ ام عمرہ۔ ام عامر۔ ام عنور۔ ام طریق ام قیدر اور ام نوفل کفار کی مادہ کو کہتے ہین اور ابوعامر۔ ابوکدارہ اور ابوالہنبر کفار کے نر کو کہتے ہین۔

ابوجعدہ۔ ابوجاعد۔ ابوجعادہ۔ ابوثمامہ۔ ابوبندقہ۔ ابوعلہ اور ابورعلہ بھیڑیے کی کنیت ہے۔

ابوحمید۔ ابوجہنیہ اور ابوجعل خرس کی کنیت ہے۔

---

[1] ترجمہ۔ تو اسکو نہایت تیز آنکھ کا دیکھتا ہے اور وہ نہایت وسیع کشادہ دل والا ہے اور سمع سے زیادہ سننے والا ہے۔

صـ ۲۸۷

ابو معاویہ۔ ابو النجم۔ ابو الحصن۔ ابو الحصین۔ ابو الحنیص ثعلب یعنی روباہ کی کنیت ہے۔

ابو قیس۔ اور ابو ہریرہ شغال کی کنیت ہے۔

ابو ایوب۔ اور ابو صابر اونٹ کی کنیت ہے۔

ابو خالد کتے کی کنیت ہے۔

ابو زرعہ۔ اور ابو عقبہ سور کی کنیت ہے۔

ابو زنۃ بندر کی کنیت ہے۔

ابو منقذ۔ ابو منجی گھوڑے کی کنیت ہے۔

ابو المختال۔ ابو قحوص اور ابو حرون خچر کی کنیت ہے۔

ابو زیاد۔ ابو حمود۔ ابو جحش۔ ابو الغضا گدھے کی کنیت ہے۔ اور ام الہنیدۃ گدھی کی کنیت ہے۔

ابو براء۔ ابو سلیمان۔ ابو الیقظان۔ ابو حسان اور ابو حامد مرغ کی کنیت ہے۔ اور ام حفصۃ۔ ام ناصر الدین۔ ام الولید اور ام احدی وعشرین مرغی کی کنیت ہے۔

ام البیض۔ ام ثلاثین شتر مرغ کے مادہ کی کنیت ہے۔ اور بنات الہبق انکی جماعت کا نام ہے اور ابو حاتم نر شتر مرغ کی کنیت ہے۔

ابو القعقاع کوے کی کنیت ہے۔

ابو المليح شکرہ کی کنیت ہے۔

ابو الاشعث اور ابو لاحق باز کی کنیت ہے۔

ابو الہیثم۔ ابو دثاب۔ ابو الحجاج۔ ابو حسان۔ ابو الدہر اور ابو الاشیم عقاب کے نر کی کنیت۔ ام الحوار ام الشر۔ ام طلیہ۔ ام لوح اور ام الہیثم اس کے مادہ کی کنیت ہے۔

ابو مالک۔ ابو المنہال۔ ابو یحیی۔ ابو الابرد۔ ابو الاصبع گرگس کی کنیت ہے۔ ام قشعم گرگس کے مادہ کی کنیت ہے۔

ابو الاخبار۔ ابو عمامۃ۔ ابو البریع۔ ابو روح۔ ابو سنجار اور ابو العباد ہدہد کی کنیت ہے ام الخراب۔ اور ام الصبیان بوم یعنے الو کی کنیت ہے۔

ابو عکرمۃ کبوتر کی کنیت ہے۔

ام جعران اور ام مخنیۃ مردار خوار مرغ کی کنیت ہے۔

ابو حدیج لقلق یعنے لکلک کی کنیت ہے۔

ابو براقش۔ ہنس کی کنیت ہے اور ہنس ایک پرند ہے جس کے رنگ مختلف ہوتے ہین۔ اور یہہ پرند چھوٹا مثل قفذ یعنے خارپشت کے مشابہ ہوتا ہے اس کے اوپر کے پر سفید اور چمکیلے ہوتے ہین درمیان کے پر سرخ رنگ کے اور نیچے کے پر سیاہ ہوتے ہین۔ جب وہ جوش مین آتا ہے تو پھول جاتا ہے اور اس وقت اس کے رنگ مختلف اور متعدد ہوتے ہین یہان تک کہ ہر متلون المزاج کو اس سے تشبیہ دیتے ہین اور یہہ کہتے ہین "احول من ابی براقش" یعنے ابو براقش سے زیادہ احول یعنی دو منہ والا۔ شاعر کا یہہ قول اسی بنا پر ہے

کابی براقش کل یوم م لونہ تتغیر[1]

ابو فجا اور ابو فجادی جنادب کی یا ٹیڑہی کی ایک قسم ہے اور جنادب بھی ایک قسم کی مشہور ٹیڑہی ہے اور برے خنافس کی ایک قسم ہے اور خنفس ایک بدبودار کیڑے کا نام ہے جسکو ہزار پا بھی کہتے ہین۔ ام عوف ٹیڑہی کے مادہ کو کہتے ہین۔

ابو الحسن ایک چھوٹا سا پرند ہے جسکی آواز نہایت میٹھی ہوتی ہے۔

ابو کثیر صرد کو کہتے ہین یعنے دخیل اور اخیل ایک پرند کا نام ہے، جسپر سفید و سیاہ خال ہوتے ہین۔

ابو سلمی ذرع کی کنیت ہے اور ذرع چلپاسہ یعنی چھپکلی کو کہتے ہین۔

ابو جعفر کبھی کی کنیت ہے۔

ام دردان صرصور کی کنیت ہے اور صرصور بڑے اونٹ کو کہتے ہین اور صرصور ایک جانور کا بھی نام ہے۔

ابو جعل اور ابو سیمار سوسمار کی کنیت ہے۔

ابو جعران جعل کی کنیت ہے اور جعل بالضم خبز ودک کو کہتے ہین۔

ابو سفیان قنفذ کی کنیت ہے۔

ام عریط اور ام رباح بچھو کی کنیت ہے۔

ام حباحب مثل جندب کے ایک جانور مختلف رنگون کا ہوتا ہے اور یہہ ٹیڑہی کے نر کا نام ہے یا یہہ قبوط کا نام ہے۔

ام الاموال مکریون کی کنیت ہے۔

ابو حبیب بکری کے بچہ کی کنیت ہے۔

ابو غروان۔ ابو خداش۔ ابو الہیثم اور ابو شماخ بلے کی کنیت ہے اور بلی کو یعنے اسکی مادہ کو ام شماخ کہتے ہین۔

---

[1] ترجمہ۔ ابو براقش کی طرح اسکا رنگ ہر روز متغیر ہوتا ہے۔

ابوخدرگرگٹ کو کہتے ہین ام قرۃ - اور ام حبیب اس کے مادہ کو کہتے ہین اور ام الحبین تصغیر کے صیغہ کے ورزغ
حربار کو کہتے ہین -

ام محجوب اور ابوغمان سانپ کی کنیت ہے -

ابوطامر - ابوعدی - اور ابوذناب مچھر کی کنیت ہے - ص۲۸۹

ابومشغول چیونٹی کی کنیت ہے اور ام نوبۃ چیونٹی کی کنیت ہے -

ابوراشد چوہے کی کنیت ہے اور ام خراب چوہیا کی کنیت ہے -

ابوالمیع - ابوہبیرۃ - اور ابومعبد نر مینڈک کی کنیت ہے اور ام ہبیرۃ اس کے مادہ کی یعنے مینڈکی کی کنیت ہے -

ام اربع وار بعین ایک قسم کے کیڑے کی کنیت ہے جسپر نشان ہوتے ہین اور یہ معروف ہے -

لاحق یعنی اوپر کے بیان سے ملحق چیزون کا بیان

یہ پوشیدہ نہین ہے کہ عربون کے نزدیک ہر چیز جب انکی طرف کوئی دوسری چیز منضم ہوتی ہے تو وہ شے اس کے لیے بجائے ام (مان) کے سمجھی جاتی ہے ام جس کے معنی مان کے ہین جب یہ لفظ آدمیون کے لیے مستعمل ہوتا ہے تو اسکی جمع امہات آتی ہے اور جب جانورون کے لیے مستعمل ہوتا ہے تو اسکی جمع امات آتی ہے اور ہر چیز کی ام سے مراد اسکی اصل اور اسکا عماد ہے یعنے جس سے وہ قائم ہے اور جب ام کا لفظ قوم کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے تو مراد رئیس قوم ہوتی ہے اور جب قرآن کے ساتھ اسکو استعمال کرتے ہین اور یہ کہتے ہین ام القرآن تو اس سے مراد سورۃ فاتحہ ہے یا ہر ایک محکمہ آیۃ جو شرائع اور فرائض سے ہو اور جب نجوم (ستارون) کے ساتھ اسکا استعمال ہوتا ہے تو اس سے مراد کہکشان ہوتی ہے -

اور اصل الراس سے مراد دماغ ہے یا پتلی جھلی جو دماغ پر ہوتی ہے اور اصل الرمح سے مراد نیزہ کی بھال ہے اور جب یہ لفظ تنائف (بیابان) کے ساتھ مستعمل ہوتا ہے تو اس سے ایسا بیابان مراد ہوتا ہے جو نہایت دشوار گزار ہو یعنے آسمین پانی وغیرہ دستیاب نہ ہو سکے اور جب یہ لفظ بیض کے ساتھ مستعمل ہوتا ہے تو اس سے مراد شتر مرغ کی مادہ ہوتی ہے - اور امت کے معنی جماعت کے ہین -

ام القری مکہ کی کنیت ہے -

ام الدنیا مصر کی کنیت ہے کیونکہ وہان آبادی زیادہ ہے -

ام القری قاف کے کسرہ سے آگ کی کنیت ہے -

ام الکتاب سے مراد اصل کتاب ہے یا مراد لوح محفوظ سے ہے یا سورۃ فاتحہ یا تمام قرآن سے ہے -

ام دفر اور ام جابر دینا کی کنیت ہے -

ام شواک گہر کی بی بی کی کنیت ہے -

ام الصبیان صرع کی بیماری کی کنیت ہے۔
ام ملدم بخار کی کنیت ہے۔
ام الجرافِ ڈول کی کنیت ہے یا سپر کی۔
ام جوکر۔ ام جوکرا۔ ام جوکرے۔ ام خشاف اور ام جندب داہیہ (بڑی آفت اور بڑے حادثہ) کی کنیت ہے یا اس سے بھی عام ہے کہ برائی ہو یا غدر ہو یا ظلم ہو لیکن امرو القیس کے ایک قصیدہ میں یہ لفظ مستعمل ہوا ہے اور جسکا مطلع یہ ہے۔

خلیلی مرابی علی ام جندب لنقضی لبانات الفواد المعذب[1]

ص ۲۹ اس سے مراد اسکی قبیلہ طی کی عورت سے ہے جبکہ منذر بن ماء السماء بادشاہ عراق کے خوف سے بھاگ کر اس عورت کے قبیلہ کے پاس پناہ گزین ہوا تھا اور اس سے شادی کی تھی۔

اصوات کا بیان | عربوں نے آواز کی اقسام کے بھی نام رکھے ہیں۔ از انجملہ صریر دروازہ اور قلم کی آواز کو کہتے ہیں۔ سریر اور صریف دانتوں کی آواز کو کہتے ہیں۔ طنطنہ (تار کمان کی زہ) کی آواز کو کہتے ہیں۔ رنین قوس (کمان) کی آواز کو کہتے ہیں۔ قصیف رعد اور سمندر کی آواز کو کہتے ہیں۔ زفیر گرگ کی آواز کو کہتے ہیں۔ خشخشۃ کاغذ کی اور نئے کپڑے کی آواز کو کہتے ہیں۔ صلصلہ لوہے اور تلوار اور درہم و روپیہ کی آواز۔ زمزمۃ مجوسیوں کی آواز۔ نشیش ہانڈی وغیرہ کے جوش کی آواز۔ غق غق غلیان یعنے ابلنے کی آواز۔ بقبقہ کوزہ سے پانی وغیرہ کے نکلنے کی آواز۔ دقدقۃ ٹھونکنے کی آواز۔ دبدبۃ کہر دن یا سموں کی آواز جو سخت زمین پر پڑتے ہیں۔ طقطقہ پتھروں کی آواز۔ جب پتھر گرتا ہے اور آواز آتی ہے تو اسوقت کہتے ہیں طق یعنے پتھر گرا۔ طاق مار سیٹی کی آواز۔ خریر پانی اور ہوا اور عقاب (نام جانور) کی آواز جبکہ وہ زمین پر اور تر تا ہے غطیط سونے والے کی آواز۔ خشار مرغ یعنے موٹی اور مکروہ آواز۔ خشف اور خشقہ حرکت وغیرہ کی آواز۔ یا صوت خفی یا سانپ یا کفتار کے چلنے کی آواز۔ لغط وہ آواز جو مبہم ہو اور سمجھی نہ جائے۔ تعمغم بات کرنے کی ایسی آواز جو صاف ظاہر نہ ہو سکے۔ جلبلق بڑے دروازہ کے کھولنے کی آواز جس کے دو پٹ ہوں۔ صوۃ ضمہ کے ساتھ وہ آواز جو پہاڑ سے آتی ہے۔ ضحک ہنسنے والے کی آواز۔ یاریار وہ آواز جو آدمیوں کو جمع ہونے کے لیے دیجاتی ہے اسیطرح ہر ایک حیوان کی آواز کے لیے بھی انہوں نے جدا جدا نام رکھا ہے۔ از انجملہ شیر کی آواز کو زئیر کہتے ہیں۔ عواء بھیڑیے کی آواز۔ نباح کتے کی آواز۔ ہریر کتے کی وہ آواز جب وہ کسی چیز سے نفرت کرتا ہو اور آواز کرتا ہے۔ ضباح ثعلب کی آواز۔ ثعلب کے معنی اوپر گزر چکے ہیں۔ مواء بلی کی آواز۔ قباع سور کی آواز۔ خوار گائے کی آواز۔ رغاء بکریوں کی آواز۔ تریب ہرن کی آواز

---

[1] ترجمہ۔ ای میرے دونوں دوست چلو ام جندب پاس جائیں اور اپنے دل کی حاجت پوری کریں۔

صہیل گھوڑے کی آواز۔ نہیق گدہے کی آواز۔ ہدیر کبوتر کی آواز۔ طق اور نقیق مینڈک کی آواز فحیح سانپ کی آواز۔ خشرشتہ ٹیڑھی کہانے کی آواز۔ خرور بلی کی آواز۔ صقاع مرغ کی آواز۔ نغیق نغیب اور تغاب کوے اور الو کی آواز۔ غاق بھی کوے کی آواز کو کہتے ہین۔ غق غق کوے کی آواز جبکہ موٹی ہوتی ہے اور نیز پانی کی آواز جب وہ کسی جگہ مین جاتا ہو اور نیز درختون اور پرندون کی بازون اور پانی کی خفیف آواز کو بھی کہتے ہین۔ بغام ہرنی کی آواز۔ ظاب مینڈھی کی آواز۔ نیق اور فرق مرغی کی آواز۔ قطا قطا قطا کی آواز۔ قطام مرغ سنگ خوار کو کہتے ہین۔ قط قط قطاۃ کو بلانے کی آواز ص۲۹۱
وع گرگ کی آواز۔ اور بچہ کی آواز جبکہ وہ روتا ہے۔ زقزقہ چڑیا کی آواز۔ تغرید پرند کی اور گوئے کی اور حدی خوان کی آواز۔ کہ کہ شیر اور اونٹ کی آواز کو کہتے ہین۔

حیوانات کو ہانکنے کی آواز جسطرح عربون نے حیوانات کی آوازون کی جدا جدا نام رکھے ہین اسیطرح اُن کو ہانکنے کی آوازون کو بھی مختلف ناموں سے موسوم کیا ہے منجملہ اُن کے اجد۔ اجط۔ ایا یا۔ یا یا۔ یا یہ۔ بس بس۔ جوجو۔ جوت جوت حای حای۔ حایں حایں۔ حا۔ حل حل۔ ہار ہار۔ ہر۔ ہج۔ ای۔ اور یہ ہیا اُس آواز کو کہتے ہین جن سے اونٹون کو ہانکتے ہین جسمین نر و مادہ دونون شریک ہون۔

ہشہ۔ حلق۔ حاہ حاہ۔ جوہ وجوہ۔ حاب۔ حوب۔ اور ہت ہت یہ سب آوازین ایسی ہین کہ ان سے خاصکر نر اونٹون کو ہانکتے ہین۔

جی جی اور شیب اونٹون کو پانی پینے کے لیے بلانے کی آواز ہے۔

ہی ہی اونٹون کو گھاس یعنے چارہ کہانے کے لیے بلانے کی آواز ہے۔

دی دی عربون کی حدی خوانی کی آواز ہے جس سے وہ اونٹون کو چلنے کے لیے بلاتے ہین۔

وہ اور وہ وہ اُس آواز کو کہتے ہین جس سے اونٹنی کو اُس کے بچہ کے پاس بلاتے ہین۔

ہع ہع چھوٹے چھوٹے کم عمر اونٹون کو چمکارنے کی آواز کو کہتے ہین تاکہ چمک کر بھاگ نہ جائین۔

اخ اونٹ کو بٹھانے کی آواز ہے۔

دہ دہ اُس آواز کو کہتے ہین جس سے خاص اُس اونٹ کے بچہ کو بلاتے ہین جو موسم ربیع مین پیدا ہوا ہو۔

حط۔ دہ۔ ہلا۔ ہجر۔ ہجرم۔ ہال۔ ہاب۔ ہب اور یہی گھوڑون کو ہانکنے کی آواز۔

اوہ گھوڑے کو بلانے کی آواز۔

جاہ جاہ۔ عام درندون کو یا خچر کو ہانکنے کی آواز۔

حدس۔ اور عدس خاص خچر کو ہانکنے کی آواز۔

می وحی گدہے کو بلانے کی آواز۔

عوہ عوہ گدہے کے بچہ کو بلانے کی آواز۔
حیز حیہ۔ سار۔ شار۔ شوشوا در ہیس گدہون کو ہانکنے کی آواز۔
اجی اجی۔ رحالہ رحالہ۔ سدف سدف۔ قصب قصب۔ ہدف ہدف ونبہ بکریون کو بلانے کی آواز۔ ص ۲۹۲
اس اس۔ اجدم۔ ہجدم۔ جبل جبل بکریون کو ہانکنے کی آواز۔
ارار۔ اور دع دع بکریون کو بلانے کی آواز۔
اوس اوس۔ مجط۔ حیہ۔ شار۔ عل عل۔ عاے۔ ہیچ اوس اوس بکریون کو ہانکنے کی آواز۔
تار تار۔ بیلڈے کو جفتی کے لیے بلانے کی آواز۔
حا حا بیلڈے کو پانی پینے کے لیے بلانے کی آواز۔
جاح جاح بکری کو دودھ دوہنے کے لیے بلانے کی آواز۔
جل جل بکری کے ہانکنے کی آواز۔
اوس اوس اور وج کاے کو ہانکنے کی آواز۔
اس اس ایک کلمہ ہے کہ اس کو سانپ کی نسبت کہتے ہین اور وہ اس سے پست ہوجاتا ہے یعنی دب جاتا ہے۔
ہہ ہہ۔ قوس۔ اور قرقوس کتے کو بلانے کی آواز۔
وج وج مرغی کے کڑکڑانے کی آواز۔
حف حف مرغی کے ہانکنے کی آواز۔
غس بلی کے ہانکنے کی آواز۔

امثال کا بیان | اہل عرب اکثر مثالین دیا کرتے ہین اور یہ مثالین کچھ حیوانات کی صفات سے متعلق ہوتی ہین۔ اور کچھ نباتات کی خواص سے جو طبعی ہین۔ لیکن اگر ہم ان ضرب الامثال کے اسباب کو بیان کرنا چاہین تو بہت شرح کرنا پڑیگی اسی واسطے ہم فقط مثالون پر اکتفا کرتے ہین۔

احمق کے لیے کہتے ہین "احمق من رجلۃ" ایک قسم کی گھاس ہے جس کو بقلہ بھی کہتے ہین بقلۃ الحمقا اسی گھاس کا نام ہے۔ اور "احمق من الضبع" بھی کہتے ہین کیونکہ اُن کا خیال ہے کہ شکاری اُس کو جب "البشری ام عامر" کہتا ہے تو وہ دھوکہ کھاکر نکلتا ہے اور اپنے کو اسطرح سے شکاری کے حوالہ کر دیتا ہے اور "احمق من الربع" اور "احمق من نجبۃ علی حوضہ" اور "احمق من نعامۃ" و "احمق من رخمۃ" و "احمق من عقعق" و "احمق من ام الہبیر" اور ہبیر کے معنی گدہی کے ہین اور قبیلہ فزارہ کی لغت مین ہبیر کفتار کو کہتے ہین۔

اور "احرق من حامۃ"[1] اور "احمق من جہیزۃ" جہیزہ کے معنی خرس مادہ کے ہین۔

احتراز اور حذر مین کوے کی مثال دیتے ہین اور یہ کہتے ہین "احذر من الغراب" یعنی کوے سے زیادہ محترز اور "احزر من ذئب" اور "احزر من ظلیم" بھی کہتے ہین یعنے بھیڑیے سے اور نر شتر مرغ سے زیادہ احتراز کرنے والا۔

حیرت مین گوہ اور درل کی مثال دیتے ہین اور یہ کہتے ہین احیر من ضب ومن ورل یعنے گوہ اور درل سے زیادہ متحیر۔ درل سوسمار کے مشابہ ایک جانور ہوتا ہے۔ ص۲۹۳

حزم واحتیاط مین کوے کے بچہ کی اور گرگٹ کی مثال بھی دیتے ہین اور یہ کہتے ہین احزم من فرخ العقاب ومن حرباء یعنی کوے کے بچہ سے زیادہ اور گرگٹ سے زیادہ محتاط۔

اور حیلہ بازی مین یہ مثال دیتے ہین "احول من ابی براقش ومن ابی قلمون ومن الذئب" یعنی ابو براقش اور ابو قلمون اور بھیڑیے سے زیادہ حیلہ باز۔[2]

اور حسن مین یہ مثالین دیتے ہین "احسن من شنف الاقنر" یعنے سونے کے آویزہ گوش سے زیادہ خوبصورت اور احسن من الدر ومن الشاذکس ومن الدیک ومن العسل[3] ومن بیضۃ فی روضۃ ومن الدہیم الموقفۃ" یعنے موتی سے اور مور سے اور مرغ سے اور شہد سے اور انڈے سے جو باغ مین یعنے سبزی مین رکھا ہوا اور دہیم سے زیادہ حسین اور دہیم اس گھوڑے کو کہتے ہین جس کے پانون مین سفیدی ہو۔

حرص مین یہ مثال دیتے ہین "احرص من کلب علی جیفۃ ومن کلب علی عرق ومن کلب علی عقی ومن نملۃ" یعنے کتے سے زیادہ حریص جو مردار پر اور گوشت لگی ہوئی ہڈی پر اور بچہ کے پاخانہ پر حرص کرتا ہے اور چیونٹی سے

---

[1] ان امثال کے معنی ہین ربیع سے اور نعجۃ سے جو حوض پر وارد ہوا اور شتر مرغ کے مادہ سے اور رخمہ سے اور عقعق سے اور ہبرے اور حمامہ سے جہیزہ سے زیادہ احمق ربیع گائے وغیرہ کا بچہ جو موسم ربیع مین پیدا ہوا ہو نعجہ دنبہ رخمہ مرغ مردار خوار عقعق ایک پرند کا نام ہے جو سیاہ وسفید ہوتا ہے جسکو مکہ کہتے ہین۔ حمامہ کبوتر یا فاختہ۔

[2] ابو براقش ایک جانور کا نام ہے جو مختلف رنگ بدلتا رہتا ہے ابو قلمون ایک قسم کا کپڑا ہے جسمین مختلف رنگ نظر آتے ہین یعنے بہروپ چہانون کا کپڑا۔ مترجم

[3] احسن من العسل غلط ہے بلکہ احلی من العسل ہے یعنے شہد سے زیادہ میٹھا چنانچہ امثال المیدانی مین احلی من العسل لکھا ہے من بیضۃ فی روضۃ سے یہ مراد ہے کہ اہل عرب صاف اور سفید انڈے کو باغ کی سبزی مین رکھا رہنے کو بہت حسین خیال کرتے ہین۔ دہم سے مراد شکمی گھوڑا ہے جو پنگلیان ہو یعنی اسکے چارون پانون سفید ہون مترجم

زیادہ حریص۔

اور حراست اور حفاظت مین یہ مثال دیتے ہین "احرس من الکلب" یعنے کتے سے زیادہ حفاظت کرنے والا اور بخیل مین کہتے ہین "ابخل من کلب" یعنے کتے سے زیادہ بخیل۔

اور بھوک مین یہ مثال دیتے ہین اجوع من کلبۃ حومل" یعنے حومل کی کتیا سے زیادہ بھوکی۔ حومل کا قصہ یہ ہے کہ حومل ایک عورت کا نام ہے جس کے پاس ایک کتیا تھی وہ اسکو اپنے گھر کی حفاظت کے لئے کھینچ لاتی تھی اور روٹی وغیرہ نہین دیتی تھی۔ آخر وہ بھوک سے بیتاب ہوکر اپنی دم چبایا کرتی تھی اسی واقعہ سے یہ مثال مشہور ہوگئی۔

نقل کرنے مین بندر کی مثال دیتے ہین اور یہ کہتے ہین "احکی من قرد" یعنے بندر سے زیادہ نقال کیونکہ وہ انسان کی تمام افعال کی سوائے گفتگو کے پوری نقل کرتا ہے۔

اور عیب مین یہ مثال دیتے ہین "مثل حمار طیاب ولغلۃ ابی ولادۃ" یعنے طیاب کے گدھے سے زیادہ عیب دار اور ابولادہ کے خچر سے زیادہ معیوب۔

کفر مین یہ مثال دیتے ہین "ھو اکفر من حمار" یعنے وہ حمار سے زیادہ کافر ہے اس مثال مین حمار سے مراد حیوان معروف (گدھا) نہین ہے بلکہ ایک شخص کا نام ہے جسکو حمار بن مالک یا مولیع کہتے تھے یہ شخص چالیس برس کی عمر تک مسلمان تھا۔ اس کے دس بیٹے تھے ایک وقت وہ شکار کو گئے ہوئے تھے اتفاق سے ان پر بجلی گری اور وہ سب مر گئے اسکے بعد وہ کافر ہوگیا اور یہ کہا کہ جس نے میرے بیٹون کے ساتھ ایسا کیا ہے مین اسکی عبادت نہین کرونگا۔ پس اسکے کفر کی ضرب المثل ہوگئی۔

اختیال یعنے تکبر مین غراب (کوے) کی مثال دیتے ہین اور یہ کہتے ہین "اختیل من غراب" کیونکہ وہ اپنی چال مین تکبر اور تبختر ظاہر کرتا ہے اور "اختیل من ثعلب فی مشیتہ عہنتہ" بھی کہتے ہین یعنے ثعلب سے زیادہ متکبر جس کے سرین مین یعنے دم کے بالون کا جھنڈ ہوتا ہے اور عہنتہ کے معنی ٹوٹے ہوئے قضیب کے ہین۔

خفت مین یہ مثال دیتے ہین "اخف من فراشۃ" یعنے فراشہ سے زیادہ خفیف یعنی ہلکا پھلکا۔ "واخف راسا من الذبّ" اور "اخف راسا من الطائر" "واخف حلما من عصفور" یعنے بہیڑیے اور پرندکے سر سے زیادہ ہلکا اور چڑیا سے کم تحمل۔ یہ مثالین ہلکے اور خفیف آدمیون کی نسبت دیجاتی ہین اور ایسی ہی یہ مثالین ہین "اخف حلما من بعیر" اور "اخف من براعۃ" یعنے حلم مین اونٹ کی بہت کم اور براعہ سے زیادہ خفیف یعنی ہلکا۔ کہا جاتا ہے کہ براعہ کبھی کبھی کہتے ہین پس یہ مثال "اخف من فراشۃ" ہی مشابہ ہے کہ فراشہ کے معنی قصبہ کے ہین یعنے نے۔ ص ۲۹۴

لہ مجمع الامثال مین میدانی لکھتا ہے کہ فراشہ ایک کیڑا ہے جو کبھی سے بڑا ہوتا ہے اگر اسکو ہاتھ مین لین تو آسانی کی طرح لگ جاتا ہو ایک شاعر کہتا ہے۔ سفاہتہ سنور وحلم فراشۃ۔ وانک من کلب المہارش اجہل۔ مترجم

خباثت مین یہ مثال دیتے ہین "اخبث من ذئب الخمر" یعنے خمر کے بھیڑیے سے زیادہ خبیث خمر وہ چیز ہے جو دوسری چیز کو ڈھانپ لیوے اور چھپا لیوے خواہ وہ چیز درخت ہو یا پتھر ہو یا جنگل کی کوئی نہر ہو۔ اور "اخبث من ذئب الغضا" یعنے غضی کے جنگل کے بھیڑیے سے زیادہ خبیث۔

خیانت مین "اخون من ذئب" کہتے ہین یعنی بھیڑیے سے زیادہ خیانت کرنے والا۔

اور دہوکہ دہی مین "اخدع من ضب" کہتے ہین یعنے سوسمار سے زیادہ دہوکہ دینے والا۔

خطا اور غلطی مین یہ مثال دیتے ہین "اخطا من ذباب ومن فراشتہ" یعنے مکہی سے اور پروانہ سے زیادہ غلطی کرنے والا۔

شب باشی کی جگہہ درست کرنے مین یہ مثال دیتے ہین "اخبط من عشواء" یعنے عشوا سے زیادہ مخبوط۔ عشواء اس اونٹنی کو کہتے ہین جسکو رات کو نظر نہین آتا اور اسوجہسے وہ ہر ایک چیز کہندل ڈالتی ہے۔

حلم مین یہ مثال دیتے ہین "احلم من فرخ العقاب" یعنے عقاب کے بچہ سے زیادہ حلیم۔

اور حلاوت مین یہ مثال دیتے ہین "احلی من التوحید" یعنے توحید سے شیرین تر۔ کہا جاتا ہے کہ توحید ملک عراق مین ایک قسم کی کھجور ہوتی ہے۔ ابوحیان توحیدی اسی کی طرف منسوب ہے جو کہ کتاب المحاضرات اور مناظرات کا مصنف ہے۔ متنبی کہتا ہے۔

تیز شفین من فی رشفات ہن فیہ احلی من التوحید[1]

تیزی مین یہ مثال دیتے ہین "احد من لبیط" یعنے لبیط سے زیادہ تیز لبیط کے معنی نرسل کے چھلکے کے ہین۔

خلاف وعدگی مین یہ مثال دیتے ہین "اخلف من شرب الکمون" یعنے کمون سے زیادہ خلاف کرنے والا کیونکہ کمون (زیرہ) کہیتون کو سیراب کرتا ہے اور خود سیراب نہین ہوتا۔ اور "اخلف من ولد الحمار" بھی کہتے ہین اس مثال مین حمار سے مراد خچر ہے اس لئے کہ وہ نہ اپنے باپ سے مشابہ ہوتا ہے نہ ماں سے۔ اور "اخلف من نار الجباحب" بھی کہتے ہین یعنے جگنو کی آگ سے زیادہ مخالف۔ کہا گیا ہے کہ جباحب ایک پرندہ ہے جو اندہیری مین نظر آتا ہے اور یہ کہی کی برابر ہوتا ہے اسکے پرون مین آگ کا شعلہ ہوتا ہے۔ اسکے سوائے بھی اس کے معنی کئے گئے ہین اور "اخلف من صقر" بھی کہتے ہین یعنے شکرہ سے زیادہ مخالف اور شکرہ کے منہ کا مزہ بدلا ہوا ہوتا ہے یعنے اسکے منہ کی بو متغیر رہتی ہے اور یہ بھی کہتے ہین "اخلف من بول الجمل" یعنے اونٹ کے پیشاب سے زیادہ پیچھے۔ کیونکہ اونٹ بھی پیشاب اپنے پیچھے کی طرف کرتا ہے۔

---

[1] ترجمہ۔ وہ عورتین میرے آب دہن کو چوستی ہین اُن کے چوسنے کا ذائقہ توحید سے زیادہ شیرین ہے۔

صیانت (حفاظت) مین یہ مثال دیتے ہین "احمی من الف الاسد" و "احمی من است النمر" یعنے شیر کی ناک سے زیادہ حفاظت کرنے والا۔ اور چیتے کے سر سے زیادہ حفاظت کرنے

سرقہ مین یہ مثال دیتے ہین "اسرق من زبابۃ" یعنے زبابہ سے زیادہ چور۔ زبابہ کے معنی جنگلی بھیڑ چوہے کے ہین جو بچھو کے مشابہ ہوتا ہے۔

قوت شامہ کی تیزی مین یہ مثال دیتے ہین "اشم من نعامۃ" یعنے[1] شتر مرغ سے زیادہ تیز سونگھنے والا لیکن اہل عرب یہ جو مثال دیتے ہین اور یہ کہتے ہین "اطول من ظل النعامۃ" یعنے شتر مرغ کے سایہ سے زیادہ لمبا تو اس سے مراد انکی معروف پرندہ کے سایہ سے نہین ہے بلکہ وہ اس سے جو ہندو امراد لیتے ہین یا اس سے مراد اونچی عمارت ہے یا وہ عمارت جو پہاڑ پر واقع ہو۔ انکی یہ مثال بھی اسی قبیل کی ہے یعنے "ثالث نعامۃ" اس سے وہ اس کے مرنے کی مراد لیتے ہین یعنے نعامہ سے مراد نفس ہے جیسا کہ قاموس مین ہے۔ مجمع الامثال میدانی مین یہ مثال اسطرح سے ہے "ثالث نعامتہم" یعنے جب وہ بالکلیہ اپنے مقام سے منتقل ہوجاتے ہین جسطرح سے یہہ کہتے ہین "زف رألہم" یہ مثال اسوقت دیتے ہین جب وہ ایک مقام سے نکل جاتے ہین اور کوئی چیز باقی نہین رہتی اور لغت مین زف کے معنی اسراع یعنی جلدی کرنے کے ہین اور رأل جیسا کہ اوپر مذکور ہوا شتر مرغ کے بچہ کو کہتے ہین

صید یعنے شکار کا بیان

اہل عرب زمانہ جاہلیت مین حیوانات کے شکار کرنے کے بہت شائق تھے منجملہ اُن کے شکار کے طریقون کے ایک یہ طریقہ تھا کہ وہ شکار کو بھالے سے یا تیر سے شکار کرتے تھے اور بعض لوگ تو رسیان اور نسمہ باندھ دیتے تھے۔ کہتے ہین کہ سب سے پہلے جس نے چیتون سے شکار کرایا وہ کلیب بن وائل ہے۔ جو شکار کہ شکاری کے بائین بازو سے آئے اور اسکی سیدھی باز و شکار کے سامنے رہے تو اس شکار کو سانح کہتے ہین اور اسکے برعکس ہو تو اسکو بارح کہتے ہین اور جو بالکل سامنے ہی آتا ہے اسکو ناطح کہتے ہین اور اس کے عکس کو قعید کہتے ہین اور شکاری کے بیٹھنے کی جگہ کو قترۃ اور حفرۃ کہتے ہین جسکو دکھن مین ماٹھ کہتے ہین یعنے حفرۃ وہ گڑہا کہ شکاری اُسمین شیر کو مارنے کے ارادہ سے بیٹھتا ہے۔ اور اس کے اطراف منڈیر سی بنائی جاتی ہے۔ اور "بلغ السیل الزبی" اسی سے ہے یعنی باڑی کی لوٹ زبی پر پہونچ گئی۔ شکار مارنے کے لئے زمین سے ملکر چلنے کو تلبد کہتے ہین اور جب شکاری بغیر شکار کے واپس آتا ہے تو اسکو اخفاق کہتے ہین۔ اور اہل عرب اپنے شکار کا گوشت کھانے مین کراہت نہین کرتے تھے

جب اسلام کا زمانہ آیا تو اسنے اُن کے لئے دریا کا شکار اور طعام حلال کر دیا اور نیز خشکی کا شکار حلال کر دیا لیکن خشکی کا شکار اُس زمانہ مین ممنوع کیا جبکہ وہ حرم مین ہون۔ علاوہ برین اسلام نے انپر مردار کو اور خون کو اور سور کے گوشت کو اور اسکو جو غیر اللہ کے نام پر پکارا گیا ہو اور گلا گھونٹے ہوئے کو اور ٹھون سی مارے ہوئے کو اور سینگ سے

ص ۲۹۵

[1] کہا جاتا ہے کہ شتر مرغ کو قوت سامعہ نہین ہوتی اسکے عوض مین خدا نے اسکو قوت شامہ زیادہ دی ہے۔ مولف

مرے ہوئے کو اور اُس کو جسکو درندون نے کہایا ہو حرام کردیا مگر وہ حلال ہے جسکو اُنھون نے ذبح کیا اور وہ جو بتون کے نام پر ذبح کیا گیا ہو حرام ہے۔ اور منخنقہ سے یعنے مرے ہوئے جانور کو جو اپنی موت سے مرا ہو صرف مچھلی اور ٹیڈی کو مستثنیٰ کرلیا اور خون سے کبد (جگر) اور طحال (تلی) کو مستثنیٰ کیا۔ اسیواسطے مسلمان پرندون اور حیوانات کے پکڑنے اور شکار کرنے مین ایسے طریقہ پر جس سے خون بہ نکلے کوشش بلیغ کرتے ہین لیکن مچھلیون اور دریائی جانورون مین کوئی قید نہین ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول "ما دامو احرما" سے کہ مین رہنا مراد ہے کیونکہ وہ حرم ہے اس لئے کہ وہ بیت الحرام کو عادی ہو اسکو حرم مکی بھی کہتے ہین حرم مدنی سے مراد مسجد مدینہ ہو جسمین آنحضرت صلعم کی ضریح (مرقد) مبارک ہے ان دونون کو یعنی حرم مکی اور حرم مدنی کو حرمین شریفین کہتے ہین اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول "حرم علیکم المیتۃ" حرام کیا تم پر کہا نا میتہ کا اس سے مراد فاطسہ[1] اور دم مسفوح ہے۔ اور ما اہل لغیر اللہ کے معنی یہ ہین کہ وہ غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا ہو منخنقہ وہ مردار جانور جو گلا گھونٹ کر مارا گیا ہو۔ موقوذہ اُس مردار کو کہتے ہین جسکو لٹھ وغیرہ سے ہلاک کرین اور متردیہ وہ جانور جو اوپر سے نیچے گر کر مرا ہو نطیحہ وہ جانور جو لڑنے مین دوسرے کے سینگ کی ضرب سے مرا ہو اور الا ما ذکیتم جو آیت مذکورہ مین ہے اسکے معنی یہ ہین کہ اگر تم کسی مین جان یا توان اشیاء سے ذبح کرو۔ جو بنائے گئے ہین ص۲۹۹

فصل چہارم

عربستان کی معدنیات مصنوعات اور تجارت کے محصول کا بیان

خاص ملک عرب مین مر ایک قسم کا نخ (درخت) اور بلیسان (جس سے روغن بلسان نکلتا ہے) اُگتا ہے اس کے سوا اور بہت قسم کے درخت اور خوشبودار نباتات پیدا ہوتے ہین اور جو اراضی کہ نباتات اور درختون کے اُگانے کی قابلیت رکھتی ہین خواہ پہاڑ ہو یا جنگل ہو انمین طرفا (جھاوے کا درخت) اور ودم (گوگل کا درخت) اور صفصاف (درخت بید) اور حنا (مہندی) سونٹ اور یاسمین (چنبیلی) اور فل (ایک قسم کا درخت اور تمر ہندی (املی) اور کھجور اور قصب (درخت نے) اور گیہون اور جو اور فوۃ (سرخ رنگ کی گھاس) اور برسیم (جسکو

---

[1] فاطسہ کے معنی مردار پوست کے ہین اور نیز جیبھی کو کہتے ہین یعنے اُس مقام کا گوشت جہان لگام دیتے ہین یعنے ہونٹ کے بازو۔ اور فاطسہ کے معنی سور کی ناک کے بھی ہین۔ مترجم

لون کہتے ہین) اور تیغ (ایک قسم کا درخت) اور عنصل (درخت بازو) اور بھنگ اور فلفل (گول مرچ) اور مہکین اور صبر (بول) اور انار۔ اور لوز (بادام) اور پستہ اور مشمش (زردآلو) اور تفاح (سیب) اور سفرجل (بہی) لیمون۔ انجیر۔ گلاب اور شقائق (لالہ) اور خزامی (ایک قسم کا درخت ہے جس کی کہال سے رسی بنی جاتی ہی) بنفشہ نرگس۔ نیل اور فرفیون (درخت بید انجیر) اور اقسام کی لکڑیان خربوزہ۔ موز۔ اور طلح (ایک بڑے خاردار درخت کا نام ہے اور شکوفہ خرما اور موز کو بھی کہتے ہین جس سے کہ صمغ عربی نکلتا ہے اور ناجیل (جسکو جوز ہندی کہتے ہین) (ناریکیل کا نام اسی سے ماخوذ ہے جو ایک آلہ ہے) اور درخت لوبان جو سمندر کے کنارہ پر ہوتا ہے اور درخت بسر (ایک قسم کا درخت) جس سے کہ مسامع (خوشبودی کی قسم) بنایا جاتا ہے پیدا ہوتے ہین۔

جبل سینا کے اطراف مین ایک قسم کا کیڑا پایا جاتا ہے جو قرمز کے کیڑے کے مشابہ ہوتا ہے یہ کیڑا درخت [illegible] صفحہ ۲۹۰
طرفا کی پوست مین سوراخ کرتا ہے۔ پس اس عمل سے ماہ ہائے حزیران اور تموز مین آب [illegible] اخو [illegible] ایک
رقیق مادہ مثل گوند کے نکلتا ہے جو خوشبودار اور شیرین بذالقہ کا ہوتا ہے جسکو بیت المقدس [illegible] یہان [illegible]
اطراف مین جمع کرتے ہین پھر جم جاتا ہے لے لیتے ہین اور اسکو بطور ہدیہ کے دیتے ہین یا فروخت کرتے ہین اور اسکو
وہ لوگ من (ترجمین) خیال کرتے ہین جو بنی اسرائیل کو دیا گیا تھا جب کہ وہ ان جنگلون مین بھوک کے باعث سے
مرے جاتے تھے۔[1]

ان جنگلون کے اعناب (درخت کی شاخین یا پتلی شاخون کے درخت) مین سے ایک درخت [illegible] کا بھی ہے
جسکو درخت اراک (پیلو) کہتے ہین جو نہایت شاداب ہوتا ہے۔ یہ اس قسم کی بڑا [illegible] ہے جس سے مسواک
کی جاتی ہے[2] ہمیشہ یہی ایک خاردار درخت ہوتا ہے جسکو اونٹ رغبت سے کہاتے ہین۔

کہا جاتا ہے کہ عربون کے پاس انار کو اور دوسرے میوون پر فوقیت ہے اس لیے کہ دنیا کے ہر انار مین بہشت کے انار کا ایک دانہ ہوتا ہے پس انار کے کہانے والے کے لیے اسمین ایک قسم کی تحریص اور ترغیب ہے کہ وہ انار پورا کہائے تاکہ بہشت کا دانہ چھوٹ نہ جائے کیونکہ اگر کوئی دانہ اسمین سے چھوڑ دیا جائے تو خیال ہو سکتا ہے کہ وہی دانہ بہشت کا ہوگا۔

بعض متقدمین نے ملک عرب کی بہ سبب پائے جانے جواہر کے جیسے کہ زمرد سیاہ پتھر اور زبرجد وغیرہ کی تعریف

---

[1] من و سلوی کا قصہ قرآن مین موجود ہے یہان اس کے اعادہ کی ضرورت نہین۔ مترجم

[2] مسواک کے معنی ملنے اور رگڑنے کے ہین یعنی اس سے دانت ملتے ہین تاکہ صاف اور پاک رہین حدیث مین آیا ہی کہ روزہ دار کے لیے سب سے بہتر غلال مسواک کا استعمال ہے۔ مولف

کی ہے - اور جغرافیہ دان بتاتے ہین کہ ملک عرب کی معدنیات کا وجود اس زمانہ مین بہت کم ہے حالانکہ زمانہ قدیم مین بہت سے معدنیات پائے جاتی تہین چنانچہ یمن مین سونے کی اور چاندی کی کان پائی گئی ہین اور آج بھی بعض مقامات مین لوہے کی اور تانبہ اور کتھل (رانگ) اور حجر الجزع (ایک قسم کے پتھر کی جو آنکھ کے مشابہ سیاہ و سفید ہوتے ہین) اور عقیق یمنی کی کانین پائی جاتی ہین - اور موتی خلیج فارس بلاد عمان اور بحرین مین پایا جاتا ہے اسمین کوئی شبہ نہین ہے کہ وہان اب تک اور بہت سی کانین پائی جاتی ہین جنکا حال اچھی طرح سے نہین معلوم ہوسکا -

اہل عرب اونٹون پر تجارتی سامان لاد کر بلاد مصر کو لے جاتے تھے مثلاً لوبان - مر اور بخور کی عطریات مثل راتینج وغیرہ کے یعنی گل گاؤ زبان وغیرہ پھولون سے جو آنکو بلاد ہند کے ساحل جنوب پر رہنے والون سے ملتے تھے لے جاتے تھے - بعض تو نوران کے ملک مین پیدا ہوتے تھے کیونکہ اہل عرب جب جنگ وجدال مین مشغول نہین ہوتے تھے تو اُن کے وقت کا بڑا حصہ تجارتی کامون مین صرف ہوتا تھا - یہان تک کہ یہ بات کہی گئی ہے اور سچی ہوئی ہے کہ قدیم زمانہ مین بلاد عرب تجارت گاہ تھے جہان اور قومین بھی اگر ملتی تہین - اسی وجہ سے اسکندر اعظم نے یہ ارادہ کیا تھا کہ اپنا دار السلطنت بلاد عرب کو قرار دے - جب اسلام آیا تو اُس نے اس پیشہ کو مباح کیا اس لیے کہ حدیث شریف مین یہ آیا ہے "تسعۃ اعشار الرزق فی التجارۃ" یعنی رزق کے ۹/۱۰ حصے تجارت مین ہین - یعنی دس حصون مین سے نو حصے رزق کے تجارت مین ہین[1] -

ابن خلدون کہتا ہے کہ قرش کے معنی لغت مین کسب کرنے اور جمع کرنے کے ہین اسی بناء پر قریشیون کا نام قریش ہوا کیونکہ وہ تجارت کی اعانت کرتے تھے - بعض کہتے ہین کہ قریش قرش کا مصغر ہے - اور قرش ایک بڑی مچھلی ہوتی ہے جو دریائی جانورون پر حملہ کرتی اور اُن کو مار کر کہاتی ہے بعض کہتے ہین کہ قریش تجارت کرنیکے لیے موسم گرما مین ملک شام کو جاتے تھے کیونکہ اس موسم مین شام کے ملک کی آب وہوا اچھی رہتی ہے - اور موسم سرما مین یمن کو جاتے تھے کیونکہ یمن کا ملک گرم ہے اور موسم گرما مین وہان جا نہین سکتے ہین - ابو محمد عبد الملک بن ہشام نے کہا ہے کہ سب سے پہلے جس نے موسم سرما اور موسم گرما کے سفر کا طریقہ ڈالا وہ آنحضرت صلعم کا دادا ہاشم تھا - اور ہاشم مدینہ غزہ مین مرا اسی واسطے اُس ملک کو غزہ ہاشم کہتے ہین لیکن ابن خلدون کہتا ہے کہ ہر دو موسم کے سفر قدیم عربون کے ہر ایک قبیلے کے عادتی امر ہے ہین جو وہ اپنے اونٹون اور اُن کے مصالح کے لحاظ سے اختیار کرتے تھے - چنانچہ وہ اپنے اونٹون اور اونٹنیون کو اُن کے جننے کے وقت لیکر گڈہون اور کہودن مین

ص ۲۹۹

[1] ہندی مین یہ مثال مشہور ہے "اتم کہتی مدھم بیوپار کرشت چاکری بھیک نردھان" - مترجم

چلے جاتے تھے تاکہ اُن کی حفاظت ہو سکے۔ اور موسم گرما مین اونچے مقامات کو جاتے تھے جہان کی آب و ہوا ٹھنڈی ہوتی تھی۔

بعض مولفین کہتے ہین کہ ظاہر یہ امر ہے کہ یہ بخورات جنکی تجارت اہل عرب اُس زمانہ مین کرتے تھے یونانی لوگ اپنے بتون کو اور مندرون کو ان بخورات کا دھوان دیتے تھے اور اسیطرح روم کے باشندے اپنے بعض کاہنون کی قبرون کو یہ بخورات دیتے تھے مصر کے بادشاہ بطلیموی اور رومیون کے زمانہ مین مصر کے لوگ اس مال کو عرب کے تاجرون کے ہاتھ سے خرید کرتے تھے جو بحر احمر کے واسطہ در راستہ سے آتا تھا اور اہل عرب رومیون اور عجمیون سے ان بخورات کے معاوضہ مین عمدہ اور نفیس معدنی چیزین اور جواہر لیتے تھے جن سے وہ اپنے شہرونکو اور بتون کو اور مکانون کو آراستہ کرتے تھے (دیکھو پانچوین مقالہ کی پہلی فصل) ملک عرب کی تجارت کے اسباب اسوقت سے منقطع نہین ہوئے جب سے کہ ممالک مغرب اور ہند کے راستہ خاطر خواہ ۸۹۲ء م ۱۴۸۶ء مین کھل گئے۔

زمانہ جاہلیت مین ممالک مغرب مین اہل عرب کے مقامات مشہورہ مین بازارات اور میلے تھے جہان وہ سال مین اوقات معینہ پر بیع و شراء کے لیے جمع ہوتے تھے اس اثنا مین وہ فخریہ اشعار بھی پڑھا کرتے تھے ان بازارات مین سے ایک وہ بازار ہے جسکو سوق عکاظ و عکاظ کا بازار[1] کہتے ہین (دیکھو مقالہ اول کی پہلی فصل) ہر روز یہان ایک قبیلہ جمع ہوتا تھا اور پھر ہر سال ذی القعدہ کے شروع مین بہت سے قبیلے جمع ہوتے تھے اور بیس دن یا ایک مہینہ تک ٹھیرتے تھے جب اسلام آیا تو یہ بازار ٹوٹ گیا۔ لیکن اس کے قائم مقام مربد بصرہ قرار پایا۔ مربد بصرہ ایک وسیع میدان ہے جہان قافلہ اترتے ہین۔ اطراف کے اہل عرب یہان جمع ہوتے تھے اور مشاعرہ بھی ہوتا تھا اور خرید و فروخت بھی ہوتی تھی۔ ان بازارون مین سامان اور اسباب فروخت کرنے والون سے زمانہ جاہلیت مین دراہم لیے جاتے تھے جنکو وہ مکس کہتے ہین۔

ص ۲۹۹

اُنکی یہ بھی عادت تھی کہ خریدار بائع کے ہاتھ پر جب وہ فروخت پر راضی ہو جاتا تو اپنا ہاتھ مارتا اسی واسطے عقد بیع کو صفقہ کہتے ہین (صفقہ کے معنی ہاتھ پر ہاتھ مارنے کے ہین) اور محاورون مین یہ بھی کہا جاتا ہے "اُبجت صفقتک للشراء" یعنے تیرا صفقہ خریداری مین فائدہ مند ہوا۔ اور "صفقۃ رابحۃ" اور "صفقۃ خاسرۃ" اور "تصافق القوم عند البیعۃ" بھی کہتے ہین یعنے فائدہ مند صفقہ اور نقصان کا صفقہ اور قوم نے بوقت بیع کے صفقہ کیا۔

---

[1] بازار اد عکاظ عرب کے بازارون سے ہے جہان ہر سال میلہ کی حیثیت سے لوگ جمع ہوتے تھے اور علاوہ اور تجارت کے یہان شعر شاعری کا بازار بھی گرم ہوتا تھا۔ مترجم

اور چھوڑنے سے بھی اُن کے ہان بیع ہوجاتی تھی۔ اسکی صورت یہ ہے کہ کوئی ایک یہ کہے کہ اگر مین تیرا کپڑا چھولون یا تو میرا کپڑا چھولیوے تو اس مقدار پر بیع واجب ہوجائے گی۔ یہ کہہ کر وہ شخص بغیر رویت کے کپڑے کے اوپر سے چھو لیتا تھا اور پھر بیع مکمل ہوجاتی تھی۔ یا بائع اسطرح سے کہتا تھا کہ مین اس سامان کو اتنے پر فروخت کرتا ہون اور جب مین تجھ کو چھولون تو بیع واجب (لازم) ہوجائے گی اور مشتری بھی ایسا ہی کہنے کا مجاز تھا اور بیع مکمل ہوجاتی تھی۔

ایک بیع منابذہ بھی تھی بناذ کے یہ معنی ہین کہ کوئی ایک یہ کہے کہ تو میری طرف کپڑا پھینک یا مین کپڑے کو تیری طرف پھینکتا ہون تو اس کے بعد اس مقدار پر بیع واجب ہوجائے گی اسیطرح اگر کوئی دوسرے کی طرف کپڑا پھینک دے یا وہ دوسرا اپنے مقابلہ والے کی طرف اپنا کپڑا پھینک دے یا یہ کہے کہ جب کنکر ماردون تو بیع واجب ہوجائیگی یا ایک شخص بکریون کے گلہ کے پاس پہونچا اور مالک سے یہ کہتا کہ مین جس بکری کو کنکر ماردون اُسی قیمت پر مین اسکو لے لونگا۔

ایک بیع محاقلہ بھی ہے یعنے کھیتی کو قبل تیار ہونے کے فروخت کرنا یا کھیت کے بھٹون کو گیہون کے مقدار معین فروخت کرنا۔ یا ثلث یا ربع یا اس سے زیادہ حصہ پر کھیتی کرنا یا زمین کو گیہون وغیرہ پر کرایہ پر لینا۔

اور ایک بیع حبل الحبلی کے بیچنے کی ہے یعنی اونٹنی کے پیٹ مین جو بچہ ہوا سکو بیچنا یا انگورون کو فصل اسکے کہ وہ تیار ہون اور پک جائین۔ یا بچہ کے بچہ کو جو پیٹ مین ہو یا حمل کے حمل کو یا جنین کے بچہ کو۔ اسی بناء پر یہ آنحضرت صلعم کی امثال مین ہے کہ اذا اشتریت فاذکر البیع لتجتنب العیوب جب تو کوئی چیز خریدنا چاہے تو بیع کا ذکر کردے تاکہ عیوب سے اجتناب ہو۔

حدیث ۳۰ لیکن جب اسلام آیا تو اُسنے اس قسم کی فاسد بیوع کو منع کردیا بلکہ اسلام نے مشتری کے لیے خریدشدہ چیز مین چند اسباب کی وجہ سے حق خیار دیا منجملہ اُن کے ایک یہ ہے کہ بائع کو بیع واپس کردیجا سکتی ہے جبکہ اسمین کوئی عیب پایا جائے اس قسم کے حق کو خیار العیب کہتے ہین خیار التعیین کی صورت یہ ہے کہ مثلاً جب دو کپڑے برابر کی قیمت کے یعنی دس روپیہ کی قیمت کے خریدین تو خریدار کو اُن مین سے کسی ایک کی تعیین کا اختیار رہے۔ اور خیار الرویت کی یہ صورت ہے کہ اگر خریدار کسی چیز کو قبل دیکھنے کے خرید کرے اور بعد دیکھنے کے اُس کو رد (واپس) کرسکتا ہے۔ اور خیار الشرط کی یہ صورت ہے کہ متعاقدین (بائع و مشتری) مین سے کوئی ایک کسی امر کی شرط کرین مثلاً نقد قیمت وغیرہ کی تین دن کے لیے یا اس سے کم اس مدت مین اگر کوئی خلل ظاہر ہو تو حق خیار الشرط باقی رہتا ہے یعنی بیع فسخ ہوسکتی ہے۔

رہن مین اُنکی یہ بھی عادت تھی کہ راہن اُس شخص سے جس کے پاس شے مرہون رہن رہتی تھی یعنی مرتہن سے یہ کہتا تھا کہ مین اگر فلان مدت تک تیرے پاس نہ آؤن یعنے شے مرہون کو نہ چھوڑاؤن تو وہ تیری ہوجائیگی

اگر بعد گزر جانے مدت کے وہ روپیہ (قرض کا) لاتا تو مرتہن اُس سے یہ کہتا "غلق الرہن" کہ شئے مرہون بند ہوگئی یا رک گئی۔ اور یہ قول مثل ضرب المثل کے ہوگیا۔ میدانی کہتا ہے کہ "غلق الرہن" کی مثال اُس وقت دیجاتی ہے جبکہ کوئی شخص کسی ایسے حالات مین گھر جاتا ہے کہ اُس سے اُسکو نجات کی امید نہین ہوسکتی ایک شاعر کہتا ہے۔

وفارقتک برہن لافکاک لہ یوم الوداع فاسی الرہن قد غلقا[1]

جب اسلام آیا تو اُس نے اس عادت (طریقہ) کو باطل کر دیا چنانچہ حدیث مین یہ آیا ہے "لا یغلق الرہن" یعنے شئے مرہون نہین بھسی جاتی یعنے مرتہن اُسکا مستحق نہین ہوجاتا جب کہ راہن قیمت رہن رد نہ کرسکے۔

یمن کے ملک مین بون (رکافی) کی بڑی تجارت ہوتی ہے زیادہ تر ملک کا خراج اسی (بون) سے وصول ہوتا ہے۔ وہ لوگ اسکی زراعت کو اپنے ملک سے دوسرے ملک مین لیجانے نہین دیتے تھے اور اس کے لیجانے والے مجرم کو سخت سزا دیجاتی تھی۔ اس اہتمام پر بھی ان فرانسیسون۔ فلمنگیون اور انگریزون نے اپنے قبیلون اور اپنے اوطان کو ان درختون کو بڑی چال سے پہونچایا اور اپنے اپنے ملک کے جنگلون مین اسکی کاشت کی جس سے ملک یمن کی بون کی تجارت مین نقصان آیا گو کہ فرانس کی اور یمن کی بون مین زمین آسمان کا فرق ہے۔ اہل عرب بیان کرتے ہین کہ اصل مین ان لوگون نے ان درختون کو حبشہ سے لے گیا ہے۔ اور شاید یہ حبشی وہی ہین جنہون نے بون کی زراعت اور اُس کے نفع کو سب سے پہلے دریافت کیا۔

بعض لوگ جنہون نے بلاد یمن پر قلم فرسائی کی ہے وہ لکھتے ہین کہ اس ملک کے لوگ جو بون کی تجارت کرتے ہین جو خاص اُن کے ملک کی پیداوار ہے قہوہ کو وہ بہت کم پیتے ہین اور یہ کہتے ہین کہ وہ بہت گرم ہے اور بجائے اس کے اُس کے پوست کا عرق بنا کر پیتے ہین جسکو چاء کی طرح بناتے ہین۔ بعض لوگ انمین ایسے بھی ہین کہ اسکو دودھ مین بناتات سے بدل لیتے ہین۔ ص ۳۰۱

یمن کی بڑی تجارت حبشہ کی ساتھ رہی ہے خصوصاً عطریات اور ہاتی دانت اور سونے کی اور وہان یورپ کی اقسام کے معدنی پتھر اور ہتیار اور شیشے آتے ہین اور اُن کے پاس بننے کے متعدد چوبین ہین[2]۔ شہر مخا مین شیشہ بننے کے کارخانہ ہین لیکن انکی مصنوعات بھونڈی اور بھدی ہوتی ہین۔ البتہ سونے اور چاندی کا

---

[1] ترجمہ۔ مین رخصت کے روز تجھ سے ایسے رہن پر جدا ہوا کہ اُس کے فک رہن کی امید نہین گویا کہ شئے مرہون بند اور مسدود ہوگئی۔

[2] نول کپڑے کی ایک لکڑی ہوتی ہے جو گول اور ستون کی طرح لمبی ہوتی ہے جس قدر کپڑا بنا جاتا ہے وہ اسپر لپیٹا جاتا ہے۔ مترجم

کام جو بناتے ہین وہ عمدہ ہوتا ہے اور یہ زیادہ تر یہودی لوگ بناتے ہین یہان تک کہ شہر صنعا مین سکہ بھی یہودی لوگ بناتے ہین۔ یہان کے لوگ بعض زنبلکات بھی بناتے ہین جنکو مکاحل کہتے ہین یعنی مرصع دایمان گرفدہ نہین ہوتے ہین معمولی متوسط درجہ کے ہوتے ہین۔ پہاڑون کے اکثر مکان سخت پتھر مین سرنگین مار کر بناتے ہین۔ یہان کے لوگ موسیقی کے آلات کو نہین جانتے صرف طنبور اور رمز امیر جانتے ہین انکی کشتیان بہدی ہوتی ہین اور راستہ یہان کے اکثر تنگ ہوتے ہین۔

مگر وہ شہر جنکو عربون نے بعد اسلام کے فتح کیا انہون نے اُن شہرون مین زراعت کو جبکہ علوم وفنون اُن مین آگئے تھے خوب ترقی پر پہونچایا۔ اور انہون نے اس فن کو دیوسقریدیس یونانی فلاسفر سے سیکھا چنانچہ آگے اپنے مقام پر اسکا ذکر آئے گا جہان کہ اُن کے باقی علوم کا ذکر کیا جائے گا جنکو انہون نے حاصل کیا اور اسکو کمال کو پہونچایا۔ جسطرح انہون نے تجارت مین کمال حاصل کیا اسیطرح یونانی علوم کو عربی مین ترجمہ کرکے انہون نے اسمین بڑا کمال پیدا کیا۔ اس مقام پر ہمکو صرف ایک مثال کا بیان کرنا کافی ہے جسکو صاحب مقتطف نے اپنے بعض نشرات مین اپنی تصنیف کے مختلف مقامات مین بیان کیا ہے اور یہ کہتا ہے۔

بعض مولفین (مصنفین) کہتے ہین کہ عربون کی تاریخ سے عموماً اور اندلسیون کی تاریخ سے خصوصاً یہ ظاہر ہوتا ہے کہ عربون کی تجارت زمانہ خلفا مین دنیا کے تمام بر وبحر مین پھیل گئی تھی اور انہون نے زراعت اور تجارت مین دنیا کی تمام قومون پر فوقیت حاصل کی۔ اور معادن کے نکالنے اور اُس کے گلانے مین اور عمارت بنانے مین اور حیاکت (پارچہ بافی) مین اور زیور بنانے مین اور رنگ ریزی مین اور دباغت مین اور نقاشی اور عطر سازی مین اور اقسام کی مرصع کاری مین بڑا کمال کیا۔ اندلس کا ایک شہر جسکو مالقہ کہتے ہین ظروف کی طلا کاری مین بڑا مشہور رہا ہے اور یہ برتن دور دور کے شہرون کو بھیجے جاتے ہین۔ یہان کی خرات زیادہ تر انگور۔ انجیر رمان مری سرخی انار اور یاقوتی ہے جسکی کہ نظیر نہین ہے۔ شہر اشبونہ اپنے عنبر اور مشک کے سبب اور اشبیلیہ اپنی بڑی تجارت اور زیتون اور انجیر کے سبب سے بڑے مشہور شہر ہین چنانچہ راستہ چلنے والے زیتون اور انجیر کے سایہ مین چالیس میل طول مین اور بارہ میل عرض مین چلے جاتے ہین۔ یہان کے لوگ گانے کی خلاعت کو بہت پسند کرتے ہین جس کے سبب سے وہ مشہور رہین اور فن ضرب (موسیقی) مین بہت مشہور ہین مقام باجہ کی بھی جہان چاندی کی کان ہے بہت مشہور ہے یہان چیز بھی بہت اچھا بنایا جاتا ہے یعنی عمدہ دباغت ہوتی ہے۔ اور کتان بھی عمدہ بنا جاتا ہے۔ شہر مریہ اور انکا کارخانہ تمام دوسرے شہرون پر دیباج کے بنے جانے مین فوقیت رکھتا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہین کہ یہان طرز حریر (منقش حریر) بننے کے آلہ سوفل[1] تھے اور

[1] سوفل کے معنی اوپر کے حاشیہ مین لکھے گئے ہین۔ مترجم

دوسرے نفیس کپڑون اور دیباج کے بنے جانے کے لیے ایک ہزار نول تھے۔ جرجانیہ اور اصفہانیہ کپڑون کے بھی ایسے ہی اور اسیقدر نول تھے۔ عنابی کپڑے اور نفیس چادرون اور عمدہ مکلل پردون کے بنائے جانے کے لیے بھی ایسے ہی کارخانہ تھے۔ لوہے اور تانبے اور شیشہ کے ایسے نفیس آلات اور ظروف بنتے ہین کہ انکی تعریف نہین ہوسکتی۔ اور مرتبہ کے میوے ایسے عمدہ ہوتے ہین کہ اُن کے خوش ذائقہ ہونے کا بیان نہین ہوسکتا۔ اُس کے جنگلون کا طول چالیس میل ہے اسمین تمام سرسبز و شاداب باغات ہین جنمین نہرین پڑی بہہ رہی ہین اور پرند درختون پر خوش الحانی کر رہے ہین۔ کہتے ہین کہ بلاد اندلس مین جو لوگ مال دار تھے اُنمین اکثر اور بڑے لوگ تجارت پیشہ تھے جن کے پاس مال کے ذخیرے اور گودام تھے یہان تقریباً ایک ہزار حمام اور سرائین تھین چونکہ یہان کی زمین عمدہ قسم کی ہے اس لیے یہ کہا جاتا ہے کہ اُسکی مٹی چینی ہوئی ہے۔ اور شہر شنتیرہ اپنی عمدہ زمین اور درخت کے عمدہ اگانے مین بہت ہی مشہور رہے۔ ابن سعید کہتا ہے کہ یہان کے سیب کا وزن تین بالشت سے زیادہ ہوتا ہے۔ اور ابو عبداللہ البا کوری سے نقل کرتا ہے جو کہ بڑا ثقہ آدمی تھا وہ بیان کرتا ہے کہ شنتیرہ کا ایک شخص نے معتمد بن عباد کو چار سیب بھیجا تھا جسکو ایک آدمی بمشکل اپنے سر پر اُٹھا سکا۔

ان سیبون مین ہر ایک کا دور پانچ بالشت کا تھا۔ اسی شخص نے ابن عباد کے روبرو بیان کیا کہ جب کوئی شخص چاہتا ہے کہ درخت کو اتنے بڑے بڑے سیب لگین تو ان سیبون کو جڑ سے توڑ دیتا ہے اور درخت پر صرف دس یا اس سے کم سیب رہنے دیتا ہے اور اُس کے نیچے لکڑی کے ستون گاڑ دیتا ہے تب اُس کے سیب اتنے بڑے ہوتے ہین۔ مرتبہ کے اطراف مین توت کثرت سے پیدا ہوتا ہے اور وہان حریر اور قرمزی رنگ بھی پیدا ہوتا ہے۔ اور شہر رسیہ کو بستان بھی کہتے ہین اس لیے کہ وہان باغات کثرت سے ہین۔ اور شاطبہ مین جو بلنسیہ کے علاقہ کا شہر ہے چاندی کے ورق بنتے ہین غرض کہ اہل اندلس خوشبوؤن اور دعاقیر اور ادویہ (دواؤن کی جڑین) کے استعمال مین بڑے خبردار ہین اور نفیس تیمردان اور معاون کے معلوم کرنے مین بھی ماہر ہین پس وہ لوگ عنبر اور عود الخوج اور عطر زنجکھ اور مخلب (ایک قسم کی دوا ہے) اور قسط (ایک جڑ کا نام ہے جسکو اطباء استعمال کرتے ہین) یعنے لیٹھی اور سنبل اور حنظیانہ (یہ بھی ایک دوا کا نام ہے) اور مر اور کہربا اور قرمز اور حجر لاجورد اور حجر النجادی اور بلور اور یاقوت احمر (سرخ یاقوت) کے نکالنے مین بڑے ماہر ہین لیکن چونکہ یہ بہت چھوٹے ہوتے ہین اس لیے اس کا استعمال نہین کرتے اور مغناطیس اور حجر تمثاونہ کو طلاکاری مین یعنے سونے جڑنے مین استعمال کرتے ہین۔ اور زنجفر سونا۔ چاندی اور فصفور (ایک قسم کی دوا) اور پارہ کے نکالنے مین بڑی دستگاہ رکھتے ہین جہان سے دوسرے ممالک کو جاتا ہے۔ اور زنجفر تھوتھا اور تانبا اور لوہا اور پشکری اور سرمہ نکالنے ہین اور تانبہ کو لوہے سے رنگتے ہین۔ زعفران اور زنجبیل (سونٹھ) کی

ص ۳۰۳

بھی تجارت کرتے ہین اور مرجان کو اپنے ملک کے ساحل سے اُٹھالاتے ہین۔ جب اس کے حالات پڑھنے والا ان مواد کی کثرت پر تامل کرتا ہے اور یہ دیکھتا ہے کہ یہان سے اور ممالک پر دولت اور ثروت کی کیسی سیلین بہتی اور سیراب کرتی ہین اور اس کے ساتھ عربون کی نخوت اور اُن کی پیش قدمی کو بڑی بڑے کامون مین شامل کرتا ہے تو یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اندلس اُن کے قبضہ مین جنۃ العالم تھا یعنے دنیا کی بہشت اور اسس کے تعریف کرنے والون کی صداقت بھی ہوتی ہے۔ ایک شخص اس کی نسبت یہ کہتا ہے۔

وکیف لایہیج الابصار رونقہا	وکل روض بہانی الوشی صفار
انہارہا فضۃ والمسک ترتہا	والخز روضتہا والدر حصباء
وللہواء بہا لطف یرق بہ	من لایرق وتبدو منہ اہواء
لیس النسیم الذی یہفو بہا صحرا	ولا انتشار لآلی الطل انداء
وانما ارج الند استثار بہا	فی بارد رطب مذ اجاد

لیکن اندلسیون کی پایدار اور عمدہ صنعت اُن کی عمارتین ہین۔ صناع اور صاحب مذاق انکی عمدہ عمارتون کی جس زمانہ مین کہ وہ تھے اور اہل یورپ نہایت حقیر اور بُرے مکانون مین رہتے تھے ہمیشہ سے تعریف کرتے رہے ہین۔ ان سب عمارتون مین زیادہ مشہور اور بلند وہ مکان ہے جسکو خلیفہ ناصر نے بنایا تھا (چنانچہ اسکی تفصیل پانچوین مقالہ کی پہلی فصل مین گزر چکی ہے)

سلطنت مراکش کے محصولات ایسے ہی ہین جیسے ممالک مصر ہین۔ یہان حریر۔ صوف۔ اور فرش اور کمبلون کے چمڑے عمدہ بنتے ہین اسکی اکثر تجارت آجتک اُن ممالک اور قبائل کے ساتھ جاری ہے جو جنوب مین رہتے ہین۔

لہ ترجمہ۔ اُس کے دیکھنے سے آنکھین کیون خوش نہ ہون گی کیونکہ وہان کا ہر ایک باغ نقش ونگار مین مثل صنعا کے ہے۔ اسکی نہرون کا پانی مثل چاندی کے ہے اور اسکی مٹی مشک ہے اور خز (ریشمی کپڑا) اُس کا باغ اور موتی اُس کے سنگریزے ہین۔ وہان کی ہوا مین ایک ایسا لطف ہے کہ جو شخص کبھی خوش نہین ہوتا وہ خوش ہوجاتا ہے اور اسکی خواہشین پوری ہوتی ہین۔ وہ نسیم نہین ہے جو صبح کو خوشبوئی پھیلاتی ہے اور وہ بارش نہین ہے جو شبنم کے قطرات بچھاتی ہے۔ بلکہ یہ اسکی بخشش کی خوشبوئی ہے جس نے خوشبوئی کو پھیلایا ہے اور اسکو عرق گلاب مین ملایا ہے جو اس سبب سے خوشبوئی پھیلتی ہے۔

مقالۂ ہشتم

عربون کی افواج اُن کے ہتیار اُنکی لڑائیان اور اُنکی فتوحات بری و بحری کے بیان مین

اسمین تین فصلین ہین

فصل اول

عربون کی افواج اور اُنکی لڑائیون کے بیان مین

کہا جاتا ہے کہ بادشاہ عرب نعمان بن منذر کے پانچ کتائب (فوج کے حصہ) تھے ایک حصہ کا نام دوسر تھا اور یہ حصہ حملہ آوری اور گرفت مین بہت زور دار تھا یہان تک کہ وہ ضرب المثل ہے اور یہ کہا جاتا ہے الطش من دوسر یعنے دوسرے سے زیادہ سخت حملہ آور۔ اس حصہ مین کل قبائل عرب کے سپاہی تھے لیکن زیادہ تر لوگ اس مین قبیلہ ربیعہ کے تھے۔ اسکا نام دوسر اس لیے رکھا گیا کہ یہ دوسرے سے مشتق ہے اور دوسر کے معنی بھالا مارنے اور دفع کرنے کے ہین۔ دوسرے حصہ کا نام رہائن ہے۔ اس رہائن مین قبائل عرب کے پانچسو سپاہی تھے جو بادشاہ کے دروازہ پر سال بھر رہتے تھے۔ ایک سال کے بعد اُنکی برخاست ہوجاتی تھی اور دوسرے پانچسو سپاہی اُنکی جگہ پر آجاتے تھے اس حصہ سے خاص بادشاہ جب کبھی موقع ہوتا لڑتا اور اپنے خاص کامون مین اسکو مصروف رکھتا۔ بادشاہ عرب کے پاس ہر سال موسم ربیع مین عربون کے سرگروہ اور رہائن کے افسر آتے تھے اور وہ اُنکو اپنے پاس سے کھانا دیتا تھا اور یہ لوگ ذوو الاکال کہلاتے تھے یہ لوگ اُس کے پاس ایک مہینا رہتے اور اُس سے اپنا اکال کو لے لیتے یعنے اپنی خوراک لیتے اور اپنے رہائن کو بدل دیتے تھے۔ اسکے بعد وہ اپنے اپنے قبیلون کو چلے جاتے تھے۔ تیسرے حصہ کا نام صنائع ہے اس حصہ مین بنو قیس اور بنو تیم اللات جو غلبہ کے بیٹون کی اولاد سے تھے رہا کرتے تھے۔ یہ لوگ بادشاہ کے خواص اور مصاحبین ہوتے تھے اور وہ اسکا دروازہ چھوڑ کر نہین جاتے تھے۔ چوتھے حصہ کا نام وضائع ہے اسمین ایک ہزار سوار رہتے تھے جنکو شہنشاہ بادشاہ عرب کی مدد کیلیے مقام حیرہ مین متعین رکھتا تھا۔ یہ لوگ بھی رہائن کی طرح ایک سال رہتے تھے جب اُن کے معاوضہ کے ایک ہزار سپاہی آجاتے تو یہ چلے جاتے تھے۔ پانچوین حصہ کا نام اشاہب ہے اسمین بادشاہ عرب کے بھائی اور بنی عم ص ۳۰۵

(چچیرے بھائی) اور ان کے اتباع اور اعوان رہتے تھے ان کو اشاہب اس لیے کہتے تھے کہ یہ لوگ گورے اور شان دار ہوتے تھے۔

رئیس قوم کو عریف کہتے تھے اس لیے کہ وہ اسی سے معروف تھا۔ نقیب کا رتبہ رئیس سے کم ہے کہا گیا ہے کہ عریف میں چند آدمی ہوتے تھے اور ایک منکب میں پانچ عرفا یا اس سے کم و زیادہ ہوتے ہیں۔ ان سب کے افسروں کا نام امیر ہے اور رتبہ افسر فوج کو کہتے ہیں اسکی جمع وعارآتی ہے۔

جند فوج کے اس حصہ کو کہتے ہیں جو جنگ کے لیے تیار ہو۔ اور عسکر یہ بھی فوج کے معنی میں ہے) اور اعوان (مددگار) اور مسنۃ (جماعت) اور انصار (مددگار) عام رعایا کی ایک علیحدہ صنف ہے اور یہ کہا جاتا ہے "ہذا جند قد اقبل" یعنی یہ وہ فوج ہے جو متوجہ ہوئی ہے۔

حصص ایک خاص تعداد کے حصہ کو کہتے ہیں اور محاورہ میں یہ کہا جاتا ہے حصصہم کلہا یعنی اُن کے حصص میں اتنے لوگ ہیں تعداد فوج میں اول ایک شخص کو صنوت کہتے ہیں اور دو کو زوج کہتے ہیں یعنی دو سپاہیوں کو زوج کہتے ہیں اسکی جمع ازواج آتی ہے اور یہ زوج زوج اور زوجہ سے (جو میاں بی بی کو کہتے ہیں) علیحدہ ہے کیونکہ زوج اور زوجہ کی اجتماع کو زوجان کہتے ہیں۔ اور زنیف ایک سے تین تک کو کہتے ہیں اور زنیف کا استعمال اس وقت ہوتا ہے جب دس آدمی ہو جائیں۔ اور بضع کا لفظ تین سے نو تک کے لیے یا پانچ تک کے لیے یا ایک سے چار تک کے لیے یا چار سے نو تک کے لیے یا صرف ساتھ کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ بضع کا لفظ دو عقد کے مابین ہوتا ہے یعنی ایک سے دس تک اور گیارہ سے بیس تک۔ مذکر کے لیے لفظ بضع بیس سے زیادہ کر کے بضعۃ کہتے ہیں اور مونث کے لیے صرف بضع کہتے ہیں چنانچہ بیس سے کچھ اوپر کے لیے مردوں کے واسطے بضعۃ وعشرون رجلاً کہتے ہیں اور بیس سے کچھ اوپر عورتوں کیلیے بضع وعشرون امرأۃ کہتے ہیں اس کا عکس نہیں کہا جاتا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ بضع کا لفظ غیر معدد پر بولا جاتا ہے کیونکہ وہ معنی میں ایک قطعہ (ٹکڑے) کے ہے۔ محرنجم بڑی تعداد کو کہتے ہیں۔ اور نفر کا استعمال اتنے آدمیوں کے لیے ہوتا ہے جو تین سے دس تک ہوں۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ سات ہوں۔ اور دس سے جو زیادہ ہو تو اس کے لیے لفظ نفر کا استعمال نہیں ہوتا۔ لیکن وتیرہ پورے دس کو کہتے ہیں یعنی جب تعداد پوری دس ہو جائے تو اس کا نام وتیرہ ہوتا ہے۔ اور جب یہ تعداد چالیس تک پہونچتی ہے تو اسکو عصبہ کہتے ہیں۔ پھر نود سے ایک سو کیلیے ہجمہ کہتے ہیں اور جب پورے سو ہو جائیں تو اسکو ہمیدہ کہتے ہیں اور ایک سو سے ہزار تک کے لیے جماعت کہتے ہیں جب پورے ہزار ہو جائیں تو اسکو جحفل کہتے ہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ جس قبیلہ میں تین سو سوار ہوں تو وہ بھی اس نام سے موسوم ہو اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جو لوگ متعدد قبیلوں کے ایک ہاتھ اور ایک دل ہوں جیسے بنی

عنبسا ورعارث اور عنبس ہین تو ان کو جمرات العرب کہتے ہین۔
حفیرہ ایک قوم کی جماعت کو یا چار۔ یا پانچ۔ یا آٹھ یا نو یا دس یا نفر کو کہتے ہین جنکو لیکر جنگ کرتے ہین اور مقدمۃ الجیش کو بھی کہتے ہین۔
ثبۃ۔ سوار دن کی جماعت اور عصبہ کو کہتے ہین۔ اور رشبیۃ جماعت کثیر کو کہتے ہین اسکی جمع اثابی ہے۔
جاہشۃ۔ آدمیون کی جماعت۔ اور سریۃ یا کے ساتھ وہ جماعت جو پانچ آدمیون سے لیکر تین سو یا چار سو تک ہو۔
اسکو سریۃ اس لیے کہتے ہین کہ یہ چھپکر جاتے ہین یا اس لیے سریۃ کہتے ہین کہ یہ مستراۃ یعنی فوج سے مختار ہین اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ نوسے زیادہ کو سریۃ کہتے ہین۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ سریہ فوج کے ایک ٹکڑے کو کہتے ہین۔ کہا جاتا ہے کہ بہترین سرایا کا وہ سریہ ہے جسمین چار سو آدمی ہون۔
لیکن سریۃ با موحدہ کے ساتھ جماعت کا نام ہے یا گھوڑون کے گلہ کو کہتے ہین جو بیس سے تیس تک ہون۔
طلیعہ اسکو کہتے ہین جسمین تین چار آدمی ہون یا قریب اسکے۔
عدۃ دس سے پچاس آدمیون کی جماعت کو کہتے ہین۔
مقناب تیس سے چالیس تک گھوڑون کے گلہ کو کہتے ہین یا یہ کہ تین سو کے قریب ہون۔
قبیل آدمیون اور گھوڑون کی جماعت کو کہتے ہین جو پچاس یا پچاس سے زیادہ ہون یہ بھی کہا گیا ہے کہ تیس سے چالیس تک کو کہتے ہین۔
مسرح فتح میم اور کسرہ کے ساتھ تیس سے لیکر چالیس تک گھوڑون کے گلہ کو کہتے ہین۔ یا چالیس سے پچاس تک اور یا ساٹھ سے سو تک یا دو سو تک یا فوج کا وہ حصہ جو بڑی فوج کے آگے چلتا ہے۔
وضمۃ آدمیون کی اتنی جماعت جسمین دو سو یا تین سو آدمی ہون [1]۔
بجد آدمیون کی جماعت یا سو یا سو سے زیادہ گھوڑون کی جماعت کو کہتے ہین۔
بزا ریق آدمیون اور سوارون کی جماعتین یا گھوڑون کے گلے جنپر سواریان نہ ہون۔
بریم کے معنی فوج کے اور قوم کے مل جانے کے ہین اسکو بریم اس لیے کہتے ہین کہ اسمین بہت سی اقوام کے لوگ ملے ہوئے ہوتے ہین۔ ص ۳۰۷
بغایا وہ طلیعہ جو فوج کے اترنے سے پیشتر ہوتے ہین۔

[1] اس مقام پر اصل مین ایک لفظ مرم واقع ہے جس کے معنی قسم اور صنف اور جماعت کے ہین اور مرم کی جمع امرام اصارم۔ اصاریم اور صریان آتی ہے اور نیز مرم کے معنی ملے ہوئے چند مکانون کے ہین۔ مولف

تجریدہ فوج کا وہ حصہ جو علیحدہ کیا ہوا ہو۔
کتیبۃ کے معنی جیش کے ہین یعنے فوج جسکی کوئی تعداد نہ ہو اس سے بڑے جیش کو فیلق۔ عرمرم اور لہام کہتے ہین یہ بھی کہا گیا ہے کہ فیلق اس فوج کو کہتے ہین جسمین پانچہزار سپاہی ہون اور رِبذہ وہ لشکر جسمین دس ہزار سپاہی ہون۔ جحفل بڑے لشکر کو کہتے ہین۔ اور جیش جرار اس فوج کو کہتے ہین جس سے غبار اُٹھے۔ اور کتیبہ جرارۃ جو بوجہ زیادتی فوجیون کے بہت آہستہ چلے۔ اور طوین کتیبہ وہ بڑی فوج کہ جس کے سامنے جو چیزین آئین وہ پس جائین۔ جمیعہ چھوٹی فوج کو کہتے ہین اور جحفل بڑے کتیبہ کو کہتے ہین اور نیز جحفل کے معنی گھوڑون کے گلہ کے ہین جس مین تیس یا چالیس گھوڑے ہون۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ چار سو یا چار ہزار کی فوج کو کہتے ہین۔ لفی وہ بڑی فوج جو رات کو حملہ کرے اور ثکنہ فوج کے مرکز کو اور اس کے مقام اجتماع کو کہتے ہین اگرچہ وہان جھنڈا اور علم نہ ہو۔
حومۃ الحرب بڑی فوج کا وہ مقام جہان جنگ ہو یعنے کثرت ضرب وطعن سے بیہوشی لوگون کو آئے وقعہ اور وقیعہ لڑائی کے صدمہ کو کہتے ہین قتال اور ضرب عظیم کو ملحمۃ کہتے ہین یعنے بڑی جنگ۔ اس سے زیادہ سخت لڑائی کو ضرب العوان کہتے ہین اور ضرب الجبار اس لڑائی کو کہتے ہین جسمین قود نہ ہو قود کے معنی ہین اس مقام پر یہ ہین کہ اس لڑائی مین قاتل سے قصاص نہ لیا جاسکے۔ اور عربون کا قول جرحہ جبارٌ اسی سے ماخوذ ہے یعنے اسکا زخم بڑا ہی سخت ہے یعنی اسمین کسی چیز کا مطالبہ نہ ہو۔ اور اُن کی امثال سے ایک یہ مثال بھی ہے "الحرب سجال" یعنے جنگ مثل پانی کے ڈولون کے ہے اس کے معنی یہ ہین کہ لڑائی مین کبھی ایک قوم کو فتح ہوتی ہے اور کبھی دوسری قوم فتح پاتی ہے دغی یا داعی فوج کی آواز جو وقت جنگ ہوتی ہے۔ بہرحال طور پر یہ لفظ مطلق آواز حرب مین مستعمل ہوتا ہے۔
لجب۔ آواز عسکر (فوج) وغیرہ آواز جیش (فوج) اور اسکی کشاکشی کو بھی کہتے ہین۔ معمعہ اختلاف اصوات (آواز) اور لڑنے والون کا شور وغوغا۔ "اجلب القوم" کے معنی یہ ہین کہ لوگ ہر طرف سے لڑنے کے لیے جمع ہون اور جلب بفتح لام اختلاط آواز کو بھی کہتے ہین۔ جلاد اور جالدہ جنگ جو لوگون کا تلوارون سے آپسمین ایک دوسرے کو مارنا اور اسکی آواز جو کہ ہی مقام جنگ جو بعد جنگ کے خالی ہوجائے۔ توغن لڑائی مین پیش مقدمی کرنے کو کہتے ہین اور دم کے معنی جنگ پر برانگیختہ کرنے کے ہین "احرنی الرجل احرنبارًا" اس وقت کہتے ہین جب آدمی مارے غضب اور شر کے لڑنے پر تیار ہوجائے۔ اسیطرح مثال مذکور مین ہمزہ کے ساتھ بھی کہتے ہین۔ حرفر القوم کے معنی قوم کے آمادہ ہوجانے کے ہین۔ حملہ مکرر لڑنے کو کہتے ہین۔
اہل عرب حرب (جنگ) کا کنایہ تین چیزون سے کرتے ہین ایک اُن مین سے یہ ہے ثوب محارب "یعنی لڑنے کا کپڑا لیکن اس محاورہ مین محارب سے مراد ایک شخص ہے جو قبیلہ قیس غیلان سے تھا اور دروع بنایا کرتا تھا اور دروع لباس جنگ ہے۔ دوسرا برد فاخر۔ فاخر بھی قبیلہ تمیم کے ایک شخص کا نام ہے سب سے پہلے اسنے

نقشی چادرین پہنین یہ الفاظ بھی لباس جنگ مین بطور کنایہ مستعمل ہوتے ہین - تیسرا کنایہ عطر منشم ہے چنانچہ اہل عرب اپنی امثال مین یہ کہتے ہین - "وقوا بنی عطر منشم" یا "شام من منشم" یعنی انہون نے عطر منشم ملا - یا منشم سے زیادہ بدشگون - بعض کا خیال ہے کہ منشم ایک عورت کا نام ہے جو عطر فروشی کرتی تھی - پس جب اہل عرب جنگ کا ارادہ کرتے تو اسکی خوشبوئی (عطر) مین اپنے ہاتھون کو ڈبوتے اور قسم کہاتے تھے کہ وہ اس لڑائی مین مرجائین گے اور پیٹھ نہ پھیرینگے پس یہ امور حرب (جنگ) کے بیان مین بطور کنایہ مستعمل ہوتے ہین -

اس عورت کی خوشبوئی مین عرب لوگ ہاتھ جو ڈبوتے تھے اسکا سبب یہ ہے کہ عربون کی یہ عادت رہی ہے کہ جب وہ کسی جنگ کا ارادہ کرتے تھے تو وہ اپنے ہاتھون کو خوشبوئی مین ڈال کر خوشبودار کر لیتے تھے اس بات کے معلوم کرنے کے لیے کہ انہون نے لڑنے پر قسم کہائی ہے - اسی بنا پر مطیبین اور رباب کا نام رکھا گیا جیسا کہ پانچوین مقالہ کی چوتھی فصل مین اسکی طرف اشارہ کیا گیا ہے - اسی حلف (قسم) کہانے مین حلف فضول ہے اصبہانی نے اس کا ذکر کیا ہے اور اسنے یہ کہا ہے کہ اہل قریش سے پندرہ آدمی عبداللہ بن جدعان کے گھر مین جمع ہوئے تھے اور اسنے اُن کے لیے اس روز دعوت کا کھانا بھی تیار کیا اُن کے ساتھ جناب رسالت مآب صلعم بھی شریک تھے اور یہ زمانہ آپکے مبعوث ہونے سے پیشتر کا ہے اور اس وقت آپ کی عمر پچیس برس کی تھی اسوقت بنی ہاشم - اسد - زہرہ - اور تیم بھی جمع ہوئے - ان سبھون نے یہان اس بات پر معاہدہ کیا کہ مکہ مین کسی غریب اور فریب پر ظلم نہ کیا جائے - خواہ وہ غلام ہو یا حر (آزاد مرد) یعنی خود مختار آدمی اور اگر کسی ایسے شخص پر کوئی شخص جبر و زیادتی کرے تو اس غریب کی مدد کرنی چاہیے اور اس کا حق لینا چاہیئے اور اس کے حق کا معاوضہ (یعنے جو چیز ظلم و زیادتی سے اس سے لی گئی ہو) اپنی ذات سے یا غیرون سے لیکر اسکو ادا کرنا چاہیے - اس کے بعد انہون نے آب زمزم کا ارادہ کیا اور ایک بڑے ظرف مین آب زمزم ڈال کر بیت اللہ کو بھیجا گیا اس پانی سے اس کے ارکان دھوئے گئے اور وہ ماء مغسول پھر لایا گیا تو انہون نے اس کو پی لیا -

واقدی کہتا ہے کہ ان لوگون نے اپنے تحالف کا نام حلف فضول اسلیئے رکھا کہ قبیلہ جرہم سے تین شخصون نے جنکا نام فضل - فضالہ اور مفضل تھا اپنے جنگون مین اسی قسم کے معاہدہ پر قسم کہائی تھی - اور اس کا نام حلف فضول رکھا گیا - جب اہل قریش نے اسطرح کی قسم کہائی تو اسکا نام بھی حلف فضول رکھا گیا - احابیش قریش بھی اسیطرح کے ہین یہ لوگ قبیلہ قریش اور کنانہ اور خزیمہ اور خزاعہ سے تھے یہ سب لوگ حبش مین جمع ہوئے جو مکہ کے نیچے ایک پہاڑ تھا انہون نے اس بات پر قسم کہائی کہ وہ سب آپسمین جبتک کہ رات قائم رہے اور دن روشن رہے اور حبش (پہاڑ) قائم اور بلند رہے مثل ایک ہاتھ کے ہین -

اُن کے سفروں میں یہ جو جنگ کے لیے کیے جاتے تھے اُن کے ساتھ اُنھی عورتوں کی سواریاں۔ اُن کا لباس اور
اُن کا تمام کنبہ یعنے جورو بچے سب ہوتے تھے۔ اس کام میں اُن کی فوجیں بہت دریہ یاں رکھتی تھیں۔ اور دور دور ۳۰۹
منزلوں (مقاموں) پر رہتی تھیں ان افواج کے سپاہی مختلف قبیلوں کے ہوتے تھے۔ ہر ایک حصہ اپنے
مقابل والے کی نظروں سے غائب رہتا تھا۔ زوزنی کہتا ہے کہ اہل عرب اپنی عورتوں کو جنگ میں ہمراہ رکھتے
تھے اور اُن کو مردوں کے پیچھے رکھتے تھے۔ تاکہ مرد دشمنوں کو اُن سے دفع کریں اور نیز اس خیال سے کہ مرد بسبب
ننگ و ناموس اپنے حرم کے نامردی نہ کرنے پائیں۔

زمانہ جاہلیت کی جنگوں میں شعراء موسیقی آلات لیے ہوئے کھڑے ہوتے تھے اور طبل وغیرہ بجایا کرتے تھے
یا منہ سے بجانے کے آلات سے کام لیتے تھے۔ اور عجمی لوگ سینگ پھونکا کرتے تھے پس جب وہ جنگ کو نکلتے تھے تو
سواریوں پر شعر پڑھا کرتے تھے اس سے وہ نہایت مست و مدہوش ہوتے اور نامی زور آور پہلوانوں کی ہمتیں
جوش میں آتی تھیں اور میدان جنگ میں سرعت سے بڑھتے تھے اور ہر ایک اپنے اپنے قرنوں (سینگوں) کو
دوسرے کے پاس بھیجتا تھا۔ بعض قبائل عرب میں اسلام کے بعد بھی یہی حال رہا۔ چنانچہ اہل زناتہ جو مغربی
اقوام سے تھے شاعروں کو صفوں کے سامنے رکھتے تھے اُن کی آوازیں ایسی اونچی اور زور کی ہوتی تھیں کہ
بلند پہاڑ بھی ہل جاتے تھے اس سے وہ لوگ لڑائی میں پیش قدمی کرتے تھے۔ طبلوں کا بجانا اور بوقوں کا
(سینگوں وغیرہ) کا پھونکنا اس طریقہ کو اسلام نے اختیار نہیں کیا مگر اُس زمانہ میں اختیار کیا جبکہ عباسی مشرق میں اور عبیدی مغرب میں خلیفہ تھے

اہل عرب اپنے مکانوں کے دروازوں پر جھنڈیاں لگاتے تھے تاکہ اُس سے پہچانے جائیں اور زرد رنگ کی جھنڈیوں
سے فخر کرتے تھے کیونکہ اس رنگ کی جھنڈیاں یمن کے بادشاہوں کی ہوتی تھیں مگر سرخ جھنڈیاں
خاص اہل حجاز کی تھیں۔ اسلام میں عباسیوں نے سیاہ رنگ کی جھنڈیاں اختیار کیں تاکہ اپنے شہیدوں کا غم
ظاہر ہو اور اس بات کے اظہار کے لیے کہ بنی امیہ نے اُن کو قتل کیا جیسا کہ پہلی واسطے وہ مسودہ کے نام سے
موسوم ہوئے اور عباسی اُن سیاہ جھنڈیوں کو منبروں پر نصب کرتے تھے۔ لیکن جب مامون رشید نے سیاہ
لباس کی علامت کو اپنے زمانہ سلطنت میں موقوف کر دیا جیسا کہ پانچویں مقالہ کی دوسری فصل میں بیان کیا گیا ہے تو
اُس نے بجائے سیاہ جھنڈیوں اور علامت کے سبز رنگ اختیار کیا اور اُس وقت سے جھنڈیاں سبز رنگ
کی لگائی جانے لگیں۔ لیکن سفید جھنڈیاں طالبیین کا بانا تھیں یہ لوگ ہاشمیین سے تھے اور اس سفید رنگ کو
انہوں نے اُسوقت اختیار کیا جبکہ وہ عباسیوں کی مخالفت پر آمادہ ہوئے اور اسیواسطے وہ بیضہ کے
نام سے موسوم ہوئے۔ اور عبیدا در قرامطہ انہیں میں سے ہیں۔

زمانہ جاہلیت میں عربوں کی یہ بھی عادت رہی ہے کہ وہ لڑائی کے قیدیوں کو قتل کر دیتے تھے چنانچہ انکی

ضرب الامثال مین سے جو اس بارہ مین ہین ایک یہ مثال بھی ہے "لیس بعد السلب الا الاسار ولیس بعد الاسار الا القتل" یعنے لوٹ مار کے بعد سوائے قید کرنے کے اور کچھ نہین اور بعد قید کرنے کے سوائے قتل کرنیکے چارہ نہین۔ تاہم جب اسیر (قیدی) قید کرنے والے کے مال سے کہا پی لیتا تو وہ قتل سے بچ جاتا اور جب وہ اُس (قیدی) پر احسان کرتے تو اسکو چھوڑ دیتے اور اُسکی پیشانی کے سامنے کے بالون کو کاٹ ڈالتے تھے اور جب کوئی شریف قید ہوجاتا تو وہ دو سو اونٹ کے دینے پر رہا ہوجاتا اور اس قسم کے فدا کو عقال المیئین کہتے تھے[1] جب اسلام آیا تو اُس نے عربون کے قید کرنے کو باطل کردیا کیونکہ حدیث مین یہ وارد ہوا ہے "لا سبا رعلی عربی ولا سبا رفی الاسلام ولا رق علی عربی فی الاسلام" یعنے عربی آدمی کا قید کرنا جائز ہے اور نہ اسلام مین عربی النسل کی غلامی جائز ہے[2]۔ رقیت (غلامی) ہین عمدہ طریقہ یہ ہے کہ قیدی بنانا اُن قومون کا جنکی رقیت (غلامی) جائز ہے اور اس کے برعکس بُرا طریقہ ہے۔

اور وہ کروفر کے ساتھ مقاتلہ (کارزار) کرتے تھے اور صفین باندھ کر لڑنے کو وہ معتبر نہین سمجھتے تھے جیسا کہ دوسرے لوگ بلحاظ مجمی معتبر اور عمدہ خیال کرتے ہین وہ اپنے اونٹون کو صفین بناکر کھڑا کرتے تھے۔

اور جن اونٹون پر سواریان ہوتی ہین اُن کو پیچھے رکھتے تھے تاکہ یہ اُن کے لیے بجائے گروہ اور جماعت کی رہین اور ان کو وہ مجوزۃ کہتے تھے کیونکہ اُن کے نزدیک فوج کے پیچھے جنگ کرنا جمادات اور حیوانات کی عادت خیال کی جاتی تھی۔ جو کہ عجمیون کا طریقہ ہے۔ اور یہ اس لیے کرتے تھے تاکہ اُن کو کروفر کے وقت امن کی جگہ باقی رہے۔ اور اس فعل سے وہ قتل مین ثبات و قیام چاہتے تھے جو کروفر کے مذہب کے لوگون کا طریقہ ہے اس طریقہ کو اہل زحف (لڑائی مین جانے والے) بھی اختیار کرتے ہین۔

پھر ابتدائے اسلام مین عربون نے گروہ باندھ کر لڑنے کو جاری کیا اور کروفر کو دو سببون سے باطل کردیا۔

اول یہ کہ اپنے دشمنون کا مقابلہ اسطرح کرین جیسے اور جطرح کہ وہ کرتے ہین۔ صفحہ ۳۱

---

[1] عقال کے معنی جنایت ادا کرنے کے ہین اور محاورہ مین یہ کہا جاتا ہے "عقل القتیل" یعنے قتیل (مقتول) کی دیت ادا کی گئی اور عقل کے معنی دیت قتیل (مقتول) کے ہین عاقلۃ الرجل اُس شخص کے عصبہ کو کہتے ہین۔ مولف

[2] جو لوگ رقیت (غلامی) کے خلاف ہین ہین یعنے غلامی کو ناجائز خیال کرتے ہین اسکو وہ اپنے دعوی کی دلیل قرار دے سکتے ہین۔ مترجم

[3] کر کے معنی پھرنے کے ہین اور کرا الفارس اُسوقت کہتے ہین جبکہ وہ جولان کے لیے جا نکلے اور پھر قتال کیلیے واپس آتا ہے اور حملہ کرتا ہے اور اسکو کرار کہتے ہین اور فرالفارس کے معنی یہ ہین کہ سوار نے جولان کے لیے پھر گیا۔ مولف

دوسرے یہ کہ وہ جنگ مین پیش قدمی کرتے تھے یعنے موت سے ڈرتے نہین تھے اور زحف یعنے گروہ باندہ کر لڑنا جنگ مین زیادہ اقرب ہے یعنی مناسب تر ہے اور قرآن کی آیت بھی یہ ہے انّ اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفاً کانہم بنیان مرصوص یعنے اللہ تعالی اُن لوگون کو محبوب رکھتا ہے جو اُس کی راہ مین اسطرح کی صف باندہ کر لڑتے ہین کہ گویا وہ ایک مضبوط اور استوار عمارت معلوم ہوتے ہین۔

جب مروان بن الحکم خلیفہ ہوا تو اُس نے جنگ مین صف باندہ کر لڑنے کو باطل کر دیا اور اُسنے کرادیس کے قائم کرنے کو جاری کیا۔ کرادیس کے معنی یہ ہین کہ بادشاہ کے سامنے ایک فوج صف آرا دہ رہے جسکا کمینڈر اور جھنڈا اور وردی ممتاز رہے۔ اور اسکو مقدمہ کہتے ہین۔ پھر بادشاہ کے سیدھی طرف جو فوج کھڑی ہوتی ہے اور جو اپنی وردی اور علامات سے مخصوص ہوتی ہے اسکو میمنہ کہتے ہین اور بائین جانب جو فوج ہوتی ہے اسکو میسرہ کہتے ہین اور ان دونون کو یعنے میمنہ اور میسرہ کو مجنبتان بھی کہتے ہین پھر پیچھے جو فوج ہوتی ہے اُس کو ساقہ کہتے ہین۔ اور بادشاہ اور اُس کے اصحاب ان چاروان حصون کے بیچ مین کھڑے ہوتے ہین اور اس کے موقف کو قلب کہتے ہین۔

صـ۱۱۱ اس مقام پر ہم کتب مولفہ اور مولفین عرب کے ناموں کو نہین بیان کرینگے جنہون نے جنگ کے حالات اور قائم کرنے مین اور اُس کے ادوات اور متعلقات مین تالیف کی ہین جیسے سوار کا فضل پیادہ پر اور پیادہ کا سوار پر اور لڑنے والون کی دردیان اور پیادون اور سوارون کا لباس اور اُس کے اقسام اور وہ امور جو مقابلہ کرنے والون کے لیے ضروری اور لازمی ہین اور متعلقات اسلحہ (ہتیار) جو زمانہ اسلام کے بعد اختراع ہوے ہین جیسے منجنیق اور گرز خنجر۔ مقلاع (قلعہ کو توڑنے کے آلات) اور کمان۔ تیر۔ اور قنا (بلو کی جگہون اور مبارزہ (یعنے لڑنے کے لیے صف سے باہر جانا) اور قیدیون کے طریقہ اور جہاد۔ سیر اور مغازی (لڑائیون کا فضل اور گہاتیون کا فتح کرنا اور بنا رمعاقل (کمین گاہین یعنے پناہ کی جگہین) اور سواری اور ہندسہ کے اصول پھر اور قلعون پر فوج کشی کرنا اور میدان کی ریاضت (جسمانی ورزش جنگ) اور لڑائی کے حیلون اور تمام فنون کے علاج اور سلاح اور ادوات حرب کا بنانا اور مقابلہ سے تلوار مارنا وغیرہ امور۔ افسوس ہے کہ ہم ان کو اس لیے نہین لکھ سکتے کہ اس مختصر مین اسکی گنجایش نہین ہے۔

سب سے پہلے افرنجیون کو اپنی فوج مین مغرب کے بادشاہون نے داخل کیا تاکہ وہ ان کو اُن عربون سے لڑائین جو اُن کے ہم وطنون سے باہر سے آکر لڑتے ہین کیونکہ افرنجی لوگ لڑائیون اور خاصکر صف کشی کی لڑائی مین بڑے ہی ثابت قدم ہوتے ہین۔ لیکن جہاد مین جو نصاری کے ساتھ ہوتا ہے ان سے کام نہین لیتے تھے کیونکہ اُن کو ایسی صورت مین اس بات کا خوف ہوتا تھا کہ اُن کو مسلمانون کے ساتھ اس جہاد مین مخالفت ہے اور شاید

وہ اسمین مسلمانون کا ساتھ نہین دینگے۔

فصل دوم

اصلی عربون کے ہتیارون کا بیان

جسطرح عربون مین شجاعت اور گھوڑے کی سواری اور رائس کے دوڑانے کا فن غالب تھا یعنے ان کامون کو وہ بہت اچھی طرح جانتے تھے اسیطرح وہ ہتیار بھی عمدہ طریقہ پر باندھتے تھے جیساکہ گھوڑے کی سواری عمدہ جانتے تھے جسکی نسبت اوپر بیان گزر چکا ہے۔ اہل عرب دروع سلوقیہ (سلوق ایک شہر کا نام ہے جسکی طرف یہ دروع منسوب ہین اور یہان کے کتے بھی اچھے ہوتے ہین جنکو کلاب سلوقیہ کہتے ہین) اور خطیہ کے بھالے بھی رکھتے تھے اور کندھون پر کمانین بھی اچھی طرح سجاتے تھے اور شہرتی تلوارون سے لڑتے تھے۔ ص۲۱۲

لیکن رماح خطیہ (خطی بھالے) خط کی طرف منسوب ہین جو بحرین مین ایک جزیرہ ہے اور جہان کشتیون کی درستی کی جاتی تھی۔ اور رماح سمہریہ اور رماح رُدینیہ بھی کہتے ہین۔ سمہر یہ سمہر کی طرف منسوب ہے جزیرہ خط مذکور مین یہ ایک شخص تھا جو اس کام مین ماہر تھا یعنے اُس کے بنائے ہوئے بھالے سخت ہوتے تھے اسکی زوجہ کا نام رُدینہ تھا بھالون کے درست کرنے اور بنانے مین وہ بھی مثل اپنے شوہر کے ماہر تھی اور رماح رودینیہ اسیکی طرف منسوب ہین۔ یہان ایک اور شخص بھی مشہور تھا جو بھالون کے پہل بنایا کرتا تھا اس شخص کو قعضب کہتے تھے۔

نیزہ زنی کے فن مین عامر بن مالک بڑا مشہور آدمی تھا اسکی مان کو ام البنین الاربعہ کہتے تھے زمانہ جاہلیت مین یہ عورت نہایت نجیب اور شریف گنی جاتی تھی۔ اُس نے چار لڑکے جنے تھے یعنے عامر مذکور طفیل۔ ابو تمام اور ربیعہ ان چاروں بھایون مین سے ایک شخص یعنے ربیعہ مذکور اپنے اس قول نحن بنو ام البنین الاربعۃ سے فخر کرتا تھا یعنی ہم ام بنین اربعہ کے بیٹے ہین۔ نیزہ زنی مین عامر مذکور کی مثال دیجاتی ہے اور جسکی نیزہ زنی مین مبالغہ کیا جاتا ہے تو یہ مثال دیتے ہین الصب بالاسنۃ من عامر بن مالک یعنے تیزہ بازی مین عامر بن مالک سے زیادہ ہے جیساکہ تیر اندازی مین تعن کی مثال دیجاتی ہے اور یہ کہا جاتا ہے ارمی من ابن تعن۔[۱]

[۱] مرد حاذق کو تعن کہتے ہین۔ مترجم

اور "رامی من قنن" بھی کہا گیا ہے یعنے ابن قنن سے زیادہ تیر انداز۔ یہ شخص قبیلہ عاد سے تھا۔ جو لوگ اُس کے زمانہ مین تیر انداز تھے یہ اُنمین زیادہ ماہر تھا اور یہ مثال بھی دیتے ہین "ارمی سہما من بنی ثعل" یعنے بنی ثعل سے زیادہ تیر انداز یہ لوگ بھی اہل عرب کے ایک قبیلہ سے ہین جو عمدہ تیر اندازی مین مشہور ہین اُن مین بھی ایک شخص زیادہ مشہور ہے جسکا نام عمرو بن المسیح تھا[1]۔

عرب مین ایک اور شخص تھا جب وہ غضبناک ہوتا تو زمین مین اپنا تیر مار کر اُسکا پھل توڑ دیتا تھا۔ جو لفظ ارعاظ کا اس مقام مین مستعمل ہوا ہے وہ رعظ کی جمع ہے اور رعظ تیر کے پھل کے بیٹھنے کی جگہ کو کہتے ہین اسی واسطے مثال مین یہ کہتے ہین "انہ لیکسر علی ارعاظہ غضبا" یعنے وہ مجھ پر غضبناک ہو کر اپنے تیر کے پھل کو توڑ دیتا ہے۔ نہایت غضبناک شخص کی نسبت یہ مثال دیجاتی ہے۔ آخر تیر کو جو ترکش مین باقی رہ جاتا ہے خواہ وہ تیر ردی ہو یا اچھا ہو اُسکو اہزع کہتے ہین اُن مین جو تیر افضل اور عمدہ ہوتا ہے وہ تو کسی سخت ضرورت کے لیے رکھ لیا جاتا ہے اور اگر وہ ردی ہوتا ہے تو وہ چھوڑ دیا جاتا ہے۔ نمر بن تولب کہتا ہے۔

فارسل سہما لا اہزعا　　فشک نواہقہ والفا[2]

حراۃ اُن تیرون کو کہتے ہین جو خاص نشانہ اندازی کے ہون خصب کسرہ اور ضمہ کے ساتھ کمان کی آواز کو کہتے ہین منقص تیر کا چوڑا پھل یا وہ تیر جسمین ایسا پھل ہو اور جس سے وحشی جانورون کو مارتے ہین۔ ص۳۱۳
ناقر اُس تیر کو کہتے ہین جو نشانہ پر لگے۔ اور جو نشانہ پر نہین لگتا اُسکو ناقر نہین کہتے۔ زلج کے معنی یہ ہین کہ تیر مارنے کے وقت کمان کو اپنی پوری طاقت سے جسقدر ہو سکے کھینچنا۔ ہمہم زالج اُس تیر کو کہتے ہین کہ جب چلایا جائے تو نشانہ تک نہ پہونچے اور تھرتھرا سخت ضرب کھائے اور پھر اچھل کر قرطاس (نشانہ) کی طرف جائے اور ایسے تیر کو مقرطس نہین کہتے قرطاس تیر لگانے کے نشانہ کو کہتے ہین اور مقرطس وہ تیر ہے جو قرطاس (نشانہ) مین لگے اور "حبض السہم" اُسوقت کہتے ہین جب کہ تیر تیر انداز کے سامنے گر پڑے "خط السہم" اُس وقت کہتے ہین جب تیر تیر انداز کے ہاتھ سے گر جائے۔ شدا اُس تیر کو کہتے ہین جسکا نہ پھل ہو اور نہ اسکو پر لگا ہوا ہو۔ اور مغروبہ لگا ہوا تیر مناصل وہ تیر جسکا پھل گر پڑا ہو۔ افوق وہ تیر جسکا سوفار ٹوٹ گیا ہو۔ اور "انقف السہم" کے معنی یہ ہین

---

[1] امرؤالقیس کہتا ہے۔ شعر

رب رام من بنی ثعل　　متلع کفیہ فی قترہ

یعنی بنی ثعل کے بعض تیر اندازون مین ایسا بھی ایک شخص ہے کہ اپنے ہاتھون کو ماتھہ مین جسمین تیر رکھے رہتے ہین ڈالتا ہے تاکہ تیر لیکر شکار کو مارے۔ اور بنی ثعل سے کا ایک قبیلہ ہے اس قبیلہ مین عمرو بن عبد المسیح بڑا مشہور تیر انداز تھا۔ مترجم

[2] ترجمہ۔ اُسنے اپنے ترکش کے باقی ماندہ تیرسے مار اجو شکاری جانور کے تھنون یا منہ مین لگ گیا۔

کہ میں نے تیر کو کمان کی زہ پر رکھا چلانے کے لیے ہم شیئ وہ تیر جو مار ڈالے۔ اصمی الرامی اس وقت کہتے ہیں جبکہ تیر انداز نشانہ پر مار دے۔ انی الرامی یا انی السہم اسوقت کہتے ہیں جبکہ تیر ہاتھوں کے اطراف کو لگے مقتل ہیں یعنے قتل کرنے کی جگہ نہ لگے صرد السہم اسوقت کہتے ہیں جب تیر شکار کو لگ کر پار ہوجاتا ہے اور خزق السہم اور خسق السہم کے معنی وہی ہیں جو صرد السہم کے ہیں۔ اجیف السہم اصرد کے ضد میں ہے معراض اس تیر کو کہتے ہیں جسپر پر نہ لگے ہوں۔ قدح اس تیر کو کہتے ہیں کہ ابھی اسپر نہ پر لگے گئے ہوں۔ اور نہ اسپر پھل جمایا گیا ہو خبراث وہ تیر جو ابھی پورا تیار نہ ہوا ہو۔ حاب اس تیر کو کہتے ہیں جو نشانہ کے اطراف میں لگے۔ زج الرمح اس لوہے کو کہتے ہیں جو بھالے کے نیچے لگایا گیا ہو۔ اور زجاج الرمح جب کہتے ہیں تو اس سے مراد خاص اس لوہے سے ہوتی ہے جو نیچے لگایا جائے۔

عربوں کی یہ بھی عادت تھی کہ جب دو آدمی لڑتے تو ہر ایک دوسرے کی طرف اپنے بھالے کے نیچے کے حصہ کو سختی کے ساتھ بڑھاتا یہ دیکھ کر دوسرے لوگ انمیں صلح کرنے کی کوشش کرتے اگر وہ صلح پر راضی نہ ہوتے بلکہ لڑنا چاہتے اور آمادہ قتال ہوتے تو بلبٹا کر بھالے کی انی بڑھاتے اور لڑنے میں مشغول ہوجاتے اسی واسطے مثال میں یہ کہتے ہیں من عصی اطراف الزجاج اطاع عوالی الرماح یعنے جو شخص بھالے کے نیچے کے حصہ کی نافرمانی کرتا ہے تو وہ بھالے کے انی کی اطاعت کرتا ہے۔ اس مثال میں عوالی کا لفظ جو واقع ہوا ہے وہ ضد میں سافلہ کے ہے یعنے عالیہ بھالے کے اوپر کا حصہ جس میں پھل لگا ہوا ہوتا ہے اور عالیہ کی جمع عوالی ہے۔ سنان اور لہذم لمبے بھالے کو کہتے ہیں۔ خناع اس تیر کو کہتے ہیں جسکا پھل نہ ہو۔

لیکن جوب اور جحن سپر کو کہتے ہیں۔ جروح وہ ادوات (آلات واوزار) ہیں جن سے تیر اور پتھر پھینکا جاتا ہے خفاف جنگ کا وہ لباس ہے جسکو سوار اور پیادہ پہنتے ہیں تاکہ حفاظت ہوسکے یہ مثل درع (زرہ) کے ہے جلبّاب تلوار کے نیام کو کہتے ہیں یا اسکی باڑہ کو کہتے ہیں۔ حرباء زرہ کے مسمار (میخہائے آہنی) کو کہتے ہیں یا اس کے سر کو جو زرہ کے حلقہ میں ہوتا ہے۔ حطیات وہ زرہ جو منطقہ بن محارب کی طرف منسوب ہے یہ شخص زرہ بنایا کرتا تھا۔ یا ان (زرہوں) کو کہتے ہیں جو تلواروں کو توڑ دیتے ہیں یا بھاری اور چوڑے زرہوں کو کہتے ہیں۔ ص۳۱۴

سیوف مشرفیہ (مشرقی تلواریں) مشارف کی طرف منسوب ہیں۔ شیخ ناصیف الیازجی اپنی کتاب مجمع البحرین میں کہتا ہے کہ یہ یمن کا ایک قریہ ہے۔ مجمع الامثال میں میدانی کہتا ہے کہ مشرفیہ مشارف شام کی طرف منسوب ہے اور یہ اس کے قریہ ہیں اسی سے سیف مشرفی نام رکھتے ہیں۔ اور قاموس میں لکھا ہے کہ مشارف الارض اونچی زمینوں کو کہتے ہیں اور سیوف مشرفیہ قیمتی اور اعلی درجہ کی ہوتی ہیں۔ لیکن بصریہ یہ بصری کی طرف منسوب ہیں

جو شام مین بھی ایک موضع ہے۔ اور یمانیہ یمامان کی طرف منسوب ہے جو یمن کا ایک موضع ہے یا سندکا یا ہند کا۔ اور حنیفیہ احنف بن قیس کی طرف منسوب ہو۔

تلوار کو ان اوصاف سے موصوف کرتے ہین۔ ابتر۔ باتر۔ بتار۔ مخذم۔ خارقہ۔ حسام۔ مخذم۔ مقدم۔ مجذم۔ خاتف۔ خضم۔ عرم۔ صلت۔ اصم۔ قضاب۔ قرضاب۔ قرضوب۔ قضاب۔ ہیکل۔ عضب۔ باضک اور بضوک اُس تلوار کو کہتے ہین جو کاٹ کر گزر جانے والی ہو۔ اور قاضع وہ تلوار ہے جو عمدہ لوہے سے بنی ہو۔ اور مہند اُس تلوار کو کہتے ہین جو تیز اور کاٹنے والی ہو۔ یا ہند مین بنی ہو۔ اور صمصام وہ تلوار جو جھکتی نہ ہو۔ اور مبالغہ کے لیے تاز زیادہ کرکے مصمامہ بھی کہتے ہین جیسا کہ خارقہ کہتے ہین۔ اور رنامل اُس تلوار کو کہتے ہین جسکو صیقل ہو کر بہت زمانہ گزرا ہو۔ ابریق وہ تلوار جو براق ہو یعنے سفید صیقل زدہ۔ اور بارقہ مطلق تلوار۔ اور سیف اور مصقع بھی تلوار کو کہتے ہین۔ صمامی سیف ظالم کو کہتے ہین اور باتک کاٹنے والی تلوار کو کہتے ہین اور تلوارون مین برندہ ہے جیسر قدیم کی کوئی نشانی ہو۔ یا فرند (جوہر) کو کہتے ہین۔ خیض وہ تلوار جو نرم لوہے سے یا سخت لوہے سے بنائی گئی ہو۔

رقارق زیادہ آبدار تلوار۔ صموت وہ تلوار جو خوب کاٹے اور گھس جائے۔ مصوب نہایت نازک اور پاکیزہ تلوار۔ مہاپتلی تلوار۔ کشوح اُن سات تلوارون مین کی ایک تلوار ہے جو بلقیس نے سلیمان علیہ السلام کو بطور ہدیہ اور تحفہ کے بھیجی تھی۔ اخشم چوڑی تلوار کو کہتے ہین خشیب وہ تلوار جو صیقل زدہ کے خلاف ہو یعنے زنگ آلود تلوار۔ معقد کم درجہ کی روئی تلوار جس سے درخت وغیرہ کاٹے جاتے ہین۔

عربون کی جو تلوارین مشہور ہین انمین معلوب اور ذوالحیات حارث بن ظالم المری کی تلوارون کے نام ہین۔

ص۳۱۵ باتک اور جاد مالک بن الہمدانی کی تلوارون کے نام ہین[1]۔

لسان الکلب تبع بن حسان الحمیری کی تلوار کا نام ہے جو یمن کے بادشاہون سے تھا۔

ذوالفقار[2] عاص بن منبہ کی تلوار کا نام ہے جب یہ شخص قتل ہوگیا تو اس تلوار کو آنحضرت صلعم نے لے لیا۔ پھر یہ تلوار امام علی ابن ابی طالب رضہ کے پاس آئی۔ اسلامی شاعرون نے اسکا تذکرہ اپنے غزلیات وغیرہ اشعار مین بہت کرتے ہین اور اسکو لحاظ یعنے نظر سے تشبیہ دیتے ہین جسطرح سے قد وقامت کو بھالے سے تشبیہ دیا

[1] باتک کے معنی قاطع کے ہین۔ اور جاد کے معنی بھی تیغ بران کے ہین۔

[2] فقار کے معنی آفت اور بلا اور حادثہ کے ہین۔

کرتے ہین۔ اور لحظ کے معنی باطن العین (آنکھ کا حصہ جو اندر کی طرف ہو) کے ہین اور لحاظ اس کے پیچھے کے حصہ کو کہتے ہین جسطرح سے کہ قد و قامت کو بھالے سے تشبیہ دیا کرتے ہین۔

قلزم اور صمصامۃ عمرو بن معدیکرب الزبیدی کی تلوارون کے نام ہین جو بہت مشہور تہین ایک شاعر کہتا ہے۔

اخ ماجد ما خانني یوم مشهد کما سیف عمرو لم تخنه مضاربه[۱]

اصبہانی حکایت کرتا ہے کہ عمرو کو رسنے رستم کے قتل کے روز یہ شعر پڑہا تھا۔

انا ابو ثور وسیفی ذوالنون اضربهم ضرب غلام مجنون

یالزبید انهم یموتون[۲]

دلدل[۳] اور ذوالکف ذی جدن کی تلوارون کے نام ہین جو یمن کا ایک بادشاہ تھا۔

ذوالنون مالک بن زہیر العبسی کی تلوار کا نام ہے

ذول[۴] عبدالرحمن بن عتاب بن اسید بن ابی العاص کی تلوار کا نام ہے۔

بتیر[۵] زہیر بن جناب الکلبی کی تلوار کا نام ہے۔

خذوم اور مخذم حارث بن ابی شمر الغسانی کی تلوار کا نام ہے[۶]۔

---

[۱] ترجمہ۔ میرا بہائی ایسا صاحب بزرگی والا ہے کہ اس نے مشہد (جنگ) کے روز مجھ سے کبھی خیانت نہین کی جیسے عمرو کی تلوار نے کسی لڑائی مین خیانت نہین کی۔

[۲] ترجمہ۔ مین ابو ثور ہون اور میری تلوار ذوالنون ہے مین اُن کو اسطرح سے مارونگا جیسے بے دہڑک نوجوان مارتے ہین۔ ای زبید وہ بے شک (آج) مرین گے اس شعر مین نون کا لفظ آیا ہے جس کے معنی تلوار کے پیسنے کے ہین

[۳] دلدل کے معنی امر عظیم کے ہین۔

[۴] ذول کے معنے واویلاہ کے معنی ہین۔

[۵] بتیر کے معنی چیرنے اور طعنہ مارنے اور غلبہ کے ہین اور مباحثہ کے معنی مبارزت کے ہین محاورہ مین باحجتہ اور بحجتہ کہتے ہین یعنے مین نے غلبہ پایا۔

[۶] خذوم اور مخذم کے معنی تیزی سے کاٹنے کے ہین فترہ کہتا ہے۔

فطعنته بالرمح ثم علوته بمهند صافی الحدیدة مخذم

یعنے مین نے اس کو بھالا مارا اور تیغ ہندی سے جو نہایت عمدہ لوہے کی بنی ہوئی اور بڑی کاٹنے والی ہے اُسپر غالب ہوا۔

صـ ۳۱۶

اُفرس[1] حارث بن ہشام کی تلوار کا نام ہے۔
زائدہ ضبیب بن اساف کی تلوار کا نام ہے۔
مصرّع[2] زہیر بن جذیمۃ العبسی کی تلوار کا نام ہے۔
مارد[3] عاصم بن ثابت بن ابی الافلح کی تلوار کا نام ہے۔
مصمت[4] وشاح[5] شیبان ہندی کی تلواروں کے نام ہیں۔
عطشان ابن عبد المطلب بن ہاشم کی تلوار کا نام ہے۔
خمام جعفر طیار کی تلوار کا نام ہے۔
فرد عبد اللہ بن رواحۃ الانصاری کی تلوار کا نام ہے۔
ذوالفوق مفروق ابو عبد المسیح الریانی کی تلوار کا نام ہے۔
مخرنات منذر بن ماء السماء کی تلوار کا نام ہے۔
ذوالقرط خالد بن الولید المخزومی کی تلوار کا نام ہے۔
ذوالنورین معقل بن خویلد کی تلوار کا نام ہے۔
مصمم اور ذوالوشاح حضرت عمر بن الخطاب رضؓ کی تلوار کا نام ہے۔

فصل سیوم

صـ ۳۱۶

[1] افرس کے معنے جنگلوں میں تجربہ کیے ہوئے کے ہیں اور مضارست کے معنے محاربت یعنے جنگ کرنے کے ہیں۔

[2] مصرع صرع سے مشتق ہے جس کے معنی سخت چیز کو چیرنے کے ہیں۔

[3] مارد کے معنی نافذ یعنے گذر جانے والی کے ہیں۔

[4] مصمت کے معنی مسکت کے ہیں یعنے سکوت پیدا کرنے والی۔

[5] وشاح کے معنے تلوار کے ہیں اور محاورہ میں یہ کہتے ہیں توشح الرجل السیف یعنے اس نے تلوار کو پرتلے میں ڈالا۔

عربون کے وقائع اور اُنکی بری اور بحری فتوحات کے بیان مین

یہ بات مخفی نہین ہے کہ عربون کے زمانہ جاہلیت کے بہت سے وقائع و جنگین ہین اُن کا حصر اور اُنکی معرفت بورے طور پر ناممکن ہے۔ زیادہ تر ان مین جو لڑائیان ہین وہ از قسم جور و ظلم اور عداوت کے ہین اس لئے کہ اُن کا ذریعہ رزق (معاش) اُن کے بہالون مین تھا اور اُنکی معاش کا سامان دوسرون کے ہاتھون مین تھا ان لڑائیون سے اُن کا مقصد صرف لوگون پر غالب ہوکر ان کا مال و اسباب لوٹنا اور غارت کرنا تھا ابو الفرج الاصفہانی نے ایام عرب مین ایک کتاب لکھی ہے جسمین سترہ سو لڑائیون کا حال ہے یعنی اُن وقائع اور جنگون کا حال جو اُن مین وقتاً فوقتاً ہوتے رہے اُن مین سے زیادہ مشہور لڑائیون کے نامون کو ادیب فاضل شیخ ناصیف الیازجی اللبنانی نے ایک ارجوزہ مین بیان کیا ہے جو قریب ایک سو لڑائیون کے ہین اور وہ ارجوزہ یہ ہے۔

قد ذکر القوم لایام العرب — مواقعاً تدعی ہین کالقب
من ذلک الکدید و البیدار — بعاث و الغبرۃ و الہباء
کذا کلاب منبج الحفاء — و الحجر و الزنبج و الستار
شمطۃ و الزور غبیط المدره — کذا الغبیطان اللوی و شبرقہ
جو نطاع ذو طلوح و العنب — ذی الکثیل و الغدیر ذو نجب
نخلۃ فیف الریح قرن فلج — طوالۃ و قبی زرود المرج
عویرض الحدائق النساء — قشاوۃ کفافۃ شجار
ذو رحرح خوخوۃ داب — عین اباغ قادم اراب
عراعر النہی الربیع ملہم — بحر ان و العینان غول رقم
ذو الاثل ذات الرمم النشاش — غیزۃ عقبۃ عشاش
دو اردات الحجر جرحان — و الدرک السوبان و السلان
شعب خزازی و العظالی حاطب — قراقر الثنیۃ الذناب
جیلۃ القرعاء و الصلیب — ظہر ذات الحوال الکثیب
اوارۃ لہابۃ ذو قار — افرن فرتج خیرۃ شفار
شعوار و الہبارۃ المرتقب — قطن ذو حسی الفروق یحسب

لسبان والهرير دعاهشال دعاعی نحصی من الرمال [1]

[1] (۱) ارجوزہ کا ترجمہ اس لیے نہیں کیا گیا کہ اسمیں صرف ربط شعری سے جنگوں کے نام منظوم ہیں اس کے سوا اور کوئی مطلب کی بات نہیں ہے۔ بلکہ میں نے بجائے ترجمہ کے مجمع الامثال میدانی سے ان جنگوں کے نام جو بہ نسبت اس ارجوزہ کے ناموں کے زیادہ ہیں اس مقام پر نقل کرنا مناسب خیال کیا جو ذیل میں درج ہیں مترجم

۱ یوم النار - ۲ یوم الجفار - ۳ یوم الستار - ۴ یوم الفجار - ۵ یوم خلة - ۶ یوم شمطة - ۷ یوم العلاء - ۸ یوم عکاظ - ۹ یوم الحریرة - ۱۰ یوم ذی قار - ۱۱ یوم حبلة - ۱۲ یوم رحرحان - ۱۳ یوم الفلج - ۱۴ یوم النشاش - ۱۵ یوم اللهابة - ۱۶ یوم خزازی - ۱۷ یوم الکلاب - ۱۸ یوم الصفقة - ۱۹ یوم المشقر - ۲۰ یوم طخفة - ۲۱ یوم الوقیط - ۲۲ یوم المروت - ۲۳ یوم الشقیقة - ۲۴ یوم شاحة - ۲۵ یوم اراب - ۲۶ یوم ذی طلوح - ۲۷ یوم ذی اراط - ۲۸ یوم ذی بهدی - ۲۹ یوم ذی نجب - ۳۰ یوم اللوی - ۳۱ یوم اعشاش - ۳۲ یوم عاقل - ۳۳ یوم الهباءة - ۳۴ یوم سفار - ۳۵ یوم البسر - ۳۶ یوم نخاشن - ۳۷ یوم الخابور - ۳۸ یوم دارین - ۳۹ یوم الغطائی - ۴۰ یوم الغبیط - ۴۱ یوم الغبیطین - ۴۲ یوم الضربة - ۴۳ یوم الکحیل - ۴۴ یوم الکفافة - ۴۵ یوم القرن - ۴۶ یوم سیان - ۴۷ یوم الوقبی - ۴۸ یوم الصمتین - ۴۹ یوم تراقر - ۵۰ یوم بلقار - ۵۱ یوم عینین - ۵۲ یوم الخنو - ۵۳ یوم السبان - ۵۴ یوم الفساد - ۵۵ یوم فیف الریح - ۵۶ یوم ادارة - ۵۷ یوم البیداء - ۵۸ یوم غول - ۵۹ یوم السلان - ۶۰ یوم صبیعات - ۶۱ یوم جو لطاع - ۶۲ یوم ذرحرح - ۶۳ یوم وج - ۶۴ یوم البیوس - ۶۵ یوم التحالق - ۶۶ یوم واحس والغبرا - ۶۷ یوم الصلیب - ۶۸ یوم ظهر - ۶۹ یوم ذی ذرائح - ۷۰ یوم الاثیة - ۷۱ یوم ذات المرمر - ۷۲ یوم جدود - ۷۳ یوم القرعاء - ۷۴ یوم ملهم - ۷۵ یوم قحم - ۷۶ یوم منیح - ۷۷ یوم زرود - ۷۸ یوم الفتاة - ۷۹ یوم الرقم - ۸۰ یوم طوالة - ۸۱ یوم خوی - ۸۲ یوم خق - ۸۳ یوم بعاث - ۸۴ یوم الدرک - ۸۵ یوم ذی اجمال - ۸۶ یوم شعبة - ۸۷ یوم الغبیة - ۸۸ یوم النباح - ۸۹ یوم علیمة - ۹۰ یوم الوتیر - ۹۱ یوم النجیر - ۹۲ یوم الهریر - ۹۳ یوم ضرایب - ۹۴ یوم الاثیل - ۹۵ یوم الامیل - ۹۶ یوم الهباءة - ۹۷ یوم الخزع - ۹۸ یوم کنفی عروش - ۹۹ یوم مبایض - ۱۰۰ یوم ترج - ۱۰۱ یوم عجران - ۱۰۲ یوم الذهاب - ۱۰۳ یوم واردات - ۱۰۴ یوم بنات قین - ۱۰۵ یوم ذی الاثل والاصلی - ۱۰۶ یوم الذنائب - ۱۰۷ یوم الحسین - ۱۰۸ یوم اباغ - ۱۰۹ یوم قارة اهوی - ۱۱۰ یوم سفوان - ۱۱۱ یوم قتبار - ۱۱۲ یوم القصیبة - ۱۱۳ یوم سجل - ۱۱۴ یوم حارث الجولان - ۱۱۵ یوم المضیع والضحضحان - ۱۱۶ یوم مجر - ۱۱۷ یوم الزویرین - ۱۱۸ یوم سنجار - ۱۱۹ یوم دارة ماسل - ۱۲۰ یوم مزلق - ۱۲۱ یوم قارب - ۱۲۲ یوم الفروق - ۱۲۳ یوم داب - ۱۲۴ یوم الرمیخ - ۱۲۵ یوم دارة جلجل - ۱۲۶ یوم بلدح مایخد - ۱۲۷ یوم نعثار - ۱۲۸ یوم الحفرة - ۱۲۹ یوم الدهناء ویوم شیل - ۱۳۰ یوم القاع - ۱۳۱ یوم الآفاق -

لیکن مفید اور فتح و نصرت کی لڑائیان جن سے قوم عرب مضبوط ہوئی اور انکی شان بلند ہوئی اور شوکت قوی ہوئی اور آنکا زور و غلبہ ہر مقام مین پھیلا اور اُس کے غلبہ کے جھنڈے بڑے بڑے اور نامور ممالک مین نصب ہوئے وہ وہ جنگین ہین جو ظہور اسلام کے بعد ہوئین۔

اور ابتدا رمغازی یعنے جنگون کی وہ ہے جن کو آنحضرت صلعم نے اپنے دشمنون سے مقابلہ کرنے اور بلاد عرب پر غلبہ حاصل کرنے کی غرض سے جاری فرمایا۔ اور وہ جنگین حسب ذیل ہین[۱]:

پہلی جنگ غزوہ بدر کے نام سے موسوم ہے اس جنگ مین آپ تین سو آدمیون سے جو آپ کے اصحاب تھے قافلہ قریش سے جنگ کی اور قریش کے لوگ قریب ایک ہزار کے تھے اور ان کا افسر ابوسفیان تھا آپ کو اس جنگ مین فتح و نصرت حاصل ہوئی۔

---

[۱] مجمع الامثال مین میدانی نے خاص زمانہ اسلام کی جنگون کے نام کی جو فہرست لکھی ہے اُسکا اس مقام پر لکھدینا میرے نزدیک زیادہ مناسب معلوم ہوا اور وہ نام یہ ہین۔

۱ یوم العشیرۃ - ۲ یوم بدر - ۳ یوم احد - ۴ یوم سریۃ الرجیع - ۵ یوم بئر معونۃ - ۶ یوم النضیر - ۷ یوم ذات الرقاع - ۸ یوم الخندق ۹ یوم بنی قریظۃ - ۱۰ یوم بنی المصطلق - اسکو یوم المریسیع بھی کہتے ہین - ۱۱ یوم الحدیبیۃ - ۱۲ یوم خیبر - ۱۳ یوم مؤتۃ - ۱۴ یوم الفتح - ۱۵ یوم حنین - ۱۶ یوم اوطاس - ۱۷ یوم الطائف - ۱۸ یوم ذات السلاسل - ۱۹ یوم تبوک - ۲۰ یوم الابواء - ۲۱ یوم قینقاع - ۲۲ یوم ودمہ - ۲۳ یوم السقیفۃ - ۲۴ یوم بزاخۃ - ۲۵ یوم الیمامۃ - ۲۶ یوم عین التمر - ۲۷ یوم جواثی - ۲۸ یوم صنعاء - ۲۹ یوم الحجۃ - ۳۰ یوم الیرموک ۳۱ یوم اجنادین - ۳۲ یوم مرج الصفر - ۳۳ یوم جلولاء والمدائن والقادسیۃ ونہاوند - ۳۴ یوم اللبس - ۳۵ یوم قس الناطف ۳۶ یوم تستر - ۳۷ یوم قدیس - ۳۸ یوم ارماث ویوم اغواث - ۳۹ یوم الزحف - ۴۰ یوم العرئیس - ۴۱ یوم قبرس - ۴۲ یوم قیسارۃ ۴۳ یوم الحرۃ - ۴۴ یوم مرج حذار - ۴۵ یوم قتل معاویۃ حجر بن عدی واصحابہ - ۴۶ یوم مرج راہط - ۴۷ یوم البشر - ۴۸ یوم البابغ ۴۹ یوم ضواد - ۵۰ یوم الخشاک ویوم الثرثار - ۵۱ یوم الجزین - ۵۲ یوم سولاف - ۵۳ یوم دولاب - ۵۴ یوم وحیل - ۵۵ یوم سلاد سلہری ۵۶ یوم سکن - ۵۷ یوم خازر - ۵۸ یوم حبابۃ السبیع - ۵۹ یوم شعب بوان - ۶۰ یوم الزبدۃ - ۶۱ یوم تل مجری - ۶۲ یوم قصر قرنی - ۶۳ یوم الحدثین ۶۴ یوم القعقر - ۶۵ یوم قندابیل ویوم المذار - ۶۶ یوم القصر - ۶۷ یوم قرقیسیا - ۶۸ یوم المتجر - ۶۹ یوم الکناسۃ - ۷۰ یوم قدید - ۷۱ یوم وادی القر ۷۲ یوم دشنی - ۷۳ یوم الزاویۃ ویوم رستقباذ ویوم دیر الجاجم - ۷۴ ویوم الاہواز - ۷۵ یوم النجار - ۷۶ یوم الزاب - ۷۷ یوم الماجوان - ۷۸ یوم جربیان - ۷۹ یوم زبطرۃ - ۸۰ یوم فخ - ۸۱ یوم جوخی ویوم الطف - ۸۲ ویوم الدار - ۸۳ ویوم الجمل ۸۴ ویوم صفین - ۸۵ ویوم النہروان - امثال میدانی مطبوعہ مصر جلد دوم مطبوعہ ۱۲۸۴ ہجری صفحہ ۳۳۷ تا ۳۴۰ - مترجم

دوسری جنگ غزوہ احد کے نام سے موسوم ہے اور یہ جنگ جنگ بدر کے ایک سال بعد واقع ہوئی اس جنگ مین ابوسفیان مذکور نے قریب تین ہزار سپاہیون کے اپنے ہمراہ لایا تھا اس نے مسلمانون کو شکست دی اور ان کو برا بھلا کہا۔ تیسری جنگ غزوہ طائف کے نام سے مشہور ہے۔ اس جنگ مین یہودی قریب دس ہزار کے قتل ہوئے اور یہ جنگ ۵ھ م ۶۲۶ء مین واقع ہوئی۔

چوتھی جنگ غزوہ خیبر کے نام سے مشہور ہے۔ خیبر مدینہ منورہ کے شمال و شرق مین واقع ہے یہان کے باشندے یہودی ہین۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان مین سے ابتک باقی ہین مگر ان اور ملک عرب کے دوسرے یہودیون مین کوئی قرابت نہین ہے۔ شاید کہ وہ اس فرقہ سے ہین جسکو قرائین کہتے ہین وہ بہ نسبت دوسرے یہودیون کے زیادہ متعصب ہین یہ لوگ مستقل ہین اپنے ان کے شایخ اسیطرح حکومت کرتے ہین جیسے دوسرے عرب اور یہ قافلون کے بڑے ہی دشمن ہین اس سے یہودیون کو مار ڈالی جاتی ہے جب کسی کے رذائل کا بیان مقصود ہوتا ہے تو اسکو خیبری کہتے ہین یعنے نہایت پاجی اور بدمعاش آدمی اور یہ خیبر جسکا ذکر ہو رہا ہے عربون کے تمام استوار اور مضبوط قلعہ والے قریون اور گانون مین زیادہ استوار اور محفوظ ہے آنحضرت صلعم نے ۶ھ م ۶۲۷ء مین اسپر چڑھائی کی اور جنگ کی۔ ص ۳۱۹

پانچوین جنگ وقعہ موتہ کے نام سے موسوم ہے اور یہ موتہ ملک شام مین واقع ہے ۸ھ م ۶۲۹ء مین تین ہزار مسلمان نیس ہزار آدمیون پر فتح یاب ہوئے لیکن اہل فرنج اسکی نسبت یقین نہین کرتے یعنے وہ اس جنگ کے وجود سے انکار کرتے ہین۔

چھٹی جنگ حنین ہے رسول مقبول صلعم کی یہ آخری جنگ تھی اسمین آپ کو ملک عرب پر پورے طور پر استیلا یعنی غلبہ حاصل ہوا۔ لیکن علم الوقوف (رونوکا سال) جو عربی کتابون مین مشہور ہے یہ وہ سال ہے جسمین زمانہ ۹ھ م ۶۳۰ء تمام امرا مطیع ہوئے انمین سے جو سب سے بڑا شخص مسلمان ہوا وہ باذان اور اسکا بیٹا صحارہ ہے جو یمن کے آخری بادشاہون سے تھے۔

آنحضرت صلعم غیر مسلمانون کے ساتھ نہایت مروت اور حلم کے ساتھ برتاؤ کرتے تھے اور ان کو ان ممالک مین جنکو آپ فتح کرتے تھے عہد و مواثیق سے امن دیتے تھے اور یہ عہدنامہ مثل صحیفون کے ہین جو مسلمانون اور یہودیون کے مابین کیے گئے تھے۔ کعب بن اشرف کے قتل ہونے کے بعد آپ نے اس عہدنامہ کو یہودیون کو دیا اور ایک عہدنامہ آپ نے نجران کے لوگون کو لکھدیا تھا کہ وہ اس کے فائدہ مین رہے لیکن ہم ان عہدنامون کی صورت سے واقف نہین ہین کہ ان مین ان کے لیے کیا کیا امور لکھے گئے ہین۔ لیکن ہم اس عہدنامہ سے واقف ہین جو آنحضرت صلعم نے رہبان دیر (کلیسا) قدیسہ یعنی بیت المقدس کے رہبان کا نزینا نامی کو دیا تھا

یہ کلیسا جبل سینا میں واقع تھا اور یہ عہد نامہ زبان ترکی میں ترجمہ کیا ہوا ہے اس لیے کہ اسکی اصل ابتک سلطانی خزانہ میں محفوظ ہے۔ اسلامی شہروں میں اس کلیسا سے متعلق جتنے کلیسا ہیں انمیں جو انطوس پایا جاتا ہے وہ پوری ترکی زبان میں ہوتا ہے انمیں شرعی احکام اور امر ہیں جو خلفائے راشدین اور اُن کے بعد کے بادشاہوں اور سلاطین نے اُسپر وجوباً عمل کرنے کے لیے لکھا ہے اور یہ اسکا ترجمہ ہے:۔

"یہ کتاب (عہد نامہ) ہے جسکو محمد بن عبداللہ (صلعم) بشیر و نذیر (خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے) نے لکھا ہے وہ تمام مخلوق کی اُس دو دیعت کا امین ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں رکھا ہے تاکہ اللہ پر رسولوں کے (بھیجنے کے) بعد کوئی حجت نہ رہے اور اللہ بڑا غالب اور حکیم ہے اس نے یہ عہد نامہ اُن لوگوں کے لیے لکھا ہے جو اُس کے دین پر ہیں اُن تمام اقوام کے مقابلہ میں جو عیسائی مذہب پر ہیں خواہ وہ ممالک مشرق سے لیکر مغرب تک کہیں بھی رہتے ہوں بعید ہوں یا قریب ہوں عربی ہوں یا عجمی ہوں معلوم ہوں یا مجہول ہوں یہ وہ عہد نامہ ہے جس کے ذریعہ سے اُن سے عہد کیا گیا ہے۔ اس عہد نامہ کا جو کوئی خلاف کریگا وہ اُس کے مخالف ہوگا اور جن امور کے کرنے کا اسمیں حکم ہے وہ اُس سے تجاوز کرنے والا سمجھا جائے گا اور یہ بھی جانے گا کہ اُس نے خدا کے عہد میں فساد ڈالا ہے اور یہ کہ وہ خدا کے میثاق (عہد) کی تصدیق نہیں کرتا ہے اور اُس سے وہ عاجزی نہیں کرتا ہے اور یہ کہ وہ اُس کے دین سے استہزار (مذاق) کرتا ہے اور یہ کہ وہ اسکی لعنت کا مستحق ہو صفحہ ۳۲۰
خواہ وہ سلطان ہو یا اور کوئی مسلمان ہو من سے ہو۔ پس جب کوئی راہب یا سیاح پہاڑ پر ہو یا جنگل میں ہو یا ویرانہ میں ہو یا آبادی میں میدان میں ہو یا کسی کنیسہ اور معبد میں ہو پس ہم اُس کے آگے پیچھے ہیں۔ میں بذات خود یا اپنے اعوان و انصار وغیرہ سے اُن کے مضرات کو دور کرنے پر تیار رہوں وہ اور اُن کے مال اور اُن کے گرجے میری حفاظت میں ہیں اس لیے کہ وہ میری رعیت اور میرے اہل ذمہ ہیں۔ میں اُن سے اُن اثقال کو جو اہل عہد اُنپر عائد کرتے ہیں اور جن سے وہ مکدر ہوتے ہیں دور کرونگا اُن کے ذمہ وہی چیز رکھی جائے گی جس کو وہ پسند کریں یعنے ایسا خراج اُنپر رکھا جائے گا جو اُن کو بار نہ ہو اور جس سے وہ مکدر نہ ہوں اور نہ اُن پر جبر و اکراہ ہو۔ اُن میں جو لوگ اُنپر قضات کرتے ہیں۔ وہ اپنے عہدوں سے بدلے نہیں جائینگے اور نہ اُن کے رہبان اپنی رہبانیت کے عہدہ سے ہٹائے جائینگے اور نہ خلوت نشین نقرا (اپنے صومعوں (عبادت خانوں) میں بیٹھنے سے اُٹھائے جائینگے کوئی شخص سیاحوں کا مال و اسباب لینے کا مجاز نہ ہوگا اُن کے کنیسوں کا کوئی حصہ منہدم نہیں کیا جائے گا اور نہ مسلمانوں کے گھروں میں وہاں سے کوئی چیز لاکر داخل کی جائے گی ان اشیاء میں سے اگر کوئی شخص ایک چیز بھی لیگا تو یہ سمجھا جائے گا کہ اُسنے خدا کے عہد میں فساد ڈالا اور واقعی طور پر اُس نے اُسکے رسول کا خلاف کیا۔ اُن کے قضات اور رہبانوں پر کسی قسم کا خراج نہ لگایا جائے۔ اور اُس شخص پر بھی خراج نہ لگایا جائے جو عبادت میں

مشغول ہو۔ اور اُنپر اور کسی قسم کا تاوان یا خراج و ظلم و زیادتی کا محصول نہ لگایا جائے کیونکہ میں اُن کے ذمہ کا محافظ ہوں خواہ وہ خشکی میں ہوں یا تری میں مشرق میں ہوں یا مغرب میں شمال میں ہوں یا جنوب میں خواہ وہ کہیں رہیں مگر وہ میرے ذمہ اور میرے عہد و پیمان کے امن میں ہیں تمام اُن چیزوں سے جو اُن کو ناگوار معلوم ہوں اور نہ اُن لوگوں سے خراج اور عشر لیا جائے جو پہاڑوں میں گوشہ نشین ہو کر عبادت کرتے ہیں اور نہ اُنپر خراج و عشر ہے جو ان مبارک زمینوں میں زراعت کرتے ہیں۔ کوئی شخص اُن کے طریقہ میں شریک نہ ہو اور اُنکی دعوی میں بھی شریک نہ ہو۔ کیونکہ یہ امور اُن کے سوا اور دوسروں کے لیے ہیں اور اُن کو اچھا دے کے زمانہ میں اُن کے کھانے کے لیے ایک ایک پیالہ دیا جائے۔ اور اُن سے یہ نہ کہا جائے کہ یہ بہت ہے اور اُن سے خراج کا مطالبہ نہ کیا جائے۔ اور خراج دینے والوں اور تونگروں اور ارباب تجارت (یعنے تاجروں) سے ایک سال میں ایک شخص سے بھی بارہ درہم سے زیادہ نہ لیے جائیں اور نہ رسیدہ لوگوں پر بھی حد معین سے زیادہ بار نہ ڈالا جائے اُن کو سفر کی تکلیف بھی نہ دی جائے اور جنگ و جدال کا کام بھی اُنپر لازم نہ کر دیا جائے اور ہتھیاروں کے منتقل کرنے پر بھی وہ مجبور نہ کیے جائیں کیونکہ مسلمانوں کو اُن سے جو لڑنا جھگڑنا ہے وہ اچھی وجہ پر ہونا چاہیے جیسی اس آیت میں ہے ولا تجادلوا اہل الکتاب الا بالتی ہی احسن کی اتباع پائی جائے یعنے اہل کتاب سے جو جھگڑو تو خوبی کے ساتھ جھگڑو۔ اسطرح سے تمہاری معیشت رحم آمیز ہوگی اور اُن سے ان امور کو دور کر دو جو اُن کو مکدر کرتے ہیں یا اُنپر بار گزرتے ہیں خواہ وہ اپنی خواہش سے جہاں کہیں رہیں یا کوئی ایک مقام میں فروکش ہوں اور جب کوئی نصرانی عورت مسلمان سے نکاح کرے تو یہ نکاح اُنکی رضامندی سے ہونا چاہیے اور اُنکو نماز کے لیے اپنے کنیسہ کو جانے سے نہ روکنا چاہیے اور اُن کے کنیسوں کی حرمت کی جائے اُنکو اپنے کنیسوں اور اپنے عیدوں کی تعمیر و ترمیم میں ممانعت نہ کی جائے اور وہاں ہتھیار اور تجر نہ لے جانا چاہیے اس لیے کہ تمام مسلمان اُن سے اُن تکلیف دہ امور کے دفع کرنے کے ذمہ دار ہیں۔ کوئی امت (قوم) قیامت تک یا دنیا کی اختتام تک اس عہد نامہ کا خلاف نہ کرے۔ یہ وہ عہد نامہ جسکو محمد بن عبد اللہ نے تمام مذاہب نصاری کے لیے لکھا ہے اور ان شرایط کی جو اسمیں درج ہیں پورا کرنے کی اپنی ذات سے اور اُن سے شرط کی ہے اور وہ لوگ اسپر عمل کرینگے جنہوں نے کہ اسپر اپنے نام اور اپنی گواہیاں لکھی ہیں"۔ اس عہد نامہ کے آخر پر بڑے بڑے صحابہ کرام کی گواہیاں لکھی گئیں جن کے یہ نام ہیں۔

صد ۳۲۱

علی[1] بن ابی طالب رضہ۔ ابو بکر[2] بن قحافہ رضہ۔ عمر[3] بن الخطاب رضہ۔ عثمان[4] بن عفان رضہ۔ ابو الدرداء[5] رضہ۔ ابو ہریرہ[6] رضہ عبد اللہ[7] بن مسعود رضہ۔ عباس[8] بن عبد المطلب رضہ۔ فضل[9] بن عباس رضہ۔ زبیر[10] بن العوام۔ طلحہ[11] بن عبد اللہ رضہ سعید[12] بن معاذ رضہ۔ سعید[13] بن عبادہ رضہ۔ ثابت[14] بن قیس رضہ۔ زید[15] بن ثابت رضہ۔ ابو حنیفہ[16] بن عتبہ رضہ۔ ہاشم[17] بن عتبہ

معظم بن قریش رض۔ حارث بن ثابت رض۔ عبدالعظیم بن حسن رض۔ عبداللہ بن عمرو بن العاص رض۔ عامر بن یاسر رض۔

اس عہدنامہ کو مسجد نبوی مین علی بن ابی طالب رض نے اپنے خط سے تیسری محرم ۴۰ھ مین لکھا۔

بعد اس کے کہ جناب رسالت مآب صلعم کی وفات ہوئی تو بہت سے ایسے امور پیدا ہوگئے جن سے اسلام مین ایک بڑی خرابی اور تھلکہ پڑجاتا اگر امام عبداللہ بن ابی قحافہ یعنے ابوبکر صدیق رض اپنی حکمت آمیز عقل اور شجاعت سے اسکا تدارک نہ کیے ہوتے جنکو اس وقت مین اکثر اہل قریش نے خلافت کے لیئے منتخب کیا تھا۔ ان مہمات مین سے ایک یہ امر بھی تھا کہ مسند خلافت کے لیئے خلیفہ کے انتخاب مین اہل قریش مین بڑا ہی اختلاف رائے ہوا کیونکہ بعض کی یہ رائے تھی کہ اس کے مستحق امام علی بن ابی طالب رض ہین لیکن جن لوگون نے ابوبکر رض کو منتخب کیا اور علی کو خلیفہ بنانا نہین چاہا ان کو اس بات کا خوف اور اندیشہ تھا کہ اگر علی خلیفہ ہونگے تو بنی ہاشم کی شوکت بڑھ جاے گی۔ کیونکہ علی رض اس قبیلہ کے سردار ہین۔ یہ وہ اختلاف تھا کہ جسکی بدولت آخر مین بہت سی بدعتین اور فرقہ اسلام مین قائم ہوے اہل سنت کو اسکا استیصال ممکن نہین ہے سب سے پہلے ابوبکر رض نے یہ کام کیا کہ انہون نے ابوعبیدۃ بن الجراح کو اپنے پاس بلایا اور اس وقت اُن کے پاس عمر بن الخطاب رض بھی موجود تھے اور اُن سے یہ کہا۔

"ای ابوعبیدہ تیری پیشانی کیسی مبارک ہے اور تیرے رخسارون مین خیر و برکت کیسی نمایان ہے اور تو رسول اللہ صلعم کے پاس مکان محفوظ اور محل نیکی مین رہا ہے اور ایک مشہور لڑائی مین پیغمبر صلعم نے تیری نسبت یہ فرمایا ہے ابوعبیدہ اس امت کا امین ہے۔ خدا تیرے طول حیات سے اسلام کو غالب کرے اور تیرے ہاتھون پر اس کے فساد کی اصلاح کرے اور تو ہمیشہ دین کا ملجاء اور مومنین کی روح بنا رہے۔ اور خدا تجھ کو تیرے اہل کار کرے اور تیرے بہایون کے لیئے تجھ کو بمنزلہ رواد (چادر) کے کرے۔ مین نے تجھ کو ایک خاص کام کے لیے بلایا ہے جسکا انجام نہایت پر خوف و خطر ہے اور اسکی بھلائی ظاہر اور معروف ہے اگر اُس کام کا زخم تیرے عمدہ علاج سے مندمل نہ ہو یا اس سانپ کا زہر تیرے منتر سے نہ اُترے تو بڑا خوف واقع ہونے کا اندیشہ ہے اور پھر وہ بڑا سخت ہوجائے گا اور اس کے بعد اس کے دور کرنے مین بڑی مشکلات کا سامنا ہوگا۔ مین خدا سے امید کرتا ہون کہ اس کا انجام اور انتظام تیرے ہاتھ پر کرے۔ پس ای ابوعبیدہ اس کام مین نرمی اور مہربانی سے مدد کر اور خدا اور رسول (صلعم) اور اس جماعت کے لیئے نصیحت پذیر ہو اور آنحالیکہ اس کوشش مین سستی اور درنگ کرنے والا نہ ہو۔ خدا تیرا محافظ اور ناصر اور نگہبان رہے اور اسی سے قوت اور توفیق ہے۔ تو علی رض کے پاس جا اور اُن کے سامنے تو اپنی بازو جھکا دے اور آواز کو پست کردے اور تو یہ بات سمجھ لے کہ وہ ابوطالب کا سلالہ یعنے خلاصہ خاندان ہے اور کل کے روز جسکو ہم نے گم کیا ہے یعنے رسول مقبول صلعم کو وہ اُن کے یادگار اور قائم مقام ہین" اُن سے یہ کہا کہ۔

صد ۳۲۲

دُریا ڈوبانے والا ہے اور بیابان جدا کرنے والا ہے اور جو پانی بودار ہو جاتا ہے وہ متغیر اللون اور کہاری ہوتا ہے اور رات چھپانے والی ہے اور آسمان صاف ہے اور زمین مین نباتات نہین ہین بلندی پر چڑھنا نہایت مشکل اور بلندی سے نیچے آنا بہت سہل ہے اور حق یعنے سچائی نہایت بھرپور ہے اور بطلان بڑی ہی سخت اور بُری چیز ہے اور وہ عداوت پیدا کرتا ہے اور حسد آگ مین جھونکنے والا ہے اور مزدکنایہ نزاع پیدا کرتا ہے اور فتنہ عداوت کی آگ بھڑکانے والا ہے۔ شیطان آدمی کے بائین بازو تکیہ دیا ہوا بیٹھا ہے اور اُسنے اُسکی کمر ہی بازو پر رسّی باندھ دی ہے اور اُس کے اہل وعیال سے اُسکی نقل بھری ہوئی ہے اور اُن مین جدائی اور تفرقہ ڈالنے کا منتظر ہے اور قوم کے لوگون مین عداوت سے چلتا ہے اُسکا یہ فعل خدائے عزوجل اور اُس کے رسول (صلعم) اور اُس کے دین کے عناد سے ہے وہ نہایت بدکار ہے اور بُرائیون کے وسوسے دل مین پیدا کرتا ہے اور غرور کے طرف آمادہ کرتا ہے۔ اور شریرون کی مدد کرتا ہے اور اپنے اولیاء و ہواخواہ اور اطاعت گزارون باطل امور کا القا کرتا ہے اور یہ اُسکی عادت ہے جو ہمارے باپ آدم کے وقت سے ہے اور اُسکی یہ عادت اُس وقت سے ہے جبکہ اللہ تعالی نے زمانہ قدیم مین اُسکو ذلیل کر دیا۔ اُس سے وہی شخص کنارہ کشی کرتا ہے جو حق کی اعانت کرتا ہے اور باطل سے اپنی آنکھ بند کیا ہوا ہے اور سر کو کہنہ لنے والا ہے اور یہ خدا کا اور اُس کے دین کا بڑا ہی سخت دشمن ہے اللہ تعالی پر سچا اور سچا علم یقین وہی شخص کرتا ہے جسمین اُسکی رضا جوئی ہو اور اُس کے غضب سے ڈرتا ہو اس وقت ایسی بات کرنی مفید ہے کہ اُس موقع پر سکوت کرنا ضرر پیدا کرتا ہے اور اُس کا انجام خوفناک ہے۔ سچ ہے کہ تم کو اُس نے راستہ بتلایا اور آگاہ کیا جس نے تمہارے گم شدہ شے کو کھینچ لایا اور اُسنے تیری نابرداری کی جسکی محبت نے تجھ کو زندہ کیا اور اُسنے تیرے ساتھ بھلائی کا ارادہ کیا جس نے تیرے ساتھ رہنے کو پسند کیا پھر یہ کیا واقعہ ہے جسپر تیرے نفس نے تجھ کو آمادہ کیا ہے اور اس سے تیرے دل کا علاج کرنا چاہتا ہے اور جس سے تیری رائے اعراض کرتی ہے۔ اور اُسپر تیری نظر گڑی ہوئی ہے اور تیری سواری اُسپر چلتی ہے اور تو اپنے نفس کو اُسکی طرف پھیرتا اور متوجہ کرتا ہے اور اُس کے ساتھ تو اپنی بلند پروازی کو زیادہ کرتا ہے اور تیری زبان اُس کے اظہار مین رکتی ہے باوجودیکہ وہ فصیح ہے۔ آیا وضاحت کے بعد بھی کوئی تلبیس یعنے مکر و فریب چل سکتا ہے۔ یا خدائے عزوجل کے دین کے سوائے اور کوئی دین بھی ہے یا قرآن نے جو اخلاق بتائے ہین اُس کے سوائے اور کوئی اخلاق بھی ہین یا پیغمبر خدا صلعم کی ہدایت کے علاوہ اور کوئی ہدایت بھی ہے۔ کیا مجھ جیسے شخص کے مقابلہ مین کسیکی فریاد چلسکتی ہے یا میری جانب کسی کا شر اسکتا ہے کیا تیرے سبب سے قضا کے کام بند ہو جائینگے کیا تیرے سبب سے اُسکی آنکھ مین بھی۔ رومی۔ ترکی۔ پارسی اور ہندو گر جاتے ہین۔ پھر بھالون کی کیسی آواز ہے اور یہ زبانی کیا جھگڑا ہے اور تجھ کو یقینی طور پر معلوم ہو ۳۲۳

کہ ہم نے کس طرح سے خدا اور اُس کے رسول کو مانا ہے - اور ہم اپنے وطن سے اور مال سے اور دوستوں سے
علیحدہ جو نکلے ہیں وہ صرف خدا کی طرف ہجرت کرنے اور اُس کے رسول کی مدد کرنے کے ارادہ سے نکلے ہیں -
یہ اُس زمانہ کا ذکر ہے کہ اُس وقت تیرے لڑکپن کا زمانہ تھا اور تجھ کو یہ نہیں معلوم تھا کہ اسکا انجام کیا ہوگا اور تجھ کو یہ
بھی نہیں معلوم تھا کہ یہ کیا کیا جا رہا ہے اور اس سے کیا چیز مقصود ہے اور کس کو مطیع کیا جا رہا ہے سوا اس کے
کہ تو اپنے مقصد پر چلا جا رہا تھا آخر کار تو اُس پر پہونچ گیا اور وہاں تو نے اپنی سواری کھول دی - ہم اس اثنا میں
بڑے بڑے کام کر رہے تھے یعنے وہ ایسے کام تھے کہ اُن سے پہاڑ ہل جاتے - تھے اور ایسے خوف و خطر کو تحمل رہے
تھے کہ اُن کا برداشت کرنا نہایت دشوار تھا ہم اُس کے گہرے پانی میں غوص کر رہے تھے اور اُسکے موجوں پر
سوار تھے اور تلخ گھونٹ پیتے تھے اور تیز رو گھوڑوں پر سوار تھے اور اُس سے پانی لیکر پیتے تھے اور ہم اُسکی
بنیاد کو مضبوط کر رہے تھے اور بڑے بڑے لوگوں کو ہزیمت دے رہے تھے - اس امر کو آنکھیں حسد سے
دیکھ رہی تھیں اور لوگوں کی ناکیں مکر و فریب سے دب جاتی تھیں اور سینوں میں غیظ و غضب کی آگ بھڑک رہی
ہے اور گردنیں فخر سے بلند ہو رہی تھیں اور منہ مکر و حیلہ سے جھگڑا کرتے تھے اور زمین خوف سے ہل رہی تھی ۳۲۴
ہم شام کو صبح کا اور صبح کو شام کا انتظار نہیں کرتے تھے - ہم کسی کام کے دریا میں نہیں کود تے تھے مگر
اُس سے قبل ہم موت کو حاضر سمجھ لیتے تھے اور کسی چیز کی طرف نہیں پہونچتے تھے مگر بعد اس کے کہ اُسکے
غم و اندوہ کو اپنے پر اُٹھانے اور رہتے تھے کوئی ندا دینے کے لیئے نہیں کھڑا ہوتا تھا جبتک کہ وہ حیات سے
مایوس نہیں ہو جاتا تھا - ان سب کاموں میں ہم نے رسول صلعم پر اپنے - ماں - مامون - چچا - مال و اسباب
خواہ وہ زیادہ ہو یا کم اور کپڑے لتے اور اپنی جوانی کو فدا کرتے تھے اور ہمارا یہ فدا کرنا بطیب خاطر اور آنکھوں
کی ٹھنڈک اور فراخدستی اور مضبوط ارادہ اور صحت عقل اور روے خندان اور تیز زبانی کے ساتھ تھا
اور یہ سب مخفی رازوں کے ظاہر کرنے کے لیئے تھا - ان امور سے تو غافل تھا - اگر تو اُس وقت کم سن
نہ ہوتا تو ان امور سے انکار نہ کرتا - بھلا یہ کیونکر ہو سکتا ہے تیرا دل تو بہت تیز اور بزرگ ہے اور تیرا کام مشہور
و معروف ہے اور تیری حالت نہایت بہجت و سرور کی ہے اور تیری نسبت جو قول ہے وہ مشہور ہے اسوقت
خدا نے تجھ کو پہونچا دیا اور تیری مراد کو تیرے روبرو کر دیا - میں جس علم اور واقفیت سے کہتا ہوں تو
اُسکو نہیں سنتا تو اپنے زمانہ اور عقل کی اپنے اندرونی حال کے لحاظ سے مخالفت کر اور اپنے ارادہ کو
اُسکی طرف متوجہ کر تو اپنی تجسس اور ترش روئی کو چھوڑ دے کون ہے کہ تیرے لیے یہ نہیں چاہتا جبکہ تو
اُسکی طرف چلنا چاہتا ہے اور جب تجھ کو کوئی چیز دیجاتی ہے تو کوئی اُسکا مانع نہیں ہوتا ہے اور اس کام
کی تو ابھی ابتدائی حالت ہے اور نفوس کو اسمیں وہ امور پیش آنے والے ہیں جنکی برائیوں کی وہ برداشت

نہیں کرسکیں گے۔ تو تو اس امت کی اصل ہے پس تجھ کو چاہیئے کہ اسمیں زیادہ جھگڑا نہ کرے اور تو اس امت کی تیغ بران ہے پس تجھکو اسمیں ٹیڑھا نہ ہونا چاہیئے اور تو اس امت کا آب شیرین ہے پس تو کہاری پانی نہ ہو پھا قسم ہی اللہ کی کہ میں نے اس امر کی نسبت رسول اللہ صلعم سے دریافت کیا ہے مجھ سے آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا کہ ای ابوبکر یہ عہدہ اُس شخص کے لیئے سزاوار ہے جو اُس سے اعراض کرتا ہے نہ اُس شخص کے لیئے جو اُسکی رغبت کرتا ہے اور اُسمیں مزاحمت کرتا ہے اور یہ اُس شخص کے لیے ہے جو اُس سے بھاگتا اور اُس سے منقلب ہوتا ہے نہ اُس شخص کے لیئے جو اُس کے لیئے تیاریاں کرتا ہے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا حق ہے نہ اُس شخص کا جو یہ کہتا ہے کہ وہ میرا حق ہے۔ قسم ہے اللہ کی کہ رسول اللہ صلعم نے مجھ سے آل صہر کی نسبت[1] مشورہ کیا قریش کے چند نوجوانوں کا نام بھی آپ کو یاد دلایا گیا میں نے آپ سے کہا کہ علی کا آپ کو خیال نہیں ہے تو حضرت نے فرمایا کہ میں فاطمہ رض کے نوجوان یعنے شوہر کو جس کے شباب کا زمانہ ہے اور جو کم سن ہے اسکا دینا پسند نہیں کرتا میں نے آپ سے کہا کہ جب آپکا ہاتھ کفایت کریگا اور آپ کی آنکھ اُسکی رعایت کریگی تو اُن دونوں پر برکت اُترے گی اور اُنکی نعمت پوری ہوگی اس کے علاوہ میں نے تیری طرف سے اور بہت سی باتیں کہیں اور تیری طرف میں نے اُنکو رغبت دلائی کیونکہ مجھ کو اسمیں تیری کوئی برائی اور بھلائی نظر نہیں آئی۔ پس مجھ کو جو کچھ کہنا تھا وہ میں نے کہہ دیا۔ لیکن مجھ کو تیری سوا اور کی طرف رغبت پائی گئی اُس وقت میں نے تیرے لیئے بہت بھلائی کی یہ نسبت اس کے کہ تو اب اس وقت میرے ساتھ کرنا چاہتا ہے۔ اگر رسول اللہ صلعم نے تو گو کہ تجھ سے اعراض کیا ہے مگر تیرے سوا اوروں کی طرف کنایہ سے کہا اور اگر تیری نسبت کچھ کہا بھی ہے تو اوروں کے ذکر سے ہی آپ نے سکوت نہیں فرمایا۔ اگر اس پر بھی تیرے دل میں کوئی بات کھٹکتی ہے تو آؤ اور دیکھو کہ اسکا حکم (پیچ) مرض (موت) ہے اور ابھی بات تو نہیں جاتی ہے اور جس بات کی ہر ایک شخص اطاعت کرتا ہے۔۔۔۔[2] اور تحقیق یہ بات ہے کہ رسول اللہ صلعم جو اللہ تعالے کے پاس گئے ہیں تو اس قوم سے راضی رہکر گئے اور اسپر خوش رہے یہانتک کہ آپ اُس چیز سے خوش ہوتے تھے جو اس قوم کو خوش کرتی تھی اور اس سے جو کوئی برائی اور مکر و حیلہ کرتا تھا آپ اُس کے ساتھ بھی ویسا ہی برتاؤ کرتے تھے اور اُس سے راضی رہتے تھے جس سے یہ قوم راضی رہتی تھی اور اُس سے غضبناک ہوتے تھے جو اس قوم کو غضبناک کرتا تھا۔ کیا تجھ کو یہ نہیں معلوم ہے کہ آپ ہر ایک سے جو آپ کے اصحاب سے تھے یا شریک تھے

---

[1] صہر کا لفظ داماد اور سسرال دونوں کی نسبت استعمال پایا ہے لیکن اس مقام پر داماد کی آل سے مراد ہے یعنی داماد کا خاندان۔ مترجم

[2] اصل نسخہ میں اس مقام پر کچھ الفاظ رہ گئے ہیں مولف نے بھی ایک دو لفظوں کی جگہ چھوڑ دی ہے۔ مترجم

یا قرابت دار تھے یا مخالف تھے سب کے ساتھ آپ عمدہ اخلاق سے برتاؤ کرتے تھے اور انکو جلالت اور کرامت سے مخصوص اور ممتاز کرتے تھے۔ اگر اسپر بھی قوم آپ سے مخالف ہو جاتی تو آپ کے نزدیک اُس کے لیے سیاست تھی اور ضمانت تھی اور اُس کے لیے آپ کے پاس تعزیر بھی تھی اور توت بھی تھی۔ کیا تیرا یہ خیال ہے کہ آنحضرت صلعم اس امت کو بیکار اور معیوب اور سست اور ظالم اور جاہل اور بیہودگی میں چھوڑ گئے ہیں کیا یہ خیال ہے کہ باطل کا مومنین مبتلا اور حق سے بے نصیب چھوڑ گئے ہیں۔ کیا کوئی اسکا رہنما اور اسکی دیوار اور اسکا پلانے کیلانے والا اور بچانیوالا اور ہادی اور ہانکنے والا نہیں ہے ایسا تو کبھی نہیں ہوگا آپ نے پروردگار کی رحمت اور خوشنودی میں جانیکا اُس وقت تک ارادہ نہیں کیا جب تک کہ آپ نے ان درندوں کی جماعت کو مار کر درست نہیں کیا اور جبتک کہ ہدایت کو واضح نہیں کیا اور زہلاک اور نجس مقامات کو امون اور پاک وصاف نہیں کیا اور بعد اس کے کہ شرک کی تالو کو اللہ کے حکم سے تباہ کیا اور محض خدا کے لیے نفاق کے منہ کو پہاڑ دیا اور اللہ کی ذات کی محبت میں فتنہ کی ناک کو کاٹ دیا اور شیطان کے منہ میں پھوک دیا۔ ان سب امور کے بعد اب میں یہ کہتا ہوں کہ یہ انصار اور مہاجرین کی قوم کے لوگ تیرے نزدیک موجود ہیں اور وہ سب ایک ہی گھر میں اور اسی مقام پر حاضر ہیں اگر وہ تیرے ساتھ اتفاق کریں اور مجھ کو تیرا اشارہ کریں تو میں اپنا ہاتھ تیرے ہاتھ میں رکھتا ہوں یعنے میں تجھ سے بیعت کرتا ہوں اور اُن سب کی رائے کے ساتھ اتفاق کرتا ہوں اور اگر اس کے خلاف اُنکی رائے قائم ہو تو سب مسلمان جسکو اختیار کریں تو بھی اُسی کو اختیار کرو اور مسلمانوں کے مصالح میں مدد گار ہو جاؤ اور اُنکی پسندیدہ امور کو کھول دے اور اُن کے گمراہوں کو راستہ بتاؤ اور گمراہوں کو دھمکاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ اچھے کاموں میں مدد کرنے کا حکم کرتا ہے اور ہم کو چھوڑ دے کہ ہم اس دنیا کی زندگی کو صاف دلوں سے بسر کریں اور اللہ تعالیٰ سو صاف دلوں سے جاکر ملیں۔ اس کے بعد خیال کرنا چاہیئے کہ سب لوگ عام اور برابر ہیں اُن کے ساتھ رفق و ملاطفت کر اس میں ہماری کوئی خصوصیت نہیں ہے اور حسد کے درخت کو کٹا ہوا چھوڑ دے اور شر و فساد کے پرند کو اڑنے نہ دے اور فتنہ کے دروازہ کو بند رہنے دے اور قال قیل اور ملامت کو چھوڑ دے اور خدائے عزوجل ہماری گفتگو پر گواہ ہے اور ہمارے حالات اور افعال کو دیکھتا ہے۔

ابو عبیدہ کا بیان ہے کہ جب میں جانے کے لیے کھڑا ہوا تو میرے سر دار عمر رضہ نے فرمایا کہ دروازہ کے پاس تھوڑی دیر ٹھیر جا مجھے تجھ سے کچھ باتیں کرنی ہیں میں کھڑا ہو گیا مجھ کو یہ نہیں معلوم تھا کہ میرے بعد کیا ہوگا یہاں تک کہ وہ اکر مجھ سے مل گئے اور انکا منہ خوشی سے چمک رہا تھا انہوں نے یہ کہا کہ علی سے یہ کہنا۔

صـ ۳۲۶

کہ وفا بردباری کا نام ہے اور لجاجت خراب کرنے والی ہے اور خواہش خاموش کرانی والی چیز ہے ہم میں سے ہر ایک کا مرتبہ اور عزت معلوم ہی ہے خواہ کوئی حق عام ہو یا تقسیم شدہ ہو اور کوئی بنیاد ظاہر ہو

یا چاہیے ہوئی ہو۔ بڑا عقل مند وہ ہے کہ بہاگنے والون کو تالیف قلوب سے پکڑے اور دور والے کو مہربانی سے نزدیک کرے۔ اور ہر ایک کام کو اپنی میزان عقل سے تولے اور اپنی ظاہری حالت کو مخلوط نہ کردے اور ایک بالشت بھر بھی سستی نہ کرے اور اپنی معرفت کو منکر شئے کے اختلاط سے حیرت و استعجاب مین نہ ڈالے اُس علم مین جو جہل مین بندہا ہوا ہو کوئی بھلائی نہیں ہے۔ کیا ہم سرے پانون ندبوح اونٹ کے چمڑے کی طرح نہین ہین ہر ایک مفسد اور تباہ ہونے والا آدمی اپنی ہی آگ سے جل جاتا ہے اور ہر ایک سیل اپنی مقام قرار پر ہی ٹھیر جاتی ہے ابتک اس جماعت کا سکوت کسی کو تاہی اور کم گوئی کے سبب سے نہین تھا آجکے دن کی گفتگو ہے وہ اس کام کے بست و کشاد کی غرض سے ہے۔ اللہ تعالی محمد صلعم کے طفیل سے ہر متکبر کی ناک کو کاٹ دیا اور ہر ایک ظالم کی پیٹھ کو توڑ دیا اور ہر جھوٹے کی زبان کو کاٹ دیا۔ حق بات کے ظاہر ہونے پر پھر (باطل کی رغبت کرنا) کیا گمراہی نہین ہے تیری پیشانی پر یہ تکبر کی کیا علامت ہے اور تیری کپکپاتی آواز مین رنج کا اظہار کیا ہے یہ کس قسم کا کیڑا ہے جو تیرے غضروف[1] کو کہا گیا اور یہ کس قسم کا پردہ ہے جو تیری نظر کو بند کر دیا اور خبر کو چھپانا اور پانون سے ٹھادینا یہ کیسے افعال ہین یہ تو تنگ دلی اور کم ہمتی پر دلالت کرتے ہین تو نے چیتے کی پوست جو پہنا ہے اسکا کیا سبب ہے اور اُس پر دشمنی اور انکار کو لپیٹ لیا ہے سب سے زیادہ یہ بات ہے کہ تو خارپشت کی چال چلتا ہے پس اس کے متعلق یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اسکو چادر اڑھانے کی ضرورت نہین ہے یعنے اسکو چادر اوڑھنے کی تعلیم غیر ضروری ہے۔ اور صلعاء (جس کے سر کے سامنے کے بال نہون) کو قدر حال کا (وہ زیور جو سر کے سامنے رہتے ہین) اگر بالون کے نہ ہونے کے عیب کو دور کرے) محتاج ہے۔ اور فرعاء (جس کے سر کے پورے بال ہون) کس قدر قال یعنے باتین بنانے کا محتاج ہے۔ رسول اللہ صلعم نے انتقال فرمایا اور یہ امر محال خود رہا یعنے حمل نہین ہوا تیری نسبت کوئی قول نہین آیا اور نہ تیری نسبت قرآن نازل ہوا اور نہ تیری شان مین کوئی یقینی حکم ہے ہم کسری کی کسر و تیہ (سلطنت) مین نہین ہین اور نہ قیصر کی قصر تیہ مین اور نہ ہم مثل اہل فارس اور ابناء اصفر کے ہین یعنے زرد رنگ والون کے نہین ہین اس قوم کے لوگون کو خدا نے ہماری تلوارون کے دانہ اور ہمارے بھالون کا تعویذ اور ہماری تیر اندازی کا نشانہ بنایا ہے۔ اور ہماری زور دار سلطنت کا مطیع بنایا ہے۔ ہم لوگ نور نبوت اور ضیاء رسالت اور ثمرہ حکمت مین ہین اور رحمت مین گھرے ہوئے اور نعمت کے عنوان اور سایہ عصمت اور امت مہدیہ یعنے ہدایت یافتہ مین صدق اور صداقت سے ہین بست و کشادگی سے مامون ہین۔ خدائے عزوجل کی عنایت سے ہمارا دل بے پروا اور ساعد قوی اور ہاتھ مددگار اور چشم بینا ہے۔ کیا تیرا یہ خیال ہے

۲۷

[1] غضروف نرم ہڈی کو کہتے ہین یعنی کرگری کی ہڈی۔ مترجم

کہ ابو بکر الصدیق نے اس کام مین جو قدم رکھا ہے کیا وہ اس امت کو پریشان کرنے اور اُسکو دھوکہ دینے اور اُسپر قبضہ پانے اور تسلط کے لیے کیا ہے کیا تیرا یہ خیال ہے کہ اُنہون نے اُنکی عقلون کو چھین لیا ہے اور اُنکی بینائی کو پھیر دیا ہے اور اُنکی رسیون کو کھول دیا ہے اور اُن کے سینون (دلون) سے حمیت کو نکال دیا ہے یا اُن کے جگر سے بندش کو توڑ دیا ہے اور اُن کے دُول کی رسی کو توڑ دیا ہے اور اُن کے پانی کو بہا دیا ہے اور اُنکو ہدایتون سے گمراہ کر دیا ہے اور اُن کو برے کامون کی طرف ہانکا ہے یا اُن کے دنون کو زرات کر دیا ہے اور
ص ۳۲۸ اُنکی تولی ہوئی چیزون کو بغیر کسی حساب کے پیمانون سے ناپ دیا ہے اور کیا اُنکی بیداری کی حالت اُونگھنے والے کی حالت ہے کیا اُنکی اصلاح مین فساد ہے اور اگر یہ حالت جو بیان کی گئی ہے سچ ہے تو اُن کا جادو ظاہر ہے اور اُنکا مکر بڑا پکا ہے۔ دیکھو مین قسم سے کہتا ہون کہ تم ابو بکر رضہ کے مقابلہ پر کس گھوڑے پر سوار ہوا اور کس پانون کے بل پر اور کون سے بھالے اور بھالے کے پھل اور کس قوت کے برتے پر اور کس سرمایہ اور تیاری کی بنا پر اور کس ہاتھ اور کس سختی اور کس قبیلہ کے بہروسہ پر اور کس زرہ اور قدرت پر تم اُن سے مقابلہ کر سکتے ہو کیونکہ وہ تم مین نہایت رفیع المرتبت رہے ہین۔ قسم ہے اللہ کی اُنہون نے دنیا مین فراخ عیشی سے بسر کی ہے تو تم کو بھی اُسکی محبت پیدا ہوئی ہے اور اُنہون نے دنیا کو تھیر جانا اس واسطے وہ اُن سے لپٹی ہی اور وہ اُس سے بھاگتے ہین تو وہ اُن کا پیچھا کرتی ہے۔ اُنہون نے دنیا سے کنارہ کشی کی تو وہ اُن سے زانو ملا کر ہم جلیس ہوتی ہے۔ خدا اُن کو اُنکی مراد پر پہونچائے خدا اُن کو اپنی نعمتون کا خوب صورت لباس پہنائے اُن کا ہاتھ ایسا ہے کہ اُسکا شکر واجب ہے۔ اس امت پر خدا اُنکی برکت سے اپنی نظر رحمت مبذول رکھے۔ رسول اللہ صلعم کے زمانہ مین بھی اُنکی یہی حالت تھی مگر وہ ان دنیاوی امور کی طرف کچھ بھی توجہ نہین کرتے تھے اور اُسکی کچھ بھی حفاظت اور پرواہ نہین کرتے تھے اللہ تعالی اپنی مخلوق کے حالات کو خوب جانتا ہی اور اپنے بندون پر بڑا ہی مہربان ہے اور خدا اپنے بندون کے لیے جو بات اچھی ہوتی ہے اختیار کرتا ہے بیت نبوت اور معدن رسالت اور مخزن حکمت سے تمہارا تعلق جیسا کہ ہے اُن کو اس سے انکار نہین ہے اور خدا نے تم کو جو حق عطا کیا ہے اُن کو اُس سے بھی انکار نہین ہے[1]۔ لیکن وہ جو تمہارے مزاحم ہین تو وہ تم سے زبردست ہین اور تمہارے قرب سے اُن کا قرب اعلی ہے اور وہ سن مین بھی تم سے زیادہ ہین اور اُنکی وجاہت سن وسال کے لحاظ سے تم سے بڑھ کر ہے وہ زمانہ جاہلیت مین بھی سردار رہے ہین اور زمانہ اسلام و شریعت مین بھی اُنہون نے اسمین حصہ لیا ہے۔ اُن کے اکثر ایسے مواقع اور حالات ہین کہ اُنہین تمہارے پاس

---

[1] اس مقام پر اصل مین کچھ عبارت چھوٹی ہوئی ہے۔ مترجم

نہ کوئی اونٹ ہوگا اور نہ اونٹنی۔ وہاں تمہارے نام کو بھی کوئی نہ جانتا ہوگا اور نیز اس موقع پر تم سے ایک ہاتھ یا ایک انگلی کی برابر بھی کوئی چیز بن نہیں ہو سکتی ہوگی چہ جائے کہ اونٹ اور اونٹ کا بچہ تمہارے پاس رہے پس اگر تم اپنی زیادہ گوئی پر جو تم اپنے معاونوں کے بھروسہ پر کرتے ہو غور کرو تو تم کو ہماری نرم بات پر اعتماد ہوگا کیونکہ ہماری بات کچھ بعید القیاس نہیں ہے اور اس کو تم سن لو اور اس پر تم کچھ جھگڑا نہ کرو۔ اگر تم اس میں کچھ خلاف حرکت کروگے تو پچھتاؤ گے اور پھر سب باتیں اگلی پچھلی بھلا دی جائینگی اور اگر یہ بات معلوم ہو جائے گی جو کہ ہمارے منشا کے خلاف ہے تو تم نے اپنی بعض حاجتوں کے جاری کرنے میں بعض دوستوں کو اپنا جو معاون خیال کیا ہے وہ تمہارے لیے موجب ضرر رہے گا۔ لیکن ابوبکر صدیق رضؓ کی محبت رسول اللہ صلعم کے دل میں ہمیشہ رہی ہے اور ان کے ساتھ حضرت رسول خدا صلعم جیسا عمدہ برتاؤ کرتے تھے وہ ظاہر ہے اور اس سے تمام صحابہ خواہ وہ مہاجرین یا انصار سب اچھی طرح سے واقف ہیں اور انکی شہرت ایسی ہے کہ اس پر کسی دلیل کی حاجت نہیں۔ اور میں قسمیہ کہتا ہوں کہ تم رسول اللہ صلعم سے بلحاظ قرابت کے اقرب ہو مگر ابوبکر صدیق رضؓ قربت میں تم سے زیادہ ہیں اور ظاہر ہے کہ قرابت تو صرف گوشت اور خون میں ہوتی ہے اور قربت روحی امر ہے اور اس فرق سے تمام مومنین واقف ہیں اور اسی وجہ سے ان مسلمانوں نے اتفاق بھی کیا ہے۔ اب بھی اگر تمہارے دل میں کچھ شک ہے تو اس شک کو دور کر دو کیونکہ جماعت پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ اور اسکی خوشنودی ہے۔ پس تم کو وہ کام کرنا چاہیے جو تمہارے لیے آج کے دن بہتر اور کل کے لیے نافع ہے اور تم اپنے منہ سے اس چیز کو تھوک کر نکال دو جو حلق میں لپٹ گئی ہے اور اپنے دلی حسد کو بھی دور کر دو اگر عہد میں طولانی اور وقت میں کشادگی میسر ہو تو ہم سب لوگ خوش دلی سے کہا مینگے اور پھر بینگے یہ اس وقت ہو سکتا ہے جبکہ تمہارے قول کا کوئی رد کرنے والا نہ ہو مگر تمہارے ہی طرف داروں سے کوئی اس بات کو رد کرے تو کرے اور کوئی تمہارے اتباع سے منکر نہ ہوگا مگر وہ شخص منکر ہو سکتا ہے جبکو تمہارے ساتھ طمع ہو۔ اور ایسے لوگ تمہارا مال و اسباب لوٹنے والے ہیں اور تمہارے آئندہ برآنے والی امیدوں کو برباد کرنے والے ہیں اور وہ بظاہر تمہاری ہدایت پر چلنے والے ہیں۔ ایسے موقع پر تو بڑی عمر والے بھی ندامت اٹھائینگے اور وہ جو پانی پینگے تو خون سے ملا ہوا ہوگا اس وقت تو تم اپنی گزشتہ عمر پر رنج کرتے ہوگے اور اپنی قوم کے مرے ہوئے لوگوں پر بھی تم افسوس کرتے ہوگے۔ تم یہ خیال کرتے ہوگے کہ تم کو وہ جام پلایا جائے جس کے تم طالب ہوا اور تم چاہتے ہوگے کہ اپنا وہ حال ہو جائے جو تم کو پہلے حاصل تھا قسم ہے اللہ کی تمہارے اور ہمارے درمیان میں وہ امر ہونیوالا ہے

ص ۳۲۹

لہ اس مقام پر بھی اصل متن کچھ عبارت چھوڑی گئی ہے۔ مترجم

جسکو تم اور ہم دیکھ ہی لینگے اور جس انجام کی کہ امید کیجاتی ہے وہ آشکارہ ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ مالک اور حمید ہے اور بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے۔

ابو عبیدہ کہتے ہین کہ مین اپنا لباس پھینکر بھرصورت گیا کیونکہ میرے پانون اس موقع پر نہین اُٹھتے تھے اور چونکہ مجھکو امت کے حال پر شفقت تھی روانہ ہوا۔ جب علی رضہ کے پاس خلوت مین جاکر ملا اور سب واقعہ بیان کیا اور اُن سے نرمی کا برتاو کیا اور جب انہون نے اسکو سنا تو اُن کو جوش آگیا اور انہون نے کہا۔

اونٹ کی گردن سے بند کھل گیا اور کام فیصلہ ہو گیا مگر اس کہنے سے نفس کی آراستگی نہ ہوئی اور یہ امر ٹھوکر کھانے والے کی بہ نسبت زیادہ قریب ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ صفحہ ۳۳۰

احدی لیالیک لیست بھیمی ہیمی لاتغمی اللیلۃ بالتعریس[1]

ہان ای ابو عبیدہ کیا یہ سب لوگ بہری قوم مین اُنکی رغبت کرتے ہین اور اُنکی اطاعت کرتے ہین۔ ابو عبیدہ نے کہا اس امر مین مین تم کو کوئی جواب نہین دے سکتا ہون مین صرف دین کا حق ادا کرنے والا ہون اور مین مسلمانون کی خیر خواہی کی نظر سے اسلام کی حالت درست کرنے کا ارادہ رکھتا ہون۔ خدا جانتا ہے کہ یہ امر مجھے نہایت ناگوار معلوم ہو رہا ہے اور میری روح اس سے تلخ ہے۔

حضرت علی رضہ نے کہا بخدا میرا گھر مین بیٹھنا خلافت کی نظر سے نہین تھا اور نہ امر معروف کے انکار سے تھا اور نہ کسی مسلمان کے ساتھ اختلاف کی نظر سے تھا بلکہ میرا گھر مین بیٹھنا اس نظر سے تھا کہ جب سے رسول اللہ صلعم سے فراق ہوا تو مجھے آپ کے فقدان کا رنج تھا اس روز سے مین باہر نہین نکلا اگر کبھی نکلا بھی ہون تو میرا غم تازہ ہو گیا ہے اور میرے غم کے خیالات بڑھ گئے ہین اور تحقیق کہ آپ سے ملنے کا شوق غیر چیز پر طمع کرنے سے بہت اچھا اور کافی ہے مین نے اللہ تعالیٰ سے ایک اقرار کیا تھا اُسی کے لحاظ سے مین معتکف تھا مین دیکھ رہا تھا کہ خدا کیا کرتا ہے اسمین مجھکو خلوص نیت سے ثواب کی امید تھی کیونکہ جو شخص نیت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے علم اور ارادہ پر پورا اعتماد کرتا ہے تب اسکو ثواب ملتا ہے۔ کسی واقعہ پر مین نے غلبہ نہین کیا اور نہ مین نے اُس حق کو اُٹھا دیا جو کہ جاری ہو گیا اور میرے سبب سے جنگل بہر گیا اور لوگ جمع ہو گئے جس کام مین کہ کسی مسلمان کو بُرائی پہونچے خدا کرے کہ وہ اچھا نہ ہو اگر پہلے عہد و مواثیق نہ ہوتے تو ہو سکتا تھا اور اُس وقت مین اپنے حصہ کو

---

[1] ترجمہ۔ تیری راتون مین سے ایک رات ہیمی ہیمی ہے۔ صبح کو سفر مین فرد گشی ہونے کو اچھا نہین جانتا اس شعر مین ہیمی ہیمی جو کلمہ واقع ہوئے ہین وہ ایک ضرب المثل ہے یہ اُس وقت کہتے ہین جب کسی پر کوئی ناگہانی بلا آجائے اور وہ اُس کے ٹالنے مین دوسرے کا محتاج ہو۔ مترجم

اپنی چھوٹی انگلی سے روک دیتا اور اس دریا میں میں اپنے سر اور بالوں سے کود پڑتا لیکن میں ایسا شخص ہوں کہ میں خدائے عزوجل سے ملنے کا اور اس کے وعدہ کا منتظر ہوں۔ اب میں تمہاری جماعت میں ملنے والا ہوں اور تمہارے صاحب سے بیعت کرنے والا ہوں اور مجھکو جو امید ہے میں اس پر صبر کرنیوالا ہوں تاکہ اللہ کو جو منظور ہو وہ کرے اور اللہ تو ہر چیز کو دیکھتا بھالتا ہے۔

ابو عبیدہ کہتے ہیں کہ میں ابوبکر صدیق رضہ کے پاس گیا اور ان سے سب قصہ بیان کیا اور اس ملاقات کا پورا تذکرہ کیا جو کچھ کہ انمیں تلخ اور شیریں تھا۔ اور علی رضہ کا مسجد کو جانا بھی کہدیا۔ ص۳۳۱

پس جب دوسرے دن صبح ہوئی تو حضرت علی رضہ صفین جیرتے ہوئے ابوبکر صدیق رضہ کے پاس آئے اور ان سے بیعت کی اور انکی تعریف کی۔ اس کے بعد واپس جانے کی اجازت طلب کی اور اٹھ کھڑے ہوئے۔ عمر رضہ نے تعظیماً ان کی مشایعت کی اور آثنا مشایعت میں حضرت علی رضہ نے ان سے کہا کہ میں تمہارے رفیق اور صاحب سے کراہت کی نظر سے بیٹھا نہیں رہا اور میں جو نہیں آیا تو کسی جدائی کے خیال سے نہیں اور میں جو کہتا ہوں وہ بیجا جوئی سے نہیں کہتا ہوں اور میں اپنے مقصود کو خوب جانتا ہوں اور اپنے دل کی بات کو اچھی طرح جانتا ہوں اور میری کمان کے نکلنے کے موقع کو بھی خوب پہچانتا ہوں اور اپنے تیر کے نشانہ کو بھی اچھی طرح دیکھتا ہوں۔ میں اپنے گھر پلے پر بہت خوش ہوا خدا پر وثیقہ کرکے کیونکہ یہ ہو شیاری دنیا اور آخرت میں اچھی ہے۔

عمر رضہ نے ان سے کہا تم اپنے ارادہ کو باز رکھو اور اپنے طریقہ کو ٹھہرا دو اور اپنی دستی انگوٹھی کو معہ پوست کے پھینک دو اور اپنے دوال کو رسی سمیت چھوڑ دو کیونکہ ہم بہ طرف سے اسکے گھیرے ہوئے ہیں اگر ہم نیزہ بازی کرینگے تو آگ لگا دینگے اور پلانا چاہینگے تو سیراب کرینگے اور اگر زخمی کرینگے تو زخموں کو مندمل بھی کرینگے اور اگر ہم نصیحت کرینگے تو اچھی طرح سے کرینگے۔ میں نے تمہاری باتیں سنی ہیں جن سے تمہارا حزن و ملال ظاہر ہوتا ہے اگر میں چاہوں تو تمہارے بالوں کا ایسا جواب دونگا کہ جسکو تم سنوگے تو تادم ہو جاؤ گے تم نے یہ جو کہا کہ میرا گھر میں بیٹھ رہنا صرف رسول اللہ صلعم کے حکم اور فرض ہونے کی وجہ سے تھا سو جواب یہ ہے کہ کیا رسول اللہ صلعم کا حکم تمہیں کو ہوا ہے نہیں آپ کی جماعت کا حکم اس سے بہت زیادہ ہے۔ آپ کا حکم کا تابع ہونا چاہیے کہ کوئی ایسی بات نہ کی جائے جس سے جماعت پریشان اور متفرق ہو جائے اور کوئی ایسی بات ظاہر نہ ہونے پائے کہ اسمیں شیطان کا دخل ہو سکے یہ سب عرب ہمارے اطراف میں ہیں اگر ہم ان کو آج چھوڑ دینگے تو شام تک یہ ہمارے اختیار سے نکل جائینگے اور تم نے یہ جو کہا کہ بیعت غیری کے آثار ظاہر ہونے کا شوق کافی ہو سکتا جواب یہ ہے کہ آپکے دین کی مدد سے زیادہ اور کونسا شوق عمدہ ہے اور اس سے زیادہ کون بات بہتر ہے کہ

اولیا اللہ کی معاونت کی جائے اور تم نے یہ جو کہا کہ میں نے خدا کے ساتھ جو عہد کیا تھا اُس کے پورا کرنے میں معتکف تھا تو اسکا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کو نصیحت کرنے اور خلق خدا پر مہربانی کرنے اور اُن کو مذلت سے بچانے اور سیدھی راستہ پر چلنے کی صلاح دینے سے بڑھکر کونسا عہد ہے۔ اور آپ نے یہ جو کہا کہ مجھ پر غلبہ واقع ہوا اور امر حق میری طرف بانگا گیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ کونسا غلبہ تم پر واقع ہوا اور تمہارا کیا حق ہے جسکی تمہارے لیے تمہید کی جائے تم جانتے ہو کہ انصار نے تم سے کل کے دن ظاہر و باطن میں کیا کہا ابتک کسی امر میں انقلاب نہیں ہوا ہے کسی نے تمہاری طرف اشارہ تک نہیں کیا اور نہ کسی کی رضامندی پائی گئی ان مہاجرین میں سے کسی نے اپنی زبان سے نہیں کہا کہ اس کام کے لیئے فلاں شخص موزون ہے۔ کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ تمہارے سبب سے لوگ گمراہ ہوگئے اور انہوں نے پہر کفر کو اختیار کیا اور کیا انہوں نے خدا سے اور اُس کے رسول سے جو بیعت کی وہ تمہارے سبب سے تھی۔ بخدا ایسا کہا جانا ٹھیک نہیں ہے کہ میں نے وحی کے انتظار میں ایک سوئی اختیار کی۔ یہ وہ امر ہے کہ اسکو خدا نے آنحضرت صلعم کے بعد طے کر دیا یعنے بند کر دیا یہ کام ایک ایسی گرہ سے بندھا ہوا تھا جو کہ کل حکمتی ہے یا بانس کی لکڑی کے جھکاؤں سے بندھا ہوا تھا۔ دیکھو دیری کرنا یعنے ترک عجلت مناسب نہیں اور ابتک درخت پر برگ و بار ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حمد کے بعد گونگا پن باقی نہیں رہا اور تم میں فصاحت آگئی ہے ضعیفی باقی نہیں رہی اور یہ سچ ہے کہ تم بہت صحیح و سالم ہو تم میں نادانی باقی نہیں رہی بیشک تم رشد صاحب فطنت ہو اور تم میں کوئی شوکت نہیں ہے اور تم نے سب امور کو اچھی طرح سے خالص کر دیا۔ تمہارا یہ کلام بہت تعجب انگیز معلوم ہوتا ہے جو تم نے یہ کہا کہ اگر پہلے سے یہ بات نہ کہی جاتی تو میں اپنے غصہ کو فرو کرتا تو اس کا یہ جواب ہے کہ کسی دیندار کے لحاظ سے کیا دین چھوڑا جا سکتا ہے اور کیا صرف زبان سے غصہ فرو ہو سکتا ہے۔ یہ باتیں جاہلیت کی ہیں کہ خدا نے ان کو نابود کر دیا اور لوگوں سے اس آفت کو دور کر دیا اور انکی جڑوں کو اکھیڑ دیا اور انکی راتوں کو ختم کر دیا اور انکی نہروں اور سبزیوں کو سکھا دیا اور اُس کے معاوضہ میں خدا نے ہم کو روح و ریحان اور ہدایت اور دلیل عنایت کی تم نے یہ جو کہا کہ میں نے اپنے منہ میں لگام لے لیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے اور میں قسم سے کہتا ہوں کہ جو شخص خدائے عزوجل کی رضامندی چاہتا ہے تو وہ اپنی زبان کو روک لیتا ہے اور اپنے منہ کو بند کر لیتا ہے اور جس چیز کو وہ چبا دیتا ہے وہ اُس میں سم نہیں کرتا۔ ص ۳۳۲

علی کرم اللہ وجہہ نے کہا بخدا میں نے اپنا ارادہ نہیں بدلا اور میں نے یہ باتیں کچھ تدبیر کی راہ سے نہیں کہیں اور نہ میں نے ان امور کا اقرار کیا میں خدا کی مدد چاہتا ہوں۔ خدا کے نزدیک وہ شخص بڑے نقصان میں ہے جو اتفاق کو پسند کرتا ہے اور برائی کو چھپاتا ہے۔ خدا کی قسم ہے کہ میں ہر ایک رنج و غم سے بری ہو گیا اور سب حادثوں میں اُسی پر بھروسہ کرتا ہوں۔ ای ابوحفص تم یہاں سے صحیح التعب اور کشادہ دست اور ٹھنڈے

دل سے اور فصیح زبان سے چلے جاو۔ اس چیز کے سوائے جو تم نے سُنا ہے یا کہا ہے اور کوئی بات نہین ہے جو میّت کو
ص۳۳۳ مضبوط کرے اور بوجھ کو اتار دیوے اور مہربانی کو دور کر دیوے اور الفت کو جمع کرے اور کلفت کو دور کرے
جس سے تقرب حاصل ہو مدد سے خدائے عزوجل کے اور اس کی حسن توفیق کے۔

ابوعبیدہ کہتے ہین کہ عمر رض واپس ہوئے اور یہ امر رسول اللہ صلعم کی جدائی کے بعد ہم پر بڑا ہی ناگوار گزرا
ابو منصور کی روایت مین ہے کہ علی رض پھر حاضر ہوئے اور کہا ای ابوبکر جس عصبہ (اہل قبیلہ و قرابت دار)
مین تم ہو وہ معصوم ہین اور جس امت مین تم ہو وہ امت مرحومہ ہے ہمارے پاس تم بڑے ہی عزیز اور کریم
رہے ہین جب تم خفا ہوتے ہین تو ہم خدا سے ڈرتے ہین اور جب تم راضی اور خوشنود ہوتے ہین تو ہم اسکی
مغفرت کی امید کرتے ہین اگر مجھکو وحشت اور حیرت نہ ہوتی تو مین اس چیز کو قبول نہ کرتا خدا نے میرے پیٹھ کو
اس بوجھ سے جس سے تمہارا کندھا بھاری ہوا ہے اتار دیا وہ شخص بڑا خوش قسمت ہے جسپر خدا نے ہمسروں کی
امداد سے نظر عنایت کی ہے اور ہم تمہارے محتاج ہین اور تمہاری فضیلت کو جانتے ہین اور سب کاموں
مین خدائے عزوجل کی طرف راغب ہین۔

پھر بعد اس کے کہ اس حالت مین سکون ہوا اور ابوبکر رض مشار الیہ پر یہ امر اسطرح سے قرار پا گیا تو وہ تخت
خلافت پر خوش حالی سے ۱۳ھ م ۶۳۴ع مین جلوہ افروز ہوئے۔

اس وقت جو مہم امور کہ پیدا ہو گئے تھے اور جنکی طرف اشارہ کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ ان کے جلوس کی زمانہ
مین عربون مین ارتداد پھیل گیا تھا۔ اسیواسطے خلیفہ ممدوح نے اپنی ابتدائے خلافت مین جو کام شروع کیا وہ
اس ارتداد کی تلافی اور اسکا انسداد تھا پہلے انہون نے مرتدین سے جنگ کی جب مسیلمۃ الکذاب پر (جسکا ذکر
چوتھے مقالہ کی چوتھی فصل مین گزرا ہے) انہون نے فتح پائی تو بہت سے اہل عرب جو مرتد ہو گئے تھے پھر مسلمان
ہو گئے اور پھر یہ سب جمع ہوئے اور ارض فلسطین اور شام کی طرف انہون نے ارادہ کیا۔ اسطرح سے
خلیفہ ممدوح پہلے ان کے جنگی مقاصد کو پھیر دیا جنکی بدولت وہ زمانہ جاہلیت مین لڑتے جھگڑتے رہتے تھے اب
وہ دین اسلام کی اشاعت مین مشغول ہو گئے لیکن زمانہ نے ان کو مہلت نہین دی اور وہ اپنے ارادون
ص۳۳۴ مین کامیاب نہ ہو سکے اور دو سال چھ ماہ خلافت کرنے کے بعد اس جہان فانی سے کوچ کی اور انہون نے
اپنی جنگی کارروائیون کو بعد اس کے کہ ملک حیرہ امان کے ساتھ ان کے زمانہ مین فتح ہو گیا موقوف کر دیا۔

لیکن اس جنگ کا فائدہ اور ثمرہ عمر بن الخطاب رض خلیفہ دوم کے زمانہ مین ظاہر ہوا کیونکہ انکی خلافت
کے زمانہ مین اور شلیم یعنی بیت المقدس کے دروازہ کھل گئے اور اہل عرب ارض فلسطین پر پورے
طور پر مسلط ہو گئے اس کے بعد چار ہزار عرب کے سواروں سے جو عمرو بن العاص کے زیر کمان تھے پورا

ملک مصر فتح ہوا۔ امام مقریزی کا بیان اس طرف ہے کہ مصر جو فتح ہوا وہ اہل عرب کے قافلوں سے ہوا ہے جو یمن قریب ایک لاکھ کے رومیوں کی فوج تھی جو قبطیوں سے علیحدہ تھی۔

اسلام کے مورخین بیان کرتے ہیں کہ جب عمر بن الخطاب رضؓ نے بیت المقدس کو فتح کیا تو انہوں نے صفرونیوس بطریرک کے پاس اپنا مشہور عہد نامہ لکھ بھیجا جسمیں بہت سی عمر رضؓ کی لگائی ہوئی شرطیں تھیں جسمیں عیسائیوں کو اپنے دین پر قائم رہنے کی اجازت تھی اُن سے شرط کی کہ وہ جدید کنیسہ (گرجا گھر) اور دیر (بت خانہ) اور راہب کا صومعہ (عبادت خانہ) نہ بنائیں اور جو مکان کنیسہ کا بوسیدہ ہو جائے اسکی تعمیر و ترمیم نہ کریں۔ اور نہ اُس مکان کی تعمیر کریں جو مسلمانوں کے علاقہ میں ہو اور یہ کہ گزرنے والوں اور مسافروں کے لیے اُس کے دروازہ وسیع رکھیں اور جو مسلمان اُن کے پاس سے ہو کر گزرے وہ اسکو تین رات اور دن مہمان رکھیں اور اسکو کھلائیں اور پلائیں اور یہ کہ وہ اپنے مکانوں اور کنیسوں میں جاسوسوں کو چھپا نہ رکھیں اور اُس کو مسلمانوں سے نہ چھپائیں اور اپنی اولاد کو قرآن نہ پڑھائیں اور اپنی شریعتوں کو علی الاعلان ظاہر نہ کریں اور اپنے دین میں کسی کو شریک کرنے کی دعوت نہ دیں اور یہ کہ اپنے کسی قرابت دار کو دین اسلام میں داخل ہونے سے مانع نہ ہوں اگر وہ مسلمان ہونا چاہے اور یہ کہ وہ مسلمانوں کی تعظیم و توقیر کریں اور کوئی مسلمان اُنکی مجلسوں میں جائے اور بیٹھنا چاہے تو وہ اُٹھ کھڑے رہیں اور یہ کہ مسلمانوں کے لباس سے مشابہ لباس نہ پہنیں مسلمانوں کی خاص ٹوپی اور عمامہ نہ باندھیں اور جوتا بھی نہ پہنیں اور اُن کے محاورہ کے موافق باتیں نہ کریں اور یہ کہ وہ مسلمانوں کی کنیتوں کے مانند اپنی کنیتیں نہ قرار دیویں اور یہ کہ گھوڑوں پر زین کس کر نہ بیٹھیں اور تلواروں کے پہنلے نہ ڈالیں اور کوئی ہتیار نہ باندھیں اور نہ اپنے ساتھ رکھیں اور اپنی انگوٹھیوں پر عربی عبارت کندہ نہ کرائیں اور یہ کہ وہ شراب نہ بیچیں اور یہ کہ وہ اپنے سر کے سامنے کے بالوں کو کٹوائیں اور یہ کہ وہ جس کسی مقام پر رہیں مگر اپنا ہی لباس پہنیں اور نیز یہ کہ وہ کمروں میں زنار[1] باندھیں اور اپنے صلیبوں کو ظاہر نہ کریں اور یہ کہ اپنی کتابوں کو مسلمانوں کے بازاروں اور عام راستوں میں لیکر نہ چلیں اور اپنے کنیسوں میں ناقوس نہ بجائیں مگر آہستہ اور اپنے خاندوں کے ساتھ آواز میں بلند

---

[1] زنار دھاگے کی ایک موٹی ڈور ہوتی ہے جو بقدر انگلی کے موٹی ہوتی ہے اور یہ ڈوری ریشم کی ہوتی ہے اور کمر میں باندھی جاتی ہے اور یہ کستیج کے سوائے ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ تمام ذمی لوگ جو مسلمانوں کے ملک میں رہتے ہیں وہ ایکبار یک دھاگے کی زنار باندھتے ہیں۔ اسی بنا پر مسلمانوں کا یہ قول ہے کہ ذمی جب جھینک لیتا ہے تو اُسکی زنار ٹوٹ جاتی ہے یعنی وہ ذمی جو بلحاظ اپنے ذمیت کے شرائط پر چلتا ہے اُسکی زنار الٰہی پتلی ہوتی ہے کہ جب وہ جھینک لیتا ہے تو وہ انتوں کے پھولنے سے ٹوٹ جاتی ہے۔ مولف

کرکے نہ پکارین۔ مسلمانون کے عام راستون اور بازارون مین آگ لیکر بھی نہ گزرین اور یہ کہ مسلمانون کے گہرون کے پاس سے بھی جنازہ لیکر نہ جائین اور جس غلام مین مسلمانون کے حصہ ہون اُسکو نہ لین اور یہ کہ اُن کے گہرون مین بلا سبب نہ آئین اور نہ جہانتکین اگر ان شروط مین سے کسی شرط کا بھی خلاف کیا جائے گا تو پھر یہ عہدنامہ باقی نہین رہیگا یعنے مسلمان اُن کے بُرے بھلے کے ذمہ دار نہین رہین گے۔

بعد مین ان شروط مین یہ بھی بڑہایا گیا ہے کہ وہ مسلمانون کے قیدیون سے کوئی چیز نہ خریدین اور جو شخص مسلمان کو عمداً مار یگا تو اُسکی حفاظت کی ذمہ داری نہین رہیگی۔

روایت کی جاتی ہے کہ امام علی بن ابی طالب رضہ نے ایک حدیث کے استناد پر جو آنحضرت صلعم سے نقل کیگئی ہے اور جسکا مضمون یہ ہے کہ تم اُن کو مجلسون مین برابر نہ بٹھاؤ اور اُن کے مریضون کی عیادت یعنے بیمار پرسی نہ کرو اور اُن کے جنازون کی مشایعت نہ کرو اور اُن کو تنگ راستہ کی طرف جانے پر مجبور کرو اور اگر وہ تم کو گالی دین تو تم اُن کو مارو اور اگر وہ تم کو نقصان پہونچائین تو تم اُن کو قتل کرو۔ اور چند شرطین بڑہائین۔

ان شروط پر بھی عمر بن عبد العزیز نے اور اضافہ کیا یعنے یہ کہ وہ گدہون پر ایک طرف سے سوار ہون اور انہون نے اپنے عمال کو یہ لکھہ بھیجا کہ اہل قرآن کے سوا کسی کو عمال نہ بنائین۔

امام شافعی رہ کے اصحاب نے اسپر یہ اضافہ کیا کہ نصاریٰ ایسی مہر خود بنوائین جو مسلمانون کی مُہرون سے علیحدہ وضع کی ہون اور یہ کہ وہ اپنی گردنون مین تانبہ یا پیتل کے کڑے یا ہنسلیان ڈالین یا جس باندہین اور وہ حمام مین اسکو پھینکدیا کرین اور وہ عمامہ نہ باندہین اور طیلسانات یعنی چادرین نہ اوڑہین لیکن عورت کو ازار کے نیچے زنار باندہنا جائز ہے بعض کہتے ہین کہ ازار کے اوپر باندہے (الشیبی کی رائے ہے کہ زنار کو اوپر باندہنا اولی ہے) اور اُس عورت کی گردن مین ایک کڑا یا ہنسلی بھی ہونا چاہیئے اور وہ حمام مین اسکو پہنکر جائے یعنے حمام کے وقت بھی اُس کو علیحدہ کرنے کی مجازنہ ہو۔ اور یہ کہ اُسکا ایک موزہ سیاہ اور ایک سفید ہو اور یہ کہ عیسائی مجلس مین اوپر نہ بیٹھین اور سلام مین ابتدا نہ کرین اور اُن کو تنگ راستہ پر چلنے کے لیے مجبور کرین۔ اور یہ کہ اُنکی عمارتین بھی مسلمانون کی برابر نہ ہون یعنے اُن کو ایسا اختیار نہ دیا جائے کہ وہ مسلمانون کے جیسے بلند اور شاندار عمارتین بنائین۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ امر مناجانہ ہے۔ اور اگر وہ کسی بالاخانہ کی عمارت کے مالک ہو جائین تو وہ اُسی پر رہا کرین۔ مگر انکو ممانعت کر دیجائے کہ وہ کوئی منکر چیز کو ظاہر نہ کرین جیسے شراب اور سور اور ناقوس اور توراۃ اور انجیل کو بھی وہ بکار نہ پڑہین اور یہ کہ وہ ارض حجاز مین رہنے نہ پائین ارض حجاز سے مراد مکہ اور مدینہ اور یمامہ ہے اور اگر وہ جزیہ دینے سے باز رہین تو اُن کا عہد ٹوٹ جائے گا اور یہ کہ اگر کوئی عیسائی مسلمان عورت کے ساتھ زنا کرے یا اُس سے نکاح کرے یا کسی کافر کو کوئی پیشہ دیوے یا کسی مسلمان کی برہنگی کی صرف اشارہ کرے یا کسی مسلمان کو اُس کے دین سے

صـ۳۶

پھیر کر فتنہ میں ڈالے یا مار ڈالے یا مسلمان پر رہزنی کرے تو اُس کا ذمہ ٹوٹ جائے گا۔

لیکن جب ہندی نے اپنی کتاب نصاری کے رد میں لکھی تو اُس پر حضرت عمر رضہ کی کتاب الامان کی تحریر لکھ دی جو کہ اُنھوں نے شام کے عیسائیوں کے نام لکھا تھا۔ اور وہ یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ وہ امان ہے کہ عبداللہ بن عمر امیر المومنین اہل ایلیا (یعنے اورشلیم جو کہ بیت المقدس کہلاتا ہے) کو دیتا ہے اور یہ امن اُنکی ذاتوں اور اُن کے کنیسوں اور صلیبوں کے متعلق ہے چاہے وہ بیمار ہوں یا تندرست ہوں اور نیز یہ امان اُن تمام مذاہب کے لیے ہے۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ وہ کنیسوں میں نہ رہیں اور یہ کہ وہ اُن کو نہ منہدم کریں اور نہ توڑیں اور نہ اپنے صلیبوں کو توڑیں اور نہ وہ اپنے اموال کو ضائع کریں اور نہ وہ اپنے دین پر مجبور کیے جائیں اور یہ کہ اُن میں سے کوئی کسی کو ضرر نہ پہونچائے اور ایلیا (بیت المقدس) میں کوئی یہودی نہ رہنے پائے۔ ایلیا والوں پر یہ لازم ہے کہ وہ جزیہ ادا کریں جیسا کہ وہ اہل مدائن کو دیتے رہے ہیں اور اُنپر یہ بھی لازم ہے کہ وہ رومیوں اور چوروں کو نکال دیں اُن میں سے جو کوئی نکل جائے گا وہ اپنی جان و مال سے امن پائے گا اور یہ امن اُس وقت تک کے لیے ہے کہ وہ مقام امن تک پہونچ جائے۔ اور اُن میں سے جو کوئی وہاں رہے گا وہ امن میں ہوگا۔ اور اُنپر وہی حقوق ہیں جو اہل ایلیا پر ہیں یعنے جزیہ وغیرہ دینا اُن پر لازم ہے اور اہل ایلیا سے اگر کوئی اکیلا اپنی ذات سے مال و اسباب لیکر رومی کے ساتھ سفر کرنا چاہے اور اپنے کنیسہ اور صلیب کو خالی چھوڑ دے تو وہ اپنی ذاتوں اور اپنے کنیسوں اور اپنے صلیبوں سمیت امن میں ہوں گے یہاں تک کہ وہ اپنے مقام امن کو پہونچ جائیں۔ اور وہاں جو زمیندار ہیں اگر وہ چاہیں تو وہاں رہ سکتے ہیں مگر اُن کو بھی مثل اہل ایلیا کے جزیہ دینا ہوگا اور اگر کوئی چلا جانا چاہے تو اُس کو اجازت ہے۔ اور یہ بھی معلوم رہے کہ اُن سے کوئی محصول نہیں لیا جائے گا یہاں تک کہ وہ اپنی کھیتی کو کاٹ لیں۔ اس کتاب میں جو باتیں لکھی گئی ہیں وہ اللہ کا اور اُس کے رسول کا اور خلفاء کا اور تمام مومنین کا ذمہ ہے یہ سب شرطیں اُس صورت میں ہیں جبکہ وہ اپنا مقررہ جزیہ ادا کریں۔ اور اس عہد نامہ پر ان صحابہ کی گواہیاں ہیں۔ خالد بن الولید۔ عمرو بن العاص۔ عبدالرحمن بن عوف۔ معاویہ بن ابی سفیان۔

اب ہم اُن فتوحات کے بیان کی طرف رجوع کرتے ہیں جن کا ہم ذکر کر رہے تھے۔ یعنی عثمان بن عفان رضہ کے زمانہ خلافت میں ملک فارس فتح ہوا۔ اور خلیفہ ممدوح کسریٰ اکبر کے تاج پر غالب ہوئے اور زور کی حکومت کی۔

عبدالملک بن مروان کی خلافت میں افریقہ فتح ہوا۔ اور یہ خلیفہ قرطاجنہ وغیرہ ممالک پر جو بحر اور ایسیا کے علاقوں کے ملک ہیں مسلط ہوا۔ اور طارق بن زید نے اس پہاڑ کو فتح کیا جو آجتک اُس کے نام سے

[1] یعنی ملک اسپین۔ مترجم

موسوم ہے راجی جبل طارق ۔

بعض اہل یقین کہتے ہین کہ آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد بارہ سال کی مدت مین اہل عرب چھتیس ہزار شہرون اور قصبون کے مالک ہوگئے ۔ انھین انھون نے چار ہزار کنیسہ عیسائیون کے ویران کیے ہیاکل اور شہرون کے سوا ۔ قرون وسطی کی تاریخ مین بیان کیا گیا ہے کہ اہل عرب نے نو سال کے ماہین جتنی اقلیمین فتح کین روميون سے اسی قرن مین بھی آنکر ممالک فتح نہین کیے ۔ یہ مسیحیون کی بری فتوحات کا بیان تہا ۔ صہ ۲۳

انکی بحری قوت اور سلطنت کا بیان ذکر نہین ہے ۔ یعنی زمانہ قدیم مین اہل عرب دریائی سفر کرکے ہند کو آتے تھے اور وہ بحر متوسط کو نہین جانتے تھے ۔ انکی کشتیان جنپر وہ سفر کرتے تھے وہ چمڑون سے ڈہکی ہوتی ہتین جسکی جہاست یعنی ساختہ لوہے کے کیلے وغیرہ نہین لگتے تھے ۔ بعض اوقات سفر کی مدت جو آنے جانے مین ہوتی تہی اسمین قریب پانچسال کے عرصہ ہوجاتا تھا ۔ سمندر کے بیچ مین وہ سفر نہین کر سکتے تھے کیونکہ سمندر کے بیچ کا ہوا نہایت مخالف پیچیدہ ہوتی ہے ۔ مگر تاریخ مسیحی کے قرن اول مین انہون نے اسکو جانا ۔

ابن خلدون حکایت کرتا ہے کہ بعد اس کے کہ مسلمانون نے بلاد مصر کو فتح کیا ۔ عمر بن الخطاب رضہ نے عمرو بن العاص کو لکھ بھیجا کہ مجھ کو سمندر کے حالات سے اطلاع دو ۔ انھون نے جواب مین لکھا کہ سمندر ایک بڑی مخلوق ہے جسپر ایک چھوٹی سی مخلوق سوار ہوتی ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسے لکڑی پر ایک کیڑا بیٹھ جاتا ہے ۔ آپ مسلمانون کو بحری سفر سے منع فرمائیے سمندر مین وہ شخص مبتلا ہوتا ہے جو اپنی عمر سے بیزار ہوجاتا ہے اور پھر وہ اپنی وہ سزا پاتا ہے جیسا کہ عرفجہ بن ہرثمہ الاسدی نے سزا پائی تھی جب اس نے عمان کے سمندر مین جنگ کی تھی ۔

جب معاویہ بن ابی سفیان کا زمانہ آیا تو انھون نے مسلمانون کو بحری سفر کی اجازت دی اور بحری سفر کرکے جہاد کرنے کا حکم دیا پس ان عربون نے اس وقت اپنی بحری ضرورتون کے لیے نوبت تو جسکو بحری امور مین مشق اور مہارت تھی نوکر رکھا اور اس اثنا مین وہ جہاد پر آمادہ ہوئے اور انھون نے کشتیان اور شوانی[1] بنائین یہان تک کہ ان کے زمانہ مین سو سو کشتیان تیار ہوئین جو آدمیون اور ہتیارون سے بھری ہوئی تہین ۔ پھر انھون نے ان کے ذریعہ سے اپنے ممالک کی حدود اور کنارون کو مضبوط کیا جو اس سمندر کی

---

[1] شوانی شونکی جمع ہے اور یہ بھی جنگی سامان کے لادنے کا ایک مرکب ہوتا ہے اور اس سے جو بڑا ہوتا ہے اسکو بارحہ کہتے ہین اور بطلیوس علی کشتی کو کہتے ہیں ۔ مولف

قریب تھے اور اس کے کنارہ پر مثل شام اور افریقہ اور مغرب اور اندلس کے استحکام کیا۔ اور خلیفہ مذکور نے
عبد الملک بن مروان کو حکم دیا کہ وہ ٹونس مین بحری آلات بنانے کے لیے ایک کارخانہ کی بناڈالی اور یہ لوگ ۳۳۵ھ
صاحب قیادۃ الاساطیل[1] کو اس نام سے موسوم کرتے تھے اور قیادۃ الاساطیل سے مراد قپودان باشی ہے جسکو
دولت عثمانیہ مین تلمذ لام کی تفخیم سے پڑھتے ہین اور یہ لفظ فرنچ زبان کا ہے۔

بہر عربون کی بحری قوت بڑھتی رہی یہان تک کہ انہون نے سمندر پر حکومت کی نصرانیون کی کشتیان سمندر مین نہین وہ ان کے مقابلہ مین لائق اعتبار نہین رہین۔ پس اہل عرب اُن جزائر پر بھی قابض ہوگئے اور بہت سے ساحل کے جنگلون پر وہ قابض ہوگئے اور اُنکی تجارت بھی بہت بڑھ گئی اور ایک مدت دراز تک عربون کی غربی حکومت شمالی افریقہ مین قائم رہی اور بحر روم مین وہ افرنجون کے جہاز جہین لیا کرتے تھے اور اُن مین جو عیسائی ہوتے تھے اُن کو پکڑ کر غلام بنایا کرتے تھے تاکہ اُن کو فروخت کرڈالین۔ پس تمام ملک ٹونس ان غلامون سے بھرا ہوا تھا اور یہ اپنے ملک مین جس عزت سے رہتے تھے بجائے اس کے اُن کو ان ممالک مین بڑی ہی ذلت ملی حتی کہ وہ اس ذلت مین ہلاک بھی ہوجاتے تھے۔

یہ حالت ایک مدت تک قائم رہی جب دولت بنی امیہ اور عبید یہ مین ضعف آگیا تو عیسائیون نے جزائر بحر شرقی پر ہاتھ دراز کیا اور اثنائے حروب صلیبیہ (کروسیڈ) مین شام کے ساحلون پر قابض ہوگئے اور اُنکی اگلی قوت و شوکت اُنمین آگئی اور عربون کی بحری قوت مین وجہت قہقری نمودار ہوگئی۔ یہ واقعات چھٹی صدی ہجری کے ہین جو مطابق ہے دسوین صدی مسیحی کے ۱۲۴۶ء مرم ۱۸۳۰ء مین جب کہ اہل فرانس نے بلاد جزائر کو فتح کیا تو آخرین باقی آثار کے تمام ہوجانے سے وہی حالت عود کرگئی جو پہلے تھی ۱۱۵۳ء مرم ۱۷۴۰ء مین سلطنت عثمانیہ کے ساتھ اس سلطنت نے جو شرطین قرار دین منجملہ اُن کے ایک یہ بھی شرط تھی کہ اہل فرانس اہل ولایات مغرب سے کچھ برائی کے ساتھ پیش آئین تو اس برائی کو حضرت سلطان سے کچھ تعلق نہ ہوگا۔ ان جزیرون مین رہنے والون کی عادت سمندر مین رہزنی کرنی تھی اور اسی سبب سے عربون کی بحری قوت بالکل ختم ہوگئی۔

مقالہ نہم

[1] اساطیل اسطول کی جمع ہے اسی کو اس زمانہ مین عمارت بحری کہتے ہین اور انگریزی مین فلاٹ ہوس کہتے ہین۔ مولف

عربون کی قدیم اور جدید دولتین (سلطنتین) اور اُن کے ممالک (مقبوضات) اور
مومنین کی امارت یعنے امیر المومنون کا حال اور اُن امارتون کی خصوصیات اور
دواوین (دفاتر) کی ترتیب اور بعض مالی امور کا بیان

اس مقالہ مین تین فصلین ہین

فصل اوّل

دول عرب اور اُنکے مقبوضہ ممالک کا بیان

یہ بات پوشیدہ نہین ہے کہ قدیم زمانہ مین جسکی تاریخ تباہ و برباد ہوگئی ہے عربون کی سلطنتین تہین اور اُن کے بادشاہ بھی تھے جن کے اخبار اور حالات گم ہوگئے اور اُن کے آثار و علامات مٹ گئے اور متاخرین کو صرف اتنا معلوم ہے کہ بنی اسرائیل کے مصر سے نکلنے اور ارض کنعان مین داخل ہونے سے پیشتر وہ موجود تھے۔ البتہ بعض عربی مولفات سے کچھ خبرین معلوم ہوتی ہین (بعض دول عرب کی جو زمانہ ظہور اسلام تک موجود تہین) جو کافی نہین ہین۔

منجملان خبرون کے ایک یہ ہے کہ صنعاء یمن کو قدیم زمانہ مین اوال کہتے تھے جب اسپر اہل حبشہ عام الفیل (جنگ اصحاب فیل) مین قابض ہوے تو اُنہون نے اسکی بنا ڈالی اور اسکو مضبوط بنایا پس حبشیون نے کہا کہ یہ اُنکی صنعت (بنائی ہوئی جگہ) ہے اسیوجہ سے اسکا نام صنعاء ہوا اور حصن تعز واقع جنوب زبید کی جانب زمانہ جاہلیت مین یمن کے بادشاہون کا مقام تھا۔ انہین کو تبابعہ کہتے ہین۔ انہین مین سے اذواء ہین جسکا ذکر پانچوین مقالہ کی چوتھی فصل مین گزر چکا ہے۔ یہ مملکت اصلی عربون کی بڑی اقلیم تھی۔ اسکا زمانہ چونکہ قریب تھا اس لیے وہ اپنے استقلال سے متمتع تھی اگرچہ وہ خلفاء کے زمانہ مین فسخ بھی ہوئی اور اس کے بعد ایوبی کردیون کے قبضہ مین داخل ہوگئی جو کہ مصر کے بادشاہ تھے لیکن اخیر مین یہ سلطنت ان ممالیک کے قبضہ سے ۹۳۲ھ م ۱۵۲۵ء مین نکل گئی اور پھر ۱۰۷۴ھ م ۱۶۶۳ء مین ۳۴۰

سلطان مراد عثمانی چوتھے شہنشاہ نے یدحسن بن محمد علی کو اس سلطنت حاکم قرار دیا اور اس نے اس بات کا اقرار کیا کہ اس سلطنت پر واقعی اسی نے حکومت کی لیکن وہ سلطنت دولت عثمانیہ کے تحت میں ہے۔ اسکے بعد کے دو شاہ اس کے مالک ہوئے اور انہیں کے انجام سے بھان متقل بھی ہوئے لیکن اس وقت سے چند قبیلے اس سلطنت کی سمت شمال و مشرق میں پہاڑوں اور میدانوں میں چلی گئیں اور یمن کی حکومت سے یہ ملک نکل گیا اور بذات خود یہاں وہ متقل حاکم بن گئے۔ پھر اسی حال پر گزرتی رہی یہاں تک کہ بعض اسباب ایسے پیدا ہوئے کہ اُن کا یہ استقلال سلب ہوگیا اور وہ چند سال پیشتر سے سلطنت عالیہ عثمانیہ کے زیر فرمان ہوگئے

لیکن حیرہ شاہان عراق لخمیین کا مستقر تھا جذیمۃ الابرش انہیں بادشاہوں میں سے تھا جذیمہ کا نام مالک بن فہم ہے۔ اصل میں اسکا لقب ابرص تھا کیونکہ وہ مبروص تھا اور ابرش جو اسکو کہتے ہیں صرف ادب سے کہا جاتا ہے بعض اسکو وضاح کے لقب سے ملقب کرتے ہیں اور وضح کے معنی برص کے ہیں۔ اصل میں یہ قبیلہ ازد سے تھا قضاعہ (قبیلہ) پر حیرہ میں سب سے پہلے یہی حاکم ہوا۔ اور سب سے پہلے اسی نے دونوں جوتیوں کو برابر کیا اور بادشاہوں میں سب سے پہلے رات کا سفر اسی نے کیا۔ اور سب سے پہلے اسی کے لئے شمع بنائی گئی لیکن سب سے پہلے حیرہ کو اس کے بھانجے عمرو بن عدی نے دار السلطنت بنایا۔ جسکا ذکر اس کتاب میں متعدد مقامات پر کیا گیا ہے۔ اس ملک کے بادشاہوں میں سب سے پہلے امرؤالقیس بن عمرو ند کو نصرانی ہوا یعنی دین عیسائی اختیار[1] کیا اور بادشاہوں کا مقام انبار میں تھا پہلے مقال کی تیسری فصل کو دیکھو۔

لیکن ملک شام شاہان غسان کا مستقر تھا جو قیاصر کی طرف سے عامل تھے۔ حارث بادشاہ انہیں میں سے تھا جو لس رسول (پیغمبر) پر قبضہ کرنے کا یعنے انکو مطیع کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

زمانہ جاہلیت میں عربوں کے اور بھی بادشاہ تھے منجملہ اُن کے جرہم ثانیہ اور شاہان کندہ اور شاہان حجاز وغیرہم ہیں۔ انکی نسبت ہماری اس کتاب میں کچھ نہیں لکھا گیا ہے۔ ص ۳۴۱

اسلام کے بعد عربوں کی بہت سی دولتیں ممالک مشرق میں ہیں۔ اُن میں سے پہلے خلفائے اربعہ ہیں ان کے بعد ان سے ملے ہوئے بنی امیہ ہیں پھر ان کے بعد بنی عباس ہیں ابتدا میں انکی حکومت مغربی ممالک پر بھی پھیلی ہوئی تھی۔ مگر جب یہ ممالک ان کی اطاعت سے نکل گئے تو ان پر دوسری دولتیں قابض ہوگئیں چنانچہ مقالہ خامسہ کے پہلی فصل میں اسکی طرف اشارہ کیا گیا ہے انہیں میں سے امویوں کی سلطنت بلاد اندلس میں تھی اور شیعوں کی سلطنت جنکو عبیدی بھی کہتے ہیں افریقہ اور قیروان میں تھی۔ اور موحدین کی سلطنت اسپانیا میں تھی

(۱) روایت کے لحاظ سے امرؤالقیس اہل ایمان سے قرار پاتا ہے جبکہ زمانہ حضرت خاتم النبی صلعم سے پیشتر تھا اور اس زمانہ میں عیسائی دین خدا کا دین تھا اور اسکا معتقد بے شک ناجی ہے۔ مترجم

اور مذکورہ عبدیون کی سلطنت مصر مین تھی۔ اور بنی حفص کی سلطنت تونس مین اور زناتیون کی سلطنت مغرب مین تھی۔ چنانچہ مشرق مین خلفاؤن کی سلطنت مین ضعف آنے کے سبب سے اسپر دوسری سلطنتون کا تسلط ہوا جو اہل عرب سے نہ تھین اور ہمکو اس باب مین کچھ زیادہ کلام کرنے کی ضرورت بھی نہین ہے۔

ظاہر مین یا دشاہون سے بیعت کرنے کے یہ معنی ہین کہ بیعت ایک معاہدہ تھا جو اچھے کاموں کے کرنے پر زمانہ جاہلیت مین مروج تھا اور یہ معاہدہ اسلام مین بھی مشروع ہوا[1]۔ بیعت کرنے والا اپنے امیر (حاکم) سے

لیلۃ العقبہ کی بیعت کا واقعہ یہ ہے کہ ایک روز جناب رسالتمآب صلعم نو وارد تاجرون وغیرہ کے روبرو وعظ فرما رہے تھے آپنے دوسرے اہل یثرب کے چھ آدمیون کو دیکھا کہ وہ کچھ باتین کر رہے ہین آنکو آپنے بلایا اور فرمایا کہ وعظ سنو خدا نے وعظ سوانکے دلون مین اسلام کی محبت پیدا ہوئی اور وہ چھ آدمی مسلمان ہوگئے جب یہ اپنے وطن کو واپس گئے تو انہون نے اس واقعہ کو خوب منتشر کیا اور لوگونسے علانیہ کہا کہ ملک عرب مین ایک نبی پیدا ہوا ہے وہ عرب کو کفر کی تاریکی سے نکال کر ایمان کی روشنی مین لاتا ہے جب سال دوم یہ لوگ یثرب کو پھر آئے اور اپنے ساتھ یثرب کی چند مشہور قومون کی طرف سے اور چھ آدمی لیتے آئے۔ حضرت رسول خدا صلعم سے انکی ملاقات اسی جگہ ہوئی جہان کہ پہلے یہ چھ آدمی ایمان لائے تھے اب یہ بیہ آدمی بھی دین اسلام مین داخل ہوئے جو معاہدہ ان لوگون کے ساتھ ہوا اس کا نام معاہدہ عقبہ اولی ہے اس معاہدہ کا نام عقبہ اس لیے ہوا کہ یہ معاہدہ عقبہ پہاڑ پر ہوا تھا اس معاہدہ کا نام معاہدۃ النساء بھی ہے۔ جن امور کا ان لوگون نے آنحضرت صلعم سے اقرار کیا تھا وہ یہ ہین کہ ہم لوگ کسیکو خدا کا شریک نہ بنائینگے چوری زناکاری اور قتل اولاد سے احتراز کرینگے کسیکی چغلی اور شکایت نہ کرینگے اور پیغمبر خدا کی ہر بات کو حق مانینگے خوشی اور غم مین آپکے شریک رہینگے۔

ایک اور معاہدہ بھی عقبہ کے نام سے موسوم ہے اسکا واقعہ یہ ہے کہ اس زمانہ مین بیہتر مسلمان یثرب (مدینہ) سے مکہ کو روانہ ہوئے اور اپنے ساتھ چند بت پرست بھائیون کو جو اوس اور خزرج کے قبیلون سے تھے لیتے گئے ان کی غرض یہ تھی کہ آنحضرت صلعم کو وعظ کہنے کے لیے اپنے شہر مین لیجائین۔ رات کے وقت یہ لوگ اسی پہاڑی مین جمع ہوئے جہان وہ پہلے ایمان لائے تھے حضرت رسول خدا صلعم اپنے چچا عباس کے ساتھ اس مقام پر رونق افروز ہوئے اور انسے گفتگو کی اور انکو تمام تکالیف اور مصیبتون کا حال بھی بتا دیا جو اس زمانہ مین مسلمانون کو سہنی پڑتی تھین انہون نے آپ سے عرض کیا کہ ہم آنکو جانتے ہین مگر اب آپ سے اقرار کرتے ہین کہ ہم آیندہ سوا بجز خدائے واحد کے اور کسیکی عبادت نکرینگے آپکی باتون کو حق مانینگے اور جسطرح ہم اپنے اہل وعیال کی حفاظت کرتے ہین اسیطرح آپکی حفاظت مین بھی اپنی جان ومال سے دریغ نہ کرینگے اس کے بعد انہون نے آپکے دست مبارک پر بیعت کی اس معاہدہ کا نام معاہدہ ثانیہ عقبہ ہے۔ مترجم

یہ وعدہ کرتا تھا کہ وہ اپنے ذات کے کامون مین سلامتی پر نظر رکھے گا اور غیرون کے ساتھ ایسا ہی اچھا برتاؤ کریگا اور یہ کہ وہ اُس (حاکم) سے جھگڑا نہین کریگا اور ہر کام مین اُسکی اطاعت کریگا۔

پہلا ابتدائے اسلام مین امیر سے بیعت کرنے کے وقت یہ عادت جاری ہوئی کہ بوقت معاہدہ اپنے ہاتھون کو اُس (امیر) کے ہاتھ مین دیتے تھے جس سے معاہدہ کی تاکید کا اظہار تھا۔ پس یہ عمل بائع (بیچنے والے) اور مشتری (خریدار) کے فعل سے مشابہ ہوگیا اور اسکا نام بیعت رکھا گیا یہ بیعت کا لفظ باع (فروخت) اور خرید کرتا ہے) دونون مصدر ہے۔ اور پھر بیعت کی یہ صورت ہوگئی کہ بوقت بیعت صرف مصافحہ کیا جانے لگا۔

آنحضرت صلعم کے بیعت مین یہ امر (بیعت) لیلۃ العقبہ* اور ایک درخت کے پاس ہوا۔ اور آپ کے بعد خلفاء اس امر مین بیعت کرنے والون سے حلف لیتے تھے اور اُن کو ایمان اور اُس کے ارکان پورے طور پر سکھلاتے تھے۔ ولایت عہد یعنے کسی کے عہد کے والی ہونے کا بھی یہی حال تھا اور اسکی یہ شان ہے کہ اخبار یعنے اولاد کی میراث کی حفاظت کی جائے۔ پس خلیفہ اُس شخص کو جس کے عہد کا وہ والی ہوتا تھا ایک صک (حکمنامہ) لکھہ دیتا تھا اور اُسپر گواہی لکھوا دیتا تھا۔

زمانہ جاہلیت مین ردف قیل کا خلیفہ سمجھا جاتا تھا۔ اور قیل۔ حمیر۔ اصید۔ صیدن اور صیدن بادشاہ کو کہتے تھے جو عاہل سے کم رتبہ کا تھا۔ اور عاہل بڑے بادشاہ کو کہتے ہین۔ قطین لونڈیون کو کہتے ہین۔ حشم۔ قتو اور قتا بادشاہ کے اچھے خدمتیون کو کہتے ہین۔ مقتودن خادمون کو کہتے ہین۔ مقتوی اور مقتی اور مقتوین خادمون مین سے ایک کو کہتے ہین اور حبار بادشاہ کے جلیس اور خواص لوگون کو کہتے ہین اسکی جمع احبار آتی ہے۔

۳۴۲ صہ زمانہ جاہلیت مین ردف کا عہدہ ایسا تھا جیسے اسلام مین وزارت اور وزارت کی دو قسمین ہین ایک اُن مین سے یہ ہے کہ ردف کو بادشاہ اپنے گھوڑے کے پیچھے بٹھاتا تھا دوسرے یہ کہ بادشاہ ردف کو اپنی سیدھی بازو بٹھاتا تھا جب بادشاہ پانی پیتا تو ردف بھی اُس کے ساتھ پانی پیتا قبل اسکے کہ لوگ پانی پئین۔ اور جب بادشاہ لڑائی کو جاتا تو ردف اُسکی جگہ پر قائم مقام بنکر بیٹھتا تھا۔ اور لوگون کے حق مین وہ بادشاہ کی طرف سے خلیفہ سمجھا جاتا تھا۔ تاوقتیکہ بادشاہ واپس ہووے۔ جب بادشاہ واپس ہوتا تو ردف اُس سے مرباع لیتا یعنے لوٹ کا پانچوان حصہ لیتا۔

لیکن اسلام مین وزارت تمام شاہی عہدون اور مراتب پر فوقیت رکھتی ہے۔ اس لیئے کہ اسکا نام مطلق اعانت پر دلالت کرتا ہے اور یہ ماخوذ یا تو موازرت سے ہے جس کے معنی معاونت کے ہین یا یہ ماخوذ وزر سے ہے جس کے معنی ثقل (بھاری اور بوجھ) کے ہین جس وقت وزیر کو وزارت دیتے ہین تو اُسکو اسوقت خلعت بھی پہناتے ہین اور خلعت مین ایک جبہ اور ایک عمامہ ہوتا ہے۔

* اس صفحہ کا حاشیہ صفحہ (۴۰۰) مین ہے۔ مترجم

وزارت کی اور بھی قسمین ہین یہ وزارت یا تو امور مملکت کی حمایت اور اُس کے اسباب مین جیسے فوج اور آلات حرب اور دیگر تمام امور حمایت اور مطالبات مین نظر کرتا ہے تو اس عہدہ دار کو اسلام کی قدیم اور جدید مشرقی اور مغربی دولتون مین عام طور پر وزیر کہتے ہین اور پادشاہ کی مہر اُس کے پاس سپرد ہوتی ہے تاکہ وہ احکام پر مہر لگائے۔ اور یا وزارت کا عہدہ دار وہ شخص ہوتا تھا جو لوگون کے حقوق ضبط شدہ کو جاری کرتا تھا اور ایسے عہدہ دار کو کاتب کہتے تھے۔ یا وزارت اُس عہدہ کا نام تھا جو صرف مال حاصل کرتا اور اُس کو خرچ کرتا اور اُسکی حفاظت کرتا ایسے عہدہ دار کو صاحب المال اور صاحب الجبایہ کہتے تھے یا وزارت اُس عہدہ دار کو کہتے تھے جسکا یہ کام ہوتا تھا کہ عام لوگون کو اور صاحب حاجت لوگون کو ازدحام کرکے آنے سے روکتا تھا ایسے عہدہ دار کو حاجب (چوبدار) کہتے تھے سب سے پہلے جس نے حاجب کو اپنے دروازہ پر مقرر کیا وہ معاویہ بن ابی سفیان ہین۔ آخر کار اس خدمت کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب اُنکی دولت مین ضعف آگیا اور اُن کی شوکت کم ہوگئی تو صرف بادشاہون کے نزدیک حاضر ہونے کے لیے یہ روک قرار پائی۔

سرحدی مقامات اور گھاٹیون کی حفاظت اور خاص محاصل وصول کرنے کی ولایت (خدمت) اور غلہ کی نگہداشت اور اُس کے حساب کتاب اور نرخ پر نظر کرنا اور سکہ کی اجرائی کا انتظام کرنا یہ سب عہدہ اُن عہدہ دارون کے ماتحت ہین جو عام طور پر نگران کار ہین۔

اہل عرب ابوبکر رضؓ کو جناب رسالت مآب صلعم کا وزیر سمجھتے تھے اور انکی وزارت کو قیصر اور کسری اور نجاشی کی سلطنت پر قیاس کرکے کہتے تھے اس لیے کہ ابتدائے اسلام مین یہ عہدے موجود نہین تھے بلکہ بتدریج بعد مین یہ عہدے ہوئے ہین۔

عربون کے نزدیک تلوار کا رتبہ اور اُسکی خدمتین علمی اعانت سے مستغنی تھین لیکن مال کی اور کتابت کی خدمتین ایسی نہ تھین کہ علم سے استغنا رہوتا چونکہ وہ عہدہ کتابت مین بلاغت کے حاصل کرنے پر مجبور تھے اور مال کے کامون مین حساب کی ضرورت تھی پس وہ لوگ ایسے طبقہ کے لوگون کو منتخب کرتے جسکی اُنکو ضرورت ہوتی تھی اور اُسی کو یہ عہدہ دیتے تھے۔ ۳۴۳

دیوان الرسائل (خط وکتابت کے دفاتر) اکثر دولتون (سلطنتون) مین غیر ضروری تھی کیونکہ وہ اس سے بالکل بے پروا تھے جسطرح کہ دول عربقہ کے لوگ بداوۃ (یعنے بدوی پن کی حالت) مین تھے یعنے انہون نے نہ شہریون کی تہذیب اختیار کی اور نہ اُن کے صنائع (کاریگرون) مین کچھ دستگاہ حاصل کی لیکن دول اسلامیہ مین زمانہ کی ضرورتون نے یہ امر سکھلائے امیر کے کاتب کے لیے یہ لازمی شرط تھی کہ وہ اُسی کے نسب کا ہو اور اُس کے قبیلے کے معظم لوگون سے ہو جسطرح کہ اس امر کی شرط خلفا اور امرا صحابہ کیلئے

شام وعراق مین مشروط تھی کیونکہ یہہ کام بڑی امانت کا اور رازداری اخلاص سے کرنے پر مبنی تھا
امیرالمسلمین ملک موسیٰ بن یوسف ابی حمو بن زیادالعبدالوادی کی نصائح سے جو اُسنے اپنے ولی عہد کو کی تہین
اور جو کہ اُسکی کتاب مین جسکا نام اُس نے واسطۃ السلوک فی سیاسۃ الملوک رکہا ہے یہ ہے نصیحت پزیر مخاطب
کی طرف خطاب کرکے کہتا ہے کہ تو کاتب ایسا اختیار (منتخب) کر جو تیری رازداری کرے اور وہ تیرے شہر
کے وجیہ لوگون سے ہو اور وہ تیرے اغراض اور مقاصد کو پورا کرنے والا ہو فصیح اللسان ہو بازدن کا جری
(جوان مرد) ہو اُس کا بیان بلیغ ہو۔ آداب کو پہچانتا ہو طریق صواب پر چلتا ہو خوش خط ہو عمدہ ضبط والا ہو
خلائق کے مشکلات کو کہولنے اور اُن کے مضرات کو بند کرنے کے طریقون کا عالم ہو بہیدون کو جہپانے والا ہو
زیور وقار سے آراستہ ہو بڑی عقل والا۔ زود فہم اور روشن رائے اور ذہین ہو فکر صائب رکہتا ہو خوش
اخلاق ہو۔ فضائل سے موصوف ہو خوب صورت اور جامہ زیب ہو۔ عوام سے دوستی رکہتا ہو اس لیے
کہ کاتب تملک یعنے سلطنت کا عنوان (دیباچہ) ہے اور پیچدار امور اسی سے ظاہر ہوتے ہین۔ اور نیز
تیرا کاتب ایسا ہو کہ تیری عقل ورائے کی ہدایت پر چلتا ہو اور تیری معرفت اور فضیلت کا معترف ہو یہہ
امور وہ ہین جو کم سے کم اس خدمت کے لیے مشروط ہین اور یہ امور تیرے اور اُس کے حق مین واجب ہین
پس جب کاتب ان صفات سے موصوف ہوگا تو وہ عہدہ کتابت کے لائق ہو سکتا ہے اور اگر ان شروط مین سے
کسی ایک مین خلل ہوگا تو اُسکو اس عہدہ کے دینے مین پس وپیش کرنا چاہیئے کیونکہ اُس کے عہدہ کتابت مین
خلل ہے اور اُسمین صواب نہین ہے اور ایسا شخص اپنے مخدوم کے حق مین عیب لگانے والا اور اس خدمت کے دینے
مین اُسکی جہالت کا رہنما ہوگا۔

جب عربی زبان فاسد ہوگئی یعنے اُسمین اور زبانون کا غلط ملط ہوگیا تو یہہ ایک مناسبت
یعنے پیشہ ہوگیا اُسمین مخصوص وہی شخص ہے جو اُس کو اچھی طرح سے جانتا ہو۔
پس عبدالحمید بن یحیے بن سعید کاتب نے جو ابوالعلاء بن وہب العامری کا مولی تھا۔ یہہ لکہا
ہے یہہ شخص اپنے فن مین ایسا کامل تھا کہ اُس کی کتابت اور بلاغت مین مثال دیجاتی ہے
اُس لیے کہ سب سے پہلے اسی نے کتابت کا طریق ڈالا اور بلاغت کی وسعت مین ترقی دی۔
اور خطوط کو آراستہ اور مزین کیا اور اُس کی فصول کو ملخص کیا اور وہ لفظ کاتب کا مصداق ہی
اُس نے کاتبون کے باب مین ایک رسالہ لکہا ہے جسمین کاتبون کے لیے جو امور اور شروط
معتبرہ ضروری ہین اُن کو پوری طور پر بیان کیا ہے یہہ رسالہ بہت طویل ہے مگر وہ مفید
ہے اُس مقام پر اُس کے بیان کرنے مین کوئی ہرج نہین ہے۔

صـ۴۴۴

اور بعد بسملہ[1] کے اُسنے یہ لکھا ہے۔

حمد وصلوۃ کے بعد معلوم رہے کہ ای اہل کتابت خدا تم کو حفاظت مین رکھے اور تم کو اپنے احاطہ مین رکھے اور تم کو توفیق اور رشد (کامل سمجھ) عطا کرے اللہ تعالی نے تمام آدمیون کو بعد انبیاء اور مرسلین صلوات اللہ و سلامہ علیہم اجمعین اور صاحب کرامت بادشاہون کے اقسام مین اگرچہ حقیقت مین وہ سب برابر ہین اور انکو مختلف پیشون اور حالات کی طرف اُن کے اسباب معاش اور ابواب رزق کے اعتبار سے راغب اور متوجہ کیا۔ انمین سے تمہارے گروہ کو کتاب یعنے کاتب بنایا جو شریف صورتون مین اہل ادب اور اہل مروت اور عمدہ رائے والے ہین۔ تم سے خلافت (بادشاہت) کے محاسن انتظام پاتے ہین اور اُس کے امور قائم ہوتے ہین اور تمہاری فصیحتون کی برکت سے خداوند عالم اچھا بادشاہ دیکر مخلوق کی اصلاح کرتا ہے اور شہرون کو آباد کرتا ہے۔ کسی بادشاہ کو تم سے استغنا نہین ہے اور کسی کو تمہارے سوائے اپنے امور سلطنت مین کفایت کرنے والا نہین پاتے ہین۔ تمہارا بادشاہون کے پاس رہنا ایسا ہے کہ گویا تم اُن کے کان ہو جن سے وہ سنتے ہین اور تم اُنکی بینائی ہو جن سے وہ دیکھتے ہین اور تم اُن کے لیے بجائے زبان کے ہو جن سے وہ بولتے ہین اور تم اُن کے لیے بجائے ہاتھون کے ہو جن سے وہ چیزون کو پکڑتے ہین۔ خدا تم کو تمہاری فضیلت کی ہنر سے متمتع کرے جس سے اُسنے تم کو خاص کیا ہے اور اُس نے تم کو جو اپنی نعمتین دی ہین وہ سلب نہ کرے۔ تمام پیشہ اور ہنر والے عمدہ خیر و برکت اور فضیلت کے خصائل کے ایسے محتاج نہین ہین جیسے کہ تم ہو شاید ایسے لوگ کم ہونگے جنکو سب طرح کی فضیلت کے خصائل کی ضرورت ہو۔ ای کتاب جب تم مین اپنے پیشہ مین کوئی ایسا ہو جس کا ذکر آگے آئے گا اس لیے کہ کاتب اپنی ذات کے لیے اور اُس شخص کے لیے جسکو کاتب پر اپنے تئہم یعنے گمان مین وثوق ہو وہ اس بات کا محتاج ہے کہ وہ حلم کے موقع پر حلیم یعنے برداشت کرنے والا ہو۔ کسی حکم کے دینے کے موقع پر فہیم ہو یعنے اُس کے مالہ اور ماعلیہ کو خوب سمجھتا ہو پیش قدمی کے موقع پر بڑھنے والا ہو

---

[1] "بسملہ" بسم اللہ الرحمن الرحیم کا مخفف ہے اور "حمدلہ" لا الہ الا اللہ کا مخفف ہے اور "حمد" الحمد للہ رب العالمین کا اختصار ہے اور "حوقلہ" لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم کا مختصر اشارہ ہے اور "حیعلہ" موذن کے قول حی علی الفلاح اور حی علی الصلوۃ کی طرف اشارہ کرتا ہے جو یہ الفاظ کہہ کر نماز کو بلاتا ہے اور "صلعم" صلی اللہ علیہ وسلم کا مخفف ہے اور "رضہ" رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کرتا ہے اور "عم" علیہ السلام کا مخفف ہے اور "الخ" الی آخرہ کا اختصار ہے اور "الر" راوی کا مخفف ہے اور "الش" شارح یعنے شرح کرنے والے کا مخفف ہے۔ اور دن کو اسی پر قیاس کرو۔ مولف۔

اور رُکنے کے موقع پر رکنے والا ہو۔ عفت۔ عدل اور انصاف مین موثر ہو یعنے اثر رکھنے والا ہو۔ راز دار ہو۔ سختیون کے سہنے کے وقت بچنے والا ہو۔ جو حوادث ہونے والے ہون اپنی عقل سے اُن کو جاننے والا ہو۔ ہر ایک امر کو اُس کے موقع پر کرے۔ اور حوادث اور سختیون کو اُن کے موقع پر رکھے یعنے اگر وہ اتفاق سے یکایک آجائین تو اُنکی پروا نہ کرے۔ ہر ایک علم اور فن کو اچھی طرح جانے اگر اچھی طرح نہ جان سکے تو بقدر ضرورت تو جاننا بہت ہی لازمی ہے۔ اپنی عمدہ عقل اور حسن ادب اور تجربہ کی فضیلت سے قبل ورود کسی امر کے اُسکو سمجھ لیوے اور یہ بھی جانے کہ اس کام کا نتیجہ اس کے کرنے سے یہ ہوگا۔ پس ہر ایک امر کے لیئے اُس کا ضروری سامان مہیا کرنا چاہیئے اور ہر ایک وجہ کے لیئے اُسکی ہیئت وغیرہ امور کو فراہم کر لینا چاہیے۔ ۳۴۵ھ

ای کاتبون کے گروہ ہر طرح کے آداب مین تم کو رغبت کرنی چاہیے اور دین مین تم کو تفقہ حاصل کرنا ضروری ہے اور کتاب اللہ عزوجل سے اور فرائض سے تم ضرور مدد لو۔ پھر عربیت سے مدد لو کیونکہ تمہاری زبان دانی یہ چیز درست اور رسیدہی کرنے والی ہے پھر تم اپنے خط کو درست کرو کہ وہ تمہاری کتابت کی زینت ہے اور تم اشعار کی روایت کرو اور غریب اشعار کو اور اُن کے معانی کو خوب جانو اور عرب و عجم کے ایام (جنگ و جدال) کے واقعات اور حالات کو اور اُن کے احادیث اور سیر کو اچھی طرح سے جانو کیونکہ یہ امور جس طرف تمہاری ہمتین بڑھتی ہین اُسمین مدد اور معاون ہین اور حساب سے چشم پوشی نہ کرو اس لیے کہ یہ چیز کتاب خراج کے لیے مثل روح اور خمیر کے ہے۔ اچھی بُری ہر طرح کی طمع سے روگردانی کرو اور حقیر اور ذلیل کامون سے پرہیز کرو کیونکہ وہ موجب ذلت اور کاتب کے لیئے باعث فساد ہین اور اپنے پیشہ کو دنائت یعنے فرومایگی سے پاک کرو اور بدی اور عیبجوئی سے اپنی ذاتون کو بچاؤ۔ اور نیز اُن چیزون سے بچاؤ جسمین جہال گرفتار ہین۔ خصوصاً تکبر اور سخافت (بے عقلی) سے اور عظمت یعنے بڑائی کرنے سے بچو کیونکہ اس سے بغیر کسی سبب اور علت کے دشمنی پیدا ہوتی ہے۔ اور تم اپنے پیشون مین اللہ کی محبت رکھو۔ اور تم ان پیشون کی اون لوگون کو وصیت کرو جو تمہارے سلف مین اہل فضل اور عدل اور عقل مین لائق ہون اور اگر تم مین سے کسی کو زمانہ عاجز کر دے تو تم اُسپر مہربانی کرو اور اُسکی خاطرداری کرو یہان تک کہ خدا کے فضل سے وہ اپنی اچھی حالت مین آجائے اور اپنے قدیم کام اور حالت پر قائم ہو جائے۔ اور اگر زمانہ تم مین سے کسی کو بسبب اُس کے بڑھاپے کے کسب کرنے سے بیٹھا دے جس سے وہ اپنے ہم پیشہ بھائیون کی ملاقات نہ کر سکے تو تم اُسکی ملاقات کو جایا کرو اور اُسکی تعظیم کرو اور اُس سے مشورہ لو اور اُس کے عمدہ اور بیش بہا تجربہ اور معرفت سے مدد لو اور تم مین سے ہر ایک شخص اُس شخص پر مہربانی کرے جس نے تمہارے ساتھ تمہاری حاجت کے دن بھلائی کی ہو اور اُس کے ساتھ ایسی بھلائی کرنی چاہیئے جیسے اپنی اولاد پر اور اپنے بھائی کے

ساتھ کرتے ہین۔ اگر شغل اور پیشہ مین کوئی عمدہ بات ظاہر ہو تو اُس کو اُس کے اہل کی طرف منسوب کرنا چاہیئے
اور اگر کوئی بری بات ظاہر ہو تو اُسکو اُسکی طرف منسوب نہ کرنا چاہیئے۔ تغیر حال کے وقت ذلت اور ہیچ اور
پشیمانی سے بچنا چاہیئے۔ ای معشر کتاب عیب تم پر بہت جلد دوڑ کر آتا ہے بہ نسبت اس کے کہ وہ جھوٹے اور
مفتری پر دوڑ کر جائے اور وہ بہ نسبت اُس کے تمہارے لیئے زیادہ مفید ہے۔ تم کو یہ بات معلوم
ہوگی کہ کوئی آدمی تم مین سے ایسے شخص سے مصاحبت رکھے جو تمہارے ساتھ بذات خود بذل و احسان سے
پیش آتا ہو تو اُس کے حق کے لحاظ سے تم پر واجب ہے کہ تم اُسکی وفا اور اُس کے شکر کے معتقد رہو
اور تم پر واجب ہے کہ تم اُسکی نصیحت کو سنو اور اُس کے بھید کو چھپاؤ اور اُس کے کام کی تدبیر کرو۔
اُسکے حق کا اسی سے بدلا ہو سکتا ہے۔ اور اُسکی حاجت اور ضرورت کے وقت صداقت سے اُسکی
اتباع کرو اور تم اسکو اچھی طرح سے سمجھو۔ خدا تمہین توفیق عطا کرے کہ تم کشادگی اور رشدت اور حرمان
اور مواسات اور احسان اور عیش و راحت اور سختی کی حالت مین عمدگی سے رہو ان شریف پیشہ
والون مین وہ شخص کیا ہی اچھا ہے جو اس خصلت اور صفت سے متصف ہو۔ جب تم سے کوئی شخص
خلق اللہ کے اہل و عیال کا منتظم قرار دیا جائے تو چاہیئے کہ خدا کو حاضر و ناظر جانکر اُسکا انتظام کرے اور
اُسکی اطاعت کا اور عبادت کا خیال رکھے۔ ضعیف پر مہربان اور مظلوم پر منصف رہنا چاہیئے کیونکہ
تمام مخلوق اللہ تعالی کے عیال ہین اور اللہ تعالی کے نزدیک وہی شخص محبوب ہوگا جو اُس کے عیال ۳۴۶
کے ساتھ رفق و ملاطفت سے پیش آتا ہے۔ پھر اُسکو چاہیئے کہ عدل سے حکم کرے اور شریفون کی ساتھ
اکرام کا برتاو کرے تونگر کی توقیر کرے۔ شہرون کو آباد کرے رعیت مین الفت پیدا کرے اُن کو
ایذا پہونچانے سے اجتناب کرے۔ اور اُسکو چاہیئے کہ مجلس مین تواضع سے بیٹھے اور خراجی احکام کے اجرا
مین اور حقوق کے پورا کرنے مین رفق و ملاطفت کرے۔ جب تم مین سے کوئی کسی کی صحبت مین رہے تو
اول اُس کے اخلاق دریافت کرنی چاہئین کہ اچھے ہین یا بُرے ہین اگر اچھے اخلاق ہون تو عمدہ طرح
سے اُسکی امداد کرنی چاہیئے اگر اُسمین بُرائیان ہون تو اُسکو لطیف حیلہ سے چھوڑ دینا چاہیے۔ اور یہ
یہ بات معلوم ہے کہ جانورون کا ہانکنے والا جب کہ وہ اُنپر سیاست کرنے مین خبردار ہوتا ہے تو وہ اُنکی
عادات کو معلوم کر لیتا ہے جس حال مین کہ وہ جانور شریر ہوتا ہے اور وہ اُس پر سوار ہوتا ہے
تو اُسکو گرم نہین کرتا اور اگر وہ سامنے سے سیدھا ہونے والا ہو تو وہ اُسکو سامنے سے بچا لیتا ہے یعنے
جب وہ الف ہونا چاہتا ہے تو آگے سے وہ اُسکی حفاظت کر لیتا ہے اگر وہ شرارت سے کسی اور طرف
جانا چاہتا ہے تو وہ اُس کو اُس سمت سے روک لیتا ہے اور اگر وہ سرکش ہے تو نرمی سے وہ اُس کی

خواہش کو پورا کرلینے دیتا ہے۔ اور اگر وہ اسی حالت پر قائم رہتا ہے تو کسی قدر وہ اسکو پھیر لیتا ہے پس اس طریقہ سے وہ جانور اسکا مطیع ہوجاتا ہے سیاست کے اس قسم کے بیان مین اُس شخص کے لیئے بہت سی دلیلین ہین جو آدمیون پر حکومت کرتا ہے اور اُن پر عامل رہتا ہے اور اُن سے لڑائی کا کام لیتا ہے اور اُن کو اپنے حکم مین داخل کرتا ہے یعنے اُن کو اپنی حکومت مین لاتا ہے۔ اور کاتب بسبب اپنے ادب کے فضل اور پیشہ کے شرف اور لطیف حیلہ اور معاملہ کے جس کسی سے کوئی چیز طلب کرتا ہے یا مناظرہ کرتا ہے یا اُس سے کوئی بات سمجھتا ہے یا اُسکی سطوت سے ڈرتا ہے تو وہ اپنے مصاحب کے ساتھ رفق و مدارات کرنے مین اور اُسکی ٹیڑھے پن کی اصلاح اور درستی مین بہ نسبت جانورون کو ہانکنے والے کے اولیٰ ہوتا ہے جو نہ جواب دیتا ہے اور نہ صواب کو جانتا ہے اور نہ بات کو سمجھتا ہے لیکن اسیقدر اشارون کو سمجھتا ہے جو اُس کا پروش کرنے والا اور اُس کا سوار اُسکو سکھاتا اور تعلیم کرتا ہے۔ خدا تم کو اپنی رحمت مین رکھے تم اس بات کو سمجھ لو کہ ہر ایک کام کی نظر و غور مین رفق و ملاطفت کو پیش نظر رکھو اور جہانتک تم سے ہوسکے تم غور و فکر مین کوشش کرو۔ خدا کے حکم کے موافق تم جن عورتون کو اپنی صحبت مین رکھو اُن کو امن و راحت مین رکھو اور اُن پر بوجہ مت ڈالو یعنے اُن کو ایسے بار گران مین نہ رکھو کہ وہ اُسکی برداشت نہ کرسکین۔ اور اُنپر ظلم و زیادتی نہ کرو تم مین سے ہر ایک کو چاہیئے کہ موافقت کی طرف میل کرین اور دوستی اور بھائی چارہ کرو اور شفقت سے رہو یہ سب باتین جب ہین کہ خدا چاہے اور تم مین سے کوئی شخص اپنی ہیئت اپنی نشست اپنے لباس اپنی سواری اپنے کہانے اپنے پینے اور اپنے تمام خدم و حشم اور نیز اپنے فن اور پیشہ کے تمام امور مین تجاوز نہ کرے مگر بقدر اپنے حق کے کیونکہ خدا نے تمہین جو فضیلت دی ہے وہ تمہارے لیے کافی ہے اور تم اپنی خدمت کے ادا کرنے مین کوتاہی نہ کرو اور تم اپنے افعال مین تضیع اور تبذیر (اسراف) نہ کرو۔ اور ہر ایک کام مین جسکو مین نے تم سے بیان کیا ہے قصداً تم اُسمین اپنی عفت سے مدد لو۔

تم اسراف اور ناز و نعمت کی برائی کے اہتمام سے خوف کرو کہ انجام پر باعث فقر اور سرنگونی ہین اور ایسے لوگ ہمیشہ رسوا اور فضیحت ہوتے ہین خصوصاً کتاب اور صاحب ادب۔ ہر ایک امر مین بعض ایسی اشیاء (صورتین) ہین جو دوسری اشیاء پر دلالت کرتے ہین پس تم اپنے اعمال و افعال مین اُن سے استدلال کرو جو اُس سے قبل تم کو تمہارے تجربہ سے معلوم ہوا ہو اس کے بعد تم تدبیر کے کشادہ اور
واضح راستہ پر چلو جسکی دلیل عمدہ اور اُسکی عاقبت نیک ہو۔ یہ بات بھی جان لو کہ تدبیر کے لیے بھی ایک ص۳۴۷
آفت ہے جو اُس کو ہلاکی مین ڈالتی ہے اور وہ ایسا مشغول کرنے والا وصف ہے جو اُس کے صاحب کو اپنے علم اور اپنے فکر کے نفاذ سے دور کرتا ہے یعنے وہ اپنے علم اور اپنی فکر پر زیادہ توجہ نہین کرتا پس

تم مین سے ہر ایک آدمی کو اپنی مجلس مین بات کرنے مین پورا قصد کرنا ضرور ہے اگرچہ ابتدا ر جواب مین
قطع کیا ہوا در چاہیئے کہ اپنی حجت اور دلیل سے کلام کرے کیونکہ ایسا کرنا اس کے افعال مین موجب مصلحت ہے
اور زیادہ گوئی کے منع مین ایک دافع چیز ہے۔ خداوند عالم سے شکرگزاری کا اظہار عجز و انکساری کے ساتھ
کرنا چاہیئے کہ اسنے توفیق اور راست روی عطا کی یہ بات اس خوف سے کرنا چاہیئے کہ ایسی غلطی مین نہ پڑ جائے
جو اس کے بدن اور عقل اور آداب مین ضرر نہ پیدا ہو اگر تم مین سے کوئی شخص یہ خیال کرے یا زبان سے
یہ کہے کہ اپنے پیشہ کی خوبی جو ظاہر ہوتی ہے وہ صرف اس کے عمدہ حیلہ اور حسن تدبیر سے ہوتی ہے
تو یہ صرف اسکا خیال اور وہمی کلام ہے یہانتک کہ ایسے شخص کو اللہ تعالی ایسا گران کر دیتا ہے کہ وہ اپنی
ذات مین ناقص رہ جاتا ہے اور یہ بات اس شخص پر کھلتی ہے جو غور و تامل کرتا ہے اور غور و تامل کے بعد
(خواہ مخواہ راہ راست پر آجائے گا) کوئی خوف کی بات نہین رہتی اور تم مین سے کوئی شخص یہ نہ کہے کہ
مین اپنے کامون مین بڑا بصیرت والا ہون اور اپنے پیشہ مین رفاقت اور مصاحبت سے بہت عمدہ
تدبیر کرتا ہون۔ کیونکہ عقل مندون کے نزدیک دو آدمیون مین وہ شخص زیادہ عقل مند ہے جو خود بینی کو
اپنے پیٹھ پیچھے پھینک دے یعنی خود بینی کا خیال نہ کرے۔ اور یہ خیال کرے کہ اس کے ہم عصر اور اس سے
زیادہ عقیل اور اپنے پیشہ مین بہت ہی دستگاہ رکھتے ہین۔ اور ہر ایک فریق پر واجب ہے کہ اللہ تعالی
کی نعمتون اور اس کے فضل و کرم کا بغیر آمیزش اپنی رائے کے اعتراف کرے اور اپنے بھائیون
اور اپنے ہمسرون اور اپنے مصاحبون اور اپنے خاندان اور اپنے کنبہ والون پر فوقیت نہ جتائے
اور ہر ایک پر اللہ تعالی کی حمد واجب ہے اور یہ تواضع کے ساتھ ہونا چاہیئے بسبب اسکی عظمت کی
اور نیز عاجزی اور ذلت کے ساتھ کرنی چاہیئے بسبب اسکی عزت کے اور اسکی نعمت کا ہر حال مین
شکر کیا جائے۔ مین اپنی اس کتاب مین یہ کہتا ہون کہ جو شخص نصیحت کرے اسکو عمل بھی لازم ہے اور یہ
بات اس کتاب کا جوہر اور لب لباب ہے اور یہ اس وقت ہے جبکہ وہ اللہ تعالی کا ذکر کرے۔ اسواسطے
مین نے اسکو آخر مین بیان کیا ہے اور اسکو تمام کیا۔ الحمد اللہ کو یہ بات نصیب کرے ای طلبہ اور رکابتون کے
گروہ تم اس شخص سے دور رہو اور یہ جو یہ خیال کرے کہ اسکا علم خود اسی کی کوشش سے بڑھا ہے اس لیئے
کہ یہ بات اللہ تعالی کے قبضہ قدرت مین ہے اور تم پر خدا کا سلام اور رحمت اور برکت نازل ہووے

اب ہم اس امر کی طرف رجوع کرتے ہین جس کے بیان کرنے کے ہم درپے ہین۔

کاتبون کا رتبہ عباسیون مین بہت ہی بلند ہوا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہین جعفر بن یحیی برمکی باوجودیکہ وہ دولت
عباسیہ کا وزیر تھا خلیفہ کے سامنے قصہ گوئی کے وقت قصہ گویون کو توقیعات (احکام) لکھ کر دیتا تھا

اُس کے توقیعات کو فصحا اور بلغا نہایت شوق سے حاصل کرتے تھے کیونکہ اُن سے اُن کو بلاغت کے اسلوب اور فنون دریافت ہوتے تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اسکا ہر ایک قصہ کئی دینار دون کو بکتا تھا۔ کاتب وہ شخص ہے جو سجلات (مراسلات یا روبکارات) لکھا کرتا ہے اور اُس کے آخر میں اپنا نام لکھتا ہے اور اسپر بادشاہ کی مہر سے مہر لگاتا ہے اور مہر (جو غالباً فلزی مادہ سے ہوتا ہے) ایک کندہ کیا ہوا نقش ہوتا ہے جسمیں بادشاہ کا نام یا اُس کے نام کا اشارہ ہوتا ہے۔ یہ مہر سرخی کے پانی سے لگائی جاتی ہے اور اس سُرخی کو طین الختم کہتے ہیں اور یہ مہر سجل (مراسلہ) کے طے کرنے کے وقت اُس کے ایک کنارہ یا گوشہ پر لگا دی جاتی ہے۔ بعد کے زمانہ میں سجلات خاص بادشاہ کے حکم سے صادر ہونے لگے اور ان کے شروع یا آخر میں کاتب اپنے اقتدار کے موافق ایک علامت کر دیتا ہے کاتب کا رتبہ کبھی تو بہت بلند اور ارفع ہو جاتا ہے اور کبھی گھٹ جاتا ہے جیسا کہ اُس کے عہدہ پر دوسرا شخص مقرر ہو جاتا ہے جیسا کہ شرقی اور مغربی دول اسلامیہ میں اہل مراتب میں اس قسم کا عزل ونصب ہوا کرتا ہے اس کے بعد تو انہیں دول کے ذی رتبہ لوگوں میں علامت بنا دینے کا استعمال زیادہ ہو گیا اور اسکا استعمال صرف انکی رفعت شان اور تعظیم کی نظر سے ہوا اس لیئے کہ نام لکھنے میں ایک قسم کی سبکی ہوتی ہے

عربوں کے بادشاہوں۔ وزیروں اور امیروں کی یہ عادت تھی کہ وہ ندیموں اور مصاحبین کو رات کی دل لگی کے لیئے قصہ اور لطیفہ کہنے کے لیئے رکھتے تھے چنانچہ دستور تمام دول میں مروج ہے۔ یہ لوگ شعرا اور اہل ادب سے ہوتے ہیں ان میں جو لوگ سرگروہ ہوتے ہیں وہ اپنی ندیمی اور مصاحبت سے اُن کا دل خوش کرتے ہیں جب امیر اپنی مجلس سے برخاست کرنا چاہتا ہے تو اُسوقت ایک اشارہ کرتا ہے جسکو اسکے ہمنشین جانتے ہیں۔ مثلاً اگر اُس نے منديل طلب کیا یا تکیہ وغیرہ پر ٹیکا لگایا تو سمجھ لیتے ہیں کہ اُسکی مرضی برخاست کی ہے پس اس قسم کے اشارہ سے وہ اٹھ جاتے ہیں۔

جب بادشاہ کسی سے یہ کہتا ہے عزمت علیک ان تقول کذا وکذا" اگر تجھ سے فلاں امر سننا چاہتا ہوں یا یہ کہتا ہے "عزمت علیک ان تعلم من الشیٔ الفلانی" کہ فلاں چیز کو جو تو جانتا ہے ہم سے بیان کر تو اُس شخص پر اُس کے حکم کے موافق بیان کرنا واجب ہے اس لیئے کہ وہ لوگ امیر (بادشاہ) کے ارادہ کا پورا کرنا ایک حق سمجھتے ہیں اور "عزمت علیک" سے یہ مراد لی جاتی ہے کہ میں تجھ پر قسم کھاتا ہوں اور "عزم علی الامر" کے معنی یہ ہیں کہ اُسنے اُس کام کا ارادہ کیا یا اُسکے کیئے جانے کا حکم دیا۔ ۳۲۸ھ

فصل دوم

امارت مومنین اور اُسکی خصوصیات کے بیان مین

صفحہ ۳۴۹

ہم نے پانچوین مقالہ کی چوتھی فصل مین اس امر کا ذکر کیا ہے کہ اہل عرب زمانہ جاہلیت مین آنحضرت صلعم کو امیر مکہ اور امیر حجاز کہتے تھے جب آپ کی وفات ہوئی اور ابوبکر صدیق رضہ آپکے خلیفہ اور جانشین ہوئے تو اُنکا لقب خلیفہ ہوا جب ابوبکر رضہ کے بعد عمر رضہ خلیفہ ہوئے تو اُن کا لقب امیر المومنین ہوا - اسکا سبب یہ ہوا کہ جب وہ لوگ ابوبکر رضہ کو جو آنحضرت صلعم کے پہلے خلیفہ تھے خلیفہ کے لقب سے پکارتے تھے تو اُن کے لیئے یہ ضرور ہوا کہ عمر رضہ کو خلیفۃ الخلیفہ کہین اور اسیطرح اُن کے بعد کے خلفاء کو خلیفۃ خلیفۃ خلیفۃ آہ کہا کرین - اور اس بات کو عمر رضہ نے مکروہ سمجھا تو حالت دیکھکر مغیرہ نے اُن سے کہا کہ ہم سب مومنین ہین اور آپ ہمارے امیر ہین پس اس لحاظ سے آپ امیر المومنین ہین - یہ رائے پسند ہوئی اور آپ کے بعد جو شخص خلیفہ ہوتا گیا اُسکے لیئے یہی لقب خاص کر دیا گیا - زمانہ کے گزرنے سے اس لقب کے معنی شہنشاہ کے لیے جانے لگے کیونکہ خلفائے عباسیہ کے زمانہ مین اطراف کے حکام اور عمال کو ملوک اور سلاطین[1] کہا جاتا تھا -

چونکہ خلفاء کی خصوصیات اور اُن کے فرائض مین دین کی حفاظت اور سیاست (انتظام) دنیا اور قضاوت کی ذمہ داری تھی - کیونکہ دینی خلافت کے خاصون مین یہ امور داخل ہین پیش نمازی کی خدمت اور فتوی دینا اور قضاوت کرنا اور جہاد کرنا اور امارت اور وزارت کا دینا اور جنگ و جدال کے انتظامات اور خراج کا وصول کرنا اور بڑی عام مسجدون کی نگرانی اور معاملات کے بین دین کے لیئے سکہ کا ٹھپہ کرنا اور جعلی سکون کی

صفحہ ۳۵۰

تفتیش جسمین کھوٹ زیادہ ہوتا ہے اور جن کے کہرے اور بلا آمیزش بننے کی غرض سے سلطان اپنی علامت بنا دیتا ہے تاکہ جعل جلد ظاہر ہو جائے اور معجاز گرفتار ہو جائین اور دفتر محاسبی کا قائم کرنا تاکہ سلطنت کو حسابات مین غلطی نہ ہونے پائے اور تعزیر اور تادیب اُن لوگون کی کرنا جو خلاف احکام جرائم کا ارتکاب کرتے ہین اور راستون کی روک کو ہٹانا اور حمالون اور کشتیون پر زیادہ بوجھ نہ لادنے دینا - اور جن کے مکانات خوف و خطر کی حالت مین ہون اُنکو انہدام کا حکم دینا اور اُس ضرر کا زائل کرنا جو اس قسم کے امور سے پیدا ہو - اور اُن معلمین یعنے اساتذہ کو سزا دینا جو مدارس مین متعلمین یعنے شاگردون کو زیادہ مارتے ہین

---

[1] زوزنی کہتا ہے کہ سلطان سلیط سے ماخوذ ہے جس کے معنی روغن زیت اور روغن کنجد کے ہین جو سبب چراغ کو روشن کرنیکے اُن کا یہ نام ہوا اور اسی بنا پر سلطان کو سلطان کہنے لگے کیونکہ اُس کے افعال اور اعمال ظاہر ہین اور کلیات مین لکھا ہے کہ سلطان کا لفظ قرآن مین ہر جگہ حجت کے معنی مین مستعمل ہوا ہے - مولف

اور اُن دعاوی کے فیصلہ جات مین احکام جاری کرنا جو سکہ کی جعلسازی اور کم ناپنے اور کم تولنے کے باب مین ہون اور شریف لوگون کو نقابت کے عہدہ پر مقرر کرنا جو نقابۃ الاشراف کے نام سے معروف و مشہور ہے جسکے ذریعہ سے خلافت (یعنے خلیفہ) کے پاس بار یابی ہوتی ہے[1] اور بیت المال[2] کے حقوق اور نقود کی حفاظت کرنا داخل ہے۔ (دوسرے مقالہ کی چوتھی فصل کو دیکھو) لیکن آخیر مین خلفاؤن نے ان خصوصیات پر عمل کرنا چھوڑ دیا اور بجائے ان تمام کامون کے صرف وزارت کا انتخاب کرنے لگے۔

خلیفہ عمر بن الخطاب رضہ نے سب سے پہلے جبکہ خلفاء بذات خود قضارت کے عہدہ کے ذمہ دار تھے قضارت کے عہدہ پر ایک دوسرے شخص کو اپنا نائب بنایا اور جسکو اس عہدہ پر مامور فرمایا تھا اسکو ایک کتاب (دستور العمل) لکھدی تھی جو کہ بہت مشہور ہے اور جسمین قضارت کے فرائض وغیرہ بتائے ہین منجملہ اُن ہدایتون کے جو اسمین تھین یہ بھی لکھا تھا کہ بینہ (ثبوت) مدعی پر اور منکر پر قسم ہے اور مسلمانون مین صلح جائز نہین ہے جسمین حلال امور کا حرام کرنا اور حرام امور کا حلال کرنا قرار پائے۔ اور قاضی کو چاہیئے کہ اپنی ذات کے افعال کا خیال کرے اور حق کی طرف رجوع رکھے اور مسلمان (آپسمین ایک دوسرے کی نسبت عادل گواہ) ہو سکتے ہین مگر یہ کہ کسی حد شرعی مین درے (کوڑے) نہ کھائے ہون اور جھوٹی گواہی مین کبھی متہم نہ ہوئے ہون یا جس کے نسب اور ولا مین کچھ شبہہ ہو۔

اس زمانہ مین قضارت کے عہدہ کا صرف یہ کام تھا کہ اہل مقدمات کے دعاوی کا فیصلہ کرے پھر آہستہ آہستہ اُن اختیارات مین وسعت ہوتی گئی چنانچہ تمام مسلمانون کے بعض حقوق کی حفاظت انہین کے ذمہ ہو گئی مثلاً یہانین اور یتامی اور مقروض اور کم سمجھ مال داردن کی نگہداشت اور اُن کے اخراجات کی نگرانی اور مسلمانونکی وصیتون کا اجرا اور اُن کے اوقاف کا انتظام اور رانڈون کا نکاح جبکہ اُن کے اولیا باقی نہ رہے ہون اور رآستون اور مکانون کی اچھی بری حالت کی دیکھ بھال اور گواہون اور امینون اور نوابون وغیرہ کی

---

[1] آجکل نقابت (نقیبی) کا عہدہ نہایت بُرا ہو گیا ہے کیونکہ نقیب اور چوبدار لوگ بدخلق ہوتے ہین ورنہ فی نفسہ یہ عہدہ بڑی اعلیٰ شان کا ہے۔ مترجم

[2] بیت المال خزانہ سلطنت اسلامیہ یعنی وہ اسلامی سلطنت کا خزانہ جسمین تمام رعایا کا حق علی السویہ ہوتا ہے اور اسکے مصارف کا افتتاح خلیفہ (حاکم وقت) کی ہوتا ہے خلفائے راشدین کے زمانہ مین عموماً اور بعض خلفائے مابعد کے زمانہ مین بھی بیت المال کے مصارف نہایت عدل و انصاف اور واجبی کامون مین ہوا کرتے تھے یعنے مسلمانون کے مصالح مین عمدہ طریقہ سے اسکا صرف ہوتا تھا۔ مترجم

تلاش یہ سب امور قضارت سے متعلق ہوگئے۔ اور بعض اوقات خلفا قاضی کو فوج دیکر جہاد کا کام بھی سپرد کرتے تھے یہ امر قاضی کے فرائض مین داخل تہا کہ وہ سخت عقوبات قبل ثبوت جرائم کے ہٹہرائے اور حدود[1] کو قائم کرین جو اپنے مواقع پر ثابت ہوتے ہین اور عقود (معاملات) اور قصاص مین حکم دیوے اور تعزیر[2] اور تادیب کو قائم کرے اُس شخص کی نسبت جو جرائم سے باز نہین آتا یعنے مکرر جرائم کا مرتکب ہونے والا یہ سب امور جنکا ہم نے ذکر کیا ہے خلفاء کے خصوصیات سے تھے۔ ص۳۵۱

ابتدائے اسلام مین احکام حکام کی لیاقت اور علمیت کے اعتبار سے کتاب اللہ اور سنت رسول یعنے روایت حدیث کی بنا پر اجرا پاتے تھے چنانچہ جب ابوبکر رضہ خلیفہ اول کے سامنے کوئی قضیہ یعنے دعوی پیش ہوتا تو وہ انہین ماخذون سے حکم دیتے تھے ورنہ موجود اور حاضر صحابہ سے جو کہ آنحضرت صلعم کی زندگی مین اُن کے سامنے فتوے دینے کی قابلیت رکہتے تھے دریافت کر لیتے تھے ورنہ اپنے اجتہاد سے حکم دیتے تھے۔

جو لوگ جناب رسالت مآب صلعم کے سامنے فتوے دینے کی قابلیت رکہتے تھے وہ لوگ یہ ہین ابوبکر رضہ عمر رضہ۔ عثمان رضہ۔ علی رضہ۔ عبدالرحمن بن عوف رضہ۔ عبداللہ بن مسعود رضہ۔ ابی بن کعب رضہ۔ معاذ بن جبل رضہ عمار بن یاسر رضہ۔ خذیفہ بن الیمان رضہ زید بن ثابت رضہ۔ ابوالدرداء رضہ۔ اور ابوموسی الاشعری رضہ اور سلمان فارسی رضہ۔

جب ابوبکر رضہ کے بعد عمر رضہ خلیفہ ہوئے اور صحابہ رضہ کی جماعتین مفتوحہ ممالک مین پہلین تو حکومت کا رجوع مدینہ یا اور دوسرے شہرون مین ہونے لگا اُس دوسرے شہر مین جو صحابہ موجود ہوتے تھے اگر اُن کے پاس کوئی اثر (حدیث) ہوتی تھی تو اُسی کے لحاظ سے حکم دیا جاتا تھا ورنہ اُس شہر کا امیر خود اپنے اجتہاد سے حکم دیتا تہا باوجودیکہ اس مقدمہ کے متعلق دوسرے صحابہ کے پاس جو وہان موجود نہین رہتے تھے

---

[1] حد و حدود کی جمع ہے جس کے معنی عقوبت مقدرہ (یعنے معین کردہ سزا) کے ہین اور یہ اللہ تعالی کا حق ہے جو بندون پر اسکا عمل کرنا واجب ہے۔ اسکا نام حد اسلئے رکہا گیا ہے کہ یہ ارتکاب جرائم کی طرف جانے سے روکتا ہے۔ مولف

[2] تعزیر بھی ایک قسم کی سزا ہے جو حد سے کم ہوا اور تعزیر اور حد مین فرق یہ ہے کہ حد مقررہ سزا ہوا اور تعزیر وہ سزا ہے جو امام کی رائے پر محمول ہو اور حد کی سزا شبہات سے زائل ہوجاتی ہو اور تعزیر شبہات کی صورت مین واجب ہوتی ہو اور حد صبیان (کم سن بچون) پر واجب نہین ہوا اور تعزیر ان پر جائز ہوتی ہے اور حد کا اطلاق ذمی پر کیا جاتا ہے جبکہ وہ مقدر ہوتی ہو اور تعزیر کا اطلاق اُس پر نہین ہوتا بلکہ اسکا نام عقوبت ہوتا ہے۔ مولف

حکم ہوتا تھا اور اُن کے پاس جو حدیث ہوتی تھی وہ اوروں کے پاس نہیں ہوتی تھی کیونکہ یہ ضروری امر تھا کہ جس زمانہ مین ایک صحابی نے آنحضرت صلعم سے جو حدیث سنی تھی اُسوقت دوسرے صحابہ نہین ہوتے تھے اسی شبہہ کے دور کرنے کے لیے ایک گروہ حدیث جمع کرنے کے لیے اُٹھ کھڑا ہوا اور اُسکی تنقید کی۔ پس سب سے پہلے اسکو محمد بن شہاب الزہری نے جمع کیا۔ سب سے پہلے اس خاص موضوع مین جس نے کتاب لکھی اور اسکو ابوابون پر منقسم کیا وہ سعید بن عروبہ اور ربیع بن صبیح ہین جو بصرہ مین تھے اور معمر بن راشد یمن مین ہوے۔ اور مکہ مین یہ کام ابن جریج نے کیا پھر سفیان ثوری نے کوفہ مین یہ کام انجام دیا اور حماد بن سلمہ بصرہ مین اور ولید بن مسلم شام مین اور جریر بن عبدالحمید ملک ری مین اور عبداللہ بن المبارک ملک مرو اور خراسان مین یہ کام کیا اور ہشیم بن بشیر نے واسط مین اسکو جمع کیا اور کوفہ مین صرف ابوبکر بن ابی شیبہ نے اس کے ابواب کو زیادہ کیا اور تصنیف اور تالیف کو اعلی درجہ پہونچایا۔ اس صورت سے دور دور کے شہرون سے اُن لوگون کے پاس حدیثین جمع ہوگئین جن کے پاس پیشتر موجود نہ تھین اُن مین سے کوئی چیز بھی جس کے پاس پہونچ گئی اُس کے لیے وہ ایک حجت قائم ہوگئی۔ صہ ۳۵۲

عباسیون کا پہلا خلیفہ ابوجعفر منصور وہ شخص ہے جس نے سب سے پہلے فقہ پڑہی اور اُسنے امام مالک بن ابی عامر بن عامر بن الحارث الاصبحی سے درخواست کی کہ وہ علم فقہ مین ایک کتاب تالیف کرین اور اُن سے کہا اے ابوعبداللہ[1] روے زمین پر علم مین آپ کے اور میرے رتبہ کا کوئی شخص نہین ہے مین تو خلافت کے کامون مین مشغول ہون آپ ایک کتاب لکھیے جس سے لوگ نفع اُٹھائین اور اُسمین ابن عباس کی رخصتین اور ابوعمر کی شدائد کا ذکر نہ ہو۔ اور اُسکو اور علمار کے سامنے پیش کیجیے تاکہ اُسمین نقائص نہ رہنے پائین[2]۔ یہ سنکر امام مالک نے فرمایا کہ تونے آج مجھ کو تصنیف کا کام سکہایا اور اسی واسطے اُنہون نے اپنی کتاب کا نام موطا رکہا اور بعد اس کے کہ امام مالک کا مذہب مشہور ہوا ہارون رشید کی خلافت کے زمانہ مین ۷۹۵ء م ۱۷۹ھ مین اُنکی وفات ہوئی۔

اسی خلیفہ کے زمانہ مین امام ابوحنیفۃ النعمان بن ثابت بن النعمان بن المرزبان الفارسی ظاہر ہوے اُنہون نے فقہ مین اپنا مذہب قائم کیا جو دوسرے مذاہب پر مقدم رہا۔ امام شافعی رحمہ جنکا ذکر اب آگے آئے گا وہ فرماتے ہین کہ تمام آدمی ان پانچون کے اہل وعیال ہین جو شخص فقہ مین تبحر حاصل کرنا چاہتا ہے وہ ابوحنیفہ کے عیال مین گنا جائے گا اور جو شخص شعر مین ملکہ پیدا کرے گا وہ زہیر بن ابی سلمہ کا عیال ہوگا اور جو شخص مغازی

---

[1] یہ امام مالکؒ کی کنیت ہے۔ مترجم

[2] امام مالک رحمہ کی کتاب موطا کا نام موطا اسلئے ہوا کہ موطا کے معنی کہندا لگیا اور روندا گیا ہین یعنے بہت سے علمار نے اسکو نکتہ چینی کی نظر سے دیکہا ہے۔ مترجم

(غزوات) یعنے جنگون کے حالات مین تبحر حاصل کرنا چاہیے گا وہ محمد بن اسحٰق کا عیال ہوگا اور جو شخص نحو مین
بلکہ پیدا کرنا چاہے گا وہ کسائی کا عیال ہوگا اور جو شخص تفسیر مین کمال پیدا کرنا چاہیے گا وہ مقاتل بن سلیمان کا عیال
ہوگا۔ امام شافعی کا کلام پورا ہوا۔ اور امام ابوحنیفہ مشار الیہ سے حکایت کی جاتی ہے کہ اس خلیفہ کے قید مین انکی
وفات ہوئی کیونکہ انہون نے منصب قضارت کو قبول نہین کیا جسکو وہ اُن کے سپرد کرنا چاہتا تھا ان کے
اسی انکار کے سبب سے وہ اُن کو ہر روز دس کوڑے لگواتا تھا یہ بھی کہا گیا ہے کہ انکو زہر دیا گیا تھا ۱۵۰ھ م
۷۶۷ء مین انکی وفات ہوئی۔

پھر ان کے بعد امام محمد بن ادریس بن العباس بن عثمان بن شافع القرشی کا مذہب رائج ہوا۔ امام موصوف
شافعی کے نام سے مشہور ہین مامون رشید خلیفہ عباسی کے زمانہ مین ۱۵۰ھ ہجری م ۸۱۹ء مین انکی
وفات ہوئی

ان سب کے آخر مین امام احمد بن حنبل بن ہلال بن اسد الشیبانی نے اپنا مذہب قائم کیا جو حنبلی کے ص ۳۵۳
نام سے مشہور ہے انکی وفات خلیفہ متوکل علی اللہ عباسی کے عہد مین ۲۴۱ھ م ۸۵۵ء مین ہوئی۔

فقہ مین یہ چار مذہب معتبر ہین انمین سے ہر ایک مذہب کی ایک ایک جماعت پیرو ہے اور ممالک
اسلامیہ مین جا بجا یہ جماعتین پھیلی ہوئی ہین اور یہ سب جماعتین سنت والجماعت کہلاتی ہین ممالک اسلامیہ مین
ان کے لیئے مدارس اور خانقاہین اور زوایا[1] اور ربط بنائے گئے ہین۔ اگر ان مذاہب کے علاوہ کوئی شخص
دوسرا مذہب اختیار کرتا ہے تو اسکو کوئی نہین مانتا۔ اور نیز جو شخص ان مذاہب کا مقلد نہین ہوتا نہ اسکو
عہدۂ قضارت دیا جاتا ہے اور نہ اسکی شہادت قبول کی جاتی ہے اور نہ اسکو خطبہ خوانی اور پیش نمازی کی
خدمت ملتی ہے اور نہ درس و تدریس کی اسکو اجازت دیجاتی ہے۔ کیونکہ ان مذاہب اربعہ کے امامون نے
اور اُن کے مقلد علمار نے علم فقہ مین بڑی کوشش کی ہے اور ہر ایک بات مین نہایت موشگافی کے ساتھ
تمام جزئیات کو بیان کر دیا ہے۔ اور ان سب مسائل کو تین ابواب مین مرتب کیا ہے۔ اول عبادات
یعنے اللہ تعالیٰ کے حقوق آدمیون پر۔ دوسرے بیوع یعنے وہ حقوق جو لوگون کے معاملات خرید و فروخت
مین پیدا ہوتے ہین۔ تیسرے فرائض یعنی زندون کے حقوق مردون کے مال مین۔

جب خلیفہ ہارون رشید کے زمانہ مین ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم بن حبیب الانصاری امام ابوحنیفہ
کے شاگرد جو بڑے فقیہ اور عالم تھے منصب قضارت پر مامور ہوئے تو اُن کو قاضی القضاۃ کہا جاتا تھا اس

---

[1] زوایا زاویہ کی جمع ہے اور زاویہ کے معنی گوشہ کے ہین اور ربط کے معنی سرائے کے ہین۔ مترجم

لقب سے وہ سب سے پہلے موسوم اور ملقب ہوئے ہین۔ امام ابو یوسف ہی نے علما کے لیئے یہ لباس ایجاد کیا جسکو آجتک علما استعمال کرتے ہین اس سے پہلے علما کے اور عوام کے لباس مین کوئی وضع باعث امتیاز نہین تھی ۱۸۲ھ مین انکی وفات ہوئی۔

فصل سیوم

دفاتر کی تدوین اور بعض مالی ترتیبات کے بیان مین

ابن خلدون مغربی غنیمتون کی مقدار کو جو ظہور اسلام کے بعد سواروں کو فتوحات مین ملا کرتی تھین بیان کرتا ہے کہ ایک سوار کو بعض غزوات (لڑائیون) مین تین ہزار سونے کے سکہ ملا کرتے تھے اور انکی عادت تھی کہ خلفا ان کو غنیمت کے مال سے خمس یعنے پانچوان حصہ بھیجا کرتے تھے تاکہ وہ اسکو مصالح عامہ مین صرف کرین ان غنیمتون وغیرہ سے جو مال آتا تھا خلفائے موصوف ابتدائے اسلام مین اہل بیت اور صحابہ اور مہاجرین اور انصار پر تقسیم کرتے تھے اور ان لوگون کو بھی دیتے تھے جو غزوات مین شریک ہوتے تھے۔ اور خلفائے موصوفین اپنی ذاتون پر خصوصیت کے ساتھ زیادہ تقسیم نہین کرتے تھے بلکہ بعض اوقات تو دوسرون سے بھی ان کو کم حصہ ملتا تھا۔ چنانچہ بیان کیا جاتا ہے کہ امیر المومنین عمر بن الخطاب رضہ اپنے لباس مین چمڑے کا پیوند لگاتے تھے جب آپ کے پاس ابو ہریرہ رضہ بحرین سے مال لیکر آئے تو آپ نے ان سے پوچھا کہ ای ابو ہریرہ تم نے کس قدر مال لایا ہے تو انہون نے کہا کہ پانچ لاکھ درہم مجھے ملے ہین حضرت عمر رضہ کو یہ مال بہت زیادہ معلوم ہوا اور تعجب سے ان سے پھر پوچھا کہ تم کیا کہتے ہو تو انہون نے کہا سو ہزار پانچ مرتبہ تکرار کے ساتھ۔ یہ سنکر حضرت عمر رضہ منبر پر چڑھے اور یہ فرمایا ای لوگو ہمارے پاس بہت سا مال آیا ہے اگر تم چاہو تو تم کو ناپ دیا جاتا ہے اور اگر کہو کہ گن دو تو گن دیا جاتا ہے جب اسکی تقسیم مین آپ کو ایک بڑا وقت صرف کرنا پڑا اور اس سے دوسرے کامون مین حرج ہوتا ہوا معلوم ہوا تو آپ نے ہرمزان فارسی کو طلب فرمایا تاکہ وہ اسکی تقسیم مین کوئی عمدہ مشورہ بتائے ہرمزان آیا اور کہا کہ ہمارے ہان ایک حساب کا طریقہ ہے جسکو ہم لوگ ماہ روز کہتے ہین یعنے مہینون اور دنون کا حساب۔ پس ان لوگون نے اس کلمہ کو معرب کرکے موزخ کہا پھر اسکو تاریخ کے لیئے مناسب جانا اور اسکا استعمال کرنے لگے۔ اس لیئے کہ بعد مین ان کو یہ بھی خیال ہوا کہ اپنی سلطنت کا ابتدا زمانہ ہجیرائین تو سب کا اسپر اتفاق ہوا کہ اس زمانہ کو ابتدائی تاریخ ہجیرائین جبکہ جناب رسالت مآب صلعم نے

ہجرت کرکے مدینہ مین سکونت اختیار کی۔

صہ ۳۵۵ اس کے بعد خلیفہ مشار الیہ نے ہرمزان کے مشورہ سے بیت المال قائم کیا۔ آپ ہی نے سب سے پہلے عام دفاتر کو اور فوجی دفاتر کو مدون اور مرتب کیا جیسا کہ ممالک فارس مین کیا جاتا تھا۔ ان دفاتر پر قریشیون سے کتّاب مقرر کیے۔

دیوان فارسی لفظ ہے جو دیوانہ سے ماخوذ ہے جس کے معنی مجنون کے ہین اور دیوان (دفتر) کو جو اس نام سے موسوم ہوا ہے اُسکا سبب جیسا کہ بیان کیا گیا ہے یہ ہے کہ فارس کے ایک بادشاہ نے اپنے دفتر کے کتاب کو دیکھا وہ اپنے حسابی معاملات مین ایسے مستغرق تھے کہ اپنے مین آپ باتین کر رہے تھے کسیکو دیکھتے تک نہ تھے یہ دیکھ کر بادشاہ نے کہا یہ دیوانہ ہین یعنے مجنون ہین۔ کثرت استعمال سے اُن کے بیٹھنے کی جگہ کو دیوان کہنے لگے اور لفظ دیوانہ سے ہائے ہوز حذف ہوگئی۔ بعض کہتے ہین کہ فارسی مین دیوان شیطان کا ایک نام ہے واحد کو دیو کہتے ہین اور الف ونون جو اسمین زیادہ کیا گیا ہے وہ جمع کے لیے ہے کاتبون کو اس نام سے اس لیے موسوم کیا گیا کہ وہ اپنے کام اور اعمال مین بہت جلد سمجھتے ہین اور جو چیز متفرق ہوجاتی ہے وہ اسکو فوراً جمع کر لیتے ہین۔

سب سے پہلے مہر کرنے کا دفتر اور مراسلات کی حفاظت کا انتظام معاویہ بن ابی سفیان رضہ نے قائم کیا اس سے قبل مراسلات پر مہر کرنے کا انتظام اور اسکی نگرانی احتیاط کے ساتھ نہین ہوتی تہی۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ معاویہ رضہ نے عمر بن الزبیر کو زیاد کے پاس کوفہ مین ایک لاکھ نقد سکہ کا حکم لکھدیا اس نے راستہ مین خط کو کھولا اور بجائے ایک لاکھ کے دو لاکھ بنا دیا۔ جب زیاد نے معاویہ کے پاس حساب بھیجا تو انھون نے دو لاکھ کی رقم سے انکار کیا جب عمر کا جعل معلوم ہوا تو انھون نے اسکو قید کیا اور اس وقت سے انھون نے مراسلات اور احکام کی حفاظت کے لیے مہر کرنے کا اہتمام اور انتظام نہایت احتیاط کے ساتھ مقرر کیا۔

اور نیز معاویہ بن ابی سفیان رضہ نے ممالک اسلامیہ مین پٹہ خانہ قائم کیے اور یہ ۴۲ھ م ۶۶۲ء کا ذکر ہے مقریزی کو اسمین خلاف ہے وہ کہتا ہے کہ محمد مہدی عباسی نے پٹہ خانہ قائم کیا اور اس نے مکہ۔ مدینہ اور یمن مین اسکو قائم کیا ہے۔

لیکن دفتر خراج یعنی مالگذاری کا دفتر دمشق مین رومی زبان مین تھا خلفائے امویین کے زمانہ تک اسی حال پر رہا جب عبدالملک بن مروان خلیفہ ہوا تو اس کے حکم سے ابو ثابت سلیمان بن سعد کاتب الرسائل نے عربی زبان مین ترجمہ کر دیا اور روم کے کاتبون کو معزول کر دیا۔ اس دفتر مین معاویہ رضہ کے زمانہ مین جو شخص

کتابت کرتا تھا اُس کا نام سرجون بن منصور تھا جو نصرانی مذہب کا تھا پھر اُس کے بعد اس کا بیٹا منصور یہ کام کرنے لگے۔

دیوان عراق فارسی زبان مین تھا اور حجاج بن یوسف الثقفی معاویہؓ کی طرف سے عراق کا عامل تھا لیکن فارس کے کاتب اسکو عربی زبان مین کر دینے سے مانع ہوئے۔

ص ۳۵۶ پھر جب عبداللہ المامون عباسی خلیفہ ہوا تو اُسنے بغداد مین اور نئے دفاتر قائم کیے اور اپنی ڈیوڑھی مین ایک بڑا مکان تعمیر کر دیا اور پھر اسمین متعدد کمرے بنائے۔ کسی مین کتابت ہوتی تھی کسی مین معاملات ہوتے تھے اور کسی مین حساب ہوتا تھا اور کسی مین انشا یعنے مسودات لکھنے کا کام ہوتا تھا اور کسی مین خزانہ دار وغیرہ کی مجلس تھی ہر ایک مجلس کے لیئے کاتب مقرر تھے لیکن سب مشترک رہتے تھے اور انکی غفلت کے وقت اکثر وہ خود چشم نمائی کرتا اسی واسطے عمال ہمیشہ اُس سے ڈرتے رہتے تھے۔

ابتداے اسلام مین دفاتر کا طرز تحریر اس طرح پر تھا کہ جو کتابت صحیفون مین کیجاتی تھی اُسکو لپیٹ کر رکھتے تھے جب بنی امیہ کا زمانہ ختم ہوگیا اور عبداللہ السفاح عباسی خلیفہ ہوا تو اُسنے خالد بن برمک کو ابوسلمہ حفص بن سلیمان الخلال کے بعد وزیر بنایا۔ اس وزیر نے اشلہ کو جو محکمون مین رکھواتا تھا وہ ہرن کے چمڑون پر لکھے جاتے تھے اور دروج یعنے لپیٹنے کے طریقہ کو موقوف کر دیا۔ جب اسکا پوتا جعفر بن یحیی برمکی ہارون رشید کے زمانہ مین وزیر ہوا تو اُسنے کاغذ بنوایا اور پھر تو لوگون نے اسکا استعمال شروع کیا ابن خلدون مغربی کہتا ہے کہ کاغذ بنانے کے لیے جس نے اشارہ کیا وہ فضل بن یحیی ہے جو جعفر برمکی کا بھائی تھا۔

روایت کی جاتی ہے کہ اہل عرب قدیم زمانہ مین تحریر مین قدیم حروف تہجی لکھا کرتے تھے جنکی شکل مسامیر (میخہاے آہنی یعنے گل میخون) سے مشابہ تھی جنکو آثار قدیمہ کے محقق علما حروف پرسپولیسیہ کہتے ہین یعنے قدیم فارسی حروف پھر یہ حروف خط حمیری سے بدل گئے یہ وہ خط ہے جو تبیلہ حمیر سے منسوب ہے جن کے حروف کو حمیری لوگ علیحدہ علیحدہ لکھتے تھے[1] (دیکھو مقالہ اول کی پہلی فصل جسمین اصلی عربون کے خط اور اُسکے اقسام کا بیان ہے) پھر بعد مین یہ حمیری خط انبار کے خط کی صورت مین منتقل ہوا اور انبار سے حیر کی طرف اور حیرہ سے اہل طائف اور قریش نے اسکو نقل کیا چونکہ وہ بدوی حالت مین تھے اُنکا خط ابتدائی اسلام مین اچھی صورت پر نہین تھا۔

بعد اسلام کے اکثر مورخین عرب کا خیال ہے کہ سب سے پہلے لغت عربی کو اسمعیل بن ابراہیم خلیل نے

[1] جطرح انگریزی وغیرہ حروف علحدہ لکھے جاتے ہین۔ مترجم

لکھا بعض کہتے ہین کہ اہل عرب حضرت ایوب صدیق ع کے زمانہ سے کتابت جانتے تھے - اس رائے
کے ساتھ بعض اہل فرنگ (یورپین) اور متاخرین محققین کلیتہ اتفاق کرتے ہین - بعض کہتے ہین کہ گمان غالب یہ ہے
اور اس سے انکار نہین کرنا چاہیئے کہ عربون کے قدیم خاندانون مین زمانہ قدیم مین علوم اور معارف طبیعی اور ملکی اور
نظم شعر ضرور رہی تھا اور اسپر استدلال یہ ہے کہ حضرت ایوب ع جنکا اوپر ذکر کیا گیا ہے وہ اور ان کے اصحاب ص۳۵
جو حضرت عیسٰی ع سے تقریباً (۱۵۷۰) برس قبل تھے اُن کے مخاطبات پائے گئے ہین اور بعض اور لوگ کہتے ہین
کہ اہل یورپ کے تمام فضلاء کا (جنھون نے دیانت سے بلاغت کا امتیاز کیا ہے) اسپر اتفاق ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام
شعر کہنے مین اومیروس یونانی شاعر اور شکسپیر انگریزی شاعر سے یقیناً افضل مرتبہ کے ہین ان اخیر کے دو شاعرون کی
نسبت باوجودیکہ اُن کا یہ اعتقاد ہے کہ یہ دونون تمام مخلوق خدا مین اشعر ہین یعنے بڑے اعلی درجہ کے شاعر
ہین لیکن حضرت ایوب ع کو ان دونون پر فوقیت ہے کیونکہ ان کے صحیفہ بالاجماع قدیم مانے گئے ہین - انہین لوگون
مین بعض کا یہ خیال ہے کہ ان صحیفون کی اصل عربی مین تھی ان کو موسی علیہ السلام نے عبرانی زبان مین نقل کیا لیکن
اسکی اصل عربی اس زمانہ مین مفقود ہے اسیوجہ سے ٹھیک طور پر یہ بات نہین مانی جاتی کہ آیا وہ لغت حمیری
مین تھے یا لغت مضر مین - موجودہ عربی لغت کے آداب مین ان امور کو منضم کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ
جاہلیت کے عربون کو اسمین ایک سلیقہ تھا اور اکثر لوگون کے پاس اس امر کو ترجیح دیجاتی ہے کہ قدیم عرب صنعت
کتابت کو خوب جانتے تھے لیکن انکی قدیم کتابون سے کوئی چیز باقی نہین رہی - جیسا کہ یونانی لغت کی قدامت اور
اُس کے آداب کا استدلال اومیروس شاعر مذکور کے اشعار سے کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ وہ لغت
(زبان) اس شاعر کے ظہور سے قبل ادب کی مولفہ کتابون مین موجود تھی لیکن جب وہ لوگ مٹ گئے تو
اُن کے اخبار بھی مٹ گئے عربون کا بھی یہی حال ہوا ہے -

ابن خلدون طبری سے نقل کرکے کہتا ہے کہ قحطن بن ارام کے بیٹے طائف مین رہتے تھے وہ اپنے خاندانون
کے ساتھ ہلاک ہوگئے - ابن خلدون کے علاوہ دوسرے لوگ یہ کہتے ہین کہ عربی خط مین سب سے پہلے
انہون ہی نے خطوط لکھے لیکن اس قسم کے اقوال محققین کے نزدیک مردود ہین اور وہ اس بات کو صحیح
جانتے ہین کہ ایک شخص جسکو مرامر بن مرۃ اور مرہ بھی کہتے ہین وہ قبیلہ طے سے تھا بعض کہتے ہین کہ بنی مرہ
سے تھا جو اہل انبار سے تھے اُسنے کتابت کو پہلے انبار مین داخل کیا - اور پھر یہ صنعت عربون مین پھیلی -
اور عربون مین یہ مثال مشہور رہے - "انا خدش الخدش انوش" یعنے سب سے پہلے انوش نے لکھا - اس مثال
مین خدش کے معنی اثر اور علامت کے ہین اور انوش آدم علیہ السلام کے پوتے یعنی شیث علیہ السلام کے بیٹے
کا نام ہے - یعنی انوش نے سب سے پہلے لکھا اور مکتوب مین اثر خط قائم کیا - یہ مثال کسی قدیم چیز کی نسبت

دیجاتی ہے۔ اس سے خط عربی کی مراد نہین لی جاتی۔ عربون مین اسکا رواج اور شہرت تو زمانہ اسلام سے کچھ ہی پہلے ہوا ہے۔ کیونکہ جسوقت یہ دین (مذہب) آیا بعضے پیدا ہوا تو تمام یمن مین کوئی شخص لکھنے پڑھنے والا نہین تھا اور اسپر اسلام کے تمام محققین کا اتفاق ہے۔ حمیریون مین صرف ایک خط مروج تھا جسکو مسند کہتے تھے یہ لوگ اس خط سے جو الفاظ اور عبارت لکھتے تھے اُس کے حروف الگ الگ ہوتے تھے اور عام لوگون کو یہ سکھاتے ہی نہین تھے اور اسی وجہ سے کوئی شخص بغیر اُنکی اجازت کے نہین سیکھ سکتا تھا۔ سلاطین تبابعہ کے زمانہ مین جبکہ وہ شہری ہوگئے اور اُنمین دولت مندی آگئی تو اس خط مین بہت ترقی ہوئی اور اسکی شکل وصورت بہت خوشنما ہوگئی۔ پھر یہ خط حیرہ کی طرف منتقل ہوا کیونکہ یہان آل منذر کی سلطنت تھی جو تبابعہ کے نسبی اور عصبی رشتہ دار تھے اور جو کہ عراق کے ملک مین نئے ملک کے بانی تھے لیکن ان کے یہان خط خوشنما صورت پر نہین آیا جیسا کہ تبابعہ کے پاس تھا پھر حیرہ سے اہل طائف اور قریش نے اسکو سلسلہ کے ساتھ مرامر من سے جیسا کہ اوپر گزرا حاصل کیا۔ ص۳۵۸

زید بن ثابت کی حدیث مین ہے کہ جس وقت اُنکو حضرت ابوبکر رضہ نے قرآن کے ایسے طور پر جمع کرنے کا حکم دیا کہ واضح طور پر اُس کے نقوش کتابت دلالت کرین تو اُس وقت اُن کے پاس کتابت کے آلات نہین تھے چنانچہ زید بن ثابت کہتے ہین کہ مین نے اُسکو کھجور کی شاخون پر اور سفید پتلے پتھرون اور کجاوے کے اوپر لکھنے لگا۔ زوزنی کہتا ہے کہ وہ لوگ کپڑون پر روغن دیتے تھے اور اُسپر پالش کرکے لکھتے تھے اور اسکو وہ لوگ مہرق کہتے تھے اسکی جمع مہارق ہے اور یہ لفظ معرب ہے مہرہ کردہ کا جو کہ فارسی ہے مجاج سے پہلے اہل عرب لکھنے کے کاغذ سے ناواقف تھے مجاج ہی نے سب سے پہلے کاغذ پر لکھا ہے۔

بعد اس کے کہ عربون نے شہرون کو فتح کیا اور ممالک پر قابض ہوئے تو اُن کو کتابت کی حاجت پڑی تو انہون نے خط کا استعمال کیا اور اسکی صنعت کو طلب کیا اور حمیری خط کو کوفی خط کی شکل سے بدل دیا اور اُس کے لئے حرکات ایجاد ہوئین اور نقطہ وضع کیے گئے تاکہ متشابہ حروف مین تمیز ہو جیسا کہ اسکی طرف ہماری کتاب زبدۃ الصحائف فی اصول المعارف کے صفحہ (۷) مین اشارہ کیا گیا ہے اس کے بعد اس خط کی صورت اچھی ہوگئی مگر پھر بھی اعلی درجہ پر نہین پہونچا۔

اسیطرح جب عرب ممالک مغرب مین پھیلے اور افریقہ اور اندلس کو فتح کیا تو ابوجعفر منصور عباسی شہر بغداد کا حاکم ہوا اور یہ شہر دار الاسلام اور علوم عربیہ کا مرکز قرار پایا جیسا کہ پانچوین مقالہ کی پہلی فصل مین بیان کیا گیا ہے اس وقت بغدادی خط ایجاد ہوا۔ اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ایک شخص جسکو شیخ علی بن ہلال سمسانی کہتے تھے عربی حروف تہجی کو جوڑ دیکر ملایا جسکی آجتک کتابت مین وہی ہیئت ہے اس سے پہلے حروف الگ الگ لکھے

صد ۳۵۹ جاتے تھے۔ بعض اور لوگوں کا بیان ہے کہ کوفی خط کو اس موجودہ اور مستعمل صورت میں سب سے پہلے شخص مذکور الصدر کے شاگرد ابوعلی محمد بن علی بن الحسین نے نقل کیا جو ابن مقلہ کے نام سے مشہور ہے یہ شخص خلیفہ مقتدر باللہ العباسی کا وزیر بھی تھا اور حسن خط میں اسکی مثال بھی دیجاتی ہے اور جس شخص کے حسن خط میں مبالغہ کیا جاتا ہے تو یہ کہتے ہیں اُجود من ابن مقلہ یعنے ابن مقلہ سے زیادہ عمدہ لکھنے والا ۳۲۸ھ م ۹۳۹ء میں اسکی وفات ہوئی[1] جو شخص اس مضمون کو شرح وبسط سے دیکھنے کا طالب ہو تو اسکو چاہیئے کہ ہماری مذکورہ بالا کتاب کے صفحات ۱۱۲ تا ۱۲۵ کا مطالعہ کرے۔ خلافت عربیہ کے تدوین دواوین کا یہ بیان تھا۔

ترتیبات مالی کا حال جو کہ اس زمانہ میں رائج تھا وہ اسیطرح پر تھا جسطرح کہ عمر بن الخطاب رض کے زمانہ میں تدوین دواوین کی ابتدائی حالت تھی۔ سب سے پہلے خلیفہ ممدوح ہی نے مالگذاری اور بعض دوسرے ٹیکس کی ترتیب کی بناڈالی۔ بعض عربی مولفین (مصنفین) کہتے ہیں کہ خلیفہ ممدوح نے فردہ[2] کے طریقہ کو جو فی کس لیا جاتا تھا موقوف کر دیا اور بجائے اس کے تجارت میں کمس[3] قائم کیا پس ہر تاجر سے خواہ وہ مسلمان ہو یا عیسائی یا حربی بہ لحاظ اختلاف مدارج کے مختلف طور پر محصول لیا جاتا تھا اور حربی تاجروں سے عشر یعنے ان کے مال کا دسواں حصہ لیا جاتا تھا۔ غلاموں اور مویشی پر بھی ٹکس قائم کیا۔

اور آپ نے جزیہ کی مقدار بھی جو ذمیوں سے لیا جاتا تھا معین کر دی۔ اسکا خلاصہ جو کہ مورخوں نے بیان کیا ہے یہ ہے کہ خلیفہ ممدوح نے اپنے عامل عثمان بن حنیف کو جو بصرہ میں تھا جزیہ کی مقدار معین کر کے لکھ بھیجا مال دار یعنے تونگر پر اڑتالیس[4] درہم مقرر کیئے۔ ان سے کم حیثیت والوں پر چوبیس[5] درہم مقرر کیئے ان سے بھی کم مقدور والوں پر دس[6] درہم قرار دیئے۔

---

[1] اکثر تاریخ دان ابن مقلہ کو متعارف آٹھ خطوں میں سے چھ قسم کے خطوں کا موجد اور مخترع خیال کرتے ہیں اور عباسیوں کے بیسویں خلیفہ نے ۳۲۶ھ ہجری میں ایک جرم پر ابن مقلہ کا ہاتھ کٹوا دیا اس کے بعد وہ اپنے ساعد پر قلم کو باندھ کر کتابت کرتا تھا۔ اور ۳۲۷ھ ہجری میں اسکی زبان بھی کاٹی گئی اور قید کیا گیا اور اسی قید میں وہ مر گیا۔

ابن مقلہ کے حالات میں یہ ایک نادر واقعہ ہے کہ وہ تین خلیفوں کا وزیر رہا اور مدت العمر میں اس نے تین مصنف مجید لکھے اور تین دفعہ اس کو سفر کا اتفاق ہوا اور تین جگہ دفن ہوا۔ مترجم ماخوذ از رسالہ مذکرہ عطاطان۔

[2] یہ بھی ایک قسم کا محصول تھا۔ مترجم

[3] کمس محصول کرو ٹگیری یعنے چنگی۔ مترجم

یہ مذہب ابوحنیفہ کا اور احمد بن حنبل کا ہے اور امام شافعی کے دو قولون مین سے ایک قول ایسا ہی ہے پھر فقہاء یہ بھی کہتے ہین کہ امام (وقت) کو عمر بن الخطاب رضہ کی مجوزہ اور مقرر کردہ مقدارین بڑہانیکا اختیار ہے لیکن اسکو اس سے کم مقدار کرنے کا اختیار نہین ہے۔ عورتون۔ غلامون۔ بچون اور مجانین پر جزیہ نہین ہے یعنے یہ لوگ اس سے مستثنیٰ ہین۔

اور نیز خلیفہ ممدوح نے سواد عراق مین فی جریب (زمین مزروعہ) پر ایک صاع مقرر کیا یعنے (آدہ سیر) خواہ وہ جو ہون یا گیہون ہون۔

آپ نے یہ بھی قانون وضع فرمایا تھا کہ جس کسی کی کوئی زمین ہو اگر تین سال تک وہ اسکو آباد نہ کرے اور دوسرے لوگ اسکو آباد کرین تو موخر الذکر لوگ اس کے زیادہ مستحق ہین۔ ص ۳۶

اور دریائے نیل کو جون عرب سے خلیج قلزم کے واسطے سے ملایا جیسا کہ اس کام کو بطلیموس اور فراعنہ اور طرایانوس نے کیا تہا۔ مصر کی تہائی آمدنی کو پلون کے بنانے اور نہرون وغیرہ کے لانے کے لیے جس سے زمین سیراب ہو سکے خاص کر دیا تھا۔

جب ان کے بعد عثمان بن عفان رضہ خلیفہ ہوئے تو لوگون کو مقطعہ اور جاگیرین دینا شروع کین اور اراضی کے فروخت کرنے کی بھی اجازت دی (اس بیان مین خلاف ہے)

عبدالملک بن مروان نے اپنی خلافت مین حجاج کو جو بصرہ مین اسکی طرف سے عامل تھا درہم اور دینار کے مسکوک کرانے کا حکم دیا۔ اس کا استعمال اسلامی دنیا مین ۷۶ھ م ۶۹۵ء عرمین ہوا اس سے پہلے چاندی اور سونے کے تلے ہوئے ٹکڑون سے یعنی خاص وزن کے ٹکڑون سے معاملات ہوتے تھے۔

ابوعبداللہ محمد المہدی خلیفہ عباسی کے عہد مین دکانون پر خراج (محصول) لگایا گیا زمانہ اسلام مین یہ کام اسی کا ایجاد کیا ہوا ہے۔

مقالہ دہم

عربون کے آداب عربی لغت کے وضع کرنے مین اور بعد اسلام کے انکا قدیم فلسفی علوم کو طلب کرنے کا بیان

اس مین چھ فصلین ہین

فصل اوّل

لغت عربی کے وضع کرنیکے آداب اور اُسکے اسباب کا بیان

صـ۳۶۱ یہ بات مخفی نہین ہے کہ اہل عرب زمانہ جاہلیت مین بڑی ہی عمدہ فکر اور فصیح اللسان اور سریع الفہم تھے اُنکی یہ فصاحت طبعی تھی یہان تک کہ وہ ارتجالا (یعنے بغیر تامل اور غور کے) شعر کہتے تھے چنانچہ اس امر کی طرف اس کتاب کے متعدد مقامات مین اشارہ کیا گیا ہے اور چونکہ اُن کو اور دوسرے اشغال کم تھے اسیواسطے وہ زیادہ تر اپنی ہمتون کو اپنی لغت (زبان) کی طرف مصروف رکھتے تھے اور اسمین اُن کو بڑا ہی تفنن تھا اور اس خاص باب مین اُس کے ہر ایک پہلو پر اُن کو کمال حاصل تھا اور جہان تک اُن کے دماغ اُس کی تہذیب مین مدد دیسکتے تھے اُنہون نے اُس سے کام لیا چنانچہ وہ اس کے ہر ایک حکم (قاعدہ) مین ایک عمدہ وجہ (دلیل) قائم کرتے تھے کہ جسکی صحت کو عقل بھی قبول کرے۔ پس اُنکی زبان باعتبار الفاظ کے منقولی قرار پاتی ہے اور باعتبار احکام (قواعد) کے معقولی ثابت ہوتی ہے۔

صـ۳۶۲ عربون مین جن قبیلون کی زبان باجنکی عربیت قابل وثوق ہوسکتی ہے وہ سات قبیلہ ہین یعنے قریش ہذیل۔ ہوازن۔ کنانہ۔ بنوتمیم۔ قیس۔ غیلان اور یمن ان قبیلون کے لوگ عربون مین درجہ وسط کے ہین۔ دوسرے قبیلون کی لغات (زبان) چونکہ وہ عجمیون سے مخلوط ہین معتبر نہین ہے۔ یہ ہی کہا گیا ہے کہ جن قبیلون کی عربیت قابل وثوق ہے وہ یہ ہین بنوقیس۔ تمیم اور اسد اور بعض قبیلے کے لوگ بھی ان مین داخل ہین۔ حاصل یہ ہے کہ اسلام کے پیشتر عربون کی لغت (زبان) کی اصلی دو شاخین تہین۔ ایک قریش کی زبان اور دوسری حمیر کی۔ پہلی شاخ کی زبان مکہ اور اُس کے اطراف مین بولی جاتی تہی۔ اور دوسری شاخ کی زبان یمن مین مستعمل ہوتی تہی جب قرآن لغت (محاورہ یا زبان) قریش مین نازل ہوا تو یہہ محاورہ لغت حمیر پر غالب ہوگیا اور وہ مکالمات اور تالیف اور اشعار مین متداول ہوگیا۔

مکالمات اور تالیف اور اشعار مین متداول ہونے سے یہ مطلب ہے کہ باقی لغات (محاورات) کا باعتبار قواعد اور اصول کے تحریر مین حصر ہوجانا ہے اور یہ امر زبانی بول چال مین مقصود نہین اس لیئے کہ ظہور اسلام کے بعد تمام قبیلون کی زبانین اُن قبیلون کی زبانون سے جنکی عربیت پر وثوق تھا مخلوط ہوگئین۔ اور یہ خلط ملط عجمی لغات کے سبب سے ہوا جو کہ اسمین مل گئے تھے۔ پس اسوجہ سے عربی لغت مین فساد پیدا ہوگیا

اسی بناپر اُسکی حفاظت کے لیئے تالیفات اور قواعد کی ضرورت داعی ہوئی تاکہ وہ ضائع نہ ہوجائے ۔

قرآن شریف جو دین اسلام کی بنیاد ہے حضرت خلیفہ اول ابوبکر رضہ کے زمانہ تک صحف مین موجود نہین تھا یعنے وہ لکھا نہین گیا تھا بلکہ وہ حافظون کے اذہان اور قوت حافظہ مین محفوظ تھا جسکو اُنہون نے آنحضرت صلعم کے منہ سے سنا تھا خلیفہ ممدوح نے اسکو کتاب کی صورتمین جمع کرنے کا ارادہ اور اہتمام کیا اور یہ کام خلیفہ دوم حضرت عمر بن الخطاب رضہ کے اشارہ سے ہوا - اور یہ کام نہایت ٹھیک بھی تھا کیونکہ اس بات کا خوف تھا کہ جو لوگ اُس کے حافظ اور قاری تھے اُن کے مرجانے یا جہاد مین قتل ہوجانے سے یہ گم ہوجائے - پس اُنہون نے زید بن ثابت کو جیسا کہ اسکی طرف اشارہ کیا گیا ہے جمع کرنے کا حکم دیا چنانچہ سورۃ توبہ کے آخری حصہ پر بحث ہوتی رہی یہان تک کہ وہ باقی حصہ ابوخزیمۃ الانصاری کے پاس سے ملا جو اور کسی کو یاد نہین تھا اگر خلیفہ ممدوح جلدی سے اس کے جمع کرنیکا اہتمام نہ فرماتے تو اسلام مین اُس کے اکثر حصہ کے فقدان سے ایک مصیبت پیدا ہوجاتی ۔

پھر خلیفہ سوم حضرت عثمان بن عفان رضہ کی خلافت مین حافظون کے مابین قرارت مین اختلاف واقع ہوا - حذیفۃ بن الیمان نے اُن کو اُسکی اطلاع دی تو اُنہون نے زید بن ثابت مذکور - عبداللہ بن زبیر - سعد بن العاص اور عبداللہ بن الحارث بن ہشام کو حکم دیا کہ صحف مذکورہ کو صحائف مین جمع کرین - اور حضرت عثمان رضہ نے ان تین قریشیون سے کہا کہ جب تم مین اور زید بن ثابت مین اختلاف ہو تو زبان قریش مین اُسکو لکھو کیونکہ قرآن اُنہین کی زبان مین اُترا ہے پس اُنہون نے ایسا ہی کیا - قاسم بن معن کہتا ہے کہ قریش اور انصار کی زبان مین اختلاف نہین ہے البتہ تابوت کے لفظ مین اختلاف ہے قریش اس لفظ کو تا قرشت سے پڑھتے ہین اور انصار ہا ہوز سے - جب قرآن شریف مصاحف (متعدد نسخون) مین لکھا گیا تو عثمان بن عفان رضہ نے ان کو حافظون کے سامنے جنکو پہلے سے یاد تھا پیش کیا اور ہر ایک جانب مین ایک ایک نسخہ کو بھیجا اور حکم دیا کہ ان کے سوائے اور جو نسخہ ہین وہ جلادئے جائین - سورہ احزاب کی ایک آیت گم ہوگئی تھی جب اسکی جستجو کی گئی تو خزیمۃ بن ثابت الانصاری کے پاس مل گئی اور اُسکو سورہ احزاب مین داخل کیا ۔ ص ۳۶۳

ابن خلدون کہتا ہے کہ ابتدائے اسلام مین عربی خط کی حالت اور اسکی صورت زیادہ عمدہ نہین تھی کیونکہ اُس وقت تک عربون مین بداوت اور وحشت قائم تھی کیونکہ وہ صنائع سے بہت دور تھے اسی واسطے قرآن شریف کے رسم الخط مین جس رسم الخط سے کہ اُسکو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے لکھا تھا نقائص باقی رہگئے جیسا کہ خوشنویسون کا رسم الخط ہے ۔

ابن خلکان ابوعمرو بن العلاء التمیمی المازنی البصری کے ترجمہ مین لکھتا ہے اور اُس کا بیان یہ ہے کہ مجھ سے قتادۃ السدوسی نے حدیث بیان کی اور کہا کہ جب قرآن شریف لکھا گیا اور وہ عثمان بن عفان رضہ کے سامنے

پیش کیا گیا تو انہون نے کہا کہ اسمین ایک قسم کا لحن ہے اور اہل عرب اسکو اپنی زبان مین داخل کر لینگے - اسی ابن خلکان نے ابو الحسن بن عبد اللہ بن سعید العسکری کی کتاب التصحیف سے نقل کیا ہے اور کہتا ہے کہ لوگ عثمان بن عفان رضہ کے قرآن کو چالیس سے کچھ زیادہ سال تک پڑھتے رہے یعنے عبد الملک بن مروان کے زمانہ تک پھر تصحیف زیادہ ہوئی اور عراق مین شائع ہوئی حجاج بن یوسف کہبر ابا اور جس زمانہ مین کہ وہ بصرہ کا حاکم تھا اپنے عمال کو لکھ بھیجا کہ مشتبہ حروف کیلئے کچھ علامات ٹھیراؤ تو اس کام کو نصر بن عاصم اپنے ذمہ لیا اور اسنے تمیز کے لیے ایک ایک اور دو دو نقطہ مقرر کئے اور ان کے مقامات مین اختلاف کیا یعنے نقطے کہین اوپر لگائے اور کہین نیچے - اور لوگ اسپر عمل کرنے لگے یعنے نقطہ دار لکھنے لگے چونکہ نقطون کے استعمال کرنے سے بھی تصحیف ہوتی تہی - پس انہون نے حرکتون نقطون کا لکھنا اختیار کیا اور جب کسی کلمہ مین پوری دریافت اور تحقیق نہ ہو سکتی تو اسمین تصحیف کا شبہ آجاتا اور اسکو وہ سوائے اس کے کہ لوگون کی زبانی تعلیم و تلقین سے دور کرین اور کوئی چارہ اور قدرت نہین تہی -

صـ۲۶۴

علم نحو کا بیان | ابو الاسود الدؤلی جنکا نام ظالم بن عمرو بن جندل بن سفین ابن جلس بن نفاثہ بن عدی بن الدول بن بکر بن کنانہ تہا کہ ۶۹ سنہ ۶۸۸ عیسوی مین راہی ملک عدم ہوا اسنے زیاد بن ابیہ کی اولاد کو نحو پڑہائی جسکو وہ اس زمانہ مین عراقین یعنے عراق عرب اور عراق عجم کا حاکم تھا اس نے علی بن ابی طالب رضہ سے جو کچھ سیکہا تھا اسکو ظاہر نہین کرتا تھا پس اُس سے زیاد نے درخواست کی کہ وہ کوئی کتاب تصنیف کرے جو دوسرون کے لیے وہ امام (پیشوا) ہو سکے اور جس سے کتاب اللہ عزوجل کی معرفت حاصل ہو سکے اس نے اس سے معافی چاہی - بعد مین کچھ ایسے اسباب پیدا ہوئے کہ اس نے علم نحو کو وضع کیا - ہم اس مقام پر ان اسباب کا ذکر نہین کرینگے مگر وہی امور بیان کرینگے جو مناسب مقام ہین اور جنکو ہم نے اپنی کتاب زبدۃ الصحائف فی اصول المعارف مین بیان کیا ہے -

حکایت کی جاتی ہے کہ اس نے ایک قاری کو ایک روز اس طرح سے پڑہتے سنا "ان اللہ بری من المشرکین و رسولہ" یعنے اسنے رسولہ کے لفظ کو کسرہ کے ساتھ پڑہا یہ سنکر اس نے کہا کہ مین یہ نہین خیال کرتا تھا کہ لوگ اسطرح کی غلطی کرینگے - پس وہ زیاد مذکور کے پاس گیا اور کہا کہ امیر نے جسکو جو حکم دیا ہے اب مین اسکی تعمیل کرنا چاہتا ہون تو میرے پاس کوئی ہوشیار کاتب کو روانہ کر کہ مین جو کہون وہ اس کے مطابق عمل کرے - عبد القیس کے قبیلہ سے ایک کاتب اس کے پاس بھیجا گیا مگر اسنے اسکو پسند نہین کیا پھر دوسرا شخص بھیجا گیا ابو الاسود مذکور نے اس کاتب سے کہا کہ مین تلفظ مین اپنا منہ کہولون تو تو حروف کے اوپر نقطہ لگا دے اور اگر مین تلفظ مین اپنے منہ کو بند کرون تو اس وقت تو حروف کے نیچے نقطہ لگا دے اسنے اس کے مطابق عمل کیا - عاری اپنے ایک حاشیہ مین جو شرح اجرومیہ پر ہے بیان کرتا ہے کہ علی بن ابی طالب رضہ نے اپنی ذات سے جو کچھ جمع کیا تہا وہ ابو الاسود کو دیا اور یہ فرمایا کہ انح ہذا النحو یعنے اس طریقہ پر چل اس وقت سے اس فن کا نام نحو ہو گیا - قائل کا کلام اس مقام پر ختم ہوا -

نحو ایک ایسا علم ہے کہ اس سے اُن الفاظ کی ترکیب جو اصلی معنی مرادی پر دلالت کرتے ہین کلمات کے اواخر کے تغیر کے واسطہ سے معلوم ہوتی ہے اور کلمات کے اواخر کا تغیر اور تبدل اُن عوامل کے اختلاف سے ہوتا ہے جو اُن کلمات پر لفظاً یا تقدیراً داخل ہوتے ہین۔

مناظرات کا بیان | کہا جاتا ہے کہ خلیفہ ابوجعفر المنصور العباسی کے زمانہ مین عبداللہ بن المقفع نے جسکا ذکر آگے آنے والا ہے کلیلہ ودمنہ کی کتاب لکھی یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ کتاب اُسنے نہین لکھی ہے بلکہ وہ فارسی زبان مین تھی اُس نے عربی مین اُسکا ترجمہ کیا۔ البتہ اس کتاب کے شروع مین جو بیان ہے وہ اُسکا کلام ہے۔ ابن خلدون کہتا ہے کہ کلیلہ ودمنہ کی کتاب کا کسریٰ نوشیروان کے زمانہ مین فارسی زبان مین ترجمہ کیا گیا جو کہ بڑا علم اور ذی علم کا دوست تھا۔ اسکو یہودیون کی زبان سے ترجمہ کرایا تھا یہ وہ زمانہ ہے جسمین آنحضرت صلعم کی ولادت باسعادت ہوئی مصنف تذکرۃ الحکم بیان کرتا ہے کہ عبداللہ بن المقفع ابوجعفر منصور عباسی کا مترجم تھا۔ اس نے ابوجعفر مذکور کیلئے منطق کی تین کتابین ترجمہ کین اور نیز اُسنے کتاب فرفریوس الصوری کا ترجمہ نہایت سلیس اور قریب الفہم عبارت مین کیا اور یہ کتاب ایساغوجی کے نام سے زیادہ مشہور ہے۔ اسیطرح کتاب کلیلہ ودمنہ کو ہندی زبان سے فارسی زبان مین ترجمہ کیا۔ اسکی تالیفات سے ایک رسالہ ادب مین اور سیاست مین بھی ہے بادشاہ کی اطاعت کے باب مین بھی اُسنے ایک رسالہ لکھا ہے۔ مصنف تذکرۃ الحکم کا بیان پورا ہوا۔ ابن خلکان حکایت کرتا ہے کہ مقفع[1] زندیق تھا۔ زندقہ کے معنے لغت مین کفر کو چھپانا اور ایمان کو ظاہر کرنا ہین یہ لفظ فارسی ہے لیکن معرب ہوا ہے۔ اسکی تالیفات سے درۃ الیتیمہ ہے یہ ایسی عمدہ کتاب ہے کہ اس مضمون مین وہ آپ اپنی نظیر ہے یعنے اس سے بہتر کوئی کتاب اس مضمون مین نہین لکھی گئی اسکو سفین متولی بصرہ نے ابوجعفر منصور کے حکم سے قتل کیا اور یہ اُس زمانہ مین یعنے ۱۴۵ھ م ۷۶۲ء مین اپنے چچا کی خدمت مین تھا۔ اسکو مقفع اس لیئے کہتے ہین کہ وہ قفاع بناتا اور اُسکو فروخت کرتا تھا اور یہ قفاع ایک ظرف ہے جو کھجور کے پتون سے بنایا جاتا ہے اور یہ زنبیل کے مشابہ ہوتا ہے لیکن اسمین گوشہ نہین ہوتا۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ مقفع مذکور نے کتاب کلیلہ ودمنہ کے ترجمہ کرنے سے یا اُسکی تالیف سے علم محاضرات کی بناڈالی جس طریقہ پر زمانہ اسلام کے علمائے عرب نے بہت سی کتابین لکھین اور یہ فنون ادب سے ہے جس کے حسب ذیل بارہ فن ہین یعنے علم متن لغت۔ صرف۔ نحو۔ معانی۔ بیان۔ بدیع۔ عروض۔ قافیہ۔ خط۔ قرض الشعر یعنے نظم کتابت کا طریقہ۔ رسالون اور خطبون کا لکھنا اور

ص ۳۶۵

[1] زندقہ زند کی طرف منسوب ہے اور یہ لفظ متقدمین اہل فارس کی زبان کا ہے اور اُنکے مذہب مجوس کی کتابین اسی زبان مین لکھی گئی ہین جسکا نام زند اوستاء ہے۔ مولف

علم تواریخ یہ سب فنون علم محاضرہ کی شاخین ہین اور محاضرہ کے معنی لغت مین یہ ہین کہ مجلس قوم مین ایک شخص کا دوسرے شخص کو حواس کے ساتھ ہم کلام ہو جواب دینا ہین۔

انشا کا بیان خلیفہ ابوجعفر منصور کی سیاست اس بات کی بھی مقتضی ہوئی کہ مروان بن محمد بن مروان کے (جو اموی خلیفون کا آخری خلیفہ تھا) خواص بھی قتل کیئے جائین چنانچہ عبدالحمید بن یحیی بن سعید مشہور کاتب بھی قتل کیا جائے یہ وہ شخص ہے جب کبھی کسی کتاب کی تعریف مین مبالغہ کیا جاتا ہے تو یہ مثال دیجاتی ہے "ابلغ کتابۃً من عبدالحمید" کیونکہ اس نے سب سے پہلے کتاب کے نہج اور طریقہ کی بناڈالی اور بلاغت اور انشا مین بہت وسعت پیدا کی۔ انشا ایک ایسا فن ہے جس سے معانی کے استنباط کی کیفیت اور اسکی تالیف ایسی تعبیر سے جو مطابق حال ہو معلوم ہوتی ہے۔

لغت کا بیان خلیفہ ہارون رشید عباسی کا ایک معلم (استاد) تھا جسکو ابوعبیدہ کہتے تھے اور وہ ایک مشہور رواۃ (راویون) سے ہے جسکا ذکر آگے آئے گا۔ اسحٰق بن ابراہیم موصلی مصاحب رشید نے اسکی تعریف کی جسکی سبب سے خلیفہ مذکور نے اسکو بصرہ سے اپنے پاس بلوالیا اور اسحٰق مذکور کی نکتہ چینی سے اس کے بعد اصمعی کا مرتبہ گھٹ گیا کیونکہ ان دونون مین کچھ رنج آگیا تھا۔ اس سے قبل اسحٰق مذکور اصمعی سے سنتا اور روایت کرتا تھا لغت کی تدوین مین ابوعبیدہ سب سے پہلا شخص ہے اسلئے کہ یہ شخص لغت عرب اور اُنکے اخبار اور ایام (جنگون) کو جاننے مین سب سے بڑھا ہوا ہے۔ صـ۳۶۶

متن لغت کا بیان پہر خلیفہ مشار الیہ کے زمانہ مین ابوعلی محمد بن المستنیر بن احمد النحوی اللغوی پیدا ہوا جو قطرب کے نام سے مشہور ہے یہ شخص سیبویہ کا شاگرد تھا جو کہ علم نحو مین بصرہ کے لوگون کا امام تھا قطرب کہی کی قسم کا ایک کیڑا ہی جو رات کو اڑتا پھرتا ہے اور سوتا نہین۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ ایک قسم کا کیڑا ہے جو شدت سیر مین اسکی مثال دیجاتی ہے اور یہ کہا جاتا ہے "سیر القطرب" "واُجول من قطرب" "واُسہر من قطرب" یعنے قطرب سے زیادہ سیر کرنے والا اور قطرب سے زیادہ دوڑ دھوپ کرنے والا۔ اور قطرب سے زیادہ جگنے والا۔ یہ نام اسکا سیبویہ نے رکھا اس لیے کہ وہ اس کے دروازہ پر بہت سویرے حاضر رہتا تھا[1] اور قطرب کے معنے غول بیابانی کے نزدیک بھی ہین۔ قطرب نے بہت سی کتابین تصنیف کین اور لغت مین ثلاثی مادہ کو اسی نے وضع کیا اور دوسرے عالمون نے اسکی پیروی کی اور ثلث سے مراد متن لغت ہے اور یہ وہ علم ہے کہ اس سے عربی الفاظ کے مبانی معلوم ہوتی ہین یعنے مفردات کے اوضاع معلوم ہوتے ہین جن سے لغت کی

---

[1] یہ دیکھکر سیبویہ نے کہا تو تو قطرب ہے یعنے تو مثل قطرب کے رات کو سوتا ہی نہین ہے۔ مترجم

کتابون مین بحث ہوتی ہے جنکا نام قاموس ہے[1]۔

علم صرف کا بیان | اور نیز خلیفہ مشارالیہ کے زمانہ مین معاذ بن مسلم الہرار کسائی کا اُستاد ظاہر ہوا جو علم نحو مین کوفیون کا امام تھا۔ اس نے علم صرف کو وضع کیا یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس علم کو جس نے مدون کیا وہ ابوعثمان بکر بن محمد بن عثمان بن حبیب المازنی البصری ہے جو ۲۴۸ھ ہم ۸۶۲ء مین مرا ہے۔ صرف وہ علم ہے کہ اُس سے الفاظ متداولہ کے اوزان دریافت ہوتے ہین جن کے مختلف معانی ہوتے ہین۔

علم عروض کا بیان | نیز خلیفہ مشارالیہ کے زمانہ مین خلیل بن احمد بن عمرو بن تمیم الفراہیدی ظاہر ہوا اسکو فرہودی الازدی الیحمدی بھی کہتے ہین اسکی کنیت ابوعبدالرحمن ہے یہ شخص لغت کی مشہور کتاب العین کا مصنف ہے اس کو نغمہ (موسیقی) مین بھی معرفت تھی اسی بنا پر اُسنے علم عروض ایجاد کیا کیونکہ نغمہ اور عروض کا ماخذ قریب قریب ہے پس اُسنے اس علم کو ایجاد کیا یہ وہ علم ہے کہ اس سے شعر کے صحیح اور فاسد (غیر صحیح) اوزان دریافت ہوتے ہین اس علم کا نام اُس نے عروض اس لیئے رکھا کہ عروض اُس شئے کو کہتے ہین کہ اُسپر کوئی دوسری شئے پیش کی جائے۔ پس اس لحاظ سے اس فن کا نام بھی عروض ہوا اس لیئے کہ اشعار اسپر پیش کیئے جاتے ہین۔ جو شعر اس کے مطابق ہوتا ہے وہ صحیح سمجھا جاتا ہے اور جو اُس کے خلاف ہین وہ فاسد خیال کیا جاتا ہے بعض لوگ کہتے ہین کہ اسکا نام عروض اس لیئے رکھا گیا کہ خلیل نے عروض مین اسکو وضع کیا تھا اور عروض نام ہے مکہ معظمہ کا پس اُسنے تبرکاً اس نام سے اسکو موسوم کیا اور اس فن مین اُسکی مثال دیجاتی ہے اور یہ کہا جاتا ہے اُوضع للعروض من الخلیل" یعنے عروض کو خلیل سے زیادہ وضع کرنے والا۔ ص ۳۶۷

علم قوافی کا بیان | علم قافیہ بھی خلیل مذکور کا ایجاد کیا ہوا ہے۔ قافیہ وہ علم ہے کہ اُس سے شعر کے اواخر کی مناسبات اور اور عیوب ظاہر ہوتے ہین۔

علم بدیع کا بیان | معتمد باللہ عباسی کی خلافت کے زمانہ مین اُس کے بھائی کے بیٹے ابوالعباس عبداللہ بن المعتز نے علم ادب کے بہت سے اکابر فن سے اسکو حاصل کیا یہان تک کہ وہ خود بڑا ادیب بلیغ شاعر طبیعت دار شعر گوئی مین مقتدر ہوگیا اور شعر نہایت عمدہ قریب الماخذ اور سہل الفاظ کا کہتا تھا۔ طبیعت اسکی نہایت تیز تھی معانی کو نہایت عمدہ طریقہ سے پیدا کرتا تھا۔ اُس کے اشعار کا ایک دیوان بھی ہے۔ اُسکی مولفات مین یہہ کتابین ہین مکاتبات الاخوان شعر مین کتاب الزہر والریاض کتاب الجوارح والصید کتاب السرقات کتاب الملوک۔ کتاب الآداب۔ کتاب حلی الاخبار کتاب طبقات الشعر کتاب الجامع فی الغناء اسی مین ایک

---

[1] علم لغت مین مجدالدین فیروزآبادی کی ایک کتاب قاموس المحیط بھی نہایت مشہور اور معروف ہے۔ مترجم

ارجوزہ بھی لکھا ہے جو صبوح (شراب صبح) کی مذمت مین ہے۔ اسی امیر نے علم بدیع مین ایک کتاب لکھی ہے اور بدیع وہ علم ہے کہ اس سے تحسین کلام کی وجوہ دریافت ہوتی ہین

علم معانی وبیان کا ذکر | جبکہ شیخ عبدالقادر الجرجانی[1] المتوفی ۴۷۱ھ م ۱۰۷۸ء خلیفہ مقتدر باللہ عباسی کے زمانہ مین ظاہر ہوا اور جو کہ معارف اور آداب مین بڑا فاضل تھا اُسنے علم معانی اور بیان کو وضع کیا۔ علم معانی وہ علم ہے جس سے عربی لفظ کے حالات جو مقتضی حال کے مطابق ہوتے ہین دریافت ہوتے ہین اور علم بیان وہ علم ہے کہ اس سے ایک معنی کو مختلف طریقون سے ادا کیا جاتا ہے جو باعتبار دلالت وضعی کے ہوتا ہے۔ پس اُس نے ان دو فنون سے علم بلاغت کو مکمل کر دیا۔

باقی فنون کا ذکر | اسیطرح زمانہ کے گزرنے سے خواہ وہ زمانہ مذکورہ اُن زمانون کے درمیان ہو یا اُن کے بعد اور بہت سے متعدد فنون وضع ہوا کیے جیسے علم اشتقاق۔ اصول نحو۔ قرض الشعر و نظم کتابت کا طریقہ۔ انشا و نثر اور فصاحت محاضرہ۔ خط۔ مقاطع الحروف اور اس کے متعلق احکام۔ ہم نے اس کتاب مین اُن چیزون کے بیان سے اعراض کیا ہے جنکو ہم نے اپنی کتاب زبدۃ الصحائف فی اصول المعارف مین بیان کیا ہی کیونکہ ہم نے کتاب الکامل سے بقدر امکان اُنمین اسکا حال نہایت شرح وبسط سے لکھا ہے جس شخص کو ضرورت ہو اُس کا مطالعہ کرے۔

علم کلام کا ذکر | یہ بات مخفی نہین ہے کہ مسلمانون کے کسی فرقہ کے نزدیک ابتدائے اسلام مین توحید اور نبوت پر استدلال کرنے کا کوئی سامان نہین تھا اور دوسری چیزون کا تو کیا ذکر ہے۔ اور جو کچھ تھا وہ قرآن تھا کسی شخص نے کلامیہ طریقہ سے یا مسائل فلسفیہ سے بحث ہی نہین کی جیسا کہ آخر مین یہ چیزین اُس وقت پیدا ہوئین جبکہ خلیفہ مامون عباسی نے علوم قدیمہ مین مشغول ہوا اور فلسفیون کی کتابون کو عربی زبان مین ترجمہ کرایا اسوقت سے جبکہ یہ کتابین لوگون مین پھیلین اور دور دور شہرون مین پہونچین تو اُنمین اصحاب بدعت جیسے معتزلہ۔ قرامطہ جہمیہ وغیرہ مشغول ہوئے اور اُنمین اُنھون نے غور کرنا شروع کیا اور اس وجہ سے جو بلا اور آفت پیدا ہوگئی اُسکا بیان کرنا نہایت دشوار ہے یہانتک کہ قدریون نے قدر کے باب مین مبالغہ کیا اور بندے کو اپنے افعال کا خالق قرار دیا۔ اور جبریون نے اُن کے مقابلہ مین بندے سے اُس کے افعال اور اختیار کو سلب کر دیا یعنے انسان کو بیکار محض بنا دیا۔ اور معطلی نے تنزیہ مین اس قدر مبالغہ کیا کہ اللہ تعالے کی صفات جلالی کو سلب کر دیا۔ اُس کے مقابلہ مین مشبہ فرقہ نے ایسا مبالغہ کیا کہ اُسکو مثل ایک بشر کے قرار دیا

[1] جرجان فارس کا ایک شہر ہے۔ مولف

اور مرجیون نے سلب عقاب مین مبالغہ کیا معتزلی فرقہ نے اس کے مقابلہ مین تخلید فی العذاب (ہمیشہ عذاب) مین مبالغہ کیا۔ ناصبی فرقہ نے علی رضؓ کی امامت کو دفع کرنے مین مبالغہ کیا علی رضؓ کی نسبت غلو کرنے والون نے یہ مبالغہ کیا کہ اُن کو خدا بنا دیا۔ سنی فرقہ نے ابوبکر رضؓ کی تقدیم مین مبالغہ کیا اور رافضی (شیعہ) فرقہ نے اُنکی تاخیر مین مبالغہ کیا یہانتک کہ (نعوذ باللہ) اُن کو یعنے ابوبکر رضؓ کو کفر سے منسوب کیا۔ پس اس لحاظ سے گمانون اور اوہام مین معارضہ اور کثرت ہوگئی۔ ہر ایک فرقہ کا عناد دوسرے کے ساتھ اس درجہ بڑہا کہ ایک دوسرے کو لعنت کرنے اور اُن کے مال کو حلال کرنے اور اُن کے قتل وخون کو مباح کرنے مین مبالغہ کیا ایک دوسرے نے سلطنتون اور بادشاہون سے اسمین مدد لی ایسے موقع مین ابومنصور محمدؐ بن محمود ماتریدی امام حنفیہ سمرقند مین ان امور کے دفع کرنے مین کہڑے ہوگئے اور ابوالحسن علی الاشعریؒ امام شافعیہ بصرہ مین قائم ہوئے ان دونون نے اہل سنت والجماعت پر حکومت کی۔

ابوالحسن الاشعری مذکور اس فرقہ کا امام تھا جسکا ہم نے ذکر کیا ہے اور جسکو معتزلہ کہتے ہین اس فرقہ کے لوگ نفی صفات الٰہیہ مین نہایت غلو کرتے ہین اور عدل اور توحید کے قائل ہین اُن کا یہ بھی اعتقاد ہے کہ تمام معارف قبل شرع اور بعد شرع از روئے حصول اور وجوب کے عقلی ہین اور ان مین سے اکثرون کا یہ اعتقاد ہے کہ امامت اختیاری امر ہے۔ اس فرقہ مین بیس فرقہ ہین جسکی تفصیل ہم نے اپنی کتاب سوسنۃ سلیمان فی اصول العقائد والادیان مین بیان کی ہے اس فرقہ کا واضع اول ایک شخص ہے جسکو واصل بن عطا کہتے ہین۔ حضرت حسن بصری رضؓ کی مجلس سے ابتداءً یہی نکالا گیا اور انہون نے سب سے پہلے اسکی جماعت کا نام معتزلی رکہا۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس نے ابوہاشم عبداللہ بن محمدؐ بن الحنفیہ سے علم حاصل کیا اور امامت مین اُن سے اختلاف کیا۔ اس کے اعتزال کے یہ چار قواعد ہین۔ صہ ۳۶۹

پہلا۔ قاعدہ یہ ہے کہ اُسنے نفی صفات کیا جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔

دوسرا۔ یہ کہ وہ قدر کا قائل ہوا۔

تیسرا۔ یہ کہ اس نے دو منزلون کے مابین ایک منزل کا قائل ہوا یعنے بہشت و دوزخ سے ایک علیحدہ مقام قرار دیا۔

چوتھا۔ یہ کہ اُسنے مرتکب کبیرہ کو خالد فی النار کہا۔ چونکہ یہ شخص زیادہ خاموش۔ ہتا تھا اس سبب سے خیال

لہ اشعر یمن کا ایک قبیلہ ہے اُن کے دادا عبداللہ بن قیس جو ابوموسی الاشعری کے نام سے مشہور ہین آنحضرت صلعم کے اصحاب سے ہین۔ مولف

کیا گیا کہ وہ گونگا ہے ۱۳۱ھ م ۷۴۸ء مین اسکی وفات ہوئی۔

ان معتزلی فرقون مین ایک اور فرقہ پایا جاتا ہے جو مذکورہ معتزلیون سے مخالف ہے اس فرقہ کو مشبہہ مجسمہ کہتے ہین اس فرقہ کے بھی سات فرقہ ہین لیکن یہ سانون فرقہ اللہ تعالیٰ کو صفات جسمانیت سے متصف کرنے مین غلو کرتا ہی۔

جب ابو الحسن الاشعری مذکور قرآن کے مخلوق ہونے کے اعتقاد سے باز آیا اور معتزلہ کی اور آرا سے کنارہ کیا تو اسنے اہل سنت وجماعت کے اعتقاد مین ایک کتاب لکھی۔ مقریزی کہتا ہے کہ اسنے پچپن کتابین لکھین جنمین سے بعض کے نام یہ ہین کتاب اللمع۔ کتاب الموجز۔ کتاب ایضاح البرہان۔ کتاب التبیین علی اصول الدین کتاب الشرح والتفصیل جواہل کتاب اور تضلیل کے رد مین ہے۔ کتاب الابانۃ۔ کتاب تفسیر القرآن۔ کہا گیا ہے کہ یہ تفسیر ستر جلدون مین ہے ۳۳۳ھ م ۹۴۵ء مین بمقام بغداد اسکی وفات ہوئی۔

اس کے مذہب کی حقیقت یہ ہے کہ وہ ایک متوسط مذہب پر چلا یعنے نفی کے بین جو معتزلیون کا مذہب ہی اور اثبات کے بین جو مجسمیون کا مذہب ہے۔ اسکا مذہب قریب قریب ۳۸۰ھ م ۸۹۰ء مین پھیلا اسکو تمام عقیدے ہماری کتاب سوسنۃ سلیمان مذکورہ بالا کے صفحہ ۲۰۹ مین مذکور ہین۔ یہ علم کلام کی طرف ابتدائی التفات تھا اس علم کو علم اصول الدین بھی کہتے ہین یہ علم ہی شرعی مدونہ علوم سے ہے اسمین اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات اور احوال ممکنات سے جو مبدا اور معاد سے متعلق ہین قانون اسلام کے طریقہ پر بحث کی جاتی ہے بعض کہتے ہین کہ انہون نے اس علم مین حکیم ارسطاطالیس یونانی فلاسفر کی پیروی کی جس سے انہون نے علم منطق حاصل کیا تھا اسمین انہون نے اپنے اجتہاد سے اور امور زیادہ بھی کیے اسیطرح اہل فرنج نے ان سے اپنے اصول وقواعد فلسفی کو سیکھا جو یورپ کے مدارس مین پڑھائے جاتے ہین اور اس علم کو وہ علم الکلام السکولاستیکی (یعنے لاہوت مدرسی) کہتے ہین۔ صفحہ ۳

علم تاریخ کا بیان یہ بات مخفی نہین ہے کہ بہ لحاظ حقیقی مفہ کے علم تاریخ کے تین درجہ ہین۔

پہلا۔ درجہ یہ ہے کہ اسمین محض زمانہ ماضیہ اور اسکی تاریخ کا علم ہے اسمین ان زمانون کے حوادث کی طرف بالکل التفات نہین ہوتا یہ درجہ اپنے بعد کے دوسرے درجہ کے لیے بطور اساس و بنیاد کے قرار دیا جا سکتا ہی جس سے کہ سلسلہ زمانہ کا اور اسکی تاریخ اور اہل تاریخ اور انکی ترتیب اور ہر قوم کے زمانہ کی نسبت اور ان کے مجمل احکام کے مقابلہ کا علم حاصل ہوتا ہے اور یہ درجہ اپنے بعد کے تیسرے درجہ کے لیے بنیاد قرار پا سکتا ہے جس سے سیر اور اخبار کا علم حاصل ہوتا ہے ان تینون مدارج مین سے ہر ایک کو تاریخ کہتے ہین عصر جاہلی (زمانہ جاہلیت) مین ان مین سے کسی ایک کا بھی پتا نہین چلتا۔ اور یہ سب امور زمانہ اسلام کے بعد پیدا ہوئے جیسا کہ بعد کے مباحث سے واضح ہوگا۔

عربون کی زمانہ جاہلیت کی جو اخبار روایت کی جاتی ہین اُن کے زمانہ کا وقوع تحقیقی طور پر معلوم نہین ہوا البتہ بعض اخبار کے زمانہ کا اندازہ حال کے زمانہ کے قرائن سے لگایا جاتا ہے جو اس سے قریب ہوتا ہے۔ مثلاً اگر اُن کو غیر عرب اقوام کے مشہور اشخاص سے کوئی علاقہ رہا ہو یا اُن کو کسی مشہور حادثہ سے جو تمام اقوام کے پاس پایا جاتا ہو ربط ہو تو اُس وقت زمانہ کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ اور یہ سب خرابیان اسی وجہ سے پیدا ہوئی ہین کہ عرب لوگ اپنی ذات کے لیئے بھی کسی حادثہ کے زمانہ کو قرار نہین دیتے تھے کہ وہ اُن کے بعد کے وقائع کے معلوم کرنے مین ایک ذریعہ اور بنیاد ہو سکے جیسا کہ یہ امر ظہور اسلام کے بعد حاصل ہوا۔ بلکہ وہ لوگ اپنے اوقات کو کسی ستارہ کے طلوع ہونے سے موقت کرتے تھے اور اپنے سنون کو اُن اوقات[1] سے یاد رکھتے تھے۔ چنانچہ وہ کسی امر یا چیز کے ادا کرنے کے لیئے جو وقت قرار دیتے تھے وہ اُسکا نام نجم رکھتے تھے۔ اس لیئے کہ ادا کے وقت کا علم اُنکو نہین تھا صرف ایک معین ستارہ کے ظاہر ہونے یعنی طلوع ہونے سے معلوم ہوتا تھا اور وہ اپنے وقائع کا ذکر کرنے مین اُنکی نسبت یہ نہین جانتے تھے کہ اُنپر کس قدر زمانہ گزرا ہے ہمارے اس زمانہ مین بھی اکثر (بے علم) لوگون کا یہی حال ہے۔ جو اکثر مشہور واقعات کا حال (جو زمانہ گزشتہ مین واقع ہوئے ہین) بیان کرتے ہین اور اُس کے وقوع کے زمانہ کو نہین جانتے کہ وہ کب واقع ہوا۔ مثلاً جنگ صلیبیہ (کروسیڈ) اور فتح قسطنطنیہ کو جو بیان کرتے ہین انکی نسبت اتنا بھی نہین جانتے کہ اُنمین پہلا واقعہ کونسا ہے اور بعد کا کونسا ہے اور یہ کہ اُس کے بعد کتنا زمانہ گزرا ہے

صلہ ۳۷۱ اہل عرب بھی اسیطرح اپنی لڑائیون کے ذکر کرتے ہین جو قبیلون مین ہوئی تھین مگر وہ نہ اُس کے زمانہ وقوع کو جانتے ہین اور نہ اس بات کو جانتے ہین کہ اُنمین سے کونسی جنگ پہلی ہے اور کونسی جنگ بعد کی ہے بلکہ اُنکی امتیاز کے لیئے وہ اُن لڑائیون کو اُن مقامات کی طرف مضاف اور منسوب کرتے ہین جہان کہ وہ لڑائیان واقع ہوئی تھین جیسے یوم کدید جو بنی سلیم و بنی کنانہ کے درمیان مین ہوئی تھی اور یوم بیدا وہ لڑائی جو حمیر اور بنی کلب مین ہوئی تھی۔ یا دوسری چیزون کی طرف بھی منسوب کرتے ہین جن سے وہ ایک دوسرے سے ممتاز ہو جاتی ہین مثلاً عام الفیل (یعنے زمانہ جنگ اصحاب فیل) اور بنیان کعبہ

---

[1] انواء نوء کی جمع ہے اور لغت مین نوء کے معنی کسی ستارہ کا اپنی منازل سے بوقت صبح جانب مغرب گزنا ہو اپنے وقت پر کہ اُس کے مقابل کا ستارہ اُسی وقت مشرق سے طلوع ہووے اور ان دونون کا طلوع و غروب تیرہ دن تک ہوتا ہے۔ اور اہل عرب بارش کو اور ہواؤن کو اور گرمی اور سردی کو انوار (ستارون) کی طرف منسوب کرتے ہین اور یہ کہتے ہین مُطرنا بنوء کذا یعنے فلان ستارہ سے ہمارے ملک مین بارش ہوئی۔ مترجم

اسی بنا پر اُن کے اکثر حوادث کی تاریخ جو معلوم ہوسکی ہے وہ تاریخ مسیحی سے آگے متجاوز نہین ہوتی یعنے اُس کے آگے کے حالات صحیح تاریخ سے معلوم نہین ہوسکتے۔ مثلاً اہل کنانہ جو عربون کا ایک قبیلہ ہے وہ کعب بن لوی کی موت سے زمانہ کا شمار کرتا ہی اور یہ حساب عام فیل تک قائم رہا۔ یہ وہ سال ہے کہ حبشین پادشاہ نجاشی ۵۲۹ء عرب یمن پر قابض ہوا اور بادشاہ نے ابوابرہہ اشرم صاحب فیل مذکور کے ارباط (طویلہ) قائم کیے پس اُنھون نے اس واقعہ کو اُس کے فیل کی طرف منسوب کیا اور اُسکا نام جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہی عام الفیل رکھا پس کعب بن لوی مذکور اور واقعہ فیل مین پانسو بیس برس کا وقفہ ثابت ہوتا ہے اور عام الفیل[1] اور فجار مین چالیس برس کا عرصہ گزرا ہے۔ اور فجار سے ہشام بن مغیرہ کی وفات تک چھ سال کا عرصہ ہے اور ہشام کی موت سے بنیان کعبہ تک نو سال کا عرصہ ہے اور بنیان کعبہ اور ہجرت مین پندرہ سال کا زمانہ گزرا ہی ہجرت کے یہ معنی ہین کہ آنحضرت صلعم نے کعبہ کو چھوڑ کر مدینہ مین بود و باش اختیار کی اور مدینہ کو اپنا وطن بنالیا۔ اور تاریخ ہجرت جسطرح کہ علامہ فاضل رفاعہ بک طہطاوی نے تحقیق کی ہے جمعہ کے دن واقع ہوئی ہے جو ۶۲۲ء ساتوین شہر تموز کو واقع ہوا تھا۔ اور زمانہ ہجرت کو مسلمانون نے اپنی تاریخ کی بنا قرار دی ہے جیسا کہ اسکی طرف نوین مقالہ کی تیسری فصل کے ابتدا مین اوپر اشارہ کیا گیا ہی۔

ابن خلدون مغربی کہتا ہے کہ ابتدائے خلقت کی پیدائش کو گو کہ مسلمانون نے اخیر مین معلوم کیا ہے مگر اصل یہ ہے کہ اسکو ضعیف الرائے صاحب اخبار نے (مورخین) وجود آدم کی تاریخ قرار دی ہے جو کہ تمام انسانون کا پہلا باپ ہے اور جو کہ اس زمین کے کرہ پر اسکی اولاد پھیلی ہوئی ہے اور اسی کو ابوالبشر ص۳۷۲

[1] عرب کی جنگون مین سے ایک جنگ کا نام فجار بھی ہے اور فجار کے نام سے چار جنگین اور بھی موسوم ہین ایک جنگ فجار وہ ہے جو درمیان قبیلہ کنانہ اور عجز کے مکہ اور طائف کی مابین ہوئی تھی اور اسکو نخلہ بھی کہتے ہین دوسری جنگ قریش اور کنانہ مین مقام شمطہ مین واقع ہوئی تھی تیسری جنگ قبیلہ کنانہ اور مضر مین معاویہ کی مابین مقام عبلار مین واقع ہوئی تھی چوتھی لڑائی قریش اور ہوازن مین بازار عکاظ مین ہوئی تھی اس لڑائی کا سبب یہ تھا کہ ایک شخص نے جسکا نام براق بن قیس کنانی تھا عروۃ الرحال نامی شخص کو قتل کر ڈالا تھا اسی بنا پر انھین لڑائی ہوئی قریش نے ان لڑائیون کا نام فجار اس لیے رکھا کہ وہ اشہر حرام (وہ مہینے جنمین لڑائی حرام ہے) مین واقع ہوئے تھے جب انھون نے جنگ کی تو یہ کہا لقد فجرنا یعنے ہم نے بڑے فسق و فجور کا کام کیا آنحضرت صلعم بھی اس لڑائی مین شریک ہوئے تھے اور اسوقت آپکی عمر بیس برس کی تھی اور حدیث مین آیا ہی جسمین آپ فرماتے ہین کہ مین نے فجار کے دن اپنے چچاؤن پر نیزہ زنی کی ہے اور تیر بھی مارے ہین اب مجھے افسوس ہوتا ہے کہ اگر مین ایسا نہ کرتا تو بہتر تھا۔ مولف

کہتے ہین اس ابتدائے خلقت سے مراد مطلق مخلوقات نہین ہے جسکو خدائے عزوجل نے اس عالم مین ساکن کیا ہو۔ یہ لوگ اس روایت مین بعض حکمار کی رایون کو بھی مانتے ہین جو عالم کے قدیم ہونے کے قایل ہین اور اُن کا یہ بھی اعتقاد ہے کہ آدم سے پہلے بھی اور دوسرے عالم ہو چکے ہین جیسے جن اور رطم وغیرہ[1]

جب ہم کو تاریخ کے اس پہلے درجہ کے متعلق جسپر تاریخ کی بنا قرار پاتی ہے یہ امور معلوم ہو چکے تو یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ تاریخ کا نام اور تعریف ہی سرے سے مجہول ہے اور یہ امر عربون مین زمانہ اسلام کے بعد پیدا ہوا پس اس لحاظ سے ہمکو تاریخ کے دوسرے درجہ سے بحث کرنا لازم نہین ہے چہ جائے کہ تیسرے درجہ سے بحث کی جائے۔ البتہ یہ امور زمانہ اسلام مین پیدا ہوئے ہین جسوقت کہ عربون نے تاریخ کی ضرورت اور اُس کی فضیلت کی پوری تعریف کی اور اُسکو اور دوسرے علوم وفنون سے ممتاز کیا اور یہ اُس وقت ہوا ہے جبکہ عباسیون مین خلافت آئی جیسا کہ اوپر اسکی طرف اشارہ کیا گیا ہے مصنف تذکرۃ الحکم بیان کرتا ہے کہ تاریخ کا علم باوجودیکہ عربی علوم مین مشہور ومعروف ہے تاہم عربون نے اس علم مین کوئی کتاب نہین لکھی مگر اخیر زمانہ مین اسپر کتابین لکھی گئین۔

متاخرین کو مذکورہ زمانہ جاہلیت کی جو تاریخ معلوم ہوئی ہے اور جسکی معلومات کا طریقہ دینی کتب کے علاوہ ہے وہ اُن راویون کی روایات سے معلوم ہوئی ہے جنکا ذکر آگے آتا ہے۔ ابن خلدون کہتا ہے کہ عربون کی کوئی کتاب زمانہ جاہلیت کی ابتدائی حالت کی نہین ہے اور یہ جو کچھ ہے اُن کے اشعار سے مرتب ہوئی ہے جیسا کہ اسلام کے راویون نے اس کا ذکر کیا ہے اور اس کو لوگون کے قوت حافظہ سے لیکر قید کر لیا ہو یہ راوی جن کا ذکر ہوا وہ عربون کے قبیلون مین پھرا کرتے تھے اور اُنکی لغات وغیرہ پر بحث کرنے کے بعد اسکو قلمبند کر لیتے تھے اور اُس کے متعلق جو قصہ وغیرہ اُن کو یاد ہوتے تھے اور جو کہ انمین مشہور ہوتے تھے یاد کر لیتے تھے۔ اور یہ صرف لوگون کی زبانی روایتون کے اعتبار پر تھا جو وہ امرا اور شجاع اور اُن کے واقعات اور عادات اور آداب اور اکل وشرب اور اُن کے گھوڑے اور مواشی اور اُن کے انساب اور اُن کے مشہور ومعروف حالات وغیرہ بیان کرتے تھے۔ اور ان امور پر انہون نے

---

[1] جن کے معنی دریافت کرنے کے لیئے چوتھے مقالہ کی پانچوین فصل مین عالم روحانی کے اسمار زامون کو دیکھو اور درزیون کے نزدیک تین عالمون مین سے یہ دوسرا عالم ہے جس کے وجود کے وہ معتقد ہین اور وہ تین عالم یہ ہین عالم جن۔ عالم جن۔ اور عالم بن اور یہ اخیر کا عالم وہ ہے جس کے بیان کے ہم درپے ہین اور یہ بات ظاہر ہے کہ یہ لوگ اس روایت مین بعض فلاسفہ کی رایون کے معتقد ہوتے ہین جیسا کہ اکثر معتقدات مین وہ اُن کے تابع ہین۔ مولف

جو بحث کی تھی وہ اسکو اپنے ناموں اور صحیفوں مین متداول تاریخ کے طور پر جمع نہین کیا بلکہ ان کو اپنی مولفہ
کتابون مین بطور مجموعہ حکایات اور نوادرات متفرقہ کے جمع کیا۔ بعض نے تو بعض مشہور شجاعون کے قصے بھی
نہین لکھے جنکو قبیلہ کے لوگ نہایت مبالغہ کے ساتھ گایا کرتے تھے اور اس قبیلہ کے لوگ ان قصون کو نہایت آراستگی
کے ساتھ جو اُن کو روایت کے ذریعہ سے پہونچتے تھے اس خوبی کے ساتھ بیان کرتے تھے جیسا کہ امثال مین
ص ۳۷۳ اُنکی عادت ہے۔ چنانچہ متقدمین مورخین کی بھی ایسی ہی عادت ہے اور اپنے اصول قدیمہ کے لحاظ سے اُن
اخبار کو جمع کرتے تھے۔ اسیواسطے اُن پر بہت کم اعتبار ہوسکتا ہے کیونکہ انمین اکثر خرافات باتین ہوتی ہین
جنمین کسی قسم کا فائدہ نہین ہوتا۔ اسکی نظیر مین عنترہ کا قصہ کافی ہے اور مثل اس کے اور بھی واقعات ہین
ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان امور کے بیان کرنے مین اُنکی طبیعت نے اُن کو آمادہ کیا کیونکہ اُنکی فطرت مین سخاوت
اور عشق اور ہر ایک کام مین استقلال کی طرف میلان ہے۔ اور نیز اُنکی طبیعت مین تفاخر بھی ہے جو
اُنکو اس قسم کے نادر الوقوع حالات کے بیان کرنے پر آمادہ کرتا ہے۔ اور اُن کے آیندہ ترجمون کو دیکھنے
سے اُنکی مولفات کی تعداد اور وہ طریقہ جسکو اُنھون نے اپنی تالیفات مین اختیار کیا ہے بخوبی معلوم ہوگا۔

مذکورہ راویون مین سے حماد الراویہ ہے جسکا نام ابوالقاسم بن میسرۃ بن المبارک بن بھبیہ الدیلمی کوفی ہے جو
نبی بکر بن وائل کا غلام تھا۔ اسکا حافظہ ایسا قوی تھا کہ حافظہ مین اسکی مثال دیجاتی ہے اور یہ کہا جاتا ہے اُحفظ من
حماد یعنے حماد سے زیادہ حافظہ والا۔ یہ شخص ایام عرب اور اُن کے اخبار اور اشعار اور لغات کا بڑا عالم تھا
اسی نے سبع الطول یعنے معلقات شعریہ کو جمع کیا جسکا ذکر چھٹے مقالہ کی تیسری فصل مین گزر چکا ہے۔
کہا جاتا ہے کہ بنی امیہ کے بادشاہ اسکی بڑی قدر و منزلت کرتے اور اسکو وزیر بناتے تھے اور وہ اُنکی ہمنشینی
مین رہتا تھا اور بڑے انعام پاتا تھا مگر نقل کرنے مین ثقہ نہین سمجھا جاتا تھا کیونکہ وہ اشعار مین ایسی باتین زیادہ
کر دیتا تھا جو اصل مین نہین ہوتی تھین۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ کوفہ مین تین شخص تھے جنکو حمادون کہتے تھے اُنمین سے
ایک تو یہی حماد ہے جسکا ذکر کیا جارہا ہے اور دوسرا حماد عجرد ہے اور تیسرا حماد بن الزبرقان ہے۔ یہ تینون بادہ
نوشی مین ملکر بیٹھتے تھے اور شعر پڑھا کرتے تھے اور اچھی معاشرت کرتے تھے مگر یہ سب کے سب زندیق شرب
تھے حماد الراویہ ۱۵۵ھ م ۷۷۲ء مین مرا ہے۔

انہین راویون مین ابوعبد الرحمن الہیثم بن عدی الطائی الثعالبی النخعی کوفی ہے یہ شخص بھی راوی اور
اخباری تھا اور اس کا اعتقاد خارجیون سے ملا ہوا تھا۔ اسکی مولفات مین یہ کتابین بیان کی گئی ہین:۔
کتاب المثالب۔ کتاب المعمرین۔ کتاب بیوتات العرب۔ کتاب بیوتات قریش۔ کتاب ہبوط آدم اور افتراق
ص ۳۷۴ العرب اور نزول العرب۔ منازل العرب۔ اور کتاب نزول العرب نجد۔ سان وسوار۔ کتاب نسب طی

کتاب مدح اہل الشام۔ تاریخ العجم وبنی امیہ۔ کتاب من تزوج من الموالی من العرب۔ کتاب الوفود۔ کتاب خطط الکوفہ۔ کتاب تاریخ الاشراف الکبیر۔ کتاب تاریخ الاشراف الصغیر۔ کتاب طبقات الفقہاء والمحدثین کتاب کنی الاشراف۔ کتاب خواتم الخلفاء۔ کتاب قضاۃ الکوفہ والبصرہ۔ کتاب المواسم۔ کتاب الخوارج کتاب النوادر۔ کتاب التاریخ علی السنین۔ کتاب اخبار الحسن بن علی بن ابی طالب رض۔ کتاب اخبار الفرس کتاب عمال الشرط[1] لامراء العراق وغیرہ ۲۰۶ھ م ۸۲۲ء میں اسکی وفات ہوئی۔

انہیں میں سے اصمعی ہے اسکا نام ابوسعید عبدالملک بن قریب بن عاصم بن عبدالملک ابن اصمع بن مظہر بن رباح بن عمر بن عبداللہ الباہلی ہے اور باہلہ عربوں کا ایک قبیلہ ہے جسکی طرف یہ منسوب ہے یہ قبیلہ خساست میں مشہور ہے اسیواسطے بعض شعراء نے یہ کہا ہے

لو قیل للکلب یا باھلی عوی الکلب من لوم ذاک النسب[2]

یہ شخص خلیفہ ہارون الرشید اور اس کے بیٹے مامون الرشید کے زمانہ میں تھا یہ شخص نہایت بدصورت تھا اسنے قریب دو سو کتابوں کے تصنیف کی ہیں جیسا کہ کہا گیا ہے جنمیں اسنے عربوں کی روایات اور احادیث جمع کی ہیں۔ وسعت روایت اور کثرت حکایات اور نوادر میں اسکی مثال دیجاتی ہے اور یہ کہا جاتا ہے اُرْوٰی من الاصمعی یعنے اصمعی سے زیادہ روایت کرنے والا۔ اسکی مولفات میں یہ کتابیں ہیں۔

کتاب خلق الانسان۔ کتاب الاجناس۔ کتاب الانواء۔ کتاب الہمزہ۔ کتاب المقصور والممدود۔ کتاب الفرق کتاب الصفات۔ کتاب الاثواب۔ کتاب المیسر والقدح۔ کتاب خلق الفرس۔ کتاب الخیل۔ کتاب الابل کتاب الشاء۔ کتاب الاجنبیہ۔ کتاب الوحوش۔ کتاب فعل وافعل۔ کتاب الامثال۔ کتاب الاضداد
ص ۳۷۵ کتاب الالفاظ۔ کتاب السلاح۔ کتاب اللغات۔ کتاب میاہ العرب۔ کتاب النوادر۔ کتاب اصول الکلام کتاب القلب والابدال۔ کتاب جزیرۃ العرب۔ کتاب الاشتقاق۔ کتاب معانی الشعر۔ کتاب المصادر کتاب الاراجیز۔ کتاب النخلہ۔ کتاب النبات۔ کتاب ما اتفق لفظہ واختلف معناہ۔ کتاب غریب الحدیث کتاب نوادر الاعراب وغیرہ ۲۱۶ھ م ۸۳۲ء میں اسکی وفات ہوئی۔

انہیں راویوں میں ابوعبیدہ معمر بن المثنی التیمی البصری نحوی ہے۔ سب سے پہلے اسی نے لغات عربیہ کی

---

[1] شرط مددگار والی (حاکم) کو کہتے ہیں اور اسکا واحد شرطی ہے اور اس زمانہ میں اسکو ضابطی کہتے ہیں یعنی ضابطہ اور حکومت کی طرف نسبت رکھنے والا اور اس ملک میں اسکو کوتوال کہتے ہیں۔ مترجم

[2] ترجمہ۔ کتے کو اگر یا باہلی کہہ کر پکارا جائے تو کتا بھی اس نسب کی ملامت سے بھونکنے لگتا ہے۔

تفسیر کی یعنے اُن لغات اور معانی کی تفسیر کی جو بعید الفہم ہین - جاحظ کہتا ہے کہ خارجیون اور رجاعیون مین جو ایک فرقہ ہے کوئی شخص اس سے زیادہ جسیع علوم کو جاننے والا نہین تھا - یہ شخص شعوبیہ مین سے تھا اور خوارج کا اعتقاد رکھتا تھا اور خود نہایت میلا کچیلا رہتا حرف ر کا اور س کا تلفظ اسکی زبان سے ادا نہین ہوتا تھا[1] اور نیز بھہ شخص مدخول النسب اور مدخول الدین یعنے اسکا نسب ٹھیک تھا اور نہ مذہب حاکمون مین کوئی اسکی گواہی کو قبول نہین کرتا تھا وہ اپنے ناخن اور بال ہمیشہ بڑھے ہوے رکھتا تھا اگر کوئی اسکو ابو عبیدہ کہتا تو بہت غصہ ہوتا اور چڑتا تھا اس لیئے کہ یہ نام یہودیون کے نامون سے ملتا ہوا ہے ابو عبیدہ اسکا لقب اسلیئے ہوا کہ اس کا دادا یہودی تھا اُسنے عربون کے بعض مین ایک کتاب لکھی ہے جسمین اُن کی تمام برائیان چہان چہان کر لکھی ہین بابلی مصنف کتاب معانی کا خیال ہے کہ طالب علم جب اصمعی کے درس گاہ مین آتے تو تحفتاً اس کے لیئے بازار بعرہ سے شیرینی وغیرہ خرید کر لیجاتے تھے اس لیئے کہ اسکی انشا یعنے طرز تحریر و تقریر نہایت آراستہ اور شستہ ہوتی تھی یعنے وہ اشعار اور اخبار کو نہایت عمدہ طرح پر بیان کرتا تھا بڑا آدمی بھی تہوڑے عرصہ مین اُس کے پاس اچھا بن جاتا تھا مگر اُس کے طرز بیان مین فوائد کم ہوتے تھے - برخلاف اس کے ابو عبیدہ کا طرز بیان نہایت بھونڈا تھا مگر اُسمین فوائد بہت ہوتے تھے کیونکہ اس کے بیان مین علوم کا اظہار اچھی طرح ہوتا تھا سب سے پہلے عربی کو اسی نے مدون کیا جیسا کہ اوپر لغت کے بیان مین اسکی طرف اشارہ کیا گیا ہے - اسکی تصانیف بھی قریب دو سو کے کہی گئی ہین منجملہ اُن کے یہ کتابین ہین -

کتاب مجاز القرآن - کتاب غریب القرآن - کتاب معانی القرآن - کتاب غریب الحدیث - کتاب الدیباج - کتاب التاج - کتاب الحدود - کتاب خرسان - کتاب خوارج البحرین والیمامۃ - کتاب الموالی - کتاب الیلہ - کتاب الضیفان - کتاب مرج راہط - کتاب المنافرات - کتاب القبائل - کتاب خبر البراض[2] کتاب القرآن کتاب البازی - کتاب الحمام - کتاب الحیات - کتاب العقارب - کتاب النوائح - کتاب النواشر کتاب حضر الخیل - کتاب الاعیان - کتاب بیان باہلہ - کتاب ایادی الازد - کتاب الخیل - کتاب الابل -

---

[1] شعوبیہ اُس گروہ کو کہتے ہین کہ وہ اہل عرب کو عجمیون پر فضیلت نہین دیتے - مترجم

[2] اس مقام پر اصل مین الثغ کا لفظ استعمال ہوا ہے اور لثغ کے معنی حرف ر کو لام اور غین کے ساتھ اور حرف سین کو ثے کے تلفظ سے ادا کرنے کے ہین - مترجم

[3] براض اُس شخص کو کہتے ہین جو اپنے تمام مال کو کہانے پینے مین تلف کر دیتا ہے اسکی جمع براض ضم با اور تشدید راء کے ساتھ ہے - مولف

کتاب الانسان۔ کتاب الزرع۔ کتاب الابل۔ کتاب الدلو۔ کتاب البکرہ۔ کتاب السرج۔ کتاب اللجام۔ کتاب الفرس
کتاب السیف۔ کتاب الشوارد۔ کتاب الاضلام۔ کتاب مقاتل الفرسان۔ کتاب مقاتل الاشراف۔ کتاب الشعر والشعراء صہ ۳۷۶
کتاب فعل وافعل۔ کتاب المثالب۔ کتاب خلق الانسان۔ کتاب الفرق۔ کتاب الخف۔ کتاب مکۃ والحرم۔ کتاب
الجمل وصفین۔ کتاب بیوتات العرب۔ کتاب الافات۔ کتاب الغارات۔ کتاب المعاتبات۔ کتاب الملاومات
کتاب الاضداد۔ کتاب آثار العرب۔ کتاب آثار بطخان۔ کتاب ادعیۃ العرب۔ کتاب مقتل عثمان۔ کتاب اسعار الخیل
کتاب الفقہ۔ کتاب قضاۃ البصرۃ۔ کتاب فتوح الاہواز۔ کتاب فتوح ارمینیہ۔ کتاب لصوص العرب۔ کتاب اخبار الحجاج
کتاب قصۃ الکعبۃ۔ کتاب الحمس من قریش۔ کتاب فضائل الفرس۔ کتاب ماظن فیہ العامۃ۔ کتاب السواد وفتحہ۔ کتاب
من شکر من العمال وحمیر۔ کتاب الحجج والتقیئۃ۔ کتاب الادس والخرج۔ کتاب محمد وابراہیم عبد اللہ بن الحسن کے
بیٹوں کے متعلق۔ کتاب الایام الصغیر۔ کتاب الایام الکبیر۔ کتاب ایام بنی مازن واخبارہم۔ وغیرہ مقام بصرہ میں
۲۱۸ھ م ۸۳۳ء میں اسکی وفات ہوئی۔

انہیں میں ابوالفرج اصفہانی ہے۔ اسکا نام علی بن الحسین بن محمد بن احمد بن محمد بن احمد بن الہیثم بن عبد الرحمن
بن مروان بن محمد بن مروان بن الحکم ہے اسکا دادا مروان مذکور بنی امیہ کا آخری خلیفہ تھا یہ شخص اصفہانی الاصل اور
بغدادی پیدائش کا ہے۔ اخبار عرب کے معلوم کرنے میں اسکو نہایت شوق اور خاص اہتمام تھا۔ یہی شخص کتاب
الاغانی کا مصنف ہے یہ متفق علیہ بات ہے کہ اس خاص موضوع میں ایسی کوئی کتاب نہیں لکھی گئی۔ یہ شخص سیف الدولۃ
بن حمدان کے زمانہ میں تھا اشعار اور اغانی (جمع غنی بمعنی اصوات موسیقی) اخبار۔ آثار۔ احادیث مسندہ نسب
لغت۔ نحو۔ خرافات۔ سیر۔ مغازی اور منادمت یعنی علم جوارح اور حیطہ کو خوب جانتا تھا۔ اور کسیقدر نجوم اور
طب اور اشربہ کا بھی اسکو علم تھا۔ اس کے جو اشعار ہیں ائمہ عموماً علماء کے اتقان اور ظریفوں اور شاعروں کے
احسان کا ذکر ہے اسکی تصانیف سے یہ کتابیں بھی ہیں۔ کتاب القیان۔ کتاب الاماء الشواعر۔ کتاب الدارات
کتاب دعوۃ التجار۔ کتاب مجرد الاغانی۔ کتاب حجظۃ البرمکی ومقاتل الطالبیین۔ کتاب الحانات وآداب الخمار صہ ۳۷۷
کتاب نسب بنی عبد شمس۔ کتاب ایام العرب جسکا ذکر آٹھویں مقالہ کی تیسری فصل میں گذر چکا ہے۔ کتاب التعدیل
والانصاف فی آثار العرب وامثالہا۔ کتاب جمہرۃ النسب۔ کتاب نسب بنی شیبان (جو عربوں کے چار امہات
قبائل میں سے ایک قبیلہ ہے اور یہ عراق کے عرب ہیں) کتاب نسب النہالیۃ جو کہ بنی امیہ کے وزراء تھے
جن کا ذکر چھٹے مقالہ کی پہلی فصل میں گزر چکا ہے۔ کتاب نسب بنی تغلب۔ نسب بنی کلاب۔ کتاب الغلمان المغنین
وغیرہ۔ یہ ۳۵۶ھ م ۹۶۶ء میں اسکی وفات ہوئی۔

فصل دوم

فن تطریب یعنی موسیقی کے بیان مین

ابن خلدون مغربی کہتا ہے کہ فن غنا یعنے موسیقی آبادی مین اُسوقت تک پیدا نہین ہوتا جب تک کہ تمول حد ضروری سے ساکنین مین متجاوز نہ ہو اور پھر اہل کمال مین آتا ہے - اور اس علم کو وہ شخص حاصل کرتا ہے جسکی ضروری حاجتین معاش اور منزل (خانہ داری) کی پوری ہوجاتی ہین اور وہی اسکو سیکھتے ہین جو تمام حالات اور حوائج سے فارغ ہوتے ہین اسواسطے عربون مین ابتداء سوائے فن شعر کے اور کچھ نہین تھا وہ اپنے کلام کو اشعار کے اجزائے متساویہ مین تالیف کرتے ہین اور پھر تالیف حروف کی حرکت اور سکون کی مناسبت سے ہوتی ہے اور وہ اپنے کلام کو ان اجزا مین تفصیل سے بیان کرتے ہین جسکا ہر ایک جزو افادہ مین مستقل ہوتا ہے اور وہ دوسرے پر معطوف نہین ہوتا اور اسکو بیت کہتے ہین ابتداء طبیعت اس کے تجزی مین مائل ہوتی ہے پھر اُس کے تقاطع اور مبادی کی اجزا کی مناسبت کی طرف مائل ہوتی ہے اس کے بعد معنی مقصود اور تطبیق کلام کا خیال کیا جاتا ہے پھر اسکو وہ ایک لہجہ سے ادا کرتے ہین جس سے اُن کے کلام کا شرف ممتاز ہوجاتا ہے اور یہ خصوصیت ص ۳۷۸
ایسی ہے کہ دوسرون کے کلام مین پائی نہین جاتی - کیونکہ اورون کے کلام مین یہہ مناسبت اور خصوصیت پائی نہین جاتی - اور اسکو وہ اپنے اخبار اور حکمتون اور شرف کا دیوان بناتے ہین اور اپنی طبیعتون کی اصابت (یعنی صائب) معانی اور عمدگی اسلوب کا معیار قرار دیتے ہین وہ لوگ اسی حالت پر قائم رہے حالانکہ بھی تناسب جو بسبب اجزا کے اور تحرک اور سکون حروف کی مناسبت سے ہوتا ہے اصوات موسیقیہ کے دریا کا ایک قطرہ ہے اور یہ بات موسیقی کی کتابون سے اچھی طرح سے معلوم ہوتی ہے - مگر یہہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ انھون نے اس کے سوائے اور کوئی بات نہین معلوم کی کیونکہ انھون نے اس کو علم اور فن نہین بنایا - پھر حدی خوانون نے اپنے اونٹون کی حدی خوانی مین اس کو گانا شروع کیا اور نوجوان لڑکے بھی اپنے تخئیہ کی محفلون مین ان ابیات کو بطور راگ کے پڑھنے لگے اور وہ اسکو ایک خاص وزن اور انداز سے گایا کرتے ہین -

بعض لوگ کہتے ہین کہ زمانہ جاہلیت مین عربون مین ایک اور قسم کا گانا ہوتا تھا جسکی آواز حدی خوانی کی بہ نسبت اچھی اور باریک ہوتی تھی جس کو وہ گایا کرتے تھے اور اس کو موسیقی کے جاننے

والے سلک[1] کہتے ہین اور نصب عرب بھی اسکا نام ہے۔

اہل عرب ترنم کو جبکہ وہ شعر کے ساتھ ہو غنا کہتے ہین اور جب وہ تحلیل اور قرات کی اقسام سے ہو تو اُس کو تغبیر کہتے ہین ابو اسحٰق زجاج نے اسکی یہ تعلیل (تعریف) کی ہے کہ تغبیر کے معنی آیندہ کی یاد کے ہین اور یہ معنی باقی کے ہین جس سے مراد احوال آخرت ہے۔ بعض وقت گانے مین وہ نغمات مین ایک بسیط مناسبت پیدا کرتے ہین جیسا کہ ابن رشیق نے اپنی کتاب عمدہ کے آخر مین اسکو بیان کیا ہے۔ اور اسکا نام وہ سناد رکھتے ہین۔ اور یہ اکثر مخفیف مین ہوتا ہے اس کے گانے پر وہ ناچتے ہین اور ردف اور مزمار کی چال پر چلتے ہین پس اس سے وہ خوش ہوتے ہین جسمین حلق خفیف رہتا ہے اور وہ ان سب کو ہزج اور بسیط کے نام سے موسوم کرتے ہین اور یہ اُس کے اوائل سے ہے اور یہ کچھ بعید بات نہین ہے کہ طبعتین اسکو بغیر تعلیم کے سمجھ جائین۔

اُن کے آلات طرب مین طبول اور مزامیر ہین جو ابتک مغربی عربون مین مستعمل ہین۔ اور اس آواز پر اُن کے سامنے کم سن لڑکیان گاتی ہین جس صوت (خوش آوازی) مین ایک شخص کی مثال دیتے ہین جسکا نام بدیح تھا اور یہ شخص زمانہ جاہلیت مین گزرا ہے۔ اور یہی ایک شخص کی مثال دیجاتی ہے جسکا نام جذیمۃ بن سعد الخزاعی تھا اور اسکو مصطلق بھی کہتے ہین بہ سبب اسکی آواز کی بلندی اور حسن کے۔

سب سے پہلے عربون مین جس نے راگ گایا وہ نعمان کی دو لونڈیان تہین جو گایا کرتی تہین جیسا کہ شیخ صفی الدین حلی نے اپنی کتاب مجمع البحرین مین بیان کیا ہے ان دونون کو جرادتان کہتے ہین لیکن میدانی اپنی کتاب مجمع الامثال مین بیان کرتا ہے کہ اہل عرب اپنی ضرب المثلون مین یہ کہتے ہین اُلحن من جرادتین یعنے جرادتین سے زیادہ خوش آواز اور یہ دونون معاویہ بن بکر العلیقی کی لونڈیان تہین جو کہ عمالقہ کا سردار تھا۔ قدیم زمانہ مین یہ مکہ مین رہتے تھے ۳۷۹ ص
انکا نام یعاد اور ریما تھا۔ حاشیہ شہاب مین جو تفسیر قاضی بیضاوی پر ہے سورہ اعراف کی تفسیر کے حاشیہ مین لکھا ہے کہ اُن دونون مین سے ایک کا نام وردہ اور دوسری کا نام جرادہ تھا تغلبیاً دونون کو جرادتان کہنے لگے۔ اور ابو الفرج اصفہانی کی کتاب الاغانی مین لکھا ہے کہ جرادتان عبد اللہ بن جدعان کی لونڈیان تہین۔ جو زمانہ جاہلیت مین گایا کرتی تہین اُس نے اُن دونون کا نام جرادتان عاد رکھا اور امیۃ بن ابی الصلت ثقفی کو عطیہ دیدیا:-

پھر جب اسلام کا زمانہ آیا اور اہل عرب ممالک پر قابض ہوئے اور نہایت عیش و عشرت کی حالت مین ہو گئے تو

---

[1] سلک موسیقی کے چھ آوازون مین سے ایک آواز کا نام ہے جسکی تفصیل یہ ہے شہناز[1] گردانیہ[2] گوشت[3] ماتمہ[4] نوروز[5] سلک[6]۔ ماخوذ از غیاث۔ مترجم

فارس اور روم کے مغنی (گوئے) پہلے اور وہ حجاز مین آئے اور وہ عربون کے غلام بنے تو وہ عیدان (رباب) اور طنابیر (جمیع طنبور) اور معازف (آلات سماع) اور زامیر سے گانے لگے۔ عربون نے اُنکا گانا سُنا تو اُنھون نے اپنے اشعار کو اس وزن اور راگ پر گانا شروع کیا۔ مدینہ مین نشیط فارسی اور طویس اور سائب حاجب عبد اللہ بن جعفر کے غلام ظاہر ہوئے اور اُنھون نے عربون کے اشعار کو سُنا اور اُن کو عمدہ طرح پر گایا ان سے مغنی معبد نامی اور اُس کے طبقہ کے لوگون اور ابن سریج وغیرہ نے سیکھا اور موسیقی کا فن آہستہ آہستہ ترقی پاتا رہا۔ آخر کار بہ عہد خلفائے عباسیہ یعنی ابراہیم مہدی اور اُس کے بیٹے اسحٰق اور اُسکے بیٹے حماد کے زمانہ مین کمال کو پہونچا اور انہین کے عہد سلطنت مین بعد آدمین نوخیز لوگون نے اسکی اتباع کی اور اُس عہد کی مجالس مین اسکا چرچا ہونے لگا اور پھر یہان سے تمام بلاد مغرب مین پھونچا۔

رقص (ناچنے) کے اور بھی آلات وغیرہ اشعار کی صورت مین ایجاد ہوئے جن کے ذریعہ سے گایا جاتا ہے اور گانے مین یہ ایک علحدہ قسم قرار پاگئی۔ اور ناچنے کے اور دوسرے آلات بھی بنائے گئے جسکا نام کرج ہے یہ کاٹ کے زین کسے ہوئے گھوڑون کی صورتین ہوتی ہین جو قباؤن کے اطراف مین معلق کر دیجاتی ہین ان قباؤن کو عورتین پہنتی ہین اور اُس سے گھوڑون کی سواری اور اُنکی آمد و رفت یعنی کاوا مارنا وغیرہ حالات دکھلائے جاتے ہین یہ اور اس قسم کے اور بہت سے کھیل شادی بیاہ کے جلسون مین ہوا کرتے ہین۔

فصل سیوم

اسلام کے بعد عربون کا فلسفی علوم کی طلب مین متنبہ ہونا

قبل اس کے کہ ہم عربون کے علوم و فنون اور خاصکر اور معارف اور فلسفہ وغیرہ کے حاصل کرنے مین اُن کے متنبہ ہونے کا ذکر کرین اور اُسمین اُنھون نے آخر مین کیا خوبی اور ترقی پیدا کی اور اُسمین کون کون قابل فخر امور حاصل کئے خاصکر عباسیون کے زمانہ مین ممالک مشرق مین اور بنی امیہ کے زمانہ مین ممالک مغرب مین کیا کیا امور حاصل کئے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم اُن امور کا ذکر کرین جو کہ ان جوان مرد فاتحین سے ان ممالک مین علوم اور آثار قدیمہ کو جن سے اُن کے اسلاف آراستہ اور مزین تھے اُنکی جہالت اور عدم معرفت فوائد اور منافع سے کیا کیا نقصان پہونچے ہین۔

بعض مولفین کہتے ہین کہ جب ہم اس تجارت کے فوائد پر نظر ڈالتے ہین جو کہ بعد فتح کے ان ممالک مین

ظاہر ہوئے تو پھر ہمکو اس امر کی طرف التفات کرنا پڑتا ہے کہ عربون نے اس زمین مین ایشیا۔ افریقہ اور یورپ سے کیا کیا چیزین لاکر شائع کین اور اس کام مین انہون نے کیا کیا برائیان کین تو ہمکو یہہ امر اچھی طرح پر معلوم ہوجاتا ہے کہ انہون نے ان ممالک کے کیسے کیسے نادر تحفون اور نفیس ذخیرون کو شہرون کے بڑے بڑے کتب خانہ جلانے اور عمارات اور آثار قدیمہ کے منہدم کرنے اور نادر مورتون کے توڑنے مین تباہ و برباد کیا اور یہ ایسی چیزین تہین کہ ان سے ممالک مذکورہ کو زینت تہی۔ ان حالات کو دیکھکر وہ لوگ جو فلاسفر اور نادر اشیا کے دل دادہ اور فریفتہ ہین اپنا بڑا تاسف ظاہر کرتے ہین۔ جسکا کسی طرح سے بدل نہین ہوسکتا۔ اور تباہی اور بربادی اُن امور کے علاوہ ہے جو قتل و غارت اور دیگر مظالم یعنے غلامی وغیرہ کے واقعات سے ہوئے ہین اور یہ فاتح قوم ڈیڑھ قرن کے قریب اندرونی و بیرونی لڑائیون مین مشغول رہی اور اس اثنا مین انہون نے علوم و فنون کی کسی چیز کی طرف التفات نہین کیا بلکہ بالکلیہ اسکو تباہ کرتے رہے یہان تک کہ جب وہ اخیر زمانہ مین متنبہ ہوئے اور اسکو از سر نو رونق دینا چاہی تو اُن کو ان ممالک مین جو ابتدا اُن چیزون کے مخزن تھے کوئی چیز نہین ملی اسی واسطے اُن کو یونان وغیرہ سے اسمین مدد لینے کی ضرورت پڑی۔

پہلی نکبت (تباہی) جو ان کتب خانون مین پیدا ہوئی وہ اسکندریہ[1] کے کتب خانہ کا جلنا ہے اس کو عمر بن العاص رضہ نے خلیفہ عمر بن الخطاب رضہ کے حکم سے جلا دیا چنانچہ اس روایت کو تاریخ قرون وسطی کے مترجم[2] نے ابو الفدا کی کتاب کے جلد اول صفحہ (۱۵۱) سے نقل کیا ہے۔ ابن خلدون مغربی نے بھی فارسیون کی علوم کے تباہ ہونے پر اپنا بڑا افسوس ظاہر کیا ہے جو کہ عثمان بن عفان رضہ کے حکم سے برباد ہوئے لیکن وہ کتب خانے جو الفاکیہ۔ بیروت اور قیصریہ مین باقی تھے وہ محض مسلمانون کے جہنڈون کو دیکھتے ہی تباہ ہوگئے دمشق کے کتب خانون کو یزید بن عبد الملک خلیفہ اموی نے ۱۰۱ھ مین تباہ کیا۔ ص ۳۸۱

---

[1] اس مضمون کے متعلق شبلی نعمانی نے اپنے رسالہ کتب خانہ اسکندریہ مین تحقیق سے یہہ امر ثابت کر دکھایا ہے کہ کتب خانون کے جلانے کا الزام یورپ جو مسلمانون کے سر تھوپتے ہین محض وہ غلط ہے دیکھو رسالہ مذکور۔ مترجم

[2] اس کتاب کا مترجم جو مصنفین مین شمار ہوئی ہے روڈ ہے کہ۔ فیلپ حتی مشہور شخص ہے اور اس فصل کا جملہ دفتر مترجم موصوف کی کتاب سے نقل کیا گیا ہے مولف کی اصل فصل چونکہ اعتبار کے لائق نہین تہی۔ اسلئے اسکو نکال دیا گیا اور اسکے بجائے یہ فصل اس کے کلام سے نقل کر دی گئی ہے۔ مولف

ابن خلدون مذکور نے اسیطرح اس بات پر بھی اپنا افسوس ظاہر کیا ہے جو کہ ہارون رشید عباسی نے ایوان کسری کے توڑنے اور تباہ کرنے مین ارادہ کرکے بھ کام کیا جسکو کہ ساور ذوالاکتاف نے بنایا تھا جیساکہ مورخین عرب نے اس امر کو بیان کیا ہے۔ وہ بیان کرتا ہے کہ جب ہارون رشید کو اس کے توڑنے مین ناکامیابی ہوئی تو اُسنے یحیی بن خالد برمکی سے اس بات مین مشورہ کیا کہ اسکو کس طرح سے توڑا جاے اور یحیی اسوقت محبس مین تھا اُس نے ہارون کو اس کام سے منع کیا اور کہا کہ ای امیرالمومنین اس کام سے باز رہو تو اچھا ہے تاکہ اس سے آیندہ تیرے باپ دادا کے ملک کی عظمت معلوم ہوسکیگی جنہون نے ان ممالک کو دوسرون سے چھینا اور فتح کیا ہے۔ ہارون نے اُسکی رائے کو پسند نہین کیا بلکہ خیال کیا کہ یہ اُسکی حمیت عجمی ہے جو اہل عجم کی یادگار کو قائم رکھنے کی طرف مائل ہے۔ آخر اُس نے یحیی کی رائے نہین سُنی اور اُسکو منہدم کروانا شروع کیا اور بہت سے مزدورون اور کاریگرون کو آلات کے ساتھ اسپر متعین کیا اور اُسکو آگ سے جلاکر اُسپر سرکہ ڈالنا ہم وہ عمارت نہین توڑ سکی اور وہ عاجز ہوگیا اور اُسکو اپنی رسوائی کا خیال ہوا تو موقوف کرا کے پھر یحیی سے مشورہ کیا اُس دفعہ بھی یحیی نے اُسکو منع کیا اور کہا ای امیرالمومنین اب بھی اُسکو اپنی حالت پر چھوڑ دی کیونکہ اگر اس مرتبہ بھی منہدم نہو سکیگا تو عجمی لوگ تجھ پر ہنسینگے کہ خلیفہ نے اہل عجم کی ایک عمارت کو نہ توڑ سکا۔ اب ہارون نے اُس بات کو سمجھا اور اُسکے منہدم کرانے سے باز رہا۔

مذکورہ بالا بیان اس سے زیادہ تعجب خیز نہین ہے کہ مامون رشید باوجودیکہ وہ فلسفہ اور متقدمین کی علوم کا عاشق اور دل دادہ تھا اُسنے بھی مصر کے مشہور اہرام کے توڑنے کا حکم دیا تھا اور کاریگرون کو جمع بھی کیا اُسکو اس ارادہ مین ناکامیابی ہوئی یعنے اہرام نہین منہدم ہوسکے۔ ابن خلدون کہتا ہے کہ بہرصورت مامون نے اُس کے توڑنے کا ارادہ کیا اور اُسمین ایک سرنگ لگائی گئی۔ یہ سرنگ اُس سطح تک جاسکی جو سامنے کی دیوار کے پاس ہے اُسکے آگے اور دیوارین ہین اور یہ علامت جیساکہ کہی جاتی ہے آج تک موجود ہے۔

صـ۳۸۲ مقریزی بھی کہتا ہے کہ اگر ملک عزیز عثمان بن صلاح الدین ایوبی کو جو ملک مصر مین اپنے باپ کے بعد قائم اور مستقل ہوا ممکن ہوتا تو وہ بھی ان اہرام کے توڑنے اور مٹانے مین کوشش کرتا اور اس کام سے پیچھے نہ ہٹتا اس لیئے کہ اُسنے بھی ایک چھوٹے اہرام کو توڑنا شروع کیا اس کام مین اُسکا خزانہ خالی ہوگیا اور کاریگرون پر تکلیف بڑھ گئی اور اُن کے ارادہ پست ہوگئے اور اُن کو افسوس اور حیرت ہوئی کہ اُنکو اس کام مین کامیابی نہین ہوئی بلکہ اُنہون نے اُسکو اُسیطرح رہنے دیا اور وہ اپنی عاجزی کے سبب سے اس کام سے علحدہ ہوگئے۔

عام لوگ بھی آثار قدیمہ اور عمارات کے توڑنے مین اس وجہ سے طمع کرتے ہین کہ اُن کو دفینہ ہاتھ آئے۔ جیساکہ اسی ارادہ سے ولید خلیفہ اموی نے اسکندریہ مین منارہ فاروس کے توڑنے مین کوشش کی تھی۔ یا لوگ ان آثار کے توڑنے مین یہ ارادہ رکھتے ہین کہ ہیاکل اور صورتون اور بتون وغیرہ کے توڑنے مین اُن کو ثواب ملیگا چنانچہ ایک شخص نے یہ کام کیا تھا جس کا نام شیخ محمد تھا جو صائم الدہر تھا اور یہ شخص آٹھوین صدی ہجری مطابق چودھوین صدی مسیحی مین موجود تھا چنانچہ اُسنے ایک بت کے منہ کو بگاڑ دیا تھا جو کہ اہرام مذکورہ کے قریب مین تھا اس بت کو ابوالہول کہتے تھے۔ یا یہ کام اس نظر سے کیا جاتا تھا کہ اُس مادہ کو کسی اور چیز مین استعمال کیا جائے۔ جیساکہ امیر مقام ملاط نے مصر مین ۱۱۷۱ء مین سلسلہ ۱۳۱۱ء مین ایک مشہور بت کو جسکا نام سریہ تھا توڑ دیا اس غرض سے کہ اُس پتھر سے ستونون کی چوکیان بنائے جو کہ جامع جدید مین ہین اور اسی مسجد کا نام مسجد ناصری ہے۔

وہ لوگ یہ کام کچھ غیر عربون کے چھوڑے ہوئے آثار قدیمہ کے ساتھ ہی نہین کرتے تھے بلکہ وہ اپنی جدید سلطنتون کے تمام انقلابات مین یہی کام کرتے تھے یعنے آثار کو منہدم کر دیتے اور دوسری چیزون کو جلا دیا کرتے اور کسی کو ملیامیٹ کر دیتے تھے۔ مقریزی کہتا ہے کہ بادشاہون کی یہی شان (عادت) ہی وہ ہمیشہ اپنے سے پہلے سلاطین کے آثار کو مٹایا کرتے ہین اور نیز وہ اپنے اعداء (مخالفین)[1] کے تذکرون کو دبا دیتے ہین اسی بنا پر اکثر شہر اور قلعہ تباہ و برباد کیے گئے ہین یہی حالت عجمیون کے زمانہ مین اور عربون کے جاہلیت کے زمانہ مین رہی ہے عربون کی حالت زمانہ اسلام تک بھی ایسی ہی رہی چنانچہ عثمان بن عفان رضہ نے غمدان کے صومعہ (عبادت خانہ) کو منہدم کروا دیا اسکا ذکر پانچوین مقالہ کی پہلی فصل مین گزر چکا ہے۔ اور آطام (قلعہ جات) کو بھی جو مدینہ مین تھے منہدم کروا دیا۔ اور زیاد بن ابیہ نے بھی ہر ایک قصر اور عمارت کو جو مصر مین ابن عامر کی تھی اور عباسیون نے شام کے شہرون کو جو بنی مروان کے تھے ویران اور منہدم کر دیا۔

ابن خلدون مغربی کہتا ہے کہ اہل عرب جب ممالک پر غلبہ پاتے اور قابض ہوتے تھے تو اُن ممالک مین ویرانی بہت جلد آتی تھی کیونکہ یہ وحشی لوگ ہین انکی طبیعتون مین وحشی عادتین اور اسباب جمے ہوئے ہین جو اُنکی خلقی اور جبلی عادت ہوگئی ہے۔ اور اس قسم کے کام کرنے کو وہ حکومت کی ڈور سمجھتے

---

[1] مقریزی کی یہ رائے بلا تخصیص تمام سلاطین کی نسبت نہایت صحیح ہے چنانچہ خداوند عالم بھی فرماتا ہے ان الملوک اذا دخلوا قریۃ افسدوہا وجعلوا اعزۃ اہلہا اذلۃ۔ مترجم

ص ۳۸۳

آزاد ہونا خیال کرتے تھے - اُن کے اکثر خیالات جو عادتی ہین وہ سفر کرا ور لوٹ مار کرنا ہے - پتھرون کو وہ اسلئے اکھاڑ کر لے جاتے تھے کہ اُنکو چولہون کے پتھرون کی ضرورت پڑتی تھی اور وہ اس کو لئے ہوئے پھرتے تھے اور جب ایک مکان سے نقل کرتے تو اسکو منہدم کرکے زمین کی برابر کر دیتے تھے اور لکڑیون کو بھی اُٹھالے جاتے تھے کیونکہ وہ دیوارون اور راستون کے نصب کرنے مین چھتون کا کام دیتی تھین - اور باقی چھتون کو بھی توڑ پھوڑ دیتے تھے اسواسطے اُنکی طبیعت عمارت کے قائم رکھنے کی عادی نہین تھی جب اُن کا اقتدار اس تغلب مین اور ممالک پر قبضہ پانے مین پورا ہوا تو لوگون کے اموال کی حفاظت کی سیاست باطل ہوگئی اور آبادی کو ویران کرنے کی عادت باقی رہی - اسی بنا پر وہ کاریگرون کے ہنر کی اور پیشہ درون کے پیشون کی کچھ قدر و قیمت نہین جانتے - پس وہ ریاست مین رغبت کرتے ہین اور یہ امر بہت کم دیکھا جائے گا کہ اُن مین سے کوئی شخص غیر کے کام کو مانتا ہو گو کہ وہ دوسرا اُسکا باپ یا بھائی یا قبیلہ کا بڑا شخص ہی کیون نہ ہو - اور یہ بات بہت کم صورتون مین وہ بھی بہ صورت مجبوری پائی جاتی ہے اسی واسطے اُنکے حکام اور امرا بھی متعدد ہوتے ہین اور ممالک پر جو قبضہ ہوتا ہے وہ بھی متعدد لوگون کا ہوتا ہے اور اسی واسطے آبادی مین فساد ہوتا ہے دیکھو اُنہون نے جن جن ممالک پر قبضہ پایا اور اُس کے مالک بنے ابتدائے خلقت سے اُسکی آبادی کی کیا حالت ہوئی اور وہان کے رہنے والے کیسے اور کس درجہ محتاج اور فقیر ہوئے چنانچہ ملک یمن جہان وہ قائم اور قرار سے ہین ویران ہے مگر اس ویرانی سے صرف تھوڑے شہر بچے ہوئے ہین - عراق عرب جو کہ بالکلیہ اہل فارس کا تھا اُسکی آبادی ویران ہوگئی - اور ملک شام بھی اس زمانہ مین ایسا ہی ہے - افریقہ اور ممالک مغرب کا بھی یہی حال ہوا جب کہ وہان بنو ہلال اور بنو سلیم پانچوین صدی ہجری کے شروع (جو بارہوین صدی عیسوی کے مطابق ہے) مین پھونچے تو اُسکی بھی یہی حالت ہوئی اور اس کے اکثر مقامات ویران ہوگئے اور اس سے پہلے وہ سب آباد تھے -

جب ہم نے ان سب امور کو ذکر کر دیا تو ہم کو اس کے سبب سے بحث کرنا لازمی ہے جسکو عقل بھی قوم کے طلب علوم کے بارہ مین قبول کرے خاصکر عربون کی مذکورہ صفات جو علوم و فنون اور قدیم فلسفہ کی طلب مین اُنکی یہ صفات اور عادات رہی ہون جنکا ابھی ذکر کیا گیا - چنانچہ اسکا حال آیندہ کی فصل مین بخوبی ظاہر ہوگا - اور ہمکو جو بات ظاہر معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ اس امر کے ماننے کے لئے کوئی سبب نہین ہے - یہ ممکن ہے کہ ہم اسکو اچھی طرح سے اعتبار کرین بلکہ ہم یہ خیال کر سکتے ہین کہ اُنکی رغبت آیندہ حالات کی معرفت مین ابتدائے جاہلیت سے اچھی رہی ہے اور وہ یہ خیال کرتے رہے ہین کہ آیندہ اُن کو اس مین کوئی اچھی ترقی ہوگی - چنانچہ مثال کے طور پر علم فلک کو لو وہ ابتدا مین

انوار منازل[1] سیارات کی نسبت نجومیون کا اعتقاد رکھتے تھے جیسا کہ چوتھے مقالہ کی چوتھی فصل مین مدارک غنیمیہ کے بیان مین اسکی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اور آخر مین اُن کو اس باب مین اُن اطبار نے بڑی تائید دی جن سے اُنھون نے اسلام کے بعد یہ کام لیا اور یہ اطبار روم اور فارس وغیرہ کے تھے جیسا کہ آیندہ کے حال سے یہ امر ظاہر ہوگا۔ اور اسی واسطے سے وہ تمام علوم اور معارف (علوم) فلسفہ کی طرف مائل ہوئے اسلئے کہ اُنھون نے اُس چیز پر قناعت نہین کی جو اُن کے پاس تھی۔ اس بنا پر کہ کوئی آدمی طبیب نہین ہوسکتا جبتک کہ وہ منجم نہ ہو۔ اور منجم حاذق نہین ہوسکتا جبتک کہ وہ فیلسوف نہ ہو۔ ہم نے جو یہ بات کہی ہے اُسکی صحت اور تصدیق ہمکو اس امر سے ہوتی ہے کہ عباسی خلفار نے کسی علم کو طلب نہین کیا اور نہ عجمیون کی کسی کتاب کا ترجمہ قبل اس کے کہ کتاب سند ہند کا ترجمہ خلیفہ ابوجعفر منصور عباسی کے لیئے کیا گیا نہین کرایا جیسا کہ اپنے مقام پر اسکا ذکر آئے گا۔ اسیطرح خلیفہ مامون عباسی نے جس نے اسلام مین سب سے پہلے ان مذکورہ علوم کو داخل کیا اُسکو سوائے علم فلک کے ان علوم کا یقین نہین تھا۔

اسی وجہ سے عربون نے قدیم کتابون کی قدر کی اور پھر اُنھون نے اپنی عادت کو جو ممالک مین کتابون کو جلانے کی تھی جب کہ وہ اُنکو فتح کرتے تھے بدل دیا اور اسکی محافظت کرنی شروع کی۔ یہان تک کہ وہ اس کو بڑی غنیمت سمجھنے لگے اور بادشاہون کے پاس اپنے ملکون سے ان (کتابون) کو بطور تحفہ لے جانے لگے۔

اس عمدہ فعل کی ابتدا عباسیون کے پانچوین خلیفہ ہارون رشید کے وقت سے ہوئی کیونکہ اس خلیفہ نے علوم مین اپنی بڑی رغبت ظاہر کی۔ بعض مولفین کہتے ہین کہ وہ جب سواری نکلتا تھا تو ایک سو عالم اُس کے ہمراہ رہتے تھے اور معلومات کے منارہ کو اُس نے اپنے ملک مین بلند کیا اور اہل علم کو بلوایا اور اُن کے لئے اچھے اور عمدہ احکام اور قوانین وضع کئے مثلاً ہر جامع مسجد مین مدراس کا قائم کرنا پس علم کو اُسکی سلطنت مین ترقی ہوئی اور اہل علم کی روح بدل گئی اور اُنکو خاص دار السلطنت مین آکر رہنے کی ترغیب دلائی۔

ص ۳۸۵

فصل چہارم

قدیم کتابون کے جمع کرنے اور اُن کے ترجمہ کرنیکا بیان

---

[1] دیکھو حاشیہ مندرجہ صفحہ (۴۳۱) مترجم

جبکہ مقدم الذکر خلیفہ ہارون رشید نے مدینۃ النقرہ کو فتح کیا تو اسکی فوج نے وہان بہت سی کتابین پائین جو وہان کے خزانہ مین محفوظ تہین - انہون نے اُن کو بغداد مین لایا - پہر اس خلیفہ نے اپنے طبیب خاص یوحنا بن ماسویہ کو جس کا قریب مین طب کے بیان مین ذکر آئے گا حکم دیا کہ وہ اسکو عربی زبان مین ترجمہ کرے اُس نے بہت سی کتابون کا ترجمہ کیا - جعفر برمکی نے جو اس خلیفہ کا وزیر تھا اور نیز اُس کے خاندان کے لوگون نے اس ترجمہ کے کام مین بڑی مدد کی چنانچہ کسی شاعر نے انکی نسبت یہ کہا ہے -

اولاد یحیے اربع کاربع الطبائع
فہم اذا اخبرتہم طبائع الصنائع[1]

باوجود اس کے نہ یہ خلیفہ اور نہ اس کے بعد کے خلیفون نے اس کام مین وہ درجہ اور ناموری حاصل کی جو اُس کے بیٹے عبد اللہ مامون رشید نے حاصل کی جسکا ذکر اوپر گزر چکا ہے - کیونکہ یہ امیر بہت سے علوم اور معارف مین مشہور اور اپنے متقدمین خلفاء کی نسبت طلب فلسفہ مین زیادہ راغب رہا ہے علماء اور صاحب علم اور معارف کی بڑی تکریم کرتا تھا اور اطراف سے اُنکو بلا کر جمع کرتا تھا تاکہ اپنی دار السلطنت مزین ہو اور یونانی کتب عربی زبان مین ترجمہ کرانے کا بڑا اہتمام کرتا تھا - بعض مولفین کہتے ہین کہ اس خلیفہ کے زمانہ مین علوم وفنون کے باغ نہایت سرسبز وشاداب ہوئے اُس نے اطراف واکناف مین علماء کو بھیجا تاکہ جس قدر یونانی کتابین اُن کے ہاتھ لگین وہ جمع کرکے لائین - پہر اُسنے اُنکی تہذیب اور ترجمہ کا اور اپنے ملک مین پھیلانے کا حکم دیا اور اپنا وقت علم کی اشغال مین صرف کرتا تھا اور وہ اپنے نزدیک
صہ ۳۸۶ علماء کو بٹھاتا تھا اور اُن کو جمع کرنے مین اُسنے اپنی کوشش کو مصروف رکھا - بعض لوگ کہتے ہین کہ اُس نے ثادفیلس قیصر قسطنطنیہ کو زر خالص کے سو بوجھ اس لئے بھیجے کہ وہ اس کے معاوضہ مین مشہور ریاضی دان بلادن کو بھیجے اُسنے اُسکا نہایت سخت جواب لکھا جسکا مطلب یہ تھا کہ ہم بربری قوم کے پاس اہل علم کو بھیجنا پسند نہین کرتے - لیکن صاحب تذکرۃ الحکما اس کے سوائے بیان کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ مامون نے بادشاہ روم کے پاس اپنے سفیر کو بہت سے قیمتی تحفہ اور ہدیہ دیکر بھیجا اور یہ کہلا بھیجا کہ وہ اُس کے پاس فلسفہ کی وہ کتابین روانہ کرے جو اُس وقت کتب خانہ اتہنس مین موجود تہین - بادشاہ روم نے اُسکی درخواست پر کتابین بھیجین پس مامون نے عربی زبان مین اُن کے ترجمہ کرانے کا اہتمام کیا -

---

[1] ترجمہ - یحیی کے جو چار بیٹے ہین وہ مثل چار طبیعتون کے ہین جب تو اُن کا حال بیان کرتا ہے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اُنکی طبیعتین ہنر اور صنائع کی ہین -

اس کام مین بعض خلفا نے جو اُس کے بعد ہوئے اسکی پیروی کی اور ان کتابون کے پڑھنے اور پڑھانے مین لوگون کی رغبتین بڑھین اور انھون نے اُن کے مطالعہ مین بڑی کوشش کی پھر علوم فلسفیہ کی کثرت اور بڑی شہرت ہوئی۔

ابن خلدون مغربی کہتا ہے کہ عربون کو اہل فارس اور کلدانیون اور اہل بابل اور اہل قبط کے علوم سے کوئی چیز حاصل نہین ہوئی اُن کو صرف ایک قوم یعنے یونانیون کے علوم پہونچے کیونکہ مامون کو اُن کتابون کے حاصل کرنے اور اُن کے ترجمہ کرانے کا اقتدار تھا اس وجہ سے یونانی کتابون کے ترجمہ کرنے والے بہت سے مترجمین مل سکتے تھے اور وہ اُن کو نقد روپیہ دیکر ترجمہ کرا سکتا تھا۔

ابو معشر بلخی اپنی بعض مولفات مین بیان کرتا ہے کہ ترجمہ کے کام مین چار مترجم اچھے ثابت ہوئے ہین۔ ایک حنین بن اسحق عبادی جو کہ مامون رشید کا طبیب تھا اطبار کے ذکر مین اس (حنین) کا ذکر کیا جائے گا۔ یہ شخص یونانی زبان کو خوب جانتا تھا اور عربی مین بھی بڑا ماہر تھا۔ خلیل بن احمد سے اسنے عربی حاصل کی تھی مامون رشید کے زمانہ مین جب یہ بغداد مین آیا تو مامون نے اسکو اقلیدس کی چند کتابون کے ترجمہ کرنے کا حکم دیا۔ ان ترجمون کو آخر مین ثابت بن قرہ حرانی نے منقح اور مہذب کیا۔ جس کا ذکر آگے آئے گا۔ کتاب مجسطی کا بھی ترجمہ کیا گیا اور علاوہ اس کے اور بہت سے حکمار اور اطبار کی کتابون کا بھی ترجمہ ہوا۔ اور ایک بڑی جماعت ان کتابون کے عربی ترجمہ کرنے پر مقرر تھی۔

دوسرا مترجم یعقوب بن اسحق کندی ہے جو ایک نجومی تھا مسلمانون کے زمانہ کے فلاسفرون مین سے ایک یہی تھا جو معتصم باللہ خلیفہ کی عہد سلطنت مین تھا اسکا اور اس کی مولفات کا ذکر قریب مین کیا جائے گا۔

تیسرا شخص ابوالحسن ثابت بن قرہ بن ہارون ہے اور اسکو زہرون بن ثابت بن کرایا بن مارنوس بن مالاجریوس محاسب حکیم حرانی بھی کہتے ہین اور یہ شخص بلاد جزیرہ کے ایک شہر حران کا باشندہ تھا۔ ص ۳۸۷
اسکو فلسفہ مین بڑا کمال تھا علم کی بہت سی شاخون مین اسکی تصنیفات ہین جنکی تعداد قریب بیس کے کہی گئی ہے۔ اسنے اقلیدس کی اُس کتاب کی تنقیح اور تہذیب کی اور اسکو زیادہ واضح کیا جسکو حنین نے عربی مین ترجمہ کیا تھا یہ شخص صابی المذہب (ستارہ پرست) تھا کہتے ہین کہ اُسنے صابئین کے مذہب مین ایک رسالہ لکھا تھا جسکی بنا پر وہ اپنے ملک سے نکال دیا گیا۔ اس اثنار مین اسکی ملاقات محمد بن موسی بن شاکر سے ہوئی جس کا ذکر آنے والا ہے جو کہ بلاد روم سے کتابین جمع کر کے لایا تھا اس نے اس کو اپنے ساتھ بغداد مین لایا اور خلیفہ سے ملاقات کرائی۔ خلیفہ نے اسکو منجمین مین داخل کیا اس کا

ذکر علم ہیئت کے بیان مین کیا جائے گا ۲۸۸ھ م ۹۰۱ع مین اسکی موت واقع ہوئی -

چوتھا مترجم علی بن زجان الطبری ہے لیکن جنین مذکور کا اور باقی دو مذکورین کا ترجمہ اس کے ترجمہ کے برابر نہین سمجھا گیا کیونکہ اسکی عبارت واضح اور صاف وسلیس ہوتی تھی حنین نے کتب بقراط اور جالینوس کے ترجمہ اور خلاصہ اور تنقیح اور تہذیب کا اہتمام کیا -

حنین مذکور کا ایک بیٹا جسکا نام اسحٰق ہے وہ نقل اور معرفت لغت اور فصاحت مین اپنے باپ سے ملتا جلتا ہے کتب حکمت کو اسنے عربی مین لکھا جیسا کہ اس کے باپ نے کیا تھا لیکن اسنے بہ نسبت ارسطالیس کی حکمت کی کتابون کے طب کی کتابون کو عربی زبان مین ترجمہ کیا ۲۹۹ھ م ۹۱۱ع مین مقتدر باللہ عباسی کے عہد سلطنت مین اسکی موت واقع ہوئی -

بعض مولفین کی روایات سے بعض اور مترجمہ کتابون کے نام بھی معلوم ہوتے ہین جن کو مترجمین مذکور نے یونانی فلاسفہ اور علماء کی کتابون سے جو اس زمانہ مین تھے ترجمہ کیا تھا اور انکو عربون نے قبول کیا اور وہ یہ کتابین ہین -

مولفات حکیم فیثاغورس ارثماطیقی اور موسیقی وغیرہ علوم ریاضی کی -

افلاطون کی کتابین جنمین سے نفس کے بیان مین ایک کتاب ہے اور کتاب سیاست المدینہ اور طیماوس البرہان جو عقلی عالم ملائکہ کے باب مین ہے اور وہ عالم ملائکہ یہ ہین عالم ربوبیت عالم عقل اور عالم نفس - اور کتاب طیماوس الطبیعی جو عالم طبیعی کی ترکیب کے بیان مین ہے - ان دونون کتابون کو اس فیلسوف نے اپنے شاگرد طیماوس کو پڑھایا تھا اور اسی وجہ سے ان کو اس کے نام سے موسوم کیا -

مولفات ارسطالیس منطق اور اشکال مین ہے جنکو عربون نے علوم نظریہ کا آلہ قرار دیا -

اور اسکی کتابون مین یہ بھی کتابین بیان کی گئی ہین - کتاب الخطوط - کتاب الخیل - کتاب الکون والفساد کتاب العالم والسماء - کتاب سمع الکیان - کتاب الآثار العلویۃ - کتاب الحیوان - کتاب النبات - کتاب الحس - کتاب النفس - کتاب الصحۃ والسقم - کتاب الشباب والہرم - کتاب فی السیاسۃ - اس کتاب مین اسنے جو مشہور دائرہ بیان کیا ہے وہ یہ ہے - العالم بستان سیاجہ الدولۃ - الدولۃ سلطان یحیی بالسنۃ سیاسۃ یسوسہا الملک - الملک نظام یعضدہ الجند الجند اعوان یکفلہم المال - المال رزق یجمعہ الرعیۃ - الرعیۃ عبید یکتنفہم العدل - العدل مالوف وبہ قوام العالم - پھر اس کے بعد وہی پہلا فقرہ ہے یعنی العالم بستان سیاجہ الدولۃ - ص ۳۸۸

اس کا ترجمہ یہ ہے کہ۔ دنیا مثل باغ کے ہے جسکا احاطہ دولت ہے۔ دولت ایک بادشاہ ہے جس سے قواعد زندہ ہوتے ہین۔ قواعد وہ سیاست کے احکام ہین جنپر بادشاہ عمل کرتا ہے۔ بادشاہ ایک منتظم ہے جسکا زور بازو لشکر ہے۔ لشکر مثل مددگار کے ہے کہ اسکی کفالت مال سے ہوتی ہے۔ مال رزق ہے جسکو رعیت جمع کرتی ہے۔ رعیت بندگان خدا ہین کہ عدل انکو امن مین رکھتا ہے۔ عدل ایک مانوس یعنے قابل الفت صفت ہے جس پر اس عالم کا قوام یعنے مدار ہے۔ اسکے بعد پھر وہی پہلا فقرہ ہے۔

بقراط کی مولفات مین یہ کتابین ہین کتاب الفصول۔ مقدمۃ المعرفت۔ کتاب اقیدیا۔ کتاب ماء الشعر کتاب الجنین وغیرہ۔

مولفات جالینوس کی نسبت کہا گیا ہے کہ وہ سو سے اوپر ہین۔

مولفات حکیم دیسقوریدس جو ادویہ کے بیان مین ہین۔

مولفات اقلیدس صاحب ہندسہ۔ اسکی کتابون مین سے کتاب المدخل اور کتاب الارکان۔ کتاب المسبع کتاب ساحۃ الدائرۃ۔ کتاب الاکرہ والاسطوانہ والمخروط وغیرہ ہین۔

فیلسوف حکیم بطلیموس کی کتابون کا ذکر یہ فیلسوف مدرسہ اسکندریہ مین استاد اور مدرس رہا ہے جو عیسوی دوسری صدی مین بزمانہ اندریانوس تھا جو قیاصرہ روم مین سے ایک قیصر تھا۔ یہ شخص نجوم اور علوم فلک مین بڑا ماہر تھا اسکی بہت سی کتابین ہین جنمین سے بعض کے یہ نام ہین۔ کتاب المناط۔ کتاب المقالات اربعہ احکام نجوم مین۔ کتاب الموسیقی۔ کتاب الانوار۔ کتاب القانون اور مجسطی جو کہ مشہور کتاب ہے علم ہیئت مین مجسطی کے معنی اعظم یعنے بزرگ کے ہین۔ اس کتاب کی فضل بن حاتم نیریزی نے شرح لکھی اور محمد بن جابر الشیبانی نے اس کا خلاصہ لکھا۔ بیان کیا گیا ہے کہ یہ کتاب تین جلدون مین ہے ایک جلد علم ہیئت اور حرکات نجوم مین ہے اور دوسری ارستطالیس کی ہے جو علم منطق مین ہے۔ تیسری سیبویہ بصری کی ہے اور یہ کتاب تمام قواعد نحو کی جامع ہے۔

صـ۳۸۹ جس زمانہ مین اہل عرب ممالک مشرق مین ان کتابون کے ترجمون مین مشغول تھے اسوقت تیسری صدی ہجری ختم نہین ہوئی تھی اور یہ زمانہ شروع دسویں صدی مسیحی کا ہے۔ یہانتک کہ یہ رغبت مغرب کے عربون مین پیدا ہوئی۔ اور عبدالرحمن آخر جسکا لقب ناصر اللہ تھا مملکت اندلس مین تسلط ہونے کے بعد اپنی کوشش کو مدینہ قرطبہ مین صرف کیا اور اسکو اپنے ملک کا دارالسلطنت قرار دیا جیسا کہ ممالک مشرق مین بغداد مرکز خلافت تھا اور نیز اس نے قرطبہ کو دارالعلم بنایا۔ اور اس نے رومانس قیصر قسطنطنیہ سے ایک شخص کو طلب کیا جو اپنے ملک کے باشندون کو تعلیم دیسکے۔ اور وہ بعد تعلیم پانے کے ترجمہ کا کام کرسکے۔ قیصر نے

ایک راہب کو اُس کے پاس بھیجا جس کا نام نقول تھا۔ پھر خلیفہ ممدوح نے افریقہ اور بلاد فارس اور مصر اور بلاد عرب مین لوگون کو بھیجا تاکہ وہ اُس کے لئے کتابین خرید کر کے اگر وہ کتاب نہ مل سکے تو اُسکی نقل کر کے لائین۔ اور اُس نے اپنے زمانہ کے مصنفین کو لکھ بھیجا کہ وہ اُس کے پاس اپنی مصنفہ کتابین بھیجین اور اُس کا صلہ خاطر خواہ دینے کا وعدہ کیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس طریقہ سے اُس کے پاس چار لاکھ یا بعض کے قول کے اعتبار پر چھ لاکھ کتابین جمع ہوگئین۔ وہ علماء کی قدر و منزلت کرنے مین بہت ہی دل دادہ تھا اور وہ ہمیشہ علوم و فنون کو اپنے ملک مین پھیلانے کے باب مین بحث کیا کرتا تھا۔ آخر کار اُسکا یہ ارادہ اُسکی پچاس سالہ مدت حکومت مین پورا ہوا۔

بعض مولفین بیان کرتے ہین کہ جب عربون نے اندلس کو فتح کیا تو وہان بیس حاکم ہوئے جنکو دمشق کے خلفاء تخت نشین کرتے تھے یا اُن کے عامل جو افریقہ مین متعین ہوتے تھے تخت نشین کرتے تھے اسمین اُن کو کچھ وراثت نہین ہوتی تھی۔ اور اُنھون نے امیر کا لقب بھی اپنے ناموں مین استعمال نہین کیا اور اُنھون نے اپنے زمانہ کا بڑا حصہ جنگ و جدال مین صرف کیا گو کہ اُن مین سے بعض نے اسباب رفاہیت کی ترقی مین بھی اپنی عمر کا حصہ صرف کیا۔ مثلاً سمح بن مالک الخولانی نے جو علم فلاحت اور آبرسانی کے فن کا عالم تھا مصریونکی اصطلاح کے موافق دواشور وغیرہ طریقہ کو بلاد مشرقی سے لاکر جاری کیا۔ اور خلیفہ کے لئے اُس نے ایک نہایت نادر کتاب لکھی جسمین اندلس کا پورا بیان وضاحت کے ساتھ کیا ہے۔ اور اُسمین غلہ کی پرورش کی تدبیر اور اُس کے عام فوائد اور اُس کے استعمال کے طریقہ کو بیان کیا ہے۔ لیکن ملک کے محاسن راحت اور اُسکی حسن و خوبی بنی امیہ کے زمانہ مین ہوئی سب سے پہلے انہین سے ایک نے اپنا نام خلیفہ اور لقب امیر المومنین قرار دیا جیسا کہ وضاحت کے ساتھ پانچوین مقالہ کی پہلی فصل مین اسکا بیان گزر چکا ہے اس نے اپنے ملک مین متقدمین کے علوم کو داخل کیا اور ہم جسکا ذکر کر رہے ہین وہ امیر عبد الرحمن ناصر ہے۔

اور ظاہر بات یہ ہے کہ اہل عرب نے جب ان یونانی کتابون اور مولفات علوم فلسفیہ کے ترجمون کا کام شروع کیا تو اُنھون نے قدیم ادب کو بھی پایا جسمین حماسیہ (جنگی مضامین) نہین تھے اور اس امر نے اُن کو شہر اتہنس اور ردم کے شاعرون پر متعجب نہین کیا۔ اسیطرح جبکہ اُنکی طبیعتون کو امور متعلقہ پسیا نہین ص۳۹۰
کرتے تھے تو اُنھون نے اُن کے مورخین کی نسبت بھی التفات نہین کیا۔ بلکہ اُنھون نے اُن فلسفیون کی نجابت کا اقرار کیا اسی وجہ سے اُنھون نے اومیرس شاعر اور فیرجیل کے اشعار اور آداب کو چھوڑ دیا۔ اور اپنی زبان مین اُن کا ترجمہ نہین کیا۔ صرف مشہور یونانی فلاسفہ کی تالیف کا ترجمہ کیا۔ جیسا کہ اوپر اس کا ذکر ہوا ہے۔

اسلامی فرقہ کے تھے اور متعدد اصحاب بدعت اس زمانہ مین بعض فریق کو سخت و سست کہنے لگے اور اُنکی قوتون کو متفرق کرنے لگے اسی وجہ سے اُنکی ہمتین بعد اس کے کہ اُنمین ایک جوش پیدا ہوگیا تھا ٹھنڈی ہوگئین اور اُن کے ذہنون مین جو معلومات کا ذخیرہ تھا وہ پورے طور پر ظاہر نہ ہوسکا بلکہ وہ سطح زمین سے ہر ایک شخص کو جو اُن کے مذہب کے خلاف ہو مٹانے کی طرف مائل ہوئے اور سب کو ان کتابون کے مطالعہ سے اور اُن کے مضامین دیکھنے سے برگشتہ کردیا اور یہ واقعات بغداد اور اندلس دونون سلطنتون مین واقع ہوئے تاکہ موجودہ علوم کے واسطہ سے ایک دوسرے سے مفاومت کرسکین۔ ابن خلدون کہتا ہے کہ وہ شہر جنہین علوم کے سمندر موج زن تھے وہ بغداد۔ قرطبہ۔ قیروان۔ بصرہ۔ اور کوفہ ہین۔

جب اسلامی سلطنتون مین آبادی کا دریا بھر پور ہوا اور اسکی موجین تمام اطراف مین عام طور پر پھیلین تو علوم کے بازار بھر گئے اور کتابون کے نسخے لکھے گئے اور اُنکی کتابین مجلد اور خوشخط لکھی گئین تو ان کتابون سے عالیشان عمارتین اور شاہی خزانہ بھر گئے جنکا اندازہ نہین ہوسکتا۔ اور اہل علم اطراف سے یہان جمع ہونے لگے۔

پھر یہ لوگ شہرون اور اجنبی ممالک مین ان یونانی کتابون کے جمع کرنے اور ان پر بحث کرنے کے لئے چکر لگانے لگے۔ جیساکہ اخیر مین افرنجیون نے عربی وغیرہ کتابون کی نسبت کیا۔ ابن خلکان حکایت کے طور پر بیان کرتا ہے کہ ابو عبداللہ محمد اور اس کے دونون بھائی احمد اور حسن موسیٰ بن شاکر کی اولاد نے جو تینون بھائی تھے اور انہین کی طرف جبل موسیٰ منسوب کیا جاتا ہے انہون نے عجائب حکمت کو ظاہر کیا اور ان تینون کو ہندسہ اور حیل اور حرکات اور موسیقی اور نجوم مین جنکا وجود بہت کم ہے بڑا دخل تھا۔ گھوڑون کے باب مین انکی ایک نادر کتاب ہے اسمین ایک ایک بات نادر ہے اور یہ کتاب ایک جلد مین ہے۔ یہ تینون بھائی تحصیل علوم قدیمہ اور کتب متقدمین کے پانے مین بڑے عالی ہمت تھے اس کام مین اُنہون نے اپنی جان پر بڑی تکلیف اُٹھائی۔ انہون نے بلاد روم کو بہت لوگون کو روانہ کیا اور جو شخص اُن کے پاس دور دراز مقامات سے کتابین تلاش کرکے لاتا وہ اُن کو بہت خوش کرتے تھے محمد مذکور نے ۲۵۹ھ م ۸۷۳ء مین اس جہان کو چھوڑا۔

صلا۳۹۱ احمد بن یوسف السلیکی المنازی ابو نصیر احمد بن مروان کردی صاحب کتاب میافارقین اور دیار بکر قسطنطنیہ کو بارہا کتابین لادکر بھیجین اور اُسنے بہت سی کتابون کو جمع کیا اور ان کتابون کو جامع مسجد میافارقین اور جامع مسجد آمد پر وقف کردیا ۴۳۷ھ م ۱۰۴۵ء مین اسکی وفات ہوئی۔

صاحب علم عربون کے نزدیک کتابین نہایت کثرت سے جمع تھین اور یہ مقدار اور تعداد شاہی

خزانون اور مشہور مدارس کے علاوہ ہے۔ یہان تک کہ بعض صاحب علم اپنی تمام کتابین سفر مین ہمراہ نہین لے جاسکتے تھے گو اس بیان مین مبالغہ کی کچھ بو ہو۔ چنانچہ ابوالفرج اصفہانی حکایت کرتا ہے کہ اصمعی نے ابراہیم موصلی سے جو کہ رشید کے ساتھ رقہ کے سفر مین ہمراہ تھا یہ پوچھا کہ تو نے اپنے ساتھ کچھ کتابین بھی لے گیا تھا اس نے کہا ہان تھوڑی سی کتابین لے لی تھین اسنے کہا کس قدر کتابین تھین ابراہیم نے کہا اٹھارہ صندوق کتابین ہمراہ تھین اسنے کہا یہ تھوڑی کتابین ہین اگر زیادہ ہوتین تو انکی مقدار کیا ہوتی کہا کہ اس سے مضاعف ہوتین۔

صاحب ابوالقاسم اسمعیل بن ابی الحسن بن عباد بن العباس بن عباد بن احمد بن ادریس الطالقانی سے روایت ہے کہ جس وقت اسکو نوح بن منصور نبی سامان کے ایک پادشاہ نے اسکو وزارت دینے کے لئے طلب کیا تو اس نے یہ عذر کیا کہ خاص میری کتابین اٹھانے کے لئے ایک سو چار اونٹ درکار ہین ۳۸۵ھ م ۹۹۵ء عرمین اسکی وفات ہوئی۔

پس جبکہ قوم کے طالب علم اور علم کے دلدادہ لوگون کی یہ حالت ہو تو اس روایت پر کہ اندلس مین پانچوین صدی ہجری کے ابتدا مین (جو گیارہوین مسیحی صدی کے مطابق ہے) ستر کتاب خانہ اہل علم کے کتابون سے بھرے ہوے تھے کچھ بھی تعجب نہ کرنا چاہیئے۔

صاحب مقتطف کا بیان ہے کہ علم خواص مین مقید اور مخصوص نہین تھا بلکہ عام عربون مین علم کی بڑی محبت تھی گو کہ انھون نے علم حاصل نہین کیا تھا یعنے عام لوگ بھی کتابین جمع کرکے رکھتے تھے۔ ابن سعید اپنے ایک کلام مین قرطبہ کی ایک حکایت بیان کرتا ہے کہ اندلس کے اکثر شہرون مین جا بجا کتب خانہ تھے اور بہ نسبت اور لوگون کے علم کے بڑے شائق تھے حتی کہ بعض رؤسا بھی جنکو کچھ علم نہین ہوتا تھا اُن کے پاس بھی خانگی کتاب خانہ ضرور ہوتا تھا۔ اور یہ کتابین ایسی منتخب ہوتی تھین کہ اس قسم کی دوسرون کے پاس نہین نکلتی تھین۔ یہ اہتمام صرف اس غرض سے ہوتا کہ لوگ یہ کہین کہ فلان شخص کے پاس فلان کاتب کے ہاتھ کی لکھی ہوئی نادر کتاب ہے۔ بعض اور لوگون نے یہ حکایت کی ہے کہ ابن رشد اور ابن زہر مین (جو کہ دونون عرب کے فلسفیون مین سے ہین اور جنکا ذکر آگے آتا ہے) بحث ہوئی ابن رشد نے قرطبہ کی فضیلت کے بارہ مین یہ کہا کہ مجھ کو نہین معلوم کہ تو اس باب مین کیا کہیگا کہ جب اشبیلیہ مین کوئی عالم مرتا تو اسکی کتابین لاد کر بیچنے کی غرض سے قرطبہ کو لائی جاتی تھین۔

فصل پنجم

اُن علوم کا بیان جن کے یونان سے حاصل کرنیمین عربون نے بڑی تکلیف گوارا کی

عربون نے علوم قدیمہ کے طلب کرنے مین اُن فلاسفہ کی رایون کی پیروی کی جنکی طرف اوپر اشارہ کیا گیا ہے پس وہ بالکلیہ علوم منطقیہ۔ ہندسیہ۔ فلکیہ۔ طبیہ۔ کیمیا۔ نباتات۔ اور ما وراء الطبعیات (یعنے علم الٰہی) مین غرق ہوگئے اور ان علوم مین اُنھون نے درجہ کمال کی ترقی کی جیسا کہ آیندہ کی تفصیل سے یہ امور اچھی طرح پر معلوم ہون گے۔

منطق اور عرب کے فلاسفرو نکا ذکر

منطق کو اُنھون نے حکیم ارسطالیس کی منطق سے حاصل کیا ابن سینا اور ابن رشد نے اُسکی منطق کی شرح کی ان دونون حکماے اسلام کا ذکر آگے آتا ہے۔ ظاہر یہ بات ہے کہ اُنھون نے اسمین کوئی ایسا امر زیادہ نہین کیا جو قابل ذکر ہو۔ سب سے پہلے اس کو عربی مین عبداللہ بن المقفع خطیب فارسی نے ترجمہ کیا۔ یہ شخص ابوجعفر منصور عباسی کے زمانہ مین مسلمان ہوا۔ اور یہ شخص عیسی بن علی خلیفہ مذکور کے چچا کا کاتب تھا اور بلاغت مین بڑا مشہور تھا۔ اس کے رسالہ نہایت نادر ہین۔ ابوجعفر مشار الیہ نے اُن کو اُس سے لکھوانا
چاہا تو اُسنے ارسطالیس کی منطق کی تین کتابون کا اُس کے لئے ترجمہ کر دیا اور علوم مدونہ سے یہ بھی ص۳۹۳
ایک علم ہے جسکو میزان بھی کہتے ہین۔ اس علم کی یہ تعریف ہے کہ وہ یعنے منطق ایک قانونی آلہ ہے کہ اُسکی رعایت کرنے سے ذہن خطاء فکری سے بچا ہوا رہتا ہے۔ اُسکی نسبت قلب (یعنے دل) کے ساتھ ایسی ہے جیسی نسبت علم نحو کو زبان کے ساتھ اور جیسی کہ نسبت علم عروض کو نظم کے ساتھ ہے اور مثل اس کے۔

ایک مولف کا بیان ہے کہ یہ علم (منطق) مسلمانون مین فلسفہ کی کتابون کے ترجمہ ہونے کے بعد بہت چمکا یعنے رونق اور ترقی پایا۔ لیکن اُنھون نے اخیر مین اسکے مبادی پر اختصار کیا کیونکہ اُنھین یہ ضرب المثل ہوگئی تھی من تمنطق فقد تزندق یعنے جس نے منطق پڑھی وہ زندیق ہوگیا۔ اس کو ابونصر فارابی نے جس کا ذکر آگے آتا ہے ارسطو کی کتاب ثامنہ سے خلاصہ کیا اور اُسپر شرحین لکھین اور ابن رشد نے اُس کا

ایک نہایت عمدہ خلاصہ بھی کیا یحنین بن اسحٰق کی جس کا ذکر فصل سابق کے مترجمین مین گزرا ہے منطق مین ایک کتاب المسائل ہے اور اُس کے بیٹے اسحٰق کی بھی چند کتابین ہین ایک تو اقلیدس کی کتاب اختصار ہے اور دوسری کتاب المقولات اور تیسری کتاب ایساغوجی۔ یعقوب بن اسحٰق کندی کی کتابون کا ذکر اور اُن کے نام اُس کے ترجمہ مین جو اب آگے آتا ہے بیان ہونگے اس کے بعد جو لوگ ہوئے اور جو متقدمین کہلاتے ہین اُنکی بھی اس باب مین بہت سی کتابین ہین۔ اسمین متاخرین نے اور باتین بڑہائین مختصرہ کتب مین یہ ہین کتاب عین القواعد مکاتبی کی مصنفہ۔ کتاب المنہاج ادحدی کی۔ کتاب القسطاس سمرقندی کی۔ کتاب التجوید نصیر الدین طوسی کی۔ اور متوسط مین یہ کتابین ہین۔ کشف الاسرار نصیر الدین مذکور کی ابن بیلع ہندی نے اسپر نہایت اہم حواشی لکھے ہین۔ کتاب جامع الآفاق مکاتبی کی کتاب نخبۃ الفکر ابن واصل کی۔ مبسوطہ کتب مین یہ کتابین ہین منطق کبیر امام فخر الدین رازی کی جنکا ذکر آگے آتا ہے۔ کتاب شرح القسطاس سمرقندی کی۔ کتاب شرح کشف الاسرار مکاتبی کی شیخ الرئیس ابن سینا کی بحر الہیضم یعنے منطق الشفا بلکہ منطق کی بڑی کتابین کتب طبیعیات اور الہیات سے ملی ہوئی ہین انمین سے جو مختصر ہین وہ یہ ہین کتاب کشف الحقائق اثیر الدین ابہری کی۔ کتاب تنزیل الافکار بھی اثیر الدین ہی کی ہے۔ اور متوسط کتب مین یہ ہین کتاب التلویحات سہروردی کی جسکا ذکر آگے آتا ہے کتاب التلخیص امام فخر الدین مذکور کی اور ابہری کے اسپر مفید حواشی ہین کتاب مطالع الانوار موی کی۔ کتاب الحکمۃ الجدیدہ ابن کونہ کی۔ کتاب المعتبر ابو البرکات کی۔ مبسوط کتابون مین یہ ہین۔ شفا۔ شرح تلویحات ابن کونہ کی۔ کتاب شرح الملخص مکاتبی کی۔ کتاب شرح الاشارات اور تنبیہات نصیر الدین طوسی کی اور اتنا ذکر کافی ہے ص ۳۹۴

ان کے سوا اور اجنبی جو متقدمین ہین وہ کہتے ہین کہ اُنکی منطق مین بہ نسبت معنوی مراعات کے لفظی مراعات زیادہ ہے اسی بنا پر بعض نے اُن کو حکمائے الفاظ کا لقب دیا ہے اور بعض نے ہاذرین یعنے بیہودہ گو کہا ہے انہون نے اس علم کے قواعد کے اختلال پر جو حجت قائم کی ہے اور جسکو ہم نے اپنی کتاب زبدۃ الصحائف فی اصول المعارف کے صفحہ ۹۵ مین بیان کیا ہے وہ کافی ہے اُسکے اعادہ کی ضرورت نہین۔

اسی وجہ سے عربون مین ایک جم غفیر فلاسفہ کا قائم ہوا جنہون نے فلسفہ مین ارسطو کے فلسفہ کی پیروی کی جن کے اصول معتقدات کو اس سے کوئی مس نہین۔ ان مین سے زیادہ مشہور یعقوب بن اسحٰق کندی ہے جسکا ذکر مترجمین کتب مین گزر چکا ہے۔ یہ شخص عربون مین بڑا فیلسوف مانا گیا ہے اور بادشاہون کی اولاد سے تھا صاحب تذکرۃ الحکما بیان کرتا ہے کہ اسلام مین اُس کے سوائے اور کوئی شخص فلسفہ مین مشہور نہین ہوا۔ اکثر علوم مین اُسکی بہت سی تصنیفات ہین جو قریب پچاس کے ہین جنمین سے یہ ہین۔ کتاب المنطق۔ کتاب التوحید جو نعم المذہب کے نام سے معروف ہے۔ اور جو لوگ از نیت قدیمہ کے مذہب پر چلنے والے ہین اُن کے رد مین بھی ایک کتاب ہے۔

کتاب الموسیقی - کتاب فی انتساب النبوۃ - کتاب فی الادب - رسالہ تسلیۃ الاحزان - ابن خلکان کہتا ہے کہ یعقوب بن اسحٰق کندی جسکو فیلسوف اسلام کہتے ہین اشعث بن قیس کی اولاد سے تھا جو کوفہ کا رہنے والا تھا وہ پھر بغداد مین گیا اور فلسفہ اور ادب مین مشغول ہوا اور متقدمین کی کتابون کی مشکلات کو حل کیا اور حکیم ارسطالیس کی چال پر چلا اور بہت عمدہ اور نادر کتابین کثرت سے لکھین جنمین سے زیادہ عمدہ کتاب اقسام العقل الانسی اور کتاب الجوامع الفکریہ اور کتاب الفلسفۃ الاولی ہے - بعض فہرستی مصنف کہتے ہین کہ یعقوب کندی اُن مشہور مصنفین مین ہے جنہون نے کتابین لکھی ہین اُسکی مصنفہ اور کتابین ہین جنمین سے یہ ہین کتاب الفلسفۃ الاولی جو مادون الطبعیات اور توحید مین ہے کتاب الفلسفۃ الدخیلۃ اور مسائل منطقیہ اور مافوق الطبعیات ہے اور ایک رسالہ اس باب مین ہے کہ فلسفہ ریاضیات کے بعد حاصل کیا جاتا ہے - تعلیم فلسفہ کی ترغیب مین ایک کتاب ہے - ارسطو کی کتابون کی کمیت (تعداد) مین ایک رسالہ ہے - ارسطو نے مقولات سے جو مراد لی ہے اُسمین ایک کتاب لکھی ہے - مقیاس علمی مین ایک رسالہ کبیر ہے - کتاب فی اقسام العقل الانسی - کتاب فی ماہیۃ العلم واقسامہ - اور ایک کتاب اس باب مین ہے کہ اللہ تعالی کے افعال مین عدل ہے جور مطلق نہین ہے - اور ایک کتاب اُن اشیاء کی ماہیت مین ہے جنکی نہایت نہین ہے - اور طبعیات اول مین ایک کتاب ہے اشیاء ے فاعلہ اور منفعلہ مین ہے ایک کتاب فی عبارات الجوامع الفکریہ اور کتاب ایساغوجی حکیم فرفوریوس کی ہے مدخل منطق مین دو کتابین ہین ایک مبسوط ہے ایک مختصر اور منطق وغیرہ مین بہت سے مسائل لکھے ہین علاوہ اس کے اکثر علوم مین بہت سے رسالہ ہین جنکی تعداد دو سو پچاس تک کہی گئی ہے - ہر علم مین وہ مفید ہین اور ان سب کا ذکر کتاب عیون الانبا فی طبقات الاطبا مصنفہ ابن ابی اصیبعہ مین موجود ہے -

صہ ۱۹۵

انہین مین سے ابو النصر محمد بن طرخان ابن اوزلغ ہے جو فارابی کے نام سے مشہور ہے مسلمانون کے اکابر فلاسفہ مین گنا جاتا ہے - صاحب تذکرۃ الحکم کہتا ہے کہ انمین سے کوئی بھی اُس کے رتبہ اور درجہ کو نہین پہونچا یہ شخص ترکی الاصل اور مدنیہ فاراب کا ہے اسکی رائے اور اعتقاد اس بات پر ہے کہ انواع کا انقراض معدوم اور انقطاع ممکنات کا استحالہ ہے خصوصاً نوع انسانی کے باب مین کہ یہ معدوم نہین ہوتے - اور اکثر حکمائے اندلس نے اس سے اتفاق کیا اور اسپر دلیلین قائم کین جنکو ابن سینا نے جس کا ذکر آنے والا ہے رد کیا - یہ شخص ارسطالیس کی منطق کی کتابین اپنے شاگردون کو لکھوا دیتا تھا اور آپ خود اُنکی شرح اُن کے روبرو بیان کرتا تھا جب اُسنے حران کا سفر کیا تو وہان یوحنا بن حیلان نصرانی حکیم تھا تھوڑا سا اس علم کو اُس سے بھی سیکھا پھر بغداد مین علوم فلسفہ کو پڑھا اور ارسطالیس کی تمام کتابون کو جمع کیا اور اُس کے معانی نکالنے کی مہارت حاصل کی اُسکی ایک جلیل القدر کتاب ہے جسمین اُسنے تمام علوم کو مع تعریفات اور اغراض کے محصور کر دیا ہے اور یہ ارسطیسی کتاب ہے کہ اُس سے

قبل کسی نے نہین لکھی اور سیاست مدنی مین بھی اُسنے ایک کتاب لکھی ہے جسکا ذکر فرنجی مصنفین کتب مستحدثہ مین کرتے ہین اور یہ بھی کہا ہے کہ اُسنے ارسطو کی ایک منطق کی کتاب کا جسکا نام ثامنیہ ہے خلاصہ کیا ہے اور اُسپر شرحین بھی لکھی ہین جیسا کہ اوپر منطق کے بیان مین اسکی طرف اشارہ کیا گیا ہے بعض عربی مورخ ذکر کرتے ہین کہ اُسنے قانون کو ایجاد کیا (جو آلات طرب سے ایک آلہ ہے) اور سیف الدولہ بن حمدان عدوی کو ہدیہ دیا اُس نے اُسکو کافی انعام دیا ۳۹۹ھ ۹۵۰ء مین اسکی وفات ہوئی۔

ابن سینا شیخ الرئیس ابو علی الحسین بن عبداللہ بن سینا بخاری مشہور شخص ہے جسکا ذکر گزر چکا ہے۔ حساب ہندسہ اور جبر و مقابلہ مین بڑا ماہر تھا حکیم عبداللہ ناتلی کے پاس علم تحصیل کیا۔ بعض مولفات مین ہے کہ اُسنے ابو سہل مسیحی جرجانی سے ایسا غوجی پڑھی اور اُس کے پاس منطق۔ اقلیدس۔ اور مجسطی بھی پڑھی اور اُس سے بہت بڑھ گیا یہانتک ۳۹۶ھ کہ بعض رموز ناتلی کو سمجھا تھا جن کو ناتلی نہین جانتا تھا۔ پھر علوم طبعی اور الٰہی وغیرہ کی تحصیل کی طرف متوجہ ہوا اور جرجان مین اپنی کتاب اوسط لکھی۔ پھر کتاب قانون اور کتاب شفا اور نجات اور اشارات لکھی کہا جاتا ہے کہ اُسکی تصنیفات مین ایک سو کتابین ہین نفس کے بیان مین اُس کا ایک مشہور قصیدہ ہے جس کا مطلع یہ ہے:۔

ہبطت الیک من المحل الارفع ورقاء ذات تعزز و تمنع[1]

امیر نوح بن نصر سامانی حاکم خراسان کے مکتب (کتب خانہ) کے جلانے کا اسپر الزام لگایا گیا ہے اس جلانے سے اسکی یہ غرض تھی کہ جو علوم اُسنے حاصل کئے ہین وہ کتابون کے نہ ہونے سے اپنی ذات کی طرف منسوب کر سکے (جیسا کہ ہیوقراط کی نسبت مکتب کوس کے اسی غرض سے جلانے کا اتہام لگایا گیا ہے) اور یہ بھی خیال کیا گیا ہے کہ اُسنے اس کتاب خانہ کو اُس وقت جلایا ہے جبکہ وہ اس امیر کا اُس کے مرض مین معالجہ کرتا تھا اور وہ مکتب عدیم المثل تھا۔ یہ کہا گیا ہے کہ وہ فارابی مذکور کی فلسفہ کی تالیفات سے مدد لیا کرتا تھا اور عدم انقراض النوع مین اُسنے فارابی کا خلاف کیا اور اس باب مین ایک رسالہ بھی لکھا ہے جس کا نام اُس نے حی بن یقظان رکھا ہے اسمین دلیلین قائم کی ہین۔ باوجودیکہ ابن خلدون مغربی ابن سینا کی رائے سے متفق ہے تاہم وہ اُس کے رسالہ کا اعتبار نہین کرتا۔ بعض فرنجی مولفین نے اسکو اُن کتابون مین ذکر کیا ہے جو استخراج کی گئی ہین اور اُسپر یہ اتہام لگایا ہے کہ وہ اُس کے استخراج مین برعکس فعل کرتا ہے کیونکہ وہ بعض چیزون کو خارج کر کے اپنی اختراعات اور تخیلات سے اُس مین بعض امور زیادہ کر دیتا ہے۔ ۴۲۸ھ ہجری مطابق ۱۰۳۷ء مین

---

[1] ترجمہ۔ تیرے پاس مقام بلند سے ایک کبوتر جو قابل عزت ہے اُترا آیا ہے۔

اسکی وفات ہوئی[1]

ابوحامد محمد بن محمد بن احمد غزالی زین الدین طوسی فقیہ شافعی المذہب حجۃ السلام ہین یہ حضرت فلاسفہ یونان کے مخالف ہین اُنکی مصنفات مین کتاب وسیط - بسیط - وجیز - اور خلاصہ فقہ مین - کتاب احیاء علوم الدین ہے جو نہایت نفیس ہے - اصول فقہ مین اُنکی ایک کتاب مستصفی ہے - منخول - اور منتزل علم جدل مین ہے - تہافۃ الفلاسفہ محک النظر - مقاصد - مضنون بہ علی غیر اہلہ - اور مقصد اسنی فی شرح اسماء اللہ الحسنی اور مشکاۃ الانوار - اور منقذ من الضلال - اور حقیقۃ القولین وغیرہ نہایت نافع کتابین ہین - ۵۰۵ھ م ۱۱۱۱ء مین اُنکی وفات ہوئی -

ابن طفیل کے ترجمہ سے ہم واقف نہین ہین اسکی نسبت صرف اتنا کہا گیا ہے کہ سب سے پہلے اُسنے عربون کو یہ سکہایا کہ انسان دنیا کی اصل جوانی سے ترقی کرکے اس شکل پہ پہونچا ہے جیسا کہ ہمارے زمانہ مین ورڈن انگلیزی کہا کرتا ہے - صفحہ ۳۹

ابن رشد ابوالولید محمد بن احمد بن رشد مالکی قرطبی ہے جو اندلس کے عربون مین بڑا مشہور فلسفی ہے اسنے مشہور فلسفیون سے جو اُس کے زمانہ مین تھے علم حاصل کیا طب اور فقہ اور فلسفہ مین بڑا ماہر تھا - اسمین اور ابن عربی فیلسوف اور مشہور عالمون مین سے ابن طفیل اور ابن زہر کے استوار تعلقات تھے - خلیفہ منصور باللہ نے شہر اشبیلیہ سے اسکو نکال دیا کیونکہ خلیفہ منصور کو یہ سمجھایا گیا تھا کہ وہ قرآن کا منکر ہے اور اُس سے مخالفت کرتا ہے - پھر مراکش مین طلب کیا گیا کیونکہ وہان کے بادشاہ نے فلاسفہ کے اقوال کو دیکھنا اور سمجھنا چاہتا تھا - ابن رشد کا یہ اعتقاد تھا کہ ارسطو تمام فلاسفہ مین سرگروہ ہے پس اسنے اسکی تالیفات کا ترجمہ کیا اور اُن کی نہایت عمدہ غور و فکر سے شرح لکھی - لیکن اسکی تالیفات مین کوئی بات صاف اور واضح نہین معلوم ہوتی جو فلسفہ افلاطونیہ جدیدہ کی متابعت پر ہے (اگر کسی کو اس فلسفہ کی مبادیات سے واقف ہونا ہے تو اُسکو چاہیئے کہ ہمارے کتاب بزبدۃ الصوائف فی سیاحۃ المعارف کے صفحہ ۵۹ کو دیکھے) اسنے ابن سینا کے علم طب کے ایک ارجوزہ کی شرح بھی لکھی ہے اور حکماء کی طرف سے ایک کتاب تہافت - کے نام سے لکھی جسمین امام غزالی کی تہافت الفلاسفہ کا رد ہے جسکا ذکر اوپر کر آئے - اُس نے اپنے تہافہ مین لکھا ہے کہ غزالی نے جن امور کو بیان کیا ہے وہ مرتبہ یقین اور برہان سے گرے ہوئے ہین - اُس کے آخیر مین اسنے لکھا ہے کہ اسمین شک نہین کہ اس شخص (یعنی غزالی) نے اس کے سبب سے اپنی شریعت مین خطا کی ہے جیسا کہ اسنے حکمت مین خطا کی ہے - ایک سفرنامہ بھی اُسکی طرف

[1] شیخ کی سوانح عمری رسالہ مسمی بجلد (۵) نمبر (۱) صفحہ (۱ تا ۸۰) بابت ۱۸۹۲ء مین چھپی ہے، اُسمین شیخ کے حالات نہایت شرح و بسط کے ساتھ لکھے ہین - مترجم

منسوب ہے اسکی ایک کتاب کا نام فصل المقال فی ما بین الشریعۃ والطبیعۃ من الاتصال ہے یہ وہ کتاب ہے کہ اس
مین علم الٰہی اور خلاصہ کون وفساد سے بحث کی گئی ہے اور یہ دونون مقالہ ارسطو کے ہین اسکی ایک کلیات بھی ہو
جو کلیات ابن رشد کے نام سے موسوم ہے اسکی اصل تصنیفات اس زمانہ مین نادر الوجود ہین کیونکہ اکثر اس
کے رسالہ زبان لاطینی مین ترجمہ ہو گئے ہین۔ اسکی کتابون مین ایک کتاب اقوال ارسطو کی شرح ہین ہے جس مین امام
غزالی رحمکا رد ہے۔ اسکی گیارہ جلدین مطبع بندقیہ مین ۹۶۸ھ م ۱۵۶۰ء مین مرتب اور مطبوع ہوئی ہین اس نے
بہت سی مولفات کو عبرانی زبان مین ترجمہ کیا اور اس سے بہت سے افرنجیون نے لیا مدارس اسپانیا اور
کردوفا بلاد مغرب مین اسکی کتابین پڑہائی جاتی ہین اور جو لوگ حرکات فلکیہ کو استقبال مین دیکھتے ہین وہ اسکی طرف
منسوب کرتے ہین آسمان سے متعلق اسنے بہت سی چیزین لکھی ہین جنمین زیادہ اہم وہ ہے جو کلف شمس کے بارہ مین لکھا
ہے اور اس کے فلسفہ کو ہمارے زمانہ مین جس نے لکھا وہ رنیان فرانسی ہے اس نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ص ۳۹۹
اسنے ابن رشد رکھا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ وہ قرون متوسط کے فلسفیون مین ہے جو ارسطو کے تابع ہین یہ آن مین بڑا
ہوا ہے یہ کتاب پیرس مین ۱۸۵۲ء مین چھپی ہے۔ ابن رشد ۵۹۵ھ م ۱۱۹۸ء مین مرا ہے۔

ابن زہر ابو بکر محمد بن ابی مروان عبد الملک بن ابی العلاء زہر بن ابی مروان عبد الملک بن ابی محمد بن مروان بن
زہر الایادی اندلسی اشبیلی ہے لغت مین بڑا قادر اور ذوالرمہ کے اشعار کا حافظ تھا طبی امور مین بڑا ہی فاضل اور نتیجہ تھا
اپنے دادا ابو العلاء زہر کی نسبت وہ کہتا ہے کہ اس کا دادا اس زمانہ کا وزیر اور فیلسوف اور حکیم تھا چونکہ اس کے
کنہ ہون مین کوئی مرض پیدا ہو گیا تھا وہ اس کے علاج کے امتحان مین ۵۲۵ھ م ۱۱۳۰ء مین اسکا انتقال ہوا پھر وہ
اپنے باپ کے دادا عبد الملک کی نسبت کہتا ہے کہ عبد الملک نے مشرق کا سفر کیا اور ایک زمانہ دراز تک وہان طبابت
کرتا رہا اور بغداد مین اسنے طب کی ریاست کی وہان سے مصر مین اور پھر وہان سے قیروان مین طبابت کرتا رہا
پھر مدینہ وانیہ مین متوطن ہوا اور اسکی شہرت اطراف اندلس اور مغرب مین ہو گئی اور خاص طب مین اپنے تمام
ہم عصرون پر مقدم ہو گیا اور وہین مر گیا۔ پھر وہ اپنے دادا کے دادا محمد بن مروان کی نسبت کہتا ہے کہ وہ
بڑا عالم تھا اور ادب کا حافظ تھا فتوی دینا خوب جانتا تھا مشورہ مین مقدم تھا۔ اور باقی فنون مین اسکو اچھی
مہارت تھی روایت اور درایت مین بڑا ہی فاضل تھا۔ مقام طلیطرہ مین ۴۲۳ھ م ۱۰۳۲ء مین اسکی وفات ہوئی
اور ابو بکر کی وفات ۵۵۵ھ م ۱۱۹۵ء مین ہوئی۔

ابو بکر بن باجہ جسکا نام محمد بن یحیی بن باجۃ التجیبی سرقسطی ہے اور ابن صائغ کے نام سے بھی یہ شخص معروف ہے یہ شخص
اندلس مین مسلمانون مین آخری فلسفی تھا علوم وفنون کو خوب جانتا تھا۔ اور سیاست مین اسکو خوب شغل تھا۔
اسکا مذہب تعطیل کا تھا اور یہ حکما اور فلاسفہ کا مذہب ہے اور اسکا عقیدہ بھی یہ تھا واجب الوجود سے

اس کو انکار تھا اور یہ سمجھتا تھا کہ زمانہ دور کہاتا رہتا ہے۔ اور انسان کی پیدائش مثل نبات کے ہے۔ ریاضیات اور منطق میں اسکی تصانیف ہیں مدینہ فاس میں ۵۳۲ھ ہجری یا ۱۱۳۸ء میں زہر سے مرا۔

یحییٰ بن حبش بن امیرک جو شہاب الدین سہروردی کے لقب سے ملقب ہوا اسکا شمار بھی مسلمانوں کے فلسفیوں اور حکیموں میں ہوتا ہے۔ کہا گیا ہے کہ اسکو فن شعبدہ میں بڑا کمال اور دستگاہ تھی۔ اُن شعبدوں سے وہ اپنے ہم عصروں کو تعجب میں ڈالتا تھا جیسا کہ ہمارے زمانہ کے اہل یورپ خرعملات بوسکو سے جو اُن کے شہر میں ہے ہمکو متعجب کرتے ہیں شہاب الدین مذکور سے روایت کی گئی ہے کہ ملک شام کے راستہ میں
ص ۳۹۹ وہ ایک شخص کے ہمراہ تھا اور ان دونوں نے ایک ترکمانی چرواہے سے دس درہم کا میوہ خریدا جب یہ دونوں اس سے میوہ خرید کر کے روانہ ہوئے تو تھوڑی ہی دیر میں ایک دوسرا چرواہا آیا اور اُنسے کہا کہ میوہ واپس کر دو یا اور دس درہم دو کیونکہ میوہ کی قیمت بیس درہم ہے پس شہاب الدین ٹھہر گیا اور اس سے سخت باتیں کرنے لگا یہانتک کہ ترکمانی کو غصہ آگیا اور اسکا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچا اس کھینچا تانی سے شہاب الدین کا ہاتھ اکھڑ گیا اور ترکمانی کے ہاتھ میں آگیا اور خون بہنے لگا اس حالت کے دیکھنے سے ترکمانی ڈر گیا اور اکھڑے ہوئے ہاتھ کو زمین پر پھینک کر وہ سے بھاگا پس شہاب الدین نے اسکو زمین سے اٹھایا تو معلوم ہوا کہ وہ اسکا دستی رومال تھا جو اُس کے بغل میں تھا اس شعبدہ سے ترکمانی وہم میں پڑا اور ڈر کر بھاگ گیا اور نیز شہاب الدین مذکور سے اس قسم کی اور بہت سی نادر اور عجیب باتیں نقل کی گئی ہیں اسکی مصنفہ کتابوں میں یہ ہیں کتاب التلویحات علم اصول فقہ میں اور کتاب التلویحات اور کتاب الہیاکل۔ اور کتاب حکمت الاشراق اسکا ایک رسالہ غربۃ الغربیہ کے نام سے موسوم ہے جیسا کہ رسالہ طیر اور رسالہ حی بن یقظان جو کہ ابن سینا کا ہے اور رسالہ غربۃ الغربیہ بلاغت سے بھرا ہوا ہے انمیں اسنے نفس اور اُس کے متعلق امور پر اصطلاح حکماء کے موافق بحث کی ہے اور اس شخص پر زندیقیت کا اتہام بھی لگایا گیا ہے اور وہ ازلیت عالم کا معتقد تھا اسکو بادشاہ صلاح الدین ایوبی نے شہر حلب میں قید کیا اور پوشیدہ طور پر ۵۸۷ھ میں قتل کیا۔

علم فلک اور طبیعیات کا بیان

جبکہ یونان کے پاس زمانہ جاہلیت میں علوم اور فنون سے کوئی چیز نہیں تھی جو کہ اصلی علتوں پر جنکی طرف طبعی حوادث اور جوی[1] انقلاب اور آسمانی تغیرات اور عناصر وغیرہ سے متعلق مکونات علویہ و ارضیہ سے بحث کرنے کے لئے قبلہ

---

[1] زمین سے آسمان تک کے بعد اور خلو کو جو کہتے ہیں یعنے زمین و آسمان کے مابین کی وسعت۔ مترجم

کرتی اور وہ صرف اُن چیزون کو ایک عام نظر سے دیکھتے تھے کیونکہ اُن مین ذاتی فصاحت موجود تھی اسیوجہ سے وہ ستارون کی ہر ایک نوع کے اور عناصر کے جن سے کرۂ ارضی مرکب ہے باعتبار اُن کے اختلاف اور انقلابات طبعی کے جدا جدا نام رکھتے تھے جیسا کہ آیندہ کی تفصیل سے جو کہ اس باب مین ہے بقدر امکان یہ امر واضح کردیا جائے گا۔ اسی بنا پر ہم اس مقام پر اپنے کلام کو دو قسمون پر منقسم کرتے ہین پہلی قسم عربون کے قدیم معارف فلکی اور طبیعی کے بیان مین ہے۔ دوسری قسم مین اُن علوم کا بیان ہے جنکو اُنہون نے زمانہ اسلام مین کتابون کی ترجمہ کے بعد محنت اُٹھاکے حاصل کیا ہے جیسا کہ اوپر اسکا بیان گزر چکا ہے۔

عربون کے فلکی اور طبیعی معارف کا بیان

صفحہ ۴۰۰

یہ بات مخفی نہین ہے کہ اہل عرب زمانہ جاہلیت مین انوار منازل کا اعتقاد رکھتے تھے جیسا کہ سیارات کی نسبت نجومیون کا اعتقاد ہے چنانچہ چوتھے مقالہ کی چوتھی فصل مین اسکی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور یہ امر اُن کے فلکی معارف کا موضوع ہے اور وہ اسی پر چلتے رہے یہان تک کہ اسکو اسلام نے باطل کردیا۔ اور انوار کے یہ معنی ہین کہ ایک ستارہ اپنی منزلون سے صبح کے وقت جانب مغرب ساقط ہو یعنے غروب ہوا اور اس کے مقابل کا ستارہ جانب مشرق سے طلوع ہوا اور اہل عرب نو اول کو قمری سال کہتے تھے اور یہ زمانہ ایلول کی نوین سے تشرین اول کی اٹھارہوین تک کا ہے اور ان کے ہان نو سقوط فرعین اور بطین جوت اور دبی کا زمانہ کانون اول کی نوین تک ہوتا ہے اور نیزان کے ہان نو سقوط شرطین اور بطین اور ثریا اور دبران اور دلی کا زمانہ نیسان کی اٹھارہوین تک ہوتا ہے پھر یہان سے نو سقوط ہقعہ اور ہنعہ اور ذراع اور نثرہ اور طرف اور جبہہ اور زبرہ اور صرفہ اور عوا اور سماک اور غفر کا نوین حزیران تک ہے۔ اور نو سقوط زبانی اور اکلیل اور قلب اور نیسری کا زمانہ یہان تموز کی پانچوین تک ہے۔ اور نو سقوط شولہ اور نعائم اور بارح الفیط کا زمانہ اُن کے یہان تیرہوین ماہ آب تک ہوتا ہے۔ اور نو سقوط بلدہ اور سعد ذابح اور سعد بلع اور اہراق ہوا کا زمانہ اُنکے ہان آٹھوین ایلول تک ہے اور نو سقوط سعد السعود اور سعد الاخبیہ کا زمانہ جس کو کہ بدری کہتے ہین سال کا اول انوار ہے جو پہلے ذکر کیا گیا۔

اور اہل عرب نجوم کے ساتھ سیارات سبعہ کو قدما کی رائے کے موافق جانتے تھے اور سبعہ سیارات یہ ہین شمس ☉ ۱ - قمر ☽ ۲ - مریخ ♂ ۳ - مشتری ♃ ۴ - زہرہ ♀ ۵ - عطارد ☿ ۶ - زحل ♄ ۷ اور آفتاب کے برجون اور منازل قمر کو بھی جانتے تھے اور وہ لوگ سال کو اسیطرح تقسیم کرتے ہین جیسا کہ آجکل کی تقسیم ہے یعنے زمانہ اسلام کے بعد بھی سال کو قمری بارہ مہینون پر تقسیم کرتے ہین۔ اور تقریباً اسلام سے دو سو سال قبل انہون نے کبس شہور کو سیکھا پس

وہ لوگ ہر تیسرے سال ایک مہینا بڑہاتے تھے تاکہ قمری سال شمسی سال کے برابر ہوجاے اس لحاظ سے یہ دونون سال ایک ہی زمانہ مین داخل ہوتے تھے اور اس سے ان کے اشغال مین کوئی مناسب تغیر نہین ہوتا تھا۔ اور اس کام کے متولی نساءۃ (یعنے مہینون کو گٹہانے بڑہانے والے) ہوتے تھے اور نسارۃ نسی کی طرف نسبت رکہتے ہین یعنے مہینون کو گٹہانے اور بڑہانے والے۔ اور بعد وہ ایام (دن) ہین کہ جنکو مصری لوگ اس زمانہ مین بھی اپنے مہینون مین شریک کرتے ہین۔ پس اسلام آیا تو اس نے اس عمل کبیسہ کو باطل کردیا۔ اور قمری مہینون کو بحال خود قائم رکہا جیسے کہ وہ ہوتے رہتے ہین چنانچہ اسکی طرف مقالہ چہارم کی تیسری فصل مین سابق مین اشارہ کیا گیا ہے۔

اسلام کے تمامی فرقہ سوائے شیعون کے شرعی احکام مین رویت ہلال کا اعتبار کرتے ہین اور مسلمانون کا سنہ محرم سے شروع ہوتا ہے اور سال کے مہینے کچہ تو کامل ہوتے ہین یعنے پورے تیس دن کے اور کچہ ناقص ہوتے ہین یعنے انتیس دن کے تاکہ قمری سال پورا ہوجاے اور قمری سال کے کل دنون کی تعداد تین سو چون ۳۵۴ یا ۳۵۵ دن ہوتی ہے۔ امام مقریزی کہتا ہے کہ انہون نے اس کسر کو دور کرنے کے لیئے ایک دن ماہ ذی الحجہ مین بڑہایا جبکہ اس کسر کی مقدار آدہے دن سے زیادہ ہو پس ذی الحجہ کا مہینا اس سال پورا تیس دن کا ہوتا ہے۔ اور اس سال کو سال کبیسہ کہتے ہین اور اس سال کے مہینون کے دنون کی تعداد تین سو چھپن ہے پس اس قاعدہ سے ہر تیس سال مین کبیسہ کے گیارہ دن جمع ہوتے ہین۔

الفاظ ہر تیس سال مین کے یہ معنی ہین کہ ہر قمری تیس سال مین جسکو دور بھی کہتے ہین انمین سے انیس بسیط ہوتے ہین اور گیارہ کبیسہ آخری کبیسہ کے سال یہ ہین۔ دوسرا۔ پانچوان۔ ساتوان۔ دسوان۔ تیرہوان۔ سولہوان۔ اٹہارہوان۔ اکیسوان۔ چوبیسوان۔ چھبیسوان۔ انتیسوان۔

عربون کا پہلا مہینا وہی ہے جو دوسرون کے نزدیک ہوتا ہے۔ اور وہ موافق ہوتا ہے آٹھوین بنیہ ہوتو اور بائیسوین اور انتیسوین تاریخ سے مثلاً جب محرم کی پہلی تاریخ کو یکشنبہ کا دن واقع ہوتا ہے تو صفر کی پہلی کو سہ شنبہ ہوگا اور ربیع الاول کی پہلی کو چہار شنبہ ہوگا۔ اور ربیع الثانی کی پہلی کو جمعہ ہوگا اور پہلی جمادی الاولی کو شنبہ ہوگا۔ اور پہلی جمادی الآخری کو دوشنبہ اور پہلی رجب کو سہ شنبہ اور پہلی شعبان کو پنجشنبہ اور پہلی رمضان کو جمعہ۔ اور پہلی شوال کو یکشنبہ اور پہلی ذی القعدہ کو دوشنبہ اور پہلی ذی الحجہ کو چہار شنبہ ہوگا۔ اور محرم کی پہلی دوشنبہ کو واقع ہوگی تو صفر کی پہلی کو چہار شنبہ اور ربیع الاول کی پہلی کو پنجشنبہ ہوگا اور جب کہ محرم کی پہلی کو شنبہ کا دن واقع ہوگا تو صفر کی پہلی کو دوشنبہ اور ربیع الاول کی پہلی کو سہ شنبہ واقع ہوگا اسی اور دن کو قیاس کرلو۔

صہ ۴۰۲

عرب عربار قمری مہینون کو ناتق۔ نفیل۔ طلیق۔ واسخ۔ وانخ۔ خلک۔ کسع۔ زاہر۔ نوط۔ حرف۔ یفش۔ فناق کہتے ہتھے پس ناتق کو محرم سمجھو اور نفیل صفر ہے مابعد کے مہینون کی مطابقت بھی اسیطرح کرلو۔ لیکن قوم ثمود والے مہینون کے یہ نام رکھتے تھے۔ موجب۔ موجز۔ مورد۔ ملزم۔ مصدر۔ ہوبر۔ ہوبل۔ موہا۔ دمیر واہر۔ صقیل مسیل۔ موجب محرم ہے اور موجز صفر ہے اور مہینون کو دیمر سے شروع کرتے ہین اور دیمر رمضان کے مہینے کو کہتے ہین پس سال کا پہلا مہینا اُن کے پاس دیمر یعنے رمضان سے شروع ہوتا ہے باقی دوسرے عرب بھی مہینون کے علٰحدہ علٰحدہ نام رکھتے تھے اور وہ یہ ہین۔ مؤتمر۔ ناجر۔ خوان۔ صُوان۔ ضئنم۔ زبا۔ اصم۔ عادل۔ باتق۔ وعل۔ ہواع۔ برک۔ مؤتمر کے معنی یہ ہین کہ سال بھر مین جو امور قضیہ اور جھگڑے کے پیش آنے والے ہوتے ہین وہ آپسمین اُن کے بارہ مین مشورہ کرتے تھے۔ اور ناجر نجر سے مشتق ہے جس کے معنی گرمی کے ہین اور خوان فعال مبالغہ کے صیغہ کے وزن پر ہے جو خیانت سے مشتق ہے۔ اور صوان کسرہ اور ضمہ سے صاد کے یہ بھی فعال کے وزن پر ہے صیانت سے مشتق ہے اور زبا کے معنی آفت اور تھلکہ عظیم کے ہین جو ایک دوسرے کے بعد پی در پی آیا کرتے ہین۔ زبا کو زبا اس لئے کہتے ہین کہ اسمین جنگ وجدال بہت ہوتی تھی۔

بعض کہتے ہین کہ صوان کے بعد زبا کا مہینا ہے اور بعد زبا کے بائدہ کا مہینا ہے اور بعد بائدہ کے اصم ہے پہر واغل پہر باطل پہر عاطل پہر رتہ۔ اور برک ہے پس لڑائی سے دور رہنے والا یعنے بائدہ شخص ہے جبکہ اسمین بہت سے آدمی پریشان ہون اور بہاگ جائین اور اسکی انہین مثال جاری ہے۔ چنانچہ وہ یہہ کہتے ہین "العجب کل العجب بین جمادی ورجب" یعنے بڑا تعجب جمادی اور رجب مین ہے۔ اور اہل عرب لوٹ مار اور قتل وغارت اور بدلہ لینے مین رجب کے آنے سے پہلے بہت جلدی کرتے تھے کیونکہ اس مہینہ مین جنگ جدال حرام سمجھتے تھے اور اسکو اصم کے نام سے موسوم کرتے تھے اس لئے کہ وہ اس مہینے مین قتال سے رُکتے تھے۔ اس مہینے مین ہتیار کی آواز نہین آتی تھی۔ واغل اسکو کہتے ہین جو پانی پینے کے وقت داخل ہو اور حالانکہ وہ بلایا نہ گیا ہو اس لئے کہ اس سے شہر رمضان پر ہجوم ہوتا ہے اور رمضان کے مہینے مین وہ شراب بہت پیتے تھے کیونکہ اس کے بعد جو مہینا آتا ہے وہ حج کا مہینا ہے۔ اور باطل کے معنی شراب کے پیمانہ کے ہین اسکا نام باطل اسلئے رکھا گیا کہ وہ بادہ نوشی مین افراط کرتے تھے اور عادل عدل سے ہے یہ بھی حج کے مہینون مین گنا جاتا ہے اور وہ اس مہینہ مین باطل کامون سے علٰحدہ ہوکر اس کام مین مشغول ہوتے تھے۔ زبا وہ مہینہ ہے کہ اس مین موشی ذبح کرنے کے قریب ہوتے تھے اور برک وہ مہینا ہے جسمین اونٹ کمیلہ مین یعنے ذبح مین لائے جاتے ہین۔

یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ وہ محرم کو مؤتمر اور صفر کو ناجر اور ربیع الاول کو نصار اور ربیع الآخر کو خوان اور

ص ۴۰۳

جمادی الاولی کو حمتن اور جمادی الاخری کو رتہ اور رجب کو اصم کہتے تھے جو قبیلہ مضر کا مہینا تھا اس مہینے مین اہل عرب زمانہ جاہلیت مین روزہ رکھتے تھے اور اہل وعیال کے لئے غلہ اور رسد لاتے تھے اور ایک دوسرے سے امن مین رہتے تھے اور سفر کرتے تھے اور کسی چیز کا خوف نہین کرتے تھے اور شعبان کو عادل اور رمضان کو ناتق اور شوال کو واغل اور ذوالقعدہ کو ہواع اور ذوالحجہ کو برک اور ابرک بھی کہتے تھے اور اس کا نام میمون بھی رکھتے ہین۔

پہر عربون نے بعض اسباب اور اتفاقات سے جو مہینون کے نام رکھنے کے وقت پیش آئے تھے مہینون کو موجودہ مشہور اور معروف نام سے موسوم کیا۔ محرم کا نام اس لئے محرم ہوا کہ اسمین قتال کو حرام سمجھا گیا اور صفر کو صفر اس لئے کہا کہ وہ قتل وغارت کو جاتے تھے اور اُن کے گہر خالی رہتے تھے اور دونون ربیع کے مہینون کا نام ربیع اس لیئے رکھا گیا کہ یہ اُس وقت موسم ربیع (بہار) مین واقع ہوئے تھے۔ اور جمادی کے دونون مہینون کے نام جمادی اس لیے رکھا کہ اس موسم مین سردی سے پانی جم جاتا تھا۔ چنانچہ ایک شاعر کہتا ہے:-

فی لیلۃ من جمادی ذات اندیۃ لا یبصر الکلب من ظلمائہا الطنبا[1]

رجب کے معنی وسط کے ہین اور شعبان کے معنی یہ ہین کہ اس مہینے مین لڑائی موقوف رہتی تھی۔ رمضان رمضاء سے مشتق ہے جس کے معنی موسم گرما کے ہین اور یہ اسوقت موسم گرما مین واقع ہوا تھا۔ اور شوال اس لئے نام رکھا کہ اونٹنیان گابھ ہونے کے لیئے اور حنتی کہانے کے لئے اپنی دمون کو اُٹھالیتی ہین۔ ذوالقعدہ اس لئے نام رکھا کہ وہ اس زمانہ مین اپنے گہرون مین بیٹھ رہتے تھے۔ اور ذوالحجہ اس لیئے نام رکھا کہ وہ حج کا مہینا تھا۔

بعض مولفین کہتے ہین کہ بعض علماء کے نزدیک یہ کہنا جائز نہین ہے یعنے رمضان آیا بلکہ ماہ رمضان آیا کہنا چاہیئے اور یہ اس حدیث کی بنا پر ہے لا تقولوا رمضان فان رمضان اسم من اسماء اللہ تعالی ولکن قولوا جاء شہر رمضان یعنے صرف رمضان نہ کہو اس لیئے کہ رمضان اللہ کے ناموں مین سے ایک نام ہے بلکہ ماہ رمضان آیا کہو۔

مذکورہ بالا بیان سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ وہ اتفاقی امور جو مہینون کے ان ناموں سے نام رکھنے کے وقت واقع ہوئے تھے اور یہ اُس وقت کا ذکر ہے جبکہ اہل عرب قمری سال کے مطابق کرنے کی غرض سے کبس کا

[1] ترجمہ۔ جمادی کی ایک رات مین جو بڑے جاڑے اور بارش کی تھی کتے بہی گھپ اندہیرے کے سوا چمکتے کی رسیون کو نہین دیکھ سکتے تھے۔

استعمال کرنا جانتے تھے جیسا کہ اسکا بیان اوپر گزرا ہے اور جو مہینے اس حال پر قرار پائے ہین تو یہ ایسے ہین کہ ہامین تغیر واقع نہین ہوتا۔

لیکن جمادی الاولی اور آخری کے مہینون کے نام جمادی رکھنے کا یہہ ہوا کہ اسمین پانی جم جاتا تھا تو یہہ دونون نام ربیع کے دونون مہینون کے بعد وضع ہوے ہین اس لئے کہ بعض اہل عرب ربیع کو وہ فصل قرار دیتے ہین جسمین غلہ اور میوے اُتر جاتے ہین اور یہ خریف کا مہینا ہے یعنے جاڑہ کا موسم اس کے بعد موسم گرما جاڑہ کے بعد آتا ہے یہ وہ فصل ہے جسکو عام لوگ ربیع کہتے ہین اس کے بعد فصل قیظ یعنے موسم گرما ہے۔

صہ۴۰۴ بعض اہل عرب اُس فصل کو جسمین اعتدال ہوتا ہے اور غلہ اور میوہ اُترتا ہے یعنے خریف کو ربیع الاول کہتے ہین اور اُس کے بعد جو فصل ہوتی ہے یعنے جاڑہ کا موسم اور جس موسم مین پہل پھول اور کلیان پھوٹتی ہین ربیع الثانی کہتے ہین حاصل یہ ہے کہ اکثر اہل عرب اسپر متفق ہین کہ ربیع موسم خریف کا نام ہے۔

کہا جاتا ہے کہ قدمائے فارس اور صفدا اور مصر کے قبطی زمانہ ماسبق مین دنون کے ہفتون کا استعمال نہین جانتے تھے سب سے پہلے ہفتون کا استعمال اہالی براشام اور اُس کے اطراف والون نے کیا کیونکہ موسی علیہ السلام نے توراۃ مین خبر دی تہی کہ اللہ تعالی نے آسمانون اور زمین کو چہ روز کے عرصہ مین پیدا کیا اور ساتوین دن آرام پایا[1] اور پھر اس کا استعمال تمام اقوام مین رائج ہوا اور عرب عاربہ نے بھی اسکو اپنے پڑوسی ملک والون اور اور اہل شام سے سیکہا اور استعمال کیا۔

ہفتہ کے پہلے دن کو احد (یکشنبہ) کہتے ہین اور اوہد بھی کہتے ہین دوسرے دن کو اثنین (دوشنبہ) اور اہون اور تیسرے دن کو ثلاثاء (سہ شنبہ) اور جبار اور چوتھے کو اربعاء (چہارشنبہ) اور دُبار اور پانچوین کو خمیس (پنجشنبہ) اور مؤنس اور چھٹے کو جمعہ اور عروبہ اور ساتوین کو سبت (شنبہ) اور شیار کہتے ہین اور اُن کا یہ بھی خیال ہے کہ جمعہ کا نام عروبہ کعب بن لوئی نے رکھا اور کہا گیا ہے کہ عروبہ سریانی زبان مین جمعہ کے دن کا نام ہے پہر اسکو معرب کر لیا گیا۔ ایک شاعر کہتا ہے۔

علمت بان امویت دان موتی — باوہد او باہون او جبار
او التالی دُبار او یوافی — بمؤنس او عروبۃ او شیار[2]

---

[1] آرام پانے سے یہ مطلب سمجھنا چاہیئے کہ ان کے بنانے سے فارغ ہوا۔ مترجم

[2] ترجمہ۔ مجھکو یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ مین مرونگا اور میری موت بروز اوہد یا اہون یا جبار یا اُسکے بعد کے دن دُبار یا اُسکے پیچھے کے دن مونس یا عروبہ یا شیار کو واقع ہوگی۔

جبکہ عربون کے مہینے چاند کی چال پر مبنی ہین اور اسکا غرہ رویت ہلال پر موقوف ہے اور ہلال غروب شمس کے قریب مین نظر آتا ہے تو اس لحاظ سے رات اُن کے نزدیک دن کے قبل شمار کی جاتی ہے پس وہ ایک دن کو غروب شمس سے دوسرے غروب تک شمار کرتے ہین۔

رات کی پہلی ساعت کو ناشستہ اللیل کہتے ہین اس کے بعد کی ساعات کو یکے بعد دیگرے شفق۔ عشوہ۔ غسق۔ ہدارۃ۔ شروع صبح۔ زلفہ۔ ہزیع۔ عبس۔ سحر۔ فجر اور صبح کہتے ہین۔

دن کی پہلی ساعت کو بکور اور دوسری کو بزوغ۔ تیسری کو راد چوتھی کو ضحی۔ پانچوین کو منوع۔ چھٹی کو ظہیرۃ۔ ساتوین کو زوال۔ جسکو ہاجرہ بھی کہتے ہین آٹھوین کو اصیل نوین کو عصر دسوین کو طفل۔ گیارھوین کو حرور۔ بارھوین کو غروب کہتے ہین۔ لیکن یہ دان دن کے دونون طرفون کو یعنے غداۃ اور عشی (صبح و شام) کو کہتے ہین۔ احص وہ دن ہے کہ جسمین آفتاب طلوع ہوتا ہے اور آسمان صاف ہوتا ہے۔

صہ ۴۰۵ چاند کی ہر تین راتون کا ایک ایک جدا نام ہے پہلی تین راتون کو غرر کہتے ہین اور یہ مہینے کی پہلی تین راتین ہین اس کے بعد کی تین راتون کو غفل کہتے ہین اس کے بعد کی تین راتون کا نام تسع ہے۔ پہر عشر۔ پہر بیض۔ پہر دُرع پھر ظلم پہر حنادس۔ پہر دراری۔ پہر محاق۔

اسیطرح چاند کی تین راتون کی پہلی رات کو غرہ کہتے ہین اور بیض کی راتون کی پہلی رات کو جو کہ تیرہوین رات ہے عفرار کہتے ہین اور اس کے بعد کی رات کو یمار کہتے ہین یعنے بدر کی رات محاق کی تین راتون کی پہلی رات کو جو اٹھائیسوین ہوتی ہے دعجار کہتے ہین اور اس کے بعد والی کو دہماء اور اخیر کی رات کو دلماء کہتے ہین اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ مہینے کی چودھوین رات کو سوار کہتے ہین اور سرار مہینے کی آخری رات کو کہتے ہین اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ دار دار آخر ماہ کی رات کا نام ہے۔

برار مہینے کی پہلی یا آخری رات یا دن کو کہتے ہین اور اس کو براء اس لئے کہتے ہین کہ آفتاب دھوپ کی تیزی سے پاک ہوجاتا ہے اور ابن البراء مہینے کی آخری رات یا خود آخری ماہ کو کہتے ہین اور لیلۃ التمام جاڑے کے موسم کی بڑی لمبی رات ہوتی ہے اور یہ تین راتین ہین جنکا نقص یعنے کمی ظاہر نہین ہوتی یا یہ کہ جب رات کے بارہ گھنٹے ہوجاتے ہین یا اس سے زیادہ تو اس وقت لیلۃ التمام کہتے ہین اور تہوا رات کا ایک حصہ ہے اور محاورہ مین یہ کہا جاتا ہے مضی تہواہ من اللیل یعنے اسکی رات کا کچھ حصہ گزر چکا۔ اور جوش رات کے بڑے حصہ کو کہتے ہین یا اس کے آخری حصہ کا نام ہے۔ اور جوش ابتدائے شب یا وسط شب کو کہتے ہین۔ محراج سخت جاڑے کی راتون کو کہتے ہین اور محمقات وہ راتین ہین جسمین چاند طلوع ہوتا ہے اور اول شب سے آخر شب تک رہتا ہے۔ اور جس وقت کہ رات مین ابر نہین ہوتا تو یہ خیال ہوتا ہے کہ صبح ہوگئی۔ اور دغمس اندھیری رات کو کہتے ہین۔

ظل قمر چاندنی کو سمر کہتے ہین اور احادیث اللیل کے معنی قصہ کہانی کے ہین اسی سے مسامرت ہے یعنی رات کی گپ شپ کی باتین اور ایسی باتین کرنے والون کو سُمّار یعنے قصہ گو کہتے ہین اسیطرح ظریفانہ باتون کو خرعبل فتح خاء کے ساتھ کہتے ہین اور باطل باتون کو خرعبل ضم خاء سے کہتے ہین اور ہنسنے ہنسانے کی باتون کو خرعبلہ کہتے ہین اور لہو ولعب اور مزاح کی باتون کو خرعالہ کہتے ہین اور حدیث خرافۃ مین جو لفظ خرافۃ کا آیا ہے وہ اخترافِ سے مشتق ہے جس کے معنی سمر یعنے قصہ گوئی اور ظریفی کے ہین اُنکی امثال سے یہ بھی ایک مثال ہے اُلمحل من حدیث خرافۃ یعنے خرافۃ کی باتون سے زیادہ مکاری کی باتین۔ خرافۃ قبیلہ عذرہ کے ایک شخص کا نام بھی ہے کہ اُسکو جنات نے مدت تک اُڑا لے گیا تھا جب وہ واپس آیا تو اُسنے اپنی قوم سے وہ حالات بیان کئے جو اُس نے اُن کے ساتھ دیکھے تھے مگر قوم کے لوگون نے اُسکی باتون کو جھٹلایا یہان تک کہ اُنہون نے کہا کہ خرافۃ کی باتین ناممکن ہین اور یہ قول کہ نبی الحدیث خرافۃ حق اُسکی باتون مین صاف جھوٹ اور خرافات ملا ہوا ہے اسکے یہ معنی ہین کہ اُسنے جنات کی جو باتین کہین وہ جھوٹ ہین میدانی نے اس کو مثل کی تفسیر مین بیان کیا ہے۔

اُنکی امثال سے یہ بھی ایک مثال ہے "لا آتیک السمر والقمر" میدانی اصمعی سے روایت کرتا ہے کہ سمر کے معنی اُنکے نزدیک ظلمت یعنی اندھیری کے ہین۔ اسکی اصل یہ ہے کہ وہ اندھیری راتون مین جمع ہوتے اور باتین کرتے تھے یہان تک کہ اُنہون نے ظلمت کا نام سمر رکھا اور اس بات کے استشہاد مین کہ سمر کے معنی ظلمت کے ہین یہ اشعار پیش کرتا ہے۔ ص۴۰۶

لا تسقنی ان لم ازر سمراً غطفان موکب محفل ضخم
تدعی ہوازن فی طوائفہ یتوقدون تو قد النجم[1]

چاندنی رات کو ابن سمیر کہتے ہین۔ محیط المحیط مین ابن شمیر شاء مثلثہ کے ساتھ ہے اندھیری رات کو ابن حمیر کہتے ہین یہ بھی کہا گیا ہے کہ سمیر اور حمیر دہر یعنے زمانہ کو کہتے ہین اور انباء حمیر شب و روز کو کہتے ہین یہ نام شب و روز کے اجتماع کی وجہ سے رکھا گیا ہے چنانچہ محاورہ مین کہتے ہین اجمر القوم علی الشیٔ یعنے قوم کسی چیز پر جمع ہوئی اور شب و روز کو ابنی سمیر بھی کہتے ہین اسلئے کہ وہ اُسمین ظاہر ہوتے ہین اور رات کو کافر بھی کہتے ہین اسلئے کہ وہ اشیاء کو چھپا دیتی ہے۔ اور لیلۃ الطلق اور لیلۃ الطلقۃ وہ رات جو ساکن ہو یعنے اُس مین نہ گرمی ہو اور نہ سردی۔

---

[1] ترجمہ۔ اگر مین غطفان کے بہاری لشکر سے اندھیری مین نہ ملاقات کرون تو تو مجھکو شراب نہ پلا۔ قبیلہ ہوازن کے لوگ اپنی جماعتون مین بلائے جاتے ہین اور وہ ایسے منور اور چمکدار ہوتے ہین جیسے ستارے۔

درۃ الغواص وغیرہ لغت کی کتابوں مین لکھا ہے کہ سمیر خاص رات کی باتون کو کہتے ہین اور طروق کے معنی رات کو آنے کے ہین تغلیس کے معنی صبح کے سیر و سفر کے ہین اوراج کسرہ ہمزہ کے ساتھ اس سفر کا نام ہے جو اول شب مین ہو اور نسج ہمزہ کے ساتھ اگر ہو تو اس کے معنی آخر شب مین سیر و سفر کے ہین۔ تادیب کے معنی دن کو سفر کرنا اور رات کو فروکش ہونا ہین اور سری خاص رات کے سیر کا نام ہے رات مین خواہ دن مین سیر کرنے کو اسا کہتے ہین مقیل کے معنی گرمی کے وقت یعنے دوپہر کو آرام پانے کے ہین تعویر کے معنی دوپہر کو آرام کے لیئے اتر پڑنے کے ہین اور تعریس کے معنی آدہی رات کو اتر پڑنے کے ہین اغذاذ کے معنی سیر مین جلدی کرنے کے ہین تہجد المصلی اسوقت کہتے ہین جب وہ رات کی اندہیری مین نفل پڑہتا ہے استظلال کے معنی یہ ہین کہ گرمی سے بچنے کے لئے سایہ مین جانا اور استذراء جاڑے سے بچنے کے لئے پناہ لینا اور استکنان بارش سے بچنے کے لئے پناہ لینا۔

آفتاب جبکہ ارتفاع پر ہوتا ہے تو اسکو غزالہ کہتے ہین اور غروب کے وقت اسکا نام جونہ ہے اور سخت گرمی کے وقت کو یعنے دوپہر کو ہاجرہ کہتے ہین۔ اور حمارۃ القیظ اور ہمیر اور حمارۃ موسم گرما کی سخت گرمی حشنذہ سخت گرمی اور یہ حناذ سے ماخوذ ہے جو آفتاب کے نامون مین سے ایک نام ہے اور ناجر کے دو مہینون سے جو موسم گرما مین آتے ہین جاڑے کے دو مہینے مقابل ہین جنکو قماح کے دو مہینے کہتے ہین جسمین سردی نہایت زور کی پڑتی ہے اور ان دونون مہینون کو شیبان اور لحجان بھی کہتے ہین۔ اسیطح کا بالشتار سے مراد سخت سردی ہے۔ باحور کے معنی چاند کے اور تموز کے مہینے کی سخت گرمی کے ہین۔

ان مشہور مقولہ کے دونون کو برد عجوز کہتے ہین اور عام لوگ اسکو مستفرضات کہتے ہین جو شباط کی پچیسوین سے تیسری آذار تک ان ناموں سے موسوم ہین پہلی کو ممن کہتے ہین اور دوسری کا نام صنبر ہے اور تیسرے کا نام وبرہ چوتھے کا نام آمر یا پانچوین کا موتمر چھٹے کا مطفل اور ساتوین کا نام مطفی الجر ہے اور بعض مکفی الظعن بھی کہتے ہین۔ ص۴۰۶

ربیع الاول کی بارش کو وسمی کہتے ہین کیونکہ وہ زمین کو نبات کا وسمہ لگا دیتی ہے اور یہ منسوب ہے وسم کی طرف جسکے معنی داغ کے ہین اور جو بارش اس سے متصل ہوتی ہے اسکو ولی کہتے ہین ابو الطیب تہنی نے ان دونون کو ایک بیت مین جمع کیا ہے چنانچہ وہ کہتا ہے۔

امنعتہ بالعودۃ الطیبۃ التی بغیر ولی کان نائلہا الوسمی[1]

[1] ترجمہ۔ کیا وہ معشوقہ اپنی واپسی سے جسکی پہلی عطا (ملاقات) وسمی تھی بغیر ولی (دوسری ملاقات) کے احسان رکھیگی۔

ابتدائے بارش کو رَبق کہتے ہین اور سخت بارش کو جس کے قطرہ بڑے ہوتے ہین وابل کہتے ہین اور بارش کے زور سے پڑنے کو انہلال کہتے ہین۔ زوزنی کہتا ہے کہ صوب کے معنی بارش کے ہین جو صاب یصوب سے ہے یعنے بلندی سے نیچے اُترنا جب زمین خشک ہوجانے کے بعد بارش اسکو پھر زندہ کردیتی ہے تو اس بارش کا نام حیا رہے جب بارش عین محل پر یا حاجت کے وقت پر ہوتی ہے تو اسکو غیث کہتے ہین جب بارش سکون کے ساتھ ہوتی رہتی ہے تو اسکو دیمہ کہتے ہین جب وہ زیادہ ہوتی ہے تو اسکو تھتان کہتے ہین جب ہلکی برستی ہو تو اسکا نام رہمہ ہے جب ابر بہت پانی برساتا ہے تو اس بارش کو بغاق کہتے ہین جب وہ ہر ایک چیز کو سیراب کردیتا ہے تو اس بارش کا نام جود ہے جب بارش عام ہوتی ہے تو اسکا نام حسر ہوتا ہے جب بارش زمین مین گڑھے ڈال دیتی ہے تو اسکا نام ساحیہ ہے جب متواتر برستی ہے تو اسکا نام یعلول رکھا جاتا ہے جب یکایک بارش ہونے لگتی ہے تو اسکو شآبیب کہتے ہین۔

امثال مین یہ کہتے ہین "عُن بوادغیثہ ضرد مس" یعنے ہم ایسے جنگل مین ہین کہ بارش سے زمین کٹ کر اس مین دڑاڑین پڑگئی ہین۔ میدانی اصمعی سے روایت کرکے کہتا ہے کہ جادرہ مین یہ کہتے ہین "وقعت فی الارض ضرس من مطر" یعنے زمین مین بارش سے دڑاڑین پڑگئی ہین یہ مثال اُس شخص کی نسبت دیجاتی ہے جسکی خیر و برکت کم ہو اور اگر ہو تو قائم نہ رہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ضرس کے معنی تھوڑی سی بارش کے ہین اور تضاح اور رشح اُس بارش کو کہتے ہین جسمین صرف ترشح ہو یعنے پھار پڑے یعنی ضعیف اور ہلکی بارش۔ ایک شاعر کہتا ہے

کان فاہا عبقری بارد ادریج روض مسہ تضاح رک[1]

عبقر سے مراد یہان جیسا کہ کہا گیا ہے عب قر اور جبقر ہے اور اس کے معنی برد یعنے سردی کے ہین اور ازابرد من عبقر کی مثال اسی سے ہے یعنی عبقر سے زیادہ سرد۔ ابوعمرو بن العلا روایت کرتا ہے کہ ابرد من عب قر اور کہتا ہے کہ عب کے معنی سردی کے ہین اور اس کو حب مزن یعنے ابر کا دانہ کہتے ہین یعنے اولا۔

عارض ابر کا نام ہے اور سآریہ وہ ابر جو رات کو برسے اور روجن الباس اُس ابر کو کہتے ہین جو آسمان کے کنارہ پر ہو۔ بکر وہ ابر جسکی بارش برس رہی ہو مکفہر اور کریف وہ ابر جو ایک پر ایک آئے شئیب وہ ابر جسمین سیاہی اور سفیدی ہو طخار ہلکا ابر یا وہ ابر جو ستارون کو چھپالے جسکی وجہ سے رہنما متحیر ہوجاتے ہین کرفۃ جسکی جمع کرانی ہے ابر کے ٹکڑے جو ایک پر ایک ہون جھام وہ ابر جس مین پانی نہ ہو۔ یا جس کا پانی برس گیا ہو۔ ص۴۰۸

---

[1] ترجمہ۔ اسکا دہن نہایت خوشگوار اور ٹھنڈا ہے یا باغ کی ہوا ہے کہ اسمین بارش کی آمیزش ہے۔

اہل عرب اپنے مکان مشرقی رویہ بناتے تھے تاکہ جاڑون اور گرمیون مین محفوظ اور آرام کے ساتھ رہین گھر کی سیدہی جانب سے جو ہوا بہتی اُسکو جنوب کہتے تھے اور شمال کی طرف سے جو ہوا بہے اُسکا نام شمال ہے اور جو سامنے سے بہے اُسکا نام صبا ہے اور جو پیچھے سے بہے وہ دبور کہلاتی ہے اور اگر ہوا ان سب جہات مین چکر کہاے تو اُسکا نام نکباء ہے۔ ازیب وہ ہوا جو مشرق اور جنوب کے مابین ہو اور صابۃ وہ ہوا جو جنوب اور دبور کے مابین ہو اور جربیاء وہ ہوا جو درمیان دبور اور شمال کے ہو اور ہیف وہ ہوا جو شمال اور صبا کے درمیان ہو۔

اول ہوا کو عشون کہتے ہین جب ہوا سخت اور سرد ہوتی ہے تو اُسکو حرجف کہتے ہین پس اگر وہ مختلف جہات سے بہتی ہے تو اُسکو متناوحہ کہتے ہین جب وہ نرم ہوتی ہے تو اُسکو نسیم کہتے ہین جب وہ تیزی سے بھتی ہے تو اُسکو ناجحہ کہتے ہین جب وہ بہت سخت ہوتی ہے (جیسی آندہی) تو اُسکو عاصف کہتے ہین جب وہ درختون کو ہلا دیتی ہے تو اُسکا نام زعزع ہوتا ہے جب وہ کنکریون کو اُڑا کر لیجاتی ہے تو اُسکا نام حاصبہ ہوتا ہے قاموس مین لکھا ہے کہ حاصبہ وہ ہوا ہے جو مٹی کو اُڑا کر لیجاے۔ جب ہوا تیز ہوتی ہے تو اُسکو مجفل مجفال۔ اور مجفالہ کہتے ہین اگر وہ زمین سے اس طرح اُٹھے کہ مثل ستون کے معلوم ہونے لگے تو اُسکو اعصار کہتے ہین اگر ہوا کی سردی کے ساتھ کچھ پہار بھی ہو تو اُس کو بلیل کہتے ہین جب ہوا گرم ہوتی ہے تو اُسکو حرور اور سموم کہتے ہین۔

قرآن مین آٹھ قسم کی ہواؤن کا ذکر ہے چار تو اُن مین رحمت کی ہین اور چار عذاب کی رحمت کی جو ہوائین ہین اُن کے نام یہ ہین مبشرات۔ مرسلات۔ ذاریات۔ ناشرات اور جو عذاب کی ہوائین ہین اُن کے نام یہ ہین۔ صرصر اور عقیم یہ خشکی کی ہوا ہے اور عاصف اور قاصف سمندر کی ہوا کو کہتے ہین۔

اہل عرب کثرت آتش پر جو فخر کرتے ہین اُسکا بیان گزر چکا ہے کیونکہ آگ اُن کے نزدیک کثرت طعام پر دلالت کرنے والی چیز ہے اور یہ مالداری کی حالت ہے مگر وہ لوگ جو آگ روشن کرتے تھے وہ کہانے پکانے کے واسطے ہی روشن نہین کرتے تھے بلکہ آگ روشن کرنے اور جلانے کے اور بہت سے اسباب ہین اور ہر ایک قسم کی آگ کے لئے جدا جدا نام ہے۔ مثلاً نار القری وہ آگ جو ضیافت مین روشن کیجاتی ہے اور جسکا ذکر پہلے مقالہ کی پہلی فصل مین گزر چکا ہے۔ اور نار الوسم وہ آگ ہے کہ جو میسم یعنے داغ دینے کے آلہ کو گرم کرنے کے لئے جلائی جاتی ہے جس سے بادشاہون کے اونٹون کو داغ دیتے ہین تاکہ وہ دوسرون کے اونٹون سے ممتاز رہین اور سب سے پہلے وہ پنگھٹ پر پانی پی سکین۔ اور نار الاستمطار زمانہ جاہلیت مین اُس آگ کو کہتے تھے جو طلب بارش کی نیت سے روشن کیجاتی تہی۔ نار التحالف وہ آگ جو

صد ۴۰۹

پہاڑ پر اس غرض سے روشن کیجاتی کہ ایک دوسرے کے حلیف اور عداوت والون کو اس امر کی اطلاع ہوجائے نار الغدر اُس آگ کو کہتے تھے کہ جب کوئی آدمی اپنے صاحب سے غدر کرتا تو مقام منیٰ مین ایام حج مین روشن کردی جاتی اور یہ کہدیا جاتا کہ یہ فلان دشمن کی آگ ہے۔ نار السلامت اُس آگ کو کہتے تھے کہ جب کسی شخص کے سفر سے صحیح وسالم آنے پر روشن کیجاتی تھی۔ نار الرجل وہ آگ جو اُس مسافر کے لئے روشن کیجاتی تھی جس کے واپس آنے کی انکو خواہش نہوتی یعنے وہ چاہتے تھے کہ وہ سفر سے نہ آئے بلکہ سفر مین ہی مرکھپ جائے۔ نار الاسد اُس آگ کو کہتے ہین جو شیر کے خون سے روشن کیجاتی ہے کیونکہ شیر جب اُس آگ کو دیکھتا ہے تو بھاگ جاتا ہے نار السلیم جسکو نار الملسوع بھی کہتے ہین کہا جاتا ہے کہ یہ نام فرخندہ فالی کی نظر سے رکھا گیا ہے۔ وہ رات کو یون ہی جلتے رہنے کو برا سمجھتے ہین اور آگ کی روشنی مین جگنے کو اچھا سمجھتے ہین اسی خیال سے یہ آگ روشن کی جاتی تھی۔ نار الفدی اُس آگ کو کہتے ہین کہ جب شریفون کی عورتین قید ہوجاتین تو وہ رات کو جاتے اور اور اُن کو دشمنون کے قبضہ سے چھین کر لاتے اور راستہ مین جو آگ روشن کرتے کہ اُسکی روشنی مین وہ چلین تو اسی کا نام نار الفدی تھا۔

ان کے ہان ایک اور بھی آگ ہوتی تھی جسکو نار الہولہ کہتے ہین بعض ذکر کرتے ہین کہ ابو عبیدہ کا بیان ہے وہ کہتا ہے کہ زمانہ جاہلیت مین ہر قوم کی پاس ایک آگ ہوتی تھی اور اُسپر متولی یعنے اُسکا اہتمام کرنے والے بھی ہوتے تھے۔ چنانچہ جب کسی دو آدمیون مین خصومت ہوتی تو جسکو قسم کہانا ضروری ہوتا وہ آگ کے نزدیک آکر قسم کہاتا اور اس آگ کے خدمتی (متولی) اُسپر چھپاکر نمک ڈال دیتے تھے جس سے قسم کہانے والا مجرم گھبرا جاتا۔ شاعر کہتا ہے

کہولتا او قد المحلفون لدی الحالفین وما ہولوا[1]

اہل عرب آگ کے حسن کی مثال دیتے ہین اور جس کے حسن کی تعریف اور مبالغہ کرتے ہین تو اُسکی نسبت یہ کہتے ہین اُحسن من النار یعنے آگ سے زیادہ حسین اور جسکی صفت حرارت مین مبالغہ کرتے ہین تو یہ کہتے ہین اُحر من الجمر یعنے انگارے سے زیادہ گرم۔ اخلف من نار الجاحب کی مثال مین وہ نار (داغ) مراد ہے جو گھوڑے کا نعل تپھر سے ٹھوکر کہاکر نکلتی ہے۔

زمین کے لئے متعدد الفاظ ہین جن سے اُسکی طرف اشارہ کیا جا سکتا ہے اور وہ سب مترادف بھی ہین جنمین سے یہ ہین۔ ساہرہ۔ بسیطہ۔ فحلی۔ کون۔ کرۃ۔ معمورۃ۔ مسکونہ۔ عالم۔ دنیا۔ بریۃ۔ بلیقہ۔

---

[1] ترجمہ۔ مثل اُس آگ کے ہے جو قسم دلانے والے قسم کہانے والون کے روبرو روشن کرتے ہین جس سے کہ وہ گھبرا دیتے ہین۔

جب زمین مستوی یعنے صاف اور سیدھی ہوتی ہے تو اُس کو سہب اور صعید اور سہل کہتے ہین جب زمین نرم
ہوتی ہے تو اُس کو دمثہ کہتے ہین یا دبی ہوئی ہوتی ہے تو اُس کو وہدہ کہتے ہین اسکی جمع وہاد ہے جب کسی زمین مین
صفا ۴۷ پانی اور درخت نہین ہوتا ہے تو اسکو قراح کہتے ہین - اگر اسمین کوئی رہتا نہ ہو تو اسکو قفر کہتے ہین زمین کے ایک
ٹکڑے کو بقعہ کہتے ہین اسکی جمع بقاع ہے - اگر زمین جلد اگانے والی ہوتی ہے تو اسکو مبکار کہتے ہین جب زمین وسیع اور
اُس کے اطراف دور دور تک ہون یا چٹیل میدان ہو کہ اُسمین نہ بانی ہو اور نہ کوئی انیس ہو اور باوجود اسکے اُسمین
گہاس پات بھی ہو تو اسکو تنوفہ کہتے ہین یعنے بیابان - اور اگر اُسمین باغ ہو اور حوضین بھی ہون اور پانی کی نہرین
بہی ہون تو اسکو بخسہ کہتے ہین - جب زمین مین کوئی نشان وغیرہ نہ ہو تو اسکو ہوجل کہتے ہین - جب اُسمین صاف
میدان نہ ہو اور غلیظ ہو یعنے پتھر وغیرہ ہون تو اسکو حزن - فدفد - غلظ اور جلد کہتے ہین جب وہ غلیظ بھی ہو اور پتھر
کثرت سے ہون تو اسکو ابرق - برقہ - اور برقار کہتے ہین - اگر اُسمین کوئی بنا (عمارت) نہو تو اُسکا نام عرصہ ہے
اور اگر وہ دور واقع ہو تو اُس کو زوراء کہتے ہین اور جس زمین مین کہیتی نہ ہو وہ جزراء کہلاتی ہے - یا اُسمین
صحراء ہو تو اُس کو بادیہ کہتے ہین - اگر وہ زمین ہلاکت پیدا کرنے والی ہو یعنے اُسمین پانی نہو وہ مفازہ کہلاتی
ہے یا وہ مفازہ دور واقع ہو تو اسکو مہمہ کہتے ہین اگر اُسمین گہاس نہ ہو تو اسکو مرت کہتے ہین جب زمین بلند
ہوتی ہے تو اسکو نجد اور نشز کہتے ہین اگر اسکی بلندی مین اتساع (وسعت) ہو تو اسکو یفاع کہتے ہین جب وہ
اس اتساع کے ساتھ مستوی بھی ہو تو اسکو صفصف کہتے ہین پہر وہ زمین اپنی نرمی کی وجہ سے سہل اور صاف
ہو تو اسکو برث کہتے ہین - اگر اُس زمین کی مٹی پاک اور عمدہ ہو تو اُس کو غفراء اور دسمہ کہتے ہین اگر وہ قابل زراعت
ہوتی ہے تو اُس کو محل کہتے ہین اور اگر وہ قابل زراعت نہ ہو تو اُس کو بور کہتے ہین اگر کسی زمین مین برسات نہ برسے
تو اسکو غل کہتے ہین - اگر آگے سے اُسمین کوئی شخص فروکش نہ ہوا ہو تو اسکو حطہ اگر وہ زمین نہ آباد کی جائے اور
نہ اُسمین زراعت کی جائے تو اسکو حادسہ کہتے ہین - کہاری زمین کو سبخہ کہتے ہین اگر زمین مین درخت
بہت ہون تو اسکو شجرۃ کہتے ہین اگر کسی زمین مین چھوٹے چھوٹے کنکر بہت ہون تو اسکو امغر کہتے ہین اگر
اُسمین بہت ہی پتھر ہون تو اسکو حجرہ کہتے ہین اگر اُسمین بڑے بڑے اور کثرت سے پتھر ہون تو اسکو صخرہ کہتے ہین
اگر کسی زمین مین غلہ زیادہ ہوتا ہو تو اسکو مخصبہ اور مغلہ کہتے ہین اگر اس کے برعکس ہو تو اسکو جرداء کہتے ہین اگر
اُسمین پہل کثرت سے ہوتے ہون تو اسکو ثمیرہ کہتے ہین اگر وہ زمین پاک وصاف اور آنکہون کو اچہی معلوم
ہوتی ہو تو اسکو ارضہ کہتے ہین اگر اسکی ہوا اچہی ہو تو اسکو عرناہ کہتے ہین اور اگر اس کے برعکس ہو تو اسکو وبیلہ
وعام مدغمہ - وخیمہ اور غمغمہ کہتے ہین اگر اُسمین وبا رہو تو اسکو وہیئہ کہتے ہین اگر اُسمین آدمی اور پیشہ ور کثرت سے
ہون تو اُس کو غفار اور عامرہ کہتے ہین اور اگر اس کے برعکس ہو تو اُس کو خراب اور غامرہ اور فلاۃ اور بلقع

کہتے ہین۔

لیکن بوغا اور دقعا سخت اور باریک مٹی کو کہتے ہین جو بالکل ہوا کی طرح ہو۔ ثری۔ تراب اور ندی وہ مٹی جو کیچڑ بنے جبکہ وہ تر کی جائے اور مور اس مٹی کو کہتے ہین جسکو ہوا اڑا لیجائے یعنے وہ گرد جسکو ہوا اڑا کر لیجاتی ہے ہبار بھی اس مٹی کو کہتے ہین جسکو ہوا اڑا کر لے جائے۔ اور لوگون کے منہ پر پڑے۔ ہبابی وہ مٹی جو کوٹی جائے اور ساخیا وہ مٹی جو ہوا سے اڑکر زمین مین جا بجا مل جائے جرثومہ وہ مٹی جسکو چونیان وغیرہ کیڑے جمع کرتے ہین۔ عفا وہ مٹی جو آثار کو مٹا دیوے اور عفر کے بھی یہی معنی ہین۔ رغام وہ مٹی جو ریتی سے ملی ہوئی ہو اور سماد وہ مٹی جس سے نباتات اُگے ہوئے ہون۔ نقع وہ غبار جو گھوڑون کے سمون سے اڑتا ہے۔ عجاجہ وہ مٹی جسکو ہوا اڑاتی ہے اور ریح اڑانے کے غبار کو کہتے ہین۔ صلا ۴۱

زمین کا بہت چھوٹا حصہ جو بلند ہوا ہو اُس کو نکبہ کہتے ہین پہر رابیہ نام ہے اسکی جمع ربی اور روابی ہے پھر اسکو اکمہ کہتے ہین اور اکمہ وہ ٹیلہ جو پتھرون کا ہو اسکی جمع آکام آتی ہے لیکن تل جس کے معنی ٹیلہ کے ہین اُس کو کومہ کہتے ہین جو مٹی اور ریت وغیرہ کا ہوتا ہے۔ اور کثیب اور وعص ریت کے ٹیلہ کو کہتے ہین اس کے بعد وہ نجوہ کہلاتا ہے۔ پہر ربع۔ پہر ہضبہ یعنے وہ پہاڑ جو زمین پر پھیلا ہوا ہو۔ اسکی جمع ہضب اور ہضاب آتی ہے اسکے بعد وعل ہے یعنی ذلیل پہاڑ اس کے بعد اسکا نام جبل ہے پہر طود اور علم ہے اور علم کے معنی بڑے پہاڑ کے ہین اس سے بھی جو بڑا ہوتا ہے اسکو اخشب کہتے ہین۔

پہاڑ کے نیچے کے ابتدائی اور پہلے حصہ کو جو زمین سے ملا ہوا ہوتا ہے قرار کہتے ہین اس سے اوپر کے حصہ کو سفح کہتے ہین یعنے ذیل جسکو دامن کوہ کہتے ہین اس سے اوپر کے حصہ کو سند کہتے ہین یعنے وہ حصہ جو اصل مین مرتفع ہو۔ اس کے بعد کے اوپر کے حصہ کو کتح کہتے ہین یعنے اسکا عرض۔ پہر اسکے اوپر کے حصہ کو رید کہتے ہین یعنے اُس کا اونچا ہوا سے ملا ہوا کنارہ اس کے اوپر کے حصہ کو جیب کہتے ہین یعنے پہاڑ کے بازو اس کے بعد کے حصہ کو رعن کہتے ہین جو بجائے ناک کے ہے۔ اس کے اوپر کے حصون کے یہ نام ہین شغفہ۔ ذروہ اور قمہ جو بجائے سر کے ہے۔

منہل اُس مکان کو کہتے ہین جہان پانی پیتے ہین یعنے پنگھٹ اسکی جمع مناہل ہے بطیحہ۔ بطحا اور ابطح چوڑی مسیل یعنے پانی بہنے کی چوڑی جگہ جسمین کنکر وغیرہ جمع ہو جائین اسکی جمع ابا طح۔ بطاح اور بطائح ہے۔ وادی اُس بیابان کو کہتے ہین جو دو پہاڑون کے درمیان ہو۔ اسکی جمع اودیہ اور ودیان ہے۔ رحبۃ المکان مکان کے سامنے کے میدان کو اور وادی کے پانی کی مسیل کو کہتے ہین۔ مبوق اور برزخ اسکو کہتے ہین جو دو چیزون مین حائل ہو شامتہ زمین کا وہ حصہ یا قطعہ جو اپنے اس پاس کی زمین سے مخالف رنگ کا ہو اسکی جمع شآم آتی ہے۔ اجمہ کے

معنی غابہ کے ہین یعنے جنگل اور بیابان - حرث وہ زمین ہو کھودی اور درست کیگئی ہو یعنی کھیت کی زمین - بخشجزیرۃ یا شبہ جزیرہ ایک جزیرہ ہوتا ہے جو اپنے اطراف کے ایک طرف سے جنگل سے متصل ہو - جزعار ریت کا بہت لمبا چوڑا پھیلا ہوا حصہ -

بہت بڑے سمندر کو عظیم اور خضم کہتے ہین نہرون مین بڑی نہر کو طبع کہتے ہین جس چشمہ مین پانی بہت ہوتا ہے اسکو ثرہ کہتے ہین جب جنگل مین پانی بہرا ہوا ہو تو اسکو وادی زاخر کہتے ہین - اور بحر طام اور نہر طامخ بھی کہتے ہین جبکہ وہ بہرے ہوئے ہون - جب پانی جما ہوا ہوتا ہے تو اسکو عضرس کہتے ہین بعض کہتے ہین کہ عضرس ایک قسم کی نبات (گھاس) کو کہتے ہین - پانی جب ابر سے برستا ہو تو اسوقت بسح کہتے ہین یعنے پانی برس رہا ہے اور اگر چشمہ سے پانی نکل رہا ہو تو منبع کہتے ہین یعنے پانی چشمہ سے ابل رہا ہے - اور جب پتھر سے پانی نکلتا ہے تو میجس کہتے ہین - اور جب نہر سے پانی جاری ہو تو لیفیض کہتے ہین اور اگر گھر کی چھت سے ٹپکتا ہو تو یکف کہتے ہین اور اگر مشک سے پانی گرتا ہو تو یسرب کہتے ہین اور جب پانی برتن سے گرتا ہو تو یرشح کہتے ہین اور جب آنکھ سے پانی جاری ہوتا ہے تو ینسکب کہتے ہین -

اگر کسی شخص کی صفت حماقت مین مبالغہ کرتے ہین تو یہہ مثال دیتے ہین "احمق من لاعق الماء واحمق من ناطح الصخر" پتھر کو مارنے والے سے زیادہ احمق -

اعشی کا قول اسی بناء پر ہے -

کناطح صخرۃ یوما لیفلقہا فلم یضرہا وآوہی قرنہ الوعل[1]

وعل سے مراد اس مصرعہ مین نفس کوہ ہے - کسی شئے کے عام طور پر مباح ہونے مین یہ مثال دیتے ہین "اصل من ماء الفرات" یعنے فرات کے پانی سے زیادہ مباح یعنے ہر شخص اسکو استعمال کرنے کا مجاز ہے اور نیز اس مثال مین فرات سے مراد آب شیرین ہے - نقصان اور دھوکہ کہانے مین یہ مثال دیتے ہین "اخیب من القابض علی الماء" یعنے پانی کو مٹھی مین بند کرنے والے سے زیادہ نقصان والا -

ہم نے اس فصل مین عناصر کے ہر ایک نوع اور نیز تمام انواع کے نام جو باعتبار اختلاف ہیئت کے جمع کیا ہے وہ خاصکر وہ الفاظ ہین جو عام طور پر شائع اور مستعمل ہین وگرنہ اس قسم کی تالیف مین استقصار سے بیان کرنا یقیناً مشکل ہوگا اور نہ اس کتاب مین اُن کے ذکر کرنے کا موقع ہے - یہ امور بڑی بڑی لغت کی کتابون مین

ص ۴۱۲

---

[1] ترجمہ - وہ اسطرح سے مارتا ہے جیسے کہ بارہ سنگہا پتھر کو اپنے سینگ سے مارتا ہے تاکہ پتھر ٹوٹ جائے لیکن اُس کے اس ضرب سے اُس پتھر پر کچھ بھی نقصان کا اثر نہین ہوتا گو کہ اُسکا سینگ سختی مین مثل پہاڑ کے کیون نہ ہو -

مل سکینگے یہ بیان عربون کے قدیم علم فلک اور طبعیات کے متعلق تھا ۔

علم ہیئت کا بیان

جو لوگ ظہور اسلام کے بعد ہیئت کے حاصل کرنے مین مشغول ہوئے وہ بہت ہین اسلئے کہ یہ امر مخفی نہین ہے کہ ظہور اسلام سے قبل بھی پوشیدہ امور کی معرفت کا اور آیندہ کے امور کا اور انسان کی سعادت اور نحوست کا علم تھا جو محض ستارون کو دیکھکر یہ امور بتائے جاتے تھے اور یہ امر اسوقت تمام کرۂ ارضی مین پھیلا ہوا تھا بلکہ آجتک بھی اکثر مشرقی قبیلون مین اسکا اعتقاد باقی چلا آتا ہے ۔ اسی بنا پر اس بات کا کہا جانا ممکن ہے کہ یہی غایت بہ نسبت دوسرون کے عربون کا اس علم کی طرف قبل ظہور اسلام التفات کرنے کا اصلی سبب بنی
ص ۴۱۳ اس لئے کہ جب ابو جعفر منصور عباسی خلیفہ ہوا تو اسنے ایک شخص کو جسکا نام محمد بن الفزاری تھا اور جو کہ فلسفہ اور نجوم مین مشہور تھا یہ حکم دیا کہ وہ اس کے لئے کتاب سند ہند کبیر کا ترجمہ کردے تو اسنے اس کتاب کا ترجمہ کردیا بعض لوگ کہتے ہین کہ سند ہند کے معنی دہر الداہر یعنے ہمیشہ رہنے والے کے ہین اور یہ کتاب اس زمانہ مین اس علم و فن مین بڑی جامع سمجھی جاتی تھی کیونکہ یہ خیال کیا گیا تھا کہ اسمین اس فن کے مسائل بالاستیعاب بیان ہوئے ہین اس کتاب کو خلیفہ مذکور نے ہند سے منگوایا تھا اور فزاری کو اس کے ترجمہ پر مقرر کیا اسنے اس کتاب کا نہایت عمدہ ترجمہ کیا اور یہ کتاب اس زمانہ سے مامون عباسی کے زمانہ تک کے نجومیون مین معمول بہ رہی ۔ مامون عباسی متقدمین کی کتابون کے ترجمہ کرانے اور علوم اور معارف کو عربون مین پھیلانے کا بڑا شائق اور کوشش کرنے والا تھا اس نے محمد بن موسی الخوارزمی کو جسکا ذکر گزر چکا ہے اور اس کے بھائیون کو حکم دیا کہ وہ یونانی کتابون کے جمع کرنے مین تمام ممالک کا دورہ کرین اور اس کتاب کا اختصار اور خلاصہ بھی کرین اسلام کے بعد بھی یہ کتاب عربون مین علم فلک کی بنیاد رہی ہے اسلئے کہ وہ ستارون کی حرکات اور اعمال فلکی پر شامل اور حاوی ہے ۔

جب خلیفہ مشار الیہ نے کتابون کو زبان عربی مین ترجمہ کرنے کا حکم دیا جیسا کہ اسکی طرف اوپر اشارہ کیا گیا ہے تو اسی کے ساتھ ۲۱۳ھ م ۸۲۸ء مین مجسطی کے ترجمہ کرنے کا بھی حکم دیا ۔ اس کے مترجم کے نام مین اختلاف کیا گیا ہے بعض کہتے ہین کہ اسحٰق بن حنین اسکا مترجم ہے بعض کہتے ہین کہ خازن بن یوسف ہے ۔ اس وجہ سے اہل عرب اس علم کے شائق اور طالب بطلیموس مصنف کتاب مذکور کی رائے سے متفق ہوئے ۔ اس کتاب مین انہون نے اس قدر توغل کیا اور اس کے مضامین سے نہایت عمدہ مطالب اخذ کئے ۔ چنانچہ زمین کے نقطۃ الراس اور ذنب کو دریافت کیا اور نیز رصد گاہ مین دائرۃ البروج کے میل کو خط استوا پر پایا اور اس سے وقت کا

انضباط کیا۔ اور پھر بغداد اور قرطبہ میں رصد گاہیں بنائیں بعض اُن میں سے افرنجیوں کے پاس گئے اور اُن میں بڑے مشہور علما رہوئے جنکا ذکر قریب میں آئے گا۔ صاحب مقتطف کہتا ہے کہ علامہ بیلی جو اہل فرانس میں علمائے ہیئت میں بڑا مشہور شخص ہے وہ اُن لوگوں کو یورپ میں نہ صرف علم کی زندگی کا سبب قرار دیتا ہے بلکہ یہ کہتا ہے کہ اگر نورالدین کی کتاب کرہ کے باب میں جو ہے وہ ممالک یورپ میں علم کی روح قرار پاتی ہے بلکہ اگر وہ نہ ہوتی تو کپلر کو اُس کے دریافت کئے ہوئے مشہور تین احکام میں کچھ بھی مدد نہ ملتی۔ مثلاً افلاک سیارات کی اہلیلجی شکل اور اگر اُن کے زائچہ سیارات اور ثوابت کے باب میں نہ ہوتے تو فونوسا سیانوبی کے زائچہ نہ بنتے۔ اور ابن رشد جسکا ذکر فلاسفہ میں گزر چکا ہے اُسنے شمس کے کلف کو دیکھا اور اس امر کو اُسنے اہل یورپ کے دریافت کرنیسے قبل لکھدیا ہے۔

عرب کے مشہور علما رہیئت میں سب سے پہلے خلیفہ مامون ہوا ہے کیونکہ اُسکو اکثر علوم و فنون کے حاصل کرنیمیں بڑا شوق تھا۔ خاصکر علم فلک کے حاصل کرنے میں اُسکو بڑی رغبت تھی۔ اُسنے بیت الرصد کے بنانے کا حکم دیا۔ اور بیت الرصد ایک ہیکل ہے جس سے ستاروں کے حالات دیکھے جا سکتے ہیں اور اُنکی سیر (چال) کا حساب لگایا جا سکتا ہے۔ غرض کہ بیت الرصد کا اپنے ضروری آلات کے ساتھ تیار ہونا لازمی تھا پس اُنہوں نے ایک شہر میں جسکو شماسیہ کہتے ہیں اور جو اطراف شام میں ہے ۲۱۴ھ ۸۲۹ء میں مامون کے لئے اور اُس کے کہنے پر بیت الرصد بنایا اور اُسنے اپنے زمانہ میں اس کے اہتمام پر یحییٰ بن ابی منصور عبدالملک اور عباس بن سعید الجوہری کو تمام منجمین کا افسر بنایا اُنہوں نے جدید زائچہ کا استخراج کیا اور یہ بیت الرصد اسلام میں پھلا ہے۔ صـ۱۱۴

اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ خلیفہ مشارالیہ نے دائرۃ البروج کے میل کے دریافت کرنے میں دو رصد گاہیں بنائیں ایک بغداد میں بنایا جسپر یحییٰ بن ابی منصور مذکورہ بالا اور سناد اور عباس بن سعید کو مہتمم مقرر کیا اُنہوں نے دائرۃ البروج کا میل (۲۳ ۳۵) پایا جیسا کہ یونس نے اسکی روایت کی ہے اور فرغانی نے اپنی کتاب اصول علم ہیئت میں روایت کی ہے کہ دائرۃ البروج کا میل (۲۳ ۳۳) ہے۔ دوسرا بیت الرصد دمشق میں بنایا اسپر خالد بن عبدالملک اور سناد اور ابوالطیب اور ابن عیسیٰ کو مقرر کیا اُنہوں نے دائرۃ البروج کے میل کو (۲۳ ۳۳ ۵۲) پایا۔

خلیفہ مامون کے زمانہ میں احمد بن عبداللہ بغدادی ظاہر ہوا اس کے تین زائچہ ہیں ایک تو ہند کی مذہب کے ہے دوسرا ممتحن کے نام سے مشہور ہے۔ اور تیسرا زائچہ صغیر ہے۔ فن اسطرلاب میں اُسکا ایک نہایت لطیف مضمون کا رسالہ ہے۔

اسی خلیفہ کے زمانہ میں عمر و بن فرخان طبری نے جو ایک منجم تھا اُسی کے حکم سے بہت سی کتابوں کا ترجمہ کیا

اور نیز علم نجوم اور باقی تمام علوم مین اسکی تصنیفات ہین۔

احمد بن محمد الفرقانی بھی ایک کامل منجم تھا اسکو مہندسہ۔ ہیئت اور نجوم مین بڑا تجربہ تھا اسکی ایک کتاب کا نام مدخل ہے اور دوسری ایک کتاب کا نام جامع ہے اس کتاب مین اسنے مجسطی کے مسائل کو نہایت عمدہ الفاظ اور معانی مین بیان کیا ہے۔

اسکے بعد ابو معشر جعفر بن محمد عمر والبلخی مشہور شخص پیدا ہوا جس کا ذکر مدارک غیبیہ کے بیان مین مقالہ چہارم کی فصل چہارم مین گزر چکا ہے۔

اور ثابت بن قرہ حرانی جسکا ذکر متعدد کتب کے بیان مین گزرا ہے اس کے لئے خلیفہ شارالیہ نے بغداد مین ایک رصد گاہ بنائی۔ اسکی مدد سے اسنے حرکت شمس کو استخراج کیا اور نجومی سال کے طول کا حساب کیا تو یہ سال اس کے نزدیک تین سو پینسٹھ دن چھ ساعات نو دقیقہ دس ثانیہ کا ثابت ہوا اور دائرۃ البروج کا میل (۲۳ ۳۳ ۳۰) پایا گیا جب اسکا مقابلہ قبل کے دریافت کئے ہوئے امور سے کیا گیا تو معلوم ہوا کہ زمانہ اور اقوام کے گزرنے سے تغیر ضرور واقع ہوتا ہے۔ اسنے یہ بھی بیان کیا کہ اعتدال کے نقطون کیلئے ایک حرکت مستقیمہ ہے اور دوسری قہقری۔ ص۴۱۵

محمد بن جابر بن سنان ابو عبد اللہ الحرانی جو بتانی کہلاتا ہے اور بتان حران کا ایک علاقہ ہے بڑا محاسب اور منجم مشہور ہے اسکے بنائے ہوئے زائچہ کا نام صابی ہے یعنے زیج صابی۔ یہ منجم اعمال عجیبہ اور عمدہ رصد گاہ کے بنانے مین شہرت پذیر ہے۔ اسی سے روایت ہے کہ اسنے ۲۶۴ھ م ۸۷۷ء سو صد کا کام شروع کیا اور ۳۰۶ھ م ۹۱۸ء تک اس کام مین رہا۔ کواکب ثابتہ کو اپنے زیج مین ۲۹۹ھ م ۹۱۱ء مین ثابت کیا۔ اور یہ شخص رقہ اور انطاکیہ کی رصد گاہ مین رہا ہے۔ ۳۱۷ھ م ۹۲۹ء مین مرگیا اور یہ شخص صابی المذہب تھا۔ ابن خلکان کہتا ہے کہ مین نہین جانتا ہون کہ اسنے اسلام اختیار کیا یا نہین لیکن اسکا نام اس کے مسلمان ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ اسکی یہ مولفات ہین زیج اسکے دو نسخہ ہین پہلا اور دوسرا۔ دوسرا عمدہ ہے۔ کتاب معرفت مطالع البروج فی مابین ارباع الفلک۔ رسالی فی مقدار الاتصالات۔ شرح اربعۃ ارباع الفلک رسالہ در تحقیق اقدار الاتصالات۔ شرح چہار مقالات بطلیموس وغیرہ یہ بیان صاحب مقتطف کا ہے۔ لالاند (فرانس کا ہیئت دان عالم) نے بیان کیا ہو کہ یہ شخص ان بیس عالمون مین سے ہے جو علم ہیئت مین مشہور ہوئے ہین۔ علامہ ہالی کہتا ہے کہ مین نے اسکی کتابون کو بہت غور سے دیکھا ہے اس کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ وہ اپنے زمانہ کا علامہ تھا اور اسکی تدقیق بالکل عجیب ہے اور رصد کے کام مین بڑا تجربہ کار ہے۔

بعض لوگ بیان کرتے ہین کہ اسکا زیج بطلیموس کے زیج سے زیادہ صحیح ہے - اُسنے ایک حرکت اعتدال کو ۶۶ سال مین حساب کیا اس سے قبل لوگ اُس حرکت اعتدال کو ایک سو سال مین دریافت کرتے اور حساب لگاتے تھے -
اُسنے دائرۃ البروج کے میل کو ۲۳° ۳۵' پایا جب اُسکے حسابات کی اصلاح افقی اختلاف اور انکسار کے اعتبار سے کی جائے تو دائرۃ البروج کا میل ۲۳° ۳۵' ۴۷" ہوگا - اور فلک الارض کی مہانیت (یعنے تعداد فاصلہ) کو اُس نے ۳۴۶۵ قرار دیا اور اُس کے نصف قطر..... اسے حساب لگایا ہے - اُسنے نقطۃ الراس اور ذنب کے انتقالات کو معلوم کیا - اُس نے قمر کے لئے ویسے ہی دو معادلہ وضع کئے جیسے کہ بطلیموس نے وضع کئے تھے خسوف اور کسوف[1] کے رصد کو بھی باندھا اور اُسکی رصدات اور دریافت کا حال اُسکی ایک کتاب مین لکھا گیا ہے جسکا ترجمہ لاطینی زبان مین ہوکر چھپ گیا ہے اور عربی مین طبع نہین ہوا کہا جاتا ہے کہ وہ اتبک فاتیکان[2] مین محفوظ ہے جو خود مولف کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے - ص ۱۶/۴

ابو محمد الخوکندی جو ۳۸۳ھ م ۹۹۲ء تک جیتا رہا - اسکی تحقیق مین دائرۃ البروج کا میل اُسکے ایک ضلع کی ربع سے جو ثانیون پر تقسیم کیا گیا ہے (۲۳° ۳۲' ۲۱") حساب لگاکر دریافت کیا -

ابو الریان ۴۴۳ھ م ۱۰۵۱ء تک جیتا رہا جیسا کہ ابو الفرج عبری نے روایت کی ہے لیکن علمائے فرانس مین سے برنار نے بیان کیا ہے کہ ۴۸۸ھ م ۱۰۹۵ء تک یہ شخص زندہ رہا ہے اور اُس نے دائرۃ البروج کی میل کو ۲۳° ۳۵' حساب کیا اور یہ حساب اُس کے نصف قطر کے ربع یعنے (۱۵) ذراع کے اعتبار سے کیا گیا ہے -

ارزاخل ۴۶۹ھ ہجری مطابق ۱۰۷۶ء تک جیتا رہا - اُس نے دائرۃ البروج کے میل کو (۲۳° ۳۴') میل کا حساب کیا -

خازن اندلسی پانچوین صدی ہجری کے اواخر اور چھٹی صدی ہجری کے اوائل مین زندہ رہا ہے اور بعینہ صدیان بارہوین صدی مسیحی کے مطابق ہین اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اسکا زمانہ مجہول ہے اُسنے فجر اور شفق کی بیان مین ایک کتاب لکھی ہے جسمین اُنکی ابتدا کو جبکہ آفتاب افق کے نیچے ۱۹ درجہ پہونچے اچھی طرح سے معین کر دیا ہے اور ہوا کی بلندی کا اُسنے حساب لگایا کہ (۵۱۰۸) میل ہے اور اس کے حساب مین محیط زمین سے جس کی مساحت (۲۴۰۰۵) میل ہے مدد لیگئی ہے اُسکی ایک کتاب بصریات (نظر سے متعلق) نہایت مشہور ہے یہ کتاب سات جلدون مین ہے جو لاطینی مین ۹۸۰ھ م ۱۵۷۲ء مین چھپی ہے - اسمین اُس نے نور کی شعاعون کا

---

[1] خسوف کا اطلاق چاند کے ساتھ اور کسوف کا سورج کے ساتھ ہوتا ہی - مولف

[2] فاتیکان سرائے بابا کو کہتے ہین جو رومیہ مین ہے - مولف

انکسار ہوا ہین اس خوبی سے بیان کیا ہے کہ جیسا اسکا حق ہے۔ اور نیز اسنے اس انکسار کی کمیت کو بھی استخراج کیا۔ اور نیز اسمین آنکھ کا وصف اس عمدگی سے بیان کیا ہے کہ وہ قبول کرنے کے لائق ہے۔ اسمین مرئیات کو قوت باصرہ سے دریافت کرنے کی کمیت سے بحث کیجاتی ہے الا اسکی بنا اس بنا پر رکھی ہے کہ یہ امر بلور کی مدد سے خوب دریافت ہوسکتا ہے لیکن عدس یعنے سور برابر بلور کا اعتبار حساب مین نہین کیا۔ اور اسپر دلیل لاتا ہی کہ نظر یعنے بینائی دماغ کے علم وشعور سے محسوسات ظاہری کو عصب بصری کے واسطہ سے دریافت کرتی ہے اور چیزون کی شکلون کو ایک دکھلانے مین مشغول کرتی ہے باوجودیکہ قوت باصرہ دو آنکھون سے دیکھتی ہی ایک آنکھ سے نہین دیکھتی حالانکہ دونون آنکھون کی قوت حدقہ چشم سے برابر پڑتی ہے مگر اثر دونون کا ایک ہوتا ہے اور دونون کے ذریعہ سے ایک ہی صورت بنا کر دماغ مین پہونچاتی ہے۔ یہ اندلسی شخص فن انکسار مین تمام متقدمین پر فائق ہوگیا اور اسنے بہت سے احکام کو ایجاد کیا منجملہ ان کے یہ ہین۔ انکا بیان ہے کہ اجرام سماویہ جسقدر مرتفع ہوتے ہین ظاہر اوہ بڑے معلوم ہوتے ہین۔ سب سے پہلے یہ امی نے کہا ہے کہ ہم انکسار کے سبب سے اجرام کو افق کے اوپر دیکھتے ہین حالانکہ وہ افق کے نیچے ہوتے ہین اور یہ کہ انکسار اس کے اطراف کو چھوٹا ص۴۱۷ کر دیتا ہے۔ وہ خود بیان کرتا ہے کہ شعاعین منکسر ہوکر آنکھ کی طرف آتے ہین اس مسئلہ کو سب سے پہلے مین نے دریافت کیا ہے۔ اس کے اور بہت سے اقوال ہین جنمین سے بعض صحیح ہین اور بعض غلط ہین۔ شیشہ مین چیزون کے بڑے ہونے کا مسئلہ سب سے پہلے اسی نے ذکر کیا۔ اسکا قول ہے کہ جب کوئی بڑا مادہ شیشہ کے قاعدہ کے پاس رکھا جائے تو وہ بڑا دکھائی دیتا ہے۔ اس سے دوربینون وغیرہ کے ایجاد کا طریقہ اور راستہ معلوم ہوا اس سے روایت ہے کہ اسنے ایک دن اس بات کا دعوے کیا کہ وہ دریائے نیل مین ایک ایسا آلہ بنا دیتا ہے کہ لوگون کی شکایت بارش کے ہونے اور نہ ہونے کی دفع ہوجائے اس کے اس بیان کا تذکرہ حاکم کے روبرو ہوا جسکا ذکر قریب مین آتا ہے اور یہ حاکم علماء کی بڑی تکریم کرتا تھا اسنے اسکو بلوایا اور جب وہ حاضر ہوا تو حاکم مذکور بھی قاہرہ سے باہر اسکی ملاقات کو گیا اور اسکو احسان مین زیر بار کردیا اور اسکی عزت اور مرتبہ کو بڑہا دیا اور اس کے ہاتھ کے نیچے کاری گرون کو مقرر کردیا اور وہ آلات اور ادوات بھی اس کیلئے مہیا کردئے جو اس کام مین اسنے کار آمد اور ضروری بتائے تھے۔ پس خازن مصر کے ممالک مین پھرتا رہا اور جب یہ دیکھا کہ اس کام کا انجام پانا محال ہے تو وہ ناکامیاب قاہرہ کو واپس ہوا اور اس خوف سے کہ حاکم اسپر عتاب کریگا اسنے اپنے کو مجنون بنالیا اور اسکی جنون کی یہی حالت رہی یہان تک کہ حاکم مرگیا اور پھر خازن فقیر اور محتاج ہوگیا کہ اسکو کہانے پینے کی اشیاء کا ملنا دشوار ہوگیا پس اسنے کتابین تالیف کرکے بیچنا شروع کین یہان تک ۴۳۰ھ سنہ ۱۰۳۸ء مین وہ مرگیا۔

ابوالحسن علی بن ابی سعید بن عبدالرحمن بن احمد بن یونس بن عبدالاعلی صدفی مصری مشہور منجم ہے۔ زیج حکمی کا مصنف یہی ہے جسکو زیج ابن یونس بھی کہتے ہین اور یہ کتاب چار جلدون مین ہے۔ ابن خلکان کہتا ہی کہ زیجون مین باوجودیکہ وہ کثرت سے ہین اس سے زیادہ طول اور بسیط کتاب نہین دیکھی گئی۔ عزیز ابوالحاکم بامرہ حاکم مصر نے اسکی تالیف کے لئے اُس سے کہا تھا اور یہ شخص علم نجوم اور شعر مین بڑی دستگاہ رکھتا تھا اور تمام اہل مصر کو اکب کے متعلق یحیی بن منصور کے زیجون مین اسکی راے کے موافق اور اسکے اعتبار پر اصلاح کرتے تھے۔ ۳۸۰ھ ۹۹۰ء مین قاضی محمد بن نعمان نے اُسکی گواہی کو درست اور ٹھیک جانا۔ حالانکہ اُس نے اپنی عمر رصد اور تسییر موالید مین صرف کر دیا تھا اور اس کام مین اُسنے وہ عمل کیا کہ اُسکی نظیر نہین ہے۔ اور وہ کواکب کو اور اُن کے حالات کو دیکھنے مین کہڑا ہوتا تھا۔ ابوالحسن منجم طبرانی کہتا ہے کہ وہ اسکے ساتھ ایک مرتبہ جبل مقطم پر جو مصر مین واقع ہے چڑہا اور وہ زہرہ کو دیکھنے کے لئے اپنے کپڑے اور عمامہ کو نکال کر کہڑا ہوا تھا اور بجائے اُن کپڑون کے ایک سرخ نساوی کپڑا پہن لیا تھا اور ایک سرخ مقنعہ (نقاب) بھی منہ پر ڈال لیا تھا اور عود (بانسری) نکال کر بجانے لگا اور بخورات اُس کے سامنے جل رہے تھے اور ایک لمبے اور باریک کپڑے کا عمامہ باندہا ہوا تھا یہ خیال کیا گیا ہے کہ اُسکو نجوم مین بڑی ناداور صحیح معلومات حاصل تھی کہ اُسمین اور کوئی اُسکا شریک اور ہمسر نہین تھا۔ ۵۲۹ھ ۱۱۳۴ء مین اسکی وفات ہوئی۔ صہ ۱۸۱

ابوالقاسم ہبۃ اللہ بن الحسین بن یوسف اور احمد بھی کہا گیا ہے جو بدیع اسطرلابی کے نام سے مشہور رہے یہ شخص ایک مشہور شاعر بھی ہے بیان کیا گیا ہے کہ آلات فلکیہ بنانے اور اس خاص صنعت مین وہ اپنے زمانہ کا یکتا تھا۔ اس علم کی بدولت اُسکو خلیفہ مسترشد کی خلافت مین بہت مال و دولت حاصل ہوئی۔ اور جب وہ مرگیا تو اپنے فن مین کسی شخص کو جو اُس کے مرتبہ کا ہو جانشین نہین چھوڑا۔ اسطرلاب ایک یونانی لفظ ہی جس کے معنی میزان النجوم ہے یعنے ستارون کا ترازو۔ یہ بیان کیا گیا ہے کہ اسکا واضع اول بطلیموس مصنف کتاب مجسطی ہے۔ ابوالقاسم ۵۲۴ھ ۱۱۳۹ء مین مرا۔

کرہ اور اسطرلاب کا استعمال جاری رہا یہان تک کہ شیخ شرف الدین طوسی نے کرہ اور اسطرلاب کے مقصود کو ایک خطیں وضع کر بجہایا اور وضع کیا اور اس کا نام عصار کہا اور اس ایجاد کے بجہانے کے لئے اُس نے ایک نہایت عمدہ اور نادر رسالہ لکہا سب سے پہلے اسی نے اس ایجاد کو وجود مین لایا۔ پس علم ہیئت پہلے کرہ مین پایا جاتا تھا یعنے کرہ کے ذریعہ سے اسکے مسائل بجہائے جاتے تھے اور کرہ ایک جسم ہے جسمین طول عرض اور عمق ہوتا ہے۔ اور ایک سطح مین بھی پایا جاتا ہے (یعنے اسطرلاب مین) اور اسی سطح مین صرف طول اور عرض ہوتا ہے بغیر عمق کے اس ایجاد کے بعد علم ہیئت صرف ایک خط کے ذریعہ سے بجہایا جانے لگا اور

خط سے مراد محض طول ہے جسمین عرض اور عمق نہین - اب باقی رہ گیا صرف نقطہ جسمین کسی صورت سے
ان مسائل کو سمجھا نہین سکتے کیونکہ نقطہ مین کوئی چیز بنائی نہین جا سکتی لہذا سکتے کہ نہ وہ جسم ہے اور نہ سطح اور نہ
خط بلکہ وہ صرف خط کا ایک طرف یعنی گوشہ ہے - جیسا کہ خط سطح کی طرف مین ہوتا ہے اور سطح جسم کے طرف
مین ہوتی ہے اور نقطہ ایک چیز ہے جسمین تجزی نہین ہو سکتی - پس یہ ممکن نہین ہے کہ اس مین کوئی چیز نقش
کی جا سکے -

یہ بھی کہتے ہین کہ سب سے پہلے جس نے جواہر علویہ اور حرکات نجومیہ مین کلام کیا اور رہیاکل کو بنایا وہ ہرمس اول ہے
ابن خلدون مغربی کہتا ہے کہ یہ کہا گیا ہے کہ ہرمس اور ریس علیہ السلام کا نام ہے جو انبیاء مین قدیم ہین اور
جنکا نام تورات مین اخنوخ کہا گیا ہے عام لوگ صنعت خیاطت (درزی گری) اور حیاکت (پارچہ بافی) کو
انہین کی طرف منسوب کرتے ہین جیسا کہ نوح علیہ السلام کی طرف صنعت نجاری کو منسوب کیا جاتا ہے کیونکہ
انہون نے کشتی بنائی تھی -

کہتے ہین کہ اسی ہرمس کو بودشیر بن قبط بادشاہ مصر نے جبل قمر کو روانہ کیا تاکہ وہ یہان آب نیل کو ترکیب دیوے
اور بطیحہ کبری (بڑی نہر) کو ٹھیک اور درست کرے اسنے عیون نیل (دریائے نیل کے چشمون) کو بنایا اور
بلاد الواحات کو آباد کیا - چنانچہ حکیم ارسطالیس فیلسوف نے اسکی کتاب کی شرح لکھی ہے اور مصری زبان سے
یونانی زبان مین اسکا ترجمہ کیا اور اسمین جو علوم اور حکمت اور طلسمات بیان ہوئے تھے انکی شرح کی اسکی ایک ۴۱۹ھ
کتاب اسطماخیس بھی ہے جو عبادت اول کے احکام پر مشتمل ہے - اسمین یہ بیان کیا ہے کہ اقالیم سبعہ کے
رہنے والے کواکب سیارات کی پرستش کرتے تھے اور ہر ایک اقلیم کو ایک ایک کوکب (ستارہ) سے
مخصوص کرتے تھے اور اسکو سجدہ کرتے تھے اور اس کے لئے خوشبوئی کا دھوان دیتے تھے اور اسکے
نام کی قربانی بھی کرتے تھے اور ان ستارون کی روحانیت کو مانتے تھے جو اُن کے خیال مین وہ اُن
کے کامون کے مدبر سمجھے جاتے تھے - اور یہ کتاب شہرون اور قلعون کو طلسمات اور حکمت سے فتح
کرنے کے مسائل پر حاوی ہے - اُن طلسمات مین سے اسمین یہ بھی ایک طلسم بیان کیا گیا ہے کہ اس کے
ذریعہ سے بارش ہو سکتی ہے اور پانی کہنچکا لایا جاتا ہے - اسکی تصنیف سے کتاب اشطرشاش بھی ہے
جسمین اُن اختیارات کا بیان ہے جو چاند کی چال پر جو منازل اور اتصالات مین ہوتی ہے حاصل ہوتے
ہین اسکی اور بھی دوسری کتابین ہین جنمین اعضاء حیوانیہ کے اور احجار (پتھر) اور نباتات کے خواص
اور منافع کا بیان ہے -

یہ اور اس قسم کی باتین متقدمین حکماء کی روایتون سے کتابون مین بہری پڑی ہین انکی زیادہ تر تصنیفات

نجوم مین ہین۔ چونکہ خاصکر عربون کی طبیعت مین صداقت تھی اسلئے اُنہون نے اسپر اکتفا نہین کیا بلکہ علم نجوم کے جو مسائل اُنہون نے متقدمین سے سیکھے تھے اُنمین اُنہون نے ترقی کی اور اُن پر تفوق حاصل کیا اس لئے کہ اُنہون نے اُنمین اور بہت سے رموز علمی بعوض نجوم کے ایجاد کئے جو کتابون مین دیکھتے ہین مثلاً خط رمل اور حساب نیم اور زایرچہ وغیرہ چنانچہ چوتھے مقالہ کی چوتھی فصل مین اسکی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور اس کے سبب سے اُنہون نے علوم فلکیہ مین جو ترقی کی تھی اُسکو بگاڑ دیا جیسا کہ اُن سے پہلے کی قومون نے اس قسم کے امور سے اپنے علوم و فنون کو بگاڑا ہے۔

جغرافیہ کا بیان

بعض مولفین کہتے ہین کہ اہل عرب بھی جغرافیہ دانون مین متقدمین مین شمار ہوتے ہین یلمطرون مشہور فرانسیسی جغرافیہ دان کہتا ہے کہ اُنہون نے معلوم اور معروف زمین کی حدود سے تجاوز کیا اور اُنمین بہت تغیر پیدا کیا خصوصاً ایشیا اور افریقہ کی زمین مین ابتدائے اسلام مین خلفا نے بھی اپنے امرا اور عاملون اور فوج کو حکم دیا کہ اُن مین سے ہر ایک کا فرض ہے کہ اُنہون نے جن ممالک کو فتح کیا ہے یا اُن پر اُنکو غلبہ ہوا ہے وہ اُسکی حدود کا نقشہ کھینچین ۲۱۲ھ ۸۳۳ء مین خلیفہ مامون عباسی نے حکم دیا کہ وہ میدان سنجار اور تدمر اور رقہ مین درجہ کے عرض کا قیاس کرین اُنہون نے اُسکی مساحت کی اور دوبارہ کوفہ کے قریب مین بھی اُسکی مساحت کی اور اس ذریعہ سے اُنہون نے کل زمین کی مساحت کو دریافت کیا۔ ابن خلکان اس عمل کے طریقہ کا ذکر کرکے کہتا ہے ص۴۲۰
کہ مامون متقدمین کی رائے کے موافق خیال کرتا تھا کہ کرہ ارض کا دورہ (محیط) چوبیس ہزار میل ہے۔ اور تین میل کی مسافت ایک فرسخ کی برابر ہوتی ہے۔ پس اُسنے موسی کے بیٹون سے یعنی ابوعبداللہ محمد بن موسی بن شاکر اور اُس کے دونون بھائیون محمد اور حسن سے جنکا ذکر کتابون کے جمع کرنے اور اُن کے ترجمہ کرنے مین گزر چکا ہے پوچھا اُنہون نے کہا کہ ہان یہ مساحت (پیمایش) قطعی ہے یعنے یقینی ہے۔ مامون نے کہا کہ مین تم سے اس عمل کو اور اس کے طریقہ کو جاری کراکے متقدمین کے بیان کردہ اندازہ کو دیکھنا چاہتا ہون کہ آیا اُن کا بیان صحیح بھی ہے یا نہین۔ پس اُنہون نے اراضی مستویہ کو دریافت کیا کہ ایسی زمین کہان اور کس

لہ میل چار ہزار خطوہ (قدم) کا ہوتا ہے اور ایک فرسخ کے بارہ ہزار خطوہ ہوتے ہین اور دورہ ارض (محیط) کے کل خطوہ کی تعداد نو کروڑ ساٹھ لاکھ ہوتی ہے اور ایک خطوہ مساحت مین چھ قدم کے مساوی سمجھا جاتا ہے پس زمین کا دورہ (محیط) قدمون کے حساب سے ستاون کروڑ ساٹھ لاکھ ہوتا ہے۔ مولف

علاقہ مین ملسکتی ہے آن سے کہا گیا کہ سنجار کا صحرا یعنے میدان اس کام کے لئے موزون اور مناسب ہے اور وطاءہ (مقام کا نام ہے) کوفہ بھی اس کام مین مناسب ہوسکتا ہے۔ پس اُنہون نے اپنے ساتھ ایسے لوگون کو ہمراہ لیا جن کے بیان پر مامون بھروسہ کرسکتا تھا۔ پس یہ سب کے سب سنجار کے ایک مقام مین جاکر ٹھیرے اور اُنہون نے قطب شمالی کے ارتفاع کو ناپا اور اُن رسیون سے جو ستونون سے اُنہون نے باندہی تہین ماسکا قیاس کیا۔ پہر وہ اُس مقام کو گئے جہان سے قطب مذکور کے ارتفاع کو لیا تھا جب اُنہون نے اسکو دیکہا تو ایک درجہ بڑہا ہوا تھا۔ پہر اُنہون نے اُس مقدار کی پیمایش کی جہان وہ ڈوری سے بندہا ہوا تھا تو اسکی پیمایش کی مقدار ۶۶ ½ میل ہوئی۔ پس اس ذریعہ سے اُنہون نے یہ بات جانی کہ آسمان کا ہر ایک درجہ جو سطح زمین کے مقابل ہے ۶۶ ½ میل کا ہوتا ہے۔ پہر اُنہون نے اسکی صحت کا امتحان اسی رسی سے جنوب کی طرف کی زمین سے کیا جو اس زمین کے مقابل تھی۔ پہر اُنہون نے یہان سے قطب شمالی کا ارتفاع دریافت کیا تو پہلے ارتفاع سے ایک درجہ گہٹا ہوا پایا گیا۔ اس عمل سے اُن کے حسابات صحیح ہوگئے اور اُنہون نے جس چیز کا ارادہ کیا تھا اُسکو تحقیق سے ثابت کیا۔ اور اُس کے حساب کو ضرب دیا جسکا اعتبار بارہ برجون مین کرتے ہین تو معلوم ہوا کہ ہر برج مین تیس درجہ ہوتے ہین اور کل بارہ برجون کے درجہ تین ساٹھ ہوتے ہین اور جب ان تین سو ساٹھ کو ۶۶ ½ میل مین ضرب دیا تو خارج قسمت چوبیس ہزار میل نکلا اور چوبیس ہزار میل آٹھ ہزار فرسخ کے برابر ہوتے ہین۔ پہر وہ سب مامون کے پاس آئے اور اُسکو اس امر سے اطلاع دی اُس نے پہر اُنکو کوفہ بھیجا یہان بہی اُنہون نے ویسا ہی عمل کیا جیسا کہ سنجار مین کیا تھا۔ اس امتحان سے بھی پہلے حساب کی تصدیق ہوگئی اب مامون کو معلوم ہوا کہ متقدمین نے اس باب مین جو لکہا ہے وہ صحیح ہے۔

صـ۴۲۱ مطبرون کہتا ہے کہ اشبونہ سے بلاد اندلس کو کرستفورس کلمبوس سے بہت مدت پہلے ایک جماعت جنکو معزورون کہتے ہین اور چونکہ عربون سے تعے گئی تہی وہ سمندر مین سفر کرنے لگے اور اراضی خرمیہ سے جو بحر اطلانٹک مین ہے بحث کرتے جاتے تھے۔

اور اُسنے یہ بھی کہا ہے کہ عربون نے بحر ہند اور بحر چین مین بہت سی نئی معلومات کو دریافت کیا اُن مین سے دو شخص رصد کے جاننے والے تھے اُنہون نے اپنی کوشش کو حد بندی مین صرف کیا اور وہ واقدی اور ابو زید ہین اور یہ دونون بلاد ایشیا اور اُسکی حدود سے ۲۳۷ھ م ۸۵۱ء مین گذر کر ۲۶۴ھ م ۸۷۸ء تک سفر مین رہے۔

اس مقام پر جو واقدی کا ذکر ہوا شاید اُس سے مراد ابو عبد اللہ محمد بن عمر و بن واقد الواقدی مدنی ہو

جو بنی ہاشم کا مولی (غلام) تھا بعض اسکو بنی سہم بن اسلم کا مولی کہتے ہین یہ شخص مغازی وغیرہ مین صاحب التصانیف ہے اسکی ایک کتاب کا نام ردہ ہے جسمین اسنے آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد عربون کے مرتد ہونے کا حال بیان کیا ہے اور نیز اسمین صحابہ کی ان لڑائیون کا ذکر ہے جو طلیحہ بن خویلد ازدی اور اسود العنسی اور مسیلمۃ الکذاب کے ساتھ ہوئی تہین جنکا ذکر چوتھے مقالہ کی چوتھی فصل مین گزر چکا ہے۔ مامون نے اس کو عسکر مہدی کی قضاءت دی لیکن لوگون نے اسکو حدیث مین ضعیف جانا ہے۔ واقدی کی وفات ۲۰۷ھ ۸۲۲ء مین ہوئی لیکن اسکی وفات کی تاریخ ملطبرون نے جو بیان کی ہے وہ اس تاریخ سے مطابق نہین ہی پس یا تو یہ دونون تاریخین واقعی طور پر غلط ہین یا یہ ہوگا کہ ملطبرون نے جو بیان کیا ہے وہ اس کے بیٹے کے متعلق ہو۔

لیکن ابو زید جو عمر بن شبہ کہلاتا ہے اور جسکا نام زید اور لقب شبہ ہے یہ شخص عبیدۃ بن زید کا بیٹا ہی اور اسکو ابن رائطۃ النمیری بھی کہتے ہین یہ شخص کتاب تاریخ بصرہ کا مصنف ہے یہ شخص حدیث مین صدوق مانا گیا ہے اسکی وفات ۲۶۳ھ م ۸۷۶ء مین ہوئی۔

اسلام کے مشہور جغرافیہ دانون مین یہ لوگ ہین قطب الدین مسعودی ابن عتبۃ اسکا نام علی بن الحسین بن علی بن عبد اللہ بن زید بن عتبۃ بن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن مسعود ہے۔ یہ شخص مطیع للہ بن مقتدر خلیفہ عباسی کے زمانہ مین جغرافیہ کی تالیف مین مشغول تھا۔ اسنے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام مروج الذہب ہے ایک اور کتاب اس نے لکھی ہے جسکا نام معاون الجوہر فی تحف الاشراف والملوک واہل الدرایات ہے۔ اور یہ ایک عام تاریخ ہے جسمین تمام ممالک معروفہ یعنے دنیا کی تین اقسام کا بیان ہے یہ شخص اپنے جغرافیہ مین نہایت شرح وبسط سے لکھتا ہے خصوصاً وہ بیان جو افریقہ۔ ہند اور وسطی ایشیا سے متعلق ہے مقام قاہرہ مین ۳۴۶ھ م ۹۵۷ء مین اسکی وفات ہوئی۔

اسی زمانہ مین ابن حوقل ظاہر ہوا جو کتاب المسالک اور ممالک اور مفاوز اور مہالک کا مصنف ہے جو ۳۶۶ھ م ۹۷۷ء مین لکھی ہے اس کتاب کا فارسی مین ترجمہ ہوا اور پھر انگریزی مین اسمین جو تخطیطات یعنے خطوط اور حد بندی ہے وہ نہایت کامل اور مکمل ہے اور وہ جمیع بلاد اسلام سے متعلق ہے ان بلاد کے سوائے اسنے اور ممالک کی نسبت اجمالاً لکھا ہے وہ خود کہتا ہے کہ بلاد نصاری اور حبشہ کی نسبت مین نے تہوڑا ہی لکھا ہے۔ کیونکہ میری حکمت اور عمل اور دین اور انتظامی احکام کے مشغلے مجھکو اس بات کی اجازت نہین دیتے ہین کہ مین انکی نسبت کچھ لکھون۔

پہر شریف اور یسی ظاہر ہوا جس کو اہل فرانس نوبہ کا جغرافیہ دان کہتے ہین اور اسی لقب سے اسکو

ص ۴۲۲

ملقب کرتے ہین۔ اسنے بادشاہ صقلیہ روجار اول کے لئے ایک کتاب لکھی ہے جسکا نام نزہتہ المشتاق رکھا ہے اور یہ کتاب کرہ ارضیہ کی شرح ہے جو اس امیر کے حکم سے چاندی کا کرہ بنایا گیا تھا۔ اس کرہ کا وزن اسّی اوقیہ کا تھا اس کتاب مین اس نے ہر جگہ کی نباتات کا حال بھی لکھا ہے اور یہ واقعہ ۵۴۸ھ مطابق ۱۱۵۳ء کا ہے۔

پھر ابو عبد اللہ یاقوت الحموی بن عبد اللہ رومی الجنس حموی المولد بغدادی العار جس کا لقب شہاب الدین ہے ظاہر ہوا۔ کم سنی مین یہ اپنے ملک سے قید ہوکر آیا تھا بغداد کے ایک تاجر نے اس کو خریدا اور اسکو نفع اٹھانے کی غرض سے کتابت سکھلائی۔ یہ شخص علی بن ابی طالب رض کا سخت متعصب مخالف تھا اس نے بہت سی تاریخ کی کتابون کو ڈھونڈھ کر جمع کیا اور ان سے ایک کتاب جغرافیہ کی جو حروف ہجا کی ترتیب پر مرتب ہے لکھی اور جسکا نام معجم البلدان ہے اس کے سوائے اسکی اور بھی تصانیف ہین جنمین سے یہ ہین ارشاد الاولیاء الی معرفۃ الادبا چار جلدون مین ہے اور ایک کتاب اخبار شعراء متقدمین اور متاخرین مین لکھی ہے اور کتاب معجم الشعرا اور کتاب معجم الادبا اور کتاب المشترک وضعاً المختلف صقعاً اور تاریخ مین کتاب المبداء والمآل اور کتاب الدول اور مجموع کلام ابی علی الفارسی اور عنوان کتاب الاغانی اور مقتضب فی النسب اور کتاب اخبار المتنبی ہے ۶۲۶ھ ۱۲۲۸ء مین اسکی وفات ہوئی۔

اس کے بعد ابن وردی نے حلب مین ایک کتاب جغرافیہ طبعی مین لکھی یعنے طبیعت ارضیہ کے بیان مین اس کا نام اسنے خریدۃ العجائب رکھا ہے اسمین وہ تفاصیل لکھی ہین جو موالید ثلثہ و حیوانات۔ نباتات جمادات) سے متعلق ہین افریقہ۔ بلاد عرب اور شام کا بیان نہایت بسط سے لکھا ہے لیکن یورپ اور ہند اور شمالی ایشیا کا حال نہین لکھا۔ اسکی کتاب مثل عام نقشون کے تمام زمین کے حالات سے متعلق ہے یہ واقعہ ۷۳۲ھ ۱۳۳۲ء کا ہے۔

ص ۴۲۳ ملک المؤید عماد الدین ابو الفدا رئیس بادشاہ حماۃ اسکی مولفات مین یہ کتابین ہین کتاب تقویم البلدان اسمین زمین کے تمام خطط (سرحدات) تفصیل کے ساتھ ہین۔ اسکو اس نے جدولون کی صورت پر باعتبار اقالیم اور اس کے درجون اور تمام احوال اور تمام اماکن کے عروض کے مرتب کیا ہے اور اسکی مقدمہ مین علم ہیئت اور دنیا کے بڑے بڑے دریاؤن۔ نہرون اور پہاڑون کا ذکر ہے چونکہ اسکا وطن ملک شام ہے اس لئے اسکے خطط ملک شام کے متعلق بہ نسبت دوسرے خطط کے مکمل ہین اور اس کے ملک سے جو اقالیم ملحق ہین جیسے عرب عجم اور مغرب کے حالات اور فوائد جلیلہ کو بھی اچھی طرح

بیان کیا ہے لیکن بلاد تتار اور چین کے متعلق اسکا بیان مکمل نہین ہے۔ اور بلاد نصاری جو یورپ مین ہین اور اقالیم افرنقیہ کا بیان جنمین سوڈانی رہتے ہین اس سے نزدیک اس قسم کا ہے کہ اُنکی طرف زیادہ توجہ اور اہتمام کرنیکی ضرورت نہین ہے اسکی ایک عام تاریخ بھی ہے جسکو حقیقت مین مسلمانون کی تاریخ کہہ سکتے ہین سنہ ۳۱۳ھ ہجری مطابق سنہ ۹۲۵ء مین اسکی وفات ہوئی۔

آٹھوین صدی ہجری مین جو چودھوین صدی عیسوی سے مطابق ہے بغوی ظاہر ہوا اُسنے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام اُسنے عجائب المولی القادر فی ارضہ رکھا ہے۔

یہان تک تو ملطبرون کا کلام تھا جس کے بیان کے ہم درپے تھے ان کے سوائے اور بہت سے مسلمان جغرافیہ دان پائے جاتے ہین جنہون نے اس فن مین کتابین لکھی ہین ہم ان کو ملطبرون نے اُن جغرافیہ دانون کے ساتھ بیان نہین کیا جنکا ہم نے ذکر کیا ہے اور بجائے اُن کے افرنج کے جغرافیہ دانون کا حال لکھا ہے جنمین سے ایک اصطخری ہے جس نے ایک کتاب لکھی ہے اور اسکا نام اُسنے کتاب الاقالیم رکھا ہے اور یہ تالیف سنہ ۳۰۸ھ یا سنہ ۹۲۰ھ سنہ ۹۱۵ء یا سنہ ۹۳۱ء مین ہوئی ہے۔ اور انہین مین سے ابوالقاسم عبداللہ ہے کتاب المسالک اور ممالک کا مصنف سنہ ۳۰۰ھ سنہ ۹۱۲ء مین اسکی وفات ہوئی۔ اور محمد جیہانی مصنف کتاب المسالک فی معرفۃ الممالک کی وفات سنہ ۳۱۱ھ سنہ ۹۲۳ء مین ہوئی۔ اور ابوالفرج بغدادی مصنف تذکرہ کی وفات سنہ ۳۳۵ھ سنہ ۹۴۶ء مین ہوئی۔ اور قزوینی وغیرہم بھی انہین لوگون مین شمار ہوتے ہین۔

عربون مین سیاحون کا بھی ایک بڑا گروہ ہوا ہے جنمین ابن فضلان ہے جس نے افرنقیہ کی سیاحت کی اور اسکے حالات دوسری اور تیسری صدی ہجری مین جو نوین صدی مسیحی کے مطابق ہے عمدہ طور پر لکھے ہین۔ انہین مین سے بیرونی ہے جو علم فلک (ہیئت) کا جاننے والا تھا اُسنے ہند کی سیاحت کی اور اُس کے متعلق ایک عمدہ کتاب لکھی اور یہ واقعہ پانچوین صدی ہجری کا ہے جو گیارھوین صدی مسیحی سے مطابق ہے۔ اور انہین مین سے ابن بطوطہ ہے جس نے ساتوین صدی ہجری مین جو مطابق ہے تیرھوین صدی مسیحی کے افرنقیہ، ہند، چین اور روس وغیرہ ممالک کی سیاحت کی۔ انہین مین سے حسن بن محمد قرطبی ہے جو اسد بافرنقی کے نام سے معروف ہے اسنے دسوین صدی ہجری مین جو سولھوین صدی مسیحی کے مطابق ہے افرنقیہ اور ایشیا کی سیاحت کی۔ انہین مین سے بعض نے سیاست مین کتابین لکھین اور بعض نے اقسام کے مختلف معاملات پر کتابین لکھین۔ اور بعض نے ملک کی درآمد برآمد اشیا اور تعداد باشندگان اور تعداد مدن (شہر) اور قریون اور تمام اوصاف کی بیانین کتابین لکھین۔ اور بعض نے فروسیت (سواری) مین اور بعض نے موسیقی مین اور بعض نے علم قاموسین (یعنے کتب لغت) اور بعض نے جیسے کہ ابوالفداء ہے اور جسکا ذکر جغرافیہ کے بیان مین گزر چکا ہے ہیئت اور ریاضیات مین

ص ۴۲۴

کتابیں لکھیں۔ پھر اور صاحب علم بھی ان مباحث میں اسکے پیچھے چلنے لگے۔ المطہر بن کہتا ہے کہ بعض امور سے یہ بہ استدلال کیا جا سکتا ہے کہ جیسا یونان کے پہلے جغرافیہ دان اور نقشہ بنانے والے وہ عربی کتابوں کے طفیلی اور انہیں کے طریقہ پر چلنے والے ہیں۔

علم نبات کا بیان

عربوں کو علم نبات میں بھی مذاق اور مشغلہ رہا ہے اسکو انہوں نے دیوسکوریدس سے حاصل کیا تھا۔ بعض نے حیوانات کے متعلق کتابیں لکھیں اور بعض نے زراعت کے متعلق لکھیں جیسے قرنوتی۔ دمیری۔ ابن ابی زہر جنکا ذکر اطباء کے ساتھ ہوگا اور ابن البیطار طبیب بنانی جس نے بلاد یونان کا سفر کیا اور نباتات کو جمع کیا چنانچہ اسنے اس کے بیان میں ایک کتاب لکھی ہے جسکا نام ادویہ مفردہ ہے۔ اور ابوزکریا اشبیلی نے ایک نہایت عمدہ کتاب حراثت (کھیتی) اور باغبانی کے بیان میں لکھی ہے قصیری اس سے ذکر کرتا ہے کہ اسنے اہل عراق۔ یونان رومانیوں اور افرنجیوں کے معارف کی تطبیق بلاد اندلس کے ساتھ کی ہے۔

اندلسی لوگ مٹی کے خواص کو خوب جانتے تھے اور زمین کی طبیعت کے موافق اسمیں کھاد وغیرہ دیکر اچھی طرح زمین کو استوار کرتے تھے جس سے کہتے ہیں بڑا زور ہوتا ہے اور نیز کھیتی اور درخت لگانے کے اور آب رسانی کے طریقوں کو بھی خوب جانتے تھے یورپ کے گرجاؤں یعنی نشیب میں اندلس کو انہوں نے ایک باغ بنا دیا تھا اور رومان کھجور۔ سیب۔ روئی۔ توت۔ اور شکر کی زراعت کرنے لگے اور اندلسیوں کو اپنی کوا پنی اصلی سطح سے بذریعہ زراعیر یعنے موٹ کشی کے اوپر بڑھا سکھلایا یہاں تک کہ اندلس عرفون اور دیگر فنون میں یورپ کا آبادترین قطعہ ہوگیا۔ ص ۴۲۵

وہ لوگ خلیفہ مقتدر باللہ عباسی کے زمانہ میں گول تربچ کو ہند کے ملک سے اپنے ملک کو لے گئے۔ اور اس کو عمان میں بابا بل عرب پہر وہاں سے بصرہ۔ عراق اور شام کو لے گئے۔ ابن خلدون مغربی کہتا ہے کہ جب یہ میوہ شام اور بلنکیا اور مصر کی گہاٹیوں میں کثرت سے پیدا ہونے لگا تو اسکی خوشبوئی اور اسکا خوشنما رنگ جو ارض ہند میں ہوتا تھا معدوم ہوگیا کیونکہ یہاں کی ہوا اور پانی اس کے لئے موافق نہیں ہوئی پھر وہ برتقال (ایک میوہ کا نام ہے) کو یورپ کے ملک سے ممالک مشرق میں لے گئے۔ بعض مورخین کہتے ہیں کہ برتقال اصل میں چین اور ہند میں ہوتا ہے۔ یہاں سے یورپ کو لے جاکر اسکی کاشت کی گئی۔ سب سے پہلے یورپ میں پرتگال کے لوگوں نے اسکو پایا اور وہاں سے یورپ کے اور ممالک میں اسکی کاشت کی گئی جب عرب اسکو اپنے ملک میں لیگئے تو اسکا نام پرتگال رکھا۔

ہندسہ وغیرہ کا بیان

بعد اس کے کہ عربون نے اقلیدس ۱۰ ارخمیدس اور ابولونیوس کی کتابون کا ترجمہ کیا جیساکہ اسکی طرف اوپر اشارہ کیا گیا ہے تو انہون نے علم ہندسہ کی طرف بھی توجہ کی۔ ابن خلکان کہتا ہے کہ ابوالوفا محمد بن محمد بن یحیی بن اسمعیل بن العباس ابورجانی مشہور محاسب نے جو علم ہندسہ مین بڑا مشہور امام تھا اس علم مین اتنے ایجاد مین کہ جو اس سے پہلے کسی نے نہین کی تھین۔ اور علامہ کمال الدین ابوالفتح موسی بن یونس جو اس فن مین مصروف تھا اسکی کتابون کی تعریف مین بڑا ہی مبالغہ کرتا تھا اور اکثر اپنے مطالعہ مین اسپر بہروسہ کرتا تھا اور اس کے قول کو حجت قرار دیتا تھا۔ اور اس کے نزدیک اسکی مصنفہ متعدد کتابین تھین ۳۸۸ھ مرم ۹۹۸ء مین ابوالوفا کی وفات ہوئی۔

صاحب مقتطف کہتا ہے کہ رقاصی کا استعمال عربون مین معروف تھا لیکن اسکا موجد معلوم نہین کہ کون ہوا ہے۔ اسکا خی (صلہ) تو یہ تھا کہ اسکا نام اوراق (کتابون) کے پیٹ مین قائم رہتا کیونکہ اس سے اسنے عالم کو بڑا فائدہ پہونچایا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جربرت فرانسیسی راہب نے پہلی ساعت کو ذات رقاص بنایا اور اسکو یورپ مین پہونچایا اور اس علم کو اسنے اُن سے اسوقت حاصل کیا تھا جبکہ وہ اندلس مین درس دیتا تھا۔ جیساکہ یہ امر فصل ثانی سے ظاہر ہوا ہے۔ ص۴۲۶

صاحب مقتطف یہ بھی کہتا ہے کہ اہل عرب ہی حساب مثلثات کے واضع ہین جیساکہ وہ علم آج بھی اسی حالت مین ہے کیونکہ وہ بعوض اقواس (جمع) کے اوتار (جمع وتر یعنے طاق) مضاعف کے جیوب[1] کا استعمال کرتے تھے۔ ارزاخل نے (جسکا ذکر طلیطلہ مین گزرا ہے) جیوب مین جدول کو وضع کیا اسمین اس نے قطر کے تین سو حصے کئے اور جابر نے اسپر اور دو قضیے اپنی ذات سے دریافت کرکے اضافہ کئے جن سے جدید فن مثلثات کی بنا پڑی۔

بعض لوگون کا خیال ہے کہ سب سے پہلے حساب کو ابوالفرج قدامہ بن جعفر بن قدامہ کاتب بغدادی نے وضع کیا اور ابوالفرج خلیفہ مقتدر باللہ عباسی کے زمانہ مین بلاغت مین اسکی مثال دیجاتی ہے اور جس کسیکی بلاغت مین مبالغہ کیا جاتا ہے تو یہ مثال دیتے ہین "ابلغ من قدامہ" یعنے قدامہ سے زیادہ بلیغ۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ عربون نے عشری حساب کے

---

[1] یہ بجک سنسکرت کا نام ہے لغت کی کتابون مین اسکا پتا نہین چلتا جس سے یہ معلوم ہو سکتا کہ اس زمانہ مین اس عمل کا کیا نام ہے۔ مترجم

طریقہ کو ہندیون سے سیکھا ہے مگر بات یہ ہے کہ اسمین انہون نے بہت خوبی پیدا کی اور انہین لوگون نے مسالی رقوم کو یورپ مین داخل کیا۔

عربون کو علم الجبر یعنے جبر و مقابلہ مین بھی بڑی دستگاہ تھی جو عقل انسانی کے مخترعات مین ایک نادر اور عجیب چیز ہے یہانتک کہ ایک زمانہ تک یہ مانا گیا ہے کہ اسکا واضع (موجد) ابوعبداللہ محمد بن موسیٰ خوارزمی ہے جسکا ذکر ان لوگون کے بیان مین گزرا ہے جنہون نے قدیم کتابون کے جمع کرنے اور ان کے ترجمہ کرنے مین کوشش کی تھی اسی نے مامون کے لئے کرہ ارض کے دور کے حساب کا عمل کردیا تھا جیسا کہ علم ہیئت کے بیان مین اس امر کا ذکر گزر چکا ہے۔ اور صحیح یہ ہے کہ انہون نے اس علم کو یونانیون سے سیکھا لیکن انہون نے اپنی کوشش سے اسمین وہ خوبی پیدا کی کہ یہ علم انہیں ہی کی طرف منسوب ہونے لگا اور شاید ابوعبداللہ مذکور نے اس علم کو سب سے پہلے سیکھا اور لوگون مین اسکو شائع کیا۔[1]

اہل عرب ثقل نوعی کو بھی جانتے تھے صاحب متفطف کہتا ہے کہ ڈاکٹر ہلٹن نے امریکا کے ایک شہر نیویارک مین علوم اکادیمیہ کے ہونے کی نسبت خطاب کرکے کہتا ہے کہ یہ علوم عربون کو بھی معلوم تھے۔ اسنے اسمین خازینی کی کتاب میزان الحکمۃ سے بہت سے اقتباسات کا ذکر کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل عرب ثقل ہوا کو جانتے تھے اور نیز وہ استخراج ثقل نوعی کے باب مین اکثر اجسام سیال اور جامدہ کی نسبت بلکہ ان اشیاء کی نسبت بھی جو پانی مین گھل جاتی اور گل جاتی ہین نہایت دقیق اور باریک طریقون کو جانتے تھے اسنے یہ بھی کہا ہے کہ کتاب مذکور مین ایسی جدولین بھی ہین جنمین اس زمانہ کے مشہور و معروف ثقل نوعی کے قواعد ہین اور اس مین آلات فلسفیہ کے نقشہ بھی ہین جن مین سے ایک میزان کا نقشہ ہے جو ثقل مذکور کے معلوم کرنے مین بدیع الصنعت ہے:۔

عربون کی طب کا بیان

ص ۴۲۷

ہم نے اوپر ذکر کیا ہے کہ عربون کے پاس زمانہ جاہلیت مین بھی طب کی معلومات تھی مگر ان کے علاج عملاً از روئے استقرار اور تجربہ کے نہایت سخت اور خوف ناک تھے یا انہون نے سریانیون اور اہل فارس اور ہندوؤن سے ایسا ہی سیکھا تھا۔

---

[1] لیکن مولف نے اسکی کوئی دلیل بیان نہین کی کہ عربون نے اس کو یونانیون کی کن مدونہ تالیفات اور مواد سے سیکھا۔ مترجم

اُن کے طبیبون مین ایک شخص مشہور ہے جسکو لقمان بن عاد کہتے ہین جو اُن کے حکمار مین ایک بڑا شخص تھا اُن کا خیال ہے کہ اُسکا باپ یعنے عاد بن الحمین بن عاد بن عوص بن ارام بن سام بن نوح ہے اور یہہ کہ لقمان مذکور تین ہزار پانسو برس زندہ رہا جو سات گدہ کی عمر کے برابر ہے[1]۔

اسی سے ملا ہوا تمیم الرباب کا بھی ایک شخص ہے جسکو ابن حذیم کہتے ہین اُسکی طبی حذاقت کی مثال دیتے ہین اور جسکے طبی حذاقت مین مبالغہ کیا جاتا ہے تو یہ مثال دیتے ہین اُطب من ابن حذیم یعنے ابن حذیم سے زیادہ حاذق طبیب۔ اور عربون کے ہان یہ بڑا طبیب مانا گیا ہے اور اُس کو حارث پر فضیل دیتے ہین جس کا ذکر اب آگے آتا ہے۔ اوس بن حجر کہتا ہے۔

فہل لکم فیہا الی فانتی بصیر بما اعیی النطاسی حذیما[2]

لیکن حارث بن کلدہ مذکور ثقیف سے ہے جو طائف مین تھے وہ فارس کو گیا اور طب اہل جندیسابور وغیرہ سے زمانہ جاہلیت مین سیکہا اور ملک فارس مین طبابت کی اور مال دار ہوا پہر اُسمین حب الوطن کا جوش ہوا اور پہر طائف کو آیا کہا جاتا ہے کہ وہ ۱۳۰ھ ۶۳۶ء عمر مین مرا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ ۲۰ھ ۶۴۰ء عمر مین زہر سے مرا جو ایک سال پیشتر اُسکو پلایا گیا تھا۔

اور ابن رومیہ تمیمی بھی حارث مذکور کا ہم عصر طبیب تھا۔

نضر بن الحارث بن علقمہ بن کلدہ بن عبد مناف بن عبد اللدار بن عبد الدار بن قصی جاہلیت کا طبیب ہو جنگ بدر مین یہ قید ہو کر آیا اور قتل ہوا مذکورہ بالا لوگ عربون کے مشہور اطبا مین گنے جاتے ہین۔

طب کے متعلق اُنہون نے جو باتین کہی ہین بعض اُن مین کی ابتک باقی ہین جو بطور مقولون کے کہی جاتی ہین چنانچہ لقمان بن عاد مذکور کا یہ قول ہے "کل دا رجسم بالکی آخر الامر" ہر ایک بیماری آخر کار دا ع سے جلائی جاتی ہو اسی بنا پر امثال مین یہ کہتے ہین "آخر الطب الکی" یعنے آخر علاج کا داغ دینا ہو۔ حارث بن کلدہ نے یہہ کہا ہے مُن سرہ البقاء ولا بقاء فلیعالج الغذاء ولیخفف الرداء ولیقل من غشیان النساء یعنے جس کسی کو زندگی اچھی معلوم ہوتی ہو تو معلوم کرنا چاہیے کہ غذا سویرے کہائی جائے اور چادر کو ہلکی رکہے اور عورتون سے ص ۴۲۸

---

[1] بیان کیا گیا ہے کہ گدہ کی عمر پانسو برس کی ہوتی ہے پس سات گدہ کی عمر تین ہزار پانسو برس ہوتی ہے مترجم

[2] ترجمہ یکیا میری حذاقت طب مین کچھ کلام ہے مین تو اُس بات کو بھی جانتا ہون جس سے نطاسی حذیم بہی ناواقف اور عاجز ہے۔

مجامعت کم کرنے[1]۔ اس بیان مین چادر کو ہلکی رکھنے سے یہ مراد لی گئی ہے کہ اسپر قرض نہ ہو۔ اور اُن کے علاج کی اقسام سے ایک قسم یہ بھی تھی کہ وہ اجول شخص کو چکی کے پتھر کو جبکہ وہ پھر رہی ہو نظر جمانے کے لئے کہتے تھے اُنکا یہ خیال ہے کہ اس عمل سے نظر مین قیام پیدا ہوتا ہے۔ اور خذر کا علاج اس طرح سے کرتے تھے کہ جو شخص اس مرض مین مبتلا ہوتا تھا اُس کے سامنے اُس شخص کو موجود کرتے تھے جو اُس کے نزدیک احب الناس ہوتا تھا خذر ایک قسم کا تشنج ہوتا ہے جس سے آدمی اپنے اعضاء کو حرکت نہین دیسکتا۔ اسیکی بنا پر بعض کا قول ہے جو اپنی محبوبہ کی نسبت کہتا ہے۔

رانی اللہ یا سلمی حیاتی　　وفی یوم الحساب کما اراک

الی کم تحجرین فتی معنّی　　اذا خذرت لہ رجل دعاک[2]

جب اسلام کا زمانہ آیا تو شریعت اسلامیہ نے طب کو مباح (جائز) رکھا کیونکہ حدیث مین یہ وارد ہوا ہے عباد اللہ تداووا فان اللہ عزوجل لم یضع داءً الا وضع لہ دواءً الا واحداً وھو الھرم یعنے ای خدا کے بندو دوا اور علاج کرو کیونکہ خدائے عزوجل نے ایسی کوئی بیماری نہین پیدا کی جس کے لئے دوا نہ پیدا کی ہو مگر ایک بیماری کہ اُسکی دوا نہین ہے اور وہ ضعیفی ہے۔

جب ولید بن عبدالملک خلیفہ ہوا تو اُسنے مرستان (شفاخانہ) بنایا اور اُسمین بیمارون کے رکھنے کے لئے حجرے بھی بنائے۔ اس قسم کے کامون مین یہ کام زمانہ اسلام مین پہلا کام ہوا ہے۔ ان شفاخانون مین اُس نے اطبار کو مشاہرہ دیکر مقرر کیا اور جذامیون کو ایک جگہ بند اور محبوس کرا دیا تاکہ وہ باہر نہ پھرین جس سے لوگون کی طبیعت کو کراہت نہ ہو۔ ان کے اور اندھون کے لئے کہانا مقرر کر دیا جب سے کہ خلفار بنی امیہ کا تسلط ہوا تھا اس طبابت کے فن اور پیشہ مین یہ اُنکی پہلی توجہ تھی اسی وجہ سے عربون مین جو لوگ سخت اور

---

[1] مجامعت کم کرنے مین کسی عرب کا یہ شعر نہایت عمدہ ہے وہ کہتا ہے:۔

فاحفظ منیتک ما استطعت فانہ　　مار الحیاۃ یصب فی الارحام

ترجمہ۔ جب تک تجھ سے ہوسکے تو اپنی منی کی حفاظت کر کیونکہ وہ آب حیات ہے جو ارحام مین ڈالی جاتی ہے۔ مترجم

[2] ترجمہ۔ ای سلمی میری حیات (زندگی) کی قسم کہ خدا مجھے تیرا دیدار نصیب کرے کہ مین تجھ کو قیامت مین دیکھ سکون تم اس عاشق نوجوان کو کب تک (اپنے) ہجر مین رکھوگے جب اسکو خذر (تشنج) کی بیماری ہوگی تو (کوئی) نہ کوئی آدمی تجھ کو (ضرور) بلانے آئیگا۔

گنوار علاج کرتے تھے انہون نے طبابت چھوڑدی اور ذی علم اور سمجھدار لوگون نے بخشین لیکن کیونکہ حدیث مین یہ وارد ہوا ہے "استعینوا علی کل صنعۃ بصالح اہلہا" یعنے تم ہر ایک فن اور پیشہ کے سیکھنے مین اُس فن کے واقف کارون سے مدد لو۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آنحضرت صلعم کے زمانہ مین حارث بن کلدہ جسکا اوپر ذکر ہوا مدینہ مین رہتا تھا۔ سعد بن ابی وقاص نے (جو ایک صحابی تھے) اُسکے پاس ایک آدمی کو بھیجا کہ وہ اُس سے مرض کا حال بیان کرے جو اُن کو لاحق ہو گیا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل کفر سے بھی طب مین مشورہ کرنا جائز ہے اس لیئے کہ حارث مذکور نے زمانہ اسلام کو تو پایا تھا لیکن مسلمان نہین ہوا اسی وجہ سے وہ ظہور اسلام کے بعد تھوڑے ہی زمانہ تک رہا اور اُس کے بعد خلفائے بنی امیہ کے پاس اور اُن کے بعد عباسیہ کے پاس نہایت صاحب کمال اطبا یہودی اور عیسائی جمع ہو گئے۔

سب سے پہلے ان طبیبون مین سے جو شخص پہلے متعین ہوا وہ ایک رومی راہب تھا جسکو موریانوس کہتے ہین اسی نے فن طبابت اور کیمیا کو ابو ہاشم خالد بن یزید بن معاویہ بن ابی سفیان اموی کو سکھلایا اسلامی ۴۲۹ صہ
اطبار کے ساتھ قریب مین اسکا ذکر آئے گا۔

اسی کے زمانہ سے ملا ہوا حکیم استفانوس تھا یہ شخص مشار الیہ خالد کا مترجم تھا اسنے خالد کے لئے چند رومی کتابون کا عربی زبان مین ترجمہ کر دیا تھا۔

انہین مین سے ماسرجویہ بصری طبیب سریانی زبان دان یہودی المذہب علوم طبعیہ مین مشہور تھا۔ کتاب القس اہرون کو سریانی زبان سے عربی مین ترجمہ کرنے کا کام مروان بن حکم کی خلافت مین اسکے سپرد ہوا تھا۔

انہین مین سے ثیوذوکس اور ثیودون دو رومی طبیب تھے اور یہ دونون حجاج بن یوسف الثقفی کے پاس عبد الملک بن مروان مذکور الصدر کی خلافت مین تھے ثیوذوکس کے متعدد شاگرد تھے اُسنے طب مین کتابین لکھی ہین اُس کے شاگردون مین سے فرات بن سحناتا منصور کے زمانہ مین تھا۔

انہین مین سے بختیشوع کے خاندان مین سب سے پہلے جاورجیوس بن بختیشوع جندیسابوری ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جب خلیفہ منصور عباسیون کا دوسرا خلیفہ بیمار ہوا اور تمام اطبا اُس کے علاج سے عاجز آگئے تو خلیفہ مذکور نے جندیسابور سے اسکو بلوایا جب وہ بغداد مین آیا تو اُسکا شاگرد عیسیٰ بن شہلاثا اُس کے ہمراہ تھا جب وہ خلیفہ کے پاس حاضر ہوا تو زبان عربی اور فارسی مین اسکو دعا دی اُس کے حسن کلام اور وجاہت سے خلیفہ کو تعجب ہوا اور اسکو بیٹھنے کا حکم دیا پھر اُس سے چند باتین پوچھین تو اُس نے اُنکا جواب نہایت سہولت اور سکون سے دیا پھر خلیفہ نے اُس سے اپنا مرض بیان کیا تو اُسنے کہا اب مین خدا کی مشیت اور

اسکی مدد کے بہرو سہ پر اب تدبیر کرتا ہون یہ سنکر خلیفہ نے اسکو ایک بہاری خلعت دیا اور اسکے
رہنے کے لئے اپنی ڈیوڑہی کے عالیشان مکانون مین سے ایک مکان دیا اور اسکی ایسی تعظیم و تکریم کی کہ جیسے
خواص لوگون کی تعظیم کیجاتی ہے - پھر جاورجیوس اس کا علاج کرتا رہا یہان تک کہ خلیفہ مذکور بالکل صحیح و
تندرست ہوگیا اور نہایت خوش ہوا - اس سے ایک دن کہا آپ کی خدمت کون کرتے ہین کہا میرا شاگرد
کردیا کرتا ہے اسنے کہا مین نے سنا ہے کہ تیرے پاس کوئی عورت نہین ہے کہا میری ایک عورت ہے
جو بہ سبب بڑہاپے کے اس سے اپنے مقام سے اٹھنا اور دوسرے مقام پر بیٹھنا دشوار ہے اسکے
بعد وہ چلا آیا اور کنیسہ کو گیا - منصور نے اپنے خادم (خدمتگار) سالم کو حکم دیا کہ تین خوب صورت نوجوان
عورتین جاورجیوس کو مع تین ہزار دینار کے پہونچا دینا سالم نے حکم کی تعمیل کردی جب جاورجیوس گرجا سے
اپنے مقام کو آیا تو اس کے شاگرد عیسی بن شہلاثا نے سب ماجرا اس کے سامنے بیان کیا اور نوجوان عورتون کو
پیش کیا اسنے ان سے انکار کیا اور اپنے شاگرد عیسی سے بطور خفگی کے کہا ای شیطان کے شاگرد تو نے انکو
میرے مقام مین کیون داخل ہونے دیا تو مجھ کو نجس بنانا چاہتا ہے جا ان کو ان کے مالک کو واپس کردے ۴۳ صنہ
پس عیسی دار الخلافت مین گیا اور ان لونڈیون کو اس خدمتگار کے حوالہ کردیا جب یہ خبر خلیفہ کو پہونچی تو اس کو
بلوایا اور کہا کہ آپ نے لونڈیون کو کیون واپس کیا تو اسنے کہا کہ ہم نصاری کے مذہب کے ہین اور ہم کو
ایک عورت سے زیادہ کے ساتھ نکاح کرنا جائز نہین ہے اور جبتک عورت جیتی رہتی ہے ہم دوسری سے
نکاح نہین کرسکتے - اس واقعہ کی وجہ سے خلیفہ کے نزدیک اسکی عزت اور مرتبہ بڑھ گیا - ۱۵۲ھ م ۷۶۹ء
مین جاورجیوس بیمار ہوا اور اپنے وطن کو واپس جانے کی اجازت مانگی منصور نے اسپر اسلام پیش کیا
اور یہ کہا ای حکیم خدا سے ڈر اور اسلام قبول کر اور مین تیرے لئے جنت کا ضامن ہوتا ہون جاورجیوس
نے کہا کہ مین راضی ہوتا ہون لیکن مجھ کو یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ میرے باپ دادا جنت مین ہین یا دوزخ
مین یہ سنکر منصور ہنس دیا اس کے بعد جاورجیوس اپنے وطن کو گیا اور خلیفہ کے پاس اپنے شاگرد عیسی کو
چھوڑ گیا عیسی کو منصور نے طبیب بنایا لیکن عیسی نے تقرب کے بہروسہ اور رشوت پر لوگون کو اذیتین
پہونچانی شروع کین جب منصور کو ان امور کی اطلاع ہوئی تو اس کو نکال دیا یعنے خارج البلد کردیا -
اسی زمانہ مین منصور کے مصاحبون مین نوبخت منجم فارسی تھا اور علم ہیئت مین بڑا خبردار اور ماہر تھا جب
وہ ضعیف ہوگیا تو خلیفہ نے اس سے کہا کہ تو اپنے بیٹے کو ہماری بارگاہ مین حاضر کر کہ ہم اسکو تیرے عہدہ پر مقرر
کردین گے پس اسنے اپنے بیٹے ابوسہل کو حاضر کیا - ابوسہل کا بیان ہے کہ جب مین خلیفہ منصور کے روبرو حاضر ہوا
اور اس کے سامنے سلام کرکے کھڑا ہوگیا تو مجھ سے کہا گیا کہ تو اپنا نام خلیفہ سے بیان کر مین نے کہا میرا نام خرشاذماہ

وطیماذاہ ماباذار خسیرو ابہشادہیٔ یہ سنکر خلیفہ نے کہا کہ کیا یہ تیرا نام ہے مین نے کہا ہان پس خلیفہ نے مسکرایا اور کہا کہ مجھ سے دو باتین تو اختیار کر یا تو اپنے نام مین سے صرف ایک لفظ طیماذ کو باقی رکھہ یا مین تیرے لئے ایک کنیت مقرر کر دیتا ہون جو تیرے نام کے قائم مقام ہو سکے یعنے تو اپنی کنیت ابو سہل رکھہ وہ کہتا ہے کہ مین اس کنیت پر راضی ہو گیا اور اس وجہ سے اسکا نام اوڑ گیا اور کنیت باقی رہی۔

جاورجیوس کے مرنے کے بعد اسکا بیٹا بختیشوع خلیفہ ہارون رشید کا طبیب مقرر ہوا اور اسی خلیفہ کے زمانہ مین یوحنا بن ماسویہ طبیب حاذق اور مشہور کتابون کا مصنف موجود تھا۔

بختیشوع مذکور کے بعد اسکا بیٹا جبرائیل اور جبرائیل کے بعد جاورجیوس اسکا بھائی پھر بختیشوع بن یحیی طبیب شاہی ہوتے رہے اور یہ خاندان خلفاء اور امراء کے پاس ۴۵۰ھ م ۱۰۵۸ء تک یعنے تین سو سال تک رہا طب مین انکی بہت سی کتابین ہین۔ ان مین سے ایک نے انجیل المسیح کتاب لکھی ہے۔ ص ۴۳۱

اس زمانہ کے مترجمین سے حجاج بن مطر ہے جس نے بطلیموس کی کتاب مجسطی کا ترجمہ کیا اور اقلیدس اور ارسطالیس کی بعض کتابون کا ترجمہ کیا۔ انہین بن اسحٰق اور عیسیٰ بن یحیی منصور کے زمانہ کے ہین اور ابو زکریا یحیی بن البطریق بھی انہین مین سے اسی زمانہ مین ہنود۔ اہل فارس اور یہود یون اور نصرانیون مین اور طبیب بھی ہوئے ہین اور یہ انکے سوائے ہین جنکا ذکر خلفاء کے ساتھ کیا گیا ہے۔ ان مین سے منقہ اور صالح بن بہلہ۔ اور عبدوس بن یزید اور موسیٰ بن اسرائیل کونی اور طیفوری کے اہل خاندان۔ اور زین الدین طبری یہودی اور ابو یوسف یعقوب بن اسحٰق سیاح کندی مسیحی اور قسطا بن لوقا اور یحیی بن ماسویہ ہین چنانچہ یحیی کا ذکر اوپر گزر بھی چکا ہے انہین مین سے ابوزید حنین بن اسحٰق عبادی مشہور طبیب ہے جو یوحنا بن ماسویہ کا شاگرد تھا ۱۹۴ھ م ۸۰۹ء مین پیدا ہوا اور مامون ابن ہارون رشید کے زمانہ مین تھا اور اسوقت وہ ترجمہ کے کام مین بھی مشہور تھا اور یہ شخص علم طب مین اپنے وقت کا امام مانا جاتا تھا۔ اسکی تصنیفات مین بہت سی مفید کتابین ہین۔ اس سے حکایت کی گئی ہے کہ وہ ہر روز حمام کو جاتا تھا اور جب حمام سے نکلتا اور اور بدن کو کپڑے سے پوچھکر خشک کر دیتا تو اس کے بعد وہ عود وغیرہ کا دھوان (بخور) لیتا تھا اور بکی ہوئی مرغی کھاتا اور ہر روز چار رطل شراب کہنہ کے پیتا اور ریوند اور سیب کھاتا خلیفہ متوکل کے زمانہ مین بھی یہ شخص رہا اور ۲۶۰ھ م ۸۷۳ء مین مرا۔

ابوزید حنین مذکور کے دو بیٹے تھے ایک کو ابو یعقوب اسحٰق کہتے تھے جو بڑا فیلسوف اور کتابون کا مترجم تھا اسکی علم طب مین مفید کتابین ہین جیسے کہ اس کے باپ کی تصنیفات ہین۔ دوسرے کا نام داود تھا یہ بھی علم طب مین بڑا ماہر اور مریضون کے علاج مین مصروف رہتا تھا۔

ابراہیم بن ثابت بن قرۃ الحرانی بھی ایک طبیب ہے اسکے باپ کا ذکر متقدمین کی کتابوں کے مترجمین مین گزر چکا ہے۔ یہ شخص بھی علم و فضل مین اپنے باپ کے مرتبہ کو پہونچا ہوا تھا اور اسکی طرح صابی المذہب (ستارہ پرست) تھا یہ شخص حاذق طبیبون مین اور اس فن مین اپنے زمانہ کے لوگون کا مقتدا خیال کیا گیا ہے۔

ص ۴۳۲ ابراہیم مذکور کے بھائی کا بیٹا ابوالحسن ثابت بن سنان بن ثابت بن قرۃ الحرانی معزالدولہ بن بویہ کے زمانہ مین بغداد مین تھا۔ یہ بڑا عالم طبیب تھا لوگ اس کے پاس بقراط اور جالینوس کی کتابین پڑھا کرتے تھے۔ یہ شخص طب۔ فلسفہ۔ ہندسہ اور تمام ریاضی فنون مین جو متقدمین کے ہین اپنے دادا ثابت کے طریقہ پر چلتا تھا اسنے ایک تاریخ بھی لکھی ہے۔

خلیفہ مقتفی لامراللہ عباسی کے زمانہ مین امین الدولہ ابوالحسن ہبۃ اللہ بن صاعد[1] جو ابن التلمیذ نصرانی کے نام سے مشہور ہے یہ شخص ایسا طبیب ہوا ہے کہ بقراط اور جالینوس کے بعد اس کے رتبہ کا کوئی نہین ہوا جیسا کہ اسکا بیان سب لوگ کرتے ہین صحبت اور ہمنشینی مین یہ بڑا ظریف اور لطیفہ گو تھا یہان تک کہ اس زمانہ کے سن رسیدہ لوگ بھی اسکی مجلس مین بیٹھنے کے طالب ہوتے تھے۔ یہ شخص بہ سبب کثرت علوم کے تمام امرا اور وزرا مین بڑا معتبر تھا اسنے ایک قرابادین بھی لکھی ہے اس نے کلیات ابن سینا کی شرح لکھی ہے۔ اس سے حکایت کیجاتی ہے کہ وہ ایک وقت مقتفی لامراللہ کے پاس کھڑا ہوا تھا کیونکہ اسکو خدمت اور صحبت مین رہنے کا فخر حاصل تھا اس اثنا مین ابومنصور جوالیقی بغدادی آیا جو مصنف ہے کتاب شرح ادب الکاتب اور معرب کا کہ اس قسم کی کتابون مین اس سے عمدہ کتاب شاید نہین لکھی گئی ہے اور تتمہ درۃ الغواص کا مصنف اور درۃ الغواص حریری کا رسالہ ہے اسنے اس تتمہ کا نام تکملہ رکھا۔ اس خلیفہ کا وہ علم مین امام تھا ابومنصور جوالیقی نے خلیفہ کے لئے ایک کتاب علم عروض مین لکھی۔ اسمین کوئی زیادتی نہین کی یہان تک کہ اسکی زبان سے یہ الفاظ نکلے السلام علی امیرالمومنین ورحمۃ اللہ تعالیٰ اسپر ہبۃ اللہ نے اس سے یہ کہا کہ کیا امیرالمومنین کو اس طرح سے سلام کیا جاتا ہے تو اسپر جوالیقی نے کچھ التفات نہین کیا بلکہ مقتفی سے یہ کہا کہ ای امیرالمومنین اگر کوئی قسم کہانے والا قسم کہائے کہ کسی نصرانی اور یہودی کے دل مین علم کے اقسام سے کوئی قسم عمدہ طرح پر نہین پہونچی ہے تو اسکی قسم کا کفارہ لازم نہین آتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلون پر مہر کر دی ہے اور اللہ تعالیٰ کی کی ہوئی مہر سوائے

[1] یہ مذکورہ بالا شخص شرف الدین ہبۃ اللہ بن صاعد فائزی کے سوائے ہے اور صاعد فائزی مصر کے قبطی کتاب مین سے تھا ملک کامل کے زمانہ مین سلطان ہوا اور ملک ناصر صلاح الدین ایک ترکمانی صالحی متقلی مملکت مصر کا وزیر ہوا۔ مولف

اس کے کہ اسپر ایمان لائین نہین لوٹتی۔ یہ سنکر خلیفہ نے کہا سچ کہتے ہو۔ اس وقت ابن التلمید کے منہ مین باوجود اس کے فضل اور علم کے گویا پتھر رکھدیا گیا تھا۔ اس کے شعر مین الغاز ہے یعنے چیستان کا طریقہ چنانچہ میزان (ترازو) کے چیستان مین اس کے یہ شعر ہین[1]۔

یا واحدًا مختلف الاسماء	یعدل فی الارض وفی السماء
یحکم بالقسط بلا ریاء	اعمی یری الارشاد کل رار
اخرس لا من علة و داء	یغنی عن التصریح بالایماء
یجیب ان ناداه ذو امتراء	بالرفع والخفض علی النداء

یفصح ان علق فی الهواء[2]

ص ۴۳۳

ابن خلکان اس کے ترجمہ مین کہتا ہے کہ یہ ہبۃ اللہ اپنے زمانہ کا بقراط اور جالینوس تھا اور اس کے ساتھ علم طب کا خاتمہ ہوگیا۔ گزشتہ لوگون مین بھی اس درجہ کا کوئی شخص نہین ہوا ہوگا جسکی آرزو مین اور تمنا مین نکلی ہون ایک تو اسکی عمر بہت بڑی ہوئی اور دوسری یہ بڑا جلیل القدر اور صاحب علم خوش منظر شیرین زبان لطیف الروح۔ ظریف الشخص۔ غم سے دور۔ عالی ہمت۔ ذکی الخاطر۔ صائب الفکر۔ جلوم الرائے۔ شیخ النصاری اور انکا قسیس اور انکا سرکردہ اور سردار تھا اور تمام علوم مین صاحب تفنن تھا اور رائے رزین اور عقل متین رکھتا تھا بادشاہون اور خلفاء مین اسکی ملازمت کی مدت بہت بڑی ہوئی ہے۔ اس کی صحبت زر خالص سے اور موتی کی لڑی سے زیادہ مفید تھی۔ اس کے اشعار نہایت رائق اور نظم فائق تھی۔

---

[1] پہلے مصرعہ مین الفاظ مختلف الاسماء واقع ہوئے ہین اس سے مراد یہ ہے کہ میزان کئی طرح کا ہوتا ہے مثلاً میزان الشمس اسطرلاب کو کہتے ہین اور تمام آلات رصدیہ مین بہت نامون کے میزان ہین اور وہ زمین و آسمان مین حکومت کرتا ہے تو اس سے یہی مراد ہے کہ آسمان مین بھی ایک برج میزان کا ہے۔ اور کلام کا میزان علم نحو ہے اور شعر کا میزان عروض ہے معانی کا میزان علم منطق ہے اور عادتی میزان مثلاً ناپ غلہ وغیرہ ناپنے کے اور گز وغیرہ۔ مولف

[2] ترجمہ۔ وہ کیا چیز ہے کہ اس کے نام مختلف ہین اور وہ زمین مین بھی اور آسمان مین بھی حکومت کرتا ہے۔ وہ جو حکم کرتا ہے اس مین کوئی شک نہین ہوتا وہ اندھا ہے مگر ہر ایک ناظر اس کو ارشاد یعنے ہدایت پر پاتا ہے وہ بہرہ ہے مگر جب امر کسی علت اور مرض سے نہین ہے وہ اشارہ سے ایسی باتین کرتا ہے کہ اس مین صراحت کی ضرورت نہین اگر اس کو کوئی تشکی آواز دیتا ہے تو وہ رفع (بلندی) و خفض (پستی) سے آواز دیتا ہے اگر اشکوہ ہوا مین لٹکا دیا جائے تو وہ فصاحت سے باتین کرتا ہے۔

اور جسکے اپنے پرنانا معتمد الملک ابوالفرج یحیی بن التلمیذ نصرانی کا جانشین ہوا اور اسیکی طرف منسوب ہوتا ہی یوم عید الفصح (جو عیسائیون کی ایک عید ہے) مین مقام بغداد مین مرا اور بغداد مین کوئی ایسا شخص نہین تھا جو اُس کے جنازہ پر حاضر نہ ہوا ہو۔ اور اُسکی وفات کا واقعہ ۵۶۰ھ م ۱۱۶۴ء کا ہے۔

اوحد الزمان ابوالبرکات ہبۃ اللہ بن علی بن ملکان مشہور حکیم ہے جو حکمت کی کتاب معتبر کا مصنف ہے اسمین اور ابن التلمیذ مذکور مین جھگڑے رہے ہین یہ ابوالبرکات یہودی تھا اور آخر عمر مین مسلمان ہوا اور ابن التلمیذ صاحب تواضع تھا اور اوحد الزمان متکبر تھا۔ بدیع اسطرلابی نے ان دونون کی نسبت یہ ابیات کہی ہین۔

ابوالحسن الطبیب وشقیقہ — ابوالبرکات فی طرفی نقیض
فہذا بالتواضع فی الثریا — وہذا بالتکبر فی الحضیض[1]

ابن التلمیذ کا اُستاد علم طب مین ابوالحسن ہبۃ اللہ بن سعید صاحب تصانیف مشہور رہے جنمین سے کتاب التلخیص ہے اور مغنی بھی ایک کتاب ہے جو علم طب مین ایک جزو کی ہے اور کتاب الاقناع چار جزو کی ہے:۔ ص ۴۳۴

مسلمان اس مدت دراز مین اکثر فلسفہ کے درس مین مشغول رہے عباسیون نے اس جگہ کے اطبا مذکورین کے واسطے سے عربون مین باقی علوم کو پہونچایا یہان تک کہ اُن مین جو طبیب ہوئے وہ اس فن کے اعلی درجہ پر پہونچے آجکے دن بھی وہ مثل ایک حلقہ یعنے نمط کے ہین کہ اس فن کا سلسلہ یونانیون اور اہل افرنج مین بندھا ہوا ہے۔

انہون نے اس فن مین بقراط اور جالینوس کی اتباع کی اور وہ لوگ تقطیر اور صناعت تخمیر کو جانتے تھے اور اسکو انہون نے تتار سے سیکھا تھا اور ظروف کیمیائیہ کی تکلین بنائین کہ جن کے ذریعہ سے اُنکا حاصل کرنا آسان ہوتا ہے انہون نے عملی کیمیا کے علم مین بھی بعض طریقون کا استنباط کیا۔ بعض مولفین کہتے ہین کہ اہل عرب نے زیادہ تر علم طب اور صیدلہ (عطرکشی) اور کیمیا مین توجہ کی سب سے پہلے انہون نے گہاس کی اقسام کی تعریف کی اور اُس کے خواص دریافت کئے پہلے اُنکی عورتین اپنی اولاد کو اپنی ذات سے کہلایا کرتی تھین اور اُن کے ہاتھون مین کانٹے چبھاتے تھے۔ اور سب سے پہلے عربون نے ہی کنکرون کے اوصاف دریافت کئے اور اس ذریعہ سے عطرکشی مین اورون پر فوقیت حاصل کی انہون نے طبی مواد مین بہت کچھ اضافہ

[1] ترجمہ۔ ابوالحسن طبیب اور اُسکا پیرو ابوالبرکات دونون کے خصائل بالکل ایک دوسرے سے نقیض ہین۔ یہ (ابوالحسن) تواضع سے ثریا پر ہے اور یہ (ابوالبرکات) تکبر سے تحت الثری مین ہے۔

کیا جسکو پہلے یونانی جمع کر گئے تھے مثلاً سنا۔ رو ند۔ تمر ہندی۔ کاسیا۔ جوز الطیب۔ کبش القرنفل۔ وغیرہ عربون نے ہی سب سے پہلے عرقیات اور روغنون کو تقطیر اور تصعید کے ذریعہ سے کہینچنا ایجاد کیا۔ اور دواؤن مین شکر کا استعمال بھی سب سے پہلے اُنہون نے ہی جاری کیا ان کے سوا دوسرے لوگ بجائے شکر کے شہد کا استعمال کرتے تھے۔ اور کیمیا کو اصول اور قواعد کے ساتھ سب سے پہلے جنھون نے علم بنایا وہ یہی ہین اور سب سے پہلے وصفات[1] کو ایک قاعدہ پر عربون ہی نے لکہا۔ اور طب مین اُن کے مشہور مدارس ہین۔ اور اندلس کے حکام عطر کشی کے کارخانون مین بہت توجہ کرتے تھے اور وہ اُن ادویہ کی تلاش کرنے لگے جو غش کو دور کر سکے اور اُنکو گرم کرتے تھے تاکہ غریب لوگ دہوکہ سے محفوظ رہین اور طب مین اُنکی جو فضیلت اہل یورپ پر ہے اُس سے کسی کو انکار نہین ہے کیونکہ اگر عربون کا مدرسہ سالرنو نہوتا تو اہل یورپ اس فن مین کبھی ترقی نہ کر سکتے لیکن تشریح مین اُن کو زیادہ حصہ نہین ملا۔ کیونکہ مذہب اسلام اعضائے بشری کی تشریح کو مباح نہین کرتا ہے لیکن فن جراحت (اپریشن) مین وہ بڑے کامل ہوئے ہین اور ابوالقاسم کی کتاب سے معلوم ہوتا ہے کہ اندلس مین اکثر عورتین مریض عورتون پر جراحی عمل کو خوب کرتی تہین۔ یہ امور اس قسم کے ہین کہ ان کے دیکھنے سے جبکے دن اہل یورپ اور امریکہ کو ایک جوش اور رغبت پیدا ہوتی ہے۔ اجمالاً یہ کہا جا سکتا ہے کہ انہون نے اخیر مین حجر فلاسفہ یعنے جھوٹی کیمیا مین اپنی امید دن کو لگا دیا اور یہ کوشش کرنے لگے کہ وہ سونا اور چاندی تانبہ وغیرہ باقی معدنی فلزات سے بنائین تاکہ اُنکی دولت مین توفیر ہو جیسا کہ وہ علوم فلکیہ مین نجوم کو خاص اس غرض سے سیکہتے تھے ص ۴۳۵
تاکہ اس ذریعہ سے اُنکی آیندہ سعادت اور اقبال مندی اور نحوست کا حال معلوم ہو سکے اور اسی وجہ سے انہون نے اپنے ان علوم کو بگاڑ دیا اور بیکار کر ڈالا جیسا کہ اس امر کی طرف اس کتاب مین اُس سے قبل اشارہ کیا گیا ہے۔

جب کہ اور لوگون نے بھی اس علم کے میدان مین گوے سبقت لے گیا جیسے ابن سینا اور ابن رشد وغیرہ جنکا ذکر فلسفیون کے بیان مین گزر گیا ہے تو اب ہم اس مقام پر باقی ماندہ لوگون کا ذکر کرتے ہین جن کے نام اُس مقام پر بیان نہین کئے گئے ہین گو کہ حقیقت مین اُن کے نام بھی اوپر کے فلسفیون کے ساتھ بیان ہونے ضروری تھے جیسا کہ اُن کے آیندہ ترجمون (حالات) سے یہ امر اچھی طرح پر ظاہر ہوگا۔

زمانہ اسلام مین سب سے پہلے علم طب مین جو شخص مشہور ہوا وہ ابوخالد یزید بن معاویہ اموی ہے جو قریشیون مین فنون علم مین بڑا عالم تھا کیمیا اور طب مین اُسنے بعض امور بیان کئے ہین اُس کے رسالون سے اُسکی معرفت

---

[1] یہ بھی اُس زمانہ کی کوئی خاص علمی اصطلاح ہے۔ مترجم

علمی کا پتہ چلتا ہے۔ اُسنے موریانوس راہب رومی سے اس صنعت کو سیکھا جیسا کہ اوپر اسکی طرف اشارہ کیا گیا ہے اسمین اُس کے تین رسالہ ہین ایک مین وہ امور بیان ہوئے ہین جو موریانوس مذکور اور اُس کے درمیان بحث ومناظرہ مین واقع ہوئے ہین اور اسمین اس بات کا بھی ذکر ہے کہ اُسنے موریانوس سے اس کو کس طرح سے سیکھا اور وہ رموز بھی بیان ہوئے ہین جنکی طرف اُسنے اشارہ کیا ہے اسمین اُسکے بہت سے اشعار بھی ہین ۸۵ھ ۷۰۴ء مین اسکی وفات ہوئی۔

احمد بن ابراہیم طبیب خلیفہ یزید بن عبد الملک ہے جس نے ۱۰۱ھ ۷۱۹ء مین بقراط کی کتابون کا خلاصہ کیا اور اُس کا نام اصول الطب رکھا اور ایک رسالہ اُن نباتات کے بیان مین لکھا ہے جن کا استعمال طب مین ہوتا ہے۔

ابو بکر محمد بن سیرین بصری اس کا باپ نحاس (زرگر) تھا جو جرجرایا کا باشندہ تھا بعض مصالح کی نظر سے وہ عین التمر مین آیا تھا اُسکو خالد بن الولید نے اور جالیس نوجوانون کے ساتھ اُسکو قید کر لیا۔ پھر اسکو انس بن مالک نے خرید لیا پھر اُسنے بیس ہزار درہم فدیہ دیکر اُنکی غلامی سے چھوٹا اور صوفیا مین ابوبکر کی لونڈی سے نکاح کیا اُس سے ایک لڑکا ۳۳ھ ۶۵۳ء مین پیدا ہوا جسکا نام محمد تھا اور ہم اسی کے حالات بیان کرنے کے درپے ہین۔ یہ شخص معرفت حدیث اور تعبیر خواب مین بڑا مشہور ہوا اور جب انس بن مالک بصرہ کے متولی (حاکم) ہوئے تو یہ اُنکا کاتب ہوا۔ کہا گیا ہے کہ ایک بی بی کے بطن سے اُس کے تینتیس ۳۳ لڑکے پیدا ہوئے اور جب اسپر قرض بڑھ گیا تو وہ قرض کے مطالبہ مین مدیونان دیوانی مین قید ہو گیا اور جب انس بن مالک کی وفات ہوئی تو انھون نے وصیت کی کہ اُن کو سوائے ابن سیرین کے اور کوئی غسل نہ دیوے اور وہی نماز بھی پڑھے پس وہ محبس سے چھوٹ کر آیا اور جب اپنے قرض کو ادا کر چکا تو پھر قید مین چھپ چاپ چلا گیا یہان تک کہ اُس کے اہل بیت کو بھی اسکی خبر نہین ہوئی۔ ابن سیرین کی ایک کتاب تفسیر الاحلام (تعبیر نامہ خواب) ہے جو اُن کے بعد کے لوگون مین بڑی مشہور رہی ہے اس امر کا ذکر جو ہمنے مقالہ کی چوتھی فصل مین گزر گیا ہے۔ ص ۴۳۶

عبد اللہ بن المقفع عیسی بن علی منصور عباسی کے چچا کا کاتب ہے جسکا ذکر دسوین مقالہ کی پہلی فصل مین گزرا ہے اس نے امراض مین ایک کتاب لکھی ہے اور ارسطالیس کی ایک کتاب کی شرح بھی لکھی ہے اور یہ فارسی سے عربی مین ترجمہ کرتا تھا۔

ابو قریش عیسی صیدلانی خلیفہ مہدی کے زمانہ مین بغداد مین تھا یہ شخص علم طب مین کچھ ایسا ماہر نہین تھا اسکا ذکر اطبا مین جو ہوتا ہے تو وہ صرف اسکی ظریفانہ حرکت سے ہوتا ہے۔ کہا گیا ہے کہ وہ صیدلانی تھا اور ضعیف الحال (غریب) تھا اتفاق سے خلیفہ مہدی کی خواص جس کا نام خیزران تھا اور یہ مدینہ کی مولدات سے تھی

اسکو کسی قسم کی شکایت (بیماری) ہوئی تو اُسنے ایک لونڈی کو قارورہ دیکر یہہ کہا کہ کسی ایسے طبیب کے پاس اسکو لے جاکہ وہ مجھ کو نہ جانتا ہو ابوقریش اتفاق سے خلیفہ مہدی کے قصر خلافت کے پاس ہی اترا ہوا تھا جب لونڈی کی نظر اُسپر پڑی تو اسکو قارورہ بتائی اُسنے کہا کہ یہہ کس کا قارورہ ہے کہی کہ کوئی ایک غریب عورت کا قارورہ ہے اُسنے کہا نہین بلکہ یہ قارورہ کسی جلیل القدر ملکہ کا ہے اور وہ بادشاہ سے حاملہ بھی ہوئی ہے۔ اسکا یہہ قول اتفاقی تھا۔ لونڈی واپس ہوئی اور خیزران کو اسکی اطلاع دی وہ اس بات کو سنکر بڑی خوش ہوئی۔ اُس نے لونڈی سے کہا کہ اسکی دکان پر کوئی علامت لگادی اگر اُسکی یہہ بات سچ ہوگی تو ہم اسکو اپنا طبیب خاص بنائینگے۔ ایک مدت کے بعد اُسکا حمل ظاہر ہوا اور خلیفہ مہدی کو بڑی خوشی ہوئی۔ خیزران نے ابوقریش کے پاس دو فاخرہ خلعتین اور تین سو دینار بھیجے اور یہہ کہلا بھیجی کہ اسکو تو اپنے کام مین صرف کر۔ اور اگر تیرا قول صحیح نکلیگا تو ہم تجھ کو اپنے پاس رکھ لینگے۔ ابوقریش کو اس سے تعجب ہوا اور کہا کہ یہہ خدا کی عنایت ہے مین نے لونڈی سے یون کہدیا۔ جب خیزران کے بطن سے خلیفہ موسیٰ ہادی پیدا ہوا تو خلیفہ مہدی بہت خوش ہوا اور خیزران نے اس واقعہ کو اُس سے بیان کیا تو خلیفہ مہدی نے اسکو بلوایا اور اُس سے گفتگو کی تو معلوم ہوا کہ اسکو علم (طب) مین زیادہ معلومات نہین ہے کچھ یون ہی سا فن عطرکشی کو جانتا ہے اسپر اُس نے اسکو اپنا طبیب بنایا کیونکہ ایک مادر واقعہ اُس سے ظاہر ہوا تھا اور اسکی بڑی تعظیم کی۔

ابوعبداللہ جعفر بن محمد بن علی الصادق جن کا ذکر چوتھے مقالہ کی چوتھی فصل مین گزر چکا ہے۔ آپ نے ہیئت اور کیمیا اور رمل مین ایک کتاب تالیف کی اور مدینہ منورہ مین ۱۴۸ھ م ۷۶۵ء مین آپ کی وفات ہوئی۔ ص ۴۳۷

ابوموسیٰ جابر بن حیان بن عبداللہ صوفی طرسوسی مولد باشندہ کوفہ امام جعفر صادق رضہ کے شاگردون مین سے ہے علم کیمیا مین وہ بہت مشہور ہوا ہے اُسنے جعفر صادق کے رسالہ قریب پانسو کے جمع کئے۔ مقام استراسبرج ۱۵۲۱ء مین اُسکی ایک ہزار صفحہ کی تالیف طبع ہوئی ہے۔ اور ۱۶۳۵ء مین بھی چھپی ہے۔ اور جابر مذکور اور ابن سینا کی کتاب علم اصول کیمیا مین ۱۵۷۲ء مین مقام باسل مین طبع ہوئی ہے اور اسیکی ایک کتاب علم ہیئت مین ۱۵۳۴ء مین نورمبرج (شاید جرمنی کے شہر نارن برگ) مین طبع ہوئی ہے۔

شیخ ابوبکر محمد بن زکریا رازی طب۔ منطق۔ ہندسہ۔ اور موسیقی مین بڑا ماہر تھا بچپن مین عود بجایا کرتا تھا اُسکی بعد علوم طبیعیہ مین مہارت اور مشق کی اور بعد اسکے کہ ملک رے کے مرستان (ہسپتال) کا انتظام ہوچکا تو اُس نے حکیم ابوالحسن بن زین الطبری مصنف کتاب فردوس الحکمۃ سے طب پڑھی بغداد کے بیت الحکمۃ مین رئیس الاطباء مانا گیا۔ علم طب مین اُسکی تصنیفات سے یہہ مین کتاب الحاوی جو قریب تیس جلدون کے ہے اور اس کے مضامین کو متفرق کتابون اور رسالون سے جمع کیا تھا۔ اور ان مسائل اور مضامین کو حکیم جالینوس

یونانی نے بقراط کے کلام سے جو آثار دائرہ مین لکھا ہوا تھا حاصل کیا۔ اور بقراط وہ شخص ہے جس نے علم طب مین سب سے پہلے کتابین لکھین کیونکہ اس سے پہلے کے حکمار اسکو ایک راز کی طرح چھپایا کرتے تھے[1] اور وہ بنی اقلیدس مین میراث کی طرح چلا آتا تھا اور وہ اپنے بزرگون سے سیکھتے چلے آتے تھے اور دوسرون کو سکھانا جائز نہین سمجھتے تھے اسیواسطے یہہ کہا جاتا تھا کہ طب معدوم تھی جالینوس نے اسکو زندہ کیا اور رازی نے اسکو جمع کیا اور چونکہ طب ناقص تھی ابن سینا بخاری نے اسکو مکمل کیا اور ابن سینا وہ شخص ہے جس نے اپنے متقدمین پر فوقیت حاصل کی اور اسیوجہ سے اسکو شیخ الرئیس کے لقب سے ملقب کرتے ہین اسکا ذکر فلسفیون کے تذکرہ مین گزر چکا ہے پھر رازی کی اور مولفات مین سے یہ ہین کتاب الجامع۔ کتاب الاعصاب۔ کتاب المنصوری جسمین علم وعمل کا بیان ہے اور اسکو ابوصالح منصور بن نصر سامانی کے لئے لکھا تھا۔ طب مین اُس کے یہ مقولہ ہین۔

فُہا قدرت ان تعالج بالاغذیۃ فلا تعالج بالادویۃ وفُہا قدرت ان تعالج بدوا مفرد فلا تعالج بدوا مرکب۔ یعنے جبتک تو غذا سے (بیماری کا) علاج کرسکتا ہے تو دوا سے ہرگز علاج نہ کرنا۔ اور جب تک مفرد دوا سے (بیماری کا) علاج ہوسکتا ہو مرکب دوا سے ہرگز علاج نہ کیا جائے۔ بعض مولفین حکایت کرتے ہین کہ رازی مذکور نے منصور کے لئے ایک کتاب صناعت (فن) کیمیا کاغذ مین لکھی اُس سے منصور نے کہا کہ تجھ کو جن آلات کی ضرورت ہوتی ہے وہ مین تیرے لئے مہیا کردیتا ہون مگر شرط یہہ ہے کہ تو نے اپنی کتاب مین جس بات کا دعوی کیا ہے وہ کرکے بتادے۔ مگر جب وہ اس کام سے عاجز آگیا تو منصور نے اُس سے کہا کہ مین اس بات کو تسلیم نہین کرتا کہ کوئی حکیم اس بات پر رضامند ہوا ہو کہ حکمت کی کتابون مین وہ ہمیشہ جھوٹا کہلائے اسنے اُس کے سر پر کوڑا اُٹھایا اور حکم دیا کہ اُس کے سر پر کتاب ہی سے مارا جائے یہان تک کہ اس کتاب کے ٹکڑے ٹکڑے ہوجائین۔ اسی صدمہ سے اسکی آنکھون مین نزول الماء ہوگیا تھا اسکی وفات اسی سال ہوئی جبکہ خلیفہ مقتدر باللہ عباسی مرا ہے یعنی ۳۲۰ھ مطابق ۹۳۲ء مین۔ ص ۴۳۸

طبیب ابوالقاسم الزہراوی اندلسی مدینہ زہرا مین جو قرطبہ کے قریب ہے پانچوین صدی ہجری مین جو گیارہوین صدی مسیحی کے مطابق ہے پیدا ہوا۔ اُس نے طب مین بہت سی مفید کتابین لکھی ہین۔ جن مین سے ایک کتاب۔

---

[1] حکمائے متقدمین مین ایک ایسا طبقہ ہوا ہے جو علوم کو معرض کتابت مین لانا یا عوام کو پڑھانا نامناسب سمجھتا تھا اور حکیم افلاطون تک اسپر عمل درآمد رہا۔ مگر اس کے بعد کے حکما رمثل ارسطالیس اور بقراط وغیرہ کے کہ انہون نے اس طریقہ کو جو حقیقت مین مذموم تھا باطل کردیا کیونکہ اس سے نفس انسانی کا بخل معلوم ہوتا ہے۔ دیکھو رسالہ حسن جلد (۴) نمبر ۳ صفحہ ۶۳ تا ۸۶ بابتہ ۱۸۹۱ء حالات حکیم بقراط۔ مترجم

امراض النساء مین ہے اور ایک کتاب جراحت کے بیان مین ہے - ان مین سے ایک کتاب لاطینی زبان مین ترجمہ ہوکر
سنہ ۱۱۹۲ء م ۵۸۷ھ مین مقام اکسفورڈ مین چھپی ہے - استحضار ادویہ مین ایک کتاب ہے لاطینی مین اسکا بھی ترجمہ ہوا
اور سنہ ۹۹۸ء م ۱۲۸۹ء مین بندقیہ مین طبع ہوئی ہے -

ابوعلی یحیی بن عزلہ طبیب مصنف کتاب منہاج ہے اسکو حروف مین جمع کیا ہے یعنی ردیف وار لکھی ہے اسمین نباتات
عقاقیر اور ادویہ وغیرہ کے نام لکھے ہین - اور کتاب تقویم الابدان اور کتاب منہاج البیان فی ما یستعمل الانسان
اور کتاب الاشارہ فی تلخیص العبارہ اور ایک رسالہ طب کی مدح اور اسکی شرع کے ساتھ موافقت کے بیان مین ہے
کہتے ہین کہ یہ شخص نصرانی تھا بعد مین مسلمان ہوا اور یہ شخص ابوالحسن سعید بن ہبتہ اللہ بن الحسن کا شاگرد ہے اپنے
اہل محلہ اور تعارف والون کا بغیر اجرت (فیس) کے علاج کرتا تھا اور ان کو عرق اور دوائین بغیر عوض (قیمت)
کے دیتا تھا اور فقیرون کے ساتھ مہربانی اور حسن سلوک کے ساتھ پیش آتا تھا سنہ ۱۰۹۹ء م ۴۹۳ھ مین اسکی
وفات ہوئی -

ابوالصلت امیہ بن عبد العزیز بن ابی الصلت اندلسی علوم اور ادب مین بڑا فاضل فن حکمت کو خوب جاننے والا
متقدمین کے علوم مین ماہر تھا اسکا ایک دیوان ہے اور یہ شخص امیہ بن ابی الصلت ابتداء اسلام کے مشہور شاعر
کے علاوہ ہے اسکی تالیفات مین یہ کتابین ہین طب مین کتاب الادویۃ المفردہ مقام مصر مین اسنے افضل کیلئے
اسطرلاب کے عمل مین ایک رسالہ لکھا ہے اور علم ہیئت مین کتاب الوجیز لکھی ہے علم منطق مین اسکی جو کتاب ہے اسکا
نام تقویم الذہن ہے اسکی ایک کتاب کا نام حدیقہ اور یہ کتاب اس نے ثعالبی کی کتاب یتیمۃ الدہر کے اسلوب پر
لکھی ہے سنہ ۱۱۳۴ء م ۵۲۹ھ مین اسکی وفات ہوئی -

امام فخر الدین رازی یعنے ابوعبد اللہ محمد بن عمر بن الحسین بن الحسن بن علی التیمی البکری الطبرستانی رازی المولد وہ
شخص ہین جنکو علم کلام اور معقولات اور علم اوائل مین اپنے ہم عصرون پر فوقیت ہے مختلف فنون مین انکی متعدد
کتابین ہین جنمین سے یہ ہین - طب مین شرح الکلیات للقانون و شرح الاشارات لابن سینا اور ملخص شرح عیون الحکمۃ
علم کلام مین مطالب عالیہ اور نہایت العقول - اور کتاب الاربعین - اور محصل - کتاب البیان والبرہان فی الرد علی
اہل الزیغ والطغیان - کتاب المباحث العادیہ - کتاب تہذیب الدلائل - عیون المسائل - کتاب ارشاد النظار الی
لطائف الاسرار - کتاب اجوبۃ المسائل الفخاریۃ - کتاب تحصیل الحق - کتاب الزبدہ اور معالم طلسمات مین سر المکتوم
شرح اسماء اللہ الحسنی - اصول فقہ مین محصول - معالم نحو مین شرح المفصل للزمخشری - فقہ مین شرح الوجیز غزالی - شرح
سقط الزند للمعری - اعجاز مین ایک مختصر ہے جسکا نام انہون نہایۃ الاعجاز رکھا ہے - نحویون پر انہون نے بہت سے
اعتراضات کئے ہین اور طریقہ الخلاف بھی ایک کتاب ہے - علم فراست مین بھی ان کی تصنیف ہے - ان کے

نظم مین سے ایک بیت ہے :-

المرء مادام حیا یستہان بہ ویعظم الزرء فیہ حین یفتقد[1]

سنہ ۶۰۶ھ ۱۲۰۹ء مین بمقام ہرات انکی وفات ہوئی -

پھر یہ بات معلوم رہنا چاہئے کہ یہ کتابین جنکو ان فاضلون نے یا اور دوسرے عربون نے علم طب مین تصنیف کیا اُنمین زیادہ تر ایسی ہین کہ اُن مین اس فن کی اور شاخون کا بھی بیان ہے - جیسے بیطرہ (سالوتری) یعنی گھوڑون کی طبابت - زرقہ یعنے پرندون کی طبابت - کبھی وہ اس فن کی شاخ بزورہ کے طرف بھی متوجہ ہوتے ہین یعنے فن باغبانی یعنے درخت کس طرح سے اور کس وقت لگانا چاہیئے - اور فلاحت کے بھی درپے ہوتے ہین یعنی صناعت اغراس یعنے فن زراعت - اور بہت سے صاحب علم طب مین طبیعیات کو شریک کرتے ہین کیونکہ اُن دونون مین مزاجیت وغیرہ کے احکام مین ایک تعلق ہے اور علم نجوم کو بھی اسی کے ساتھ شامل کرتے ہین اسلئے کہ اجرام علویہ کی تاثیر ابدان مین مانی ہوئی ہے - علم موسیقی کو بھی اسی طبابت مین شریک کرتے ہین کیونکہ احکام نفس مین اس سے بڑی مدد ملتی ہے - اور ہم نے اپنی کتاب زبدۃ الصحائف فی اصول المعارف مین جو ذکر کیا ہے وہ عربی طب کی تصنیفات کی عظمت پر کافی دلیل ہے اور جن کا ذکر پندرہوین صدی مسیحی مین بلاد یورپ مین کیا جاتا ہے -

فصل ششم

عرب کے مدارس - اُنکی شہرت اور اُن کے انجام کا بیان

سنہ ۴۴۰

جب عربون کا نفس مشاغل علوم اور حصول معارف کی طرف متوجہ ہوا تو اُنہون نے اُس کے لئے مدارس بنائے اور اُن کے لئے علما کو مقرر کیا مشرق مین اُن کے مشہور مدارس بغداد - بصرہ - اور بخارا مین تھے - مصر مراکش - فارس مین جو بلاد بربر مین ہے - چھٹی صدی ہجری مین جو بارہوین صدی مسیحی کے مطابق ہے بغداد کے مدرسہ مین چھ ہزار استاد اور شاگرد تھے - اندلس کے ایک شہر خاص قرطبہ مین زمانہ خلافت الحکم المستنصر بن عبد الرحمن بن یعنے

[1] ترجمہ - آدمی جب تک حیا رکھتا ہے وہ ذلیل اور خوار رہتا ہے اور جب وہ گم ہو جاتا ہے تو اُس کی قدر ہونے لگتی ہے -

چوتھی صدی ہجری کے نصف ہین جو نصف ثانی دسوین صدی مسیحی سے مطابق ہے اتنی مدرسے تھے اور خاص قاہرہ مین تین مدرسہ تھے جنمین سے ایک جامع ازہری ہے اور یہہ مدرسہ اس زمانہ مین بھی مصر مین اسلام کے بڑے مدارس مین شمار ہوتا ہے اس مدرسہ کی بنا جوہر قائدنے ڈالی تھی جبکہ مدینہ قاہرہ کو خلیفہ معز عبیدی کے لئے اتنے بنایا تھا جیسا کہ اسکی طرف پانچوین مقالہ کی پہلی فصل مین اشارہ کیا گیا ہے رفاعہ بک طہطاوی کہتا ہے کہ اہل عرب اس مدرسہ مین علم اصول - توحید - فقہ - تفسیر - حدیث اور علوم الہیہ جیسے کہ علوم عربیہ اور منطق اور وضع مناظرہ - تمام ریاضیات الہیات - علم طب - ہیئت - تاریخ پڑہاتے تھے - اس زمانہ مین حرف انمین شرعی علوم اور اس کے آلات یعنے وہ علوم جن سے انمین مدد ملتی ہے نہایت اہتمام محافظت اور حفظ شریعت اور لغت عرب یعنی ساکنین قریہ کی زبان وغیرہ علوم پڑہائی جاتے ہین - کہا جاتا ہے کہ انمین بارہ ہزار طالب علم پڑہتے تھے لیکن اب انمین بارہ سو سے زیادہ نہین ہین - اور لوگون کا بیان ہے کہ اس مدرسہ کی بدولت علوم اور آداب کی بڑی ترقی اور کثرت ہوئی اور بہت سے غریب یہی انمین عالم بنکر نکلے ہین اور آجتک بھی لوگ وہان جاکر علم تحصیل کرتے ہین اہالی مصر کا یہ ذکر ہے کہ وہ مدرسہ انہین کے گہر مین ہے چنانچہ انہین مصریون مین سے شیخ محمد بوصیری اور شیخ محمد فیومی لغت عربیہ کی مشہور کتاب کے مصنف اور شیخ جلال الدین سیوطی - ہین - ص ۲۴۱

انہین مدارس مین دارالحکمت ہی جسکو صاحب دیانۃ الدروز حاکم بامرہ ابوعلی منصور بن العزیز باللہ ابی النصر نزار بن المعز العبیدی نے قائم کیا اس مدرسہ مین قاریون کو مقرر کیا خزانون اور شاہی محلون سے کتابین لاکر وہان رہیا کین اور عام لوگون کو وہان جانے کی اجازت دی اور نیز اس مدرسہ مین فقہا - منجمین - نحویون اور علمائے لغت اور طبیبون کو مقرر کیا اور انمین ہر علم کی کتابین جمع کی گئین کہ اسطرح سے اور کہین کتابین جمع نہین ہوئین - اور صرف اسپر اکتفا نہین کیا بلکہ اس کے مہتمم اور خدمت گزارون اور علما و فقہا کے لئے سالانہ وظیفہ مقرر کئے اور طلبا کے لئے ضروری چیزین جیسے سیاہی - قلم - دوات - کاغذ وغیرہ بھی مہیا کر دیا یہہ واقعہ ۳۹۵ھ م ۱۰۰۵ء کا ہے - اس مدرسے دو شخص نکلے جنمین سے ایک کا نام حمید بن کی الفنجی[1] قصار ہے - دوسرے کا نام برکات ہے - یہ دونون ملحد نکلے اور لوگون کی عقلون کو دہوکہ مین ڈالنے لگے اور (بے وقوفی سے) ربوبیت (خدائی) کا دعوے کیا جب افضل بن امیر الجیوش جمالی خلیفہ مستنصر عبیدی حاکم مصر کے وزیر سیف وقلم کو اسکی اطلاع ہوئی تو اسی وقت حکم دیا کہ دار الحکمت کا دروازہ بند کرکے ان دونون کو گرفتار کر لیا جائے - لیکن برکات روپوشی مین مر گیا اور افضل نے اس کے بعض پیرون کو جو بانی فتن قتل کرا دیا - لیکن حمید قصار چھپا ہوا رہا یہان تک کہ افضل مر گیا - اور خلیفہ آمر باحکام اللہ ابوعلی منصور عبیدی نے

[1] الفنجی مصر کا ایک قریہ ہے اور قصار دھوبی کو کہتے ہین -

دارالحکمت کو دوبارہ کھولا۔ اس مرتبہ حمید قصار موقع پاکر پھر ظاہر ہوا اور جماعت کو لگاتار دیا اور ربوبیت کا دعوی پہلے کی طرح کرتا تھا وہ ایسے شعبدہ اور نادر کام کرتا تھا کہ انہین کی بدولت وہ ایسے بیہودہ خیالات مین گمراہ ہوا اور جو لوگ اس کے اصلی حالات سے واقف ہوگئے تھے وہ اس سے ڈرتے تھے بلکہ اسکی صورت کو دیکھنا گناہ جانتے تھے اور اگر اسکو راستہ مین چلتا ہوا پاتے تو اس سے راستہ کاٹ کر جاتے۔ اس خلیفہ کے وزیر مامون نامی نے اسکو گرفتار کرلیا اور ایک چوبی ستون پر اسکو اور اُن لوگون کو جو اس اعتقاد پر مرتے تھے سولی دے دی یہ واقعہ ۲۱۸ھ ہجری ۸۳۳ء کا ہے جب عبید ین کی سلطنت مصر مین ختم ہوگئی اور امیر صلاح الدین ایوبی قابض ہوا اور یہان عباسی خلیفہ دوبارہ نصب ہوا اور شاہی محل اور خزانون اور ذخیرون اور جواہرات پر قابض ہوا تو منجملہ اُن کے ایک زمرد کی تلوار تھی جسکا طول ڈیڑھ قبضہ (شمشیر) کی برابر تھا اور یاقوت کی ایک لاٹھی تھی اور قریب ایک لاکھ کے منتخب کتابین ہوست ہوئین۔ ابن خلدون کہتا ہے کہ اسنے اپنے کاتب اور قاضی عبدالرحیم بیمانی کو بیس ہزار ایک سو کتابین دین اور دارالحکمۃ کو منہدم کردیا اور پھر اسکو دوبارہ بنایا پھر بعد اسکے اسکو شافعیون کے لئے مدرسہ بنایا۔ ص۴۴۲

اب ہم پھر اُن امور کی طرف متوجہ ہوتے ہین اور یہ کہتے ہین کہ ان مدارس اور مکاتب مین جنکو عربون نے قائم کیا تھا خواہ وہ بغداد کے ہون یا اور دوسرے مشرقی ممالک اور ایشیا اور اسپانیا اور افریقہ کے ہون اقسام کے علوم وفنون بڑی شہرت کے ساتھ پائے جاتے تھے اور جو لوگ چھٹی اور ساتوین صدی ہجری مین جو مطابق ہے بارہوین اور تیرہوین مسیحی صدی سے علوم اور معارف مین مشہور ہوئے وہ یہین سے سیکھکر منتہی ہوئے اور عالم کہلائے۔ اور چند صدیون تک یہی حالت رہی اور قرون وسطی (درمیانی صدیون) مین لوگ ارسطو کے فلسفہ کو مطلق نہین جانتے تھے اور اگر کچھ جانتے تھے تو وہ انہین عربی ترجمون کے ذریعہ سے جان سکتے تھے کیونکہ اس زمانہ مین عرب کے مترجمین بہت معتبر تھے اور وہ اس کام مین بڑے رہنما خیال کئے جاتے ہین اور اس کے مذہب کے پہچاننے مین یہ لوگ ایک بہترین ذریعہ تھے۔

صاحب مقتطف کہتا ہے کہ اندلسیون کے مدارس نہایت ترقی اور حسن وخوبی مین بے نظیر تھے۔ پس درمیانی صدیون مین اہل یورپ یہان آئے اور علم پڑہا اور پڑہ کر اپنے اپنے ممالک کو چلے گئے۔ ۹۶۰ء ۹۶۳ھ مین ہرتوت رئیس دیر باری خالن نے رہبانون کی ایک جماعت کو حکم دیا کہ وہ لغت عربی (عربی زبان) سیکھین تاکہ اس کے ذریعہ سے اُن کے علوم حاصل کئے جاسکین اس بنا پر بنیدکتیون کے رہبان عربی علم کو اس شوق سے پڑہنے لگے کہ اس سے زیادہ شوق خیال مین نہین آسکتا۔ ان مدارس مین جن لوگون نے علم حاصل کیا اُنمین زیادہ مشہور بابا سلیبستروس ثانی ہے اور اصل مین یہ فرانسیسی شخص ہے جسکا نام جربرت تھا ہندسہ کے بیان مین اسکا ذکر گزرا ہے۔ اس نے یورپ کے بڑے حصہ مین صرف طلب علم کی نظر سے سفر کیا یہانتک کہ

اس کے قدم اندلس مین جمے پس وہ اشبیلیہ اور قرطبہ کے مدارس مین تحصیل علم کرنے لگا۔ جب وہ ان علوم کو غذا کی طرح جلد ہضم کر چکا تو اپنے ملک کو واپس گیا اور اپنے اقران اور ہم عصرون پر علم مین اعلی مرتبہ پر رہا۔ یہان تک کہ بابا فنادنے علم کے لئے دو مدرسے کھولے ایک ایطالیا مین اور دوسرا ریمز مین اور اسنے علم اور رقوم ہندیہ (اعداد حسابی) کو عربون سے سیکھا اور اپنے ملک یعنے یورپ مین پہونچایا۔

اسی وجہ سے اہل ایطالیا اور فرانس اور انگلینڈ والون مین حمیت کا جوش ہوا وہ دور دراز راستون کو طے کر کے اندلس مین علم سیکھنے کی غرض سے آنے لگے۔ مونٹکلا علم ریاضی کی تاریخ مین کہتا ہے کہ اہل افرنج کوئی شخص ص ۴۴۳
ریاضی کا عالم نہین ہوا تا وقتیکہ کئی صدیون تک عربون سے اسکو نہین سیکھا منجملہ اُن لوگون کے جنہون نے ان علوم کو ایطالیا (اٹلی) مین منتقل کیا اُن مین سے وہ دو کریمونا ہے کیونکہ اُسنے اُن سے طلیطلہ مین ہیئت طب اور فلسفہ پڑہا اور انہین سے مجسطی اور رازی اور ابن سینا کی کتابین پڑہین اور عربی سے اُنکا ترجمہ لاطینی زبان مین کیا۔ اسیطرح لیونارد ہینری نے اُن سے حساب اور جبر و مقابلہ پڑھکر اپنی زبان مین نقل کر لیا۔ اور ارنولا فیلانونی نے اُن سے ہیئت اور طبعیات اور طب پڑہی اور اپنی زبان مین نقل کیا۔ عربون سے علوم کو انگریزون مین سے جس نے نقل کیا وہ ایک راہب ہے جسکا نام بلارد ہے اور دوسرے کا نام مورلی اور ایک کا نام اسکوت (اسکاٹ) اور روجر باکون ہے جو مشہور ہین۔ اس نے علم کیمیا اور فلسفہ اور ریاضیات مین جو معارف (علوم) حاصل کئے وہ اُنکی کتابون سے حاصل کئے اور بصریات مین حسن کے اقوال سے اقتباس کیا۔ (شاید اس سے مراد خازن اندلسی ہے جسکا ذکر فلاسفہ کے تذکرون مین گزرا ہے) اور ویٹیلو اسی کے بصریات مین فیتلیو نے علم حاصل کیا۔ جو بصریات مین بڑا مشہور ہے کیونکہ اس نے حسن مذکور کے اقوال سے بہت کچھ نقل کیا۔ اور دوسرے لوگون کا ذکر ہم نے اپنی کتاب زبدۃ الصحائف فی سیاحۃ المعارف مین بیان کیا ہے۔

جب فرنج کے بادشاہون نے عربون کے علوم کے اور اُن کے تمدن کی خوبی صلیبیہ کے سبب سے قدر و قیمت جانی تو اس کے بعد اُن کو علوم و فنون کا شوق ہوا اور انہون نے عربی کتابون کا اپنی زبان مین ترجمہ کرنے کا حکم دیا جیسا کہ یہ امر آیندہ کے بیان سے واضح ہوگا۔ حاصل یہ ہے کہ افرنجیون نے عربون سے وہ علوم وغیرہ نقل کئے جو عربون نے دوسرون سے نقل کئے تھے۔ یا اُن عربون نے اپنی ذات سے فلسفہ ہیئت۔ طبعیات ریاضیات۔ بصریات۔ کیمیا۔ طب۔ صیدلہ یعنے عرکشی جغرافیہ۔ زراعت۔ فراست مین اپنی ذات سے استنباط کیا تھا اُنکو بھی نقل کر لیا۔ اور نیز انہون نے عربون سے عمل ورق یعنے چاندی کے ورق کا بنانا اور پارچہ اور شکر اور ریشم کا بنانا اور دواؤن کی ترکیب اور بہت سی قسم کے کپڑون کا بننا سیکھا

اور انہین کے ملک سے ریشم کے کیڑون کو اپنے ممالک مین لے گئے اور نیز بہت سے میوون اور درختون کو جیسے ازرد (چاول) اور نیشکر اور زعفران اور روئی - اور سپانخ - اور انار اور انگور کو اپنے ممالک مین انہین کے یہان سے لے گئے اور انہین عربون سے چمڑے کی دباغت اور اس کا خشک کرنا سیکھا اور جب کہ اصلی اسپانیون (اہل اسپین) نے انکو اندلس سے نکال دیا تو وہ فارس کو چلے گئے اور اندلس سے یہ ہنر معدوم ہوگیا اور پھر انگریزون نے اس فن کو یہان مستر دکیا اور وہ لوگ اس کے بعد سے ہمیشہ مدبوغ چمڑون کو اسی نام (مورکو اور کوردوفان) سے موسوم کرتے تھے یعنی مراکش اور قرطبہ کے نام سے -

صاحب مقتطف کہتا ہے کہ بعد مین افرنجیون کے اکثر مباحث طبیعیہ مین عربی نام جیسے سمت - نظیر سموت ص۴۴۴ مقنطرات اور ستارون کے نام اور الکحول قلی - جیر - قطن - شراب - اور کیمیا وغیرہ داخل ہین اگر عربی زبان نہ ہوتی تو اہل اسپین کی زبان اس امر مین قاصر ہوتی - پس اُن کے اوزان وغیرہ کے نام اکثر عربی ہین جیسے قنطار - ربع - اور شبر - اسیطرح پانی کے قطعون کے نام جیسے بحیرہ - برکہ - اور جب اور قبیبہ (قبہ کا مصغر) اسکے سوا اور بہت سے الفاظ ہین پس مولدین[1] اپنے زمانہ مین ان علوم کے سلسلہ کے مرکز تھے جو کہ اُن کو علوم متقدمین متاخرین کے ذریعہ سے پہونچے اگر یہ لوگ نہ ہوتے تو اکثر معارف اور علوم مفقود ہوجاتے اور اگر یہ لوگ انکو نقل نہ کرتے تو اس صورت مین بھی یہ علوم برباد ہوجاتے رابرٹسن انگریزی مورخ وغیرہ نے جو بیان کیا ہے اُس کا خلاصہ یہ ہے کہ جس زمانہ مین اہل عرب ان کو پڑہتے اور پڑہاتے اور اپنے ممالک مین شائع کرتے تھے اُسوقت اہل یورپ ایسی ابتر اور جہالت کی حالت مین تھے کہ وہ ابتک اس کا افسوس کرتے ہین اور وہ اپنے زیادہ جہل کی گہری نیند سے اُس وقت ہوشیار ہوئے جب کہ وہ اپنی وحشی صلیبی لڑائیون مین بیت المقدس کی پاک زمین کو مسلمانون کے قبضہ سے چھڑانے کی غرض سے مشغول ہوئے اور وہ ان لڑائیون مین جبکہ بلاد اور شلیم (بیت المقدس) کی سرسبز زمین پر پہونچے اور یہ زمین اُن کے ملک کی زمین سے زیادہ شاداب اور وہان کی متمدن سلطنتین اُنکی متمدن سلطنتون سے عمدہ حالت مین تھین تو اُنہون نے ایشیا مین ان علوم و فنون کے آثار کو پایا جن کو عباسی خلفاء نے عمدہ حالت مین لایا اور اُسکی تحصیل مین اعانت کی تھی گو کہ وہ اس وقت اُنکی حکومت سے خارج تھے (بلکہ وہ خلفائے علوئین اور فاطمیین کے زیر حکومت تھے جسکا کہ اوپر ذکر ہوا) -

اسیطرح جبکہ وہ قسطنطنیہ پر جو شرقی یونان کا قیصری تخت گاہ تھا ۱۲۰۳ء م ۶۰۰ھ مین ان مذکورہ جنگون کے

---

[1] مولدین سے وہ اہل علم مراد لئے جاتے ہین جو بعد کے زمانہ مین پیدا ہوئے اور انکو محدثین بھی کہتے ہین - مترجم

اثنار مین قابض ہوئے تو انہون نے یہان اُن امور کو دیکھا جو اُن کے ملک مین اُس قسم کا تمدن اور قدیم حسن و ترتیب کا نام نہین تھا اور اس زمانہ مین یہ ملک یونانی قیاصر (تاجدارون) کے تحت حکومت تھا اور یورپ کے سرمایہ کا مخزن تھا اور اسکی بحری قوت بھی واقع مین بہت بڑھی ہوئی تھی اس لئے کہ وہان کی کاریگری اعلی درجہ کی تھی اور چونکہ یہان دولتمندی بھی تھی اس لئے یہان کے لوگون کو زینت اور علوم اور اشیاء فاخرہ کی طرف رغبت ہوئی اور یہ علوم اس زمانہ مین غربی یورپ مین ناپید ہوگئے تھے اور اس شہر مین اور نیز اس امپر (شہنشاہ) کے علاقہ کے اور دوسرے شہرون مین یہ علوم بہت چمکے ہوئے تھے۔ اور جبکہ ان افرنجی جنگجویون کو بغیر اس کے کہ ان علوم اور معارف کو حاصل کرین اُن کو جواب دینا یعنے اُن سے مقابلہ کرنا دشوار اور ناممکن تھا تو اس وقت اُن کی طبع اُن علوم کے حاصل کرنے مین برگشتہ اور اُن کے اوہام ضعیف ہوگئے اور اُن کے اذہان مین مقید تصورات پیدا ہوئے اور اُنکی فوجین جو تبادلہ ہوکر اپنے مقامات کو جاتی تہین تو اس طویل مدت مین وہ یہان کی عادات سیکھکر جاتی تہین اور ان لڑائیون کے ظہور کے زمانہ سے جو ۱۰۹۶ء مین شروع ہوئی تہین بہت ہی تھوڑے زمانہ مین بغداد مین مستظہر باللہ خلیفہ عباسی اور مصر و شام مین مستنصر باللہ ابو تمیم معد خلیفہ فاطمی کے زمانہ مین یورپ کے امراء کو دربار مین اور عام محافل و مجالس مین ان تحسینات اور تزئینات کو رونق ہوئی اور علوم کا دائرہ آہستہ آہستہ اُنکے ممالک مین وسیع ہونے لگا اور جب انہون نے ارسطو وغیرہ کی علمی کتابون کو دیکھا اور اُنپر بحث کی اور اسکو سنکر اپنی زبان مین نقل کرنا چاہا تو اُن کو عربی زبان کا سیکھنا ضروری ہوا کیونکہ ایشیاء اور بلاد اندلس مین وہ اُن سے مخلوط ہوگئے تھے اور وہ اُس زمانہ مین یونانی زبان کو نہین جانتے تھے پس انہون نے اسکو عربون کے ہاتھ سے اس طریقہ سے حاصل کیا جیسا کہ قبل ازین اُس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ ۴۴۵ ص

سوائے اس امر کے کہ فلسفہ کی کتابین جنکو عربون نے اپنی زبان مین یونانی سے ترجمہ کیا تھا اُن کتابون مین بسبب مترجمین کے جہل کے فساد تھا کیونکہ یونانی زبان اس زمانہ مین متروک ہوگئی تھی اسی وجہ سے بعض نے ارسطو کی کتابون مین کچھ امور اضافہ کردئے تھے جو اصل مین غیر موجود تھے کیونکہ انہون نے اس فیلسوف کے منشار کو بعض جملون سے نہین سمجھا پس انہون نے اپنی عقل اور ذہانت سے بعض اشیاء کو اختراع کیا اور بعض نے اس امر کو قصداً کیا جیسے کہ ابن سینا چنانچہ اس امر کی طرف اُس کے ترجمہ (حالات) مین اشارہ کیا گیا ہے اور اسی سبب سے اس یونانی فلاسفر کی تعلیم اُن مین فاسد ہوگئی تھی۔ جب افرنجیون نے ان کتابون کو عربی زبان سے لاطینی زبان مین اسی خرابی اور فساد کی حالت سے نقل کیا جیسا کہ پہلے یونانی زبان سے عربی زبان مین نقل کیا گیا تھا تو اب دونون کے مقابلہ سے معلوم ہوا کہ یہ ایک دوسری ہی قسم کی تعلیم ہے جو ارسطو کی طرف منسوب کی جاتی ہے اور یہ تعلیم اُسکی اصلی تعلیم سے بہت ہی جدا ہے اس لئے کہ اس مین دو وجہ سے فساد پیدا ہوا۔

پہلی وجہ پہلے مترجمین کا جہل ہے۔

صـ۴۴۶ دوسری وجہ ابن سینا مذکور سے ہوئی۔ اور یہ تعلیم یورپ مین اسی فاسد حالت پر کئی صدیون تک رہی یہانتک کہ مدینہ قسطنطنیہ کو ۸۵۷ھ ہم ۱۴۵۳ء مین آل عثمان نے فتح کیا اور اس وقت بہت سے یونانی علماء اٹلی وغیرہ یورپ کے دیگر ممالک کو بھاگ کر چلے گئے اور وہ وہان متوطن ہوگئے اور وہ اپنے ساتھ ارسطو کے فلسفہ کی تمام کتابون کے نسخون کو لیتے گئے اور اس وقت لاطینی زبان مین نہایت تدقیق سے اُن کا ترجمہ ہوا اور اس وجہ سے لاطینی زبان کی ترجمہ شدہ کتابین بہ نسبت ابن سینا مذکور کے زیادہ صحیح ہوگئین اور اسطرح سے افرنجیون نے ارسطو کے فلسفہ کو اور اسکی حقیقت کو اچھی طرح سے جانا اور اُسین یونانی۔ رومی اور عربی کتابون کو جمع کرنا شروع کیا جسکی بدولت اُن کو آج علوم و معارف عقلی اور نظری کی ریاست حاصل ہے اور اب وہ ہر ایک اعلیٰ حقیقت کے لئے مصدر بنے ہوئے ہین اور ہر ایک علمی طریقہ مین اُن کو کمال حاصل ہے۔

لیکن اہل عرب مین ان مدارس مین سے کوئی مدرسہ جسکا ہم نے ذکر کیا ہے باقی نہین رہا جنکو انہون نے قائم کیا تھا بس گویا اُنکی علمی دولت اُنکی سلطنت کے ساتھ وابستہ[1] تھی اور جب انہون نے اپنی سلطنت کو کھو دیا تو اُس کے ساتھ انہون نے ان علوم و معارف کو بھی کھو دیا لیکن اُنکی سلطنت خواہ وہ ممالک مغرب کی ہو یا مشرق کی بالکلیہ جاتی نہین رہی مگر اُنکی دشمنون کی فوجون نے اُن مدارس کو منہدم کر دیا اور انہون نے اپنی حسد کی آگ ان مدارس مین لگادی۔

صاحب مقتطف کہتا ہے کہ اندلس کے مدارس کچھ زیادہ زمانہ تک نہین رہے چنانچہ سعید بن احمد روایت کرتا ہے کہ منصور[2] نے ان مین سے اکثر کو تلف کر دیا اسیطرح جب اسپین والون نے ان ممالک کو فتح کیا اور عربون کے قبضہ سے چھڑایا جیسا کہ بعض مولفین کا بیان ہے تو کردینال نے جسکا نام شیمنز تھا ۸۹۸ھ ہم ۱۴۹۲ء مین عربون پر غلبہ پاکر مدینہ غرناطہ کے میدان مین اسّی ہزار (۸۰۰۰۰) کتابون کے جلانے کا حکم دیا۔ اور سعید بن احمد ایک اسپین کے مورخ سے جسکا نام ربلس ہے نقل کرکے کہتا ہے کہ اہل اسپین نے دس لاکھ پانچہزار مجلد کتابون کو فنا کیا جو خاص عربون کے قلم کی لکھی ہوئی تھین اور یہ وہ کتابین تھین جنکو وہ سلطان مراکش کے ملک پر چڑھائی کرکے تین کشتیان بھر کر لے گئے تھے اور یہ سب عربی ضخیم کتابین تھین اور ان کتابون کو وہ قصر اسکوریال مین ۱۶۷۱ء

---

[1] یہ امر عربون کے ساتھ مخصوص نہین ہے کیونکہ جب کسی قوم پر ادبار آتا ہے اور اُسکی سلطنت تباہ ہوتی ہے تو اُسکے ساتھ اُسکے علوم و فنون اور تمام صناعیان وغیرہ برباد ہوجاتی ہین۔ مترجم

[2] سعید بن احمد شاید ملک مؤید کا وزیر ہوگا۔ مولف

صہ ۴۴۷

سنہ ۱۰۸۳ء تک ڈالتے رہے تھے جب اسمین آگ لگی تو تین ربع کتابین جل گئین اور اسمین سے صرف ایک ربع بچ گئین اور یہ اس وقت بچی ہین جبکہ وہ اپنی غفلت سے خبردار ہوئے۔ پھر انہون نے طرابلس کے ایک شخص ماروتی کو جسکو مخایئل کہتے تھے یہ کتابین تفویض کین۔ اسنے اُن مین سے ایک ہزار آٹھ سو اکیاون کتابون کے نام لکھدیے۔ اس بیان سے ظاہر ایسا بات معلوم ہوتی ہے کہ کتابون کی یہ تعداد جسکی طرف صاحب مقتطف نے اشارہ کیا ہے یہ وہ کتابین ہین کہ جنکی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ اس زمانہ تک سلطانی خزانہ مین عربون کی کتابون سے محفوظ ہین۔

اس سے چند صدیان پیشتر جب کہ ہولاکو پادشاہ تتار نے سنہ ۶۵۶ھ م ۱۲۵۸ء مین بغداد کو مستعصم عباسی کے ہاتھ سے چھڑا کر فتح کیا تو اسنے اُن مدارس کو جو اس شہر مین تھے ویران کر دیا اور اُن مین جو نفیس کتابین تھین اُن کو نہر دجلہ مین ڈلوا دیا۔

قوم عرب کی تباہی اور پریشانی مین اور ایک زمانہ دراز مین اُن کو جو چیز حاصل ہوئی تھی اُس کے چھنے جانے اور برباد ہونے مین افرنجیون کے ہاتھون نے قبل اس کے کہ وہ علوم کی طرف متوجہ ہون اور اضافہ کیا۔ جب وہ ان علوم سے بحث کرنے لگے تو بلاد مشرق سے اپنے ملک کو ان کے لیجانے مین کوشش کرنے لگے چنانچہ اس زمانہ تک بھی اُنکی یہ کوشش جاری ہے کہ وہ جو کچھ ان قیمتی مکاتب (کتب خانون) سے بچی ہوئی پاتے ہین اپنے ملک کو لیجاتے ہین اور انہون نے بڑے بڑے شہرون کے مدارس اور مکاتب کو لوٹ کر خالی کر دیا۔ اور اب ہمارا حال جس کے بیان کے ہم درپے ہین یہ ہے کہ اگر ہم مین سے کسی کے پاس کوئی چیز بعض کتبتات سے پائی جاتی ہے تو وہ یا تو کتب لغت کا سرمایہ ہے یا ایسی کتابین ہین جو امور دینی سے متعلق ہین اور اکثر کتابین تو بے جلد ہین اور بعض کے نزدیک جو ہین بھی تو وہ اس سے زیادہ نہین ہین کہ وہ کیڑون کا خوراک ہون یعنے ایسی حالت مین ہین کہ اُن سے کوئی نفع اٹھایا نہین جا سکتا اور مدارس مین سے کسی کا نام و نشان باقی نہین رہا البتہ مصر مین ایک مدرسہ جامع ازہر موجود ہے جس کا ذکر اوپر گزر چکا ہے اس مین بھی کوئی نادر کتابین نہین ہین اور ان علوم کی حالت جو پڑھائے جاتے ہین یہ ہے کہ اس مین وہی شرعی علوم پڑھائے جاتے ہین یا وہ علوم پڑھائے جاتے ہین جو لغت عربی کی حفاظت کے متعلق ہین چنانچہ آغاز فصل مین اسکی طرف اشارہ کیا گیا ہے ۔

خاتمہ

خلفاء اور سلاطین کے نوابوں وغیرہ کی سن جلوس کی تاریخوں کا بیان

جناب رسالت مآب صلعم کی وفات کے بعد ۱۱ سنہ ۱ م سنہ ۶۳۲ ع مین خلافت کے لئے ابوبکر صدیق رض کا انتخاب ہوا۔
اُن کے بعد عمر بن الخطاب رض ۱۳ سنہ ۱ م سنہ ۶۳۴ ع مین خلیفہ ہوئے اور بارہ سال چھ ماہ کی خلافت کے بعد وہ قتل (شہید) ہوئے۔
اُن کے بعد ۲۳ سنہ ۱ م سنہ ۶۴۴ ع مین عثمان بن عفان رض جانشین ہوئے وہ بھی بارہ برس حکومت کرنے کے بعد قتل (شہید) ہوئے۔
ان کے بعد علی بن ابی طالب رض ۳۵ سنہ ۱ م سنہ ۶۵۶ ع مین خلیفہ ہوئے چار سال دو ماہ کی خلافت کے بعد یہ بھی قتل (شہید) ہوئے۔
ان کے بعد ان کے فرزند حسن رض سنہ ۴۰ سنہ ۱ م سنہ ۶۶۱ ع مین خلیفہ ہوئے اور چھ ماہ تک سریر آرائے خلافت رہے۔ اس کے بعد خلافت بنی امیہ مین منتقل ہوگئی اور اس وقت سے خلافت امر موروثی ہوگئی کیونکہ اس سے پہلے خلافت عوام کے انتخاب پر ہوتی رہی تھی۔ اور پھر اموی خلیفون کے ہاتھ مین پندرہ پشت تک رہی جو یکے بعد دیگرے خلیفہ ہوتے رہے۔ ان کی سلطنت بہت وسیع اور پھیلی ہوئی تھی چنانچہ مصر حجاز۔ ہند۔ چین۔ خراسان اور مشرق اور افریقہ اور اندلس اور تمام علاقہ جات اسلام مین پھیلی ہوئی تھی اور ان کا تخت گاہ دمشق مین ملک شام مین تھا۔
بنی امیہ مین پہلے خلیفہ معاویہ بن ابی سفیان ہین سنہ ۴۱ سنہ ۱ م سنہ ۶۶۱ ع مین خلیفہ ہوئے اور بیس سال کی حکومت کے بعد انکی وفات ہوئی۔
ان کے بعد ان کا بیٹا یزید سنہ ۶۰ سنہ ۱ م سنہ ۶۸۰ ع مین حاکم ہوا اور ساڑھے تین برس حکومت کرکے مرگیا۔ ص ۴۴۹
تیسرا شخص معاویہ بن یزید ہے سنہ ۶۴ سنہ ۱ م سنہ ۶۸۳ ع مین خلیفہ ہوا اور نوے (۹۰) روز کے بعد خلافت سے دست بردار ہوا۔
چوتھے شخص عبداللہ بن الزبیر ہین سنہ ۶۴ سنہ ۱ م سنہ ۶۸۳ ع مین حجاز اور عراق کے حاکم ہوئے اور نو سال کے بعد قتل ہوئے۔
پانچوان شخص مروان بن الحکم ہے اور یہ شخص مروانیون مین پہلا بادشاہ ہے سنہ ۶۴ سنہ ۱ م سنہ ۶۸۳ ع مین

شام اور مصر پر حاکم ہوا اور آٹھ مہینے دس دن کے بعد اسی کے لوگون نے غدر سے اسکو قتل کیا۔
اس کے بعد اسکا بیٹا عبد الملک ۶۵ھ م ۶۸۴ء مین حاکم ہوا لیکن اسکی خلافت صحیح اور کامل نہین ہوئی جبتک کہ ابن الزبیر قتل نہین ہوئے پھر وہ قریب تیرہ برس کے بعد مر گیا۔
پھر اس کا بیٹا ولید ۸۶ھ م ۷۰۵ء مین حاکم ہوا اور دمیران مین نو برس کے بعد مر گیا۔
اس کے بعد اسکا بھائی سلیمان ۹۶ھ م ۷۱۴ء مین حاکم ہوا اور مقام مرج دابق مین دو سال آٹھ مہینے حکومت کر کے مر گیا۔
اس کے بعد عمر بن عبد العزیز ۹۹ھ م ۷۱۷ء مین خلیفہ ہوئے اور دو برس تین مہینے کے بعد مقام دیر سمعان مین جو ارض حمص مین ہے مسموم ہو کر انتقال فرمایا۔
ان کے بعد یزید بن عبد الملک ۱۰۱ھ م ۷۱۹ء مین حاکم ہوا اس کے زمانہ مین آل مہلب فنا اور تباہ ہو گئی جس کا ذکر چھٹے مقالہ کی پہلی فصل مین ہوا ہے اس نے چار سال حکومت کی اور حوران مین مر گیا۔
اس کے بعد اسکا بھائی ہشام ۱۰۵ھ م ۷۲۴ء مین حاکم ہوا اور رصافہ مین جو ارض شام مین آباد کیا گیا تھا بیس سال حکومت کر کے مر گیا۔
اس کے بعد ولید بن یزید بن عبد الملک ۱۲۵ھ م ۷۴۳ء مین حاکم ہوا اور ایک سال کی حکومت کے بعد مر گیا۔ حد ۵۰ ۴
اس کا بیٹا یزید ۱۲۶ھ م ۷۴۳ء مین حاکم ہوا اور پانچ مہینے کچھ دنون حکومت کی اور طاعون مین مبتلا ہو کر مرا۔
اس کے بعد مروان بن محمد بن مروان ۱۲۷ھ م ۷۴۴ء مین حاکم ہوا یہ شخص خلفائے بنی امیہ مین آخری ہوا ہے اور پانچ برس حکومت کرنے کے بعد قریہ بوصیر مین قتل ہوا اور اس کے بعد خلافت عباسیون مین منتقل ہو گئی
عباسیون کا پہلا خلیفہ جنکی طرف اشارہ کیا گیا ہے عبد اللہ السفاح ہوا ہے ۱۳۲ھ م ۷۴۹ء مین خلیفہ ہوا پھر سفاح بنی امیہ کو تباہ اور فنا کرنے لگا جیسا کہ اس امر کی طرف پانچوین مقالہ کی پہلی فصل مین اشارہ کیا گیا ہے۔
حکایت کی جاتی ہے کہ بعد اس کے کہ اسنے مروان بن محمد بن مروان مذکور کو قتل کر کے تخت خلافت پر بیٹھا اور اس نے اپنے مین اور بنی امیہ مین صلح کرنے کی نسبت ایک دعوت ولیمہ قرار دی اس کے حلم کے سبب سو انہون نے دھوکہ کہا یا اس دعوت مین ان مین سے (اسی) امیر جمع ہوئے اور اس دعوت مین وہ سب کے سب قتل ہوئے ان مین سے صرف عبد الرحمن الداخل اور اس کا باپ جو کہ مروان اول کی نسل سے تھے بچ گئے اور وہ بھاگ کر مصر کو گیا اور وہان سے برقہ پہونچا اور برقہ سے بلدہ کو گیا جسکو کہ طاہرت بھی کہتے ہین اور بلدہ طاہرت کا ذکر قریب مین آئے گا۔ اس کارروائی کے بعد مشار الیہ سفاح نے حکم دیا کہ ان مقتولین کی لاشون پر ایک فرش بچھایا جائے اور اسپر بیٹھکر اس نے کھانا کھایا اور یہ کہتا گیا کہ اس نے اپنی مدت عمر مین اس سے زیادہ لذیذ کھانا کبھی نہین کھایا

چار سال کے بعد اسکی بھی وفات ہوئی۔

اس کے بعد اس کا بھائی ابو جعفر عبد اللہ منصور ۱۳۶ھ م ۷۵۴ء مین خلیفہ ہوا اُسنے تخت خلافت کو بغداد مین منتقل کیا اور اپنی خلافت مین اسنے بغداد کی بناڈالی۔

عبد الرحمن داخل مذکور ایک قریہ مین جسکا نام طاہر تھا پہونچا اور یہ قریہ بلاد مغرب کے علاقہ کا تھا کیونکہ اسکی ماں یہین کے ایک قبیلہ کی تھی اور اسکو نفیہ کہتے تھے یہان یہ قبیلہ آباد ہوا اور عبد الرحمن داخل کے پاس بہت سے قبیلہ جمع ہوگئے اُسنے امیر یوسف سے جو بنی عباسیون کا اندلس پر ایک عامل تھا جنگ کی اور ۱۳۸ھ م ۷۵۵ء مین اُسپر قابض ہوگیا اور یہ ملک اور سلطنت اُس کے لئے اور اُس کے بعد کے خلفاء کے لئے ایک مستقل سلطنت ہوگئی یہان تک کہ ۱۲۶۷ھ م ۱۴۸۶ء مین ان مین اور بربریون مین جو خانگین ہوئین اُن مین ان کا خاتمہ ہوا اور یہ زمانہ قادر باللہ عباسی کا تھا۔ اور اس وقت طوائف الملوکی نے اس سلطنت کو توڑ دیا تھا کیونکہ ہر ایک شخص (عامل) ملک کے ایک ایک قطعہ پر قابض اور متصرف ہوگیا اور اس سبب سے علوم وفنون کا بڑا حصہ مٹ گیا جس کو کہ اس دولت نے ایک ایک چیز کرکے جمع کیا تھا یہان تک کہ بلاد اندلس سے اہل عرب بالکل نکال دئے گئے اور وہان کے اصلی باشندے پادشاہ فرڈیننڈ اور اُسکی زوجہ ملکہ ایزابلا (ایلزبیتھ) کے ہاتھ پر ۸۹۷ھ م ۱۴۹۲ء مین اس ملک پر قابض اور متصرف ہوگئے۔ ص ۴۵۱

اس جدید خلافت کا ظہور شوکت عرب کے ضعف کا مبدا رہوا کیونکہ اس کے سبب سے عربون کی قوت دو خلافتون مین جو ایک دوسری کی دشمن تھی منقسم ہوگئی جنمین سے ہر ایک کو دوسرے سے انتقام کا خیال رہا کیا مگر اُن کو اس کا موقع نہین ملا۔ کیونکہ مشرقی عباسی خلفاء نے اندلسی اموی خلفاء سے آدمیون (فوج) سے کوئی مدد نہین لی اسیطرح خلفاء اندلس نے خلفاء عباسیہ سے کسی قسم کی مالی مدد نہین چاہی۔

بنی امیہ کے اندلس کے بادشاہون اور اُنکے خلفاء کے نام اور تاریخ جلوس کی جدول

سنہ ہجری	سنہ عیسوی	اسمار
۱۳۸	۷۵۵	عبد الرحمن الداخل اسنے شرقی بیعت کا احترام کیا اور اپنے کو خلیفہ کے لقب سے ملقب نہین کیا
۱۷۲	۷۸۸	اُسکا بیٹا ہشام۔
۱۸۰	۷۹۶	حکم بن ہشام۔
۲۰۶	۸۲۱	اُسکا بیٹا عبد الرحمن اوسط۔

سنہ ہجری	سنہ عیسوی	اسمار سلاطین
۲۳۸	۸۵۲	محمد بن عبد الرحمٰن مذکور۔
۲۷۳	۸۸۶	اُس کا بیٹا منذر۔
۲۷۵	۸۸۷	عبید اللہ منذر مذکور کا بھائی۔
۳۰۰	۹۱۲	اُس کا پوتا عبد الرحمن اسکو امیر المؤمنین کہتے تھے اور اُسکا لقب ناصر لدین اللہ تھا۔
۳۵۰	۹۶۱	حکم بن ناصر جسکا لقب مستنصر ہے۔
۳۶۶	۹۷۶	اُس کا بیٹا ہشام جسکا لقب مؤید ہے یہ خلیفہ اپنی کل مدت خلافت مین اپنے وزیر منصور بن ابی عامر سے دبا ہوا رہا اور یہ منصور آخر مین خود مستقل بادشاہ ہوگیا اور اپنا لقب حاجب منصور قرار دیا ۳۷۴ھ م ۹۸۴ء مین اسکی وفات ہوئی۔ اس کے بعد اس کا بھائی مظفر ہوا۔ پھر اسکا بیٹا عبد الرحمن منصور ہوا اور یہ عبد الرحمن اور اُسکا چچا مظفر مذکور خلیفہ مؤید مشار الیہ کو روک دیا یعنے اُسکو سلطنت کے کامون مین بیدخل کردیا اور آخر کار اُس کو اس بات پر مجبور کیا کہ وہ اُسکو یہ عہدہ دیدیوے پس اُسنے اس مضمون کا ایک صک (اقرار نامہ) لکھدیا اور اُسکو اپنے ہاتھ کی بیعت دیدی یعنے بیعت کا کام اُس کے سپرد کردیا اسپر اُس کے خاندان والے جو اموی اور قریشی تھے ناراض ہوئے اور یہ مؤید مذکور کو خلافت سے علیحدہ کردیا اور محمد بن ہشام بن عبد الجبار ابن امیر المؤمنین ناصر سے بیعت کی اور اسکو مہدی کے لقب سے ملقب کیا ۳۹۹ھ م ۱۰۰۸ء مین اسکی وفات ہوئی اور اس سبب سے دونون فریقون مین جنگ ہوئی یہان تک کہ اس سلطنت کے ٹکڑے ہوگئے اور یہ کام افریقیون کے غلبہ پر منتہی ہوا جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اب ہم پھر اُس امر کی طرف رجوع کرتے ہین جسکا ہم ذکر کر رہے تھے

صہ ۴۵۲

جب مکہ کے قریب بائیس سال حکومت کے بعد ابو جعفر منصور عباسی مشار الیہ کی وفات ہوئی تو اُسکا بیٹا مہدی ۱۵۸ھ م ۷۷۴ء مین خلیفہ ہوا اور دس برس کے بعد اسکی وفات ہوئی۔

اس کے بعد اس کا بیٹا موسیٰ الہادی ۱۶۹ھ م ۷۸۵ء مین خلیفہ ہوا اور ایک برس تین مہینے کے بعد اُسکی وفات ہوئی۔

اس کے بعد اسکا بھائی ہارون رشید ۱۷۰ھ م ۷۸۶ء مین خلیفہ ہوا یہ وہ خلیفہ ہے جس نے برمکیون کو تباہ و پریشان

کر دیا جسکا ذکر اپنے مقام پر اس کتاب مین گزر چکا ہے تیئیس سالہ حکومت کے بعد قریہ طوس مین اسکی وفات ہوئی۔
اُس کے بعد اُسکا بیٹا محمد امین ۱۹۳ھ م ۸۰۸ء مین خلیفہ ہوا قرآن کے مخلوق ہونے پر اسکا اعتقاد تھا اُسکے بھائی
جو اُس کے بعد خلیفہ ہوئے اُنھون نے اس اعتقاد مین اُسکی پیروی کی۔ یہ ایسی بدعت تھی کہ اس کے سبب سے وبال ص ۴۵۳
عظیم نمودار ہوا اور اسلام مین ہزارون خون ہوئے چار سال دو ماہ کے بعد محمد امین قتل کیا گیا۔
اس کے بعد اسکا بھائی مامون عبد اللہ بن الرشید ۱۹۸ھ م ۸۱۳ء مین خلیفہ ہوا اور بیس سالہ خلافت کے بعد
بلاد روم مین اسکی وفات ہوئی۔
اس کے بعد اس کا بھائی معتصم باللہ محمد ۲۱۸ھ م ۸۳۳ء مین خلیفہ ہوا اور نو سالہ حکومت کے بعد اُس کی
وفات ہوئی۔
اس کے بعد اس کا بیٹا ہرون واثق ۲۲۷ھ م ۸۴۲ء مین خلیفہ ہوا اور بعد چھ برس کے اسکی وفات ہوئی۔
اس کے عوض مین اسکا بھائی جعفر متوکل علی اللہ ۲۳۲ھ م ۸۴۷ء مین خلیفہ ہوا اُسنے تخت خلافت کو بغداد سے
شام مین لے جانا چاہا مگر یہ کام اُس سے بن نہ سکا آخر مین اُس کے بیٹے نے اُس کو مجبور کر دیا اور رکمر سے اُس کو چار
سال کے بعد قتل کیا۔
اُس کے بعد اُس کا بیٹا منتصر باللہ ۲۴۷ھ م ۸۴۷ء مین خلیفہ ہوا اور تین مہینے کے بعد اسکی وفات ہوئی
اس کے مستعین باللہ احمد بن محمد بن معتصم ۲۴۸ھ م ۸۶۲ء مین خلیفہ ہوا۔ اس کے زمانہ مین بغداد مین ترکون
کی قوت بڑھ گئی ان مین اور عام لوگون مین خصومت پیدا ہوئی اور لڑائیان ہوئین خلیفہ نے اپنے کو خلافت سے
الگ کر لیا اور چار سال کی خلافت کے بعد قتل کیا گیا۔
اس کے عوض مین معتز باللہ محمد بن المتوکل ۲۵۲ھ م ۸۶۶ء مین خلیفہ ہوا۔ بعد اس کے کہ اُس نے بہت سے خطرات کو
اپنی مدت خلافت مین مشاہدہ کیا اُس نے اپنے کو خلافت سے علٰحدہ کر لیا اور وہ اس مدت مین جیل مین رہا اور اُسکی
مدت خلافت سات ہے چار سال سے زیادہ نہین ہے۔ اس کے زمانہ مین ملک مصر مین احمد بن طولون مستقل حاکم ہو گیا
اور زمانہ اسلام مین ملک مصر کا یہ پہلا سلطان ہے۔ اس سے قبل وہان خلفائے راشدین اور بنی امیہ کی طرف سے
عامل رہتے تھے۔ مصر وغیرہ پر یہ سلطان قابض اور متسلط ہو گیا لیکن اُسنے خلافت کا دعوی نہین کیا بلکہ وہ
اپنے کو خلیفہ کا نائب خیال کرتا تھا یہ واقعہ ۲۵۴ھ م ۸۶۸ء کا ہے۔ اُسنے اپنے لئے اور دیگر خلفاء کیلئے یہان ایک
مستقل سلطنت قائم کی جو مکتفی باللہ عباسی کی خلافت کے زمانہ تک تقریباً بتیس برس وہ مستقل حاکم رہے۔

اُن کے نامون اور تاریخ جلوس کا یہ تختہ ہے

سنہ ہجری	سنہ عیسوی	اسماء
۲۵۴	۸۶۸	احمد بن طولون مذکور۔
۲۷۰	۸۸۳	اُس کا بیٹا ابوالجیش خمارویہ۔
۲۸۲	۸۹۵	ابوموسیٰ ہارون بن خمارویہ۔ اس سلطان نے نو برس حکومت کی پھر اُسکو اُس کے دونوں چچاؤں نے یعنے احمد بن طولون کے دونوں بیٹوں نے قتل کیا اُس کے بعد ابوالمغازی شیبان نے دس دن حکومت کی اور قتل ہوا اور اسی پر اُنکی دولت ختم ہوگئی اور پھر مصر بنی خلیفہ راضی کی خلافت تک عباسیوں کا تصرف رہا۔

تاکہ اس کتاب کے پڑھنے والے کو اس بات کا وہم پیدا نہ ہو کہ اس جیسی مدت تک اُن کی سلطنت کو جس سے مراد خلافت کی نائبی ہے کوئی چیز نقصان نہیں پہونچاتی ہے تو اس وہم کے رفع کرنے کے لئے کہ خلفائے سنار الیہم کی اس ظاہری اطاعت کی کیفیت توضیح سے اس امر کی مقتضی ہے اور وہ یہ ہے کہ بنی عباس جو ہاشمی المذہب تھے وہ اُس فرقہ سے ہیں جو کیسانیہ کے نام سے مشہور ہے لیکن انہوں نے اخیر میں اس امر کو بنظر ضعف شوکت اُن لوگوں کے جو اس بات کا دعوی کرتے ہیں کہ امامت اور خلافت قریشی نسب میں منحصر اور اُسی کے ساتھ مخصوص ہے ترک کر دیا کیونکہ اس صورت میں آرا رکی نوعیت میں بڑی کثرت ہوجاتی ہے اور فرقوں کی تعداد بڑھ جاتی ہے۔ پس اسی سبب سے اس شاہی خاندان میں پراگندگی ہوگئی اور اُس کے انصار پریشان ہوگئے اور اُسکی شوکت مطلقاً باقی نہیں رہی جب اُنہوں نے اس بات کے عجز کو محسوس کیا کہ جو بلاد اُن کے ہاتھوں میں باقی ہیں اُنکی محافظت نہیں ہوسکیگی چہ جائیکہ سلطنت اسلامیہ کے دائرہ میں اور وسعت کی جاسکے تو اُنہوں نے عام طور پر سلطنت مطلقہ کو عام اور مباح کر دیا اور رؤسائے خاندان کے غازیوں کو پورا استقلال دیدیا جیسے کرد اور ترک وغیرہ اُن کو یہ اختیار دیا کہ وہ اجنبی ممالک کو فتح کریں اُنمیں وہ خود مختار ہونگے اور اُن کو سلاطین کا لقب بھی دیا اور انہوں نے اس بات کو غنیمت جانا کہ ہم اُنکی صرف زبانی سرداری کو لیے حکومت کو مان لیں اور جمعہ کے دن مسجد کے منبروں پر خطبوں میں اُن کے لئے دعا کر دیں اور سکہ رائج الوقت پر اُن کا نام تہیہ بھی کرا دیں۔ ابتدا میں یہ امر فتوحات اسلامیہ میں نہایت مفید تھا کیونکہ ان خلفا کے ضعف کے زمانہ میں سلطنت کے بڑھانے میں اس سے زیادہ اور کوئی مفید تدبیر نہیں تھی اس لئے کہ یہ غازی لوگ جو اُنکی حدود مملکت میں متوطن تھے اپنے آس پاس والوں سے لڑنے لگے اور ملک پر ملک فتح کرنے اور اُن پر آپ کو اور اپنی اولاد کو قابض کرنے لگے اور اس کام میں وہ اپنی

کوششون کو غیرت اور حمیت سے جان توڑ کر صرف کرنے لگے تاہم اس صورت سے اُن کو بہت کم غلبہ حاصل ہوا
اور اسی وجہ سے یہ استقلال بحالت خود آخر تک اُنکی مملکت کے عمال کی ذاتون تک رہا گو وہ غیرون کو ان ممالک پر
تسلط اور قابض ہونے دین مثلاً باہر سے کوئی صلیبی افرنجی نہ آنے پائین اور ملک کے اندر کوئی رقیب وعویدار
سر نہ اُٹھائین اور اس امر سے بہت سی حکومتون مین کہ اُن کے حاکم اپنے ذاتی استقلال اور تمتع مین مائل ہوئے ۴۵۵ھ
کئی امور فتح ہوگئے اور اس مقام پر اُن تفاصیل کا ذکر کرنا واجب نہین ہے جو کہ تاریخی کتابون مین نہایت وضاحت
سے بیان ہوئے ہین بلکہ جو امر ضروری ہے وہ یہ ہے اور یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس امر کو بہت قوت اور ترقی ہوئی
یہان تک کہ سلاطین خوارزم اور موصل کے اتابک[1] اور فارس کے اتابک اور ایوبی اور ترک مصر مین اور نیز
ایوبی حلب کردستان بعلبک یمن حماۃ اور حمص مین اور چنگیزی مقام مغول مین اور سلجوقی قونیہ مین اور
خوارزمی دیار بکر مین اور بنو رسول اور شرفائے مکہ اور ملوک خراسان وغیرہ اپنی اپنی جگہون پر متصرف ہوگئے
حاصل یہ ہے کہ خلفائے عباسیون کی ان وسیع اراضی مین کوئی حکومت باقی نہین رہی جو کہ قبل ازین اُن کے
قبض وتصرف مین تھی بلکہ خود شہر بغداد اور اس کے حوالی مین بھی اُن کے لئے کوئی امر باقی نہین رہا یعنے اُنکو اسکی
حفاظت بھی دشوار ہوگئی جیسا کہ یہ امر آیندہ کے بیان سے بخوبی ظاہر ہوگا۔ اب ہم اُس امر کی طرف رجوع کرتے ہین
جس کے ہم درپے ہین۔

مقتفی کے بعد مہتدی باللہ محمد بن واثق ۲۵۵ھ م ۸۶۹ء مین خلیفہ ہوا اسکو حکومت کرتے ہوئے پورا ایک سال
بھی نہین ہوا تھا کہ ترک نے اسکو تخت خلافت سے اُتار دیا اور اس کے بعد اسکو قتل بھی کر ڈالا۔

اس کے بعد معتمد باللہ احمد بن المتوکل ۲۵۶ھ م ۸۷۰ء مین خلیفہ ہوا اور پینتیس[35] سال تک حکومت کرکے مرگیا
اس کے زمانہ مین قرامطہ کا ظہور ہوا جنہون نے عباسیون کو تمام بلاد مشرق مین پریشان کر دیا جو کہ اُنکے
ماتحت ریاستین تھین اور اسوقت سے اُنکی سلطنت مین بہت ضعف اور انحطاط آگیا۔

اس کے بعد معتضد باللہ احمد بن الموفق ۲۷۹ھ م ۸۹۲ء مین خلیفہ ہوا چھ سال دو ماہ حکومت کرنے کے
بعد اسکی وفات ہوئی۔

اس کے بعد اسکا بھائی مکتفی باللہ جعفر ۲۸۹ھ م ۹۰۲ء مین خلیفہ ہوا اور چوبیس[24] سال کچھ ماہ خلیفہ رہا
اور بغداد ہی مین قتل ہوا اس کے زمانہ مین قرامطہ کا زور بڑھ گیا۔ انہون نے بنی عباس کے لئے کچھ مال
مقرر کیا یعنے اُن کو کچھ مال ہر سال بطور وظیفہ دینے لگے اور وہ ہمیشہ اُن کو لوٹتے اور اس سلطنت کے شہر نہین

---

[1] اتابک کے معنی امیر اتراک یعنے ترکیون کے امیر کے ہین۔ مولف

خونریزی کرتے اور حاجیون پر غلبہ پاکر اُن کو بھی لوٹا کرتے اور حجر اسود کو اور باب البیت کو بھی لوٹ لے گئے اس زمانہ
صـ۴۵۶ مین ابوجعفر بن علی الشلمغانی جو ابن عمر اقرکے نام سے مشہور رہے ظاہر ہوا اور یہ شخص فرقہ باطنیہ سے تھا جو نبوت کا
دعوی کرتا تھا۔ اس اعتقاد مین حسین بن قسم بن عبد اللہ بن سلیمان بن وہب خلیفہ مشار الیہ کا وزیر اُسکا پیرو ہوا
اور اس کے ساتھ ایک جماعت بھی پیرو ہوگئی اور جب اُن سے اسکی دلیل چاہی گئی تو وہ بھاگ گئے اُسنے
اُس کے عوض مین ابن مقلہ مشہور خوشنویس یعنی موجد خط کو اپنا وزیر بنایا۔

اور جب یہ حال تھا تو ابو عبد اللہ شیعی پیدا ہوا اور اُسنے قیروان مین جو بلاد افریقہ سے ہے جنگ شروع کی
اور وہان علوی خلافت قائم کی اور اس وقت سے عباسی اپنا سامان اُٹھانے لگے آخرکار ایوبی کردیون سے
جو مصر مین عباسی حکومت کے ماتحت تھے ان کا خاتمہ ہوا۔ اب ہم علوی۔ فاطمی اور عبیدی خلفاء کے نام بیان
کرتے ہین۔

سنہ ہجری	سنہ عیسوی	افریقہ کے خلفاء کے نام کا تختہ
۲۹۷	۹۰۹	عبد اللہ مہدی۔
۳۲۲	۹۳۳	اُس کا بیٹا ابو القاسم محمد القائم بامر اللہ۔
۳۳۴	۹۴۵	اسمعیل منصور بن القائم۔
		مصر کے خلفاء کے نام کا تختہ
۳۴۱	۹۵۲	اُسکا بیٹا معد المعز لدین اللہ فاتح مصر جو بنی عباس سے تھا۔
۳۶۵	۹۷۵	العزیز باللہ ابو النصر نزار بن المعز۔
۳۸۶	۹۹۶	اُسکا بیٹا حاکم بامر ہ ابو علی منصور صاحب دیانۃ الدروز۔
۴۱۱	۱۰۲۰	الظاہر لاعزاز دین اللہ ابو الحسن علی بن الحاکم فاتح ملک شام۔
۴۲۷	۱۰۳۵	اُسکا بیٹا المستنصر باللہ ابو تمیم بغداد مین اس کے لئے خطبہ پڑھا گیا۔
		بقیہ افریقہ کے خلفاء کے نام کا تختہ
۴۸۷	۱۰۹۴	المستعلی باللہ ابو القاسم احمد بن المستنصر

سنہ ہجری	سنہ عیسوی	اسمار
۴۹۵	۱۱۰۱	اُسکا بیٹا آمر باحکام اللہ ابوعلی منصور۔
۵۲۴	۱۱۲۹	حافظ لدین اللہ عبدالمجید بن محمد بن المستنصر
۵۴۴	۱۱۴۹	اُسکا بیٹا فائز بنصر اللہ عیسی۔
۵۵۵	۱۱۶۰	عاضد لدین اللہ عبداللہ بن یوسف بن الحافظ۔

صـ۴۵۷

جب عاضد مذکور کی وفات ہوئی تو اُسکی زمین یعنے ملک کا اور اُس کے رتبہ کا مالک اُسکا وزیر صلاح الدین یوسف بن ایوب الکردی ہوا اور اُسنے اپنا لقب ملک ناصر قرار دیا اور یہ شخص سنی المذہب تھا اُسنے اپنی سلطنت کو عباسیون کے ماتحت گردانا جیساکہ اور دوسرے سلاطین بنی عباس کو مانتے تھے اُنکی سیادت کو اس نے بھی تسلیم کیا اور پہرور اُنتاُس کے بعد کے خلفا راسی امر پر رہے۔ یہان تک کہ اُن مین ممالیک ازاک یعنی ترکی غلامون کی دولت قائم ہوئی۔ اور مصر مین جو سلاطین کردیون سے ہوئے ہین اُنکا تخمینہ یہ ہے:۔

سنہ ہجری	سنہ عیسوی	اسمار سلاطین
۵۶۷	۱۱۷۱	الناصر صلاح الدین یوسف مذکور ملک شام کا حاکم ہوا اور اُسکو مصر تک بڑہایا اُس کو ایک شخص پر اعتماد تھا جسکو بہاء الدین قراقوش کہتے تھے عام لوگ سمجھے احکام یعنے بدتدبیری اور غلطی مین اسکی مثال دیتے ہین حالانکہ وہ اُن کے خیال اور زعم کے خلاف مین تھا۔
۵۸۹	۱۱۹۳	اُسکا بیٹا عزیز عثمان۔
۵۹۵	۱۱۹۸	المنصور محمد بن عثمان۔
۵۹۶	۱۱۹۹	العادل سیف الدین ابوبکر بن ایوب۔
۶۱۵	۱۲۱۸	اُسکا بیٹا الکامل محمد۔
۶۳۵	۱۲۳۷	العادل ابوبکر بن الکامل۔
۶۳۷	۱۲۳۹	اُسکا بھائی صالح ایوب نجم الدین۔
۶۴۷	۱۲۴۹	ملک معظم توران شاہ اس نے دو مہینے ریاست کی اور قتل ہوگیا اور اُس کے

سنہ ہجری	سنہ عیسوی	اسمار سلاطین
		عوض شجرۃ الدر ملک صالح کی لونڈی تین مہینے حکومت کی اور پھر وہ سلطنت سے علٰحدہ ہوگئی۔
		مصر کے سلاطین ایوبیہ کا تختہ
۶۴۸	۱۲۵۰	ملک اشرف موسیٰ بن یوسف پانچ سال حکومت کرنے کے بعد معزول ہوگیا۔ اس کے بعد دولت ترکیہ کے ممالیک اکراد یعنے کردیوں کے غلام حاکم ہوئے اور یہ اُن کے نامون کا تختہ ہے
		ملوک اتراک کے نامون کا تختہ
۶۵۲	۱۲۵۴	المعز عزالدین ایبک الترکمانی الصالحی۔
۶۵۵	۱۲۵۷	اُسکا بیٹا المنصور علی۔
۶۵۷	۱۲۵۸	مظفر قطز المعزی۔

ظاہر یہ ہے کہ رکن الدین بیبرس العلائی بندقداری وہ شخص ہے کہ اس کے زمانہ مین بغداد کی آخری تباہی خلیفہ مستعصم باللہ بن مستنصر باللہ عباسی کے عہد مین ہوئی جیسا کہ اس کے متعلق آگے بیان آئے گا اور اسی سبب سے ہم کو اس خاندان کے باقی بادشاہون کے جو مصر مین ہوئے ہین پورے نام بیان کرنے کی ضرورت نہین ہے کیونکہ عربون کی دولت ہی اسوقت چلی گئی جو ہماری کتاب کا موضوع ہے بلکہ اب ہم پھر عباسیون کے باقی ماندہ خلفاء کو بیان کرتے ہین۔

مقتدر باللہ عباسی کے بعد اُسکا بھائی قاہر باللہ محمد ۳۲۰ھ م ۹۳۲ء مین خلیفہ ہوا اور ڈیڑھ سال تک حکومت کی اور خلافت سے اُتار دیا گیا اور اندھا بھی کر دیا گیا۔

اس کے بعد اس کا بیٹا راضی باللہ محمد ۳۲۲ھ م ۹۳۳ء مین خلیفہ ہوا اور چھ سال تک حکومت کی۔

اس کے بعد اُس کا بھائی مقتفی باللہ ابراہیم ۳۲۹ھ م ۹۴۰ء مین خلیفہ ہوا اور اس زمانہ مین عباسیون کی حکومت صرف بغداد اور اُس کے قرب وجوار کے علاقہ جات پر باقی رہ گئی تھی بریں ہم اُس کے زمانہ مین یہان کے

صـ۴۵۸

اکابرین فوج کے حکام کے بارہ مین خانہ جنگی ہوئی اور اس سبب سے صرف تین برس اُسنے حکومت کی اور خلافت سے اُتار دیا گیا اور اندھا کر دیا گیا۔

اُس کے بعد مستکفی باللہ عبداللہ بن المکتفی ۳۳۳ھ م ۹۴۴ء مین خلیفہ ہوا اور ایک سال تین مہینے حکومت کی۔ پھر معزالدولہ بن بویہ الدیلمی شیعی نے اُسکو معزول کر دیا اور اُسکی دونون آنکھین اندھی کر دین اور وہ قیدمین مر گیا۔ معزالدولہ مذکور ۳۳۴ھ م ۹۴۵ء مین بغداد آیا اور امیر قابض ہو گیا اور اپنے کو سلطان عراق کے لقب سے ملقب کیا اور وہ ان چھوٹے قطعات پر جو بہت تھوڑے تھے اور جو ان خلفاء کے قبضہ مین تھے غالب اکر قابض ہو گیا۔ عراق کے اطراف و جوانب عمال کے ہاتھون مین تھے۔ خلیفہ کے لئے وزیرون کا مقرر کرنا بھی اسی کے ہاتھ مین تھا سوا اس کے کہ یہ لوگ اپنے سرداروں کے محلات کے امور مین کچھ دخل نہین دیتے تھے اور خلیفہ کیلئے جو امور چھوڑ دئے گئے تھے وہ یہ تھے۔ تخت۔ منبر۔ سکہ۔ مہر۔ جو فرمانون اور قبالون پر کیجاتی تھی اور جب باہر کی سلطنت کے سفراء آتے تھے تو یہ تخت پر جلوس کرتے سلام اور خطاب مین اُنکی تعظیم اور ادب کا خیال رکھا جاتا تھا۔ اور بنی بویہ مذکور اور سلجوقیہ جو ان کے بعد ہوئے اور جن سے احکام سلطنت قائم اور جاری تھے انہون نے اپنا لقب سلطنت رکھا اور اس لقب مین دوسرون کو کسی طرح کی شرکت کی طاقت نہین تھی۔

بنی بویہ مذکورین کی سلطنت قائم ہوئی اور عباسی خلفاء اس خلیفہ کے زمانہ سے پریشان اور پراگندہ ہوئے اور یہ حال قائم بامراللہ کے زمانہ تک رہا جس کا ذکر آگے آتا ہے۔ اور اس کے بعد جب سلجوقیون کی سلطنت ۴۴۷ھ م ۱۰۵۵ء مین قائم ہوئی تو انکا خاتمہ ہو گیا۔ پھر تو خلفاء کی گردن غلامی اور اطاعت کی رسی سے کبھی نہ نکل سکی یہان تک کہ ہلاکو بادشاہ تاتار آیا اور مستعصم باللہ کو قتل کیا اور بغداد کو تباہ کیا اور عباسیون سے اس ملک کو خالی کر دیا۔ سلاطین بنی بویہ جو بغداد اور اُس کے اطراف پر قابض ہوئے اُنکا تختہ یہ ہے۔

سنہ ہجری	سنہ عیسوی	اسمار سلاطین
۳۳۴	۹۴۵	معزالدولہ بن بویہ بغداد کا پہلا سلطان۔
۳۵۵	۹۶۵	اُسکا بیٹا بختیار یعنے الموفق۔
۳۶۷	۹۷۷	عضدالدولہ بن عم بختیار یعنی بختیار کا چچا بہائی منبرون پر بغداد مین اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور اُس کے دروازہ پر پہرہ بیٹھے یہ شخص علماء کا بڑا محب تھا اُسنے اپنے نام سے کتابین بھی تصنیف کین چنانچہ نحو مین ایضاح علم قرارت مین التکملہ علم طب مین

۴۵۹ھ

سنہ ہجری	سنہ عیسوی	اسمار سلاطین
		ملکی اور علم تواریخ مین ناجی۔ اسنے شفاخانہ بھی تعمیرات کرائے اور یلمین ہوائمین اس کے زمانہ مین بیعات یعنی تجارت کی چیزون پر مکوس یعنے محصول چنگی قائم ہوا اور بعض حرفتون یعنے پیشون کو ممنوع کردیا اور سلطنت مین تجارت کو ترقی دی۔
۳۷۲	۹۸۲	صمصام الدولہ بن عضد الدولہ۔
۳۷۶	۹۸۶	اسکا بھائی شرف الدولہ ابوالفوارس۔
۳۷۹	۹۸۹	اسکا بھائی بہار الدولہ۔
۴۰۳	۱۰۱۲	سلطان الدولہ ابوالشجاع بن بہار الدولہ۔
۴۱۳	۱۰۲۲	اسکا بھائی شرف الدولہ ابوعلی۔
۴۱۸	۱۰۲۷	اس کا بھائی جلال الدولہ۔ اس کے زمانہ مین خلافت اور سلطنت بغداد کی جاتی رہی اور اکراد یعنے کردون نے وہان لوٹ مار کی اور فوجی سپاہیون نے خلیفہ کے باغ کو تباہ کیا اور اس کے میوہ توڑ کر کہا گئے اور اہل عرب بغداد کے اطراف مین چلے گئے مگر اطراف وجوانب مین بھی اُن کو امن نہ ملا وہان بھی تباہ ہوئے یہان تک کہ انہون نے عورتون کی لاشون کو قبرون سے نکالا اور انکا سامان اور کفن لے لیا
۴۳۵	۱۰۴۳	ابوکالیجار جلال الدولہ کے بھائی کا بیٹا خلیفہ نے اسکو محی الدولہ کا لقب دیا۔
۴۴۰	۱۰۴۸	اسکا بیٹا ابوالنصر جس کا لقب رحیم تھا۔ اس کے زمانہ مین بغداد مین سنی وشیعہ فرقہ مین بہر فساد ہوا اور فتنہ کی آگ روشن ہوئی اور بڑی خونریزی ہوئی اور بعض محلون اور قبرستانون مین آگ بھی لگادی گئی۔ اس موقع پر ایک شخص آیا جس کو طغرلبک سلجوقی کہتے تھے۔ بلاد روم مین ترکیون کی طرف سے اسنے جنگ کی تھی اور اس لئے یہ شخص غازی تھا۔ ۴۴۷ھ مرم ۱۰۵۵ء مین یہ بغداد آیا اس کے آنے سے عوام مین اور فوج مین خونریزی ہوئی۔ اس نے اس جنگ کو بادشاہ رحیم کی طرف منسوب کیا اور اس کو محروس کرکے قید کردیا۔ اس نے ترک کے اموال کو بغداد سے خالی کردیا یعنے تمام مال واسباب لوٹ لیا اور خود سلطنت پر قابض ہوگیا۔ پھر یہ سلطنت اسکی اور اسکی اولاد اور اسکی قوم کے لئے موروثی ہوگئی انہون نے بغداد کو اپنا دارالسلطنت قرار دیا اور قدیم دارالخلافت بغداد مین اپنا نائب مقرر کیا جسکو وہ بغداد کا شحنہ کہتے تھے

صہ ۴۶۰

اس زمانہ مین بغداد مین ان قیدیون سے جو شخص خلیفہ ہوتا تھا جب اُس کے روبرو بنی بویہ اور سلجوقیہ کے سلطان (بادشاہ) آتے تو اُس خلیفہ کے ہاتھ کو بوسہ دیتے اور مخاطبات مین اُسکا ادب ملحوظ رکھتے اور اُسکی تعظیم مین بڑی کوشش کرتے اور جب چاہتے اُس کو خلافت سے معزول کر دیتے اور اُس کو اندھا کر دیتے یا قتل کر ڈالتے۔ ص۴۶۱

انہین عباسیون مین سے المطیع للہ الفضل بن المقتدر ۳۴۳ھ م ۹۴۶ء مین خلیفہ ہوا اور تیس سال تک خلافت کی اور پھر خلافت سے علٰحدہ کر دیا گیا اسی کے زمانہ مین قرامطہ نے حجر اسود کو پھر مکہ مین لاکر رکھ دیا۔

اس کے بعد الطائع للہ عبد الکریم بن المطیع مشار الیہ ۳۶۳ھ م ۹۷۴ء مین خلیفہ ہوا اور سترہ سال چند ماہ خلافت کی اور پھر بہاء الدولہ دیلمی نے اُسکو تخت خلافت سے اُتار دیا تاکہ اُس کے مال و اسباب کو چھین کر فوج مین صرف کرے:۔

پھر اُس کی جگہ اُسکا چچا قادر باللہ ابو العباس احمد بن المقتدر ۳۸۱ھ م ۹۹۱ء مین خلیفہ ہوا۔ اکتالیس سال حکومت کر کے مر گیا۔

اسکی جگہ اس کا بیٹا القائم بامر اللہ ۴۲۲ھ م ۱۰۳۱ء مین خلیفہ ہوا اور چوالیس سال خلافت کی اور مر گیا۔

اس کے زمانہ مین بغداد سے بنی بویہ کی سلطنت جاتی رہی اور بجائے اُس کے سلجوقیہ خاندان کی سلطنت قائم ہوئی جیسا کہ اسکی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ سلجوقیہ سلجوق کی طرف منسوب ہین جو خانات تتار کے ایک وزیر کا بیٹا تھا۔ بعض مولفات مین یہ لکھا ہے کہ سلجوق مذکور ۴۸۳ھ م ۱۰۹۰ء مین بڑی فوج لیکر آیا اور سمرقند اور بخارا پر قابض ہوا اور اپنی قوم سمیت یہان مسلمان ہوا۔ اُس نے اپنی سلطنت کو مشرق مین حدود چین تک اور مغرب مین اناطولی تک اور سوریا اور مصر کی حدود سے ملا دیا اور غزنویہ کی سلطنت کا خاتمہ انہین سے ہوا۔

جب اہل سلجوق کا تسلط اور قبضہ بغداد پر ہوا تو اس وقت سے عربون مین علوم و فنون کی قدر جاتی رہی۔ علامہ فاضل خیر اللہ افندی مورخ عثمانی نے جو لکھا ہے اُس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہجری پانچوین صدی کے ابتدا سے جس کا زمانہ عیسوی گیارہوین صدی سے مطابق ہے لوگون سے علوم و فنون کا اعتبار جاتا رہا اور آداب و معارف کی کوئی حرمت باقی نہین رہی۔ کیونکہ عربون کی افکار سے یہ امور بالکلیہ جا چکے تھے اس لئے اہل علم مین فتور اور سستی آگئی تھی اور اس زمانہ کے حالات بھی ایسے ہی پریشان کرنے والے تھے۔ مثلاً تاتاری یا رش کے قطرون کی طرح خلفائے عباسیہ کے ممالک پر ہر طرف سے گرتے تھے اور عربون کی سلطنت کی تلاش کرتے تھے اسلئے کہ مشرق اور مغرب کی دونون سلطنتون کے انتظام مین خلل آنے کی سبب سے اُن مین بزدلی پیدا ہو گئی تھی اس زمانہ مین صوفیہ مشایخ مین سے ایک شخص بلاد اندلس مین نکلا جس کو ابن العربی کہتے تھے اُس نے ص۴۶۲

بجائے شیخت کے جبہ کے شاہی لباس زیب بدن کیا اور لوگون کو اقامت حق کی طرف بلانے لگا اور ایک مدت تک اسنے حکومت کی اس کے پیرؤن نے اپنا نام مرابطین رکھا اسیطرح سہل بن سلامۃ الانصاری نے کلام اللہ کو اپنے سینہ پر باندھ لیا اور اس حالت سے بغداد کے عام راستون مین چکر لگاتا تھا اور لوگون کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر عمل کرنے پر راغب کرتا تھا۔ اور مدینہ سوس مین جو افریقہ کے علاقہ کا ایک شہر ہے صوفیون سے شیخ تورزی نکلا اور قبیلہ عمارہ سے بھی ایک شخص نکلا جس کو عباس کہتے تھے اسنے دعوی کیا کہ مین مہدی ہون۔

اس کے بعد ۴۶۵ھ م ۱۰۷۲ء مین المقتدی باللہ عبداللہ بن محمد ابن القائم مشارالیہ خلیفہ ہوا اور اُنیس سال حکومت کرکے مرگیا اس کے زمانہ مین باطنیہ فرقہ ظاہر ہوا جو خونریزی مین بڑا مشہور ہے۔

اسکی جگہ اس کا بیٹا مستظہر باللہ احمد ۴۸۷ھ م ۱۰۹۴ء مین خلیفہ ہوا اور سولہ سال حکومت کرکے مرگیا اس کے زمانہ مین صلیبی اہل فرنج اراضی شام پر قابض ہوئے اور انہون نے انطاکیہ کو فتح کیا اور اپنے امیرون مین سے ایک کو بیت المقدس یعنے اورشلیم پر بادشاہ مقرر کیا۔

پھر ۵۱۸ھ م ۱۱۲۴ء مین اس کا بیٹا مسترشد باللہ الفضل خلیفہ ہوا اور سترہ ۱۷ سال حکومت کی اسکو سلطان مسعود سلجوقی نے مراغہ کے باہر قتل کیا۔

پھر ۵۳۵ھ م ۱۱۴۰ء مین اس کا بیٹا منصور الراشد ایک سال خلیفہ رہا اور قتل کیا گیا۔

پھر ۵۳۶ھ م ۱۱۴۱ء مین مقتفی بامر اللہ محمد بن المستظہر خلیفہ ہوا اور چوبیس سال حکومت کرکے مرگیا۔

اسکے بعد اسکا بیٹا المستنجد باللہ یوسف ۵۵۵ھ م ۱۱۶۰ء مین خلیفہ ہوا اور بارہ سال حکومت کی

پھر اسکا بیٹا المستضی بنور اللہ حسن ۵۶۶ھ م ۱۱۷۰ء مین خلیفہ ہوا اور نو سال سات مہینے حکومت کی۔

پھر اسکے اس کا بیٹا الناصر لدین اللہ احمد ۵۷۵ھ م ۱۱۸۰ء مین خلیفہ ہوا اور چھیالیس ۴۶ سال حکومت صد ۴۶۳
کی اور مرگیا۔ اسکے زمانہ مین ایوبی اکراد کی سلطنت مصر مین قائم ہوئی اور سلطان صلاح الدین اور اہل افرنج مین جنگ ہوئی اور اسنے اورشلیم یعنی بیت المقدس کو عیسائیون کے قبضہ سے چھین لیا۔ اس عرصہ مین ہی تاتاریون کے ظہور کے سبب سے مصیبت مین مبتلا ہوئے اور یہ آخری نکبت تھی۔

اس کے بعد اسکا بیٹا الظاہر باللہ محمد ۶۲۳ھ م مطابق ۱۲۲۵ء مین خلیفہ ہوا ایک سال بھی پورا نہین ہوا کہ اسکی موت ہوگئی۔

اسکی بجائے اسکا بیٹا المستنصر باللہ المنصور ۶۲۳ھ م ۱۲۲۶ء مین خلیفہ ہوا اور سترہ سال

حکومت کرکے مرگیا اس کے زمانہ مین تاتاری پھیلے اور اُنکی قوت بڑھگئی اور اُنکی لوٹ مار بغداد کے اطراف مین بہت ہوگئی۔

اس کے بعد اس کا بیٹا المستعصم باللہ عبداللہ سنہ ۶۴۰ھ سنہ ۱۲۴۳ء مین خلیفہ ہوا پندرہ سال خلیفہ رہا۔ اس خلیفہ کی رائے اور تدبیر ناقص تھی اسنے اپنی فوجون کو توڑدیا اور مؤید الدین علقمی کو اپنا وزیر بنایا اور مؤید الدین اسمعیلی مذہب کا تھا شیخ شمس الدین بن الکوفی واعظ اسکی نسبت کہتا ہے۔

بعصبۃ الاسلام نوحی والطمی — حزنا علی ماحل بالمستعصم

ذئب الوزارۃ کان قبل زمانہ — لابن الفرات فصار لابن العلقمی[1]

کہا جاتا ہے کہ اس وزیر نے ہلاکو ملک تاتار کو سازش سے بغداد پر چڑھائی کرنے کے لئے آمادہ کیا یہانتک کہ وہ بغداد آیا اور اُسکو فتح کیا اور مال واسباب کو لوٹا اور اہل شہر کو قتل کیا اور نیز اس نے اس خلیفہ کو سنہ ۶۵۶ھ سنہ ۱۲۵۸ء مین قتل کیا اس کے بعد عباسیون مین سے کوئی خلیفہ نہین ہوا۔

اس مجوسی ظالم بادشاہ کے مظالم سے یہ بھی ایک واقعہ ہے کہ جب اُسنے بغداد کے تمام مدارس کو ویران اور تباہ کیا تو اُسنے عمدہ اور نفیس کتابون کو نہر دجلہ مین بہادیا۔

اس شاہی خاندان مین سے جو لوگ باقی رہگئے تھے وہ اس وقت ملک مصر کو جانے پر مجبور ہوئے اور جب یہ وہان گئے تو ترکیون نے جو ایوبی کردیون کے غلام تھے اُنکی تعظیم کی اور یہ وہ ترک تھے جن کو اُن کے سیدون (مالکون) نے مصر پر قبضہ پانے سے تھوڑے ہی زمانہ پیشتر انکو خلیفہ بنایا تھا جیسا کہ اس امر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور وہ اس کے بعد یکے بعد دیگرے اپنے کو خلیفہ کے نام سے موسوم کرتے رہے۔ اور اس طرح سے دوسو اکیانوے سال کے عرصہ مین سترہ خلیفہ ہوئے اور انہون نے اس عرصہ مین اُن سلاطین سے اقسام کی تقدیم اور تاخیر اور تعظیم و تحقیر دیکھی یہان تک کہ جب آخر مین المتوکل علی اللہ محمد بن المستمسک باللہ یعقوب خلیفہ ہوا تو قسطنطنیہ مین اس سے بیعت کی گئی اور متوکل علی اللہ قسطنطنیہ کو سلطان سلیم عثمانی فاتح مصر کے ساتھ گیا تھا پھر مصر کو آیا اور اپنے زمانہ وفات یعنی سنہ ۹۵۰ھ سنہ ۱۵۴۳ء تک یہین رہا اور اسکے بعد سے عباسیون کی خلافت دنیا سے نابود ہوگئی اور اس زمانہ مین بھی جو نہی وہ برائے نام تھی۔ ص ۴۶۴

بعد اس کے کہ بغداد مین عباسیون کی دولت کا آفتاب منکسف ہوا اور اس دور دراز کنارہ سے جاکر

---

[1] ترجمہ۔ ای اسلام کے حامی مستعصم باللہ پر جو تباہی آئی ہے اس کے رنج وغم مین رو اور ماتم کر۔ اس سے قبل وزارت کا بھیڑیا ابن فرات کے پاس تھا اب وہ ابن علقمی کا ہوگیا۔ مترجم

مصر مین غروب ہوا تو معارف اور علوم کے ستارے جو اُن کے آخری زمانہ مین ان حوادث کے بادلون مین چھپے ہوئے تھے اوج وجود سے عدم کی پستی مین گر پڑے اور زمین عراق عمدہ اور نفیس چیزون سے خالی ہوگئی اور ان باعظمت خلفاء نے جن مکاتب اور مدارس کی بنیاد ڈالی تھی وہ ویران ہوگئے۔ حاصل کلام اس کے بعد صاحب اجتہاد اور ارباب معارف کی ہمتین اور رغبتین ان علوم وفنون کی طرف سے رک گئین کیونکہ انکی مالی مدد اور قدر کرنے والا کوئی شخص باقی نہین رہا جیسا کہ خلفاء سے مذکور انکی تائید کیا کرتے تھے اور اُنکو بیش بہا تحائف دیتے تھے خواہ وہ ذی علم اور صاحب ہنر اُن کے ملک کا باشندہ ہو یا غیر ملک کا اور اس کے بعد ان مشرقی ممالک مین کوئی شخص ان علوم کا راغب اور طالب باقی نہین رہا۔ اور اس سے کچھ مدت پیشتر اسپین اور افریقہ مین بھی یہی حال ہوا کہ بلکہ یہان تو طالب اور مطلوب دونون مفقود ہوگئے اور عربون نے ان علوم وفنون کو اسی حالت پر چھوڑ دیا کیونکہ اس سے قبل انکی عادت تھی کہ وہ علوم وفنون پر بحث کرتے تھے اور اس طریقہ سے اس علم وفن کا اصل جوہر دریافت کرتے تھے اور اس سبب سے انکی جماعتین متفرق اور پراگندہ ہوگئین اور اُن کے خالی ہونے سے عقلون مین قصور آگیا اور وہ اعمال اور صنائع مین سبقت کرنے سے باز رہ گئے۔ بلکہ اُن مین سے اکثر نوجوان خرافات کتابون کے مطالعہ مین مصروف ہوئے جیسے کہ سندباد بحری کی حکایت اور مکار دلال کی حکایت یا انہون نے عمداً اپنی اوقات عزیز کو عنترہ کے قصہ کے سننے مین اور الف لیلہ کی بیہودہ ہنسی مذاق کی کہانیون کی سننے مین برباد کیا اگر وہ اس بات کی حفاظت کرتے کہ پیشتر اُن مین علمی بزرگی کیسی تھی تو البتہ وہ ان چیزون سے نفرت کرتے اور اگر وہ عقل مند اور خبردار ہوتے تو اس جگہ ہمارے کلام کا خاتمہ انکی بزرگی پر ہوتا جو حقیقت مین یہ بزرگی انہین سے شروع ہوئی اور اگر وہ اسی حالت پر رہتے تو ہم یہ کہہ سکتے تھے کہ یہ بزرگی انہین پر ختم بھی ہوئی۔

تمت بالخیر